تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد پنجم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

عمر بن عبد العزیزؒ سے مروان ثانی تک

حصہ اول

(۹۹ھ تا ۱۳۲ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی

جس میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دورِ حکومت کے مکمل حالات، اموی خلفاء کی لغزشوں کے ردعمل کا ظہور، ابو مسلم خراسانی کی تحریک نمایاں، بنو امیہ اور بنو عباس کے نسلی تعصبات اور اموی دورِ حکومت کے خاتمے کے حالات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے

اردو ترجمے کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت ناشر

تصحیح و ترتیب و تبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ______ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ______ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: ______ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ______ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن: ______ آفسٹ

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

اموی دورِ حکومت کا زوال

از

محمد اقبال سلیم گاہندری

[illegible] سال کے بعد [illegible] وفات [illegible]
[illegible] انقلاب [illegible]
[illegible] وفات [illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیز [illegible]

[illegible]

اسلام [illegible]

[illegible]

آپ [illegible]

لیے گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور کے [illegible] کے لیے [illegible] اگرچہ [illegible]

[illegible] ہیں۔

[illegible] میں کامیاب ہوں گے۔

وما توفیقی الا باللہ

* * *

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
باب ۱		حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا		یزید بن مہلب کی اسیری	۳۲
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	۲۵	خطبہ	"	مخلد بن یزید کی حضرت عمرؒ سے	
واقعہ کی تفصیلات	"	عبدالعزیز بن ولید کا اعلان خلافت	"	عبدالعزیزؒ سے درخواست	"
سلیمان بن عبدالملک کا استخارہ	"	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا اظہار		مخلد بن یزید کی تجویز	"
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی		عبدالعزیز بن ولید کو تنبیہ	"	یزید بن مہلب کی ادائیگی کا وعدہ	"
نامزدگی	"	عبدالعزیز بن ولید کی اطاعت	۲۹	یزید بن مہلب کی رہائی	۳۳
یزید بن عبدالملک کی ولی عہدی	"	مسلمہ بن عبدالملک کو مراجعت کا حکم	"	یزید بن مہلب کی گرفتاری کی وجوہ	
ہشام بن عبدالملک کا غصہ	۲۶	زوال کا آغاز	"	روایات	"
آل عبدالملک سے قرابت	"	اسیر بنی یزید کی رہائی	"	جراح بن عبداللہ کی برطرفی	"
سلیمان کے بیٹے کی نجات	"	۱۰۰ھ کے واقعات	۳۰	ابو مجلز	"
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی		خوارج کی شورش	"	جراح اور ابو مجلز کی گفتگو	"
بار خلافت کا بوجھ سے بچنے کی خواہش	"	شوذب خارجی کی بغاوت	"	خط کا جواب	۳۴
ہشام بن عبدالملک کی رہائی کی		عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو ہدایات	"	خراسان کا وفد اور حضرت عمر بن	
سے درخواست	"	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا خط		عبدالعزیزؒ	"
سلیمان بن عبدالملک کی وفات	۲۷	بسطام کو پیغام	"	نو مسلموں سے جزیہ وصول کرنے کی	
عام رجحان آل سلیمان سے بیعت	"	بسطام کا رقعہ	۳۱	ممانعت	"
ہشام بن عبدالملک کی مخالفت		رقعہ دیکھ کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ		جراح اور یحییٰ بن حضین	۳۵
اور بیعت	"	بسطام سے گفتگو	"	جراح کی خراسان سے واپسی	"
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بیعت		آل مروان کا خوف	"	خراسان میں عبدالرحمٰن بن نعیم کی	
عامہ	۲۸	یزید بن مہلب کی گرفتاری	"	امارت	"
سلیمان بن عبدالملک کی تدفین	"	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا برتاؤ اور یزید		عدی کا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو	
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا پہلا		بن مہلب	"	خط	"
مکان میں قیام	"	یزید بن مہلب سے مال کی طلبی	۳۲	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات	

جراح کو ہدایات	”	فرمان بنام المیمونی کی دعوت	”	کا تقرر	”
جراح سے آزادی کی ادائیگی	”	عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام فرمان	”	نیزی کے مقدمے میں ابوبکر بن محمد کی	
جراح بن عبداللہ کی معزولی	۳۶	سلیمان بن ابی السری کو ہدایات	”	ظلم	”
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور		وفد اہل سمرقند کی حضرت عمر بن		ابن حیان کی ابوبکر بن محمد کے خلاف	
ابو مجلز کی گفتگو	”	عبدالعزیزؒ سے شکایات	”	شکایات	۴۷
ابو مجلز کی عبدالرحمٰن بن نعیم کے متعلق		اہل سمرقند کے متعلق حضرت عمر بن		ابن حیان کا انتقام	”
رائے	”	عبدالعزیزؒ کا فرمان	”	عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی خوارج پر	
امارت خراسان پر عبدالرحمٰن بن نعیم		اہل سغد کا فیصلہ	”	فوج کشی	”
کا تقرر	”	علاقہ ماوراء النہر کے مسلمانوں کو واپسی		محمد بن جریر کا خوارج پر حملہ و پسپائی	۴۸
عبدالرحمٰن بن نعیم کو ہدایت	”	کا حکم	”	شوذب خارجی کے قاصدوں کی	
محمد بن علی بن عبداللہ	۳۷	عقبہ بن زرعہ الطائی کے نام فرمان	۴۲	واپسی	”
محمد بن علی کی جماعت	”	عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کے نام فرمان	”	تمیم بن الحباب اور خوارج کی جنگ	”
امیر حج ابوبکر بن محمد انصاری	”	وظائف کی تقسیم	”	نجدہ اور شیبانی خوارج سے جنگ	
۱۰۰ھ کے واقعات	۳۸	اہل خراسان کے نام فرمان	۴۳	اور شکست	”
یزید بن مہلب کا فرار	”	ابو مجلز سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ		کعب بن عمر کی خوارج پر فوج کشی	”
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی		کی گفتگو	”	شوذب خارجی کا اپنی جماعت سے	
علالت	”	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا		خطاب	۴۹
یزید بن مہلب کا حضرت عمر بن		آخری خطبہ	”	شوذب خارجی اور اس کی جماعت کا	
عبدالعزیزؒ کے نام خط	”	تعزیت نامہ	۴۴	خاتمہ	”
ہذیل بن زفر کا یزید بن مہلب سے		حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے		یزید بن مہلب کی بغاوت	”
حسن سلوک	”	چند نصائح	”	یزید بن مہلب کے خاندان کی اسیری	”
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی		غیر مسلموں کے متعلق ہدایت	۴۵	یزید بن مہلب کی بصرہ پر فوج کشی	۵۰
وفات	۳۹	ترجمہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا		عدی اور مصاحب	”
مدت خلافت	”	بیان	”	عدی بن ارطاۃ کے فوجی دستے	”
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی عمر	”	باب ۲		یزید بن مہلب کی بصرہ آمد	۵۱
کی صحیح تاریخ	”	یزید بن عبدالملک	۴۶	یزید بن مہلب کی جانب اہل بصرہ کا	
یزید بن مہلب کے نام فرمان	۴۰	ابوبکر بن محمد کی معزولی	”	میلان	”
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے		امارت مدینہ پر عبدالرحمٰن بن ضحاک		عمران بن عامر کی یزید بن مہلب کی	

[illegible] 〃
یزید بن مہلب اور عدی بن [illegible] 〃
یزید بن مہلب نے [illegible] کی
[illegible] ۵۲
عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری 〃
عدی بن ارطاۃ اور یزید بن مہلب کی
گفتگو 〃
عدی بن ارطاۃ کی اسیری ۵۳
امیر [illegible] کی [illegible] 〃
امیر [illegible] اور یزید بن مہلب
[illegible] 〃
[illegible] ۵۴
مسلمہ بن عبد الملک [illegible] 〃
عبد الرحمن [illegible] بن عبد الملک سے
[illegible]
[illegible] بن عبد الرحمن اور خالد بن
یزید کی گرفتاری 〃
[illegible] ۵۵
یزید بن مہلب کا [illegible] 〃
مدرک بن مہلب کی [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] مدرک بن مہلب سے گفتگو ۵۶
یزید بن مہلب کا [illegible]
خطاب 〃
یزید بن مہلب کی حسن بصری [illegible] کی
مخالفت 〃
حسن بصری [illegible] کے [illegible] کے
[illegible] ۵۷

یزید بن مہلب کی [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible]
[illegible] ۵۸
[illegible] 〃
[illegible] 〃
یزید بن مہلب کی [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] بن مہلب کی [illegible] ۵۹
[illegible] بن مہلب کی [illegible]
مفضل بن مہلب کی [illegible] 〃
[illegible] 〃
یزید بن مہلب [illegible] ۶۰
[illegible] یزید بن مہلب کی [illegible]
یزید بن مہلب کی [illegible] 〃
[illegible]
[illegible] 〃
[illegible] بن عبد الرحمن [illegible] ۶۱
یزید بن مہلب کا [illegible] 〃
[illegible] 〃
حضرت حسن بصری [illegible] یزید بن 〃
مہلب کے [illegible] ۶۲
[illegible] بن مہلب کی حضرت حسن
بصری [illegible] 〃
حضرت حسن بصری [illegible]
[illegible] 〃
[illegible] حضرت حسن بصری [illegible]
[illegible] ۶۳

[illegible] بن عبد الملک کی [illegible] 〃
یزید بن مہلب کی [illegible] 〃
[illegible] بن مہلب [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] 〃
یزید بن مہلب اور یزید بن [illegible]
گفتگو ۶۴
یزید بن مہلب [illegible] کی [illegible] 〃
یزید بن مہلب کی [illegible] 〃
[illegible] یزید بن مہلب [illegible]
[illegible] ۶۵
[illegible] بن مہلب [illegible] 〃
[illegible] 〃
یزید بن مہلب کا [illegible] 〃
یزید بن مہلب [illegible] ۶۶
مفضل بن مہلب کی [illegible] 〃
مفضل کی [illegible] 〃
مفضل کی [illegible] 〃
[illegible] 〃
[illegible] ۶۷
[illegible] 〃
[illegible] یزید بن مہلب [illegible] ۶۸
[illegible] 〃
[illegible] یزید بن مہلب اور مفضل
[illegible] 〃
یزید بن مہلب کی [illegible]
[illegible] 〃
[illegible] 〃

مفضل بن مہلب [illegible]	٦٩	قتیبہ [illegible] سے خطاب	//	خراسان [illegible]	
[illegible] کا مفضل بن مہلب پر [illegible]	//	قتیبہ [illegible]	٧٥	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible] عبدالملک بن [illegible]		[illegible]	٨٢
[illegible]		قتل	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	٧٠	قتیبہ کی [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	قتیبہ بن [illegible]	٧٦	[illegible]	٨٣
[illegible] مہلب کا [illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible] مہلب کی [illegible]	//	[illegible]	٧٧	[illegible]	//
[illegible]	—	[illegible]	//	[illegible]	//
خراسان [illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	٨۴
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	٧٨	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	٨٥
[illegible]	٧١	[illegible]	//	ترکوں [illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]		ترکوں [illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	٧٩	ترکوں [illegible]	//
[illegible]	—	[illegible]		[illegible]	٨٦
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	٧٢	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	٨٠	[illegible]	٨٧
[illegible]	٧٣	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	٨١	[illegible]	٨٨

مال غنیمت کی تقسیم 〃
ثابت بن قطنہ کے اشعار 〃
[illegible] 〃
دیواشتی کا [illegible] ۸۹
حرشی کی دیواشتی سے مصالحت 〃
اہل کش کی اطاعت 〃
سورہ بن الحر کی برطرفی 〃
قصر [illegible] کی تعمیر 〃
مسعود کا قتل ۹۰
حضرت فاطمہ بنت امام حسین سے
کی ابن ضحاک کے خلاف شکایت 〃
یزید بن عبدالملک اور ابن ہرمز ۹۱
قاصد حضرت فاطمہ بنت امام حسین
[illegible] 〃
عبدالرحمن بن ضحاک کی معزولی 〃
ابن ضحاک کی مسلمہ بن عبدالملک
سے درخواست امان 〃
عبدالرحمن بن ضحاک کا انجام 〃
امام زہری کا ابن ضحاک کے متعلق
بیان ۹۲
خجندہ کے قلعوں کی تسخیر 〃
[illegible] 〃
حرشی کے خلاف تحقیقات 〃
حرشی کی معزولی ۹۳
حرشی پر عتاب 〃
حرشی کی برطرفی کا سبب 〃
حرشی کی معقل سے [illegible] 〃
ابن ہبیرہ اور حرشی ۹۴
ابن ہبیرہ سے حرشی کے متعلق سوال
کی گفتگو 〃
معقل کی حرشی سے بدگمانی 〃
معقل کے خلاف حرشی کی [illegible]
کارروائی 〃
مسلم بن سعید بن اسلم ۹۵
[illegible] مسلم بن سعید کا تقرر 〃
مسلم بن سعید کی خراسان میں آمد 〃
حرشی کی گرفتاری ۹۶
ابن ہبیرہ کو حکم 〃
سرکاری واجبات کے متعلق مسلم کو
تحریر 〃
[illegible] 〃
امیر حج عبدالواحد بن عبداللہ النضری ۹۷
۱۰۵ھ کے واقعات ۹۸
جراح بن عبداللہ کا لان پر جہاد 〃
مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی 〃
مسلم بن سعید کی شہر افشین سے
مصالحت 〃
یزید بن عبدالملک کی وفات 〃
یزید کی مدت حکومت 〃
یزید بن عبدالملک کی موت پر [illegible]
کے اشعار ۹۹
یزید بن عبدالملک اور حبابہ 〃
حبابہ کا انتقال ۱۰۰
باب ۳
ہشام بن عبدالملک ۱۰۱
[illegible] ہشام کا انتخاب 〃
ہشام بن عبدالملک کی دمشق میں آمد 〃
عمر بن ہبیرہ کی معزولی 〃
امیر حج ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل 〃
عمر بن یزید کی ابن ہبیرہ سے ملاقات 〃
یزید بن عبداللہ و خالد بن عبداللہ القسری 〃
حکومت عراق پر خالد بن عبداللہ
القسری کا تقرر ۱۰۲
زیاد بن عبداللہ کی روانگی ۱۰۳
زیاد بن عبداللہ بحیثیت عامل رے 〃
زیاد بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ ۱۰۴
خطاب 〃
۱۰۶ھ کے واقعات 〃
عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی برطرفی 〃
حجاج بن عبدالملک کی لان پر فوج کشی 〃
سالم بن عبداللہ کی وفات 〃
مضری اور یمنی عربوں کی باہمی عداوت ۱۰۵
نصر بن سیار اور عمرو بن مسلم 〃
عمرو بن مسلم کا نصر بن سیار پر حملہ 〃
عمرو بن مسلم کی شکست و اہانت ۱۰۶
معرکہ بروقان 〃
مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی 〃
مسلم بن سعید کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی
[illegible] ۱۰۷
مسلم بن سعید کی فرغانہ میں آمد 〃
عبیداللہ بن ابی عبداللہ کا ترکوں پر حملہ 〃
محمد بن مالک کی علمبرداری 〃
مجاہدین کی پسپائی و مراجعت ۱۰۸
حمید بن عبداللہ کا ترکوں پر حملہ 〃

قتیبہ بن مسلم باہلی کا نسب //
عمر بن ہبیرہ اور نصر بن ... کی مخالفت ۔
عمر بن ہبیرہ اور حسن بصری کی روایات ۱۰۹
امیر حج ... //
... ایمان ... //
ہشام بن عبدالملک اور سعید بن عبداللہ کی گفتگو //
ابوہاشم بن محمد کی ہشام سے ملاقات ۱۱۰
امارت خراسان پر اسد بن عبداللہ کا تقرر //
عبدالرحمن بن نعیم کی ... ۱۱۱
عبدالرحمن بن نعیم کی مراجعت //
حسن بن ابی العمرطہ کا معرکہ //
حسن بن ابی العمرطہ پر تنبیہ ۱۱۲
سمرقند کی امارت ... کی بابت
عمال //
۱۰۷ھ کے واقعات //
معاویہ بن ہشام کی جزیرہ میں آمد //
ابو عکرمہ اور اس کے ساتھیوں کا انجام ۱۱۳
مسلم بن سعید سے حسن سلوک //
... کا قبول اسلام //
اسد بن عبداللہ کی غور پر فوج کشی //
... کی فتح کی بابت ... //
امیر حج ابراہیم بن ہشام ۱۱۴
۱۰۸ھ کے واقعات //
مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات //
... کا انجام //
اسد بن عبداللہ کی ختل پر فوج کشی //
اسد بن عبداللہ کی مراجعت ۔
اسد بن عبداللہ کا ... ۱۱۵
... کی شکست //
اسد کی ... //
امیر حج ابراہیم بن ہشام ۱۱۶
۱۰۹ھ کے واقعات //
عبداللہ بن عقبہ کا بحری جہاد //
عمر بن یزید اسیدی کا قتل //
اسد بن عبداللہ کی معزولی //
اسد بن عبداللہ کا خطبہ ... ۱۱۷
... کی جنگ ۱۱۸
نصر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی روانگی مرو //
اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ سے خطاب //
زیاد ابو محمد داعی بنی عباس //
زیاد ابو محمد ... ۱۱۹
زیاد ابو محمد کی ... //
زیاد اور اس کی جماعت کا قتل //
زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق
... روایت //
... اور ... ۱۲۰
امارت خراسان پر اشرس بن عبداللہ کا تقرر //
اشرس اور حیان ... کی گفتگو //
... کا بیان ۱۲۱
امیر حج ابراہیم بن ہشام والی //
۱۱۰ھ کے واقعات //
مسلمہ بن عبدالملک اور خاقان کی جنگ //
اہل سمرقند و ماوراء النہر کو دعوت اسلام //
ابو الصیداء ... ۱۲۲
اہل سمرقند کا قبول اسلام //
نومسلموں سے جزیہ کا مطالبہ //
ابو الصیداء کی گرفتاری ۱۲۳
... کی بابت //
نصر بن سیار کا ... سے ... سلوک //
اشرس کی آمل میں آمد //
اشرس اور ترکوں کی جنگ ۱۲۴
... کی ... //
ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ //
... البنانی کا بیان ۱۲۵
... البنانی کی شہادت //
ثابت بن قطنہ کی شہادت //
کمرجہ کی ... ۱۲۶
کمرجہ کی ... کی وجہ //
اشرس کا ... میں قیام //
... مسلمانوں کا محاصرہ //
ترکوں کا ... ۱۲۷
... کی ... //
... کی ... //
... کی تجویز ۱۲۸
... کی تجویز کی مخالفت //
مسلمان قیدیوں کے زرفدیہ کی پیشکش //

[illegible]

عبدالوہاب بن بخت کی شہادت	״	حارث بن سریج کا مرو پر حملہ	״	امیر حج خالد بن عبدالملک بحال	״
مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات	״	محمد بن مسلم کی غارت	״	بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری	״
بنی عباس کے داعیوں کی خراسان میں		حارث و عاصم کی جنگ	۱۵۷	عمار بن یزید کا قتل	״
آمد	۱۵۱	حارث بن سریج کی شکست و فرار	״	موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کا	
امیر حج سلیمان بن ہشام	״	امیر حج ولید بن یزید بحال	״	انجام	۱۶۴
۱۱۴ھ کے واقعات	״	۱۱۷ھ کے واقعات	״	۱۱۸ھ کے واقعات	״
قسطنطین کی گرفتاری	״	رومی علاقوں پر فوج کشی	״	خداش کی گمراہ دعوت	״
ابراہیم بن ہشام کی معزولی	״	عاصم بن عبداللہ کی معزولی	۱۵۸	خداش کا انجام	۱۶۵
امیر حج محمد بن ہشام مخزومی	״	عاصم بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط	״	قلعہ تبوشکان کی فتح	״
۱۱۵ھ کے واقعات	۱۵۲	حارث بن سریج اور عاصم میں صلح		اسد بن عبداللہ کی انتقامی کارروائی	״
امیر حج محمد بن ہشام بحال	״	معرکہ راتیہ	״	بشر بن انیف کی اہل کافت سے غداری	״
خراسان میں قحط	״	عاصم کو سلیمان کا مشورہ	״	کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب	۱۶۶
۱۱۶ھ کے واقعات	״	عاصم کے نقیب کا اعلان	۱۵۹	تعمیر بلخ کا اہتمام	״
جنید کی معزولی کی وجہ	״	ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ	״	خالد بن عبدالملک بن حارث کی	
امارت خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا		ایک شامی کا حارث پر حملہ		معزولی	۱۶۷
تقرر	۱۵۳	یحییٰ بن حضین	۱۶۰	علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال	״
جنید بن عبدالرحمن کا انتقال	״	اسد بن عبداللہ کا خالد کے نام خط	״	امیر حج محمد بن ہشام بحال	״
جنید کے حال پر جریر شعر	״	عاصم بن عبداللہ کی گرفتاری	״	باب ۵	
حارث بن سریج کی بغاوت	״	اسد بن عبداللہ کی آمل پر فوج کشی	״	اسد اور خاقان کا معرکہ عظیم	۱۶۸
حارث بن سریج کا بلخ پر قبضہ	۱۵۴	اہل آمل کی اطاعت	۱۶۱	۱۱۹ھ کے واقعات	״
تجیبی کا قتل	״	اسد بن عبداللہ کی روانگی ترمذ	״	ولید بن القعقاع کا جہاد	״
حارث کی جوزجان میں آمد	״	حارث کا محاصرہ ترمذ	״	اسد بن عبداللہ اور خاقان	״
حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی	۱۵۵	سبل کی حارث سے علیحدگی	״	خاقان کی جنگ کی تیاری	״
عاصم کا مرو کو چھوڑنے کا ارادہ	״	اسد بن عبداللہ اور ابوالعمر کی جنگ	״	ابن السائجی کی اسد بن عبداللہ سے	۱۷۰
طلاق کی شرط پر بیعت	״	اہل ترمذ کی شکست و فرار	״	درخواست	״
حارث بن سریج کی جماعت	״	اسد بن عبداللہ کا ہیثم الشیبانی کو پیغام	״	مال و متاع کی روانگی	۱۶۹
پلوں کا انہدام	۱۵۶	اسد بن عبداللہ کی ہیثم کو امان	۱۶۲	سعد کی شہادت کی افواہ	״
محمد بن مثنیٰ اور حارث میں معرکہ	״	اسد کا بلخ میں قیام	״	داؤد اور درواصل	״

[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//
[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]		[illegible]	۱۸۵
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//
[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	۱۸۶
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	۱۸۷
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۱۸۰	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۱۸۸
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۸۰	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۱۸۹
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible]	//	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]		[illegible]	
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اسد بن عبداللہ کی پیش قدمی ۱۹۱
اسد بن عبداللہ پر حملہ کی تجویز ٫٫
اسد بن عبداللہ کی پشیمانی ۱۹۲
بدر طرخان کا قتل ٫٫
[illegible] ٫٫
اسماعیل بن طبیب [illegible] ۱۹۳
عمرو بن طریب خارجی کا خروج ٫٫
امیر ختل ابو ثابت کا اسد بن [illegible] ٫٫
۱۲۰ھ کے واقعات ۱۹۴
فتح [illegible] ٫٫
[illegible] پر اسد بن عبداللہ کے لیے تحائف ٫٫
رئیس ہرات کی تقریر ٫٫
[illegible] کے تحائف کی تقسیم ۱۹۵
اسد بن عبداللہ کا انتقال ٫٫
خراسان پر جعفر بن حنظلہ [illegible]
[illegible] کی ترک سے ملاقات ۱۹۶
محمد بن علی کی [illegible] ٫٫
بکیر بن ماہان [illegible] ٫٫
خالد بن عبداللہ اور حسان النبطی میں کشیدگی ٫٫
حسان النبطی کی ہشام سے خالد کی شکایت ۱۹۷
خالد بن عبداللہ کا ایک [illegible] ٫٫
ابن عمرو کی اہانت ٫٫
ہشام کا خالد کے نام اہانت آمیز خط ٫٫
ہشام اور ابن عمرو کے [illegible] ۱۹۸
خالد بن عبداللہ کے خلاف ہشام سے شکایات ۲۰۰
خالد بن عبداللہ کی معزولی کا فیصلہ ٫٫
یوسف بن عمر کو عراق جانے کا حکم ۲۰۱
یوسف بن عمر [illegible] ٫٫
خالد بن عبداللہ اور طارق [illegible] ٫٫
گرفتاری ٫٫
ربیع بن [illegible] ٫٫
[illegible] کے نام خط ۲۰۲
طارق بن ابی زیاد [illegible] ٫٫
طارق بن ابی زیاد کا خالد بن عبداللہ کو مشورہ ٫٫
طارق بن ابی زیاد کی مراجعت ۲۰۳
یوسف کے قاصدوں کی [illegible] ٫٫
[illegible] بن یوسف کی [illegible] ٫٫
[illegible] ٫٫
حسن [illegible] کا بیان ۲۰۴
طارق بن ابی زیاد کی [illegible] ٫٫
طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری ٫٫
[illegible] کی روانگی ٫٫
یوسف بن عمر کا [illegible] سے خوف ۲۰۵
خالد بن عبداللہ کی گرفتاری [illegible] ٫٫
ابان بن الولید کی ضمانت سے دستبرداری ٫٫
خالد بن عبداللہ کی دولت [illegible] ٫٫
عریان بن [illegible] خالد کا [illegible] ۲۰۶
خالد بن عبداللہ [illegible] ٫٫
[illegible] بن ابی بردہ کی [illegible] عبداللہ سے درخواست ۲۰۷
بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ ٫٫
جعفر بن [illegible] ۲۰۸
[illegible] ٫٫

باب ۹

نصر بن سیار ۲۰۹
[illegible] ٫٫
نصر بن سیار [illegible] ٫٫
[illegible] ٫٫
[illegible] ٫٫
یوسف بن عمر [illegible] ۲۱۰
[illegible] نصر بن سیار کے نام خط ۲۱۱
نصر بن سیار اور [illegible] ٫٫
نصر بن سیار کے [illegible] ٫٫
نصر بن سیار کی تقریر ۲۱۲
[illegible] محمد بن [illegible] ٫٫
۱۲۱ھ کے واقعات ٫٫
فتح [illegible] ٫٫
زید بن علی بن حسین [illegible] ٫٫
[illegible] ۲۱۳
[illegible] ٫٫
[illegible] ٫٫
زید بن علی کی [illegible] ٫٫
زید بن علی کا عراق [illegible] ۲۱۴
زید بن علی کی [illegible] ٫٫

زید بن علی کی الزامات سے برأت	״	زید بن علی کی مراجعت کوفہ	״	سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی	
زید بن علی اور جعفر بن حسن بن حسن		سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ	״	گفتگو	״
حسن بن علی کے صدقہ پر نزاع	٢١٥	سلمہ بن کہیل کی روانگی یمامہ	״	شاہ فرغانہ سے مصالحت	٢٢٩
زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں		عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت	٢٢١	مادر شاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو	״
تکرار	״	زید بن علی کے متعلق ہشام کا یوسف		امیر حج محمد بن ہشام بن اسماعیل	٢٣٠
عبداللہ بن حسن اور زید بن علی میں		کے نام خط	״	۱۲۲ھ کے واقعات	״
مصالحت	״	زید بن علی کی بیعت	٢٢٢	زید بن علی کا خروج	٢٣١
زید بن علی اور خالد بن عبدالملک میں		بنت عبداللہ بن ابی العنبس سے زید		زید بن علی کی حضرت ابوبکرؓ و حضرت	
نوک جھونک	٢١٦	بن علی کا نکاح	״	عمرؓ کے متعلق رائے	״
زید بن علی کی شکایت و [illegible]	״	زید بن علی کی بیعت کی شرائط	٢٢٣	کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی	״
زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست		نصر بن سیار کا اہل مرو سے خطاب	״	جعفر بن محمد بن علی	״
برداری	״	اہل مرو کا ادائیگی خراج	״	اہل کوفہ کی مسجد اعظم میں محصوری	״
عمرو بن حزم انصاری کی دروغ گوئی	״	نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش		قاسم تنعی کا قتل	٢٣٢
ابن واقد بن عبداللہ بن عمر کی ترجمانی		قدمی	٢٢٥	[illegible]	״
حمایت	٢١٧	کورصول کا تجسس	״	زید بن علی کے ساتھیوں کی تعداد	״
زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی		عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالہ پر		نصر بن خزیمہ کا عمرو بن عبدالرحمن پر	
ملاقات	״	حملہ	״	حملہ	٢٣٣
زید بن علی کی ہشام بن عبدالملک کو دھمکی	״	کورصول کی گرفتاری	״	زید بن علی کا شامی دستہ پر حملہ	״
زید بن علی کا کوفہ میں قیام	٢١٨	کورصول کا قتل	٢٢٦	زید بن علی اور نائل بن فروہ	״
زید بن علی کی کوفہ سے روانگی و مراجعت	״	کورصول کی لاش کا انجام	״	زید بن علی اور شامیوں میں جھڑپیں	״
یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے		حارث بن سریج پر حملہ کرنے کا حکم	״	زید بن علی کی مسجد اعظم کی جانب	
دست برداری	״	یحییٰ بن حضین کا نصر کو مشورہ	״	پیش قدمی	٢٣٤
ابو عبیدہ کا بیان	٢١٩	اخرم ترک کا قتل	٢٢٧	عبیداللہ بن عباس کا حملہ و پسپائی	״
یوسف بن عمر کا زید بن علی اور		بخارا خذاہ اور واصل بن عمرو کا قتل	״	زید بن علی اور ریان بن سلمہ میں جنگ	״
ساتھیوں سے حسن سلوک	״	نصر بن سیار کی روانگی شاش	٢٢٨	عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ	״
زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم	״	شاہ شاش کی نصر کی اطاعت	״	نصر بن خزیمہ کا قتل	٢٣٥
زید بن علی کی قادسیہ میں آمد	״	محمد بن مثنیٰ کی کارگذاری	״	شامی فوج کی پسپائی	״
داؤد بن علی کی کوفیوں کی مخالفت	٢٢٠	سلیمان بن صول کی اطاعت	״	زید بن علی کی جماعت پر تیر اندازی	״

زید بن علی کا خاتمہ	″	مسلمہ بن ہشام کی قیادت	۲۴۳	ہشام بن عبدالملک اور اعرابی	″
حفص بن ثابت کا بیان	۲۳۲	مغراء اور نصر بن سیار کے معاملات	″	ہشام کے آزاد غلام کا بیان	″
زید بن علی کی تدفین	″	بنی تمیم کی اعانت	″	ہشام بن عبدالملک اور ولید کا عتاب	″
یحییٰ بن زید کا امیر بنائے جانے کا قصہ	″	امیر حج یزید بن ہشام	″	ولید کی [illegible]	۲۴۹
یحییٰ بن زید کی رہائی کی تجویز	″	۱۲۴ھ کے واقعات	۲۴۴	ہشام بن عبدالملک اور زہری	″
زید بن علی اور ساتھیوں کے سروں کی		بکیر بن ماہان کی [illegible] سے ملاقات	″	عیاض بن منصور سے ہشام کا حسن	
قیمت	۲۳۷	ابو مسلم کی فروختگی	″	سلوک	″
زید بن علی کے متعلق دوسری روایت	″	تحریک خلافت بنی عباس کی	″	ہشام بن عبدالملک اور محمد بن زید بن	
زید بن علی کی نعش کا انجام	۲۳۸	ابو مسلم کی شہرت	″	عبداللہ	۲۵۰
یحییٰ بن زید کو عبدالملک بن بشر کی		امیر حج محمد بن ہشام	″	ہشام بن عبدالملک کا رصافہ میں قیام	″
امان	″	۱۲۵ھ کے واقعات	۲۴۵	ہشام اور سعدی خاتون	″
یحییٰ بن زید کی رہائی کا اعلان	۲۳۹	نعمان بن یزید کا جنازہ	″	معاویہ بن ہشام کی وفات	″
یوسف بن عمر کا لوگوں سے خطاب	″	ہشام کی مدت حکومت	″	یوسف بن عمر کا تحفہ	۲۵۱
کلثوم اور عبداللہ بطال کی شہادت	″	ہشام بن عبدالملک کی عادات	″	عمر بن علی کا بیان	″
امیر حج محمد بن ہشام	″	ہشام بن عبدالملک کی وفات	″	باب ۷	″
۱۲۳ھ کے واقعات	۲۴۰	ہشام بن عبدالملک کے حالات اور		ولید بن یزید بن عبدالملک	۲۵۲
اہل سغد اور نصر کی صلح	″	ذہانت	۲۴۶	یزید بن عبدالملک کا ہشام کو ولی	
نصر بن سیار کی حکمت عملی	″	ہشام کی کفایت شعاری	″	عہد بنانا	″
نصر بن سیار کی معزولی کی افواہ	″	ہشام بن عبدالملک کا عدل	″	ولید بن یزید کی شراب نوشی	″
مقاتل بن علی سعدی	۲۴۱	مسلمہ بن عبدالملک کو ولی عہد بنانے کی		مسلمہ بن ہشام کو ولی عہد بنانے کا	
مغراء کی سفارت	″	اجازت	″	منصوبہ	″
نصر بن سیار کے خلاف شکایت	″	بنی مروان کے لیے ہمدردی کا مظاہرہ	″	ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز	۲۵۳
اسمٰعیل کی نصر بن سیار کے متعلق رائے	″	ہشام کا [illegible] وضو کرنے سے		ہشام کی مسلمہ بن ہشام پر خفگی	″
ابراہیم بن بسام اور یوسف بن عمر	۲۴۲	انکار	۲۴۷	مسلمہ بن ہشام اور خالد بن عبداللہ	
مغراء کا نصر پر الزام	″	ہشام بن عبدالملک کا حسن انتظام	″	قسری	″
مغراء کے الزام کی تردید	″	ہشام بن عبدالملک اور غیلان	″	ولید بن یزید کی ہشام بن عبدالملک	
مغراء کا عراق میں قیام	″	ہشام کے ذاتی انتظام کا بیان	″	سے عداوت	۲۵۴
نصر بن سیار کا انتقام	″	ہشام بن عبدالملک کا علم	۲۴۸	ابن [illegible] کی ابیات	″

ولید بن یزید کا ہشام بن عبدالملک کے نام خط ″
ہشام بن عبدالملک اور ابو الزبیر کی گفتگو ۲۵۵
ہشام بن عبدالملک کا ولید کے نام خط ″
ولید بن یزید کے اشعار ۲۵۶
سالم بن عبدالرحمٰن کا تقرر ″
عیاض بن مسلم کی گرفتاری ۲۵۷
ہشام کے خاندان اور خدام کی گرفتاری ″
مروان بن محمد کا ولید بن یزید کے نام خط ″
سند اور شامیوں کے کاتب ۲۵۸
ولید کا آل حجاج سے حسن سلوک ۲۵۹
حکم اور عثمان کی ولی عہدی ″
یوسف بن عمر کا نصر بن سیار کے نام خط ″
ولید بن یزید کا نصر بن سیار کے نام فرمان ۲۶۰
نصر بن سیار کی طلبی ۲۶۳
ولید بن یزید کے لیے تحائف ″
ارزاق میں اضافہ ″
نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار ۲۶۵
نصر بن سیار کی عمال کو ہدایات ″
نصر بن سیار کی روانگی عراق ″
سلم بن احوز کا نصر کو مشورہ ″
ابراہیم اور محمد بن ہشام کا قتل ۲۶۶
اسد بن ہلال کا قبر میں جانے کا حکم ″
کمیت بن زید کی وفات ″
کمیت اور یوسف بن عمر ″

باب ۹

یحییٰ بن زید و خالد بن عبداللہ القسری ۲۶۷
حریش بن عمرو کی گرفتاری کا حکم ″
حریش بن عمرو کی گرفتاری ″
یحییٰ بن زید کی گرفتاری کا اعلان ″
یحییٰ بن زید کا حبس سے اخراج ″
ابو الفضل اور یحییٰ کی گفتگو ۲۶۸
عمرو بن زرارہ کو یحییٰ پر حملہ کرنے کا حکم ″
عمرو بن زرارہ اور یحییٰ بن زید کی جنگ ″
سلم بن احوز کا تعاقب ۲۶۹
یحییٰ بن زید کا قتل ″
خراش بن حوشب کا انجام ″
۱۲۶ھ کے واقعات ″
ولید بن یزید کے خلاف عام نفرت ″
سلیمان بن ہشام کی جلاوطنی ۲۷۰
عمر بن ولید کی آزردگی ″
سعید بن بیہس کی گرفتاری ″
ولید کی خالد بن عبداللہ سے ناراضگی ″
عمرو بن سعید اور یوسف بن عمر کی گفتگو ″
ولید بن یزید پر الزامات ″
عمرو بن شراحیل کا بیان ۲۷۱
خالد بن عبداللہ کی گرفتاری ″
یوسف بن عمر کی دمشق میں طلبی ″
حسان نبطی کا یوسف بن عمر کو مشورہ ″
یوسف بن عمر کی معافی ۲۷۲
خالد بن عبداللہ کا قتل ″
الولید بن یزید اور اہل یمن میں کشیدگی ″
آل قضاعہ کی یزید بن ولید سے بیعت ۲۷۳
یزید بن ولید سے اہل یمن کی درخواست ″
یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو ″
یزید بن ولید کی خفیہ بیعت ″
عباس بن ولید کی مخالفت ۲۷۴
عباس بن ولید کی یزید کو ہدایات ″
معاویہ بن عمرو کی ولید بن یزید سے گفتگو ″
مروان بن محمد کا سعید بن عبدالملک کے نام خط ″
عباس بن ولید کی یزید بن ولید کو دھمکی ۲۷۵
عباس بن ولید کا بنی مروان کو انتباہ ″
یزید بن ولید کی روانگی دمشق ۲۷۶
یزید بن ولید کی دمشق میں آمد ″
مسجد کے محافظوں کی گرفتاری ۲۷۷
یزید بن ولید کے عمال کی گرفتاری ″
یزید بن ولید کا اسلحہ پر قبضہ ″
یزید بن ولید کے ساتھیوں کا [illegible] اجتماع ۲۷۸
عبدالملک بن محمد کی اطاعت ″
عبدالعزیز بن الحجاج کو باب الجابیہ پر قیام کا حکم ″
یزید بن ولید کے فوجی دستوں کی ترتیب ۲۷۹
ابو محمد بن عبداللہ کی یزید کی اطاعت ″

عباس بن ولید کا یزید بن ولید کو مشورہ
اہل [illegible] کی [illegible]
[illegible] ٢٨٠
عبدالعزیز بن حجاج اور ولید کے [illegible]
[illegible] //
عباس بن ولید کا [illegible] //
عبدالعزیز بن حجاج [illegible] //
[illegible] ٢٨
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
ولید بن یزید کی [illegible] //
ولید بن یزید اور یزید بن [illegible] کی
[illegible]
ولید بن یزید کا قتل ٢٨٣
[illegible] اور یزید بن [illegible] کی
[illegible]
[illegible] //
[illegible] سے [illegible] جنگ کرنے
[illegible] ٢٩٠
[illegible] //
عبدالرحمن بن [illegible] //
عبدالعزیز بن حجاج [illegible]
[illegible] //
[illegible] ٢٨٣
[illegible]
سلیمان بن [illegible] //
[illegible] //
[illegible] [illegible] سے [illegible] //
[illegible]
سلیمان [illegible] ٢٨٠
ولید بن یزید [illegible] //
عبدالرحمن بن [illegible]
[illegible] //
[illegible] //
ولید بن یزید سے مخالفت //
ولید بن یزید [illegible] ٢٨
[illegible]
[illegible] ولید بن یزید کی [illegible] //
[illegible] کی [illegible] //
خالد بن عبداللہ القسری کی [illegible]
[illegible] //
یوسف بن عمر اور خالد بن عبداللہ کے [illegible] ٢٨٣
[illegible]
خالد بن عبداللہ القسری کی معزولی //
یوسف بن عمر کا خالد پر ظلم //
[illegible]
[illegible] خالد کے [illegible] ٢٩٣
خالد کے [illegible] //
[illegible] //
خالد بن عبداللہ القسری [illegible]
خالد بن عبداللہ کی [illegible] //
ابوالعباس کی [illegible] ٢٨٣
[illegible] عبداللہ القسری [illegible] //
[illegible] عبداللہ القسری [illegible] //
[illegible] خالد [illegible] ٢٨٥
[illegible] ٢٤٢
خالد بن عبداللہ کا [illegible] //
خالد بن عبداللہ القسری [illegible] //
خالد بن عبداللہ [illegible] ٢٤٦
[illegible] //
خالد بن [illegible] ٢٤٣
خالد [illegible] //
خالد بن عبداللہ القسری [illegible] //
خالد بن عبداللہ [illegible] ٢٤٤
خالد بن عبداللہ پر [illegible] ٢٤٨
خالد بن عبداللہ کا [illegible] //
[illegible] ٢٩٥
سلیمان بن ہشام کی [illegible] //
اہل حمص کی بغاوت //
[illegible] //
[illegible] ٢٥٩
[illegible] //
ابو محمد سفیانی کی [illegible] //
[illegible] //
اہل حمص و سلیمان بن ہشام کی [illegible] ٢٦٠
[illegible] //
عبدالعزیز بن [illegible] //
اہل حمص کی شکست ٢٩٨
ابو محمد السفیانی اور یزید بن [illegible] ٢٩
[illegible] //
سلیمان بن [illegible] اور [illegible] کی //
[illegible] //
[illegible] //

اہل اردن کی بغاوت	۲۹۹	یوسف بن عمر کی محمد بن سعید کو پیشکش	//	کرمانی کی قید کی وجوہات	۳۱۶
محمد بن عبدالملک کی اطاعت	//	یوسف بن عمر کی بابت دوسرا بیان	۳۰۷	کرمانی سے قتل کا مطالبہ	//
لشکر میں پھوٹ پڑ گئی	//	اہل عراق کے نام یزید بن ولید کا		نصر بن سیار کی کرمانی سے خفگی	//
اہل طبریہ کی اطاعت	۳۰۰	فرمان	//	نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی	۳۱۷
یزید بن ولید کا اہل رملہ سے بیعت		نصر بن سیار کو منصور کی امارت کی		نصر کی کرمانی سے جواب طلبی	//
لینے کا حکم	//	اطلاع	۳۰۹	کرمانی کی اسیری	//
یزید بن ولید کا خطبہ	//	امیر عراق منصور کی اطاعت سے نصر کا		کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا	
یزید بن ولید کی بیعت کی تجدید	۳۰۱	انکار	//	احتجاج	۳۱۸
قیس بن ہانی کا قتل	۳۰۲	والی خوارزم عبدالملک بن عبداللہ	۳۱۰	کرمانی کا جیل خانے سے فرار	//
امارت عراق پر منصور بن جمہور کا تقرر	//	ایک شخص کا قصاص	//	کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری	
یوسف بن عمر کا فرار	//	قدید بن مصعب اور نصر بن سیار کی		روایت	//
منصور بن جمہور	//	مقدمہ	//	کرمانی کے خلاف نصر کی تقریر	۳۱۹
یزید بن حجرہ کو منصور کی تقرری پر		مروان بن محمد کا عمر بن یزید کے نام		نصر بن سیار اور کرمانی میں مصالحت	//
احتجاج	//	خط	۳۱۱	نصر کا عبداللہ بن عمر کی تقرری کا	
یمنی قبیلوں کی بغاوت	۳۰۳	یزید بن ولید کا مروان سے مطالبہ	//	خیر مقدم	۳۲۰
یوسف بن عمر کی گرفتاری کا حکم	//	مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد	۳۱۲	کرمانی کی طلبی	//
یوسف بن عمر کے عمال کی گرفتاری کا حکم	//	مسلم کا جعلی خط	//	سلم اور مصعب کی ناکامی	//
عامل واسط کی گرفتاری	//	مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد کی		قدید کی کرمانی کو نصیحت	۳۲۱
عمرو بن محمد والی سندھ کا انجام	۳۰۴	ملاقات	//	عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ	//
سلیمان بن سلیم کا یوسف بن عمر کو		مسلم بن ذکوان کی روانگی و قتل	۳۱۳	عقیل بن معقل اور کرمانی کی گفتگو	//
مشورہ	//	باب ۹		حارث بن سریج کی معافی کا واقعہ	۳۲۲
یوسف بن عمر کا ابن محمد بن سعید کا		عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا تقرر	۳۱۴	یزید بن ولید سے حارث کی امان طلبی	//
[illegible] امان	۳۰۵	منصور بن جمہور کی معزولی	//	حارث بن سریج کا امان نامہ	//
یوسف بن عمر کا کوفہ سے فرار	//	امیر عراق عبداللہ بن عمر	//	عبداللہ بن عمر سے قاصد کی	
منصور بن جمہور کی کوفہ میں آمد	//	یمنی اور نزاری منافرت	//	شکایت	۳۲۳
یوسف بن عمر کی بلقاء میں روپوشی	//	اہل خراسان کا نصر سے مطالبہ	۳۱۵	حارث کی روانگی مرو	//
یوسف بن عمر کی گرفتاری	۳۰۶	نصر کا اہل خراسان سے خطاب	//	امام ابراہیم بن محمد	//
یوسف بن عمر سے جواب طلبی	//	کرمانی کی بغاوت	۳۱۶	ابراہیم بن ولید اور عبدالعزیز بن حجاج	

[illegible]	۳۲۴	[illegible]	۳۳۱	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	۳۳۹
[illegible]	۳۲۵	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	۳۳۲	[illegible]	۳۴۰
[illegible]	۳۲۶	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۳۳	[illegible]	
[illegible]	۳۲۷	[illegible]	//	[illegible]	۳۴۱
[illegible]	//	[illegible]	۳۳۴	[illegible]	
باب [illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۳۲۸	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	۳۴۲
[illegible]	//	[illegible]	۳۳۵	[illegible]	
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۳۶	[illegible]	۳۴۳
[illegible]	۳۲۹	[illegible]		[illegible]	
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۳۷	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	
[illegible]	۳۳۰	باب [illegible]		[illegible]	۳۴۴
[illegible]	//	[illegible]	۳۳۸	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//

عبداللہ بن عمر کی شکست	،،	نضر بن سعید کی مراجعت شام	،،	نصر کی فوج کی تیاری	،،
امارت عراق پر عمر بن عبداللہ کا تقرر	۳۴۵	[illegible]	،،	حارث بن سریج کی جنگ سے علیحدگی	۳۶۰
عمر بن عبدالحمید کی برطرفی	،،	ابن عمر اور ضحاک میں معاہدہ	۳۵۲	نصر کی مراجعت مرو	،،
ملحان الشیبانی کا قتل	،،	یوم الحصن	،،	نصر کا نیشاپور میں استقبال	،،
عبداللہ بن عمر کی مراجعت واسط	۳۴۶	جنگ تدمر	،،	نصر اور عبدالحکیم بن سعید العوذی کی	
ابن عمر اور نضر کی جنگ	،،	ابو مسلم اور ابراہیم بن محمد کی ملاقات	۳۵۳	گفتگو	۳۶۱
نضر بن سعید الحرشی کا مطالبہ	،،	ابو مسلم کی خراسان میں آمد	،،	ابو جعفر عیسیٰ مروزی کی پیشگوئی	،،
ضحاک کے خلاف ابن عمر اور نضر کا		ابراہیم بن عبدالعزیز بن عمر کو امان	،،	کرمانی کا مرو پر قبضہ	،،
باہمی اتحاد	،،	۱۲۸ھ کے واقعات	،،	بشر بن جرموز الضبی کی حارث سے	
ضحاک کا باب الزاب میں آگ		حارث بن سریج کا خط	،،	علیحدگی	۳۶۲
لگانے کا حکم	۳۴۷	حارث بن سریج کی بیعت کی دعوت	،،	تمیم بن نصر اور [illegible] کی	
عبدالملک بن علقمہ کا قتل	،،	حارث بن سریج کا خروج	۳۵۴	حارث کی ناکامی	،،
منصور بن جمہور کا ابن عمر کو مشورہ	،،	نصر کی عمال کو ہدایات	،،	حارث کے ساتھیوں کا کرمانی کو پیغام	،،
عبداللہ بن عمر کی ضحاک خارجی کی		نصر کا حارث بن سریج کو مشورہ	،،	[illegible] بن محمد الازدی کا قتل	۳۶۳
اطاعت	۳۴۸	حارث و نصر میں مناظرہ	۳۵۵	حارث بن سریج اور کرمانی کی جنگ	،،
سلیمان بن ہشام کی بغاوت	،،	حارث کی مرو کے خلاف کارروائی	،،	حارث بن سریج کا قتل	،،
مروان کی قرقیسیا سے مراجعت	،،	[illegible] کی شکست	،،	حارث بن سریج کے متعلق دوسری	.
سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی		حارث بن سریج کی پیش قدمی	۳۵۶	روایت	،،
جنگ	۳۴۹	حارث کا مرو میں داخلہ	،،	مرثد بن عبداللہ الباہلی	۳۶۴
سلیمان بن ہشام کی شکست اور پسپائی	،،	حارث بن سریج اور نصر کی جنگ	،،	مرو پر کرمانی کا تصرف	،،
ابراہیم بن سلیمان اور خالد بن ہشام		حارث بن سریج کی شکست	۳۵۷	ابو مسلم کی [illegible] خراسان مراجعت	،،
کا قتل	،،	نصر اور کرمانی کی ملاقات	،،	ابو مسلم کو خراسان کا امیر مقرر کرنے کی	
[illegible] پر مروان کا حملہ اور تسخیر	۳۵۰	جہم بن صفوان کا قتل	،،	تجویز	۳۶۵
معاویہ السکسکی اور شبیب کا مروان پر		حارث بن سریج اور کرمانی کی ملاقات	۳۵۸	ابراہیم بن محمد کی عبدالرحمٰن کو ہدایات	،،
حملہ	،،	نصر اور کرمانی کی جنگ	،،	باب ۱۳	،،
السکسکی کی گرفتاری	،،	[illegible] بن عبداللہ الاسدی کا قتل	۳۵۹	ضحاک بن قیس خارجی	۳۶۶
مروان کا محاصرہ حمص	۳۵۱	[illegible] بن [illegible] کا محمد بن الاشعث کو		ضحاک کی مروان پر فوج کشی	،،
السکسکی کا قتل	،،	مشورہ	،،	ضحاک کا شہر موصل پر قبضہ	،،

ضحاک کا کامیاب محاصرہ مستحکم //
خوارج کا رقہ پر حملہ ۳۶۷
مروان اور ضحاک بن قیس کی جنگ //
ضحاک بن قیس خارجی کا قتل //
خیبری خارجی کا مروان پر حملہ //
خیبری خارجی کا قتل ۳۶۸
محمد بن سعید کا انجام //
امیر حج عبدالعزیز بن عمر والطائی //
ابوحمزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ کی ملاقات //
۱۲۹ھ کے واقعات ۳۶۹
سلیمان بن ہشام کا خوارج کو مشورہ //
خوارج کی روانگی موصل //
مروان اور خوارج کی جنگ ۳۷۰
امیہ بن معاویہ بن ہشام کا قتل //
یزید بن عمر کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم //
عامر بن ضبارہ کا خوارج پر حملہ //
خوارج کی شکست اور روانگی موصل //
سلیمان بن ہشام کی روانگی سندھ ۳۷۱
عبیدہ بن سوار خارجی کا قتل //
سلیمان بن حبیب پر حملہ کی لشکر کشی //
شیبان خارجی کا فرار //
عامر بن ضبارہ کا تعاقب ۳۷۲
عامر بن ضبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ //
جون بن کلاب خارجی اور ابن ہبیرہ کی جنگ //
جون بن کلاب خارجی کا قتل //
خوارج میں باہمی اختلاف //

شیبان خارجی کی روانگی عمان ۳۷۲

باب ۱۳

ابو مسلم خراسانی ۳۷۳
ابو مسلم خراسانی کی مراجعت خراسان //
ابو مسلم کا اسید بن عبداللہ الخزاعی کو پیغام //
ابو مسلم اور اسید بن عبداللہ الخزاعی کی ملاقات ۳۷۵
ابو مسلم کی حسن بن جمیل سے ملاقات //
ابو مسلم کی عاصم بن قیس السلمی کو دعوت //
ابراہیم بن محمد کا سلیمان بن کثیر کے نام خط //
ابو مسلم کی پہلی فتح کی اطلاع //
خلافت بنی عباس کی تحریک کا اعلان ۳۷۶
ابراہیم بن محمد کے علم ظل و سحاب //
ظل و سحاب کے ناموں کی تاویل //
ابو مسلم خراسانی کی تکبیر ۳۷۷
سلیمان بن کثیر کی امامت نماز //
ابو مسلم کا نصر بن سیار کے نام خط //
ابو مسلم کی محرز بن ابراہیم کو ہدایات ۳۷۸
نصر کے آزاد غلام یزید کی ابو مسلم خراسانی پر فوج کشی //
یزید کا ابو مسلم خراسانی پر حملہ //
یزید کی شکست و گرفتاری ۳۷۹
یزید کی رہائی //
نصر بن سیار اور یزید کی گفتگو //
خازم بن خزیمہ کا خروج //

خازم کا مرو الروذ پر قبضہ ۳۸۰
ابو مسلم خراسانی سے متعلق دوسری روایت //
ابو داؤد خالد کی ابو مسلم خراسانی کی حمایت میں تقریر //
ابو مسلم خراسانی کی روانگی ۳۸۱
ابو مسلم خراسانی کی واپسی //
ابو مسلم کو خراسان جانے کا حکم //
ابو مسلم خراسانی اور عاصم بن قیس الحروری ۳۸۲
ابو مسلم خراسانی کا مرو میں قیام //
ابو مسلم خراسانی کی اصحاب بنی عباس کو دعوت //
ابو مسلم خراسانی کی روانگی ماخوان //
ابو مسلم خراسانی کی قتل کے طالب علویوں سے گفتگو ۳۸۳
نصر بن سیار کی شیبان خارجی کو پیشکش //
نصر بن سیار کا شیبان خارجی کو اتحاد //
یحییٰ بن نعیم کا شیبان خارجی کو مشورہ ۳۸۴
شیبان خارجی اور نصر بن سیار میں معاہدہ //
نصر بن سیار اور کرمانی کی جنگ //
ابو مسلم خراسانی اور کرمانی کی ملاقات //
ابو مسلم خراسانی کا ماخوان میں قیام ۳۸۵
ابو مسلم خراسانی کے عمال //
ناصروں کا موضع جوال میں قیام //
مضری، ربیعہ اور قحطانی قبائل کا اتحاد //

ابوالہذیل کی سرکوبی	۳۸۶	باب ۱۴		ابومسلم کا علی بن کرمانی اور شیبان	″
نصر بن احوز اور محمد بن قیس کی جنگ	″	ابوحمزہ خارجی	۳۹۳	تینوں کی نصر سے جنگ	۴۰۰
عصمہ بن عبداللہ الاسدی کی شکست	″	ابوحمزہ خارجی کی آمد حج	″	ابومسلم خراسانی کی نصر کو بیعت کی	
مالک بن طریف اور محمد بن قیس کا مقابلہ	۳۸۷	عبدالواحد کی ابوحمزہ سے عارضی صلح	″	دعوت	″
ابومسلم خراسانی کی حکمت عملی	″	ابوحمزہ خارجی کا پہلا حملہ	″	نصر بن سیار کی طلبی	″
نصر بن سیار کا مروان کے نام دوسرا		ابوحمزہ خارجی کا مکہ پر قبضہ	۳۹۴	ابومسلم کو نصر کی فراری کی اطلاع	۴۰۱
خط	″	عبدالواحد بن سلیمان کی روانگی مدینہ	″	نصر کے ساتھیوں کا قتل	″
نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی	۳۸۸	امیر حج عبدالواحد بن سلیمان معزول	″	لاہز بن قریظ کا قتل	″
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری	″	۱۳۰ھ کے واقعات	″	علی بن جدیع اور شیبان خارجی	″
نصر کی کرمانی کو مصالحت کی پیشکش	″	عربوں میں نفاق	″	شیبان خارجی کو بیعت کی دعوت	″
کرمانی کا قتل	″	مضری و قحطانی عربوں کی ابومسلم		شیبان خارجی کا قتل	۴۰۲
علی بن جدیع الکرمانی کی ابومسلم کی		خراسانی سے درخواست	۳۹۵	ابوداؤد کا بلخ پر قبضہ	″
اطاعت	۳۸۹	مضری اور قحطانی افواج	″	زیاد بن عبدالرحمن اور یحییٰ بن نعیم کا	
عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر قبضہ	″	بنی مضر کے خلاف تیاری	″	اتحاد	″
محارب بن موسیٰ اور مغلس بن حسان	″	مضری فوج کی ناکامی	″	ابوداؤد اور زیاد بن عبدالرحمن کی جنگ	۴۰۳
مسلم بن المسیب عامل شیراز کا قتل	″	ابومسلم خراسانی کا مرو پر قبضہ	۳۹۶	زیاد بن عبدالرحمن کو شکست	″
اہل فارس پر یزید بن معاویہ	″	ابومنصور طلحہ کو بیعت لینے کا حکم	″	علی و عثمان پسران جدیع کرمانی کے قتل	
سلیمان بن حبیب کا سابور پر قبضہ	۳۹۰	محمد بن علی کے دو نقیب	۳۹۷	کا منصوبہ	″
سلیمان بن حبیب کی طلبی	″	بنی ہاشم کے لیے بیعت	″	عثمان بن جدیع کرمانی کا قتل	″
محارب بن موسیٰ کی سرکشی و قتل	″	نصر کی ابومسلم سے مصالحت کی پیشکش	″	علی بن جدیع کا قتل	۴۰۴
ابن ہبیرہ کی عبداللہ بن معاویہ پر فوج		نصر بن سیار کا مرو چھوڑنے کا فیصلہ	۳۹۸	قحطبہ بن شبیب کی خراسان میں آمد	″
کشی	″	نصر بن سیار کا فرار	″	عاصم بن عمیر اور جمہور بن مرار کی	
عبداللہ بن معاویہ کی شکست	۳۹۱	ایاس بن طلحہ کی روایت	″	جنگ	″
حصین بن وعلہ السدوسی کا قتل	″	نصر بن سیار کے سفر کا واقعہ	″	معرکہ طوس	″
عبداللہ بن علی کو امان	″	نصر بن سیار کا نیشاپور میں قیام	۳۹۹	قاسم بن مجاشع کی طلبی	۴۰۵
عبداللہ بن علی کی ابن معاویہ کے		ابومسلم خراسانی کا علی بن کرمانی کی		اسید بن عبداللہ کی قحطبہ سے امداد	
عیوب کی تصدیق	۳۹۲	حمایت کا فیصلہ	″	طلبی	″
ابن ہبیرہ کے خلاف شکایت	″	ابومسلم خراسانی کا مرو میں استقبال	″	قحطبہ بن شبیب اور تمیم بن نصر کی جنگ	″

[illegible]	//	[illegible]	//	اقدام	//
[illegible]	۲۰۶	[illegible]	//	۹۳ھ کے واقعات	//
[illegible]	//	باب ۱۵		[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	۲۱۵	[illegible]	
[illegible]	//	۹۱ھ کے واقعات	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۲۲۲
[illegible]	۲۰۷	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۲۱۶	[illegible]	۲۲۳
[illegible]	۲۰۸	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	خطبہ	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]		[illegible]	۲۲۴
خطاب	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	۲۰۹	[illegible]	۲۱۷	[illegible]	۲۲۵
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۲۱۸	[illegible]	//
[illegible]	۲۱۰	[illegible]	//	[illegible]	۲۲۶
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	۲۱۱	سن	۲۱۹	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	۲۲۷
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible]	۲۱۲	[illegible]	۲۲۰	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	۲۲۸
[illegible]	//	[illegible]	۲۲۱	[illegible]	
[illegible]	۲۱۳	[illegible]		[illegible]	//

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ۱

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

۹۹ھ کے واقعات

[illegible]

سلیمان بن عبدالملک کا انتقال

[illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی [illegible]

[illegible]

یزید بن عبدالملک کی ولی عہدی

[illegible]

کہ عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ نامزد کر دیا جائے۔ اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کو ان کا جانشین بنا دیا جائے اس طرح یہ لوگ آپ سے ناراض نہیں ہوں گے [illegible] عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک اس وقت خلیفہ ہوں گے [illegible] [illegible] یہ بات بہت پسند آئی۔

سلیمان بن عبدالملک کا فرمان:

پھر انہوں نے حسب ذیل فرمان لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ تحریر ہے بندۂ خدا امیر المومنین سلیمان کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کے لئے۔ بے شک میں نے آپ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا ہے اور آپ کے بعد یزید بن عبدالملک اس منصب پر فائز ہوں گے تمام لوگوں کو چاہئے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور اللہ سے ڈرتے رہیں۔ آپس میں اختلاف نہ کریں ورنہ دشمنوں کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کی جرأت ہو گی۔"

آل عبدالملک سے فرمان سلیمان کے لئے بیعت۔

فرمان پر مہر ثبت کر کے کعب بن حامد العبسی [illegible] کو بلا کر حکم دیا کہ میرے تمام خاندان والوں کو جمع ہونے کا حکم دو۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سلیمان نے رجاء سے کہا کہ تم یہ فرمان خاندان والوں کے سامنے لے جا کر کہو کہ یہ میرا فرمان ہے جس میں [illegible] نے اپنے بعد اپنا جانشین مقرر کیا ہے اس کا نام اس میں لکھ دیا ہے سب کے سب اس کے لیے حلف وفاداری اٹھائیں۔ رجاء نے جب یہ فرمان ان کے سامنے پیش کیا تو سب کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین کے پاس جا کر انہیں سلام کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بہت بہتر ہے۔ تشریف لے چلئے۔ جب یہ سب سلیمان کے پاس آئے تو سلیمان نے ان [illegible] تیار کر کے اس کے متعلق کچھ گفتگو کی [illegible] رجاء بن حیوۃ کے ہاتھ میں ہے یہ میرا فرمان ہے یہ میرا فرمان ہے آپ سب لوگ اس کی تعمیل کریں اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے آپ اس کے حق میں وفاداری کیجئے۔ چنانچہ ہر شخص نے حلف وفاداری اٹھائی اور [illegible] سلیمان نے [illegible] ان سب کے سامنے [illegible]۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو نامزد خلیفہ کا نام جاننے کی خواہش:

جب سب لوگ چلے گئے تو عمر بن عبدالعزیز میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید امیر المومنین نے اس کام کو میرے ذمہ [illegible] کیا ہو [illegible] میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اپنی دوستی اور محبت کا حق یاد دلاتا ہوں اگر آپ سے ہو سکے تو آپ مجھے ابھی [illegible] بتا دیں [illegible] تاکہ [illegible] اس وقت [illegible] مجھے اس بات کا [illegible] حاصل [illegible] میں نے کہا کہ خدا کی قسم ایک حرف بھی نہیں بتاؤں گا۔ عمر بن عبدالعزیز ناراض ہو کر چلے گئے۔

ہشام بن عبدالملک کی رجاء بن حیوۃ سے درخواست:

پھر ہشام بن عبدالملک مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کے ساتھ میرا [illegible] دیرینہ [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہشام بن عبدالملک کی [illegible]

[illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام:

میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھایا۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ اس بار گراں کی ذمہ داریوں کے خیال سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے جاتے تھے اور ہشام اپنی ناکامی پر۔ چنانچہ جب تمام لوگ بیعت کرنے کے لیے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو عمر رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر اظہار افسوس کر رہے تھے کہ اپنی مرضی کے خلاف میں اس مصیبت میں گرفتار ہوا اور ہشام اپنی ناکامی پر متاسف تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی تدفین:

پھر سلیمان کو دفن کر دیا گیا۔ تدفین ہو چکی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ جیسے ہی آپ تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد ان کے تمام سواری کے جانور معہ ایک ایک سائیس کے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیے گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ خلیفۃ المسلمین کی سواری کے جانور ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میرا جانور ہی میرے لیے زیادہ مناسب ہے اور پھر اپنے ہی گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مکان میں قیام:

یہ تمام جانور واپس کر دیئے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے آئے تو لوگوں نے کہا کہ اسی مکان میں چلئے جہاں سابق خلیفۃ المسلمین فروکش تھے۔ فرمانے لگے کہ اس میں ابو ایوب کے اہل و عیال ہیں جب تک وہ اس مکان کو خالی نہ کریں میرے لیے میرا یہ خیمہ ہی کافی ہے چنانچہ وہ اپنی ہی فرودگاہ میں رہے تا اس کے خالی ہونے تک قیام پذیر رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

شام کے وقت مجھ سے کہا کہ منشی کو بلاؤ اور سواری کے جانور واپس کر دیئے جانے، قیام کے متعلق جو طرز عمل آپ نے اختیار کیا تھا اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی تھی۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں آیا ایک ہی خط سب کے نام لکھتے ہیں یا مختلف خطوط۔ جب منشی سامنے آیا تو امیر المومنین نے اپنے منہ سے بول کر ایک خط جو نہایت ہی جامع اور بلیغ تھا لکھوایا اور حکم دیا کہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام شہروں کو بھیج دیا جائے۔

عبدالعزیز بن ولید کا اعلان خلافت:

عبدالعزیز بن الولید کو جو اس وقت دابق میں نہ تھے جب سلیمان کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہیں یہ بات تو معلوم نہ تھی کہ اس طرح عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے ہیں اور خود سلیمان نے انہیں نامزد کیا تھا انہوں نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ تمام لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو یہ آپ کے پاس آئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہے اور آپ زبردستی دمشق میں داخل ہونا چاہتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالعزیز بن خالد کی گفتگو

عبدالعزیز کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیمان نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا ہے اس لیے میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

[illegible] کے واقعات

[illegible]

[illegible]

شوذب خارجی کی بغاوت

ایک [illegible] سب سے پہلے [illegible]

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن [illegible]

ابوالحسن نے [illegible]

[illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کا [illegible]

ابوالحسن نے [illegible]

[illegible]

بسطام کا وفد:

بسطام نے ابھی جنگ کی ابتدا نہیں کی اور امیر المومنین کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے۔ میں دو شخص آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں جو کہ دینی معاملات میں آپ سے گفتگو کریں گے۔

ان دو شخصوں میں سے ایک تو بنی شیبان کا آزاد غلام عزوہ تھا اور دوسرا بنی یشکر کا ایک عجمی النسب شخص تھا۔ مگر اس واقعے کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بسطام نے تین شخص اس غرض سے بھیجے تھے اور ان میں یہ دونوں مذکور الصدر بھی تھے جب امیر المومنین نے ان سے کہا کہ صرف دو شخصوں کو منتخب کر کے بھیج دیا جائے تو انہی دونوں کا انتخاب اس کام کے لیے کیا گیا۔

وفد بسطام کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو:

بہرحال اب یہ دونوں امیر المومنین کے سامنے آئے اور ان سے بحث کرنے لگے اور امیر المومنین سے سوال کیا کہ یزید کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیوں وہ آپ کے بعد خلیفہ ہوگا؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ میرے پیشرو نے اس کو ولی عہد کیا ہے۔ خارجیوں نے کہا اچھا آپ ہی بتائیے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ آپ کسی دوسرے کے مال کے امین بنائے جائیں پھر اس مال کو آپ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو غیر معتبر ہو تو ایسی صورت میں کیا آپ نے اس امانت کے فرض کو اس ذات کے سامنے جس نے آپ کو امین بنایا پورا کیا۔

آل مروان کو خوف:

امیر المومنین فرمانے لگے کہ اس کے جواب کے لیے مجھے تین دن کی مہلت دو۔ خارجی لوٹ کر چلے آئے مگر اب مروانیوں کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ اب ہمارے خاندان سے یہ حکومت اور دولت نکل جائے گی اور کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین یزید کو ولی عہدی سے محروم کر دیں۔ اس لیے ان لوگوں نے امیر المومنین کو چپکے سے زہر دلوا دیا۔ اور اس واقعہ کے تھوڑے ہی دن بعد آپ نے وفات پائی۔

اسی سال امیر المومنین نے ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس کندی کو اہل حمص کی فوج کے ساتھ موسم گرما میں کفار سے جہاد کے لیے بھیجا۔ اسی سال عمر بن ہبیرہ الفزاری عامل جزیرہ مقرر کر کے بھیجے گئے اور یزید بن المہلب عراق سے قید کر کے امیر المومنین کی خدمت میں لایا گیا۔

یزید بن المہلب کی گرفتاری:

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات میں ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ جب یزید بن المہلب خراسان سے آ کر واسط آئے اور وہاں سے بصرہ کے ارادے سے کشتیوں میں سوار ہوئے تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اور عدی نے موسیٰ بن وجیہ الحمیری کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ موسیٰ نے یزید کو نہر معقل میں بصرہ کے پل کے پاس جا لیا اور گرفتار کر کے بصرہ پہنچا دیا۔ عدی نے ان کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیا۔ موسیٰ بن وجیہ ہی انہیں لے کر آئے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سامنے بلوایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور یزید بن المہلب:

امیر المومنین یزید اور اس کے خاندان والوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بڑے ظالم استبدادی خیال کے لوگ

تھیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ ان کا خط تو یزید نے آپ کو پیش نہیں کیا تھا اور نہ آپ کے سامنے ان کی کوئی بات کی ہے۔ الخ خیال کرتا تھا کہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ آپ ظالم بادشاہوں کے اوصاف والے نہیں۔

یزید بن مہلب سے مال غنیمت کی طلبی

امیر المومنین نے یزید سے بلا کر کہا کہ وہ رقم ادا کرو جو تم نے سلیمان کو لکھی تھی۔ یزید نے کہا آپ کو تو معلوم ہے کہ سلیمان کے ہاں میری کیا قدر تھی اور وہ میری خوشنودی چاہتے تھے۔ میں نے یہ رقم محض لوگوں کو سنانے کے لیے لکھی تھی اور میں خوب جانتا تھا کہ اس رقم کا مجھ سے کبھی مطالبہ نہیں کریں گے اور نہ کوئی اور۔ تم لیں گے مجھ کو تمہاری محبت کے خوف ہے۔

یزید بن مہلب کی اسیری:

امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے معاملہ کی سوائے اس کے اور کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ تمہیں قید کر دوں اب تم اللہ سے ڈرو، جو مطالبہ تم پر ہے اسے ادا کرو وہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا۔ غرض کہ یزید کو آپ نے قید خانہ بھیج دیا اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے خراسان روانہ کر دیا۔

مخلد بن یزید کی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے درخواست:

یزید کے صاحبزادے مخلد خراسان سے آئے تھے۔ جب وہ آئے تو امیر المومنین کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ امیر المومنین کی خلافت سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے مگر ہم آپ کی ذات سے تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہیں، حالانکہ یہ تو نہ چاہئے تھا۔ اس طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم ہی آپ کے عہد میں سب سے زیادہ بدقسمت رہیں۔ آپ نے والد کو قید میں ڈال دیا ہے۔ جس قدر مطالبہ ان پر واجب الادا ہے وہ ان کی جانب سے مجھ سے لے لیجئے یا آپ جو کچھ ان سے مطالبہ کرتے ہیں اس میں مجھ سے مصالحت کر لیجئے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اس وقت تک میں ان سے کوئی مصالحت نہیں کروں گا جب تک کہ وہ کل کا کل ادا نہ کر دیں۔

مخلد بن یزید کی تجویز:

مخلد نے کہا کہ اگر آپ کے پاس کوئی گواہی یا ثبوت ہے تو آپ اس کے مطابق مطالبہ کیجئے ورنہ پھر ان کے بیان کو مان لیجئے یا ان سے حلف لے لیجئے اور اگر یہ منظور نہیں تو پھر آپ ان سے صلح کر لیجئے۔ امیر المومنین نے فرمایا اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ وہ کل رقم ادا کر دیں۔ جب مخلد آپ کے سامنے سے اٹھ کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے باپ سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ مخلد اس واقعہ کے بعد تھوڑی مدت میں مر گیا۔

یزید بن مہلب کی روانگی دہلک:

جب یزید نے انکار کر دیا کہ وہ ایک پیسہ بھی نہیں دے گا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ اون کا جبہ پہنایا جائے اور اونٹ پر سوار کر کے دہلک لے جایا جائے۔ جب لوگ قید خانہ سے نکال کر یزید کو لوگوں کے سامنے سے لے جا رہے تھے تو یزید کہنے لگا کیا میرا خاندان کوئی نہیں ہے مجھے دہلک کیوں لے جاتے ہیں وہاں تو فاسق بھیجا جاتا ہے جس نے کوئی جرم کیا ہو یا بدعت کی ہو۔ سبحان اللہ کیا عجیب بات ہے؟ کیا میرا خاندان باقی نہیں رہا؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قتل کی مہم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترکستان کا وفد اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

[illegible]

نو مسلموں سے جزیہ وصول کرنے کا واقعہ:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جراح اور ابو مجلز کی طلبی:

امیر المومنین نے اپنے ہر دو ہمراہیوں سے پوچھا کہ کیا ان کا کوئی صادق القول شخص ہے جس سے میں خراسان کی اصل حالت دریافت کر سکوں؟ ان لوگوں نے عرض کیا: ابو مجلز [illegible]۔ پھر امیر المومنین نے جراح کو لکھا کہ تم آؤ اور ابو مجلز کو بھی ساتھ لاؤ۔

جراح کی خراسان سے روانگی:

جراح نے عبد الرحمن بن نعیم غامدی کو فوج اور جنگ کا اور عبد اللہ بن حبیب کو مال گزاری کا افسر مقرر کیا اور آپ روانہ ہونے کے لیے تیار ہوا اور [illegible] اہل خراسان میں اپنے آنے کی [illegible] میرے پاس صرف یہی گھوڑا ہے جس پر سوار ہو کر میں یہاں آیا تھا [illegible] کے بعد [illegible] آیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد جراح کے پاس صرف ایک گھوڑا رہ گیا جس پر وہ سوار ہو کر آئے تھے اس پر سواری کی۔

خراسان میں عبد الرحمن بن نعیم کی نیابت:

غرضیکہ جراح عبد الرحمن بن نعیم غامدی کو اپنا جانشین مقرر کر کے ماہ رمضان المبارک میں خراسان سے روانہ ہوا۔ جب یہ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم خراسان سے کب روانہ ہوئے تھے؟ جراح نے کہا: ماہ رمضان میں۔ یہ بات سن کر امیر المومنین فرمانے لگے کہ جس نے تمہارے ظلم و جور کی روایت بیان کی وہ درست ہے۔ تم کیوں رمضان میں وہیں قیام کرتے اور روزے ختم ہونے کے بعد آتے۔

[illegible]

جراح کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط:

خراسان پہنچ کر جراح نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان آ کر اپنے لوگ دیکھے ہیں جو بغاوت اور فساد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں ان میں [illegible] ہے اور ہر وقت لڑائی جھگڑا اور فساد برپا کرتے ہیں جس سے مجھے ایک عام جنگ اور خون ریزی کی حالت پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے [illegible] تلوار اور کوڑا [illegible] درست رکھ سکتا ہے مگر میں نے ان امور کو اچھا نہ سمجھا اور آپ کی اجازت کے بغیر اس طریقہ کار کو مناسب نہیں سمجھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جراح کو ہدایات:

امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ باشندگان خراسان سے زیادہ تم خود فتنہ و فساد کے دلدادہ ہو [illegible] کسی مومن یا ذمی کو [illegible] ایک کوڑا [illegible] قصاص سے ڈرتے رہو کیونکہ تمہیں [illegible] کے سامنے [illegible] جو تمام ظاہر و باطن [illegible] تم خود [illegible] تمام باتیں درج ہوں گی۔

جراح کے قرضے کی ادائیگی:

جب جراح نے خراسان سے روانگی کا ارادہ کیا تو [illegible] ایک یا دوسرے بیان کے مطابق [illegible] ہزار درہم [illegible] سے [illegible] لے لیے اور کہا کہ میں اسے امیر المومنین سے ادا کر دوں گا۔ چنانچہ جب جراح [illegible] ملاقات کی

حاضر ہوا تو امیر المؤمنین نے مجھ سے دریافت کیا کہ خراسان سے کب چلے تھے جراح نے کہا کہ وہ رمضان کے آخر میں روانہ ہوا تھا اور مجھ پر یہ ہدایت کی گئی تھی کہ جب الوداع ہو تو آپ کو بتاؤں۔ یہ امیر المؤمنین نے فرمایا کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم رمضان کے ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے تو میں اس غلطی کو بھی معاف کر دیتا۔

بعد میں ابن [illegible] نے [illegible] سے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

جراح بن عبداللہ کی معزولی۔

جب جراح کی امیر خلافت میں شکایت پیش ہوئی تو امیر المؤمنین نے انھیں اپنے پاس بلایا اور معزول کر دیا۔ جب انھیں ان کے جانشین کی ضرورت ہوئی تو آپ نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ایک ایسا راست باز شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کے متعلق دریافت کروں۔ لوگوں نے کہا کہ ابو مجلز لاحق بن حمید ایسے شخص ہیں۔ امیر المؤمنین نے انھیں اپنے پاس بلایا۔ یہ ایسے شخص تھے کہ دیکھنے سے پہچانے نہیں جاتے تھے گزرتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور ابو مجلز کی گفتگو۔

ابو مجلز بہت سے لوگوں کے ساتھ امیر المؤمنین کے پاس آئے مگر آپ نے انھیں شناخت نہیں کیا اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ دربار سے اٹھ کر چلے گئے۔ جب امیر المؤمنین نے انھیں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ آئے تھے اور پھر چلے گئے۔ امیر المؤمنین نے انھیں پھر بلوایا اور فرمانے لگے کہ میں نے تمہیں نہیں پہچانا۔ ابو مجلز کہنے لگے کہ جب آپ نے مجھے پہچانا نہیں تو آپ اس تعارف سے کیا حاصل؟ امیر المؤمنین نے پوچھا اچھا کہیے عبدالرحمن بن عبداللہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ابو مجلز نے کہا کہ وہ ایسے مرد ہیں جو اپنے جیسے ان کے مقابلے کے لائق ہیں دشمنوں سے لڑتے ہیں اور اس کے ساتھ خود رہتے ہیں اور اگر کوئی ان کی مخالفت کرے تو اور بھی بہت کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

ابو مجلز کی عبدالرحمن بن نعیم کے متعلق رائے۔

امیر المؤمنین نے پوچھا کہ عبدالرحمن بن نعیم کیسے ہیں؟ ابو مجلز نے کہا کہ وہ کمزور اور نرم دل آدمی ہیں جو آرام کو پسند کرتے ہیں اور جو چیز ان کو پسند ہے اس کے خلاف مرضی بلا چون و چرا عمل کر دیتے ہیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ مجھے ایسا آدمی زیادہ پسند ہے۔

امارت خراسان پر عبدالرحمن بن نعیم کا تقرر۔

چنانچہ آپ نے انھیں خراسان کا فوجی گورنر اور امام مقرر کر دیا اور عبدالرحمن القشیری کو الگ خراج کا افسر اعلیٰ بنا دیا اور یہ خط اہل خراسان کو لکھا کہ میں نے عبدالرحمن کو تمہارا فوجی گورنر مقرر کیا ہے اور عبدالرحمن بن عبداللہ کو مالیات کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ میں نے خود ان کا انتخاب کیا اور میں ان سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہوں اور لوگوں نے مجھے ان کے حالات سے مطلع کیا ہے۔ اگر یہ دونوں آپ لوگوں کی حسب مرضی کام کریں تو آپ خدا کا شکر بجا لائیں اور اگر یہ ایسے ثابت نہ ہوں تو آپ خدا سے طالب امداد ہوں کیونکہ تمام طاقت اور قوت صرف اللہ کو حاصل ہے۔

عبدالرحمن بن نعیم کو ہدایات۔

امیر المؤمنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو تحریر کیا کہ تم اللہ کے بندوں پر اور اللہ کے راستے میں اقامت کرنے والوں کی ملامت سے

ہو سکتا ہے کیونکہ تمام لوگوں کے مقابلہ میں اسے تو فی الحال بہ نسبت کا زیادہ مستحق ہے اور اس کا حق اور بھی زیادہ ہے کہ اس سے ابتدا بات کی جائے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو نیک کاموں کی ہدایت کرتے رہیں اور جو شخص منتخب کرتا اس کی امانت تھا۔ یہ بڑی بات ہے اسے پورا کرنا اور پیچھے والوں کی بات نہیں تھی جو شخص اس سے پیچھے رہ گئے اور اب ان سے بہتر کوئی باقی نہیں تھے کیونکہ آخرت میں ان کے پاس جانا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمن کو خراسان دوبارہ کی سپہ سالاری کا فرمان عبداللہ بن عمر الحرشی کے ہاتھ بھیجا تھا۔ عبدالرحمن امیر المومنین کی وفات کے بعد یزید بن المہلب کے قتل تک خراسان کے گورنر رہے۔ اس کے بعد مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم کو خراسان بھیجا۔ اس طرح ڈیڑھ سال سے زیادہ عبدالرحمن خراسان کے گورنر رہے۔ بقول ۱۰۰ ہجری میں مقرر ہوئے اور یزید بن المہلب کے قتل کے بعد ۱۰۲ ہجری میں برطرف ہوئے۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن ڈیڑھ سال تک خراسان کے گورنر رہے۔

محمد بن علی بن عبداللہ

سن ۱۰۰ ہجری میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے قبیلہ ہمدان کے علاقہ سے میسرہ کو عراق بھیجا۔ محمد بن خنیس، ابو عکرمہ سراج (جس کا نام ابو محمد الصادق تھا) اور حیان العطار (ابراہیم بن سلمہ کے ماموں) کو خراسان روانہ کیا۔ اس وقت خراسان پر الجراح بن عبداللہ الحکمی عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے خراسان کا سپہ سالار تھا۔

محمد بن علی نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ تم وہاں جا کر میرے اور میرے خاندان کی حمایت اور اطاعت پر لوگوں کو آمادہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ ان سے ملے اور ان لوگوں کے خطوط لے کر جنہوں نے اپنی اطاعت کا وعدہ کیا تھا محمد بن علی کے پاس واپس چلے آئے۔

محمد بن علی کی جماعت:

ابو محمد الصادق نے محمد بن علی کے لیے خراسان میں بارہ نقیب منتخب کیے اور ستر آدمیوں کی بیعت حاصل کر لی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ سلیمان بن کثیر الخزاعی، لاہز بن قریظ التمیمی، قحطبہ بن شبیب الطائی، موسیٰ بن کعب التمیمی، خالد بن ابراہیم ابو داؤد قبیلہ بنی عمرو بن شیبان بن ذہل، قاسم بن مجاشع التمیمی، عمران بن اسماعیل ابو النجم آل ابی معیط کے آزاد غلام، مالک بن الہیثم الخزاعی، طلحہ بن رزیق الخزاعی، عمرو بن اعین ابو حمزہ خزاعہ کے آزاد غلام، شبل بن طہمان ابو علی الہروی بنی حنیفہ کے آزاد غلام اور عیسیٰ بن اعین خزاعہ کے آزاد غلام۔

اسی طرح ستر آدمی منتخب کیے گئے۔ انہیں محمد بن علی نے خطوط لکھ کر دیئے تاکہ وہ ان کے لیے نمونہ کا کام دیں اور وہ ہر بات میں مرتبہ طریقے ہی پر عمل کریں۔

امیر حج ابوبکر بن محمد و عمال:

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال بھی تمام لوگ مختلف صوبوں کے حاکم و سپہ سالار تھے جو سنہ ۹۹ میں تھے جن کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں البتہ اس سنہ کے آخر میں خراسان پر عبدالرحمن بن نعیم فوجی گورنر اور نماز کے امام تھے اور عبدالرحمن بن عبداللہ مالی گورنر تھے۔

۱۰۱ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کا فرار

اسی سال یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قید سے نکل بھاگا [illegible] یزید بن عبدالملک [illegible] امیر المومنین [illegible] یزید بن المہلب [illegible] یزید بن عبدالملک [illegible] یزید بن المہلب [illegible] یزید بن المہلب [illegible] نے اونٹ تیار کر رکھے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی علالت

حضرت عمر بن عبدالعزیز [illegible] یزید بن المہلب نے اونٹ منگوائے [illegible] یزید بن المہلب [illegible] تک رات کو نہ پایا جا سکا۔

[illegible]

یزید بن مہلب کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام رقعہ

[illegible] امیر المومنین [illegible] یزید بن عبدالملک [illegible]

عدی بن ارطاۃ کا یزید بن مہلب سے حسن سلوک

[illegible]

بس نے کہا تو ان لوگوں نے اس کا تعاقب کیا اور اس کا تمام مال اور جو کچھ تھا سب چھین لے گئے۔ آخر کچھ تو اس نے ان لوگوں کو اپنے سامنے بلا بھیجا اور کھانا وغیرہ دلوا کر پوچھا کہ بتاؤ تم یزید ابن المہلب کے خاندان والوں کی سے کیوں کسی شخص کے پیچھے پڑے ہو؟ انہوں نے کہا آپ سے کوئی قسم نہیں چاہتے کوئی شخص نہیں ہے کہ کسی کوئی قسم تو ہمیں لینا دیں یہ جواب دے کر وہ کہنے لگا اب بھی کیا تم مجھے نہیں پہچانتے وہ نکل جانے میں پڑا ہوا تھا جب اسے اپنی جان کا خوف ہوا تو بھاگ نکلا اس میں کیا قباحت ہے؟

واقدی کا یہ بیان ہے کہ یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کی قید سے بھاگ گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

اسی ۱۰۱ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال کیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔

اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ آپ نے بروز بدھ ابھی ماہ رجب ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ مقام دیر سمعان میں انتالیس سال اور کچھ ماہ کی عمر میں دو سال پانچ ماہ خلافت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

مدت خلافت:

عمر بن واقد کہتے ہیں کہ ۶۱ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۹۹ ہجری کے ماہ صفر کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ مقام دابق میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو روپیہ تقسیم کیا اس میں سے تین دینار ہر ایک کے حصہ میں آئے اور مقام دیر سمعان میں بروز چہار شنبہ ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔ بیس روز علیل رہے۔ دو سال پانچ ماہ اور چار روز خلافت کی انتالیس سال چند ماہ کی عمر ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس روز آپ نے انتقال کیا ہے اس روز آپ کی عمر انتالیس سال اور پانچ ماہ کی تھی۔ بعضوں نے چالیس سال کی عمر بتائی ہے۔ ہشام کی روایت کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال ایک ماہ ہوئی۔ ابو حفص کنیت تھی۔ ام عاصم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پوتی اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ان کی ماں تھیں۔ آپ کو بنی امیہ کا اشج کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ کے کسی جانور نے ان کی پیشانی پر لات رسید کر دی تھی جس سے زخم ہو گیا تھا۔

بنی امیہ کا اشج:

نافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جس کی پیشانی پر ایک علامت ہوگی اور جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

دمشق میں ایک جانور نے آپ کے لات ماری لوگ انہیں ان کی ماں کے پاس لے گئے ان کی ماں ان کو اٹھا کر روتی جاتی تھی اور ان کو اپنے سینے سے لگایا اور آپ کے چہرے سے خون پونچھنے لگیں اتنے میں ان کے باپ بھی وہاں آ گئے اب ان کی ماں نے اپنے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالرحمن بن نعیم کے نام فرمان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سلیمان بن ابی السری کی خدمات

[illegible]

وفد اہل سمرقند کی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے شکایت

[illegible]

اہل سمرقند کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز کا فرمان

[illegible]

[illegible]

اہل سمرقند کا فیصلہ

[illegible]

ماوراء النہر کے مسلمانوں کو واپسی کا حکم

[illegible]

پر بھی جہاد کرتی ہیں جب مسلمانوں [illegible] اللہ نے آپ کو [illegible] ہوئی ہے۔

عقبہ بن زرعہ الطائی کے نام فرمان

امیر المومنین نے عقبہ بن زرعہ الطائی کو جسے آپ نے خراسان کے محاصل کی وصولی کا افسر اعلیٰ مقرر کیا تھا لکھا کہ حکومت کے چار ستون ہیں جن کے بغیر حکومت کی عمارت [illegible] خلافت اسلامیہ کے [illegible] سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے آپ خراج کو پوری طرح وصول کیجئے اور بغیر کسی شخص کے حق کے غصب کرنے کے اسے خلافت سے [illegible] رکھئے اور وہاں کی [illegible] افواج کے لیے کافی ہو تو بہتر ورنہ مجھے لکھئے [illegible] یہاں سے [illegible] اور اس سے مسلمانوں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجئے!

جب عقبہ خراسان آئے تو معلوم ہوا [illegible] خلافت میں اس کی اطلاع دی وہاں سے جواب ملا کہ جس قدر [illegible] کر دیا جائے۔ امیر المومنین نے حسب ذیل خط عبدالحمید عامل کوفہ کو لکھا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمن کے نام فرمان:

یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبدالحمید کو لکھا جاتا ہے السلام علیکم حمد و ثناء کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل کوفہ پر [illegible] ظالم حاکموں نے [illegible] سے زیادہ سختیاں اور ظلم کئے ہیں حالانکہ مذہب کی بنیاد عدل و نرمی پر ہے۔ سب سے [illegible] تم خود اپنے [illegible] لگایا جاتا ہے [illegible] حیثیت کے مطابق [illegible] اور [illegible] کوئی خاص [illegible] لینا [illegible] اسی طرح جو شخص مسلمان ہو جائے اس سے [illegible] میری ان ہدایات پر عمل کرو کیونکہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں [illegible] کسی شخص [illegible] والسلام

وظائف کی تقسیم:

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے منصب [illegible] طریقہ اختیار کیا [illegible] شام [illegible] بصرہ کے تمام [illegible]

کے وقت سے جو منصب [illegible] ہوتی۔

اہل شام کے نام فرمان

خلیفہ عمر نے حسب ذیل اہل شام کے نام فرمان نافذ کیا:

"امابعد! اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد آپ لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے وہ تھوڑی چیز پر قناعت کر لیتا ہے اور جو شخص اپنی بات کو اپنے عمل میں شمار کرتا ہے [illegible] اس کی بات کم ہو جاتی ہے [illegible]
ہی ہوا کرتا ہے"

ابو مجلز سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کی گفتگو

ایک مرتبہ ابو مجلز نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمیں ریگستان کے کنارے رکھا ہے اس لیے آپ ہمارے لیے نفقہ بھی منظور کیجیے۔ امیر المومنین نے فرمایا [illegible] ابو مجلز کہنے لگے کہ امیر المومنین یہ خراج ہمارے لیے ہے یا آپ کے لیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے [illegible] سے خراج کم وصول ہوتا ہے تو اس کا کیا آپ [illegible] ابو مجلز کہنے لگے [illegible] آپ نے [illegible] امیر المومنین نے [illegible] آپ [illegible] ہیں۔

ابوبکر بن محمد [illegible] اس سال [illegible] حج [illegible] مکہ کی ولایت پر تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کا آخری خطبہ:

[illegible] میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے حسب ذیل خطبہ لوگوں کے سامنے دیا: "آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ فضول پیدا نہیں کیے گئے اور نہ یوں ہی چھوڑ دیے جائیں گے۔ آپ کے لیے ایک جائے بازگشت ہے جہاں اللہ تعالیٰ آپ کا فیصلہ کرنے کے لیے نزول اجلال فرمائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے جو ہر شے پر حاوی ہے خارج ہو گیا وہ نہایت خسارے میں رہا اور جس کو اس جنت سے جس کا عرض آسمان و زمین ہے محروم کر دیا گیا وہ [illegible] گھاٹے اور نقصان میں رہا۔ کل قیامت کے دن امن اسی شخص کو ملے گا جو اللہ سے ڈرا اور اس نے ختم ہونے والی دنیا کو ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کے عوض [illegible] کے لیے [illegible] کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ان لوگوں کی اولاد ہیں جو ہلاک ہو گئے۔ اسی طرح [illegible] آپ کے بعد [illegible] اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ سب کے سب اس ذات کی طرف لوٹ جائیں گے جو ہر شے کا بہترین وارث ہے [illegible] صبح و شام اللہ کی طرف آپ لوگ [illegible] جا رہے ہیں جو اپنی عمر [illegible] پوری کر لیتا ہے۔ جب تم اس کو زمین کے شگاف میں [illegible] دیتے ہو [illegible] نہ سرہانے تکیہ رکھتے ہو نہ اس کے لیے فرش بچھاتے ہو وہ اپنے دوستوں اور [illegible] سے قطع تعلق کر کے [illegible] اپنے اعمال کے حساب و کتاب کا سامنا کرتا ہے [illegible] صرف اس کے اعمال [illegible] ہیں [illegible] لیے ہیں

[illegible]

[illegible]

تعزیت نامہ

[illegible]

[illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے چند نصائح:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴾

[illegible]

[illegible]

باب ۲

یزید ثانی بن عبدالملک

اسی سنہ میں یزید بن عبدالملک بن مروان کی بیعت ہوئی [illegible] ۲۹ سال کی عمر میں تخت خلافت پر متمکن ہوا

ابوبکر بن محمد کی معزولی:

یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالرحمن بن ضحاک بن قیس فہری کو مقرر کیا۔ واقدی کے بیان کے مطابق عبدالرحمن بن ضحاک بدھ کے دن [illegible] رمضان [illegible] کے ختم ہونے میں چند دن باقی تھے کہ مدینہ آیا اور اس نے سلمہ بن عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

امارت مدینہ پر عبدالرحمن بن ضحاک کی تقرری:

ابوبکر بن حزم کہتے ہیں کہ یزید ثانی کے بعد جب عبدالرحمن بن ضحاک مدینہ آئے تو میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا مگر انہوں نے میری طرف توجہ نہیں کی میں نے کہا: یہ طرز عمل تو کبھی [illegible] اہل مدینہ کے ساتھ اچھا نہیں۔ تب میں اپنے گھر چلا گیا اور ان کی طرف سے ڈرتا رہا۔ عبدالرحمن ایک [illegible] آدمی تھا اس کے متعلق مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے کہا [illegible] ابن حزم [illegible] ہے۔ یہ مجھ سے ملنے آیا اور [illegible] بات بھی کی ہے ان باتوں کے معلوم ہونے پر مجھے اس کی جانب سے جو خطرہ تھا اس کا یقین ہو گیا۔ جو شخص [illegible] [illegible] آپ نے پہلے [illegible] کر دیا کہ آپ یزید [illegible] خلافت کی ان [illegible] پر برقرار [illegible] آپ سے پہلے معلوم تھی [illegible] خلیفہ [illegible] [illegible] [illegible] بات پر کہاں [illegible]۔

نمیری کے مقدمہ میں ابوبکر بن محمد کی غلطی

قریش اور [illegible] ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے [illegible] کی بات ہے کہ ایک شخص [illegible] کا [illegible] تھا [illegible] عبدالرحمن کے [illegible] تھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک ٹکڑا زمین کے متعلق جھگڑا ہوا تھا اور ابوبکر نے عثمانی کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا [illegible] اور عبدالرحمن نے ان دونوں کو سامنے بلایا۔ اب نمیری نے عبدالرحمن سے کہا: ابوبکر نے [illegible] حکم دیا ہے کہ [illegible] میرے قبضے سے نکال کر اس عثمانی کے حوالے کر دی جائے۔ ابوبکر نے کہا: اے امیر [illegible] کے مطابق [illegible] علاوہ تمہارے مقدمہ کے [illegible] میں تمہارے قبضے سے [illegible]

[illegible] کر لیا تھا۔

[illegible] کے جواب [illegible]

[illegible] کہا کہ تم [illegible]

اس بات کا اقرار [illegible]

[illegible]

ابن حیان کی ابوبکر بن محمد کے خلاف شکایت:

غرض جب کبھی ابوبکر [illegible] ابن الضحاک کے [illegible] ابن حیان نے یزید سے کہا کہ چونکہ ابوبکر نے میرے [illegible] لگوائی ہیں۔ اس لیے آپ مجھے ان کا معاوضہ ابوبکر سے دلوائیے۔ یزید نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا کیونکہ اس شخص نے میرے خاندان والوں پر احسان کیا ہے اب یہ مناسب ہے کہ [illegible] کیا تم [illegible] بدلہ لینا چاہتے ہو [illegible] ابن الضحاک [illegible] ابن حیان [illegible] ابوبکر سے اس کا قصاص دلوا دیا۔

ابن حیان کا انتقام:

ابن حیان یہ خط لے کر ابن الضحاک کے پاس آیا [illegible] ابن الضحاک نے کہا کہ واللہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس سے تو تمہارا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن حزم نے [illegible] ہو گی؟ عثمان نے کہا کہ جناب واللہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر آپ چاہیں تو مجھ پر احسان فرمائیں [illegible] ابن الضحاک نے کہا [illegible] یہ بات درست ہے۔ اب تم نے اپنا صحیح مطلب بتایا۔

ابن الضحاک نے ابن حزم کو [illegible] ابوالمغرا بن حیان [illegible] ہے۔ ابن حزم نے [illegible] دو حدیں [illegible]

عبدالحمید بن عبدالرحمن کی خوارج پر فوج کشی:

اسی سنہ میں شوذب الخارجی قتل کیا گیا۔ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شوذب نے اپنی جماعت کے [illegible] مناظرہ کرنے کے لیے ایک وفد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا آپ کی وفات کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمن نے یزید کے سامنے اپنی کارگزاری پیش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لیے خارجیوں کے خلاف [illegible] محمد بن جریر کو خارجیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ [illegible] شوذب کے دونوں قاصد ابھی نہیں آئے تھے اور نہ انہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا علم تھا [illegible] محمد بن جریر کو جنگ کی تیاری [illegible] شوذب نے قاصد کے

ذریعے سے پچھوایا کہ وقت معینہ کے ختم ہونے سے پہلے ہی جنگ کی تیاری کیوں کی گئی ہے۔ اور آپ کے درمیان یہ بات طے نہیں پائی تھی کہ جب تک ہمارے دونوں قاصد واپس نہ آ جائیں گے اس وقت تک جنگی کارروائی نہیں کریں گے۔ محمد نے جواب دیا کہ ہم تمہیں اس حالت پر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے۔

محمد بن جریر کا خوارج پر حملہ و پسپائی:

ابو عبیدہ کے حوالے سے ابن جریر نے اس موقع پر یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اس وقت خارجیوں نے یہ کہا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے خود ہی اس لیے کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جو ایک نیک آدمی تھے انتقال ہو چکا ہے بہرحال شوذب بھی جنگ کے لیے میدان مصاف میں آیا اور دونوں فریقوں میں جنگ ہوئی کئی آدمی زخمی ہوئے کوفہ والوں کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا اور وہ شکست کھا کر بھاگے خارجی انہیں قتل کرتے ہوئے ان کے تعاقب میں چلے اور بڑھتے بڑھتے کوفہ کی جھونپڑیوں تک پہنچ گئے اہل کوفہ نے عبدالحمید کے پاس جا کر پناہ لی۔ اس جنگ میں محمد بن جریر کے کولہے میں زخم آیا۔

شوذب خارجی کے قاصدوں کی واپسی:

شوذب نے جب کچھ زمانہ تک انتظار کیا تو اپنے دونوں ساتھیوں کا جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے انتظار کرنے لگا۔ وہ دونوں آئے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کی پوری کیفیت سنائی اور ساتھ ہی ان کی وفات کی بھی اطلاع دی۔

تمیم بن الحباب اور خوارج کی جنگ:

یزید نے خلیفہ ہو کر عبدالحمید کو بدستور کوفہ کا عامل رکھا اور اپنی جانب سے تمیم بن الحباب کو دو ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں سے مقابلہ کے لیے بھیجا فریقین میں قاصدوں کا آنا جانا ہوا۔ تمیم نے خارجیوں سے کہلا بھیجا کہ اب یزید کی حکومت کا دور ہے یہ وہ تمہیں نہیں چھوڑے گا جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز نے چھوڑ دیا تھا۔ خارجیوں نے اس کے جواب میں اس پر اور یزید دونوں پر لعنت بھیجی۔ تمیم خارجیوں سے لڑا خارجیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ اس کی فوج کے کچھ لوگوں نے کوفہ میں پناہ لی۔ اور کچھ یزید کے پاس شام واپس چلے گئے۔

نجدہ اور شحاج کی خوارج سے جنگ اور شکست:

دوسری مرتبہ یزید نے نجدہ بن الحکم الازدی کو ایک عظیم فوج کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ خارجیوں نے نجدہ کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو شکست دی۔ پھر یزید نے شحاج بن وداع کو دو ہزار سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر روانہ کیا طرفین میں خوب ہی گھمسان کی جنگ ہوئی خارجیوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور اس نے بھی چند خارجیوں کو جن میں ہدبۃ الیشکری شوذب کا چچا زاد بھائی جو ایک عابد آدمی تھا اور ابو شبیل مقاتل بن شیبان خارجیوں کا ایک افضل شخص تھا قتل کیا۔

حمید بن عمرو کی خوارج پر فوج کشی:

جب مسلمہ کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے ان خارجیوں کی شکایت کی کہ شوذب ہمارے بالکل قریب ہی مقیم ہے اور ہمیں ہر وقت اس سے خوف لگا رہتا ہے۔ مسلمہ نے ان کا اطمینان کیا۔ سعید بن عمرو الحرشی کو جو ایک شہسوار آدمی تھا دس ہزار فوج دے کر

حملہ کر کے شوذب کے مقابلہ پر آئیں۔

شوذب خارجی کا اپنی جماعت سے خطاب:

شوذب اس وقت تک اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا جب اسے معلوم ہوا کہ اس قدر بڑی فوج جس کا مقابلہ اس کی طاقت سے باہر ہے اس کے مقابلہ پر آ رہی ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص اللہ سے ملنا چاہتا تھا اس کے لیے تو اب وقت شہادت موجود ہے اور جو شخص دنیا کے لالچ سے ہمارے ساتھ شریک تھا تو اسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اب دنیا اس کے لیے ختم ہو گئی تھی اور دوام تو صرف عاقبت ہی میں نصیب ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام خارجیوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور اس نے بڑھ کر ان سے حملے کر کے کئی مرتبہ سعید اور اس کی فوج کو پیچھے ہٹا دیا۔ حتیٰ کہ جب سعید کو اپنی شکست کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اس نے اپنے آدمیوں کو سنبھالا اور ان سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس مٹھی بھر جماعت کے سامنے سے بھاگے جاتے ہو؟ اسے ٹھہرو اسی طرح آگے جس طرح کہ تم ہمیشہ گزشتہ معرکوں میں لڑتے آئے ہو۔

شوذب خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

اب کی مرتبہ سب نے مل کر ایک ہی دفعہ میں انہیں آٹے کی طرح پیس کر رکھ دیا کہ کوئی شخص ان میں سے بچ نہ نکلا۔ شوذب جس کا نام بسطام تھا اور اس کے تمام بڑے بڑے بہادر مارے گئے جن میں ہدبان بن عبداللہ الیشکری جو اپنی جماعت کا گویا ترجمان بھی تھا موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

یزید بن مہلب کی بغاوت:

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے بصرہ پر آ کر قبضہ کر لیا اور عدی بن ارطاۃ الفزاری کو جو یزید بن عبدالملک کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا گرفتار کر کے قید کر دیا اور یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ یزید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قید سے بھاگ جانے کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے اب اس ۱۰۱ ہجری میں جو کارروائیاں اس سے سرزد ہوئیں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے دن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اسے معلوم ہوا کہ یزید بن المہلب قید سے بھاگ گیا ہے۔ یزید نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو حکم بھیجا کہ تم اس کی جستجو رکھو اور مقابلہ کرو۔ اسی طرح عدی بن ارطاۃ کو یزید کے بھاگ جانے کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ اس کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ اور بصرہ میں جو اس کے خاندان والے ہوں انہیں قید کر دو۔

یزید بن مہلب کے خاندان کی اسیری:

عدی نے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ ان میں مفضل، حبیب اور مروان مہلب کے بیٹے بھی تھے۔ جب چلتے چلتے یزید کا گزر حمید بن عبدالملک بن مروان پر ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیوں نہ ہم اس پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیں اور اپنے ساتھ لے چلیں۔ مگر ان کے ساتھی اس بات پر آمادہ نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں لے کر چلے چلیے اور اس کا ارادہ ترک کر دیجیے۔ یزید بڑھتے بڑھتے موضع قطقطانہ پہنچا تو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے ہشام بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی العامری کو کوفہ کی پولیس اور دوسرے بہت سے معزز اور بہادر اشخاص کی ایک کافی جماعت کے ساتھ یزید کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم جا کر اس کا مقابلہ کرو آج وہ تم سے مغلوب ہو جائے گا۔

یزید بن مہلب کی بصرہ پر فوج کشی

ہشام [illegible] کہتے ہیں [illegible] سے پوچھا گیا کہ [illegible]
[illegible] گیا ہے۔

[illegible] یزید [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] جب [illegible] سے فاصلے پر [illegible] کی طرف [illegible]

جب یزید [illegible] کی طرف چلا [illegible] بصرہ میں عدی بن ارطاۃ نے ان کے مقابلے کی تیاری کر لی تھی۔ [illegible] خندق [illegible] اہل بصرہ [illegible] ایک [illegible] کے مقابلے کے لیے آگے [illegible] بصرہ کے [illegible] مغیرہ بن [illegible] کو [illegible]

عبدالملک بن المہلب نے عدی سے کہا کہ تم میرے بھائی یزید [illegible] اس بات کا [illegible] کہ یزید [illegible] آئے [illegible] چلا جائے گا [illegible] اپنے لیے امان [illegible] تمہارے [illegible] آئے گا مگر عدی نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

محمد بن مہلب

اب یزید [illegible] بصرہ [illegible] لوگوں نے [illegible] محمد بن المہلب نے بھی [illegible] نہیں [illegible] مگر [illegible] اپنے خاندان کے نوجوانوں اور اپنے موالیوں کا ایک دستہ [illegible] تھا [illegible] کے لیے [illegible] تھا [illegible]
گیا۔

عدی بن ارطاۃ کے فوجی دستے:

عدی نے تمام اہل بصرہ [illegible] ان کے پانچ دستے [illegible] ہر دستے پر ایک سردار مقرر کیا۔ [illegible] ازد کے دستے کا [illegible] تمیم کے دستے کا [illegible] بکر بن وائل کے دستے کا سردار مقرر کیا۔

[illegible] ایک شخص [illegible] بن قیس [illegible] نے عدی سے کہا کہ بکر بن وائل کے دستے کا سردار [illegible] مالک بن مسمع [illegible] نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع [illegible] بکر بن وائل کے دستے کا سردار مقرر کر دیا۔ عدی نے [illegible] عبدالقیس کے دستے کا سردار مقرر کیا اور عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر قرشی کو اہل العالیہ کے دستے کا سردار مقرر کیا۔

[illegible] اہل العالیہ [illegible] قریش [illegible] اہل العالیہ [illegible] کوفہ میں [illegible] عالیہ [illegible]
[illegible]

یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد

[illegible]

یزید بن مہلب کی جانب [illegible]

[illegible]

عمران بن عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت

[illegible]

یزید بن مہلب اور عدی کی جنگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ کے خلاف لشکر کشی کرنے سے پہلے قریش کی خوشامد کی اور آپ نے [illegible] درخواست کی تو یہ درخواست رائیگاں جانے کی الا یہ کہ آپ کے بیٹے تو آپ جیسی مہربانی کریں [illegible] آپ کے خاندان والوں [illegible]۔

یزید نے کہا تم نے یہ جو کہا ہے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اگر یہ حقیقت ہے تو [illegible] کر دو گے ایک تم نے یہ بھی کہا [illegible] اور [illegible] کہ میری بیعت کو تیار ہو [illegible] انتخاب کر کے [illegible] ساتھ ہیں اس وقت [illegible] تم سے کہیں زیادہ موجود ہیں [illegible] اس سب کے باوجود ایک ہی مقام پر [illegible] تم سے [illegible] کہ میری طاقت کہیں زیادہ ہے [illegible] معلوم ہوتی ہے اگر میں ان کے خلاف جنگ کرنے سے رک جاؤں اور پھر اپنے قاصد کے لیے انہیں [illegible] ان کے قرابت داروں [illegible] کہ کسی بڑے شہر کی حکومت میرے سپرد کر دی جائے [illegible] پایا جائے تو میں خود اس امر کے لیے تیار ہو جاؤں گا اور ایسا کروں گا تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر انہیں [illegible] ظلم [illegible] تو وہ تمہاری مخالفت کریں گے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ اختیار کریں گے اس سے [illegible] اس وقت وہ تمہیں یاد کریں گے اور تمہاری [illegible] اصلاح کرو اور معافی چاہو [illegible] تم سے اس بارے میں [illegible] اور تم نے [illegible] تم نے خود اپنی عاجزی اور طلب احسان کا اظہار کیا ہے۔

عدی بن ارطاۃ کی اسیری:

یزید نے حکم دیا کہ عدی کو یہاں سے لے جاؤ۔ جب لوگ اسے تھوڑی دور تک لے گئے تو اس کے سامنے سے ہٹ گئے تو یزید نے اسے پھر اپنے سامنے بلوایا اور کہا اگرچہ میں نے تمہیں قید کیا ہے [illegible] جیسا کہ تم نے میرے بھائیوں کو قید کیا تھا اور ان پر سختیاں کی تھیں اور وہ برابر تم سے اس بات کی درخواست کرتے رہے کہ ان پر جو سختیاں اور مظالم ہو رہے ہیں انہیں کم کرو مگر تم نے مطلق ان پر کان نہ دھرے بلکہ ان کے خلاف ہی کرتے رہے۔

اس تقریر کے ختم کرنے کے بعد عدی کو یقین ہو گیا کہ یہ میری جان قتل کر دے گا اور اس کے بعد جو شخص اس سے ملنے آتا عدی ہمیشہ یزید کے اس احسان کا تذکرہ کیے بغیر نہ رہتا۔

سمیدع الکندی خارجی:

اسی دوران میں قبائل کے ایک شخص سمیدع الکندی نے جو قبیلہ بنی مالک بن ربیعہ سے تھا خارجی ہو گیا تھا [illegible] بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوا مگر جب یہ دیکھا کہ عدی اور یزید کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں صف بستہ ہیں اپنے ارادے سے باز رہا اور ایک طرف کو ہو لیا۔ [illegible] طرفین کے بعض لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سمیدع کو حکم بنایا جائے جو وہ فیصلہ کرے گا ہم اسی پر عمل کریں گے۔

سمیدع الکندی اور یزید بن مہلب میں اتحاد:

یزید نے سمیدع کو بلا بھیجا اور اسے اپنی طرف کرنے میں کامیاب ہو گیا یزید نے اسے ابلہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اب یہ بھی امیروں کی شان [illegible] خوش [illegible] زندگی بسر کرتا لوگوں سے [illegible] تا آنکہ یزید بن المہلب کو جب [illegible]

ہوئی تو بصرہ میں قبائل تمیم اور قیس کے جو لوگ تھے بصرہ سے بھاگ کر عبدالحمید بن عبدالرحمن کے پاس کوفہ پہنچ گئے اور بعضوں نے شام کا رخ کیا۔ ادھر مالک بن المنذر، حواری بن زیاد بن عمرو العتکی یزید بن المہلب سے بھاگ کر یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچنے کے ارادے سے شام روانہ ہوا۔ راستہ میں خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی ملے ان کے ساتھ حمید بن عبدالملک بن المہلب بھی تھا۔ یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب کے لیے امان اور تمام ان باتوں کی منظوری کی خوشخبری لے کر منظوری لے کر یزید بن المہلب کے پاس جا رہے تھے۔

حواری بن زیاد:

حواری ان دونوں کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ کوئی خبر سناؤ حواری نے جب یہ دیکھا کہ حمید بن عبدالملک بھی ان کے ہمراہ ہے انہیں ایک طرف کو لے گیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ دونوں نے کہا کہ یزید بن المہلب کے پاس جا رہے ہیں اور جو وہ چاہے اس کی منظوری لے کر آئے ہیں۔ حواری نے کہا کہ اب تم کو اس کے ساتھ احسان کرنے کا موقع نہیں رہا اور نہ اسے تمہارے ساتھ اس نے اپنے دشمن عدی بن ارطاۃ پر فتح پائی ہے بہت سوں کو قتل کر ڈالا ہے اور عدی کو قید کر دیا ہے۔ اس لیے آپ دونوں واپس چلے جائیں۔

مسلم بن عبدالملک باہلی:

ایک باہلی جس کا نام مسلم بن عبدالملک تھا ادھر سے گزر رہا تھا۔ وہ ان دونوں کے پاس ٹھہرا نہیں اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ ان دونوں نے اسے آواز دی اور ٹھہرایا مگر وہ ٹھہرا نہیں بلکہ مڑ کر اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تم اسے لوٹا دو اور جو قول و قرار ہو اس کے ساتھی نے کہا کہ جانے بھی دو دور کرو مگر یہ عیدی کر دو خود واپس آ جائے گا۔

حواری بن زیاد تو یزید بن عبدالملک کی طرف سے چلا گیا۔ اور یہ دونوں حمید بن عبدالملک کو لے کر آئے اس پر حمید نے کہا کہ میں خدا کا واسطہ دلا کر کہتا ہوں کہ آپ دونوں کو یزید نے جو حکم دیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کیجیے۔ یزید بن المہلب ان باتوں کو آپ کی جانب سے بخوشی قبول کر لے گا اور یہ شخص جس نے آپ سے یہ بات کہی ہے وہ اور اس کا خاندان ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں آپ خدا کے لیے اس کے کہنے پر یقین نہ کیجیے مگر ان دونوں نے اس کی درخواست کو رد کر دیا اور اسے عبدالرحمن بن سلیمان الکلبی کے حوالے کر دیا۔

عبدالرحمن کی یزید بن عبدالملک سے درخواست:

اس عبدالرحمن بن سلیمان کو یزید بن عبدالملک نے خراسان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ جب اسے یزید بن المہلب کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو لکھا کہ میرے نزدیک آپ کے مخالفین سے جہاد کرنا خراسان کی عاملی پر ترجیح رکھتا ہے مجھے اب خراسان کی ضرورت نہیں ہے آپ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ جو یزید بن المہلب کے مقابلے پر بھیجے گئے ہیں بھیج دیجیے۔ عبدالرحمن نے حمید بن عبدالملک کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمن اور خالد بن یزید کی گرفتاری:

عبدالحمید بن عبدالرحمن نے زید بن الحکم اور خالد بن یزید بن المہلب کو جو کوفہ میں مقیم تھا اور حمال بن زحر الجعفی کو بلا لیا

یہ [illegible] کہ [illegible] بھی [illegible] کے متعلق [illegible] ان سے [illegible] تھے [illegible] [illegible] تھے [illegible] [illegible] یزید بن عبدالملک کے پاس [illegible] [illegible] [illegible] یہ بات [illegible] تھی۔ [illegible] [illegible] معلوم ہو گئے۔

قطامی بن الحصین

اس واقعہ سے بہت پہلے یہ ہوا تھا کہ یزید نے چند لوگوں کو اس غرض سے دمشق بھیجا تھا کہ وہاں جا کر [illegible] خلیفہ وقت کی اور [illegible] کی خوبیاں بیان کریں اور ان کے مناقب [illegible] کریں [illegible] ان لوگوں میں ایک شخص قطامی بن الحصین بھی تھا (جو شرقی کا باپ تھا اور اس شرقی کا اصلی نام ولید تھا) جب [illegible] یزید بن [illegible] کا نام [illegible] نے اس کی تعریف میں چند شعر کہے اور ان میں یزید کی خواہش [illegible] کی [illegible] اس کے [illegible] تو [illegible] پھر [illegible] مقام عقر [illegible] گیا تھا اور وہاں مسلمہ بن عبدالملک کے ہمراہ یزید بن المہلب کے خلاف [illegible] ہے [illegible] قطامی [illegible] ان کا قول [illegible] منافق ہے

یزید بن مہلب کا بصرہ پر قبضہ

بصرہ کے واقعہ کے بعد یزید بن عبدالملک نے عباس بن ولید کو چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ فوج [illegible] کہ یزید نے ان سے پہلے پہنچ کر [illegible] بعد ازاں جب مسلمہ بن عبدالملک اور [illegible] زبردست فوج [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یزید بن المہلب کے [illegible] آ گئے۔

یزید بن المہلب نے [illegible] اور [illegible] بھیجے۔

یزید بن مہلب کی پیش قدمی

[illegible] حضرت عمر بن عبدالعزیز [illegible] پاس [illegible] چلا آیا تھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] یزید بن المہلب [illegible] [illegible] یزید بن المہلب [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بنی تمیم اور بنی ازد

بنی تمیم کو جب یہ معلوم ہوا [illegible] کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر نکلے [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] ان کے [illegible] نے بنی تمیم [illegible] [illegible] تھا [illegible] [illegible] [illegible] بنی تمیم نے [illegible] [illegible] بات کا [illegible] [illegible] یزید بن المہلب [illegible] آ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تھا اور ان کو قتل کرتے تھے خود ان ہی کی خوشنودی کا جویاں رہتا تھا آج وہی تم سے راضی ہے تو اس نے کبھی دعویٰ کیا ہو کہ عہدہ پر خود ہی اور ظلم بغاوت پھیلا رہا ہے مگر آپ لوگ اب بھی اس کی حکومت کے حامی ہو گئے اور کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے طریقہ کی طرف دعوت دیتا ہوں حالانکہ ان دونوں حضرات کے طریقے کے مطابق تو یہ خود ہی مجرم ہے اس کے ساتھ ہی تم یہ بھی کہتے ہو کہ اس بات میں صاحب موصوف نے اسے قید کیا تھا۔ یزید کے طرفداروں میں سے جنہوں نے حسن بصری کی یہ باتیں سنیں ایک شخص کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابو سعید تو شامیوں سے خوش ہیں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شامیوں کے خلاف تاثرات:

حسن بصری یہ فرمانے لگے "میں اور شامیوں سے خوش ہوں؟ اللہ ان کا برا کرے اور تباہ کرے کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے حرم رسول اللہ ﷺ کو حلال کر لیا اور تین شب و روز تک اس کے باشندوں کو قتل کرتے رہے اور اپنے نبطی اور قبطی غلاموں کے لیے اسے مباح کر دیا جو شریف اور باعصمت خواتین کو لے گئے اور عصمت دری تک سے باز نہ رہے پھر خانہ کعبہ تک جا کر اسے منہدم کر دیا اور غلاف کعبہ کو آگ لگا دی ان پر اللہ کی لعنت ہو اور بدترین انجام ہو۔"

یزید بن مہلب کی مجلس مشاورت:

یزید نے مروان بن المہلب کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور خود تمام اسلحہ اور فوجیں لے کر واسط آیا۔ جب واسط کا رخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیتے ہوئے کہا کہ یہ تم بتاؤ کہ اہل شام تمہارے مقابلہ پر بڑھے چلے آ رہے ہیں اس لیے بتاؤ اب کیا کرنا چاہیے؟ اس پر حبیب نے کہا (حبیب کے علاوہ دوسرے شخص نے بھی یہی مشورہ دیا تھا) کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں سے فارس چلے جائیں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں اور دروں میں مورچہ بندی کر لیں اور خراسان سے قریب ہو جائیں اور دشمن کو جنگ میں طول دے کر پریشان کر دیں۔ اس طرح بہت سے پہاڑی دشمن بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور پہاڑ اور قلعے بھی آپ کے قبضہ میں رہیں گے۔

یزید نے کہا یہ میری رائے نہیں ہے تم چاہتے ہو کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر پرندہ بن کر بیٹھا رہوں۔

حبیب کا کوفہ پر قبضہ کرنے کا مشورہ:

حبیب نے کہا کہ سب سے بہتر بات تو یہ تھی کہ آپ کو ابتدا ہی میں اس کا موقع تھا اب وہ وقت جاتا رہا۔ جب آپ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا اسی وقت آپ کو چاہیے تھا کہ اپنے خاندان کے کسی آدمی کو سواروں کے ساتھ کوفہ بھیج دیتے وہاں کا عامل عبدالحمید بن عبدالرحمن ہے اس کی حالت یہ ہے کہ جب آپ کے طرفدار سواروں کی جمعیت اس کے قریب سے گزرتی تب بھی وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تو اس طرح آپ کوفہ میں شامی فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہنچ جاتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ کوفہ کے تمام سردار آپ کے طرفدار ہیں اور وہ شامیوں کی حکومت سے آپ کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے مگر یزید نے اس مشورہ کو بھی نہ مانا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] واقعات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالملک بن مہلب کی شکست و فرار

[illegible]

[illegible]

عبدالملک بن مہلب کی مراجعت [illegible]

[illegible]

[illegible]

مفضل بن مہلب کی بہادری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یزید بن مہلب کا فوج سے خطاب:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک روز یزید بن [illegible] نے [illegible] کی ترغیب دلائی [illegible] جب تک ہم [illegible] دشمنوں کی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] حجاج بن یوسف [illegible] اور [illegible] قوم [illegible] ہم اس سے [illegible] بہت [illegible] ان کا قصہ [illegible] ہو گئے۔

اس تقریر پر ان کی قوم نے [illegible] آپ سے [illegible] آپ بھی [illegible] اسی طرح [illegible] عبدالرحمن [illegible] سے [illegible] اور [illegible] زندگی سے [illegible] یزید [illegible]۔

[illegible] یزید بن مہلب کی اطاعت:

[illegible] بن [illegible] السدوسی [illegible] یزید کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

یزید بن مہلب کی بیعت کی شرائط:

یزید کی بیعت کے شرائط یہ ہوتے تھے: ہم تم سے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر بیعت لیتے ہیں [illegible] اور [illegible] حجاج کی طرح حکومت کی جائے [illegible] ان کی بیعت لے لیں [illegible] اور جو ان باتوں کو نہ مانتے ہم ان سے لڑیں گے اور اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ ان الفاظ کے بعد یزید لوگوں سے پوچھتا کہ کیا یہ شرائط [illegible] ان سے بیعت لے لیتا۔

کوفہ کی ناکہ بندی:

اس وقت عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کوفہ سے نکل کر [illegible] پڑاؤ کیا [illegible] پل کے [illegible] نیز [illegible] کوفہ کا تمام [illegible] تاکہ یزید کوفہ نہ پہنچ سکے۔ علاوہ ازیں عبدالحمید نے کوفہ کے چاروں طرف [illegible] تاکہ کوئی کوفی یزید کے پاس نہ جا سکے۔

مسلمہ بن عبدالملک کی آمد:

ادھر عبدالحمید نے کوفہ سے [illegible] سیف بن ہانی الہمدانی کی زیر قیادت مسلمہ کی مدد کے لیے بھیجی۔ مسلمہ نے اس فوج کی [illegible] ان کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعریف و توصیف کی اور [illegible] کوفی [illegible] بہت تھوڑی جماعت ہماری امداد کے لیے آئی ہے۔ عبدالحمید [illegible] اس نے اس [illegible] عبدالرحمن بن [illegible]

[illegible]

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کا [illegible]

[illegible]

یزید بن مہلب کا [illegible] قصہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بے پناہ ان کو [illegible] قرآن [illegible]

یزید کی حضرت حسن بصری کی تقریر پر خفگی:

مروان بن مہلب بصرہ [illegible] تھا، اس نے جب [illegible] حضرت حسن بصری [illegible] فرمایا کرتے تھے کہ [illegible] حضرت حسن بصری [illegible] مروان بن مہلب نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس کی [illegible] نے اس کو [illegible] کی۔

مسلمہ بن عبدالملک کی جنگی ترتیب:

اب مسلمہ میدان جنگ میں [illegible] پہلے [illegible] ترتیب دی اور [illegible] یزید بن المہلب کی جانب [illegible] مسلمہ نے اپنے میمنہ پر [illegible] [illegible] [illegible] اپنے میمنہ پر [illegible] [illegible] تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مسلمہ تھا۔

یزید بن مہلب کی صف بندی:

یزید نے بھی مقابلہ کی [illegible] اپنے میمنہ پر حبیب بن المہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن المہلب کو سردار مقرر کیا۔ مفضل [illegible] مفضل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تعمیل [illegible]

محمد بن المہلب اور حیان النبطی کا مقابلہ

فوجیں [illegible] [illegible] اہل عراق کی طرف سے کوئی شخص اس کے مقابلہ پر نہیں نکلا تو محمد بن مہلب اس کے مقابلہ کے لیے [illegible] اس شخص نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس شخص کے متعلق [illegible] حیان النبطی تھا۔

اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار:

[illegible] [illegible] اگرچہ ایک دوسرے سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میدان جنگ [illegible] [illegible]

دلوں میں [illegible] تو یزید اپنا [illegible] حقوق [illegible] علم [illegible] کر [illegible] ان کے [illegible] سے بھاگ [illegible] اس نے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ہو گئے [illegible] جب [illegible] کے سامنے [illegible] تو اس نے اپنے [illegible] سے کہا کہ [illegible] کیونکہ مجھے [illegible] یہ توقع ہے کہ [illegible] [illegible] چکا تھا۔

یزید بن مہلب اور یزید بن الحکم کی گفتگو:

ہشام کہتا ہے کہ [illegible] سے پہلے یزید بن الحکم بن ابی العاص [illegible] یزید بن المہلب کے پاس آئے تھے اور یزید بن الحکم نے یہ شعر پڑھا تھا:

ان بنی مروان قد باد ملکهم　　فان کنت لم تشعر بذلک فاشعر

ترجمہ: "[illegible] بنی مروان کی حکومت کا تو خاتمہ ہو گیا، اگر آپ کو ابھی تک اس حقیقت کا علم نہ تھا تو اب معلوم ہو جانا چاہیے۔"

یزید نے کہا کہ مجھے تو اب تک اس بات کا علم نہیں۔ اس پر یزید بن الحکم نے دوسرا شعر پڑھا:

فعش ملکا او مت کریما وان تمت　　وسیفک مشهور بکفک تعذر

ترجمہ: "بادشاہ بن کر زندگی گزارو یا عزت سے جان دے دو اور اگر تم اس حال میں مرو کہ تمہاری کھلی شمشیر تمہارے ہاتھ میں ہو تو [illegible] معذور سمجھے جاؤ گے۔"

اس شعر کو سن کر یزید نے کہا کہ "ہاں! یہ تو ہو سکتا ہے۔"

یزید بن مہلب اور سمیدع کی گفتگو:

غرض کہ جب یزید اپنے ساتھیوں کے پاس آیا [illegible] سامنے آیا تو اس نے سمیدع سے کہا کہ [illegible] تمہاری رائے صحیح ہے یا میری [illegible] ارادہ [illegible] تھا۔ سمیدع نے کہا کہ بے شک آپ [illegible] کی رائے درست [illegible] آپ کے ساتھ [illegible] مجھے حکم دیجئے۔ اس پر یزید نے کہا کہ اب [illegible] گھوڑے سے اتر پڑو۔ چنانچہ وہ اپنے لوگوں میں گھوڑے سے اتر پڑا [illegible] وقت [illegible] مارا گیا۔

یزید بن مہلب کی پیش قدمی:

زبیر بن [illegible] الازدی کا آزاد کردہ غلام ثابت بیان کرتا ہے کہ جس وقت حبیب کی موت کی خبر یزید کو معلوم ہوئی تو میں نے سنا کہ حبیب کے بعد اب جینے کا مزہ نہیں [illegible] شکست کے بعد تو زندگی مجھے پہلے ہی [illegible] تھا اور اب تو اور بھی زیادہ مجھے زندگی [illegible] معلوم ہوتی ہے [illegible] میدان جنگ سے [illegible]

چنانچہ جو لوگ زندہ رہنا چاہتے تھے وہ میدان جنگ چھوڑ کر جس جانب گئے وہاں سے نکلتے گئے مگر آپ کی جماعت کے ساتھ مرنے مرنے تک یہی ایک گھڑی تو بس بڑی بات ہوگی۔

ابورؤبہ کا یزید بن مہلب کو مراجعت کا مشورہ

ابورؤبہ نے [illegible] کہا آپ نے دیکھا [illegible] آگے پیچھے قتل ہو گئے [illegible] فوج سے الگ ہو گئے اور اس کے بعد آپ کے ہمراہیوں کے قدم [illegible] بادلوں کی طرح چھٹ گئے۔ اگر آپ [illegible] میدان چھوڑ کر [illegible] ایک ہاتھ کے اشارے سے [illegible] لئے اب یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ واسط چلے جائیں وہ ایک قلعہ ہے وہاں خیمہ زن ہو کر ان کا مقابلہ کیجئے۔ پھر اہل بصرہ مدد کو آ جائیں گے اور عمان اور بحرین سے کشتیوں کے ذریعے آپ کو کمک آ جائے گی اور اپنے لیے ایک خندق بھی کھدوا لیجئے۔

یزید نے یہ تقریر سن کر کہا "خدا تیری رائے کو برا کرے کیا تم یہ بات کہتے ہو؟ میں موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا ہوں"۔

اس پر ابورؤبہ نے کہا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں (اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہ آپ کے سامنے لوہے کے پہاڑ ہیں؟ یزید نے کہا تیری بلا سے کہ لوہے کے پہاڑ ہوں یا آگ کے؟ تم میرے ساتھ رہو اگر تم نہیں چاہتے تو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد یزید نے یہ شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ بہادر اور شریف موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔

حبیب اور محمد بن مہلب کا قتل

یزید اپنے ایک رفیق کو ہمراہ لے کر مسلمہ کی طرف چلا۔ جب ان کے قریب پہنچا تو مسلمہ نے اپنا گھوڑا اپنے قریب منگوایا تاکہ اس پر سوار ہو جائے مگر اس اثنا میں اہل شام کے سواروں نے ادھر سے اس کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا اور یزید اور اس کے ساتھ حبیب اور محمد بن مہلب اس موقع پر مارے گئے۔

قحل بن عیاش کا یزید پر حملہ

قبیلہ کلب کے ایک نوجوان قحل بن عیاش [illegible] نے جب یزید کو دیکھا تو کہا کہ "اے قوم! خدا کی قسم چونکہ یہ یزید ہے اس لئے یا تو میں اس کو مار ڈالوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا مگر چونکہ اس کے سامنے اور بھی لوگ ہیں اس لیے اگر کچھ لوگ میرے ساتھ حملہ کریں تو وہ ان سے نپٹ لیں اور میں اس تک پہنچ جاؤں"۔

یزید بن مہلب کا قتل

اس کے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے ساتھ حملہ کرنے کے لیے تیار ہیں چنانچہ سب نے ایک ساتھ حملہ کیا تھوڑی دیر تک غضب کی جنگ ہوئی [illegible] جب دونوں فریق علیحدہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یزید مقتول پڑا ہے اور قحل بن عیاش بھی مرنے کے قریب ہے مگر قحل نے اس حالت میں بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے بتایا کہ یزید مقتول پڑا ہے اور میں نے ہی اسے قتل کیا ہے اسی طرح اس نے اشارہ سے یہ بھی بتایا کہ یزید نے مجھے بھی زخمی کیا ہے۔ [illegible] جسے [illegible] قحل بن عیاش نے [illegible] کا یہ بھی خیال ہے کہ اسی نے مجھے قتل کیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

مفضل بن مہلب کی شجاعت:

[illegible]

مفضل کی [illegible] ترتیب

[illegible]

مفضل کی مراجعت واسط

[illegible]

اسیران جنگ کا قتل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے کہ کوئی شخص بھی مروان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکے گا۔ چنانچہ یہ لوگ پر مشقت بحری سفر کرتے ہوئے مضافات کرمان پہنچے وہاں انہوں نے جہاز اور کشتیاں چھوڑ دیں اور اب اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو منتقل کرنے کے لیے سواری کے جانوروں پر سوار کیا۔

مفضل بن مہلب کی امارت:

معاویہ بن یزید بن المہلب جب البصرۃ آیا تو اس کے ساتھ تمام نقد و جنس اور بیت المال ساتھ تھا اس سے گویا اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ بھی اپنی قوم و جماعت کا امیر ہو۔ اس بات کو محسوس کر کے مہلب کے تمام خاندان والے ایک جا جمع ہوئے اور سب نے مفضل سے کہا کہ آپ ہی ہم میں سب سے بڑے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور معاویہ سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے اور نوجوانوں کی طرح ابھی بالکل نوجوان ہو اس خدمت کے اہل نہیں ہو۔

غرض کہ اب مفضل ان کی ساری جماعت کا سردار تھا۔ اس کی سرداری میں یہ سب لوگ کرمان پہنچے۔ کرمان میں ان کی شکست خوردہ فوج کے اور بہت سے لوگ موجود تھے وہ سب کے سب مفضل کے جھنڈے تلے آ گئے۔

مدرک کا مفضل بن مہلب پر حملہ:

دوسری جانب سے مسلمہ نے مدرک بن ضب الکلبی کو ان کی تلاش اور مفرورین کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے مفضل کو مقام فارس میں جا لیا۔ مگر اس سے پہلے ہی اس کے علم کے بغیر بہت سی شکست خوردہ فوج جمع ہو چکی تھی۔ مدرک نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گھاٹی میں انہیں جا لیا۔ دشمن مدرک پر پلٹ پڑا لڑائی گھمسان کی اور نہایت سخت لڑائی اس سے لڑا۔ مفضل کے ساتھ نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی محمد بن اسحاق بن محمد بن الاشعث سب ان میں کام آئے۔ بادشاہ کوہستان کا بیٹا قید ہوا۔ مفضل کی ایک لونڈی عالیہ بھی گرفتار ہوئی۔ عثمان بن اسحاق بن محمد الاشعث شدید زخمی ہوا مگر بھاگ کر حلوان پہنچا۔ وہاں کسی نے اس کی مخبری کر دی قتل کر دیا گیا اور اس کا سر مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا گیا۔

ورد بن عبداللہ کو امان:

یزید کے ساتھیوں میں بعض لوگ وہیں بھی چلے آئے۔ انہوں نے امان مانگی انہیں امان دے دی گئی۔ ان لوگوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر اور ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی تمیمی بھی تھے۔ ورد وہ شخص ہے جو عبدالرحمن بن محمد کے ساتھ اس کے تمام واقعات اور جنگوں میں شریک رہا تھا۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے اپنے چچا مسلمہ سے اس کی سفارش کی اور چونکہ محمد مسلمہ کا داماد بھی تھا اس لیے اس نے اس کی سفارش مان لی اور ورد کو امان دے دی۔ جب ورد اس کے سامنے آیا تو مسلمہ نے اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے خوب گالیاں دیں اور لعن طعن کیا اور کہا کہ تو ہمیشہ سے فتنہ و بغاوت میں شریک رہا ہے کبھی تو کندہ کے جلاہے کے ساتھ ہوا کبھی تو ازد کے ملاح کا ساتھ دیا ہے تو اس بات کا مستحق تو نہ تھا کہ تجھے امان دی جاتی' پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی جاں بخشی:

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی حسین بن عبدالرحمن بن شراحیل نے سفارش کی (شراحیل کو ابن حکیم الجعفری کہتے ہیں) جب مالک مسلمہ کے سامنے آیا اور اس سے وہ دوچار ہوا تو حسین نے کہا کہ یہ بھی مالک بن ابراہیم بن الاشتر ہے۔ مسلمہ نے اس سے کہا کہ جاؤ

تمہیں اس وقت مروا دیا۔ حسن نے مسلمہ سے پوچھا کیا آپ نے انہیں کیوں اسی طرح برا بھلا نہیں کہا جب کہ اس سے دوسرے ساتھی کو آپ کہہ چکے تھے۔ مسلمہ نے کہا کہ میں نے تم دونوں کی ان باتوں سے مشتق کیا ہے جو میں تمہارے دوسرے لوگوں سے زیادہ عظیم کہ سمجھتا ہوں اور تمہاری اس عادت کی وجہ سے جو دین سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ تب حسن نے کہا اسی وجہ سے تو ہم چاہتے تھے کہ آپ انہیں برا بھلا نہ کہتے۔ کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے اعتبار سے اشراف ہیں اور شامیوں میں سے اس نے عمرو بن عبداللہ سے کہیں زیادہ اچھی خدمات انجام دی ہیں۔ اس واقعہ کے کئی ماہ بعد حسن کو کہا گیا کہ مسلمہ نے محض حسد کی وجہ سے ہمارے قبیلے کے ایک سردار کو یوں ہی چھوڑ دیا کہ کہیں بتانے کہ ان کی کوئی وقعت اس کی نظروں میں نہیں ہے یہ ان کا مطلب تھا۔

بنی مہلب کی قندابیل میں آمد

بنی مہلب اور ان کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی قندابیل پہنچے۔ مسلمہ نے مدرک بن ضب الکلبی کو روانہ کیا اور ہلال بن احوز التمیمی کو جو قبیلہ بنی مازن بن عمرو بن تمیم کا ہے ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ہلال نے قندابیل پر انہیں جا لیا۔ مہلب کے خاندان والوں نے قندابیل میں داخل ہونا چاہا مگر وداع بن حمید نے انہیں شہر کے اندر نہ آنے دیا۔

وداع کی بنی مہلب سے علیحدگی

ہلال بن احوز نے وداع سے مراسلت کر کے اسے خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملا لیا مگر وداع نے اب تک کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے بنی المہلب یہ سمجھتے کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر جب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا تب ان پر یہ راز آشکارا ہوا کہ وداع دشمن سے مل گیا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حریفوں نے میدان جنگ میں صف بندی کی تو وداع تو میمنہ پر رہا اور عبدالملک بن ہلال میسرہ پر۔ یہ دونوں ازدی تھے۔ میدان میں مقابلہ ہوتے ہی ہلال بن احوز نے نشان امان بلند کر دیا اسے دیکھتے ہی وداع بن حمید اور عبدالملک بن ہلال دونوں کے دونوں دشمن سے جا ملے۔ یہ دیکھ کر اور لوگ بھی بنی المہلب کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔

مروان بن المہلب کا اپنی عورتوں کے قتل کا ارادہ

مروان بن المہلب پر جب یہ بات ظاہر ہوئی تو اس نے عورتوں کی طرف چلنے کا ارادہ کیا۔ مفضل نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو؟ مروان نے کہا کہ میں اپنے حرم میں جاتا ہوں کہ انہیں قتل کر دوں تاکہ ان فاسقوں کی ان پر دسترس نہ ہو سکے۔ مفضل نے کہا نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اپنی ہی بہنوں اور خاندان والیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ ایسا ہرگز مت کرو۔ مجھے مطلق اس بات کا خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ کوئی بات ہماری عورتوں کے خلاف شان کریں گے۔

خاندان مہلب کی روانگی حیرہ

غرض کہ مفضل نے مروان کو اس ارادے سے باز رکھا اب یہ سب کے سب تلواریں لے کر میدان جنگ میں دشمن کی طرف بڑھے اور لڑتے لڑتے سب کے سب مارے گئے۔ صرف ابو عیینہ بن المہلب اور عثمان بن مفضل زندہ بچ گئے۔ یہ بھاگ کر خاقان اور رتبیل کے پاس چلے گئے۔ ہلال نے ان عورتوں اور بچوں کو مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا۔ نیز ان کے سر بھی مسلمہ کے پاس بھیج دیے۔ مسلمہ نے ان سروں کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجا اور یزید نے انہیں عباس بن ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

اور اس وقت سب کا وہ امیر تھا۔ جب یہ قیدی مسلمہ کے سامنے [illegible] پیش کیے گئے تو [illegible] کہتے ہیں کہ ان میں ساتھ ایک ایسا لڑکا بھی تھا جو [illegible] عبدالملک کا [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] سے بیان [illegible]

خاندان مہلب کی [illegible]

خاندان مہلب کے [illegible] بچے [illegible] قید [illegible] میں [illegible] جراح بن عبداللہ [illegible] کہا [illegible] مسلمہ نے [illegible] کا مطالبہ کیا [illegible] مسلمہ نے [illegible] ان سب کو چھوڑ [illegible] یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ [illegible] کے پاس آیا۔ یزید نے انہیں قتل کرا دیا۔

خراسان کوفہ و بصرہ کی امارت پر مسلمہ کا تقرر

جب مسلمہ یزید بن المہلب کے قضیے سے فارغ ہو گیا تو یزید نے اس سال میں کوفہ، بصرہ اور خراسان کا امیر مسلمہ ہی کو بنا دیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مسلمہ نے [illegible] محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ بصرہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مہلب کے خاندان والے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے تو شبیب بن [illegible] نے بصرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مگر جب بصرہ بھی مسلمہ کے تحت آ گیا تو مسلمہ نے عبدالرحمن بن سلیم الکلبی والی بصرہ کو [illegible] اور عمرو بن یزید التمیمی کو بصرہ کا کوتوال مقرر کر دیا۔

عبدالرحمن بن سلیم عامل بصرہ کی معزولی

عبدالرحمن بن سلیم نے ارادہ کیا کہ تمام اہل بصرہ [illegible] عمرو بن یزید سے [illegible] عمرو نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ تمام [illegible] ابھی ابھی ایک [illegible] ہے [illegible] ضرورت ہے [illegible] بصرہ والوں نے [illegible] تمہارے ساتھیوں [illegible] امیر المومنین [illegible] قاصد کے ہاتھ [illegible] مسلمہ [illegible] مسلمہ نے عبدالرحمن کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرہ کا والی مقرر کر کے بھیج دیا مگر [illegible] کو اس کی خدمت پر بحال رکھا۔

سعید خذینہ بن عبدالعزیز عامل خراسان

اس سال مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص کو جو سعید خذینہ کے نام سے مشہور تھا خراسان بھیجا تھا۔ اس [illegible] یہ تھی کہ یہ ایک نہایت ہی نازک اندام [illegible] ایک [illegible] اونٹنی پر سوار ہو کر خراسان آیا [illegible] ایک [illegible] تو اس وقت سعید [illegible] اس کے گرد [illegible] بیٹھے ہوئے تھے [illegible] جب اس سے ملاقات [illegible] تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اسے کیسا پایا؟ تو جواب میں اس نے کہا [illegible] خذینہ ہے۔

(خذینہ اصل میں وہ دیوی ہے جو خاندان کی مربیہ اور مالکہ ہوتی ہے)

سعید کے خراسان کا والی مقرر ہونے کی وجہ یہ تھی کہ سعید مسلمہ کا داماد تھا مسلمہ کی ایک بیٹی سعید سے منسوب تھی۔

شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند

جب مسلمہ نے سعید خذینہ بن عبدالعزیز کو والی مقرر کیا تو اس نے اپنی روانگی سے پہلے مجشر بن مزاحم السلمی کو خراسان بھیج دیا۔ ابو عبیدہ کے بیان کے مطابق مجشر، سعید کے آنے سے ایک ماہ پہلے خراسان پہنچ گیا۔ سعید نے شعبہ بن ظہیر النہشلی کو سمرقند کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اپنے خاندان کے پچیس آدمی ساتھ لے کر شعبہ سمرقند روانہ ہوا۔ آمل کے راستے سے آیا۔ یہاں سے وہ اور ان کی ان کے ساتھ ہو گئے سغد پہنچے سغد والے تھے جنہوں نے عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کے دور ولایت میں بغاوت کر رکھی تھی۔

عبدالرحمن انصاری سمرقند کا والی رہا بعد میں اکثر دہقان سغد نے اطاعت قبول کر لی اور فرمانبردار ہو گئے تھے۔

شعبہ کا اہل سغد سے خطاب:

شعبہ نے اہل سغد کو خطاب کرتے ہوئے ایک تقریر کی جس میں سغد کے عرب باشندوں کو خوب لعنت ملامت کی انہیں بزدل ٹھہرایا اور کہا کہ میں نے تم میں کسی شخص کو زخمی نہیں دیکھا اور نہ کسی کے منہ سے کراہنے کی آواز سنی ہے۔ عربوں نے اس کے سامنے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں ہمارے فوجی گورنر علباء بن حبیب العبدی نے بزدل بنا دیا۔

عبدالرحمن بن عبداللہ کے عمال کی گرفتاری:

جب سعید خراسان آیا تو اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کے ان تمام عمال کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں مقرر کیے گئے تھے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے ان کی سفارش کی۔ سعید نے ان سے کہا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ ان کے پاس خراج کا روپیہ ہے۔ عبدالرحمن نے کہا کہ میں اس روپیے کی ضمانت کرتا ہوں۔ اور ان کی طرف سے رقم لا دوں گا۔ اس کی ضمانت کر لی۔ مگر سعید نے اس رقم کا پھر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔

علی بن محمد کے بیان کے مطابق سعید سے شکایت کی گئی کہ جہم بن زحر الجعفی، عبدالعزیز بن عمرو بن حجاج الزبیدی، منتجع بن عبدالرحمن الازدی اور قعقاع الازدی نے جو یزید بن المہلب کے مقرر کردہ عامل تھے ان میں کچھ گڑبڑ کی تھی۔ اس طرح تو ان کے ذمے مسلمانوں کی مال گزاری کے روپیے سے کچھ روپیہ واجب الادا ہے۔ سعید نے ان سب کو بلا کر قہندز مرو میں قید کر دیا۔

جہم بن زحر پر عتاب:

سعید سے کہا گیا کہ جب تک ان لوگوں پر سختی نہیں کی جائے گی یہ روپیہ نہیں دیں گے۔ سعید نے جہم کو بلایا اور اسے ایک گدھے پر سوار کر کے مرو سے لائے۔ جب اسے فیض بن عمران کے پاس لے گئے تو فیض اس کے پاس گیا اور ناک پر ایک مکا رسید کیا۔ اور جہم سے کہا کہ یہ اس کا بدلہ ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ شراب کے نشے کی حالت میں پکڑے گئے تھے میرے پاس لائے گئے تھے تو تم نے مجھ پر حد جاری کی تھی۔ سعید یہ بات سن کر بہت برہم ہوا اور اس نے دو سو کوڑے جہم کے مارے۔ جس وقت جہم جیل پہنچا تو وہاں لوگوں نے تکبیر کہی۔ سعید نے جہم اور ان آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا جو قید تھے یہ سب ازد

بن عمرو الباہلی کے حوالے کر دیئے گئے مگر [illegible] نے ان کی سفارش کی اور ان کی معافی ہو گئی۔

جہم اور اس کے ساتھیوں کے متعلق دوسری روایت

[illegible] بن [illegible] بن عبد [illegible] بیان کرتے ہیں کہ باہلہ کے آزاد غلام نے جو کہ اس سعید خذینہ کی بہن کا شوہر تھا۔ سعید سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے سپرد کر دیجئے۔ سعید نے یہ درخواست منظور کر لی۔ ان لوگوں نے جہم [illegible] اور [illegible] کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر مار ڈالا۔ اور [illegible] اور دوسرے لوگوں کو [illegible] یہاں تک کہ وہ [illegible] پہنچ گئے۔

یہ لوگ اسی طرح جیل میں پڑے رہے۔ [illegible] جب [illegible] ان لوگوں میں سے جو باقی بچے تھے سعید نے ان کی رہائی کا حکم دیا۔ سعید کہا کرتا تھا کہ خدا جہم کا برا کرے کہ اس نے ان کو مار ڈالا۔

اس سال مسلمانوں نے اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کیا اور اسی جنگ کے دوران میں قصر الباہلی کا مشہور واقعہ پیش آیا۔

پھر اسی سال سعید نے شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند کو معزول کر دیا۔

شعبہ بن ظہیر کی معزولی:

جب سعید خراسان آیا تو اس نے وہاں کے چند مقامی [illegible] کو بلایا اور مشورہ کیا کہ کن لوگوں کو ضلع پر بھیجے۔ اس جماعت نے چند عربوں کے نام پیش کئے۔ سعید نے انہی لوگوں کو مامور کر دیا۔ مگر جب ان [illegible] لوگوں کی شکایتیں ان کے پاس پہنچیں تو سعید نے ایک دن لوگوں سے جو اس کے دربار میں اس روز آئے تھے کہا کہ جب میں اس شہر میں آیا تھا۔ یہاں کے لوگوں سے ناواقف تھا۔ میں نے لوگوں سے مشورہ لیا اور جب انہوں نے چند نام میرے سامنے پیش کئے تو میں نے ان سے تفصیل دریافت کی تو ان سب نے ان کی تعریف کی۔ اسی بنا پر میں نے انہیں مختلف مقامات کا عامل مقرر کر دیا۔ اب میں آپ سے جواب طلب کرتا ہوں کہ آپ نے کیوں مجھے میرے عمال کی مذمت [illegible] اس پر تمام لوگوں نے ان کی تعریف کی تھی۔ عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے کہا کہ اگر آپ گزشتہ طریقہ پر ہم سے دریافت کرتے تو میں خاموش رہتا۔ مگر اب [illegible] صورت ہے تو میں [illegible] کیے دیتا ہوں۔ [illegible] کہ آپ نے [illegible] سے مشورہ لیا تھا اور انہوں نے صرف اپنے لوگوں کے نام لیے جو ان کے حلیف تھے یا جن کی مخالفت کا انہیں اندیشہ تھا۔ ہم تو ان کے متعلق صرف اتنا ہی جانتے ہیں۔ سعید نے تکیہ کا سہارا لیا پھر سیدھا بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾

"معاف کرنا اختیار کرو، نیک کام کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔"

اچھا اب دربار برخاست ہے۔

سعید نے شعبہ کو سمرقند کی حکومت سے معزول کر دیا۔ اس کی جگہ عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر کو مقرر کیا اور [illegible] بن [illegible] کے آزاد کردہ غلام کو تحصیلدار مقرر کر دیا۔ [illegible] کا عامل مقرر کیا اور [illegible] اپنے [illegible] دیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قاصدوں کی عبدالمطلب بن ہاشم سے گفتگو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تکبیر کہتے ہوئے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس تقریر کے بعد مسیب نے انہیں [illegible]

[illegible]

مسیب بن بشر کا ترکوں پر حملہ:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

البختری ابو عبداللہ کی شجاعت:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترکوں کی ہزیمت اور فرار:

[illegible] ثابت قطنہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترکوں کا ایک شہسوار ایک عورت کے قریب پہنچ گیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسری طرف [illegible] جب [illegible] تک پہنچے تو خاقان نے [illegible] قلعہ میں [illegible] کے لئے [illegible] مسلمان [illegible] تعاقب [illegible] نہ [illegible] چنانچہ [illegible] پہنچ گئے۔

[illegible] کی مصالحت

[illegible] نے [illegible] قلعہ [illegible] باقی تو [illegible] سے [illegible] کا [illegible] نے [illegible] [illegible] کے پاس [illegible] نے [illegible] کے ساتھ [illegible] کے بعد [illegible] کے ساتھ جنگ [illegible] دیا۔

[illegible] نہ [illegible] پایا [illegible] پہنچ گئے [illegible] آئے تھے [illegible] تھے۔

ابوسعید معاویہ بن الحجاج

اسی رات کی جنگ میں ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بھی [illegible] ہو گیا۔ [illegible] سعید [illegible] سے [illegible] مقام [illegible] گئے تھے [illegible] مطالبہ [illegible] گرفتار [illegible] گئے [illegible] ان [illegible] جب [illegible] ادا [illegible]۔

ابوسعید اور ثابت قطنہ

ثابت نے اس طرح [illegible] کی [illegible] جب [illegible] جنگ میں [illegible] اور [illegible] کی طرح [illegible] ایک آنکھ جاتی [illegible] اور ایک ہاتھ [illegible] گیا [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] تھے [illegible] کیے جاتے [illegible] اور [illegible] جاتے [illegible] ایک بھائی [illegible] کی [illegible] سے [illegible] دیا۔

ایک دوسرے شخص [illegible] رات [illegible] اور [illegible] جب [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ان کی [illegible] سے [illegible] ہو گئی۔

اہل سغد کی شورش

اسی زمانہ میں [illegible] کے [illegible] اہل سغد نے [illegible] مسلمانوں کے مقابلہ میں ترکوں [illegible] کی۔

[illegible] کی طرف [illegible] سعید [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اہل سغد [illegible] ہو گئے ہیں۔

اہل سغد پر فوج کشی

اس [illegible] سعید نے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] ایک جماعت سے [illegible] مسلمانوں نے

انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ سعید نے حکم دیا کہ تعاقب نہ کیا جائے۔ کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا ہے کیا اب تم چاہتے ہو کہ انہیں بالکل نیست و نابود کر دو۔ اے عراقیو! تم نے بارہا خلفاء سے جنگ کی مگر کیا انہوں نے تمہیں ملیامیٹ کر دیا۔

شکست خوردہ ترکوں کا تعاقب:

مسلمان آگے بڑھ کر ایک ندی پر پہنچے جو اہل سغد اور مرج کے درمیان تھی۔ یہاں عبدالرحمن بن صبح نے کہا کہ: بھالوں والے اور پیدل اسے عبور نہ کریں ان کے علاوہ اور فوج اسے عبور کرے۔ حسب الحکم فوج نے ندی کو عبور کیا مگر ترکوں نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا اور ان کے لیے دو کمین گاہوں میں چھپ کر بیٹھ رہے۔ مسلمانوں کا رسالہ ان سے دوچار ہوا۔ جنگ ہوئی ترک پیچھے ہٹے مسلمان ان کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے جب کمین گاہ سے آگے نکل گئے تو پیچھے سے اور کمین گاہ سے نکل پڑے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر پھر اسی ندی کے کنارے آنا پڑا۔ اس نازک موقع پر عبدالرحمن بن صبح نے مسلمانوں سے کہا کہ آگے بڑھو مگر ان کا مقابلہ کرو اور کبھی دریا کو عبور نہ کرو۔ کیونکہ اگر اس حالت میں تم نے دریا کو عبور کیا تو وہ تمہیں تباہ کر ڈالیں گے اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ ترک ان سے ہٹ کر چلے گئے اور پھر انہوں نے مسلمانوں کا پیچھا نہیں کیا۔

شعبہ بن ظہیر کی شہادت:

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اسی روز شعبہ بن ظہیر اور اس کے ساتھی شہید ہوئے مگر بعض دوسرے ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اس روز تو ترک جن کے ساتھ اہل سغد کی ایک جماعت بھی تھی شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے دن مسلمانوں کا طلایہ جس میں بنی تمیم تھے گرداوری کے لیے نکلا۔ ان کی بے خبری کی حالت میں ترکوں نے ایک جھاڑی سے نکل کر بنی تمیم کو آ لیا۔ بنی تمیم کے رسالہ کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا۔ شعبہ ترکوں سے مقابل ہوا مگر قبل اس کے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو سکے ترکوں نے اسے شہید کر ڈالا۔

ایک لونڈی کا نوحہ:

اس حرب میں ایک اور عرب شہید ہوا۔ اس کی ایک لونڈی تھی جس نے مہندی لگا رکھی تھی یہ بین و بکا شروع کیا کہ میں کب تک تیرے لیے مہندی لگاؤں حالانکہ اب تو تو قبر میں رہ گیا ہے اسی طرح اس نے اور بہت سے درد انگیز جملے کہے سارے لشکر سے آنسوؤں کا خراج وصول کیا۔ پچاس آدمی اس موقع پر کام آئے۔ مسلمانوں کے طلایہ کو شکست ہوئی اور اصل فوج کو پہنچ کر واقعہ کی اطلاع ہوئی۔

عبداللہ بن زہیر کی شہادت:

عبدالرحمن بن المہلب العدوی بیان کرتا ہے کہ خبر ملنے کے بعد سب سے پہلے میں ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ میں اس وقت ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا۔ مقام جنگ میں پہنچ کر میں نے عبداللہ بن زہیر کو ایک چھوٹے درخت کے پہلو میں پڑا پایا۔ اس کے جسم پر اس قدر تیر لگے تھے کہ وہ سیہہ معلوم ہوتے تھے اور روح پرواز کر چکی تھی۔

خلیل بن اوس کا ترکوں پر حملہ:

خلیل بن اوس العبشمی کی متعلقہ قبیلہ بنی ظالم جو ایک نوجوان شخص تھا گھوڑے پر سوار میدان کارزار میں پہنچا اور اس نے بنی تمیم کو

[illegible] کہ [illegible] کی طرف [illegible] آ کے [illegible] حیان [illegible] اپنے [illegible] طرف [illegible] آ [illegible] حیان نے [illegible] ہوا اور [illegible] نے [illegible] سعید نے [illegible] علم [illegible] ایک [illegible] بیان [illegible] حیان [illegible] حیان نے کہا کہ [illegible] نے کہا [illegible] حیان نے جواب دیا خدا تیرے [illegible] چھوڑ دے۔

یہ بات [illegible] کی شکست جنگ میں اتفاقیہ تھی۔

سعید خذینہ کی ترکوں کے تعاقب کی ممانعت:

سعید نے دوسری مرتبہ دریا عبور کیا مگر [illegible] آگے نہیں بڑھا [illegible] ترکوں کے مقابل [illegible] معقل [illegible] الشیبانی [illegible] حیان نے [illegible] سے کہا کہ [illegible] سعید سے کہا [illegible] یا امیر [illegible] ترکوں [illegible] ہے اور ان کے [illegible] ان کے تعاقب میں [illegible] مگر سعید نے ممانعت کر دی کہ ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔ کیونکہ امیر المومنین کا [illegible] شکست [illegible] چاہتے [illegible] امیر المومنین سے بغاوت کر چکے ہو [illegible] کہا اس کے بعد سعید واپس چلا آیا۔

دوسرے سال سعید نے [illegible] اپنے دل میں [illegible] کہ اگر دشمن سے [illegible] سامنا ہو جائے تو ہم اسے [illegible]۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ [illegible] اور [illegible] قیدیوں کو چھوڑ دیتا اور لشکر کو اس حرکت پر [illegible] ایک شاعر نے [illegible] چند شعر کہے ہیں۔

سورہ بن الحر اور حیان النبطی کی عداوت:

[illegible] کے دل میں حیان النبطی کی عداوت [illegible] ایک دن سعید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ یہ غلام [illegible] سرکاری مال [illegible] ہے۔ [illegible] قتیبہ بن مسلم کی [illegible] خراسان کی حکومت [illegible] ایسا ہی [illegible] کرے گا اور پھر کسی قلعہ میں جا کر بیٹھ رہے گا۔

حیان النبطی کا خاتمہ:

سعید نے کہا [illegible] یہ بات کسی [illegible] سعید چند روز خاموش رہا۔ [illegible] اپنے [illegible] میں [illegible] دودھ منگوایا [illegible] حیان نے [illegible] اسے پی لیا۔ اس کے بعد [illegible]

[illegible] لیا گیا۔

سعید خذینہ کا جبر و تشدد

اب سعید نے لوگوں پر سختی [illegible] سعید کے سامنے لایا گیا [illegible] نکال دیا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی غلطی:

[illegible]

[illegible]

مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی

[illegible]

[illegible]

[illegible]؟

[illegible]؟

[illegible]؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۰۱ھ کے واقعات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: تمہاری بدبختی اور بدنصیبی کی وجہ سے ایک سعید کے بعد دوسرا سعید آیا ہے۔

اس سال عباس بن ولید نے رومیوں سے جہاد کیا اور شہر رسلہ فتح کیا۔ اس سال جس شخص نے لوگوں کو حج کروایا وہ عبدالرحمٰن بن ضحاک عامل مدینہ تھے:

اسی سال مکہ کا عامل بھی یہی تھا جس کو عبدالرحمٰن بن ضحاک الفہری کے ماتحت کر دیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کوفہ کا عامل مقرر کیا گیا۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مکہ کی صوبیداری سے برطرف کر دیا گیا اور عبدالرحمٰن بن ضحاک کو حکم دیا گیا کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عثمان بن حیان المری کے درمیان صلح کرا دے۔ ان کے باہمی نزاع کا قصہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امیر حج ابن ضحاک و عمال:

عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس اس سال امیر حج تھا جو یزید بن عبدالملک کی طرف سے مکہ و مدینہ کا عامل تھا۔ طائف پر عبدالواحد بن عبداللہ النضری عامل تھا۔ عمر بن ہبیرہ عراق و خراسان کے تمام اعمال کے امیر تھے اور ان کی طرف سے سعید بن عمرو الحرشی خراسان کا صوبیدار تھا۔ قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے اور عبدالملک بن یعلی بصرہ کے قاضی تھے۔

سعید بن عمرو حرشی کا امارت خراسان پر تقرر:

اسی سنہ میں عمر بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

ابن ہبیرہ جب عراق کا والی ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو ان لوگوں کے نام خط میں لکھے جنہوں نے جنگ عقر میں شجاعت و بہادری کا اظہار کیا تھا۔ خط کو پڑھ کر یزید نے کہا کہ ابن ہبیرہ نے حرشی کا ذکر کیوں نہیں کیا اور ابن ہبیرہ کو لکھا کہ حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کر دو۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس حکم کی تعمیل میں حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

حرشی کا خطبہ جہاد:

۱۰۳ھ میں حرشی نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مجشر بن مزاحم السلمی کو اپنے آگے روانہ کیا۔ جب حرشی خراسان آیا اس وقت مسلمان دشمن کے مقابلے پر تھے اور انہیں دشمن کے مقابلہ میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ حرشی نے ان کے سامنے تقریر کی اور جہاد پر ابھارا اور کہا کہ تم دشمنان اسلام سے کثرت تعداد اور سامان کی وجہ سے فتح مند نہیں ہو سکتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسلام کی عزت کی وجہ سے۔ اس لیے لا حول ولا قوۃ الا باللہ صرف اللہ ہی کو قوت و طاقت حاصل ہے۔

اہل سغد کا حرشی سے خوف:

اسی سال سعید بن عمرو الحرشی کے خراسان آنے پر اہل سغد اپنے شہروں کو چھوڑ کر فرغانہ چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کے طالب ہوئے۔

اہل سغد نے سعید خذینہ کی لڑائیوں میں ترکوں کی امداد کی تھی۔ جب حرشی خراسان کا صوبیدار ہوا تو انہیں اپنی جانوں کا خوف ہوا اور ان کے سرداروں نے اپنے ملک سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ مگر ان کے بادشاہ نے کہا کہ تم ایسا نہ کرو یہیں رہو اور گزشتہ سنین کا خراج حرشی کے پاس لے جاؤ اور آئندہ سالوں کی ضمانت دے دو اور وعدہ کرو کہ زمینوں کو آباد کریں گے اور اگر وہ چاہے تو ہمارے

کے ساتھ ہم بھی شریک ہوں گے اپنے گزشتہ طرز عمل کی معذرت کر دو اور اپنے یرغمال ان کے حوالے کر دو۔

اہل سغد کی شاہ فرغانہ سے امداد طلبی:

مگر انہوں نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خوش نہ ہوگا اور وہ ہم سے ہرگز ان باتوں کو قبول نہ کرے گا۔ ہم خجندہ جاتے ہیں اس کے بادشاہ کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے قاصد کے ذریعہ [illegible] گزشتہ خطاؤں کی معافی کی درخواست کی اور یہ وعدہ کریں گے کہ اب ہماری جانب سے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جائے گی [illegible] بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تمہاری [illegible] سے [illegible] اور جو مشورہ میں نے دیا تھا وہ تمہاری بھلائی کے لیے تھا مگر ان لوگوں نے بادشاہ کا کہنا نہ مانا اور فرغانہ کی طرف چلے۔ کارزنج [illegible] فرغانہ کے بادشاہ [illegible] تم ہماری حفاظت کیجئے اور ہمیں اپنے شہر میں فروکش کیجئے پہلے تو اس کا ارادہ ہوا کہ ایسا ہی کرے مگر پھر اس کی ماں نے کہا کہ ان شیطانوں کو اپنے دارالسلطنت میں نہ ٹھہرنے دو۔ [illegible] اور [illegible] خالی کر دو تاکہ یہ لوگ اس میں رہیں۔

شاہ فرغانہ کی مشروط اعانت:

بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور ان سے کہا کہ تم بتاؤ کس جگہ تمہارے لیے خالی کرا دیتا ہوں اور چالیس دن کی مجھے مہلت دو (بعض راویوں نے بیس روز کی مہلت بیان کی ہے) اور اگر تم چاہو تو میں عصام بن عبداللہ الباہلی کا درہ تمہارے لیے خالی کر دوں۔ (قتیبہ نے عصام کو ان میں اپنا جانشین بنایا تھا) ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور بادشاہ سے کہا کہ آپ اس درہ کو ہمارے لیے خالی کر دیجئے۔ بادشاہ نے اسے منظور کر لیا مگر یہ بھی کہا کہ جب تک تم لوگ اس درہ میں داخل نہ ہو جاؤ گے تمہارا مجھ پر کوئی حق حمایت نہیں ہے اور اگر اس درہ میں داخل ہونے سے پہلے عرب نے تمہیں آ لیا تو میں تمہاری حمایت کے لیے ان کی مزاحمت نہ کروں گا۔ ان لوگوں نے اسے بھی منظور کر لیا اور درہ ان کے لیے خالی کر دیا گیا۔

ابن ہبیرہ کی اہل سغد کو پیشکش:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ یہ لوگ اپنے شہروں کو چھوڑ جائیں ابن ہبیرہ نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنے شہروں میں رہو جو تم چاہو وہ عامل مقرر کیا جائے مگر انہوں نے اسے بھی نہ مانا اور خجندہ چلے گئے۔

درہ عصام یا خجندہ جو اس وقت فرغانہ کے ولی عہد کا [illegible] تھا در فرغانہ کے بادشاہ کا نام [illegible] تھا۔

کارزنج کا اہل سغد کو مشورہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کارزنج نے ان سے کہا تھا کہ یہ تین باتیں ہیں جن کو میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تمہیں اختیار ہے اگر ان پر عمل نہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے پہلی یہ کہ سعید عرب کا مشہور بہادر ہے اور اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کو اپنے تمام منتخب شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا ہے اس پر شب خون مارو اور قتل کر دو کیونکہ جب حرشی کو اس کے قتل کی اطلاع ملے گی وہ تمہارے خلاف فوج کشی کرنے سے رک جائے گا۔ مگر اس تجویز کو انہوں نے نہ مانا۔

پھر کارزنج نے کہا کہ اچھا یہ کرو کہ دریائے شاش کو عبور کر کے اہل شاش کے پاس چلے جاؤ جو چیز چاہو اس کی ان سے درخواست کرو [illegible] تم کامیاب ہو جاؤ گے [illegible] انہوں نے یہ بھی نہ مانا۔ تیسری بات کارزنج نے یہ کہی کہ تم مجھ کو اپنے آ

کو مسلمانوں کے حوالے کر دو۔

حرشی کے حاجب کا بیان ہے کہ [illegible] اہل قلعہ [illegible] ہاتھوں اور [illegible] اہل [illegible] بیان [illegible] اہل [illegible] نے [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] ان کی ذات [illegible] اقدم کی طرف چلا [illegible] اہل سغد [illegible] گئے۔

۱۰۴ھ کے واقعات

حرشی کی اہل سغد پر فوج کشی

اسی سنہ میں حرشی نے اہل سغد سے جنگ کی اور ان کے اکثر لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے: ۱۰۴ ہجری میں حرشی جہاد کے لیے روانہ ہوا اس نے دریا کو عبور کر کے [illegible] کا محاصرہ [illegible] یہاں سے روانہ ہو کر قصر الریح پہنچا۔ یہ دبوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ ابھی تک اس کی فوج اس کے پاس جمع نہ ہوئی تھی۔ مگر حرشی نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ اس پر ہلال بن علیم الحنظلی نے کہا کہ آپ بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر زیادہ اچھے ہیں۔ ابھی تمام جنگ سامنے ہے اور ابھی تک کل فوج جمع نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے کوچ کا حکم دے دیا۔ حرشی نے کہا تو آپ کیا کریں؟ ہلال نے کہا کہ کوچ ممنوع کر دیجیے اور قیام کا حکم [illegible] حرشی نے اسی تجویز پر عمل کیا۔

غلاف کا حرشی کو مشورہ

[illegible] شاہ فرغانہ کو [illegible] حرشی کے پاس جب کہ حرشی سغد کے خلاف [illegible] آیا اور کہنے لگا کہ اہل سغد خجندہ میں فروکش ہیں۔ [illegible] کہ [illegible] آپ ان پر حملہ کر دیجیے کیونکہ اس وقت ہم پر ان کا کوئی [illegible] نہیں ہے [illegible] مدت [illegible] رہ جائے۔

حرشی کا اشروسنہ میں قیام

حرشی نے [illegible] عبدالرحمن القشیری [illegible] عبدالرحمن القشیری کو ایک جماعت کے ساتھ [illegible] ان کے جاتے [illegible] اپنے [illegible] ایک کافر [illegible] سب [illegible] بیان [illegible] نہیں [illegible] اور [illegible] ان کے بیان پر [illegible] مسلمانوں کی ایک جماعت کو [illegible] میں ڈال دیا۔ اس خیال کے [illegible] خود بھی اس جماعت کے پیچھے روانہ ہوا اشروسنہ میں آ کر قیام کیا اور [illegible] سے تھوڑے سے [illegible] پر صلح کر لی۔

حرشی کی خجندہ کی جانب پیش قدمی

[illegible] رات کو کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے [illegible] عطاء الدبوسی حاضر ہیں۔ یہ صاحب بھی قشیری کے ہمراہیوں میں تھے۔ ان کا نام سنتے ہی حرشی گھبرا گیا [illegible] ہاتھ سے [illegible] اور پوچھا کہ کیا بات ہے تمہاری جنگ ہوئی؟ [illegible] نہیں۔ حرشی نے [illegible] اطمینان سے کھانے سے فراغت کی۔ عطاء نے حرشی سے اپنے آنے کی غرض بیان کی اور پھر حرشی شتاب روی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو روانہ ہو گیا اور [illegible] سے جا ملا۔

کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ کارزنج نے حرشی سے پوچھا کہ [illegible] چاہتے ہو۔ [illegible] حرشی نے کہا کہ مجھے [illegible] کی ضرورت ہے [illegible] ہے۔

ثابت الاشتنی کا قتل:

کہا جاتا ہے کہ تمام [illegible] بعض مسلمانوں نے اتفاق کیا کہ حرشی کے پاس [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] تھے۔ البتہ کارزنج [illegible] کے پاس [illegible] حرشی کو اطلاع ملی کہ [illegible] میں سے جوان کے پاس [illegible] ایک [illegible] قتل کر ڈالا ہے۔ [illegible] سے کہا کہ مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ ثابت الاشتنی نے ایک [illegible] قتل کر کے [illegible] ہے۔ [illegible] انکار [illegible] حرشی نے [illegible] کے قاضی کو تحقیقات کا حکم دیا۔ انہوں نے جا کر دیکھا تو واقعی [illegible] کی لاش ملی۔ حرشی نے ثابت کو اپنے [illegible] حاضری کا حکم دیا۔ [illegible] کارزنج نے اپنے [illegible] کہ [illegible] جا کر [illegible] اس کی اطلاع [illegible] حرشی نے ثابت اور [illegible] سے [illegible] کے متعلق دریافت کیا۔ ثابت نے بالکل انکار کیا مگر حرشی کو یقین ہو گیا کہ اسی نے [illegible] کیا ہے۔ [illegible] حرشی نے ثابت کو قتل کرا ڈالا۔ کارزنج [illegible] ثابت کے قتل کی خبر [illegible] کارزنج نے اپنا [illegible] اور [illegible] سے [illegible] حرشی اب سب کو قتل کر دے گا۔ [illegible] سے کہا کہ میں تمہارا مہمان اور دوست ہوں [illegible] مناسب نہیں کہ تمہارا دوست [illegible] کیا جائے۔ [illegible] نے کہا کہ میرے کپڑے حاضر ہیں [illegible] نے کہا [illegible] سے [illegible] قتل کیا جاؤں میرے بھتیجے [illegible] پاس [illegible] کپڑے میرے [illegible] لے آئے۔

بھتیجے کا قتل:

واقعہ یہ تھا کہ کارزنج نے اپنے بھتیجے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب میں تم سے کپڑے طلب کروں تو سمجھ لینا کہ اب میں قتل کر دیا جاؤں گا۔

بھتیجے نے کپڑے [illegible] کا [illegible] اپنے [illegible] باندھا [illegible] سب کو [illegible] مسلمان [illegible] آئے [illegible] کے پاس پہنچا [illegible] پاؤں [illegible] کی وجہ سے [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] بہت سا نقصان [illegible] تک [illegible] سے مقابلہ ہوا ثابت نے [illegible] قتل کر دیا۔

مسلمان قیدیوں کی شہادت:

اہل سغد کے پاس جو مسلمان قیدی تھے ان میں سے انہوں نے ایک سو [illegible] قتل کر ڈالے (بعض راویوں نے [illegible] بھی بیان کیے ہیں) ان کے ایک غلام نے بھاگ کر حرشی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ [illegible] بیان کیا ہے کہ ایک شخص [illegible] سارا ماجرا بیان کیا۔ حرشی نے [illegible] سغد سے دریافت کیا ان سب نے انکار کیا اس پر حرشی نے ایک شخص [illegible] کی حالت سے بخوبی واقف تھا دریافت حال کے لیے بھیجا۔ اس نے [illegible] تصدیق کی۔ اب حرشی نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا البتہ تاجران

سے نامزد ہو گئے تھے۔ چونکہ [illegible] ان کے پاس [illegible] اسباب تجارت [illegible] لے گئے تھے۔

اہل صغد کا قتل عام

ہتھیار رکھ دینے کی وجہ سے اہل صغد نے ذرا بھی مقابلہ نہیں کیا۔ مسلمانوں کی جرأت کی وجہ سے سب مارے گئے۔ دوسرے دن حرشی نے دوسرے [illegible] کو بلوایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھیوں کے ساتھ کیا حرکت کی گئی ہے۔ [illegible] میں [illegible] ایک فصیل [illegible] ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ بعض راویوں نے سات ہزار بیان کی ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم

حرشی نے [illegible] اہل صغد کے تمام اسباب پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] تاجروں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں سے لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ حرشی نے صغد کے تمام مال و متاع عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے جو چیز اسے پسند آئی چھانٹ لی۔ پھر مسلم بن بدیل عدوی عدی الرباب کو بلا کر حکم دیا کہ اس مال کی تقسیم تمہارے سپرد کی جاتی ہے۔ مسلم نے کہا کہ آپ [illegible] کام [illegible] آپ کے کارندے [illegible] یہ کام کسی اور کے سپرد کیجئے۔

حرشی نے عبیداللہ بن زہیر بن حیان العدوی کو مقرر کیا انہوں نے خمس نکال کر باقی مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ حرشی نے [illegible] کیفیت [illegible] روایت [illegible] عبد [illegible] تجیبی [illegible] کی وجہ سے [illegible] حرشی کا مخالف ہوا۔

ثابت بن قطنہ کے اشعار

ثابت قطنہ نے اپنے ان اشعار میں اہل صغد کے ان سرداروں کا ذکر کیا ہے جو اس واقعہ میں قتل ہوئے۔

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: "[illegible] دیواشتی اور [illegible] کی موت نے [illegible] جب [illegible] کو [illegible] کر دیا"۔

بیان کیا جاتا ہے کہ دیواشتی اصل میں ایک [illegible] تھا اس کا [illegible] دیواشتی اس کا معرب بنا لیا گیا ہے۔

علباء بن احمر

بیان کیا گیا ہے کہ اہل صغد کے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کے لیے علباء بن احمر الیشکری مقرر تھا۔ ایک شخص نے اس سے دو درہموں میں ایک چمڑے کی تھیلی خریدی [illegible] اس میں سونے کی [illegible] تھیں۔ [illegible] ہاتھ [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ [illegible] ہے۔ [illegible] جب اس کی تلاش کی گئی تو [illegible]

[illegible] نہ چلا۔

دیواشتی کا محاصرہ

[illegible]

حرشی اور دیواشتی سے معاہدہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اہل کش کی اطاعت

[illegible]

سورۃ بن الحر کی برطرفی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا قتل

[illegible]

[illegible]

حضرت فاطمہ بنت امام حسین [illegible] کے خلاف شکایت

[illegible]

[illegible]

یزید بن عبدالملک اور ابن حزم:

ابن حزم اور یہ دونوں ایک ساتھ یزید کے دربار میں پہنچے۔ ابن حزم یزید کے سامنے گیا۔ یزید نے اس سے مدینہ کی حالت پوچھی [illegible] ابن حزم نے [illegible] حد سے [illegible] کا فیصلہ [illegible] ابن حزم نے امیر المومنین سے عرض کی کہ [illegible] فاطمہ بنت الحسین [illegible] آپ کے نام [illegible] یزید [illegible] بیان [illegible] نہیں کیا [illegible] ابن حزم نے کہا [illegible] معاف فرما [illegible] گیا تھا۔

قاصد حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ کی باریابی:

یزید نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دی۔ قاصد سامنے آیا۔ یزید نے خط لے لیا وہ خط پڑھتا جاتا تھا اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اسے زمین پر مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا "خدا کی قسم ابن الضحاک اور یہ جرأت۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ جو اسے اچھی سخت سزا دے کہ اس کے چیخنے کی آواز میں اپنے بستر پر بیٹھا ہوا سن لوں۔ لوگوں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر النضری کا نام لیا۔

عبدالرحمن بن ضحاک کی معزولی:

یزید نے کاغذ منگوایا اور اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو جو اس وقت طائف میں تھا، لکھا "سلام علیک اما بعد میں نے تمہیں مدینہ کا والی مقرر کر دیا ہے۔ جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تو اسی وقت ابن الضحاک کو معزول کر دو اور چالیس ہزار دینار اس پر جرمانہ عائد کر دو اور اسے ایسی سخت تکلیف اور سزا دو کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا اس کی آواز سن لوں"۔

یہ فرمان لے کر قاصد مدینے آیا۔ البتہ ابن الضحاک کے پاس نہیں گیا۔ مگر ابن الضحاک کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس نے قاصد کو بلوایا اور اپنی مسند کا تکیہ الٹ کر بتایا تو وہاں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ ابن الضحاک نے اس سے کہا یہ رقم لے لو اور مجھے بتا دو جس کے لیے بھیجے گئے ہو تو میں تمہیں یہ ایک ہزار دینار دوں گا اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے اس کا ذکر نہیں کروں گا۔

ابن ضحاک کی مسلمہ بن عبدالملک سے درخواست امان:

قاصد نے ابن الضحاک کو اپنے آنے کی غرض بتا دی۔ ابن الضحاک نے قاصد کو تین دن تک اس لیے ٹھہرا لیا کہ وہ مدینے سے چلا جائے۔ پھر روانہ ہو گیا۔ مگر ابن الضحاک مدینے سے روانہ ہوا تیز رفتاری سے چل کر وہ مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں آپ میری مدد کیجیے۔ مسلمہ دوسرے دن صبح یزید کے پاس گیا۔ اور اس کی کسی حاجت کو پیش کرنے کے بعد عرض کی میری ایک ضرورت ہے [illegible] ہوں۔ یزید نے کہا ابن الضحاک کے علاوہ تمہاری ہر درخواست مجھے منظور ہے۔ مسلمہ نے کہا مجھے ابن الضحاک ہی کے بارے میں عرض کرنا تھا۔ یزید نے کہا اس نے ایسی نازیبا حرکت کی ہے کہ میں اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

عبدالرحمن بن ضحاک کا انجام:

یزید نے اسے نضری کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اسے مدینہ میں اس حالت میں دیکھا کہ جبہ

کہ اس [illegible] سے عجیب [illegible] آتا ہو چاہتا تھا [illegible] نے [illegible] کی [illegible] تھی وہ ان کی [illegible] ہو گئی تھا۔

نصف ماہ شوال ۱۰۴ھ میں وہ [illegible] کر دیے گئے۔

امام زہری کا ابن ضحاک کے متعلق بیان

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن ضحاک سے کہا کہ تم ایک قوم [illegible] سے [illegible] جرات کرتے ہیں بالا [illegible] وہ اب تک بہت [illegible] تمہارے [illegible] کے خلاف ہو گئے ہیں [illegible] امت [illegible] قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ سے مشورہ لیا کرو کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں [illegible] ہوتے۔

مگر امام زہری بیان کرتے ہیں کہ ابن ضحاک نے اس مشورہ سے ذرا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمام انصار سے دشمنی پیدا کر لی۔ ایک [illegible] ابو بکر بن حزم [illegible] کی وجہ سے [illegible] چنانچہ [illegible] کوئی [illegible] نے اس کی [illegible] ایک شخص [illegible] سے [illegible] جب ہشام کے دور حکومت میں میں نے اسے [illegible] حالت میں دیکھا تھا۔ اس کی جگہ عبدالواحد بن عبداللہ نصری [illegible] والی [illegible] مدینہ میں اس کی حکومت [illegible] کسی شخص نے اس سے پہلے نہیں کی تھی۔ اور جب [illegible] سے [illegible] اس سے پہلے کی [illegible] تھا [illegible] کے [illegible] تھا اور بغیر قاسم اور سالم سے مشورہ کیے ولی کام نہیں کرتا تھا"۔

بلنجر کے قلعوں کی تسخیر

اسی سال جراح بن عبداللہ حکمی آرمینیا اور آذربائیجان کے حاکم نے ترکوں کے علاقہ پر جہاد کیا۔ قلعہ بلنجر ان کے ہاتھ سے فتح ہوا اس نے ترکوں کو شکست دی اور انہیں اور ان کے متعلقین کو پانی میں غرق کر دیا۔ بہت سے لوگوں کو غلام بنا لیے اور وہ قلعے بھی جو بلنجر کے قریب تھے اس نے فتح کر لیے اور ان کے باشندوں کو جلا وطن کر دیا۔

ابو العباس کی پیدائش:

اسی سنہ میں ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوا اسی سنہ میں ابو محمد الصادق اور ان کے چند [illegible] کے دوست محمد بن علی کے پاس آئے ابو العباس اس ملاقات سے پندرہ روز پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ محمد بن علی ایک کپڑے میں ابو العباس کو ان کے پاس لائے اور کہا [illegible] اس کام کو پورا کرے گا یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے انتقام لے لو گے۔

اسی سنہ میں عمر بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کر دیا اور ان کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو مقرر کیا۔

حرشی کے خلاف شکایات:

عمر بن ہبیرہ نے سعید کو [illegible] تھا [illegible] حرشی [illegible] مگر [illegible] ابن ہبیرہ [illegible] سعید سے ناراض ہو گیا علاوہ ازیں [illegible] کی پرواہ نہیں کرتا تھا جب کوئی قاصد [illegible] عراق سے آتا تو اس سے پوچھتا [illegible] اور اپنے کاتب سے جب کوئی خط لکھواتا تو [illegible] ابو المثنی [illegible] ابو المثنی نے [illegible] ابن ہبیرہ [illegible] اس واقعہ کا علم ہوا اس نے [illegible] معلوم ہوئی [illegible]

[illegible]

ہرثمہ کی معزولی

[illegible]

ہرثمہ پر عتاب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن ہبیرہ اور حرشی

[illegible]

ابن ہبیرہ سے حرشی کے متعلق مسلم کی گفتگو

[illegible]

مسلم کی حرشی سے بدگمانی

[illegible]

مسلم کے خلاف حرشی کی انتقامی کارروائی

[illegible]

[illegible] ظلم کی وجہ سے [illegible] اس وقت [illegible] سے [illegible] [illegible] کی [illegible] اس [illegible] عورتیں [illegible] [illegible] ایک [illegible] ضرورت تھی۔

مسلم بن سعید بن اسلم

[illegible] مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ بن عمرو [illegible] سعید بن عمرو الحرشی [illegible] کرنے کے بعد خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ جب سعید بن اسلم مارا گیا تو حجاج نے مسلم بن سعید کو اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھا۔ مسلم نے بیٹوں کی صحبت میں اچھی تعلیم حاصل کی اور [illegible] سیاست اور مشورہ حکومت سے آگاہ ہو گیا اور [illegible] تربیت حاصل کی۔ جب عمر بن ہبیرہ عراق آیا تو اس نے ارادہ کیا کہ اسے کسی جگہ کا حاکم بنائے۔ اس بارہ میں اپنے کاتب سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ ایک چھوٹی سی جگہ پر [illegible] مقرر کر دیجئے۔ [illegible] چنانچہ ابن ہبیرہ نے مسلم کو ایک جگہ کا حاکم بنایا۔ مسلم نے اپنے علاقہ کا نہایت اچھا انتظام کیا اور پوری [illegible] شائستگی سے کام کیا۔

امارت خراسان پر مسلم بن سعید کا تقرر

یزید بن المہلب کی بغاوت کے وقت بھی مسلم [illegible] سرکاری خزانہ [illegible] تھا۔ جب یزید بن مہلب عراق آیا تو اس نے مسلم کو [illegible] کا ارادہ کیا [illegible] اپنے پاس [illegible] لیا۔ اب مسلم جوان ہو گیا تھا۔ جب ابن ہبیرہ نے اسے دیکھا تو اس کی داڑھی میں سفید بال نمایاں تھے۔ ابن ہبیرہ نے [illegible] ایک رات ابن ہبیرہ [illegible] تھا اور مسلم بھی اس کی صحبت میں موجود تھا۔ داستان گو چلے گئے مگر مسلم ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھا رہا۔ ابن ہبیرہ کے ہاتھ میں ایک [illegible] تھا جو اس نے مسلم کی طرف پھینکا اور کہا کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں خراسان کا صوبہ دار بناؤں۔ مسلم نے کہا ہاں۔ ابن ہبیرہ نے کہا کل ان شاء اللہ۔ صبح دربار [illegible] ابن ہبیرہ نے مسلم کے خراسان کا صوبہ دار مقرر کیے جانے کا اعلان کیا۔ اور پروانہ تقرر لکھ دیا۔ اور [illegible] خراسان [illegible] [illegible] مسلم سے [illegible] [illegible] صوبہ داری [illegible] [illegible] ساتھ انصاف [illegible] کیا۔ مسلم [illegible] اور پھر مسلم کو کسی [illegible] کا عامل مقرر [illegible] بالکل [illegible] خراسان کی صوبہ داری [illegible] خراسان [illegible]۔

مسلم بن سعید کی خراسان میں آمد

غرض مسلم [illegible] میں خراسان [illegible] کے وقت [illegible] دروازہ [illegible] پایا۔ [illegible] کا دروازہ بھی بند پایا۔ [illegible] دروازہ بھی بند تھا۔ مسلم نے [illegible] دروازے سے ایک عورت [illegible] لوگوں نے [illegible] غلام [illegible] [illegible] اس نے [illegible] مسلم نے

[illegible]

[illegible]

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ﴾

[illegible]

[illegible]

﴿ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

◆ ◆ ◆

متفرق واقعات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولید بن عبد الملک کی وفات

[illegible]

ولید کی عمر مدت حکومت

[illegible]

[illegible]

حبابہ کو خرید کر یزید کو بہت مسرت اور راحت پہنچی۔ جب اس کی خبر سعدہ کو ملی تو یزید کے پاس آئی اور اسے اپنے پاس بٹھایا اور یزید سے پوچھا کیا میرا کوئی حق آپ کے دل میں ہے؟ کوئی خواہش پوری ہونے کے لیے باقی ہے؟ یزید نے کہا: نہیں۔ بلکہ اب تو پہلے کی نسبت ایک مرتبہ بڑھ گئی ہے اور میں نے کوئی تمنا باقی نہ رکھی۔

حبابہ کا انتقال

اب سعدہ نے حبابہ کو خوب آراستہ کیا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر یزید کے پاس خلوت میں چھوڑ آئی۔ اس بات نے یزید کے دل میں سعدہ کی جو محبت تھی اسے پہلے سے بہت زیادہ کر دیا۔

سعدہ یزید کی بیوی تھی اور حضرت عثمان کی اولاد میں تھی۔

ایک دن حبابہ نے یہ شعر گایا:

بين التراقي واللهاة حرارة   ما تطمئن ولا تسوغ فتبرد

ترجمہ: "ہنسلی اور حلق کے درمیان ایک ایسی حرارت ہے جو نہ مطمئن ہوتی ہے اور نہ برداشت کی جاتی ہے کہ ٹھنڈی ہو جائے"۔

یہ سن کر یزید پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اس نے اڑ جانا چاہا۔ حبابہ نے کہا امیر المومنین! ابھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ اس واقعہ کے بعد حبابہ بیمار پڑی اور اس کی حالت خراب ہو گئی۔ یزید نے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ یزید رونے لگا اور اس نے یہ شعر پڑھا:

فإن تسل عنك النفس أو تدع الهوى   فباليأس تسلو عنك لا بالتجلد

ترجمہ: "اگر مجھے دلاسا آ جائے یا محبت ختم ہو جائے تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ نا امیدی سے دل کو تسلی ہو جائے گی نہ یہ کہ میں خود تمہاری یاد کو فراموش کر دینا چاہتا ہوں"۔

حبابہ کی ایک خادمہ لونڈی اس شعر کو پڑھ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی۔

كفى حزنا بالهائم الصب أن يرى   منازل من يهوى معطلة قفرا

ترجمہ: "عاشق کو رنج و غم کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی پیاری معشوقہ کے مکانات کو خالی دیکھے"۔

یزید نے یہ شعر سنا اور عمر بھر اس کی زبان پر یہی ورد ہو گیا۔

حبابہ کی موت کے بعد یزید چند روز تک روتا رہا اور اپنا دربار بھی موقوف کر دیا۔ کسی سے ملتا جلتا بھی نہ تھا۔ مسلمہ نے اس بات کی طرف سے توجہ دی۔ اس کی شکایت یزید تک پہنچی تو اس نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو مگر میری بے قراری جاری ہے اس کی وجہ سے لوگوں کے سامنے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو میری خفت عقل پر دلالت کرے۔

◆ ◆ ◆

باب ۳

ہشام بن عبدالملک

[illegible] شعبان ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ ہشام بن عبدالملک [illegible] سال کی عمر میں خلیفہ ہوا۔

عائشہ بنت ہشام بن اسمٰعیل

اس سال مصعب [illegible] اسی سال ہشام پیدا ہوا۔ ان کی ماں کا نام عائشہ بنت ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ [illegible] عبدالملک سے بات [illegible] اسے طلاق دے دی۔ اس واقعہ کے بعد عبدالملک مصعب بن الزبیر [illegible] ہشام کی ولادت کی خبر ملی۔ عبدالملک نے اس کا نام [illegible] اپنے باپ کے نام پر [illegible] ابوالولید کنیت قرار دی تھی۔

ہشام بن عبدالملک کی دمشق میں آمد

ہشام [illegible] اپنے مکان کے ایک گوشے میں تھا۔ اس سے کہا گیا کہ آپ خلافت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔ [illegible] خلافت ہشام کے پاس [illegible] سلام کیا۔ ہشام [illegible] سوار ہو کر دمشق آیا۔

عمر بن ہبیرہ کی معزولی:

اسی سنہ میں [illegible] عمر بن ہبیرہ [illegible]

امیر حج ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل

اس سنہ میں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل [illegible] امیر حج تھا [illegible] مدینہ کا والی تھا۔ جب ابراہیم حج کرنے آیا تو اس نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ [illegible] خطبہ پڑھوں۔ [illegible]

نے منبر سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دیا۔ اور جب کہ یہ سب تماشہ سے فارغ ہوئے تو عطاء نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ مگر عطاء نے جو بیان کیا اس سے ہر کہیں خطبہ سے پہلے پڑھا تھا۔ اس روز اس واقعہ سے ابراہیم کو تعجب ہوا۔ لوگوں نے اس کے قول کو اس کی ناواقفیت پر محمول کیا۔

اسی سنہ میں ہشام نے عمر بن ہبیرہ کو عراق اور تمام مشرقی علاقے کی صوبہ داری سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو ماہ شوال میں مقرر کیا۔

عمر بن یزید کی اہل یمن کی مخالفت:

عمر بن یزید بن عمیر الاسیدی کہتا ہے کہ ایک دن میں ہشام سے ملنے گیا۔ خالد بن عبداللہ بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اہل یمن کی اطاعت وفرمانبرداری کا تذکرہ کر رہا تھا۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ بخدا ایسی جھوٹی بات میں نے کبھی نہیں سنی اور نہ ایسا احمق دیکھا۔

اسلام میں جس قدر فتنے اٹھے ہیں ان کے بانی مبانی ہمیشہ اہل یمن ہی تھے۔ انہیں لوگوں نے امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ کو شہید کیا۔ انہیں نے عبدالملک سے بغاوت کی۔ اور آل مہلب کی بغاوت کا واقعہ تو ابھی تازہ ہے۔ جب میں دربار سے واپس آنے لگا تو خاندان مروان کا ایک شخص جو دربار میں اس وقت موجود تھا میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا کہ اے بھائی تمیمی! تم نے میرے دل کی بات کہی۔ میں نے تمہاری بات سنی۔ امیر المومنین خالد کو عراق کا والی مقرر کر رہے ہیں۔ اب تمہاری خیر نہیں۔

زیاد بن عبیداللہ اور خالد بن عبداللہ القسری:

زیاد بن عبیداللہ راوی ہے کہ میں شام گیا اور وہاں جا کر قرضدار ہو گیا۔ ایک دن میں ہشام کے دروازے پر کھڑا تھا کہ ایک شخص ہشام کے پاس سے ہو کر میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ اے نوجوان تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا یمن کا ہوں۔ اس شخص نے میرا نام پوچھا۔ میں نے کہا زیاد بن عبیداللہ بن عبدالمدان۔ یہ سن کر اس شخص کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور مجھ سے کہا کہ یہ تری حیثیت سے بڑی بات ہے۔ کہہ دو کہ روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ امیر المومنین مجھ سے خوش ہو گئے ہیں اور انہوں نے مجھے روانگی کا حکم دے دیا ہے اور ایک آدمی متعین کر دیا ہے جو مجھے روانہ کرا دے۔ میں نے پوچھا جناب والا کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں خالد بن عبداللہ القسری ہوں۔ اور اے جوان میرے آدمیوں کو یہ حکم پہنچا دو کہ وہ تمہیں میرے کپڑوں کی صندوقچی اور میرا ابلق رنگ کا گھوڑا دے دیں۔ میں ان سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر مجھے بلا یا اور کہا اے نوجوان اگر تم کبھی میرے متعلق یہ سنو کہ میں عراق کا والی مقرر کیا گیا ہوں تو تم ضرور میرے پاس آ جانا۔

امارت عراق پر خالد بن عبداللہ القسری کا تقرر:

غرض کہ جب میں نے ان کے لشکر میں جا کر کہا کہ امیر نے مجھے آپ لوگوں کو یہ اطلاع کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ امیر المومنین ان سے خوش ہو گئے ہیں اور انہوں نے تمہارے امیر کو روانگی کا حکم دے دیا ہے تو فرط مسرت سے کوئی تو مجھ سے بغل گیر ہوا اور کسی نے میری پیشانی کو بوسہ دیا۔ جب میں نے ان کی خوشی کا یہ عالم دیکھا تو میں نے کہا کہ امیر نے صندوقچی اور گھوڑا مجھے دیئے جانے کا حکم دیا ہے۔ سب لوگوں نے کہا ہاں اھلاً ومرحباً بڑی خوشی سے۔ چنانچہ وہ چیزیں مجھے دے دی گئیں۔ اور ہشام کے دربار سے ہمارے لشکر میں مجھ سے زیادہ خوش اور کوئی نہ تھا۔ اور نہ مجھ سے زیادہ عمدہ گھوڑا کسی کے پاس سواری

[illegible]

زیاد بن عبداللہ کی روائی کوفہ

[illegible]

[illegible]

زیاد بن عبداللہ بحیثیت [illegible]

[illegible]

زیاد بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ:

اب میں نے سوچا کہ یہاں تو رہنا چاہئے تو واقعی میں نے خط بھیجا اور وہاں ٹھہر گیا تھا۔ میں نے یہاں اس کو تین روز گزرے تھے۔ میں نے خالد کو لکھا کہ آپ نے مجھے یہاں کا عامل مقرر کیا تو میں نے خیال کیا کہ مجھ سے ملاقات ہوگی کہ یہاں آ کر وہاں ملازمت رہا۔ بالآخر اس نے مجھ سے کہا مجھے اب تک یہ بات معلوم نہ تھی۔ جب میں یہاں آیا تو مجھ کو دیکھنے کے لیے بھیجا ہے۔ اس نے جواب میں خالد نے مجھے لکھا جو دیتا ہے ... معلوم ہوا ہے کہ تم بالکل بے وقوف ہو۔ میں کچھ روز تو وہاں رہا پھر میں نے خالد کو لکھا کہ میں آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں آپ مجھے بلا لیجئے۔ اس نے بلا لیا۔ جب میں اس کے پاس آ گیا تو اس نے مجھے اپنی پولیس کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

قضاۃ:

اس سنہ میں مکہ مدینہ اور طائف کا عامل عبدالواحد بن عبداللہ نضری تھا۔ حسین بن حسن الکندی کوفہ کے قاضی تھے۔ موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو ۱۰۵ ہجری میں خراسان و عراق کا والی مقرر کیا اور اس ۱۰۵ھ میں عمر بن ہبیرہ ہی ان تمام علاقوں کا والی تھا۔

۱۰۶ھ کے واقعات

عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی برطرفی:

اس سنہ میں ہشام نے مکہ مدینہ اور طائف کی حکومت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو برطرف کر دیا اور اس کی جگہ ان تمام علاقوں پر اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو والی مقرر کیا۔ ابراہیم ۱۷ جمادی الآخر ۱۰۶ ہجری بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوا۔ اس طرح نضری مدینہ پر ایک سال آٹھ ماہ والی رہا۔

حجاج بن عبدالملک کی لان پر فوج کشی:

اس سال سعید بن عبدالملک موسم گرما کی مہم لے کر بڑھنے کے لیے گیا اور حجاج بن عبدالملک نے لان پر فوج کشی کر کے وہاں کے باشندوں سے صلح کر لی اور انہوں نے جزیہ ادا کر دیا۔ اسی سنہ میں عبدالصمد بن علی پیدا ہوا۔ طاؤس بحیر بن ریسان الحمیری کے آزاد غلام نے مکہ میں اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ہشام نے ان دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ کی وفات:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ نے ۱۰۶ ہجری کے ذوالحجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ ہشام بن عبدالملک نے بقیع میں نماز جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر ایک سیڑھی کے پاس بیٹھے تھے۔ ہشام قاسم کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ قاسم اٹھ کر اس کے پاس آئے۔ ہشام نے ان کی خیریت دریافت کی۔ قاسم نے جواب میں کہا تھا کہ اللہ کے فضل سے میں اچھا ہوں۔ ہشام کہنے لگا۔ خدا! میری بڑی آرزو ہے کہ اللہ تمہیں صحت سے رکھے۔ ہشام نے مدینہ میں جب

[illegible]

[illegible]

نصر بن سیار اور عمرو بن مسلم

[illegible]

[illegible]

یہ بھی بیان کیا گیا ہے [illegible] حمایت اور حفاظت [illegible]

عمرو بن مسلم کا نصر بن سیار پر حملہ:

[illegible] ترمذ [illegible]

مگر نصر نے حملہ آوروں پر جوابی حملہ کیا اور سب سے پہلے اس معرکہ میں ایک باغی مارا گیا۔ عمرو بن مسلم کے نزدیک ترین اور زیاد بن طریف الباہلی بھی تھے۔ اس معرکہ کے متعلق دوسری روایت بھی آئی ہے۔

عمرو بن قرانقہ کا بھائی سعید اور ایک شخص بنی بکر بن وائل کا قتل ہو گیا اور بنی تمیم کے مقدمہ میں بھی مارے گئے۔

عمرو بن مسلم کی شکست و امان:

عمرو بن مسلم نے شکست کھا کر قلعہ کی راہ لی اور نصر سے کہا کہ خدا جانتا ہے میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ پیچھے بنو مضر کے پاس آیا۔ مضر نے اس سے درخواست کی کہ آپ نصر سے میرے لیے امان حاصل کر دیجیے۔ نصر نے اسے امان دے دی اور کہلا بھیجا کہ چونکہ میں تیری جان بخشی کر کے بکر بن وائل پر اپنا احسان کرنا چاہتا ہوں اس لیے تجھے چھوڑتا ہوں ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ضرور قتل کر دیتا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے عمرو بن مسلم کو ایک چکی کے گھر میں پکڑا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر نصر کے پاس لائے۔ نصر نے اسے امان دے دی اور اس سے اور زیاد بن طریف اور بختری بن ابی درہم سے کہا کہ تم لوگ اپنے امیر سے جا ملو۔

معرکہ بروقان:

بیان کیا گیا ہے کہ جب نصر اور عمرو کا مقام بروقان میں مقابلہ ہوا تو بکر بن وائل اور بجیلہ کے تیس آدمی مارے گئے۔ ان پر بنی بکر نے کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اور اپنے امیر سے کیوں لڑیں۔ ہم نے اس شخص سے اپنی قرابت جتائی اس نے اس سے بھی انکار کیا اس لیے انہوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ازدی بھی شکست کھا گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگے۔ نصر نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

بنی عباد کے ایک شخص نے عمرو بن مسلم، بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کو پکڑ لیا۔ نصر نے ان کے سو سو کوڑے لگوائے، ان کے سر اور داڑھیاں منڈوا دیں اور کمبل کے کپڑے پہنا دیئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بختری ایک جھاڑی میں جا چھپا تھا۔ وہاں سے گرفتار کر کے لایا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو بن مسلم اور نصر بن سیار کی جنگ ہوئی تو نصر والوں نے شکست کھائی۔ اس پر عمرو نے ایک تمیمی سے جو اس کے پاس تھا پوچھا کہ دیکھو تمہاری قوم کس طرح فرار ہو رہی ہے۔ اس بات کو اس نے بنی تمیم کی شکست پر طعن کرنے کے لیے کہا تھا۔ تمیمی نے اس کے بعد تمیم نے جوابی حملہ کیا۔ عمرو کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور جب تمیمی نے دیکھا تو دیکھا کہ بنی تمیم کی ایک جماعت کو لیے ہوئے عمرو کے ساتھیوں کو میدان جنگ سے ڈھوروں کی طرح مار مار کر بھگا رہی ہے۔ اب اس تمیمی شخص نے عمرو سے کہا دیکھو میری قوم کا فرار ایسا ہوتا ہے۔

عمرو شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ نصر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیدیوں کو قتل مت کرو انہیں ننگا کر دو اور ان کے پائجامے سرینوں پر سے قطع کر دو۔

مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی:

اسی سنہ میں مسلم بن سعید ترکوں سے جہاد کرنے گیا تھا اور دریا کو عبور بھی کر چکا تھا کہ اسے خالد بن عبداللہ کی طرف سے خراسان کی صوبہ داری سے اپنی برطرفی اور اسد بن عبداللہ کے تقرر کا حکم ملا۔

مسلم نے اس بات پر کہا کہ وہ کیا میرے اندر یہ ڈر ہے تمام لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا "مجھے سب سے زیادہ ان لوگوں پر تعجب ہے جو بڑی امید سے پیچھے رہ گئے اور میرے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔ یہ لوگ لگانے والے ہیں۔ کہا ہم یہاں پر ... سے شکایت کیا تھا ... واقعہ کے لیے دیواروں پر چڑھ گئے۔ اسے قتادہ نے ... تو انہیں مار دے اور مجھے بھی انہیں مار ڈالے گا۔ جس نے تم کو ... سے روکا ہے کیا ان کے پیچھے رہنے والے کو دیکھا ہے قتل کر ڈالے اور مجھے ... مسلم ... ان کے بھیجیں یا اس عذاب کا ... جو ان پر نازل کرنے کا کوئی ... ڈالا۔

مسلم بن سعید کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی:

اسی راہ میں مسلم کو خالد بن عبداللہ القسری کا خط ملا۔ جس میں عراق کی امارت پر اپنے تقرر کا ذکر تھا اور لکھا تھا کہ تم اس جہاد کو پورا کرو۔ مسلم نے فرغانہ کی راہ لی۔ اس موقع پر ... نے جو قبیلہ بنی تمیم کے قائد اور ... تھا ... جس کا شمار ... میں تھا ... سال ... پیچھے رہ گئے ... کوئی جرم نہیں۔ اس موقع سے چار ہزار سپاہیوں نے فائدہ اٹھایا اور مسلم کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے۔

مسلم بن سعید کی فرغانہ میں آمد:

جب مسلم بن سعید فرغانہ پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ خاقان اس کے مقابلے کے لیے بڑھا آ رہا ہے۔ ... عبدالرحمن المازنی نے مسلم سے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مقام میں خاقان کی فوج کو خود دیکھا ہے۔ مسلم نے عبداللہ بن ابی عبداللہ الکرمانی ... کو حکم دیا ... لشکر کو لے کر مسلم نے کوچ کیا۔ ایک دن میں تین منزلیں طے کیں۔ دوسرے دن ... وادی سبوح کو عبور کیا تھا کہ خاقان سامنے آ گیا اور اس کا دستہ مسلم کے قریب آ پہنچا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ پر ترکوں کا حملہ:

عبداللہ بن ابی عبداللہ نے مشہور شہسواروں اور سپاہیوں کو دشمن کو روکنے کے لیے نامزد کیا۔ ترکوں نے اس جماعت پر حملہ کیا سب کو شہید کر ڈالا اور مسلم ... کے جانوروں کو لے گئے۔ مسیب بن بشر الریاحی اور براء ... جو مہلب کے مشہور بہادر سرداروں میں سے تھے اسی حملہ میں کام آئے۔ خاقان کا بھائی بھی میدان جنگ میں مارا گیا۔

عامر بن مالک کی علمبرداری:

غرض سب لوگ ... جمع ہو گئے اور انہیں مسلمانوں کے قرب و جوار سے نکال باہر کیا۔ مسلم نے اپنا جھنڈا عامر بن مالک الحمانی کے حوالے کیا اور فوج کو لے کر واپس روانہ ہو گیا۔ آٹھ روز برابر چلتے رہے۔ مگر ترک بھی برابر مسلمانوں کو گھیرے رہے جب نویں شب ہوئی مسلم نے قیام کرنے کا ارادہ کیا۔ اور لوگوں سے اس بارے میں مشورہ لیا۔ سب نے قیام کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ صبح کے وقت ہم اس قریب کے پانی پر جا اتریں گے۔ اور اگر آپ نے پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کے ساتھی ... چلے جائیں گے اور ... آپ کے ... لوٹ لے جائیں گے۔ مسلم نے سورہ بن الحر سے پوچھا کیوں ابو العلاء تمہاری کیا رائے ہے۔ سورہ نے کہا کہ جو سب لوگوں کی رائے ہے وہی میری بھی رائے ہے۔ چنانچہ سارا لشکر قیام کرنے پر اتر پڑا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نے ترکیب سمجھا دی اور انہوں نے اس تجویز کے مطابق اپنی بیوی سے طلاق کا لفظ کہا اب ان کی نظروں سے چھپے جا رہے ہیں۔ اب تم لوگوں نے وہ مطلع کر دیا اور ان کو شکست ہوئی (یہ جملہ درحقیقت الکامل کا جواب ہے)

عمر بن ہبیرہ کی مسلم بن سعید کو ہدایات:

مسلم جب خراسان کو اپنی عملداری کے لئے روانہ ہونے لگے تو عمر بن ہبیرہ نے مسلم کو نصیحت کی کہ تمہارے موالیوں میں سے تین شخص ایسے ہیں جنہیں اپنا حاجب مقرر کرنا کیونکہ وہ سب تمہاری رعایا ہیں جو مشورہ دیں گے وہ تمہاری ہی جانب سے کیا جائے گا اسے بچا تو بہت کم خرچ کرو اپنے قرابت داروں کی جماعت کی اطاعت و درستی سے نگاہ رکھنا عامل مقرر کرنے۔ مسلم نے پوچھا کہ مال کا کیا کیجیے۔ عمر بن ہبیرہ نے کہا کہ ہر شہر کے باشندوں کو حکم دینا کہ وہ خود اپنا عامل مقرر کریں اور جس شخص کو وہ منتخب کریں اس کو ان کا حاکم بنا دینا پھر اگر وہ اچھا ہوا تو اس کا فائدہ تم کو پہنچے گا اور برا ہو تو اس کا نقصان باشندوں کو اٹھانا پڑے گا۔ تم اس سے بری رہو گے اور تم پر کوئی ذمہ داری بھی عائد نہ ہوگی۔

توبہ بن ابی اسید:

مسلم بن سعید نے خراسان سے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ توبہ بن ابی اسید کو امیر مقرر کر دیں کیونکہ اس کا کام میرے پاس ہی رہتا ہے۔ ابن ہبیرہ نے اسے لکھا کہ تم بہتر سمجھو تو توبہ بن ابی اسید میرے پاس بھیج دو۔ مسلم نے اسے بلا کر ابن ہبیرہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

توبہ ایک نیک خصلت اور دولت مند شخص تھا جب ابن ہبیرہ نے اسے دیکھا تو کہا کہ واقعی ایسا ہی شخص اس خدمت کا اہل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اسے مسلم کے پاس بھیج دیا۔ مسلم نے اپنی مہر اس کے حوالے کر دی اور کہا جیسا تم مناسب سمجھو کرو۔ اسد بن عبداللہ کے خراسان آنے تک توبہ مسلم کے ساتھ رہا۔ جب مسلم خراسان سے روانہ ہونے لگا تو توبہ نے بھی ان کے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا اسد نے اسے روک لیا اور کہا کہ مسلم تمہاری خدمات کی تعریف کرتے تھے مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے اس لئے تم اپنی خدمت پر کام کرتے رہو اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا چاہیے غلاموں کو ان سے قریب رکھنا اور لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف ادا کرتے رہنا۔

ایمان توبہ:

اسد نے توبہ سے کہا کہ لوگوں سے طلاق کی قسم لے لو کہ کوئی شخص جہاد میں جانے سے پیچھے نہ رہے اور مال غنیمت میں کوئی خیانت نہ کرے توبہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو بعد میں اسد کی خدمت پر آنے والے حکام نے لوگوں سے یہی قسم لینا شروع کر دی تھی۔ جب عاصم بن عبداللہ خراسان آیا تو اس نے بھی لوگوں سے طلاق کی قسم لینا چاہی مگر لوگوں نے اس قسم کے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جو قسم ہم سے لیا کرتا تھا وہ اس کے لیے ہم اب بھی تیار ہیں۔ یہ طلاق کی قسم ان لوگوں میں اس قدر مشہور ہو گئی کہ وہ ایمان توبہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

ہشام بن عبدالملک اور سعید بن عبداللہ کی گفتگو:

اس سال سعید بن عبداللہ ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں گئے اور ابو الزناد کے باپ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں داخل ہوتے ہی

[illegible]

ابراہیم بن محمد کی ہشام سے درخواست:

اس سنہ میں ہشام [illegible]

[illegible]

کی [illegible] کی تعریف کی۔

امارت خراسان پر اسد بن عبداللہ کا تقرر:

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری [illegible]

[illegible]

اشعب نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے معافی کر دی گئی ہے۔ اسد نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ [illegible] اس نے بھی انکار ہی کیا۔ اب اسد نے کہا کہ میں امیر ہوں۔ اشعب نے کہا اب آپ امیر ہو گئے ہیں۔ اسد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو۔ [illegible] ہانی بن ہانی جو سمرقند کا [illegible] اسد کے استقبال کو آیا۔ اسد ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ جماعت اس کے سامنے آئی۔ لوگوں نے تفاؤل کے طور پر کہا اسد (شیر) پتھر پر بیٹھا ہے [illegible] معلوم ہوتا۔ ہانی نے اس سے پوچھا کہ کیا جناب والا امیر ہو کر آئے ہیں تو کہیں بیٹھیں تاکہ ہم آپ کا اسی طرح استقبال کریں جیسا کہ ہم اپنے امیروں کا کیا کرتے ہیں۔ اسد نے کہا ہاں میں امیر ہو کر آیا ہوں۔ پھر اسد نے کھانا منگوایا اور اسی مقام پر کھانا کھایا اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص میرے ساتھ [illegible] دوسری روایت کے مطابق [illegible] میری آستین میں ہیں۔ اسد نے اس استقبال [illegible] ہوں۔

عبد الرحمن بن نعیم کی واپسی کا حکم:

بہر حال اب یا [illegible] کے ساتھ سوار ہو کر اسد سمرقند میں داخل ہوا دو شخصوں کو عبد الرحمن بن نعیم کے سپہ سالاری کے حکم تقرر [illegible] کیا۔ یہ دونوں شخص عبد الرحمن بن نعیم کے پاس اس وقت وادی [illegible] میں مسلمانوں کی فوج کے پچھلے حصے پر تھا آئے فوج کے پچھلے حصے میں [illegible] سمرقند جو والی تھے اور اہل [illegible] ان دونوں نے لوگوں سے عبد الرحمن کو پوچھا۔ انہوں نے [illegible] لشکر میں ہیں۔ یہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور حکم تقرر [illegible] ایک خط دیا جس میں حکم تھا کہ واپس چلے آؤ اور تمام فوج کو بھی واپسی کی اجازت ہے۔ عبد الرحمن [illegible] اس خط کو اور اپنے تقرر کے حکم کو مسلم کو [illegible] مسلم نے کہا میں بلا [illegible] تعمیل کے لیے تیار ہوں۔

عبد الرحمن بن نعیم کی مراجعت۔

جب اس [illegible] تو محمد بن ہلال اسدی [illegible] مسلم کے [illegible] زیادتی کی وجہ سے جو اس نے مقام [illegible] بن وائل کے ساتھ [illegible] اور حسین ابن عثمان بن بشر بن المحتفز نے اسے گالیاں دیں مگر عبد الرحمن بن نعیم ان کی اس حرکت پر سخت برہم ہوا انہیں [illegible] کی اور حکم دیا کہ انہیں میرے سامنے سے نکال دو۔ چنانچہ وہ لوگ سامنے سے نکال دیئے گئے۔ اب عبد الرحمن تمام فوج کو لے کر واپس ہوا اور مسلم بھی اس کے ہمراہ روانہ ہوا۔

حسن بن ابی العمرطہ عامل سمرقند:

یہ تمام لشکر اسد کے پاس سمرقند میں آیا۔ اسد سمرقند سے مرو آیا۔ ہانی کو معزول کر کے اس کی جگہ سمرقند پر حسن بن ابی العمرطہ کندی کو جو کہ کل امرا کی اولاد میں تھا عامل مقرر کیا۔ حسن کی بیوی جنوب بنت [illegible] بن الاعظم سردار [illegible] اس کے پاس آئی [illegible] بن [illegible] اس وقت خراسان سے آئی تھی۔ حسن اپنی بیوی کو لینے کے لیے شہر سے باہر گیا۔ اسی زمانے میں ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے حسن سے کہا کہ ترک آ گئے ہیں۔ ترکوں کی تعداد سات ہزار تھی۔ حسن نے [illegible] وہ ہم پر نہیں آئے بلکہ ہم نے ان پر چڑھائی کی [illegible] ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا انہیں غلام بنایا [illegible] اس کے علاوہ [illegible] ان سے

[illegible]

حسن بن ابی العمرطہ پر تنقید:

[illegible]

سمرقند میں ثابت قطنہ کی نیابت:

جب حسن ترکوں کے مقابلہ پر گئے تھے انہوں نے ثابت قطنہ کو سمرقند پر [illegible] لوگوں میں تقریر [illegible]

آپ نے یہ شعر پڑھا

الا یکن منکم خطیبا فاننی … بسیفی اذا جد الوغی لخطیب

ترجمہ: ”اگر میں تمہارے سامنے زبان سے تقریر نہ کر سکا تو مجھے پرواہ نہیں [illegible] جنگ کی شدت کی حالت میں اپنی تلوار کے ذریعے خطیب ہوں“۔

[illegible] اگر آپ یہ شعر منبر پر پڑھ دیتے تو واقعی آپ خطیب ہوتے۔

نائبین:

اسی سنہ میں [illegible] ابراہیم بن ہشام [illegible] مکہ، مدینہ اور طائف کے [illegible]

۱۱۱ھ کے واقعات

اسی سنہ میں [illegible]

معاویہ بن ہشام کی قیصریہ میں آمد:

[illegible]

[illegible] کے ساتھیوں کا انجام

[illegible]

مسلم بن سعید [illegible]

[illegible]

نمرود کا قبول اسلام

[illegible]

اسد بن عبداللہ کی غور پر فوج کشی

[illegible]

[illegible] کی فوج کی [illegible] شکست

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلم بن احوز کا کارنامہ:

غرض کہ اسد تو چلا آیا اور دوسرے مسلمان مقام جبریان چلے گئے۔ ترکوں سے ان کا مقابلہ ہوا۔ ایک دن تو وہ ان سے نہایت ثابت قدمی سے لڑے۔ اثنائے جنگ میں ایک مشرک اپنی صفوں میں سے نکل کر میدان جنگ میں تیزی سے گھوڑا دوڑانے لگا۔ ایک جھنڈا اس کے سر پر لہرا رہا تھا جس سے اس کی شان ظاہر تھی۔ مسلم بن احوز نصر بن سیار کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ مسلم نے نصر سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسد مجھ سے ناراض ہے۔ میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں۔ شاید میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح اسد مجھ سے خوش ہو جائے۔ نصر نے کہا جو تمہاری مرضی۔ مسلم نے اس پر حملہ کیا اور نیزہ کی ایک ہی حرکت سے اس پر قابو پا گیا پھر تو ایک کاری وار کیا۔ مشرک ایک ہی وار میں گھوڑے کے سامنے آ رہا اور گھوڑے نے اسے اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا۔

مسلم نصر کے پاس واپس چلا آیا مگر پھر نصر سے کہنے لگا کہ میں دوبارہ حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ جب مسلم بڑھتا ہوا دشمن کے قریب پہنچا تو ایک مشرک مقابلہ کے لیے نکلا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کیے۔ مسلم نے اسے قتل کر ڈالا۔ پھر خود بھی زخمی واپس آیا۔

ترکوں کی شکست

اب کے نصر نے مسلم سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو اس مرتبہ میں حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ نصر بڑھا دشمن میں جا گھسا اور دو کافروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی زخمی ہو کر واپس آیا اور اپنی جگہ ٹھہر رہا۔ اور مسلم سے کہنے لگا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری اس کارگزاری سے وہ خوش ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ اسے کبھی خوش نہ کرے۔ مسلم نے کہا ہاں میرا بھی گمان ہے۔ اتنے میں اسد کا قاصد ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر تم سے فرماتے ہیں کہ میں نے تمہاری کارروائیوں کو دیکھا ہے اور اس بات سے واقف ہوں کہ تم نے مسلمانوں کی مطلق خدمت نہیں کی۔ خدا تم دونوں پر لعنت کرے۔ دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔ آمین۔ اگر ہم پھر ایسا کریں تو خدا ایسا کرے۔ اس روز دشمن پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا مگر تھوڑی دیر میں مشرکوں کو شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کے لشکرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ ان کے شہروں پر تسلط جمایا۔ لونڈی، غلام اور قیدی اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔

اسد کی ختل پر فوج کشی:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد ۱۰۸ھ میں ختل سے شکست کھا کر واپس آیا۔ تب اہل خراسان نے یہ شعر کہے:

از ختلان آمذی برو تباہ آمذی
بیدل فراز آمذی

اس ختل کی مہم میں فوج کو بھوک کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اسد نے اپنے ایک غلام کے ہاتھ دو مینڈھے بازار میں بیچنے کے لیے بھیجے اور حکم دیا کہ پانچ سو سے کم میں نہ بیچنا۔ جب غلام انہیں لے کر چلا گیا تو اسد نے کہا کہ انہیں صرف ابن الشخیر خریدے گا (یہ اس وقت چوکی میں تھا) شام کے وقت ابن الشخیر شہر میں آیا تو بازار میں دو مینڈھے دیکھے انہیں فوراً پانچ سو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو ذبح کر ڈالا اور دوسرا اپنے بعض احباب کو بھیج دیا۔ غلام نے واپس آ کر اسد سے سارا قصہ بتایا۔ اسد نے اسے ایک ہزار درہم بھیج دیے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام

اس سال ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں کو حج کروایا جو ہشام بن عبدالملک کا ماموں ہے۔ ابراہیم بن ہشام مکہ، مدینہ اور طائف کا والی تھا اور عراق و مشرق کے تمام علاقوں پر خالد بن عبداللہ قسری اور خراسان پر اس کا بھائی اسد تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۱۰۹ھ کے واقعات

عبداللہ بن عقبہ کا بحری جہاد

اس سال عبداللہ بن عقبہ بن نافع الفہری نے ایک بحری جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے بلاد روم کے ایک قلعہ طیبہ کو فتح کر لیا۔ ان کے ساتھ جو انطاکیہ کے لوگ تھے ان میں سے اکثر لوگ میدان جنگ میں کام آ گئے۔

عمر بن یزید الاسیدی کا قتل

اسی سال مالک بن المنذر بن الجارود نے عمر بن یزید الاسیدی کو قتل کر ڈالا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن عبداللہ عمر بن یزید سے ناراض تھا کیونکہ عمر بن یزید یزید بن المہلب کی بغاوت کی جنگ میں شریک تھا۔ اس کی کارکردگی سے یزید بن عبدالملک بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یہ عراق کا جوان مرد ہے۔ یہ تعریف خالد کو بہت بری معلوم ہوئی۔ خالد نے مالک بن المنذر کو اہل بصرہ پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ عمر بن یزید کی بہت عزت کرنا اور اس کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا یہاں تک کہ لوگ تمہارے اس حسن سلوک کو اچھی طرح جان جائیں اور پھر کوئی بہانہ بنا کر اسے قتل کر ڈالنا۔ مالک نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن عمر بن یزید نے عبداللہ بن عبید اللہ بن عامر کا تذکرہ کیا، مالک نے اس کے خلاف کوئی بات کی۔ عمر نے کہا تم ایسے شخص پر الزام تراشی کرتے ہو؟ اس کے بعد مالک نے اس پر سختی کا مظاہرہ کیا اور کوڑوں سے مار کر قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کی معزولی

اسی سال اسد بن عبداللہ نے غور پر حملہ کیا۔ پھر اسی سال ہشام نے خالد بن عبداللہ کو اس کے بھائی اسد کو خراسان کی گورنری سے معزول کرنے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسد نے لوگوں میں تعصب برتنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔ خراسان کے لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن اسد بن عبداللہ روتے ہوئے باہر نکلے تو عبدالرحمٰن بن نعیم نے ان سے کہا (جو خراسان کا حاکم تھا) اسد نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ خالد عراق اور مشرق کا امیر ہے، شاعر نے یہ اشعار کہے جو قارئین کی خدمت کے لیے حاضر ہیں۔

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

ترجمہ: "اگر بنی ازد اپنے عہد کو توڑ دیں جیسے گذشتہ زمانہ میں کیا تھا اور مسعود نے احترام کیا تھا اور جس کی توثیق بعد میں مالک اور سوید نے بھی کی تھی تو ان میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ اونٹ کے بچے چلا اٹھیں خدا انہیں رسوا کرے اس حال میں کہ ان کی قبائلی اخلاقی حالت خوب ٹھیک ہو چکی ہو"۔

یہ سنتے ہی ابو العریان نے پکارا کہ مجھ کو سنایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تم کو اپنے جھوٹے حلف توڑنے والے پر لعنت کرنے والے امیر خدا آپ کو نیک توفیق دے میں نے تو یہ شعر کہا ہے۔

الازد حلفتها لهم حلفاؤنا ما يحسبها بكيت والله بانك

ترجمہ: "بنی ازد ہمارے بھائی اور حلیف ہیں کہ ہمارے درمیان جو عہد ہوا ہے اور تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی"۔

عبداللہ نے عرض کیا آپ سچ فرماتے ہیں۔

ابو العریان کا تعلق بنی شیبان بن ذہل بن ثعلبہ سے تھا۔

اسد بن عبداللہ کا خطبہ لوگوں پر جبر و تشدد:

اسد نے نصر بن سیار اور بعض دوسرے مضری لوگوں پر سختیاں شروع کر دیں۔ ان کے کوڑے بھی لگوائے۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن اس نے خطبہ میں کہا کہ خدا ان چہروں کو ذلیل و رسوا کرے جو نیچ ہیں قصہ پرداز ہیں نافرمان اور مفسد ہیں۔ اے اللہ! تو ان میں اور مجھ میں تفریق کر دے۔ اے اللہ تو مجھے میرے عوض ہم اور ان کو میرا بدلا دے۔ اور جو شخص میرے خلاف کسی بات کا قصد کرتے ہوں خدا اسے ذلیل کرے۔ امیر المومنین میرے ماموں ہیں، خالد بن عبداللہ میرا بھائی ہے اور میرے ساتھ بارہ ہزار یمنی تلوار رکھتے ہیں۔ یہ تقریر کر کے اسد منبر سے اتر آیا۔

نماز کے بعد لوگ اس کی ملاقات کے لیے آنے شروع ہوئے۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اسد نے فرش کے نیچے سے ایک نوشتہ نکالا اور اسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ جس میں نصر بن سیار، عبدالرحمن بن نعیم العامری، سورہ بن ابجر الابانی، ابان بن دارم اور بختری بن ابی درہم (از قبیلہ بنی الحارث بن عباد) کا ذکر تھا۔ اسد نے انہیں سامنے بلایا اور انہیں خوب سرزنش کی۔ تمام لوگ اپنی جگہ ساکت و صامت بیٹھے رہے۔ کسی نے زبان سے ایک لفظ نہیں کہا۔ البتہ سورہ نے کھڑے ہو کر چار طرف ملامت کی اور غصہ کا اظہار کیا۔ اور عرض کی کہ جناب والا کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم نے دشمن کے بیان کو قبول فرمائیں۔ بہتر ہے کہ جس نے ہم پر یہ جھوٹے الزام لگائے ہیں ان کا ہمارا سامنا کرایا جائے۔ مگر اسد نے اس کی بات نہ مانی اور حکم دیا کہ ان سب کو پیٹا جائے۔ چنانچہ ان کے کپڑے اتار لیے گئے اور اس نے عبدالرحمن بن نعیم کو پیٹنا شروع کیا۔ ان کو پیٹے بہت بوڑھے تھے مگر پھر بھی بہت ڈیلے تھے۔ جب ان پر مار پڑنے لگی تو بیہوش ہو گئے اور ان کی ازار اپنی جگہ سے کھسکنے لگی۔ سعید تو کرار کا ایک غلام جو ایک بڑی جوانی کے لیے کھڑا تھا اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کو پھیلا ہوا پکڑا ہوا اور اسد کی طرف ایک بیت سے دیکھتا جاتا تھا کہ وہ اگر اجازت دے تو اسے ازار پہنا دے۔ اسد نے اشارہ سے اس بات کی اجازت دے دی اور وہ شخص ان کے قریب پہنچا۔ اس کا ازار باندھ دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو نعیم نے ان سے ازار پہنانے اس سے یہ بھی کہا ابو نعیم امیر اور ان کو کیونکہ امیر ہر ایک سے شکر گزار ہیں اور وہ شخص ہمارے ایسا کرتے ہیں۔

تمیم بن نعمان کی غلطی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسد نے [illegible] کو [illegible] ۔ جب ان کے [illegible] سے [illegible] تو اسد نے پوچھا تمیم بن نعمان کہاں ہے؟ اس کو پوچھنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ [illegible] تھا [illegible] تمیم بن نعمان کا [illegible] بن [illegible] ہے۔

نصر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی روانگی عراق

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] کے بعد اسد نے ان کے سر منڈوا دئے [illegible] آزاد [illegible] خالد کے پاس [illegible] کرنا چاہتے تھے۔

راستہ میں [illegible] کی یہ حالت تھی کہ ان لوگوں میں سے جس کسی کے پاس آتے [illegible] نصر بن [illegible] کہتا تھا کہ [illegible] نصر بن سیار کا [illegible] ان دونوں کے درمیان [illegible] تھا۔ [illegible] نے نصر سے [illegible] ہاتھوں سے [illegible] نصر نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

جب یہ لوگ خالد کے پاس پہنچے تو خالد نے اسد کو [illegible] ملامت کی اور [illegible] ان کے [illegible] لوگوں کو بھیج دیا۔

اسد بن عبداللہ کا [illegible] سے خطاب

اسد نے بلخ میں جو خطبہ دیا [illegible] کہا تھا کہ [illegible] جب اسد نے [illegible] سے [illegible] تو [illegible] نے [illegible] اپنے بھائی کو [illegible] خالد نے [illegible] اسد خالد سے [illegible] کی اجازت [illegible] رمضان ۱۰۹ ہجری میں عراق [illegible] کے ساتھ [illegible] نے [illegible] کر دیا۔

زیاد ابو محمد [illegible] کی [illegible]

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے داعیوں میں سب سے پہلے زیاد ابو محمد ہمدان کا آزاد غلام اسد بن عبداللہ کی امارت کے پہلے دور میں خراسان آیا۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اسے خراسان بھیجا اور کہا کہ لوگوں کو [illegible] دعوت [illegible] کے لیے [illegible] ایک شخص غالب [illegible] ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حرب بن عثمان [illegible] بن قیس بن ثعلبہ [illegible] ان کے

باشندوں کو دعوت دینے آیا تھا۔

زیاد اور غالب میں مباحثہ:

بہرحال جب زیاد نے خراسان پہنچ کر بنی عباس کے لیے تحریک دعوت شروع کر دی تو بنی مروان کے مظالم اور عادات قبیحہ کو بیان کرنے لگا اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا تو اسی اثناء میں غالب ابرشہر سے زیاد کے پاس آیا۔ ان دونوں میں مباحثہ ہوا۔ غالب آل ابی طالب کی فضیلت پیش کرتا تھا اور زیاد بنی العباس کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غالب زیاد کو چھوڑ کر چلا گیا۔ زیاد نے سارا موسم سرما مرو میں بسر کیا۔ اہل مرو میں سے یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور ابراہیم بن الخطاب العدوی اسے ملنے آیا کرتے تھے۔ زیاد سوید الکاتب کے پڑوس میں آل رقاد کے مکانوں میں آ کر قیام پذیر ہوا تھا۔

زیاد ابو محمد کی غلطی:

اس زمانہ میں مرو کا حاکم خراج حسن بن شیخ تھا۔ جب اسے زیاد کی کارروائیوں کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسد بن عبداللہ کو اس کی اطلاع دی۔ اسد نے زیاد کو بلایا۔ زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ اسد نے زیاد کو بلایا۔ زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں! اسد نے کہا میں نے تمہیں دمشق کے ایک میخانہ میں دیکھا تھا۔ ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں۔

زیاد اور اس کی جماعت کا قتل:

اب اسد نے زیاد سے پوچھا کہ میں نے تمہارے متعلق یہ باتیں کیا سنی ہیں تم کیا کہتے ہو؟ زیاد نے کہا جو اطلاع آپ کو ملی ہے بالکل غلط ہے۔ میں تجارت کی غرض سے خراسان آیا ہوں۔ میں نے لوگوں کو اپنا مال دیا ہے جب مجھے اس کی قیمت وصول ہو جائے گی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اسد نے کہا تم میرے علاقے سے نکل جاؤ۔ زیاد اسد کے پاس سے آ گیا اور اپنی تحریک اشاعت کے کام میں مصروف ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حسن پھر اسد کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ اس تحریک کو معمولی بات نہ سمجھئے یہ بڑی خطرناک ہے ابھی سے اس کا تدارک کیجئے۔ اسد نے زیاد کو بلا بھیجا اور اسے دیکھتے ہی کہا۔ کیا میں نے تمہیں خراسان میں قیام کرنے سے منع کر دیا تھا؟ زیاد نے کہا جناب والا میری طرف سے کسی خدشہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔ اسد نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے تمام ساتھیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس پر ابو موسیٰ نے کہا فاقض ما انت قاض (پورا کر دو جو تم کرنے والے ہو) اس جملہ کو سن کر اسد کا غصہ اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے فرعون بنا دیا۔ ابو موسیٰ نے کہا میں نے نہیں بلکہ خدا نے تجھے فرعون بنایا ہے۔ غرض کہ یہ سب کے سب جو کوفہ کے رہنے والے دس آدمی تھے اسد کے حکم سے قتل کر دیے گئے اس روز صرف دو لڑکے اپنی کم سنی کی وجہ سے بچ گئے باقی لوگوں کے قتل کا بھی حکم دے دیا گیا۔ وہ مقام کشتانشاہ میں قتل کر ڈالے گئے۔

زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق دوسری روایت:

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اسد نے زیاد کے متعلق حکم دیا کہ اس کی کمر سے دو ٹکڑے کر دیے جائیں۔ زیاد کو درمیان لایا گیا جب تلوار کا وار اس پر کیا گیا تو تلوار اچٹ گئی۔ بازار والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اسد نے پوچھا کیا ماجرا ہے کہا گیا کہ تلوار نے زیاد پر کچھ اثر نہیں کیا۔ اس نے ابو یعقوب کو ایک تلوار دی۔ ابو یعقوب عسکری لوگوں کے پیچھے باہر نکلا۔ تماشائیوں کا

اژدہام تھا۔ ابو یعقوب نے تلوار کا ہاتھ مارا۔ تلوار اچٹ گئی۔ مگر دوسرے وار میں زیاد کے دو ٹکڑے کر دیے۔

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اسد نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہاری جو شکایت مجھ تک پہنچی ہے اگر تم اپنے تئیں اس سے برأت ہو تو علیحدگی کا اقرار کر دو تو چھوڑ دیے جاؤ گے۔ مگر ان تمام آدمیوں نے اس قسم کے اقرار سے انکار کر دیا۔ البتہ دو شخصوں نے اپنی بے تعلقی کا اقرار کیا۔ مگر ان دونوں میں سے بھی ایک شخص دوسرے دن صبح کو جب کہ اسد اپنی بیٹھک میں تھا تو اپنے شہر کے دروازہ پر بھی مشتعل تھا آیا۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کیا یہ ہمارا ملک کا قیدی نہیں ہے؟ اس شخص نے اسد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیجیے۔ لوگ اس کی گردن کے لیے بازار میں لائے۔ یہ شخص کہتا جاتا تھا: ہم اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا رب اسلام ہمارا دین اور محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں۔ اسد نے بخارا کے پیشوا کی تلوار منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اس کی گردن مار دی۔ یہ واقعہ یوم اضحیٰ سے چار دن پہلے کا ہے۔

کثیر کوفی اور خداش:

اس واقعہ کے بعد ایک اور کوفہ کا رہنے والا کثیر نامی یہاں آیا ابو النجم کے پاس آ کر اترا۔ یہ لوگ اس کے پاس آتے جاتے تھے۔ یہ ان سے بیعت کرتا اور ان کی تحریک چلاتا تھا۔ ایک دو سال اسی طرح ہوتا رہا۔ کثیر لکھا پڑھا نہیں تھا۔ اب خداش جو مرغم ہم ایک گاؤں میں تھا اس کے پاس آیا اور اب یہ کثیر کے بجائے اس تحریک کا اصل عامل ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عمارہ تھا مگر چونکہ اس نے ملت محمدیہ ﷺ میں اختلاف پیدا کر دیا اس کا نام خداش ہو گیا۔ اسد نے اپنی امارت کے عہد اول میں عیسیٰ بن شعیب نہروانی کو ثابت قطنہ کی بجائے کسی سمت کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ اس پر ثابت قطنہ بہت جلا کٹا اور اسد کی ہجو کی۔

امارت خراسان پر اشرس بن عبداللہ کا تقرر:

اسی سال ہشام نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ اسد بن عبداللہ کو معزول کر کے ہشام نے اشرس کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ اسے حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ سے سرکاری معاملات طے کرتے رہو۔ اشرس ایک فاضل اور نیک آدمی تھا۔ لوگ اس کی فضیلت کی وجہ سے اسے کامل کہتے تھے۔ جب وہ خراسان آیا تو لوگ اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے۔ اس نے عمیرہ ابو امیہ الیشکری کو کوتوال مقرر کیا۔ پھر اسے معزول کر کے سمط کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ ابو المبارک الکندی کو مرو کا قاضی بنایا مگر چونکہ اسے فقاہت کا کچھ علم نہ تھا۔ اشرس نے مقاتل بن حیان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ مقاتل نے محمد بن زید کا نام اس منصب کے لیے پیش کیا۔ اشرس نے محمد بن زید کو قاضی مقرر کر دیا۔ یہ صاحب اشرس کے معزول ہونے تک مرو کے قاضی رہے۔ سب سے پہلے اشرس ہی نے خراسان میں فوجی چوکیاں مقرر کیں۔ عبدالملک بن دثار الباہلی کو ان پر متعین کیا۔ تمام چھوٹے بڑے کام اشرس خود ہی کیا کرتا تھا۔

اشرس اور حیان النبطی کی گفتگو:

اشرس جب خراسان آیا۔ لوگوں نے فرط انبساط میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔ جب خراسان آیا تو گدھے پر سوار تھا۔ حیان النبطی نے کہا اگر جناب والا خراسان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے پر سوار ہوں۔ اپنے گھوڑے کے تنگ کو خوب کس کر باندھئے اور چابک سے اس کی پیٹھ کو تھپکئے یہاں تک کہ آگ نکلنے لگے ورنہ اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ واپس چلے جائیں۔ اشرس نے کہا حیان! میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں آگ کو ٹھنڈا کر دوں۔ پھر وہ ٹھہرا اور گھوڑوں پر سوار ہوا تھا۔

یحییٰ بن حصین کا بیان:

یحییٰ بن حصین کہتے ہیں کہ اشرس کی آمد سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا۔ مجھ کو کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ ''تم لوگوں کے ایک ایسا شخص آ رہا ہے جو سخت ہوگا اگر وہ رہا تو مبارک ہے''۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا، دوسری رات میں نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہوگا جو بہت سخت ہوگا (حضرت الیاس یا کسی اور) آخر [illegible] مسعود [illegible] سے بیان کرنے والا اشعر ہے

لقد جاء [illegible] کان جعفر خیرکم [illegible] قبل ذوی الفضل
فان [illegible] عنہم [illegible] والا فلکم [illegible] قائل

ترجمہ: ''تمہارے پاس ایک والی آیا ہے جس کا [illegible] برباد تھا ہوا۔ قبائل کے زوال ہونے سے پہلے اس کی حالت ہوتی ہے۔ اگر یہاں کی مرد [illegible] سے دیا جائے تو شاید ایسا ہو سکے۔ ورنہ یہ سب کے سب اسی طرح تباہ ہو جائیں گے کہ پھر ان کا تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر رہ جائے گا''۔

خراسان میں لوگ اشرس کو کامل کہا کرتے تھے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ اسی سال ابراہیم نے منیٰ میں یوم النحر کے دوسرے دن خطبہ دیا اور کہا کہ میں ان امور کے متعلق جو چاہو مجھ سے دریافت کرو کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں ہے۔ اس پر عراق کے ایک شخص نے اس کی طرف بڑھ کر پوچھا قربانی واجب ہے یا نہیں؟ ابراہیم اس کا کچھ جواب نہ دے سکا اور منبر سے اتر آیا۔

اس سال مدینہ، مکہ اور طائف کا والی ابراہیم بن ہشام تھا۔ بصرہ اور کوفہ پر خالد بن عبداللہ والی تھا۔ ابان بن ضبارہ الیزنی بصرہ میں پولیس افسر تھے۔ بلال بن ابی بردہ بصرہ کا گورنر تھا۔ خالد کی جانب سے ثمامہ بن عبداللہ انصاری بصرہ کے قاضی تھے۔ اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

۱۱۰ھ کے واقعات

مسلمہ بن عبدالملک اور خاقان کی جنگ:

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں سے جہاد کیا۔ بڑھتے بڑھتے باب اللان تک جا پہنچا۔ یہاں خاقان نے ایک کثیر فوج کے ساتھ مسلمہ کا مقابلہ کیا۔ ایک ماہ تک دونوں حریف ایک دوسرے سے برسر پیکار رہے۔ شدید بارش کی وجہ سے طرفین کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے خاقان کو شکست دی۔ اس نے واپسی کی راہ لی اور مسلمہ بھی واپس پلٹ آیا۔ واپسی میں اس نے سد ذوالقرنین کی راہ اختیار کی۔ اسی سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے صمالہ فتح کیا۔

اہل سمرقند و ماوراء النہر کو دعوت اسلام:

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عقبہ الفہری کی امیر البحر نے موسم گرما میں جہاد کیا۔ نیز اسی سال اشرس نے ذمی باشندگان سمرقند اور

ہوا۔ اشرس دعوت اسلام دینے کی شرط پر کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ باشندوں نے اس دعوت پر لبیک کہی اور اسلام لے آئے تو خراج کی آمدنی میں کمی آ گئی۔ جب ان کا مطالبہ کیا گیا تو وہ پھر سے بغاوت پر آمادہ ہوئے۔

ابو الصیداء صالح بن طریف

اشرس نے جب خراسان کی حکومت سنبھالی تو اپنے مصاحبین سے کہا کہ مجھے ایک ایسا قابل اور متقی آدمی بتاؤ جسے میں اشاعت اسلام کے لیے ماوراء النہر بھیج سکوں۔ لوگوں نے ابو الصیداء صالح بن طریف بنی ضبہ کے آزاد کردہ غلام کا نام لیا۔ ابو الصیداء نے کہا کہ میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا۔ اس لیے ترجمانی کے لیے ربیع بن عمران التمیمی ان کے ساتھ کیے گئے۔ ابو الصیداء نے کہا کہ میں اس شرط پر تبلیغ دعوت اسلام کے لیے جاتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو جائے گا اس سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ خراسان کا خراج جزیہ پر منحصر ہے۔ اشرس نے یہ بات مان لی۔ ابو الصیداء نے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں اس کام کے لیے جاتا ہوں۔ اگر یہ لوگ اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں تو تم میری مدد کرنا۔ سب نے اس کی حامی بھری۔ ابو الصیداء سمرقند روانہ ہوئے۔ حسن بن ابی العمرطہ الکندی سمرقند کا فوجی اور مالی افسر تھا۔

اہل سمرقند کا قبول اسلام

ابو الصیداء نے باشندگان سمرقند اور اس کے اطراف کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس شرط پر کہ ان سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہ دیکھ کر غوزک نے اشرس کو لکھا کہ مال گزاری بہت کم ہو گئی ہے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطہ کو لکھا کہ خراج میں مسلمانوں کی قوت ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل سغد اور ان جیسے دوسرے لوگ خلوص نیت سے مسلمان نہیں ہوئے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کی خاطر اسلام لے آئے ہیں۔ تم دیکھو جس کا ختنہ ہو گیا ہو، فرائض ادا کرتا ہو، اور اس نے اسلام میں خلوص ظاہر کیا ہو اور قرآن کی ایک سورۃ پڑھ سکے تو اس کا خراج معاف کیا جائے۔ اس کے بعد اشرس نے ابن ابی العمرطہ کو محکمہ مال گزاری سے علیحدہ کر دیا اور ہانی بن ہانی کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ اشحیذ کو اس کی مددگاری پر متعین کیا۔ ابن ابی العمرطہ نے ابو الصیداء سے کہا کہ اب مال گزاری سے مجھے کچھ تعلق نہیں رہا لہٰذا آپ اب ہانی اور اشحیذ سے اس معاملہ میں گفتگو کیجیے۔ پھر ابو الصیداء نے ان دونوں کو مسلمانوں سے جزیہ لینے سے روکا۔ ہانی نے اشرس کو لکھا کہ یہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے مسجدیں بھی بنا لی ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر بخارا کے بڑے بڑے دہقان اشرس کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ کس سے خراج لیں گے سارے باشندے تو عرب ہو گئے۔

نومسلموں سے خراج کا مطالبہ

اشرس نے ہانی اور دوسرے سرکاری عہدیداروں کو لکھا کہ جن لوگوں سے پہلے خراج لیا جاتا تھا ان سے اب بھی لیا جائے۔ چنانچہ ان نومسلموں پر پھر جزیہ عائد کیا گیا۔ انہوں نے دینے سے انکار کیا اور سات ہزار افراد علیحدہ ہو کر جماعت چھوڑ کر سمرقند سے سات فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ ابو الصیداء، ربیع بن عمران التمیمی، قاسم الشیبانی، ابو فاطمہ الازدی، بشر بن جرموز الضبی، خالد بن عبداللہ النحوی، بشیر بن زنبور الازدی، عامر بن قشیر، بشیر الخجندی، بیان العنبری اور اسمعیل بن عقبہ ان کی امداد کے لیے ان کے ساتھ شریک ہوئے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطہ کو فوج کی سپہ سالاری سے موقوف کر دیا اور اس کی جگہ مجشر بن

وہ محمد السلمی کو حقیر بنا رہا ہے تمہارے دین سے مسخرہ پن کرتا ہے اس کا مذاق بناتا ہے۔

ابو الصیداء کی گرفتاری:

مجشر نے مرو پہنچتے ہی ابو الصیداء کو بلا کر پوچھا کہ تم نے کیا کہا ہے اور پھر ان کے ساتھیوں کو بھی بلا لیا۔ ابو الصیداء اور ثابت قطنہ مجشر کے پاس آئے۔ مجشر نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ ابو الصیداء سے کہا تم نے جو عہد کیا تھا اور جو قول کیا اس سے پھر گئے۔ ہانی نے کہا نہیں بلکہ یہ طریقہ خون ریزی کا ہے، عہد شکنی نہیں کی جا سکتی۔ ہانی نے ابو الصیداء کو اشرس کے پاس بھیج دیا اور ثابت کو اپنے ہی پاس قید رکھا۔ جب ابو الصیداء اس طرح گرفتار کر کے اشرس کے پاس بھیج دیے گئے تو ان کے ساتھی ایک جا جمع ہوئے اور انہوں نے ہانی سے لڑنے کے لیے ابو فاطمہ کو اپنا سردار منتخب کر لیا۔ ہانی نے کہا ذرا ٹھہرو، ہم یہ اشرس کو لکھتے ہیں ان کی رائے معلوم ہو جائے، وہ جیسا حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ ان لوگوں نے مان لیا اور اشرس کو لکھا گیا۔ اشرس نے جواب دیا کہ ان سے خراج وصول کیا جائے۔ یہ سنتے ہی ابو الصیداء کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے کیونکہ اب ان کی طاقت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ جتنے ان میں سربرآوردہ لوگ تھے وہ کوشش کر کے گرفتار کر لیے گئے اور انہیں مرو بھیج دیا گیا۔ ثابت بھی قید رہا۔

عجمی سرداروں کی اہانت

اشرس نے ہانی کے ساتھ سلیمان بن ابی السری مولیٰ بنی عوافہ کے آزاد غلام کو بطور شریک افسر مال گزاری مقرر کیا۔ ہانی اور دوسرے مال گزاری کے عہدہ داروں نے لگان کی وصولی میں سختی کرنی شروع کی یہاں تک کہ عجمی سرداروں کی توہین کی۔ مجشر نے عمیرہ بن سعد کو زمینداروں پر مسلط کر دیا۔ یہ لوگ سامنے کھڑے کیے گئے، ان کے کپڑے پھاڑے گئے، ان کے پٹکے ان کی گردنوں میں ڈالے گئے۔ یہاں تک کہ نومسلم زمینداروں سے بھی جزیہ لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سغد اور بخارا مرتد ہو گیا اور ترکوں میں اس وجہ سے جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

نصر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک:

ثابت اسی طرح عرصہ تک قید میں پڑا رہا۔ جب نصر بن سیار مجشر کی جگہ عامل مقرر ہوا تو اس نے ثابت کو ابراہیم بن عبداللہ اللیثی کی نگرانی میں اشرس کے پاس بھیج دیا۔ اشرس نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ چونکہ نصر بن سیار ثابت سے اچھی طرح پیش آیا تھا اس کے ساتھ لطف و عنایت برتی تھی اس لیے ثابت نے نصر کی مدح میں ایک قصیدہ بھی کہا۔

اشرس کی آمل میں آمد:

اشرس جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ آمل آیا۔ یہاں تین ماہ تک پڑا رہا۔ قطن بن قتیبہ بن مسلم کو آگے روانہ کیا۔ قطن نے دس ہزار کے ساتھ دریا کو عبور کیا۔ اہل سغد اور اہل بخارا خاقان کے ساتھ خاقان اور ترک بھی تھے مقابلہ پر آئے۔ ان سب نے قطن کا اس کی خندق ہی میں محاصرہ کر لیا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ بعض ترکوں نے کہا کہ بغیر کمر کھولے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دو۔ چنانچہ انہوں نے دریا کو عبور کیا اور مسلمانوں کے جو چوپائے کھلے بندوں چر رہے تھے انہیں لوٹ کر لے گئے۔ اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی کمان میں ثابت قطنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ اس جماعت نے ترکوں

تو آپ نے بیان کیا کہ ان میں سے جو [illegible] سے اور جو دولت لے گئے تھے [illegible]۔ جب یہ بغاوت [illegible] ختم ہو گئی تو [illegible] [illegible] اب اشرس [illegible]۔ قطن بن قتیبہ [illegible] اشرس [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] کے مقابلے کے لیے [illegible] ان سے [illegible] کا مقابلہ کیا۔ [illegible] سے مسلمان [illegible] اشرس کے پاس واپس چلے آئے۔

اشرس اور ترکوں کی جنگ

اشرس آگے بڑھا۔ جب [illegible] بیکند پہنچا [illegible] ترکوں نے [illegible] مسلمانوں کو مجبوراً [illegible] پانی [illegible] بہت سے مسلمانوں نے [illegible] [illegible] ہو گئے۔

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ اور ہلاکت

اشرس مسلمانوں کو لے کر [illegible] ترکوں نے مسلمانوں پر پانی کا راستہ منقطع کر دیا [illegible] مسلمانوں نے اپنے قیام گاہ میں [illegible] پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا [illegible] پانی [illegible] جواب دے دیا۔ مجبور ہو کر [illegible] کی طرف بڑھے جہاں سے پانی [illegible]۔ قطن بن قتیبہ مسلمانوں کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دشمن نے ان کی مزاحمت کی [illegible] پیاس [illegible] [illegible] لڑنے کی طاقت [illegible] سات آدمی [illegible] تھے۔ ضرار بن حصین [illegible] اس قدر [illegible] دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے [illegible] حارث بن سریج نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور کہا کہ تلوار سے شہید ہو جانا پیاسے مرنے سے [illegible] باعث اجر [illegible] حارث بن سریج، قطن بن قتیبہ [illegible] سواروں [illegible] [illegible] ترکوں کو پانی سے ہٹا دیا۔ تمام [illegible] پانی کی طرف [illegible] سب نے سیر ہو کر پانی [illegible]۔

ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ

ثابت قطنہ عبدالملک بن دثار الباہلی کے پاس گئے [illegible] ثابت نے ان سے کہا کیا عبدالملک جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟ عبدالملک نے کہا [illegible] ثابت ٹھہر گئے۔ جب عبدالملک ان کاموں سے فارغ ہو گئے تو [illegible] دونوں دشمن کے مقابلے کے لیے چلے۔ ثابت نے اپنے ساتھیوں سے کہا [illegible] مقابلہ میں ترکوں سے لڑنے [illegible] ثابت نے مسلمانوں کو مرنے [illegible] کے لیے جوش دلایا [illegible] نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ثابت اور بہت سے مسلمان [illegible] بن النعمان العبدی، عبدالملک بن دثار الباہلی [illegible] قطن بن قتیبہ اور اسحاق بن محمد بن حسان نے [illegible] اور دشمن پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی شہادت

[illegible]

[illegible] کی شہادت

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible]۔

غورک کی بدعہدی

مسلمانوں کی [illegible] سے [illegible] غورک بھی [illegible] تھی [illegible] اشرس [illegible] قلعوں میں [illegible]۔ [illegible] غورک [illegible] ترکوں سے [illegible]۔

غورک کی بدعہدی کی وجہ

بیان کیا جاتا ہے کہ غورک [illegible] کے درمیان [illegible] اشرس کے [illegible]۔ [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے غورک سے [illegible]۔ غورک نے اشرس کے قاصد سے کہا [illegible] کے سوا اور کوئی [illegible] ایسا نہیں ہے جس سے [illegible] اشرس نے [illegible] غورک نے اس کا ہاتھ [illegible] دیا۔

اشرس کا [illegible] میں قیام

اس زمانہ میں [illegible] سمرقند کا عامل تھا [illegible] اشرس [illegible] تھے۔

قریش بن ابی کہمس [illegible] کے پاس [illegible] اشرس [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] کے پاس چلا آیا [illegible] کا [illegible] تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس [illegible] مقام [illegible] مسلمانوں سے آ کر [illegible] مقام کمرجہ میں [illegible] تھے۔

[illegible] کا مسلمانوں کو مشورہ

ترجمان کے ذریعہ [illegible] مسلمانوں [illegible] خاقان تمہارے پاس [illegible] مسلمانوں [illegible] ہے [illegible] کے لیے [illegible] کا

ڈرایا ہے۔ [illegible] راستہ [illegible] نے بتایا کہ مجھے ایک قبیلے کے پیچھے سے [illegible] خاقان [illegible] کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کی طرف آیا اور حملے کے لیے تیار ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہو گئی تھی اس وقت جب لڑائی سے پہلے مسلمانوں پر پیاس کی شدت نے غلبہ پا لیا تھا اور [illegible] پانی [illegible] تھا [illegible] ہوئے۔ جس [illegible] حاصل کی تھیں۔

ترکوں کا مجاہدین پر حملہ:

اس خطرہ کو محسوس کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں درد پیدا ہو گیا۔ کلیب بن قنان الذہلی نے مسلمانوں سے کہا کہ ترک تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب ترکیب یہ ہو کہ اپنے گھوڑوں کو دانہ پانی [illegible] ہوئے گھوڑوں کی [illegible] سامان لاد کر [illegible] گویا تم انکی پانی پلانے سے [illegible] ہو رہے ہو۔ جب وہاں پہنچ کر ان کی جھیل [illegible] تو [illegible] جائے گی۔ مسلمانوں کی گھوڑیاں [illegible] ہیں۔ ترکوں نے یہ سمجھا کہ مسلمان اس طرح بھوکی پیاسی [illegible] میں ختم ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں پر تنگی اور دشواری [illegible] مواقع میں [illegible] مگر چونکہ مسلمان [illegible] سے ترکوں کے مقابلہ میں زیادہ [illegible] تھے اس لیے ترکوں کے پیچھے سے پہلے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دروازے کے بالکل قریب ترکوں نے مسلمانوں کو جا لیا اور [illegible] ایک شخص کا جو عرب تھا اور مسلمانوں کے ساتھ [illegible] میں تھا [illegible] کے پاؤں [illegible] دروازہ پر قبضہ [illegible] کے اندر گھس آئے۔ [illegible] یہاں [illegible] خوب جنگ ہوئی۔ ایک عرب نے ترکوں کا ایک مشعل [illegible] کے منہ پر پھینکا جس سے [illegible] ہو گئے اور [illegible] دشمن سے دور چلے گئے۔ شام ہوتے ہی ترک واپس چلے گئے اور عرب نے [illegible] جلا دیا۔

خسرو بن یزدجرد کی پیشکش:

خسرو بن یزدجرد [illegible] آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا [illegible] پسند کرتے ہو تو میں [illegible] میرا باپ [illegible] سلطنت [illegible] تمہارے لیے [illegible] امان حاصل کر لوں گا۔ مگر عربوں نے اسے گالیاں دیں اور وہ اپنا سا منہ لے کر چلا گیا۔

بازغری کی سفارت:

بازغری دو سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کے پاس آیا۔ یہ خاقان کے [illegible] میں سب سے زیادہ چالاک اور ہوشیار آدمی تھا۔ خاقان اس کی [illegible] بات کی [illegible] نہیں کرتا تھا۔ اس کے ہمراہ خاقان کے [illegible] میں سے [illegible] تھے اور [illegible] بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دیجیے۔ [illegible] جب ترک شہر کے بالکل قریب آیا۔ مسلمان شہر کی فصیل پر [illegible] دیکھا کہ اس کے ساتھ عرب قیدی بھی ہیں۔ بازغری نے عربوں سے کہا کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیجیے تاکہ میں اس سے خاقان کے پیغام کے متعلق گفتگو کروں۔ مسلمانوں نے [illegible] کو اس کے پاس بھیجا۔ ترکوں نے اس سے [illegible] بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ ایک شخص کو [illegible] مسلمانوں نے [illegible] جو ترکی زبان [illegible] سمجھتا [illegible] بازغری نے کہا [illegible]

[illegible]

[illegible] کی تجویز

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی تجویز کی مخالفت

[illegible]

[illegible]

مسلمان قیدیوں کے زر فدیہ کی پیشکش

[illegible]

[illegible] کا جواب

[illegible]

[illegible]

مسلم قیدیوں کی شہادت کا انتقام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا حملہ

[illegible]

مرغیاں چرا رہا تھا انہوں نے [illegible] جب وہ پہنچا تو [illegible] اس کی زندگی کی [illegible] اس سے [illegible] [illegible] نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] اس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] ایک شخص نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں نے [illegible] سے [illegible]۔

خاقان ترک کا قتل

جب یہ بات [illegible] کہ عرب کے اس طرح شہید کیے جانے پر [illegible] کے ایک شخص نے اپنی [illegible] [illegible] دلائی کہ کیا اس کا بدلہ لیا جائے مسلمانوں نے [illegible] ایک ضرب لگائی تھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور اس کے پیچھے [illegible] [illegible] تھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] الطوسی کا بیٹا [illegible] اور [illegible] تھے جن میں ایک شیبانی [illegible] [illegible] خاقان [illegible] کے قریب [illegible] [illegible] نے [illegible] اس کی [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شیبانی نے [illegible] سوائے اس کی [illegible] آنکھوں کے [illegible] [illegible] نے تیر مارا جو اس کے سینے میں جا کر پیوست ہو گیا [illegible] خاقان [illegible] [illegible] مسلمانوں نے [illegible] خاقان کی موت [illegible] [illegible] اور اس کے [illegible] نے [illegible] [illegible] اور [illegible] دی۔

خاقان کی اہل فرغانہ کو پیشکش

خاقان نے مسلمانوں [illegible] کہ جب تم اس شہر کا محاصرہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو یہاں سے چلے جاؤ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خاقان نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے خلاف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس طرح ان کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس لیے خاقان نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور تم بھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خاقان [illegible] [illegible] [illegible] شہر چھوڑ کر چلے جاؤ۔

غالب بن عبداللہ الطائی کی بہادری کا تذکرہ

دوسری طرف اس کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔ [illegible] انہوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ غالب بن عبداللہ الطائی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غالب نے ان سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خاقان کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غالب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ غالب نے ان میں سے ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور ایک [illegible] اپنے ساتھ لے

دیا۔ غرض کہ یہ اس بات کو لے کر پہنچا اور سارا حال انہیں سنایا، ان سرداروں نے جو پہلا مشورہ دیا تھا اس پر اصرار کیا، تم سے زیادہ قریب الفتح ہے۔ وہ اب پھر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔

کورصول کی بطور یرغمال طلبی:

مسلمانوں نے ترکوں سے یرغمال لیے، کیونکہ ان کی کثرت کی جرأت نہیں ہو سکتی تھی، اور یہ بھی درخواست کی کہ ان کے علاوہ مزید اطمینان کے لیے ہمیں ایک ترک سردار بھی بطور یرغمال دیا جائے۔ ترکوں نے کہا جسے چاہو ہم سے لے لو۔ مسلمانوں نے کورصول کو مانگ لیا اور یہ اس وقت تک مسلمانوں کے ہمراہ رہا جب تک کہ مسلمان اپنے لشکر کی منزل سمرقند نہ پہنچ گئے۔

محصورینِ کمرجہ کی روانگی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے دیکھا کہ اس کا کمرجہ پر کسی طرح بس نہیں چلتا تو اس نے اپنے ساتھیوں کو بہت برا بھلا کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کر چلو۔ مگر عقار بن غوزک اور سغد کے رؤساء نے اس سے درخواست کی کہ اے بادشاہ آپ ایسا نہ کریں بلکہ آپ انہیں امان دے دیجئے تاکہ وہ اس شہر سے نکل جائیں۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ رعایت آپ نے ان کے ساتھ غوزک کی وجہ سے کی ہے جو عربوں کے تحت ہے اور یہ کہ اس کے بیٹے عقار نے اپنے باپ کے خیال سے آپ سے یہ رعایت ان کے لیے حاصل کی ہے۔

خاقان نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور کورصول کو محصورین کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ان کے ہمراہ رہے کہ اگر کوئی شخص ان کے خلاف کوئی بات کرے تو اسے روک دے۔

خاقان کی مراجعت:

غرض کہ ترکوں کے یرغمال مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ خاقان بھی وہاں سے روانہ ہو گیا اور خیال یہ کیا گیا کہ وہ سمرقند جانا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس ترکوں کے جو یرغمال تھے ان میں جو سب سے بڑے سردار و رئیس تھے۔ جب خاقان روانہ ہو گیا تو کورصول نے ترکوں سے کہا: تم سب یہاں سے کوچ کر چلو۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ مبادا ہم تو روانہ ہو جائیں اور ترک یہاں سے نہ جائیں۔ علاوہ ازیں ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ شاید کوئی ترک دارو کی وجہ سے الجھ پڑے اور اس سے عرب بلاوجہ الجھ پڑیں اور پھر دوبارہ جنگ چھڑ جائے جو اسی طرح مشتعل ہو جائے گی جس کی مصیبت اب تک ہم بھگتتے آئے ہیں۔

اہل دبوسیہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ:

یہ تقریر سن کر کورصول تو خاموش ہو رہا۔ جب خاقان اور ترک وہاں سے روانہ ہو گئے اور مسلمانوں نے تیاری سے فراغت کر لی تو کورصول نے اب انہیں کوچ کے لیے کہا اور کہنے لگا کہ چلو کیونکہ تکلیف یا زادِ راہ کی دقت ہے وہ صرف یہاں سے دو تین دنوں تک ہے اس کے بعد تم کو قریب قریب دیہات آنے لگیں گے۔ غرض کہ اب مسلمان بھی اس مقام سے روانہ ہو گئے۔ ترکوں کے پاس جو عرب یرغمال تھے ان میں شعیب البکری یا النصری، سباع بن النعمان ازدی، سعید بن عطیہ تھے اور عربوں کے پاس ترکوں کے پانچ شخص تھے۔ روانگی کے وقت ہر ترک کے پیچھے ایک ایک عرب نیزہ تان کر بیٹھ گیا اور اس وقت ترکوں کے جسم پر سوائے معمولی قبا کے اور کوئی لباس نہ تھا۔ غرض کہ اسی طرح عرب ان یرغمالوں کو لے کر چلے۔ پھر کچھ دیر بعد کورصول نے کہا کہ چونکہ دبوسیہ میں دس ہزار جنگجو

[illegible]

محصورین کا عوام میں استقبال

[illegible]

یرغمالوں کا تبادلہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اہل [illegible] کی بغاوت و سرکوبی

[illegible]

دے کر بھیجا تھا اور اب اس کو اس پر بھی فتح حاصل کر لی۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال:

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ نے بلال بن ابی بردہ کو [illegible] احداث الحرب اور قضاۃ کے ساتھ جیل خانہ بھی مقرر کر دیا تھا گویا اس طرح یہ ساری خدمتیں ایک ہی شخص کے سپرد تھیں۔ اور اسی سنہ میں اس نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو منصب قضاء سے برطرف کر دیا تھا۔

اس سال ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل کی امارت میں حج ہوا اور یہی اس سال مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا کوفہ بصرہ اور تمام عراق کا عامل خالد بن عبداللہ تھا اور اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

* * *

باب ۴

جنید بن عبدالرحمٰن

۱۱۱ھ کے واقعات

عبداللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں بائیں سمت سے حملہ کیا اور سعید بن ہشام نے دائیں جانب سے جہاد کیا اور قیساریہ پہنچا۔ نیز عبداللہ بن ابی مریم نے بحری جنگ کی۔ ہشام نے حکم بن قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بن عبد مناف کو تمام اہل شام و مصر کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔

اشرس کی معزولی:

ترکوں نے آذربائیجان کی سمت پیش قدمی کی۔ حارث بن عمرو نے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔ ہشام نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کی امارت سے معزول کر کے اس کی جگہ جنید بن عبداللہ المری کو مقرر کیا۔ شداد بن خالد باہلی نے ہشام سے جا کر اشرس کی شکایت کی ہشام نے اشرس کو موقوف کر دیا اور جنید بن عبدالرحمٰن کو اس کی جگہ خراسان کا والی مقرر کر دیا۔

جنید بن عبدالرحمٰن کا امارت خراسان پر تقرر:

جنید کے اس منصب پر فراز کیے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم ہشام کی بیوی کو جواہرات کا ایک یاقوتی ہار دیا جو ہشام کو بہت پسند آیا۔ پھر جنید نے خود ہشام کو ایک دوسرا ہار تحفۃً دیا اس کے صلہ میں ہشام نے اسے خراسان کا والی بنا دیا اور ڈاک کے آٹھ گھوڑے اس کی سواری کے لیے دیئے۔ اگرچہ جنید نے اس سے زیادہ کی درخواست کی مگر ہشام نے اسے منظور نہیں کیا۔

جنید کی خراسان میں آمد:

جنید پانچ سو سواروں کے ساتھ خراسان آیا۔ اس وقت اشرس اہل بخارا اور سغد سے جنگ میں مصروف تھا۔ جنید نے لوگوں سے کہا کہ کوئی شخص ایسا ہے جو میرے ساتھ ماوراء النہر چلے۔ خطاب بن محرز السلمی اشرس کا خلیفہ نامزد ہو گیا۔ جب جنید آمل پہنچا تو خطاب نے اسے مشورہ دیا کہ آپ یہاں قیام کریں۔ زمیندار لکھ کر جو مقام آمل ہے وہاں اس کے گرد کے لوگوں کو حکم بھیجئے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں۔ مگر جنید نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ دریا کو عبور کیا اور اشرس کو لکھا کہ آپ مجھے سالار سپہ کی امداد کے لیے بھیجئے۔ راستے میں بھی خوف پیدا ہوا کہ مبادا قبل اس کے کہ سالار سپہ کی امداد پہنچے دشمن راستہ روک دے۔

عامر بن مالک الحمانی کی روانگی:

اشرس نے عامر بن مالک الحمانی کو روانہ کیا یہ ابھی راستہ ہی کی منزل میں تھا کہ ترک اور اہل سغد اس کے سامنے آ گئے جو کمینہ کے پاس پہنچے تھے اسے روک دیں۔ عامر ایک مستحکم باغ میں قلعہ بند ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس کے خلاف پڑاؤ ڈال دیے۔ عامر کے ہمراہ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم اسد بن کلثوم کا بھتیجا بھی تھا۔ دشمن کا ایک تیر اس کے سرین میں آ کر پیوست ہو گیا دوسرے روز زہر جی تک سرایت کر گیا۔ عامر بن مالک نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا اب جو ہونا ہے ہو تو آؤ ہم مل کر حملہ کرتے ہیں۔

خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ:

اس مکان پر ترکوں کا ایک بڑا سردار قتل ہوا۔ خاقان اس وقت ایک ٹیلہ پر تھا جس کے پیچھے گھنی جھاڑی اور پانی تھا۔ عاصم بن عمیر سمرقندی اور واصل بن عمرو قیسی خدمت گاروں کو لے کر بڑھے۔ اس پانی کے پیچھے پہنچے اور وہاں لکڑی بانس اور دوسری چیزوں سے جو انہیں مل سکیں ایک پل باندھا اور اس پر بیٹھ کر اس جزیرہ کی طرف پیچھے سے نمودار ہوئے کہ خاقان کو صرف تکبیر کی آواز سے ان کے پیچھے سے آ پہنچنے کا علم ہوا۔ واصل اور اس کے خدمت گاروں نے دشمن پر حملہ کر دیا اور بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس جھڑپ میں واصل کے زیر ران جو گھوڑا تھا وہ بھی مارا گیا۔ خاقان اور اس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ عامر بن مالک بھی اپنی پناہ گاہ سے نکل کر جنید سے آ ملا جس کے پاس اس وقت سات ہزار فوج تھی اور اب اس کے ساتھ ہو کر میمنہ کو درست کر کے چلا۔ جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حریم سردار تھا۔

ترکوں کی شکست:

جب یہ فوج بخارا سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہ گئی تو ترکوں کا رسالہ ان کا مزاحم ہوا اور جنگ شروع ہو گئی اس موقع پر قریب تھا کہ جنید مع اپنی تمام فوج کے ہلاک ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے نصرت دی اور وہ دشمن کے پڑاؤ پر آ پہنچا۔ جنید کو فتح ہوئی اس نے بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ اب خاقان نے اس کی طرف پیش قدمی کی اور مقام زرمان واقع علاقہ سمرقند کے سامنے دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ قطن بن قتیبہ جنید کے ساقہ لشکر پر تھا اور واصل اہل بخارا کی جمعیت میں تھا اور یہ لوگ اس مقام میں آ کر قیام کیا کرتے تھے۔ ملک شاش گرفتار کر لیا گیا۔ جنید نے ان حریفوں میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ اس جہاد سے اس نے فارغ ہو کر مرو کا رخ کیا اور اپنا جانشین مقرر کیا تو سورۃ بن الحر ابانی تمیمی کو اور بیان بن ادہم کو بلخ کا عامل مقرر کیا تھا۔

جنید کے وفد کی روانگی دمشق:

جنید نے ان واقعات کی جو اسے اس سمت میں پیش آئے تھے اطلاع دینے کی غرض سے ایک وفد جس میں عمارہ بن معاویہ العدوی محمد بن الجراح العبدلی اور عبد ربہ بن ابی صالح السلمی تھے ہشام کے پاس بھیجا۔ پھر یہ لوگ واپس آئے۔ جنید ترمذ میں دو ماہ تک ٹھہرا رہا اور اب جنید بھی فتح حاصل کر کے مرو آ گیا۔

خاقان نے اس موقع پر جنید کے متعلق کہا کہ اگرچہ اس سال اس ناز و نعم میں پلے ہوئے نازک طبیعت والے نوجوان نے مجھے شکست دے دی ہے مگر آئندہ سال میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

مضری عربوں کی تقرری:

اب جنید نے تمام مقامات پر اپنے عہدہ دار مقرر کر دیے مگر صرف مضری عربوں کو عہدے دیے۔ قطن بن قتیبہ کو بخارا کا عامل مقرر کیا، ولید بن القعقاع العبسی کو ہرات کا عامل مقرر کیا۔ حبیب بن مرۃ العبسی کو اپنی فوج خاص کا سردار بنایا اور مسلم بن عبدالرحمٰن الباہلی کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔ اس کے تقرر کے وقت نصر بن سیار بلخ کا عامل مقرر تھا۔ یہ دونوں ان کے قضیہ کی وجہ سے نصر اور باہلیوں کے تعلقات ناخوشگوار رہتے تھے۔ مسلم نے نصر کو بلوا بھیجا۔ اس وقت وہ سو رہا تھا لوگ اسے بس ایک قمیص ہی میں جو وہ اس وقت پہنے تھا لے آئے پاجامہ بھی پہنے ہوئے نہ تھا۔ نصر اپنی قمیص کو اپنے بدن پر سمیٹتا جاتا تھا۔ مسلم یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہوا اور لوگوں سے کہنے لگا 'مضر کے ایک سردار کو تم اس حالت میں لائے تم نے برا کیا۔ پھر جنید نے مسلم کو بلخ کی عاملی سے معزول کر کے اس کی جگہ یحییٰ بن ضبیعہ کو مقرر کیا۔ شداد بن خالد الباہلی کو سمرقند کی مال گذاری کا افسر مقرر کیا۔ سورہ بن الحر بھی جنید کے ساتھ تھا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا اور یہی تمام علاقے کا اس سال بھی صوبہ دار تھا جس کا ذکر گذشتہ سنہ میں تھا۔

خالد بن عبداللہ عراق کا اور جنید بن عبدالرحمٰن خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۱۲ھ کے واقعات

فتح خرشنہ:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کے جہاد میں شہر خرشنہ فتح کیا اور ملطیہ کے راستے سے پیش قدمی کر کے فرندیہ کو جلا ڈالا۔

ترکوں کا اردبیل پر قبضہ:

نیز اسی سال ترک لان سے آگے بڑھے۔ جراح بن عبداللہ الحکمی نے اپنے ہمراہی اہل شام و اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر چونکہ اس کے پاس اس کی پوری فوج نہ پہنچی تھی اس لیے جراح مع اپنے تمام ساتھیوں کے اردبیل کی گھاٹی میں شہید ہوا۔ ترکوں نے اردبیل فتح کر لیا۔ جراح نے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو اردبیل پر نائب بنا کر چھوڑا تھا۔ ترکوں نے جب مقام ثمر پر جراح کو شہید کر ڈالا اور ہشام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اس نے سعید بن عمرو الحرشی کو بلایا اور اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جراح نے مشرکین کے سامنے سے منہ موڑا۔

سعید بن عمرو الحرشی کی روانگی:

حرشی نے عرض کیا 'امیر المومنین یہ بات بالکل غلط ہے۔ جراح کے دل میں اللہ کا ڈر اس قدر تھا کہ وہ کبھی دشمن کے سامنے پیٹھ موڑنے والا نہ تھا۔ بلکہ وہ شہید ہوا۔ ہشام نے پوچھا اب کیا کرنا چاہیے۔ حرشی نے کہا جناب والا مجھے ڈاک کے چالیس گھوڑوں پر روانہ فرما دیں اور پھر روزانہ چالیس ڈاک کے گھوڑوں پر چالیس آدمیوں کو میرے پاس روانہ فرماتے رہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام جہادیوں کے سرداروں کو حکم بھیج دیں کہ وہ مجھ سے آملیں ہشام نے اس کی درخواست کے مطابق عمل کیا تھا۔

جراح بن عبداللہ کی شہادت کی وجہ:

سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ جب اپنے مسلمان اور ذمی [illegible] خاقان کے [illegible] گئے۔ ترکوں نے ان [illegible] کو ترکوں نے [illegible] اور [illegible] سے ان کو قتل کر دیا۔

جنید بن عبدالرحمٰن [illegible] جراح کا [illegible] کا [illegible] ان سے کہا گیا تھا آپ [illegible] جب [illegible] ترکوں سے مقابلہ ہوا تو بیٹے [illegible] مقابلہ میں شہید ہو [illegible] خاقان کے [illegible] گئے [illegible] ہو گئی۔ اس وجہ سے [illegible]

مسلمانوں کا ترکوں کا تعاقب:

اسی سال ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو ترکوں کے تعاقب میں روانہ کیا [illegible] بارش اور [illegible] مگر مسلمہ ان کے تعاقب میں باب سے بھی آگے نکل گیا اور [illegible] چھوڑ دیا۔

اسی سال جنید اور خاقان کی شعب کی شدید جنگ ہوئی۔ [illegible] سورہ بن الحر مارا گیا۔ [illegible] یہ جنگ ۱۱۲ ہجری میں ہوئی۔

سورہ بن الحر کی جنید سے امداد طلبی:

۱۱۲ ہجری میں جنید طخارستان پر جہاد کے ارادے سے روانہ ہوا [illegible] جہاں سے اس نے عمارہ بن حریم [illegible] طخارستان [illegible] سورہ بن الحر [illegible] جنید [illegible] سمرقند [illegible] سکوں۔ اس لیے آپ میری امداد کو پہنچیں۔

جنید کی پیش قدمی:

اس خط کے پڑھتے ہی جنید نے فوراً [illegible] المجشر بن مزاحم السلمی [illegible] اپنی فوج کو تقسیم کر دیا ہے۔ [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] کی [illegible] نہیں۔

[illegible] جلدی نہ کیجیے۔

جنید نے [illegible] سورہ [illegible] مسلمان [illegible]

تھے سے تھے وہ بھی مر گئے یا رہ گئے تو بھی [illegible]

جنید کی کش میں آمد:

بہرحال جنید نے کش کی طرف [illegible] ترکوں نے [illegible] کنوؤں کو پاٹ دیا تھا۔ اس نے راستے [illegible] جنید سے پہلے [illegible] تک پہنچے۔

مجشر بن مزاحم کا مشورہ:

دوسری طرف ترکوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی انہوں نے کش کے راستے میں جس قدر کنوئیں تھے انہیں اندھا کر دیا۔ جنید نے پوچھا کہ سمرقند کا کون سا راستہ زیادہ مناسب اور سہل الحصول ہوگا۔ بعض لوگوں نے کہا بیچ والا راستہ۔ مگر مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا کہ آگ سے جلنے کے مقابلہ میں تلوار سے مارا جانا زیادہ اچھا ہے۔ جس راستے کے اختیار کرنے کی آپ رائے دے رہے ہیں یہ وہ راستہ ہے جہاں گھنا جنگل اور خود رو گھاس کثرت سے ہے کئی سال سے اس میں زراعت بھی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے جھاڑیاں اور گھاس ایک دوسرے سے چمٹ گئی ہیں۔ اگر خاقان کا آمنا سامنا ہو گیا اور اس نے تمام علاقہ میں آگ لگا دی تو ہم سب کے سب آگ اور دھوئیں سے جل بھن کر تباہ ہو جائیں گے۔ اس سے تو پہاڑی راستہ زیادہ اچھا ہے اسی کو اختیار کیجئے۔ کیونکہ اس راستہ میں جو دقتیں ہمیں پیش آئیں گی وہی ہمارے دشمن کے لیے بھی ہیں۔

بہرحال جنید نے پہاڑی گھاٹی والا راستہ اختیار کیا اور پہاڑ پر چڑھا۔ مجشر نے اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگا کہ یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ قیس کے ایک بدمست متکبر شخص کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایک فوج تباہ ہو گی اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ آپ ہی نہ ہوں۔ جنید نے کہا کہ تم اپنے دل میں سے اس خوف کو نکال دو۔ مجشر نے کہا کہ جب تک تم جیسا آدمی ہم میں موجود ہے اس صورت میں یہ خوف دور نہیں کیا جا سکتا۔

جنید کی حرب سے گفتگو:

جنید نے گھاٹی کے دامن میں رات بسر کی۔ صبح کے وقت یہاں سے بھی کوچ کیا۔ اب اسی طرح ٹھہرتے ہوئے اور کوچ کرتے ہوئے جنید نے اپنا سفر جاری رکھا۔ ایک سوار اس کے سامنے آیا۔ جنید نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے حرب بتایا۔ جنید نے باپ کا نام پوچھا۔ اس نے محرب بتایا۔ جنید نے دریافت کیا کہ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا بنی حنظلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ جنید نے یہ سن کر کہا خدا تجھ پر جنگ، مصیبت اور مشقت کو مسلط کرے۔

جنید کی سمرقند کی جانب پیش قدمی:

چلتے چلتے جنید اس مقام پر پہنچا جہاں سے سمرقند چار فرسخ رہ جاتا ہے۔ صبح ہوتے ہی خاقان کی ٹڈی دل فوج مسلمانوں کے مقابل آئی اور اس کے ساتھ شاش، فرغانہ اور بہت سے ترک مسلمانوں پر بڑھ گئے۔ خاقان نے مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کی قیادت عثمان بن عبداللہ الشخیر کے سپرد تھی حملہ کیا۔ یہ مقدمہ اصل قیام گاہ کی طرف پسپا ہوا اور ترک برابر ان کا تعاقب کرتے ہوئے بڑھے اور ہر طرف سے آکر انہیں گھیر لیا۔ اقرع بن [illegible] نے اس سے پہلے ہی جنید سے کہا تھا کہ چونکہ [illegible] دشمن سر پر آ پہنچا ہے اس لیے آپ اپنی تمام فوج کو مرکزی قیام گاہ میں واپس بلا لیجئے۔ دشمن کے آگے سے جب [illegible] اس وقت فتح کا [illegible]

[illegible] سب سے پہلے [illegible]

[illegible] ابوالہذیل [illegible]

[illegible] ہو چکے تھے۔

مجاہدین کی صف بندی

بنی تمیم اور بنی ازد [illegible] بنی تمیم [illegible] گھوڑوں [illegible] ان کی قیادت [illegible] عبداللہ بن [illegible] رسالہ [illegible] تھا۔ بنی ازد کا [illegible] عبداللہ بن [illegible] ایک [illegible] کے گھوڑ [illegible] تھیں اور [illegible] کے ہاتھ [illegible] ایک ایک [illegible] جاتا ہے کہ [illegible] عبداللہ بن [illegible] کا بھائی [illegible] مروا دیا۔

یوم الشعب:

جب جنگ [illegible] ایک تنگ مقام [illegible] دشمن نے مسلمانوں کے [illegible] بنی تمیم اور ازد ایک ایک [illegible] تھے۔ جہاں رسالہ [illegible] حیان بن عبداللہ [illegible] اپنے باپ کے ساتھ [illegible] گھوڑا [illegible] حیان تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ [illegible] اور مجھے [illegible] نے اپنے باپ کو [illegible] حیان [illegible] اس وقت [illegible] جہاں [illegible] بھائی اور گھوڑ [illegible] تھا۔ [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] حیان نے [illegible] حملہ [illegible] کیا تھا جہاں [illegible] نے [illegible] ان کی امداد کے لیے بھیجا۔

ترکوں کا جوابی حملہ:

عبداللہ بن زہیر بھی اسی جد و جہد میں شہید ہو گئے [illegible] پہنچ گیا۔ ترکوں نے جوابی حملہ کیا [illegible] اس مقام میں [illegible] شہید ہو گئے۔ اسی وقت عبداللہ بن زہیر [illegible]

بنی ازد کی شجاعت:

جنید اس وقت [illegible]

نے زور دے کر حکم دیا تو اس لیے بھی ان کا حکم ماننا چاہیے تھا سمجھا کہ تم ہمارے ساتھ آملو گے [illegible] عزت بچاؤ گے۔ تمہیں اس لیے کہ تم سے قریب یا [illegible] ہو۔ یہ آدمی بھی [illegible] کوئی شخص تم کو [illegible] تمہیں کیا ہوا [illegible] اگر ہم [illegible] تو کوئی بھی ہمارے لیے [illegible] ہمیں کامیابی ہوئی [illegible] تم سے کوئی ایک بات بھی [illegible] بڑا [illegible] اب ان [illegible] بھیجا [illegible] پایا [illegible] کے ایک آدمی نے [illegible] مسلمانوں [illegible] ترکوں [illegible] مسلمانوں کے لشکر سے [illegible] ترکوں دونوں طرف لڑائی سے علیحدہ ہو گئے اور دونوں میں مصالحت ہو گئی اور لڑائی موقوف ہو گئی۔

یزید بن مفضل حدانی کی شہادت:

اسی روز قبیلہ ازد میں سے [illegible] محمد بن عبداللہ بن حوذان [illegible] ان کا بھائی زخمی [illegible] یزید بن المفضل الحدانی [illegible] نے حج کیا تھا اپنے حج میں ایک لاکھ اسی ہزار خرچ کیے تھے اور اپنی ماں وحشیہ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لیے دعا کیجئے کہ مجھے جام شہادت ملے [illegible] طلب سے [illegible] شعب سے آئے [illegible] ان کے [illegible] جام شہادت حاصل کی۔ اس جنگ میں یزید بن المفضل نے [illegible] ایک شخص [illegible] معلوم ہوا کہ وہ شہید ہو گئے۔ آخر کار [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے [illegible] شہید ہو گئے۔

محمد بن عبداللہ بن حوذان کی شجاعت و شہادت:

محمد بن عبداللہ بن حوذان اس روز ایک [illegible] ترک نے [illegible] سامنے [illegible] حملے کیے اور ہر حملے میں ایک دشمن کو قتل [illegible] ان کے [illegible] ترک [illegible] نے [illegible] تم سے کہتے ہیں [illegible] ہمارے پاس چلے آؤ [illegible] تم [illegible] کر [illegible] شہادت نوش کیا اس جنگ میں [illegible] ابو الذیال الناجی بھی کام آئے۔

نصر بن راشد العبدی کی شہادت:

نصر بن راشد العبدی نے بھی اس جنگ میں جام شہادت پیا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہوگا اگر میں کپڑے میں لپٹا ہوا تمہارے سامنے لایا جاؤں۔ اس کی بیوی نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا

اور جو بنانا ہو گی۔ عمر نے کہا بس تو سمجھو۔ [illegible] تھا معرکہ گرمی پر ہے لیے [illegible] طرف آ دبا کر [illegible] جو [illegible] کے حلق میں ان کی [illegible] ایک شخص [illegible] سوار [illegible] آیا اور شہید ہو گیا [illegible] سے جنگ [illegible] رہی [illegible] سے [illegible] گئے۔ جنید کے نقیب نے آواز دی کہ سب لوگ پیادہ ہو جائیں جنید بھی گھوڑے سے اتر [illegible] بھی [illegible] بعد اس کے جنید کے نقیب نے اعلان کیا کہ [illegible] جہاں [illegible] ہے وہ [illegible] خندق کھود لے حسب الحکم [illegible] نے خندق کھودی اور [illegible] سے [illegible] گئے۔

جنید نے [illegible] سے پوچھا کہ [illegible] بولی [illegible] ہے۔ کہا گیا کہ [illegible] ہے۔ جنید نے کہا کہ [illegible] زبان ہے۔ [illegible] خوبی ہے [illegible]

سب [illegible] مقابلہ [illegible] گئے۔ [illegible] ایک [illegible] اس [illegible] مسلمانوں کو خاقان سے [illegible] سخت [illegible] تھا۔

عبداللہ بن معمر یشکری کی شہادت:

جنید نے عبداللہ بن معمر بن سمیر الیشکری کو [illegible] تھا [illegible] راستہ سے گذرے [illegible] مسلمانوں اور پیدل [illegible] کو اپنے پاس [illegible] ایک [illegible] سب [illegible] تھا [illegible] عبداللہ بن معمر [illegible] کے مقابلہ پر [illegible] گیا اور [illegible] کے چند بہادروں کے ساتھ شہید ہوا۔

خاقان کی پسپائی:

اب [illegible] ہوئی۔ [illegible] کے وقت خاقان پھر مقابلہ کے لیے آگے بڑھا۔ [illegible] مقام [illegible] بن وائل [illegible] کے لیے [illegible] سب سے زیادہ [illegible] بن وائل [illegible] خاقان نے ان کا رخ کیا [illegible] سے زیادہ [illegible] جنگ کا [illegible] ان پر حملہ کیا اور [illegible] آگے [illegible] شکست [illegible] بھی [illegible] جب [illegible] کے باقی [illegible] آ گئے تب انہوں نے ان پر [illegible] حملہ کیا [illegible] پیچھے [illegible] جنید نے [illegible] اور خاقان نے [illegible] اپنی قوم سے کہا کہ جب [illegible] جاتا ہے تو وہ نہایت بہادری سے لڑتے ہیں [illegible] سے باہر نکل [illegible] ان کے [illegible]

عبیداللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ:

جنید کی [illegible] اور [illegible] نے کہا [illegible] اور جنید نے کہا [illegible] سورہ بن الحر [illegible] عبیداللہ بن حبیب نے جنید سے کہا کہ [illegible] جنید نے [illegible] موت [illegible] عبیداللہ نے کہا [illegible] جب [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] آپ کے پاس آنے [illegible]

نے ان کو شکست دی تو وہ ان کی طرف پلٹ آئے اور ان سے لڑتے رہے۔ جنید نے سورہ کو آنے کا حکم بھیجا۔

سورہ بن الحر کی طلبی

بیان کیا گیا ہے کہ جنید نے سورہ کو لکھا کہ [illegible] سمرقند میں ایک [illegible] قائم مقام [illegible] خیال [illegible] عبیداللہ بن حبیب [illegible] کے پاس [illegible] اگر تم یہاں سے نکلے تو وہ تم پر حملہ کریں گے اور تم ان کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی [illegible]۔

سورہ بن الحر کا عذر

سورہ نے جنید کو لکھا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے نکل سکوں۔ جنید نے جواب دیا کہ [illegible] ورنہ میں [illegible] بن خالد [illegible] کو [illegible] بھیجوں گا [illegible] اور اس نے [illegible] کی [illegible] کو [illegible] چھوڑ دیا۔

سورہ کی روانگی

اب سورہ نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ وجہ بن خالد [illegible] نے کہا کہ اگر یہاں سے چلے تو خود بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور سب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور جس قدر لوگ تمہارے ساتھ ہیں وہ سب تمہاری وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ سورہ نے کہا جب تک [illegible] روانہ ہو جاؤں [illegible] سامان [illegible] نکالا جائے [illegible] اور [illegible] نے ان سے کہا کہ [illegible] چلے جانے کا ارادہ [illegible] سے پہلے سمرقند [illegible] کے پاس [illegible] پہنچوں [illegible] کے اور ان کے درمیان صرف ایک [illegible] کی مسافت رہ گئی [illegible] کے وقت ان کے قریب پہنچ جاؤں [illegible] جب [illegible] آگے [illegible] دوسری طرف ترکوں کے جاسوسوں نے [illegible] معلوم کر کے انہیں اطلاع کر دی۔ تب سورہ نے کوچ کا حکم دے دیا۔

خاقان کی مزاحمت

سورہ [illegible] خاقان [illegible] کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہوا ایک پہاڑی کی چوٹی پر [illegible] ایک [illegible] صبح کے وقت خاقان ان کے سامنے آ گیا۔ سورہ [illegible] فرسخ کی مسافت طے کر چکا تھا اور اب ان کے اور جنید کے درمیان صرف ایک فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ خاقان نے مسلمانوں سے [illegible] ان کے درمیان ایک [illegible] جنگ شروع کر دی [illegible] نہایت [illegible] مسلمانوں کی [illegible] پیاس [illegible] شدید ہو گئی۔

غوزک کا خاقان کو مشورہ

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ [illegible] نے خاقان سے کہا کہ [illegible] تم مسلمانوں سے [illegible] جب تک [illegible] قریب [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غوزک کی بدعہدی:

غوزک نے قریش کو امان نامہ لکھ دیا اور قصر کے لوگ نیچے اتر آئے۔ خاقان نے کہا کہ غوزک نے ہم وہ امان دیا ہے جس سے ہم بچ نہیں سکتے قرار دیتے۔ غوزک نے جواب دیا۔ لیکن اس معاملہ میں مجبور ہوں کیونکہ میں خاقان کی خدمت گار ہی نہیں۔ ہم آپ کے غلام ہیں۔ مسلمانوں نے کہا کہ تم جو کہتے ہو ہمیں حاکم بنا دو یا سب ان کے ساتھی قزل سے بچے اور سوائے ان سات شخصوں کے جنہوں نے کہا: ہمارے پاس کوئی باقی نہیں، سب کے سب قتل ہو گئے۔

سورہ بن الحر کا خاتمہ:

جب رات ہوئی تو کنارے نے ایک درخت کاٹ کر دیوار سے ڈھال پر کھڑا کیا۔ قریش بن عبداللہ العبدی نے کہا آؤ اس درخت کو بنا یا اور تین آدمیوں نے مل کر اس مقام سے نکالا۔ جب ایک فرسخ گئے تو چھپ گئے، سواروں نے جستجو کی اور وہاں سے نکل کر پہنچنے کے وقت سب کے سب مارے گئے۔ سورہ بھی مارا گیا۔

جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی:

جب سورہ مارا گیا تو جنید اس گھاٹی سے سمرقند پہنچنے کے ارادے سے تیزی سے روانہ ہوا۔ خالد بن عبداللہ بن حبیب نے اس سے کہا کہ یہاں چلتے چلتے۔ مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیے۔ مگر جب دیکھا کہ جنید برابر بڑھتا جا رہا ہے مجشر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس نے جنید کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا خدا کی قسم تم نہ جاؤ گے ورنہ تم کو اتار کر باندھ دیں گے۔ ہم تمہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے کہ تم ہمیں اس جگہ سے ہلاک کرا دو۔ اتر جاؤ۔ جنید اتر پڑا۔ اس کے ساتھ سے دوسرے تمام لوگ اتر پڑے۔ ابھی پوری طرح اترنے بھی نہ پائے تھے کہ ترک نمودار ہو گئے۔ مجشر نے کہا کہ اگر ہم آگے بڑھتے اور ترک تمہیں پا جاتے تو کیا تم سب کو تباہ نہ کر ڈالتے۔ صبح کے وقت فریقین میں جنگ شروع ہوئی۔ ہر شخص اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا اور تمام لشکر میں بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ جنید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منادی کر دو کہ جو غلام آ کر دشمن سے لڑے وہ آزاد ہے۔ اس اعلان کے سنتے ہی تمام غلام بڑی تندہی اور شجاعت سے لڑے۔ لوگوں کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ایک غلام نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور تلوار کے سوا پرانے گلے میں ڈال لیا تھا۔ مسلمانوں کو ان کے اس صبر و استقلال سے بڑی مسرت ہوئی۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا مگر مسلمانوں نے ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ آخر دشمن شکست کھا کر بھاگا اور مسلمان اپنے راستے چلے۔

موسیٰ بن النعمر نے لوگوں سے کہا: کیا غلاموں کے اس طرز عمل کو دیکھ کر آپ لوگ خوش ہوتے ہیں؟ خدا کی قسم آپ ان کے ہاتھوں اس سے زیادہ تکلیف و مصیبت اٹھائیں گے۔

جنید کی روانگی سمرقند:

جنید سمرقند روانہ ہو گیا۔ دشمن نے بنی عبدالقیس کے ایک شخص کو پکڑ لیا اس کا نام عطیہ بن یا فعی اور اس کے گلے میں بلعا بن الحبری بن کاہلی کا سر لٹکا دیا۔ پھر مسلمان اس سے مل گئے۔ بنی تمیم نے اس کو لے کر دفن کر دیا۔ جنید سمرقند آ گیا۔ یہاں سے اس نے سورہ کے ساتھیوں کے اہل و عیال کو سوار کر کے مرو بھیج دیا۔ اس نے سغد میں چار ماہ قیام کیا۔ خراسان میں قتل و معاملات کا انتظام نصر بن مزاحم السلمی عبدالرحمن بن نعیم الغامدی اور جنید بن حبیب الحجری کے متعلق تھا۔ لشکر کے مختلف دستوں کو ان کے

جھنڈوں کے لیے تعیین کرتا تھا اور چھاؤنیاں قائم کرتا۔ ان امور انتظام و ترتیب فوج میں اس کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو وقعت نہ تھی۔ عبدالرحمٰن بن صبح کی یہ حالت تھی کہ جب دوران جنگ میں کوئی اہم معاملہ پیش آ جاتا تو اپنے موقع پر ان کی رائے سب سے زیادہ قرین مصلحت ہوتی۔ عبداللہ بن حبیب کا کام لوگوں کو آگے اور پیچھے آراستہ کرنا تھا۔ ان کی طرح بعض موالی بھی ایسے تھے جن کی رائے اور مشورہ ان امور میں ایسا ہی اپنی نظروں سے دیکھا جاتا تھا جیسا کہ ان لوگوں کو دیکھا جاتا تھا۔ ان میں فضل بن بسام بنی لیث کے آزاد غلام، عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام اور بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جنید کا ہشام کے نام خط:

جب ترک اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو جنید نے سیف بن وصاف عجلی کو سمرقند سے ہشام کے پاس بھیجا۔ مگر اس نے جانے سے بزدلی کی وجہ سے انکار کر دیا اور راستے کے خطرات سے ڈر کر اس منصب سے مستعفی ہو گیا۔ جنید نے اسے قبول کر لیا اور تہار بن توسعہ متعلقہ قبیلہ بنی تیم اللات اور زمیل بن سوید المری کو (بنی غطفان کا قبیلہ مرہ) ان کی بجائے روانہ کیا اور ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ میں نے حکم دیا تھا کہ دریا کے کنارے کو نہ چھوڑو۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی جماعت متفرق ہو گئی ایک گروہ کش آیا، ایک نسف آیا اور ایک نے سمرقند کی راہ لی اور سورہ اپنی بچی کھچی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔

تہار بن توسعہ کا بیان:

ہشام نے تہار بن توسعہ کو بلا کر اصل حقیقت پوچھی۔ تہار نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا اور یہ شعر کہے:

لعمرك ما حابيتني اذ بعثتني   ولكنما عرضتني للمتالف
دعوت لها قوما فهابوا ركوبها   وكنت امرأ ركابة للمخاوف
فايقنت ان لم يدفع الله انني   طعام سباع او لطير عوائف
قرين عراك وهو اسير هالك   عشية وقد زملته بمحالف
مآسي وان اثرت منه قريبة   لاعظم حقي حياة انعم تنف
على عهد عثمان وفدنا وقبله   وكنا اولي مجد تليد وطارف

ترجمہ: ① "تیری جان کی قسم! جب تو نے مجھے بھیجا تو میرے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی بلکہ تو نے مجھے ہلاکت کے مقامات کے سامنے کر دیا۔

② تو نے بعض لوگوں کو جو دعوت دی مگر وہ اس سفر پر جاتے ہوئے ڈر گئے اور میں ہی ایک ایسا شخص تھا جو خطرات کے مقامات کے لیے سوار ہو جاتا ہے۔

③ میں نے یقین کر لیا تھا کہ اگر اللہ نے میری حفاظت نہ کی تو میں درندوں اور مردار خور پرندوں کا طعام بن جاؤں گا۔

④ عراک کا قرین تھا اور اس کی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا تیرے لیے زیادہ آسان تھا اگرچہ تو نے اسے خطرات حوالے کیے تھے۔

❺ چونکہ جنید کو اپنی ذمہ داری کی وجہ سے [illegible] سے [illegible]

[illegible]

❻ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں [illegible] تھے [illegible]

[illegible] کے بیٹے سے [illegible]

وہ آپ کے پاس سے [illegible] تھا اور جنید کا چچا زاد بھائی تھا۔

ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان:

ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے دس ہزار فوج تمہاری امداد کے لیے بھیج دی ہے۔ دس ہزار اہل بصرہ عمرو بن مسلم کی زیر قیادت ہیں اور دس ہزار اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم کی زیر قیادت ہیں تیس ہزار نیزے اور اسی قدر ڈھالیں بھی بھیج رہا ہوں تم فوج کی جبری بھرتی کا اعلان کر دو کیونکہ تمہارے لیے [illegible] کوئی [illegible] جوان اور فوج [illegible] خدمت کے قابل ہوں ان کے ماتحت بھرتی کی جائے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنید نے خالد بن عبداللہ کے پاس وفد بھیجا تھا اور خالد نے ہشام کو ایک وفد کے ذریعے اطلاع دی کہ سورہ اپنے ساتھیوں کو لے کر [illegible] کے لیے نکلا تو ترکوں نے اس پر حملہ کیا اور سب لوگ مارے گئے۔

جس وقت ہشام کو سورہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا خراسان میں سورہ کی شہادت اور جب میں جراح کی شہادت دونوں ساتھ عظیم ہوئے ہیں۔

نصر بن سیار کی شجاعت:

نصر بن سیار نے آج کی جنگ میں نہایت شجاعت و بسالت کا اظہار کیا تو جب ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو انہوں نے اپنی رکاب کے تسمے کاٹ لیے اور اسی سے لڑنے لگا۔ ایک شخص کو اس نے انہی تسموں سے اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔

سورہ کے ہمراہ اس آگ میں عبداللہ بن عبدالرحمن القشیری بھی گیا اور [illegible] ساتھیوں کے ساتھ لڑا اور ہلاک ہوا۔ سورہ کے ساتھیوں میں سے صرف ایک ہزار باقی بچے تھے۔

عبداللہ بن حاتم کا بیان:

عبداللہ بن حاتم بن النعمان نے کہا کہ میں نے آسمان و زمین کے درمیان خیمے نصب شدہ دیکھے۔ میں نے پوچھا یہ کس کے لیے ہیں؟ جواب ملا عبداللہ بن بسطام اور ان کے ساتھیوں کے لیے۔ دوسرے دن وہ سب لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے تھے اور کسی نے بیان کیا کہ [illegible] ایک عرصے کے بعد اس مقام سے گزرا تو میں نے مقتولین کی قبروں سے اس قدر مہکتا ہوا پایا [illegible] اس بات کے کہ نصر نے جنگ میں خوب بہادری دکھائی مگر جنید نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس پر نصر نے چند شعر کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

جنید کی گھاٹی میں قیام گاہ:

اس گھاٹی والی جنگ میں جنید نے اپنی قیام گاہ اس خیال سے گھاٹی میں ڈالی کہ پہاڑوں کی سمت سے کوئی اس پر حملہ نہ کر

[illegible]

خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی

اس زمانے میں جنید سمرقند میں مقیم تھا۔ خاقان یہاں سے پلٹ کر بخارا کی طرف چلا قطن بن قتیبہ بخارا کا والی تھا۔ لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا ترک قطن کو تکلیف پہنچائیں۔ جنید نے اپنے تجربہ کار لوگوں سے مشورہ لیا۔ بعضوں نے کہا کہ آپ [illegible] ہی میں [illegible] [illegible] آپ یہاں سے [illegible] [illegible] [illegible] اس طرح [illegible] خاقان کا [illegible]

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا جنید کو مشورہ

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو بلایا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جیبی کی سمرقند سے روانگی

[illegible]

علاء الدین کی جیبہ سے درخواست

[illegible]

تاتاریوں کی پیش قدمی کی اطلاع:

[illegible]

جنید اور خاقان کی جنگ:

جنید نے [illegible] خاقان کے مقابلہ کے لیے [illegible]

[illegible]

عبداللہ بن ابی عبداللہ کی تجاویز:

[illegible]

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا ترک سے خطاب:

[illegible]

ترکوں کی شکست و پسپائی:

جنید نے بھی جم کر مقابلہ [illegible] مسلمان [illegible]

عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا [illegible] عبداللہ بن ابی عبداللہ [illegible] کی وفات کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا [illegible]

[illegible] بیان کیا ہے۔

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] کی خراسان میں آمد:

[illegible]

[illegible]

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

اسی سال ابراہیم بن ہشام [illegible] نے لوگوں کو حج کروایا [illegible] بیان ہو چکی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۱۳ھ کے واقعات

عبدالوہاب بن بخت کی شہادت:

اسی سال عبدالوہاب بن بخت [illegible] کے ساتھ [illegible] میں مارا گیا [illegible]

[illegible]

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات:

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے [illegible] شہر اور قلعے فتح کیے۔ [illegible]

بنی عباس کے داعیوں کی خراسان میں آمد:

اس سال بنی عباس کے داعیوں کی [illegible] خراسان پہنچی۔ [illegible] ان میں سے [illegible] کو [illegible] قتل [illegible] اور [illegible] کہ جو [illegible] اس کا خون حلال ہے۔

امیر حج سلیمان بن ہشام:

کہا جاتا ہے کہ [illegible] سلیمان بن ہشام [illegible] لوگوں کو حج کرایا [illegible] ابراہیم بن ہشام [illegible] مختلف مقامات کے امراء [illegible] تھے۔

۱۱۴ھ کے واقعات

قسطنطین کی گرفتاری:

اس سال معاویہ بن ہشام نے موسم گرما [illegible] جانب سے اور سلیمان بن ہشام دائیں جانب سے [illegible] خلاف جہاد [illegible] معاویہ بن ہشام [illegible] قسطنطین [illegible] مسلمانوں نے [illegible] قسطنطین کو قید کر لیا [illegible]

ابراہیم بن ہشام کی معزولی

اس سال ہشام بن عبدالملک نے ابراہیم بن ہشام [illegible] سے معزول [illegible] خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا امیر مقرر کیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ [illegible] ربیع الاول ۱۱۴ھ [illegible] ابراہیم بن ہشام [illegible] ۱۰۶ھ [illegible]

اس سال [illegible] مروان بن محمد [illegible] آرمینیا [illegible] آذربائیجان [illegible]

امیر حج محمد بن ہشام مخزومی:

اس سال [illegible] ۱۱۴ھ [illegible] عبدالملک [illegible] ۱۱۴ھ [illegible] خالد بن عبدالملک [illegible]

[illegible]ھ کے واقعات

[illegible]

امیر حج محمد بن [illegible]

[illegible]

خراسان میں قحط

[illegible]

(و) [illegible] كانت آمنة [illegible] من كل مكان فكفرت بانعم الله

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وضرب الله مثلا قرية كانت آمنة مطمئنة

[illegible]ھ کے واقعات

[illegible]

[illegible] کی معزولی

[illegible]

عاصم خراسان آیا تو اس سے پہلے ہی جنید داعی اجل کو لبیک کہہ چکا تھا۔

امارت خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر:

ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے کہ ایک ابن حیان نبطی یا ابن جبلہ جنید کے پاس عیادت کے لیے گیا۔ جنید نے اس سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا آپ کی موت کا سب کو رنج ہے۔ جنید نے کہا میں نے یہ نہیں پوچھا میں تو پوچھتا ہوں کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا آپ کی علالت کا سب کو رنج ہے۔ جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ پھر جنید نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ جبلہ نے کہا یزید بن شجرۃ الرہاوی خراسان پر آ رہا ہے۔ جنید نے کہا ہاں یہ اہل شام کا شہسوار ہے۔ پھر جنید نے پوچھا اور کون؟ جبلہ نے کہا عصمہ یا عاصم۔ (جبلہ نے اس سے عاصم کی طرف اشارہ کیا) جنید نے کہا اگر عاصم خراسان آ رہا ہے تو وہ تو بہادر، سخت دشمن ہے مجھے اس کی آمد سے خوشی نہیں ہے۔

جنید بن عبدالرحمٰن کا انتقال:

جنید نے اسی مرض سے محرم ۱۱۶ ہجری میں انتقال کیا اور عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان پہنچ کر عمارہ اور جنید کے دوسرے عمال کو قید کر دیا اور ان پر سخت سختیاں کیں۔ جنید نے مرو میں وفات پائی۔

ابوالجویریہ عیسیٰ بن عصمہ نے جنید کا مرثیہ کہا اس کا پہلا شعر یہ ہے:

هلك الجود و الجنيد جميعا

"سخاوت اور جنید ایک ساتھ ہلاک ہو گئے۔"

جنید کے عمال پر جبر و تشدد:

بنی تمیم کے محمد بن عبداللہ القصیر نے بیان کیا ہے کہ ابو جویریہ عاصم کے پاس آیا وہ ان دنوں مرو میں تھا۔ عاصم نے کہا کیا تم نے یہ شعر کہا تھا: هلك الجود و الجنيد جميعا میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ ابو جویریہ چلا گیا اور پھر اس نے عمارہ بن حریم جو جنید کے چچا زاد بھائی تھے ان کی مدح میں ایک قصیدہ کہا۔ یہ عمارہ وہی شخص ہے جس کو جنید نے مرتے وقت اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان آتے ہی عمارہ اور جنید کے تمام دوسرے عمال کو قید کر دیا اور ان پر سخت سختیاں کیں۔

حارث بن سریج کی بغاوت:

اس سنہ میں حارث بن سریج نے مخالفت کے طور پر بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور اس کے اور عاصم بن عبداللہ کے درمیان جنگ ہوئی۔ جب عاصم خراسان کا والی مقرر ہو کر آیا تو حارث بن سریج نقمہ سے مرو کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ پہنچا تو اس نے اپنے آگے محمد بن مسلم کو روانہ کیا۔ عاصم نے خطاب بن محرز السلمی، منصور بن عمر بن ابی الخرقاء، [illegible] کو حارث کے پاس بھیجا۔ خطاب اور [illegible] نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جب تک حارث سے معاملات نہ طے پا جائیں کسی کو اس کے پاس نہ جانا چاہیے [illegible] اور لوگوں نے ان کی بڑی مخالفت کی۔ جب یہ سب لوگ اس کے پاس [illegible] پہنچ گئے تو [illegible] کے قید کر دیا اور ایک شخص کو ان کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ ان سب نے اس سے [illegible] کہ تم [illegible] کہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر [illegible] کے [illegible] بھی [illegible] ہم [illegible] نے [illegible] سے [illegible] لیکن [illegible] نے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز رہا

واپس چلے گئے۔ جب یہ لوگ پہنچے تو نصر نے انہیں قید کر دیا۔ [illegible] حارث کی بات بیان کی اور انہوں نے اقرار کیا حارث نے یہ کہا [illegible] اور نصر [illegible] ان کا [illegible] ابھی [illegible] ہوئی اور نصر مرو چلا آیا۔

حارث بن سریج کا بلخ پر قبضہ۔

بعض اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حارث نے بلخ کی طرف پیش قدمی کی اس وقت تجیبی بن ضبیعہ المری اور نصر بن سیار دونوں بلخ کے والی تھے۔ جنید نے انہیں بلخ کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حارث عطا کے پل کے پاس آ کر اترا [illegible] نصر [illegible] کے ساتھ مقابلہ پر آیا [illegible] حارث کے پاس چار ہزار فوج تھی۔ حارث نے اہل بلخ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اس بات کی طرف کہ اپنی خوشی سے جس کو چاہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کریں دعوت دی۔ قطن بن عبدالرحمن بن جزء الباہلی نے حارث کو طلب کر کے کہا کہ تمہاری دعوت [illegible] جبریل بھی [illegible] ہوں تو بھی ہم تمہاری دعوت [illegible] اس کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ قطن کی آنکھ میں ایک تیر آ کر لگا اور اس معرکہ میں سب سے پہلے یہی کام آیا۔ اہل بلخ شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگے۔ حارث نے ان کا تعاقب کیا اور خود بھی شہر میں گھس گیا۔ نصر ایک دوسرے دروازے سے بلخ سے جان بچا کر بھاگ نکلا۔ حارث نے حکم دے دیا کہ شکست خوردہ فوج سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔

حارث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بلخ کے ایک راستہ سے گزر رہا تھا مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی کہ ہائے میرے باپ کا قاتل! مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا قاتل کون ہے؟ ایک اعرابی بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اس نے پوچھا یہ کون رو رہا ہے؟ کہا گیا کہ یہ قطن بن عبدالرحمن بن جزء الباہلی کی بیٹی ہے۔ اس اعرابی نے کہا تیرے باپ کی قسم میں تیری اس مصیبت کا باعث ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں ٹھیک۔

تجیبی کا قتل:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نصر بلخ آیا اس وقت تجیبی بلخ کا حاکم تھا۔ نصر نے اسے قید کر دیا اور وہ اس وقت تک جیل ہی میں رہا جب تک کہ حارث نے نصر کو شکست دے کر بلخ سے نکال دیا۔ جنید کے زمانہ حکومت میں تجیبی نے حارث کے چالیس آدمی مارے تھے۔ حارث نے اسے [illegible] کے تمام [illegible] قتل کرا دیا۔ بنی حنیفہ کے ایک شخص نے حارث کے سامنے [illegible] کی۔ جب تجیبی نے اس سے کہا کہ میں ایک [illegible] کے لیے تیار ہوں مگر اس نے [illegible] اسے قتل کرا دیا۔

حارث کی جوزجان میں آمد:

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تجیبی حارث کے بلخ آنے سے پہلے ہی نصر کے زمانہ ولایت میں قتل کیا جا چکا تھا۔ حارث نے بلخ پر قبضہ کر کے بنی عبداللہ بن دارم کی اولاد میں سے ایک شخص کو بلخ کا حاکم مقرر کر دیا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر جب جوزجان پہنچا تو [illegible] پوچھا آپ لوگوں کی اب کیا رائے ہے؟ ابو فاطمہ نے [illegible] خراسان کا مرکز [illegible] ان کے [illegible] اپنے غلاموں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پلوں کا انہدام:

عاصم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کو لے کر مقابلے کے لیے روانہ ہوا وجہ کے پاس مقام جابر میں اس نے پڑاؤ ڈالا۔ ہر سپاہی کو ایک ایک دینار دیا۔ اس پر فوج اس سے بددل ہو گئی۔ اب عاصم نے ہر شخص کو تین تین، چار چار دیے۔ جب تمام مخالف فوجیں ایک دوسرے کے قریب آ گئیں تو اس نے پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اور وہ توڑ دیے گئے۔

محمد بن مثنیٰ اور حماد بن عامر:

حارث کے ہمراہیوں نے اپنے حریف سے کہا تم ہمیں جنگل [illegible] کیا دشمن تصور کرنا چاہتے ہو۔ ہمیں اجازت دو کہ ہم تمہارے پاس آئیں اور جس غرض سے ہم لڑنے کے لیے آئے ہیں اس کے متعلق تم سے بحث و مباحثہ کریں۔ مگر اہل مرو نے ان کی درخواست رد کر دی۔ حارث کے پیدل پلوں کو درست کرنے لگے مگر اہل مرو کی پیدل فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں مار کر ہٹا دیا۔ محمد بن المثنیٰ الفراہیدی اپنے جھنڈے کے ساتھ دو ہزار فوج کو لے کر عاصم سے آ ملا۔ عاصم نے اسے خوش آمدید کہی اور یہ برادری ازد میں آ کر شریک ہو گیا۔ اسی طرح حماد بن عامر بن مالک حمانی بھی عاصم سے آ ملا اور بنی تمیم میں آ کر شامل ہو گیا۔ حارث نے چند قاصدوں کو عاصم کے پاس جن میں محمد بن مسلم العنبری بھی تھا اس غرض سے بھیجا تاکہ یہ قاصد عاصم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں۔ حارث بن سریج اس روز سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا۔

حارث بن سریج کا مرو پر حملہ:

جب محمد بن المثنیٰ عاصم سے آ ملا تو اب حارث کی فوج نے اہل مرو پر حملہ شروع کیا اور فریقین نے جنگ شروع کر دی۔ سب سے پہلے غیاث بن کلثوم جو خاندان بنی جدود سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ حارث کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ حارث کی فوج کے بہت سے لوگ مرو کی نہروں اور چھوٹے دریاؤں میں غرق ہو گئے۔ مقامی رؤسا اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے۔ اس معرکہ میں خالد بن علباء بن حبیب بن الجارود کا چہرہ زخمی ہو گیا۔

محمد بن مسلم کی سفارت:

عاصم بن عبداللہ نے موسیٰ بن خالد الحمصی، علباء بن احمر الیشکری، یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور مقاتل بن حیان النبطی کو حارث کے پاس بھیجا تاکہ وہ دریافت کریں کہ وہ کیا ارادہ رکھتا ہے۔ حارث نے صرف محمد بن مسلم العنبری کو ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجا۔ محمد نے ان ساتھیوں سے کہا کہ حارث اور تمہارے دوسرے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہیں۔ اجازت دیجیے کہ آج کی رات ہم ٹھہرے رہیں اور اس دوران میں ہمارے اور آپ کے درمیان گفتگو سے صلح جاری رہے اگر معاملات فریقین کے طے پا جائے تو بہتر ورنہ پھر تمہیں اختیار کلی حاصل ہوگا۔ عاصم کے قاصدوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور بہت سخت درشت جواب دیا۔ مقاتل بن حیان نے کہا اے [illegible]! ہم اور تم ایک گھر کی طرح تھے ہمارا علاقہ اور سرحد ایک تھی ہماری طاقت دشمن کے مقابلے میں یکجا تھی۔ تمہارے سردار نے جو کارروائی کی ہے ہم اسے سخت بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے امیر نے اپنے لشکر کے فقہاء اور قاریوں کو اس کے پاس بھیجا اس نے جواب میں اس سے صرف ایک شخص کو ہم سے مکالمہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

[illegible] کی حیثیت سے [illegible] آپ [illegible] رسول اللہ [illegible]

[illegible] اور [illegible] شامل ہو جائے گا۔

حارث و عاصم کی جنگ:

[illegible] حارث [illegible] عاصم [illegible] حارث [illegible] فوج [illegible] بڑھا [illegible] عاصم [illegible]

[illegible] عاصم [illegible] حارث کے [illegible] یحییٰ بن عبداللہ [illegible]

[illegible] حارث [illegible] فوج [illegible] حارث [illegible] قتل [illegible] حارث [illegible] اس لڑائی میں [illegible] حارث [illegible] غرق ہو گیا۔ اب [illegible]

حارث بن سریج کی شکست و فرار:

جب [illegible] حارث [illegible] کا تعاقب [illegible] عاصم بن مسلم [illegible]

[illegible] حارث [illegible] تمہارے [illegible] فوج [illegible] حارث [illegible]

[illegible] خالد بن [illegible] حارث [illegible] تمام [illegible] ساتھ [illegible] قتل [illegible]

[illegible] جنگ [illegible] حارث [illegible] مخالف [illegible] طلب [illegible] ایک [illegible] مقابلہ [illegible]

امیر حج ولید بن یزید و عمال:

اس سنہ میں ولید بن یزید [illegible] خلافت [illegible] حج [illegible] اس سال [illegible] عمال [illegible] تھے جو گزشتہ سال تھے۔ البتہ خراسان کا صوبہ دار اس سال عاصم بن عبداللہ الہلالی تھا۔

۱۱۷ھ کے واقعات

رومی علاقوں پر فوج کشی:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام [illegible] سلیمان بن ہشام بن عبدالملک [illegible]

[illegible] رومی [illegible] سلیمان بن ہشام نے [illegible]

[illegible] مقامات پر ہے۔

[illegible]

عاصم بن عبداللہ کی معزولی

[illegible] اسد بن عبداللہ [illegible] کو والی مقرر کیا۔

[illegible] ہشام نے [illegible] [illegible]

عاصم بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط

عاصم بن عبداللہ نے ہشام کو یہ خط لکھا:

"ایک رہبر اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا [illegible] امیر المومنین [illegible]"

جب یہ خط [illegible] تو عاصم [illegible]

[illegible]

حارث بن سریج اور عاصم میں مصالحت کا اقرار

[illegible]

عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ

[illegible]

تب عبدالرحمن [illegible] نے یہ شعر کہے

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

یحییٰ بن حضین:

چونکہ یحییٰ بن حضین نے عاصم [illegible] خلیفہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسد بن عبداللہ کا خالد کے نام خط

اسد نے [illegible] اس بات [illegible] عاصم [illegible]

[illegible] خالد [illegible] عاصم [illegible]

[illegible]

عاصم بن عبداللہ کی گرفتاری:

اب اسد خراسان پہنچ گیا۔ اس سے پہلے [illegible] اسد نے عاصم [illegible]

[illegible]

[illegible] اسد نے [illegible]

[illegible] اسد نے [illegible]

جب ہشام [illegible] خالد بن عبداللہ [illegible] اپنے بھائی کو

خراسان [illegible]

اسد بن عبداللہ کی آمل پر فوج کشی:

خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان روانہ کیا۔ جب اسد خراسان پہنچا تو اس وقت عاصم [illegible]

[illegible] خالد بن عبداللہ [illegible] اسد [illegible]

کے مقابلے [illegible] خالد بن عبداللہ [illegible] خالد [illegible]

[illegible]

[illegible] کے مقابلے [illegible] اسد [illegible]

مرو روذ پر جدیع [illegible] کو سردار مقرر کیا۔ اہل آمل کے [illegible] سے جس کا سردار زیاد القرشی موالی حیان النبطی کا آزاد غلام تھا اس کی فوج کو خاقان [illegible] نے ترمذ کے قریب مقابلہ ہو گیا: مسلم فوج نے ان [illegible] کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اس [illegible] بھی [illegible] کے [illegible] تک [illegible] نے پھر جوابی حملہ کیا۔ اسد بن عبداللہ کے ایک غلام [illegible] نے [illegible] کا [illegible] قتل کر ڈالا اور دوسرے لوگ بھاگ کر [illegible] قصبہ میں قلعہ بند ہو گئے۔

اہل آمل کی اطاعت:

اب اسد نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ حارث کا طرفدار خالد بن عبیداللہ الہجری محصور فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ اس نے منجنیقیں محصورین کے مقابلہ پر نصب کر دیں۔ محصورین نے امان طلب کی۔ ربیع بن عمران [illegible] کا آزاد غلام ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ۔ ربیع نے کہا یہ تم کو منظور کیے دیتے ہیں۔ محصورین نے کہا تو اس شرط پر کہ [illegible] ان شہروں تک [illegible] سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے۔ ربیع نے جواب دیا کہ یہ بھی تمہارے لیے منظور ہے۔ اس کے بعد اسد نے ان لوگوں پر یحییٰ بن نعیم الشیبانی از قبیلہ بنی شیبان مصقلہ بن ہبیرہ کے بھتیجے کو حاکم مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی ترمذ:

اسد [illegible] کے راستے [illegible] سے مسلم بن عبدالرحمٰن کا ایک آزاد غلام ملا جس نے اطلاع دی کہ [illegible] نے سلیمان بن عبداللہ بن خازم کے لیے بیعت کر لی۔ اسد بلخ آیا کشتیاں فراہم کیں اور ترمذ چلا۔ دیکھا کہ حارث سنان الاعرابی [illegible] کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ جس کے ہمراہ [illegible] کے بیٹے اور [illegible] الاعور العنبری کے [illegible] والے اہل ترمذ کے ہمراہ موجود تھے۔ اس کے مقابلہ میں [illegible] حارث کی امداد پر ہے۔

حارث کا محاصرہ ترمذ:

اسد دریا کے اس پار ہی ٹھہر گیا نہ وہ دریا کو عبور کر سکا اور نہ محصورین کی امداد کر سکا۔ اہل ترمذ نے شہر سے نکل کر حارث سے نہایت خونریز جنگ کی۔ حارث پہلے تو ان کے سامنے سے ذرا پیچھے ہٹ گیا پھر ان پر پلٹ پڑا۔ [illegible] ایک سو پچاس شامیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے۔ [illegible] ابو فاطمہ الایادی اور دوسرے قراء حارث کے ہمراہ تھے شہر ترمذ کے دروازہ پر آتے [illegible] اور مروانیوں کے جور و ستم کی شکایت کرتے اور محصورین سے درخواست کرتے [illegible] مروان کے خلاف جنگ کریں گے مگر محصورین ان کی دعوت کو رد کر دیتے۔

سبل کی حارث سے علیحدگی:

سبل نے جو حارث کے ہمراہ تھا حارث سے کہا کہ ترمذ کی [illegible] کی آمد [illegible] اس طرح [illegible] فتح نہیں ہو سکتا صرف [illegible] سکتی ہے۔ اگر [illegible] یہ کہہ کر سبل حارث کا ساتھ چھوڑ کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسد بن عبداللہ کی قشم کو امان:

قشم نے بعد ازاں امان طلب کی اور اسد کے پاس آ گیا۔ اسد نے حسب وعدہ اسے امان دی۔ قشم اس کے ہمراہ مرو تک چلا گیا۔ اس کی فوت وہیں ہو گئی۔ اس کے بیٹے اور اپنے ساتھ جو سامان تھا وہ جانور لایا تھا ان پر [illegible] بخارا سے اپنے ہمراہ سامان لے کر گیا تھا وہ بادشاہ کی طرح لوگوں کی بہت سی جائیداد پائی گئی اس کے ساتھ تھیں انہیں اس نے اپنی ملکیت میں لے لیا۔

اسد کا بلخ میں قیام:

اس لشکر کشی کے بعد اسد ورغسر کی جانب بڑھا۔ یہاں سے سمرقند میں پانی جاتا تھا۔ اسد نے اس نالے پر بند باندھ کر اس کا رخ سمرقند سے پھیر دیا۔ خود اسد اپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا اٹھا کر بند میں پھینکتا تھا۔ اس کے بعد وہ سمرقند سے واپس آ کر بلخ میں قیام پذیر ہوا۔

بعض اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ اسد اور حارث کا معرکہ ۱۱۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

امیر حج خالد بن عبدالملک و عمال:

خالد بن عبدالملک اس سال امیر حج تھا۔ محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال مدینہ، مکہ اور طائف کا والی تھا۔ خالد بن عبداللہ عراق اور مشرق کا گورنر جنرل تھا۔ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

اسی سال فاطمہ بنت علیؓ اور سکینہ بنت حسین بن علیؓ نے انتقال کیا۔

بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری:

اسد بن عبداللہ نے اس سال بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان میں پکڑا۔ ان میں سے بعضوں کو قتل کرا دیا، بعضوں کے اعضاء قطع کرا دیئے اور بعضوں کو قید کر دیا۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، موسیٰ بن کعب، لاہز بن قریظ، خالد بن ابراہیم اور [illegible] بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق بھی تھے۔ جب یہ لوگ اسد کے سامنے پیش کیے گئے، اسد نے کہا: اے فاسقو! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

﴿عفا الله عما سلف و من عاد فینتقم الله منه و الله عزیز ذو انتقام﴾

”گذشتہ کو اللہ نے معاف کر دیا۔ مگر جس نے پھر دوبارہ (ایسی غلطی) کی اللہ اس سے ضرور بدلہ لے گا اور بے شک خداوند عالم غالب اور انتقام لینے والا ہے۔“

سلیمان بن کثیر کا عذر:

اس پر سلیمان بن کثیر نے کہا: کہیے تو بولوں اور کہیے تو خاموش رہوں۔ اسد نے کہا: بولو۔ سلیمان نے کہا: ہماری حالت شاعر کے اس شعر کے مصداق ہے:

لو بغیر الماء حلقی شرق کنت کالغصان بالماء اعتصاری

ترجمہ: ”اگر پانی کے علاوہ کسی اور شے سے میرا حلق اٹک جاتا تو میں اسے پانی سے اسی طرح نیچے اتارتا جس طرح [illegible]۔“

پاس سے کچھ ہو جانے والا کرتا ہے"۔

آپ ہمارے نسب سے واقف ہیں۔ مجھے خدا کی قسم چغل خوروں نے آپ سے آکر چغلیاں کھائی ہیں۔ ہم آپ کی قوم ہیں۔ اس مضری جماعت نے آپ سے ہماری یہ شکایتیں اس وجہ سے کی ہیں کہ ہم قتیبہ بن مسلم کے سب سے زبردست دشمن تھے۔ یہ اس کا ہم سے اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اس بنا پر ابن شریک بن الصامت الباہلی نے کہا کہ یہ دو مرتبہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مالک بن الہیثم نے کہا۔ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ کو چاہیے کہ اس شخص کی بات کو سنیں اور ان کی تحریک پر بھی نظر کریں۔ پھر ان سب لوگوں نے کہا اے باہلی کیا تم ہم سے قتیبہ کا بدلہ لینا چاہتے ہو اس لیے کہ ہم ہی اس کے سب سے زبردست دشمن تھے۔ اسد نے ان سب کو جیل بھیج دیا۔ پھر عبدالرحمن بن نعیم سے بلا کر ان معاملہ میں مشورہ کیا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب کو چھوڑ دیں۔ اس طرح آپ ان کے قبیلوں پر احسان کریں گے۔ اسد نے پوچھا کہ ان دو تمیمیوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو اس جماعت کے ہمراہ ہیں۔ عبدالرحمن نے کہا کہ انہیں بھی رہا کر دیجیے۔ اس نے کہا اس صورت میں عبداللہ بن جدیع سے میرے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ عبدالرحمن نے پوچھا تو آپ اس ربعی شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اسد نے کہا کہ میں اسے آزادی دیے دیتا ہوں۔

موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کا انجام:

بعد ازاں اسد نے موسیٰ بن کعب کو سامنے بلایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے لگام لگاؤ۔ گدھے کی لگام اس کے منہ میں ڈالی گئی۔ پھر حکم دیا کہ لگام پکڑ کر اسے کھینچو۔ چنانچہ اس طرح کھینچا گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ پڑے۔ پھر حکم دیا کہ اس کے چہرہ کو مارو۔ اس کی ناک پچک کر ٹوٹ گئی۔ داڑھی کو نوچ ڈالا گیا۔ اس کے سامنے کا ایک دانت بھی گر پڑا۔ پھر اسد نے لاہز بن قریظ کو سامنے بلایا۔ لاہز نے کہا خدا کی قسم یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ آپ ہمیں تو یہ سزا دیں اور یمنی اور ربعی اشخاص کو یوں ہی چھوڑ دیں۔ اسد نے تین سو کوڑے اسے لگوائے اور حکم دیا کہ سولی پر چڑھا دو۔ مگر حسین بن زید الاسدی نے درخواست کی کہ یہ میرا ہمسایہ ہے اور جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اس سے یہ بری ہے۔ اسد نے کہا تو اور دوسرے لوگ۔ حسین نے کہا میں ان سب کو جانتا ہوں وہ سب بے گناہ ہیں۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

۱۱۸ھ کے واقعات

اس سنہ میں عبدالملک کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔

عمار خداش کی دعوت بیعت:

بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو شیعان بنی عباس کے طرفداروں کا سردار مقرر کر کے خراسان بھیجا۔ عمار مرو میں آکر قیام پذیر ہوا۔ اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور بجائے عمار کے خداش نام رکھا۔ محمد بن علی کی بیعت کے لیے لوگوں کو دعوت دی۔ لوگ جلد جلد اس کے پاس پہنچنے لگے۔ اور جس تحریک کی غرض سے وہ بھیجا گیا تھا اسے قبول کرنے لگے اس کی ہر بات کو غور سے سنتے اور اس کی تحریک کی اطاعت کرتے۔ مگر پھر اس نے اپنی اس تحریک کو جس کی اس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بدل دیا اور جھٹلا دیا۔ اب اس نے دین خرمی کی تبلیغ شروع کی اور اس کی دعوت دینے لگا اور اپنے معتقدین کو اجازت دے دی کہ ایک دوسرے کی عورتیں ان کے لیے حلال

تین دن تک محاصرہ کیے رہے جب تک کہ ان کی فوج نے شکست نہ کھائی ہو۔

خداش کا انجام:

اسد بن عبداللہ کو اس کی خبر ہوئی۔ اس نے اپنے مخبروں کی تلاش کے لیے لگا دیے۔ آخر وہ گرفتار کر کے اسد کے سامنے لایا گیا۔ اس وقت اسد پر جو بیماری طاری تھی اس سے وہ اٹھ نہ سکتا تھا۔ اسد نے اس سے واقعہ دریافت کیا تو اس نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد نے اس کے ہاتھ کٹوا دیے اور زبان کھنچوا دی اور اسے اندھا کر دیا۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اسد آمل پہنچا تو یہاں پر ہاشمی گروہ کا ایک کارکن خداش اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسد نے اسے قزع طبیب کے سپرد کر دیا تو اس نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اور اندھا کر دیا اور اسد نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لیا۔ پھر یحییٰ بن نعیم الشیبانی عامل آمل کی حراست میں دے دیا۔ کچھ مدت صحت یابی کے بعد اسد نے یحییٰ کو اس کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ یحییٰ نے اسے قتل کر کے آمل میں سولی پر لٹکا دیا۔

قلعہ تبوشکان کی فتح:

مقام خرو میں اسد کے پاس ... ختل کا آزاد کردہ غلام آیا۔ اسد نے ... کی اطلاعات قبل ... ہوتے ہوئے اسد بلخ میں آ کر ٹھہرا اور جدیع الکرمانی کو قلعہ کی طرف روانہ کیا جس میں حارث اور اس کے ساتھیوں کا مال و اسباب تھا۔ اسی قلعہ کا نام تبوشکان تھا جو طخارستان علیا کے علاقہ میں واقع تھا۔ بنو برزی التغلبی جو حارث کے سسرالی رشتہ دار تھے اس قلعہ میں رہتے تھے۔ کرمانی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ جنگجوؤں کو قتل کر ڈالا اور تمام بنی برزی وغیرہ کو گرفتار کر لیا اور ان کے تمام باشندوں، بچوں، عورتوں اور مال و اسباب جو ان کے اہل و عیال شامل تھے، لونڈی غلام بنا کر بلخ کے بازار میں فروخت کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی انتقامی کارروائی:

علی بن یعلیٰ جس نے اس واقعہ کو خود دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ حارث سے جو قوم بچ گئے تھے ان کے لیے اسد نے ان کے پاس ... ان لوگوں نے قلعہ کا محاصرہ اختیار کیا۔ اس جماعت کے سردار جریر بن میمون القاضی تھے۔ ان میں بشر بن انیف حنظلی اور داؤد الاعسر الخوارزمی بھی تھا۔

حارث نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو اور امن مانگنا چاہتے ہو تو اسی وقت میرے سامنے امان کی درخواست کرو۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس وقت وہ تمہاری درخواست کو قبول کر لے گا اور اگر میرے یہاں سے کوچ کر جانے کے بعد تم نے امان طلب کی تو وہ تمہیں ہرگز امان نہ دے گا۔ مگر ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ یہاں سے چلے جائیے اور ہمیں اپنی حالت پر چھوڑ دیجیے۔

بشر بن انیف کی اہل قلعہ سے غداری:

اس کے بعد اس جماعت نے بشر بن انیف اور ایک دوسرے شخص کو اسد کے پاس امان طلب کرنے کے لیے بھیجا۔ اسد نے ان دونوں کو امان دی اور ان کی خاطر مدارات کی۔ ان دونوں شخصوں نے اپنے ساتھیوں سے غداری کی اور سب اطلاع اسد سے کر دی کہ قلعہ والوں کے پاس پانی نہیں ہے اور وہ پیاسے ہیں۔ اس پر اسد نے ... بھیجا۔ ... بن منصور حنظلی ... اس ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محصورین کا انجام:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

[illegible]

اہل و متاع کی روانگی

[illegible]

[illegible]

اسد کی شہادت کی افواہ

[illegible]

دوسری صلح

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خاقان کی آمد:

[illegible]

ختّل کی [illegible]

[illegible]

خاقان کی جنگی [illegible] مراجعت

[illegible]

اسد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت:

[illegible]

اسعد بن عبداللہ [illegible]

[illegible]

نصر بن سیار کی [illegible]

[illegible]

اسعد بن عبداللہ کا ابراہیم کے [illegible] خط

[illegible]

[illegible]

اسعد بن عبداللہ کے قاصد کی روانگی

[illegible]

[illegible]

خاقان کا ابراہیم پر حملہ

[illegible]

خاقان کی شکست

[illegible]

ترکوں کا آخری حملہ

ترکوں نے [illegible]

اسد بن عبداللہ کی آمد

[illegible]

[illegible] خاقان کی بیوی کا [illegible]

مسلمانوں کے مال و متاع کے [illegible]

گئے۔ مسلمانوں نے ترکوں کی بیویوں نیز خاقان کی بیوی پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] جو باقی بچی ہوئی اسد نے [illegible] پاس آئی اسد نے بھی اسے [illegible] کے ساتھ اس طرح روئے کہ ان کی آواز دور دور تک سنی گئی۔ خاقان اپنے قیدیوں [illegible] تک [illegible] تھے جو لونڈیوں کو اپنے ہاتھ سے [illegible] چھوڑ گیا۔

مصعب بن عمرو الخزاعی کا تعاقب کا ارادہ:

مصعب بن عمرو الخزاعی اور بعض فراسیوں نے اسد سے اجازت چاہی کہ دشمن کا تعاقب کریں مگر انہوں نے اجازت نہ دی اور کہا کہ اس وقت دشمن کی ہوا بندھ گئی ہے ان کا جوش و خروش شدید ہو رہا ہے۔ اس وقت تم ان کے سامنے مت آؤ۔

اسد بن عبداللہ پر طنزیہ فقرے

حارث بن سریج کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص خاقان کے ساتھ تھا۔ خاقان نے اسے حکم دیا کہ اسد پر طنزیہ فقرے کسے۔ اس نے پکار کر کہا کہ اے اسد! کیا دریا پار کا علاقہ تیرے جہادی مہموں کے لیے کافی نہیں تھا جو تو یہاں تک آ پہنچا ہے۔ یہ ختل کے علاوہ اور کہیں تیرے لیے گنجائش نہ تھی۔ وہ تیرے باپ دادا کا علاقہ ہے۔ اسد نے کہا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا لیکن خدا تجھ سے بدلہ لے گا۔

ایک ترک سردار کا بیان:

کچھ مدت بعد ترکوں کے ایک بڑے سردار نے بیان کیا کہ میں نے اس شکست والی جنگ سے اچھی کوئی لڑائی نہیں دیکھی۔ لوگوں نے پوچھا کیسے؟ کہنے لگا کہ مجھے اس جنگ میں بہت سا مال و متاع ملا۔ عرب قیدیوں کے علاوہ میں نے کسی شخص کو اتنا بد ہیئت اور بری حالت میں نہیں دیکھا ان میں سے اگر کوئی دولت مند تھا تو اس سے [illegible] جاتا تھا۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب خاقان مسلمانوں کے مال و متاع کی طرف بڑھا تو اسد نے پسپائی شروع کر دی۔ خاقان ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور اس نے مسلمانوں کو دیکھا۔ مسلمان مقابلہ کے لیے رک گئے۔ ترک مسلمانوں سے لڑے۔ مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا۔ ترک مسلمانوں کو چھوڑ کر ان کی فوج کی دوسری طرف بڑھے جو سرداروں کے ہمراہ تھی۔ ترکوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کے تمام اہل و عیال کو قید کر لیا۔ پھر جو ترک [illegible] نے کسی ایک خادم کو [illegible] اپنے پیچھے سوار کر لیا اور غروب آفتاب کے وقت اسد کے پڑاؤ پر آ پہنچے۔ اسد اپنی فوج لے کر چلا اور ترک اس کے مال و متاع کے پڑاؤ پر آ گیا۔ [illegible] ابراہیم بن عاصم العقیلی صبح ہوتے ہی ترکوں نے اسد پر حملہ کر دیا اور قریب تھا کہ ترک مسلمانوں کو فنا کر دیتے لیکن وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔ اسد بلخ آ گیا۔ بلخ کی گھاٹی میں موسم سرما تک پڑاؤ ڈالے پڑا رہا۔ جب سردی کا موسم شروع ہوا تو تمام لوگ گھروں میں [illegible] چلے گئے۔ خود اسد بھی شہر میں آ گیا۔ فارسی کے یہ دو شعر اس موقع پر اسد کی ہجو میں کہے گئے

از ختلان آمدی   برو تباہ آمدی
آبار باز آمدی   خشک نزار آمدی

تو ختلان سے نہایت بری حالت میں تباہ ہو کر پھر آ گیا۔

سعد بن عبداللہ کا اہل [illegible] کو خطبہ:

[illegible]

سعد بن عبداللہ کا عزم:

[illegible]

[illegible] کا ظلم [illegible]

[illegible]

مرو جانے کی تجویز

[illegible]

[illegible]

خاقان کی پیش قدمی:

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ خاقان اسد کا پیچھا چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا اور طخارستان کے علاقے میں جبغویہ کے پاس فروکش ہو گیا۔ موسم سرما کے وسط میں خاقان نے پھر مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی اور جبغویہ کے پاس سے گزر کر جوزجان کی طرف بڑھا اور اس نے غارت گری کرنے والی جماعتیں ادھر ادھر روانہ کیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حارث بن سریج نے اس سے کہا تھا کہ اسد اس وقت مقابلے کے لیے سامنے نہیں آ سکے گا۔

بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ:

اس وقت اب خاقان کے ساتھ کوئی فوج نہیں رہی ان سے بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خاقان نے غارت گری کے لیے سواروں کو ادھر ادھر پھیلا دیا ہے اب آپ جوزجان پہنچ کر حملہ کیجیے۔ چنانچہ جب خاقان نے اپنا رسالہ اطراف میں پھیلا دیا تو بختری نے اسد سے کہا کہ یہی میرا مشورہ تھا کہ وہ بات ہو گئی اب اسد نے کہا کہ تو نے اپنا کام کیا دیکھو کہ خاقان نے بھی تیری ہی رائے کے مطابق عمل کیا۔

اسد نے [illegible] سے ایک لاکھ پچاس ہزار درہم لیے اور حکم دیا کہ ہر سپاہی کو بیس بیس درہم دے دیے جائیں۔ تمام اور خراسان کی کل جماعت جو اس وقت اس کے ہمراہ تھی۔

بلخ پر کرمانی بن علی کی قائم مقامی:

اسد نے بلخ پر کرمانی بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ کسی شخص کو شہر سے نکلنے مت دینا چاہے ترک کیوں نہ قریب ہی کیوں نہ پہنچ جائیں کہ وہ شہر کے دروازوں تک آ کر حملہ کریں۔ اس پر نصر بن سیار اللیثی، قاسم بن بخیت المراغی الازدی، سلیم بن سلیمان السلمی، مسلم بن عمرو، محمد بن عبدالعزیز اللیثی، عیسیٰ بن عمار الحنظلی، بختری بن ابی درہم اور سعید الاحمر اور سعید الصغیر بنی باہلہ کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ ہمیں نکلنے کی اجازت دیجیے اور ہماری اطاعت و فرمانبرداری پر شبہ نہ کیجیے۔ اسد نے انہیں اجازت دے دی۔

اسد بن عبداللہ کی دعا:

اب خود اسد شہر سے باہر نکلے۔ بلخ کے ایک دروازے کے سامنے قربانی کی گئی اور ان کے لیے ایک خیمہ اور دو شامیانے جو ایک دوسرے سے ملا دیے گئے تھے نصب کیے گئے۔ اسد نے دوگانہ پڑھا پھر بہت طویل طویل نماز پڑھی پھر کھڑے ہو کر دعا کے لیے تیار ہوا۔ لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ سب اللہ سے دعا مانگیں۔ بہت دیر تک دعا مانگتا رہا اور بار بار فتح کی درخواست کی لوگ اس کی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اسد نے کہا رب کعبہ کی قسم تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔ پھر قبلہ کی سمت سے مڑ کر پھر اس نے لوگوں سے تین مرتبہ یہی کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے ان شاء اللہ تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔

اسد بن عبداللہ کے نقیب کا اعلان:

اس کے بعد اس کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو سپاہی کسی عورت کو اپنے ساتھ رکھے گا اس کے تمام حقوق متعلق حفاظت جان و مال ساقط ہو جائیں گے۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی

[illegible]

[illegible]

سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ:

[illegible]

[illegible]

ریحان بن یزید باہلی کی معزولی:

[illegible]

اسد بن عبداللہ کی ترکستان میں آمد:

[illegible]

جب کبھی گھوڑوں پر چڑھ آتا ہوں تو مجھے [illegible] ہے۔ اسد نے کہا اللہ تجھے [illegible] مقام [illegible] آئے [illegible] پہنچ [illegible] سے [illegible] اتار [illegible] قیام [illegible] تھا [illegible] نے پوچھا [illegible] یا [illegible] دیکھا ہے [illegible] جو [illegible] ہے [illegible] نے [illegible] کر [illegible] حارث نے [illegible] بن [illegible] اس کے [illegible] تو [illegible] کیا۔

اسد چلتے چلتے جوزجان سے دو فرسخ کے فاصلے پر پہنچ کر اتر پڑا [illegible] صبح کے [illegible] ہوا خاقان نے حارث سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حارث نے کہا یہ محمد بن مثنیٰ اور اس کا نشان ہے۔

خاقان کی حارث سے جواب طلبی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان کو گرد و غبار [illegible] نظر آیا [illegible] کی جانب سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا [illegible] ہے۔ خاقان نے حارث سے کہا کیا اس سے [illegible] تو [illegible] ہے [illegible] وقت مقابلے [illegible] نہیں [illegible] فرغانہ کی سمت سے آ رہا ہے [illegible] حارث نے کہا [illegible] کے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ [illegible] میرے طرف [illegible] ہیں۔ خاقان نے خبر لینے کے لیے [illegible] روانہ کیے اور [illegible] گھوڑوں پر تخت اور [illegible] ہیں۔

[illegible] نے آکر [illegible] بتایا کہ [illegible] یہ چیزیں [illegible] ہیں۔ خاقان حارث سے کہنے لگا [illegible] اور [illegible] ہاتھ [illegible] اسد [illegible] سے مقابلہ [illegible] ہے۔

سالم بن جناح کی دلیری

اسد [illegible] آگے [illegible] کہ سالم بن جناح [illegible] اور [illegible] ہوا [illegible] نے دشمن [illegible] ہے [illegible] مجھے [illegible] کہ [illegible] سب [illegible] جا [illegible] عمرو بن [illegible] اسد [illegible] امیر [illegible] آپ [illegible] اسد نے اس کے گھوڑے کے منہ پر ایک ضرب [illegible] اور [illegible] گھوڑوں [illegible] اسد نے فوج کو حکم دیا کہ سے پیادہ اتر پڑو۔ سب لوگ اتر پڑے اور انہوں نے اپنے گھوڑوں [illegible] اسد کے [illegible] کے قریب [illegible] خاقان [illegible] کمان [illegible] کی۔

[illegible] اسد نے [illegible] جوزجان سے [illegible] خاقان [illegible] تھا۔ [illegible] کیا تھا۔ جوزجان کے [illegible] اس وقت بری حالت میں تھے۔

اسد بن عبداللہ کی فوج کی ترتیب

[illegible] اسد [illegible] جوزجان [illegible] جوزجان کے ساتھ اسد کے پاس آ [illegible] کے حوالے کر دیا۔ اسد نے ان [illegible] اپنے [illegible] ہیں۔ اسد نے جوزجان بن جوزجان کو [illegible]

تھے۔ ہمراہ جو آگا سے بن ثریت الرائی [illegible] کی ترتیب اور ضروریات کو جیسے ہی پورا کر چکا (کہ قرنہ حرب) اسد نے بنی ازد بنی تمیم جوزجان بن جوزجان اور اس کے ہمراہیوں کو دائیں جانب میمنہ پر متعین کیا تھا اس حصہ فوج میں اہل فلسطین کا دستہ جو مصعب بن عمرو الخزاعی کے ماتحت تھا اور اہل قنسرین کا دستہ جس پر عمرو بن [illegible] تھا شامل کر دیا۔ میسرہ پر ربیعہ کو [illegible] قبیلہ اہلی گئے بن حکیم تھا جو ان کے ساتھ تھے اہل حمص کے دستے کو جس کا امیر جعفر بن حنظلہ البہرانی تھا اور اہل اردن کو جس پر سلیمان بن عمرو المقرئی مقرر تھا میمنہ پر شامل کر دیا۔ منصور بن مسلم البجلی مقدمۃ الجیش پر تھا اہل دمشق کا دستہ جو حمید بن [illegible] کی زیر قیادت تھے اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ [illegible] اور اسد کے غلام بھی مقدمۃ الجیش پر تھے۔

خاقان کی صف بندی:

دوسری جانب خاقان نے حارث بن سریج اور اس کی جماعت، بادشاہ سغد، بادشاہ شاش، خرابغرہ (خاقان ترکوں کا باپ اور [illegible] کا دادا) شاہ ختل جبغویہ اور تمام ترکوں کو اپنے میمنہ پر متعین کر دیا۔

جنگ خریستان:

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو حارث اور اس کے ہمراہی سغد [illegible] جو دوسری جانب تھے سب نے اسد کے میسرہ پر جس میں بنی ربیعہ اور شام کے علاوہ [illegible] تھے حملہ کیا۔ حارث نے اسد کے میسرہ کو شکست دی وہ پسپا ہوتا چلا گیا۔ کوئی شے اس کی مزاحم نہ تھی صرف اسد کے خیموں نے آگے بڑھ کر ان کو روکا [illegible] اسد کے میمنہ نے جس میں بنی ازد تمیم اور جوزجان تھے حملہ کیا اور ابھی ان تک پہنچے بھی نہ تھے کہ خود حارث اور تمام ترک پسپا ہو گئے اور اب تمام ترکوں نے عام حملہ کر دیا۔ اسد نے اس موقع پر کہا اے خداوند! انہوں نے میری نافرمانی کی تو ان کی مدد کر۔

خاقان کی شکست:

اب ترکوں نے [illegible] کے بیچ میدان [illegible] جس کا جو رخ تھا اسے چھوڑ کر بھاگے کہ پیچھے مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔ مسلمان تین فرسخ تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے جس پر دسترس ہوا قتل کر دیے۔ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں ترکوں نے اپنے مال مویشی جمع کر رکھے تھے۔ مسلمانوں [illegible] خاقان نے شاہراہ عام کو چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ حارث بن سریج اسے بچاتا ہوا تھا [illegible] کے رقیب اسد نے ترکوں پر حملہ کیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خریستان میں جب اسد خاقان کے سامنے آئے گرچہ ان دونوں کے درمیان ایک گہری ندی حائل تھی اسد نے حکم دیا کہ میرا خیمہ نصب کیا جائے چنانچہ خیمہ بلند کر دیا گیا اس پر بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اہل شام کو مخاطب کر کے کہا کیا جب دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو تم ایسا ہی کیا کرتے ہو کہ اپنے خیمے نصب کرا دیتے ہو۔ اسد کے حکم سے خیمہ اکھاڑ دیا گیا۔ اب جنگ کی [illegible] سے چلے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی۔ مسلمان [illegible] دھاوا کرتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

خاقان کا فرار:

خاقان تقریباً چار سو [illegible] دشمن کے [illegible] ہو رہے تھے ان کے ساتھ سامنے آیا۔ اور ایک شخص [illegible] سے اس

نے کہا: آپ نے ہم جوزجان سے رکھیں ہو۔ اگر عرب صلح کر لیں تو اہل جوزجان میں سے جس نے ان کا ساتھ دیا ہو اسے قتل کر دیں گا۔ دوسری جانب جوزجان نے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر سے کہا کہ میں اپنے علاقہ اور اس کے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں کیا تمہیں ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ جس سے تم کو فائدہ ہو جائے اور نیز تمہاری شہرت بن جائے۔ عثمان نے کہا: بتا۔ جوزجان نے کہا میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ عثمان نے اس کی بات مان لی۔ غرض کہ عثمان روانہ ہوئے راستے سے آگے بڑھتا اور وہ اپنے مقصد تک پہنچ گئے جہاں سے خاقان کے علم نظر آتے تھے۔ ترک بالکل بے خوف تھے۔ خاقان کے خیمے کے علاوہ دو پہاڑیوں کے لیے جو بے فکری کر رہے تھے اسی طرح ترکوں پر ہو گئی تھی اس نے جوزجان کو دیکھا۔ بھاگے۔ دوسری جانب جو ترک کہ شکست کھا کر بھاگ گئے تھے تیروں نے ترکوں کو جنگ میں اپنے منتشر تھے اس لیے وہ بھی پسپا ہو گئے۔ ابن الشخیر اور جوزجان نے خاقان پر حملہ کیا۔ خاقان نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔

جنگ خارستان کا مال غنیمت:

مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ ترک ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنی دیگوں کو چولہا پر چھوڑ گئے۔ بوڑھی عرب عورتیں بھی سوار تھیں اور خود ترک عورتیں بھی چھوڑ کر چلتے بنے۔ خاقان کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا مگر حارث بن سریج نے اسے بچا لیا۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاقان ہے۔ ترکوں کے لشکر گاہ میں مسلمانوں کو بہت سے چاندی کے برتن اور ترکی باجے بھی ملے تھے۔

خصی نے ارادہ کیا کہ خاقان کی بیوی کو گھوڑے پر اٹھا لے مگر ترکوں نے جھپٹ کر اسے دبوچ لیا مگر اس نے اس عورت کے خنجر گھونپ دیا۔ مسلمانوں نے اسے آ کر دیکھا تو اس میں جان تھی۔ انہوں نے اس کا موزہ لے لیا جس پر دوزی کا کام تھا۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

اسد نے گرفتار شدہ ترکوں کو خراسان کے دہقانوں کے پاس بھیج دیا اور ان سے ان کے عوض جو مسلمان قیدی ان کے پاس تھے انہیں واپس طلب کر لیے۔ اسد پانچ دن وہیں ٹھہرے۔ اس اثناء میں ترکوں کے دستے جو ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے۔ جب اسد کے سامنے آتے تو اسد انہیں قتل کروا دیتا۔ غرض کہ اس نے اپنی اس فتح کو غنیمت سمجھا اور بلخ سے واپس ہونے کے نویں دن پھر بلخ واپس آ گیا۔

خاقان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ:

ترکوں کے دوسرے دن صبح کو الجوزجان پہنچے۔ خاقان بیزار تھا اسد کے آتے ہی اس نے راہ فرار اختیار کی۔ اسد نے اس کے تعاقب کے لیے فوج میں منادی کرا دی کہ کون کون جانا چاہتا ہے۔ اہل شام اور اہل عراق کی ایک بڑی جماعت اپنی مرضی سے اس کام کے لیے تیار ہوئی۔ اسد نے جعفر بن حنظلہ البہرانی کو اس جماعت کا سردار مقرر کیا۔ یہ فوج چلتے چلتے علاقہ جزہ کے ایک آبادی تک آ کر ٹھہری اور یہیں انہوں نے رات بسر کی۔ شب میں باد و باراں کے طوفان سے اس جماعت کو سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس شب میں برف گر رہی تھی۔ بہر حال یہ جماعت اسی مقام سے واپس آ گئی۔

مرو الروذ میں مقیم ترکوں کا قتل:

خاقان اپنی راہ چلا۔ ابراہیم بن عاصم العقیلی جو کہ ترکوں کے بیچ مقیم تھا اسد کے پاس واپس آ گیا اور اسد بلخ آ گیا۔ وہاں

میں مسلمانوں کو ترکوں کا وہ رسالہ جو مرو والروذ میں تاج پر غارت گری کرنے کے لیے ٹھہرا ہوا تھا جس پر یکی بلا مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ ترک مرو والروذ کے گرجا تک پہنچ گئے تھے۔ اس روز اسد کو چار ہزار زرہیں مال غنیمت میں ملیں۔ جب اسد بلخ پہنچ گیا تو اس نے بلخ کی فوج میں زرہوں کو تقسیم اور ان کو رکھنے کا حکم دیا۔

حمد الغزوہ کا خاقان سے حسن سلوک:

اسد کرمانی نے زبر قیمت مروانہ بھیجا تھا اور یہ لوگ بھی ہنسنے ایک دو تین اس سے اور دو ترکوں کو قتل کر دیا تھا جس خاقان بھاگنے والوں طخارستان چلا گیا اور وہاں جبغویہ طخاری کی عزت افزائی کے لیے اس کے پاس مہمان رہا۔ خاقان نے قافلوں کے بچاؤ کا حکم دیا اور جب وہ خشک ہو گئے اور اچھی طرح بجنے لگے تو خاقان نے اپنے ملک کا رخ کیا۔ جب فرار ہوتے ہوئے حمد الغزوہ نامی خرد قادر کا ذمی اثمین کے باپ کا دادا اس کی ملاقات سے سرفراز ہوا۔ اس سردار نے خاقان کے لیے تحائف اس کے علاوہ اس کی فوج کے لیے گھوڑے نذر کیے۔ اگرچہ بااعتبار عقیدت مندی ان تعلقات کے متوالی تھا جو ان دونوں میں چلے آتے تھے مگر جب حمد الغزوہ نے دیکھا کہ خاقان شکست کی مصیبت اٹھا کر واپس آیا ہے تو مناسب خیال کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے احسان سے زیر بار کردے۔ اسی بنا پر جو کچھ وہ کر سکتا تھا اس نے لا کر نذر کر دیا۔

خاقان کا قتل:

خاقان اپنے ملک میں چلا گیا اس نے سمرقند کا محاصرہ کرنے کے سبب پھر جنگ کی تیاری شروع کی۔ حارث بن سریج اور اس کی فوج کو خاقان نے پانچ ہزار گھوڑے سواری کے لیے دیئے۔ اور بہت سے گھوڑے ترک سرداروں میں تقسیم کر دیئے۔ ایک روز خاقان کورصول کے ساتھ ایک چوسر کی طرح پر نرد کھیلنے لگے۔ کورصول اس کھیل میں ہار گیا۔ خاقان نے اس سے شرط کا تیر طلب کیا اور کہا کہ ادا کرو گا۔ دوسرے نے کہا نہیں دوں گا۔ اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا کورصول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا۔ خاقان نے قسم کھا کر کہا کہ کورصول کا ہاتھ توڑ دیا جائے گا۔ کورصول کو اس دھمکی کی اطلاع ہوئی۔ وہ الگ ہو گیا اور اپنے قومی آدمیوں کی ایک جماعت تیار کر کے اس نے خاقان پر شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا۔ صبح کے وقت جب ترکوں کو اس کا علم ہوا تو خاقان کو ننگے میدان میں مقتول پڑا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔

ترکوں میں خانہ جنگی کا آغاز:

زبیر بن حطیل القرشی اور حجرین کے خاندان کے سردار جو ترکوں کے بڑے سردار تھے اسی جگہ آئے اور خاقان کو اٹھا لے گئے اور انہوں نے اس کے مرتبے کے رسم و رواج کے مطابق دفن کر دیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ترکوں کی بعض جماعتیں شاش چلی گئیں۔ اس موقع کو مناسب خیال کر کے اہل سغد نے شاش واپس چلے جانے کا ارادہ کیا۔

جو ترک غارت گری کرنے کے لیے ادھر ادھر پھیل گئے تھے ان میں سے سوائے زراعی ابن الغرہ کے کوئی نہ بچا۔ یہ البتہ اپنی جان بچا کر طخارستان پہنچ گیا۔

ہشام بن عبدالملک کو خوشخبری:

اسد نے شہر بلخ سے سیف بن وصاف العجلی کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے روانہ کیا۔ یہ شہرستان پہنچا۔ وہاں ابراہیم بن ہشام

[illegible] کہ خبر تھا اس نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر روانہ کیا۔ یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا۔ وہ یہاں سے ہشام کے پاس آیا اور اسے تمام کیفیت سنائی۔ ہشام یہ حالت سن کر بہت پریشان ہوا۔ [illegible] اپنے وزیر [illegible] [illegible] [illegible] اسے [illegible] قاصد نے اس سے بھی اسی طرح بیان کیا جو خود ہشام سے بیان کیا تھا۔ اب حقیقت میں ہشام کو [illegible] یقین آگیا۔ [illegible] کے بعد ہشام نے اسے بلایا اور پوچھا [illegible] خراسان کی فوج میں کیا ہے۔ قاصد نے کہا [illegible] ہے۔ ہشام نے کہا اچھا تو وہ آیا ہے [illegible] امیر المومنین [illegible] فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لیے ہشام کے پاس بھیج دیا [illegible] اسی طرح تکبیر کہتا ہوا قصر میں داخل ہو۔ ہشام [illegible] تکبیر کے جواب میں تکبیر کہا جاتا تھا۔ اس صورت سے وہ ہشام کے پاس پہنچا امیر المومنین کو فتح کی خوشخبری سنائی تمام واقعہ بیان کیا۔ ہشام اس خبر کے سنتے ہی اپنے تخت سے اتر پڑا اور اس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

علمائے اسلام کے نزدیک سجدۂ شکر ایک بدعت ہے۔[1]

مقاتل بن حیان کی طلبی:

اس خبر سے قیسی عرب اسد اور [illegible] سے حسد کرنے لگے انہوں نے ہشام سے کہا کہ آپ خالد بن عبداللہ کو لکھیے کہ وہ اپنے بھائی کو لکھے کہ مقاتل بن حیان کو بارگاہ خلافت میں بھیج دیں۔ ہشام نے [illegible] لکھا۔ [illegible] اسد نے مقاتل بن حیان کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے بیان کرو۔ [illegible] ان شاء اللہ تعالیٰ [illegible] ضرورت [illegible] اسد سے کہا [illegible] آپ ان سے [illegible] تو وہ بھی بیت المال سے [illegible] لیں گے۔ اسد نے [illegible] اسد نے تمام سامان سفر کے لیے تیار کر دیا۔ مقاتل ہشام کے پاس پہنچا۔ [illegible] ہشام نے پوچھا [illegible] کیفیت بیان کرو۔

مقاتل بن حیان کا بیان:

مقاتل نے کہا ہم نے ختل پر چڑھائی کی [illegible] بہت سا مال غنیمت [illegible] اسد [illegible] اچانک ہمیں آلیا اور ہمارا مال غنیمت [illegible] ہم نے [illegible] قریب [illegible] پیچھے [illegible] کے لیے [illegible] آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خاقان [illegible] دشمن سے مقابلہ [illegible]

---

1 یہاں پر [illegible] اپنی طرف سے [illegible] (مترجم)

کہ اسد مجھ کو اسے قتل کے متعلق لکھتے ہیں وہ لایا گیا۔ یہی وہ مرد ہے جو خاقان کے ساتھ یمن کے مقابلے پر آیا تھا اور اس سے مقابلہ ہوا ہم نے اسے پکڑا۔ اس نے پوچھا وہ جو مسلمان عورتیں قید تھیں۔ بچے تھے ان سے معاملہ ہے جس کو دے کر پیچھے ہٹا دیا اس کے بعد ہم سے کہنے لگے آپ کو خیر ہو تو مقاتل نے کہا کہ ان کو قتل کرنا چاہیے تو ہم ان کو قتل کر دیں۔ تیسرے دن اس نے ترکوں کے ہزاروں اور غارت گری کی اسے رہا کر دیا۔ لوگوں نے اس کو قتل کر دیا۔

اس بیان کے دوران میں ہشام کہنے لگے کہ یہ عجیب ہے تب اسد نے جو اہم بات کہی تھی کہ غارت گری کرنے کا ذکر آیا تو ہشام کا چہرہ بدل گیا اور پوچھا کیا تم نے خاقان کے کارناموں کی بابت کچھ دیکھا ہے۔ مقاتل نے کہا ہاں ہشام نے کہا کیا تم نے کچھ پایا ہے۔ مقاتل نے کہا اس کے قتل کے بعد جو قیدی ہوئے وہ سلطان کی اطاعت میں چلے گئے۔ اس پر ہشام نے کہا۔ اسد کو ملامت کی ہے۔ مقاتل نے کہا میں امیر المومنین کی بات بتاتا ہوں کہ تم نے مجھے اسد کی طرف بھیجا اس نے کہا کہ تم سے یہ وہ امر ان کے دستان سے باہر تھا۔

مقاتل بن حیان کا مطالبہ:

اب ہشام نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ مقاتل نے کہا یزید بن مہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم بلا وجہ لے لیے تھے۔ ہشام نے کہا میں اس معاملے میں تمہیں گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہیں دیتا ہوں تم اپنے بیان کی تصدیق میں صرف قسم کھا لو۔ مقاتل نے قسم کھائی۔ ہشام نے وہ رقم خراسان کے خزانہ عامرہ سے مقاتل کو دلا دی۔ خالد کو لکھا کہ تم اسد کو اس حکم کی اطلاع کر دو۔ خالد نے اسد کو لکھ دیا اور اسد نے حسب حکم ادا کر دی۔ جب یہ رقم مقاتل کو مل گئی تو انہوں نے اسے حیان کے ورثاء میں کتاب اللہ اور رسول اللہ کے طریق کے مطابق تقسیم کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام نے اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ ان معاملات کی تحقیق کرے اور اگر ان کا بیان سچ ہو تو ایک لاکھ درہم مقاتل کو دے دے۔

اسد کے وفد کو خلعت و انعام سے سرفرازی:

خراسان کی اس فتح کی خبر لے کر ابو العلاء ہشام کے پاس گیا۔ ... اور اس کے ساتھ اس نے تمام اعیان اور خاقان کی فوج کے سرداروں کے سر بھیجے اور اسد نے اس وفد کو ہشام کے پاس بھیج دیا۔ ہشام نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے بیان کی تصدیق میں قسم کھاؤ انہوں نے قسم کھائی۔ ہشام نے اس وفد کے ارکان کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔

شاہ ختل کی ابن السائجی کو نصیحت:

ختل بادشاہ نے مرتے وقت جب ابن السائجی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو اسے یہ نصیحت کی کہ تم ختل کے ساتھ اس طرح تھہرو جس طرح کہ اس کے باپ دادا کے بادشاہوں اور قوم کے ساتھ بلادِ ختل کی بیہ ایک مدت سے حکومت رہی ہے اس لیے وہ تمہارے طریقہ کی بات مانیں گے ... تمہارے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ میرے بعد تم ان کو ... کیونکہ میرے بعد کوئی بادشاہ ہو گا۔ بادشاہ جاو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مغیرہ بن سعید

[illegible]

مغیرہ بن سعید کی ساحری:

[illegible]

[illegible]

مغیرہ اور بیان کا قتل

[illegible]

گٹھے اور نفط منگوایا۔ خالد نے مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو تھام لے۔ مغیرہ ڈر گیا اور ہچکچایا۔ فوراً ہی اس کے سر پر کوڑے پڑنے لگے۔ اب مغیرہ نے گٹھا تھام کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ اسے اس گٹھے سے باندھ دیا گیا اس پر اور گٹھے پر نفط ڈالا گیا اور پھر آگ لگا دی گئی۔ آگ کے اثر سے دونوں جل گئے۔ اس کے بعد خالد نے دوسرے لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی سب سے آخر میں بیان کو حکم دیا اس نے فوراً ہی لپک کر گٹھا اپنی بغل میں لے لیا۔ اس وقت خالد نے کہا تم پر افسوس ہے تم ہر کام میں حماقت کرتے ہو کیا تم نے اس مغیرہ کو نہیں دیکھا پھر اسے بھی جلا ڈالا۔

مالک بن اعین کو معافی:

ابو زید کہتے ہیں کہ خالد نے مغیرہ اور بیان کو قتل کرا دینے کے بعد مالک بن اعین الجہنی کو بلوایا اور اس سے پوچھا اس نے سچائی سے اپنے جرم کا اعتراف کیا خالد نے اسے چھوڑ دیا۔ جب یہ شخص ان لوگوں میں جا ملا جن کی مدد سے وہ بچ کر نکل سکتا تھا جن میں ابو مسلم والی خراسان بھی تھا تو اس نے یہ شعر کہے:

ضربت له بين الطريقين لاحبا وصففت عليه الشمس ممن يطلبها

والقمته في شبهة حين سلني كما اشتبها في الخط سين وشينها

ترجمہ: "میں ابو مسلم کی طرف دونوں شاہراہوں کے درمیان روانہ ہوا اور میں نے اپنے شخص پر تمازتِ آفتاب کی تکلیف کو اور لوگوں کے ساتھ برداشت کر لیا۔ میں نے خالد کو جب اس نے مجھ سے سوال کیا شبہ میں ڈال دیا جس طرح کہ تحریر میں سین اور شین ایک دوسرے سے مشابہ ہو جاتے ہیں"۔

جب ابو مسلم کو اقتدار حاصل ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر میں مالک کو پاتا تو اسے ضرور قتل کر دیتا کیونکہ اس نے خود ہی اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔

علی بن محمد کا بیان:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے سات آدمیوں کے ساتھ خروج کیا یہ لوگ وصفاء (خدام) کہلائے جاتے تھے۔ انہوں نے کوفہ کے ظہر حصہ میں خروج کیا تھا۔ جس وقت ان کے خروج کی خالد کو خبر ہوئی وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا۔ یہ سنتے ہی اس نے پانی منگایا اس پر ابن نوفل نے اس کی ہجو میں چند شعر کہے جن میں اس کی بزدلی کا بھی اظہار تھا۔

اسی سنہ میں بہلول بن بشر جس کا لقب کثارہ تھا خارجی ہو گیا اس نے بغاوت کی اور مارا گیا۔

بہلول بن بشر خارجی:

بہلول ایک عابد زاہد کم خوراک شخص تھا اس کی شجاعت کی شہرت سے ہشام بن عبدالملک بھی واقف تھا۔ یہ حج کے ارادے سے روانہ ہوا اس نے اپنے غلام سے ایک درہم کا سرکہ خرید کر منگوایا۔ غلام بجائے سرکہ کے شراب لے کر آیا۔ بہلول نے غلام کو حکم دیا کہ اسے جا کر واپس کر دے اور درہم لے آئے۔ غلام کو اس مقصد میں ناکامیابی ہوئی۔ خود بہلول اس موضع کے جو علاقہ سواد میں واقع تھا عامل کے پاس آیا اور اس معاملہ کی اس سے شکایت کی عامل قریہ نے اس کی درخواست رد کر دی اور کہنے لگا کہ شراب تم سے اور تیری قوم سے اچھی ہے۔

بہلول خارجی کی جماعت:

بہلول حج کرنے چلا گیا حج سے فراغت کے بعد اس نے حکومت کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے ہم خیال اور لوگ بھی تھے ان سب سے اس نے موصل کے ایک موضع کو اپنی جماعت کا مرکز مقرر کر لیا۔ چالیس آدمی اس موضع میں جمع ہو گئے۔ بہلول کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کیا اور سب نے یہ بات طے کی کہ یہ مخفی رہے۔ وطن سے چل کر جس گاؤں میں پہنچتے یہ کہتے کہ ہمیں خالد نے بعض تعلقات پر عامل مقرر کر کے خالد نے اپنے پاس بھیجا ہے کہ ہم لوگ اپنے عہدوں پر جا رہے ہیں۔

خالد بن عبد اللہ کو قتل کرنے کا مشورہ:

غرض کہ جس عامل کے پاس وہ آتے اس سے چند لے لیتے۔ اس ترکیب سے انہوں نے ڈاک کے سرکاری گھوڑے لے لیے۔ جب یہ لوگ اس گاؤں میں پہنچے جہاں بہلول کا غلام سرکہ خریدنے گیا تھا اور اس کو سرکہ کے عوض شراب دی گئی تھی تو بہلول نے کہا کہ ہمیں اس موضع کے عامل سے ابتدا کرنی چاہیے کیونکہ اسی نے یہ بات کہی تھی کہ شراب تمہاری قوم سے بہتر ہے۔ اس پر اس کے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم نے اس عامل سے ابتدا کر دی تو ہماری شہرت ہو جائے گی۔ خالد وغیرہ حفاظت کی تدابیر اختیار کر لیں گے۔ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اس عامل کو قتل نہ کریں ورنہ خالد ہماری گرفت سے نکل جائے گا اور یہ وہ شخص ہے جو مساجد کو منہدم کراتا ہے گرجاؤں اور آتش کدوں کی تعمیر کراتا ہے مجوسیوں کو مسلمانوں پر عامل مقرر کرتا ہے۔ مسلمان عورتوں کا ذمیوں سے بیاہ کراتا ہے شاید ہم اس کو قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیں۔

بہلول بن بشر کا خروج:

مگر بہلول نے ان کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ میں اس بات کو جس کا کرنا مجھے اس وقت ضروری ہے اس بات کی خاطر جو اس کے بعد ہے نہیں چھوڑ سکتا اور مجھے توقع ہے کہ میں اس شخص کو قتل کر کے جس نے مجھ سے اس طرح کی مسخری کی تھی خالد کو بھی جا لوں گا۔ اور اسے بھی قتل کر ڈالوں گا۔ اور اگر میں نے اسے چھوڑ کر خالد کا قصد کیا تو ہماری شہرت ہو جائے گی اور یہ شخص ہمارے پنجے سے نکل جائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً﴾

"ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہوں لڑو اور چاہیے کہ کفار تم میں درشتی اور سختی پائیں"۔

اس کے ساتھیوں نے کہا تو پھر جیسی آپ کی رائے ہو ویسا ہی کیجیے۔ چنانچہ بہلول نے حملہ کر کے اس قریہ کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ اس قتل سے تمام لوگ ہوشیار ہو گئے اور جان گئے کہ یہ خارجی ہیں۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور شاہراہ عام کی طرف چیخ کر ڈاک لے جانے والے سپاہیوں نے فوراً جا کر خالد کو اس کی اطلاع دی کہ خارجیوں نے خروج کیا ہے۔ اس وقت تک سلطنت کے عمال کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان خارجیوں کا سردار کون ہے۔ خالد واسط سے روانہ ہو کر حیرہ آیا۔ اس وقت اس نے بالکل یہ سیدھا سا گمان کیا تھا۔

خوارج کے خلاف فوج کی روانگی:

اس زمانہ میں بنی القین کا ایک شامی سردار ایک فوج کے ساتھ عراق آیا تھا۔ یہ فوج اس عامل کی امداد کے لیے جو ہندوستان پر خالد کی جانب سے مقرر تھا بھیجی گئی تھی۔ اور چونکہ یہ فوج حیرہ میں مقیم تھی اس لیے خالد نے حیرہ کا رخ کیا تھا۔ خالد نے اس فوج کے

بہلول کی ہشام سے ناراضگی

[illegible]

کحیل پر ہشامی افواج کا اجتماع

[illegible]

شامی فوج پر بہلول کا حملہ

[illegible]

شامی فوج کی پسپائی:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسد بن عبداللہ [illegible]

[illegible]

اسد بن عبداللہ [illegible] سے گفتگو

[illegible]

[illegible]

مطرف اور ابوالاسد کی جدید خراسان کے متعلق گفتگو:

[illegible]

اسد بن عبداللہ کی پیش قدمی:

[illegible]

اسد بن عبداللہ پر خشم کی تنقید:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۔ واقعہ یہ ہے کہ صحاری بن شبیب ایک دن خالد کے پاس آیا اور عرض پرداز ہوا کہ بیت المال میں سے مجھے بھی کچھ دلوا دیجئے خالد نے کہا ابن شبیب کا بیت المال سے کیا تعلق ہے؟ صحاری خالد سے رخصت ہو کر چلا تو پچھتایا کہ اس نے [illegible] معاملہ پر کچھ [illegible] شاید یہ میرے خلاف کوئی تدبیر کرے۔ [illegible] صحاری نے ان سے کہا کہ میں تو خالد کے پاس سے ہو کر آ رہا ہوں [illegible] سے [illegible] تمہیں [illegible] جب واسط سے نکل آیا تو [illegible] اور [illegible] میں سوار ہو آیا۔ پھر وہ بنی تیم اللات بن ثعلبہ کے لوگوں کی طرف چلا جو جبل میں تھے اور خالد [illegible] ان کے پاس پہنچا [illegible] اور خالد کے درمیان [illegible] تھا ان سے بیان کیا۔ ان لوگوں نے صحاری سے کہا کہ تم طلب فریضہ سے [illegible] تمہارے لیے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تم [illegible] خالد بن عبداللہ کے پاس جاتے [illegible] قتل کر دیتے۔

صحاری بن شبیب خارجی کا عزم:

صحاری نے کہا طلب فریضہ میں نے اس [illegible] تھا [illegible] خالد نے اس [illegible] ایک شخص [illegible] سے [illegible] صحاری [illegible] کی دعوت قبول کرلی [illegible] صحاری نے [illegible] اپنے [illegible] جب [illegible] خدا کی [illegible] بن [illegible]

صحاری بن شبیب خارجی کا عزم:

جب ان تمیں آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی [illegible] انہوں نے [illegible] خالد کو [illegible] جب [illegible] اس کی اطلاع ہوئی اس نے [illegible] کی جانب سے [illegible] پھر اس نے ایک فوج ان کے مقابلہ پر بھیجی [illegible] خارجیوں نے [illegible] سے مقابلہ کیا [illegible] کے قریب [illegible] قتل کر دیا۔

امیر حج ابو شاکر مسلمہ بن ہشام و عمال:

اسی سنہ میں ابو شاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ ابن شہاب زہری نے بھی اس کے ساتھ حج کیا تھا۔ [illegible] ہشام [illegible] مدینہ [illegible] نائب تھا [illegible] خالد کی جانب سے [illegible] عبداللہ [illegible] خالد [illegible] جعفر [illegible] مقرر کیا تھا۔ [illegible] روایت یہ ہے کہ خالد بن عبداللہ کے بھائی اسد [illegible] میں انتقال کیا۔ [illegible] تھی۔

۲۱ھ کے واقعات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی اقوال منقول ہے کہ خدا تعالیٰ سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ حالانکہ اس کے پاس ایک لاکھ فوج تھی اور حارث بن سریج بھی اس کے ہمراہ تھا۔ مگر آپ نے اسے شکست دی اور بھگا دیا۔ اور کوئی قتل کر ڈالا۔ آپ نے اللہ کی خوشنودی لی۔ آپ کی اولوالعزمی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ سب عام و خاص کو آپ زیادہ معلوم ہوتے ہیں آیا وہ آپ کے پاس آتا ہے یا وہ آپ کے پاس سے جاتا ہے بلکہ جو سوالی آپ کے پاس آتا ہے وہ زیادہ خوش ہوتا ہے۔ اور آپ کی شکل زیادہ کھلا ہوتا ہے۔

مہرجان کے تحائف کی تقسیم:

اس تقریر کے بعد اسد خاموش ہو گیا اور حکم دیا کہ خراسان کے تمام تحائف اور ان میں تمام چیزیں آتی ہوں جو قیمت کے اعتبار سے بیش قیمت سب سے بڑھ کے ہوتے ہیں۔

اسد کے ہاتھ میں ایک سیب تھا۔ دہقانوں نے بھی اور رئیس نے اس کو ہدیہ کیا۔ اسد کھڑے ہوئے ان تحائف کو دیکھتا رہا۔ جب سب دیکھا اور کہا عقل مند ہے کسی شخص کو حکم دو کہ یہ اٹھائے جائے۔ عطا کئے جائیں (یا عمر بن سے) کہا کسی کو حکم دو کہ یہ سب لے جائے۔ پھر کہا فلاں! تم یہ تاج لے لو اور فلاں! تم یہ دوسرا لے لو۔ اسی طرح اس نے اور قمریاں بھی دے ڈالیں صرف دو مشتری باقی بچیں ابوالصیداء کو حکم دیا کہ اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے صرف دو مشتری باقی بچیں ابوالصیداء کو حکم دیا کہ ایک تم لے لو۔ انہوں نے ایک کو اٹھا کر وزن کا اندازہ کیا پھر اسے رکھ کر دوسرا اٹھا کر دیکھا۔ اسد نے پوچھا کیا ہے۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو ان میں زیادہ وزنی ہو اسے لوں۔ اسد نے کہا تم دونوں لے جاؤ۔ اسی طرح اس نے اور قریش کے سرداروں اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنہوں نے جنگ میں قابل قدر خدمات سرانجام دی تھیں دے ڈالیں۔ ابو یعلیٰ جن کی خدمت ہوتی کہ وہ مغازی میں خراسان کے صوبہ دار کے آگے آگے چلے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی دیجیے۔ اسد نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا یہ دو دیبا کے تھان تم لے لو۔ اسی طرح میمون العذاب نے کہا مجھے بھی اپنے بائیں جانب راستہ پر جانے دو۔ اسد نے کہا تم نے بھی بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا۔ یہ دیبا تم لے لو۔ غرضیکہ ایوان مہرجان کے فرش پر جس قدر چیزیں رکھی ہوئی تھیں وہ سب اسی طرح لوگوں کو عطا کر دیں۔
اس پر نہار بن توسعہ نے یہ شعر کہا:

تقلون إذ نادى لروع مثوب   وانتم غداة المهرجان كثير

ترجمہ: ”اگر جہاد کے لیے تمہیں بلایا جائے تو تم کم ہوتے ہو مگر یوم مہرجان کی صبح کو تم بہت تھے۔“

اسد بن عبداللہ کا انتقال:

پھر اسد بیمار پڑ گیا۔ مرض میں یہ اتفاق ہوا کہ ایک دن باہر نکلا تو ناشپاتیاں پیش کی گئیں جو بلخ میں پہلی مرتبہ آئی تھیں۔ اسد نے سب لوگوں کو ایک ایک کھلائی۔ ایک ناشپاتی اٹھا کر ہرات کے رئیس خراسان کی طرف پھینکی اس جھٹکے سے اس کا پھوڑا پھٹ گیا اور اسد کا انتقال ہو گیا۔ جعفر البہرانی کو اس نے اپنا جانشین مقرر کیا یہی جعفر بن حنظلہ ہے۔ ۱۲۰ھ کی یہ واقعہ ہے۔ چار ماہ جنگ یہ شخص عامل رہا۔ پھر نصر بن سیار کا فرمان تقرر رجب ۱۲۱ ہجری میں شرف صدور لایا۔

ابن عرس عبدی اور سلیمان بن قتیبہ بن مسلم کے آزاد غلام نے جو اسد کا دوست تھا اس کے مرثیے کہے۔

خراسانی شیعیان بنی عباس سے محمد بن علی کی ترک مراسلات:

اسی سنہ میں خراسان کے شیعیان بنی العباس نے سلیمان بن کثیر کو اپنا وکیل بنا کر محمد بن علی بن عباس کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان کی اور ان کی تحریک کی حالت سے انہیں پوری طرح باخبر کر دے۔

محمد بن علی اپنے خراسان کے پیروؤں سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ انہوں نے خداش کی اطاعت قبول کر لی تھی جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں اور جو غلط باتیں اس نے ان سے بیان کی تھیں اسے انہوں نے تسلیم کر لیا تھا۔ اسی وجہ سے محمد بن علی نے خراسانیوں سے مراسلت ترک کر دی۔ جب عرصے تک ان کا کوئی خط نہیں آیا تو یہ سب اس معاملہ پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے اور سب نے بالاتفاق سلیمان بن کثیر کو منتخب کیا کہ وہ محمد بن علی کے پاس جا کر ہماری پوری حالت ان سے بیان کرے اور جو کچھ وہ اس کے جواب میں اس سے کہیں اس سے ہمیں آ کر اطلاع دے دیں۔

محمد بن علی کا اظہار ناراضگی:

یہ شخص محمد بن علی کے پاس آیا جو اپنے خراسانی شیعوں سے سخت ناراض تھے۔ سلیمان نے ان سے ساری کیفیت بیان کی۔ محمد بن علی نے خداش کی اتباع اور جھوٹی دعوت کو قبول کرنے کی وجہ سے خراسانیوں کی بہت زجر و توبیخ کی اور کہا اللہ تعالیٰ خداش اور اس کے مسلک پر چلنے والوں پر لعنت کرے۔ سلیمان خراسان واپس ہو گیا۔ محمد بن علی نے اس کے ہاتھ اپنے خراسانی شیعوں کو ایک خط لکھ دیا۔ سلیمان ان لوگوں کے پاس اس سربمہر خط کو لے کر آیا۔ خط کھولا گیا مگر اس میں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کچھ بھی اور تحریر نہ تھا اس سے ان لوگوں کو سخت صدمہ ہوا اور اب انہیں معلوم ہوا کہ جو باتیں خداش نے ان سے آ کر بیان کی تھیں وہ محمد بن علی کے حکم کے بالکل خلاف تھیں۔

بکیر بن ماہان کی روانگی خراسان:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر کے واپس جانے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو اپنے خراسانی شیعوں کے پاس ایک خط دے کر بھیجا جس میں انہیں بتایا تھا کہ خداش نے میرے شیعوں کو غلط راستے پر لگایا۔ جب بکیر اس خط کو لے کر خراسان پہنچا تو شیعوں نے اس کے بیان کو غلط سمجھا اور اس کی بات پر بالکل اعتنا نہیں کیا۔ بکیر پھر محمد بن علی کے پاس چلا آیا۔ اس مرتبہ محمد بن علی نے اس کے ساتھ شام لگے ہوئے عصا بھیجے جن میں بعض پر لوہے کی شام تھی اور بعض پر پیتل کی۔ بکیر انہیں لے کر خراسان آیا۔ امیران قوم اور شیعوں کو جمع کیا اور ہر شخص کو اس نے ایک ایک عصا دیا۔ اس سے وہ سمجھے کہ اب تک ان کا جو طرز عمل رہا ہے وہ ان کی سیرت کے مخالف تھا۔ ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے اعمال سے توبہ کی۔

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور تمام وہ علاقے جو اس کے ماتحت تھے اس کی امارت سے نکال لیے۔

خالد بن عبداللہ اور حسان النبطی میں کشیدگی:

خالد کی برطرفی کے اسباب کے متعلق ارباب سیر کے مختلف بیان ہیں ان میں سے جو اقوال ہم تک پہنچے ہیں انہیں ہم بیان

[illegible]

موجب میں قیام پذیر تھا اس بنا پر اسے فروخ الرافقی کہتے تھے۔ خالد کو اس کا اس عہدہ پر رہنا سخت گراں گزرتا تھا۔ ایک دن اس نے حسان النبطی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور فروخ نے جس قدر رقم دی ہے اس پر اضافہ کر دو۔ حسان ہشام کے پاس آیا اور اس نے دس لاکھ درہم اضافہ کا اقرار کیا۔ ہشام نے اہل شام میں سے دو دیانت دار آدمیوں کو بھیجا انہوں نے تمام جاگیر کا چارج فروخ سے لے لیا مگر اب حسان کا یہ رنگ تھا کہ خالد کے لیے فروخ سے بھی زیادہ گراں ہو گیا۔ اس نے حسان کو ستانا شروع کیا۔ حسان اس سے کہتا تھا کہ مجھے بنا کر تو تلف نہ بناؤ میں تو تمہارا ہی ساختہ پرداختہ آدمی ہوں مگر خالد نے اس کی ایک نہ سنی اور اسی طرح اسے دق کرتا رہا۔

حسان النبطی کی خالد کے خلاف شکایت:

حسان جب خالد سے ملنے آیا تو اس نے آب پاشی کی نہروں کے پشتے توڑ دیے جس سے تمام علاقہ برباد ہو گیا۔ پھر حسان نے ہشام سے آ کر کہا کہ خالد نے نہروں کے بند جو آپ کے علاقہ کی طرف توڑ دیے ہیں۔ ہشام نے ایک شخص کو اس کی تصدیق کے لیے بھیجا اس نے آ کر بیان کر دیا۔ حسان نے ہشام کے ایک شاگرد پیشہ سے کہا کہ اگر جو میں تم سے کہوں تم اس طرح کہہ دو گے تو میں تم کو ایک ہزار دینار دوں گا۔ اس نے کہا پہلے دلا دیجیے پھر جو آپ چاہیں میں کہہ دوں گا۔ چنانچہ حسان نے وہ رقم اسے دے دی اور اس نے کہا کہ تم ہشام کے کسی بچہ کو رلاؤ اور جب وہ رونے لگے تو اس سے کہو کہ چپ رہ کیا تم خالد القسری کے بیٹے ہو جس کے پاس ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں۔ ہشام نے اسے سنا مگر ان سنی کر گیا۔ جب اس کے بعد حسان اس کے پاس آیا تو اس نے حسان کو اپنے بالکل قریب بلا کر پوچھا کہ خالد کی دولت کتنی ہو گی۔ حسان نے کہا ایک کروڑ تیس لاکھ۔ ہشام نے کہا تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ حسان نے کہا کیا آپ نے کبھی مجھ سے دریافت کیا تھا۔ یہ بات ہشام کی پوری طرح دل نشین ہو گئی اور اس نے خالد کی برطرفی کا فیصلہ کر لیا۔

خالد بن عبداللہ کا اظہار تفاخر:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالد اپنے بیٹے یزید سے کہا کرتا تھا کہ تو کسی طرح مسلمہ بن ہشام سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ تو بھی لوگوں پر ان تین باتوں پر لوگوں کے سامنے فخر کر سکتا ہے کہ جن پر کوئی اور فخر نہیں کر سکتا۔ میرے حکم سے کسی دوسرے کو تکلیف دیئے بغیر دجلہ بند ہو جاتا ہے۔ مکہ کی تمام آبادی کو میری طرف سے پانی پلایا جاتا ہے۔ اور میں عراق کا علم بردار ہوں۔

ابن عمرو کی اہانت:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام اس وجہ سے خالد سے ناراض ہوا کہ قریش کے ایک صاحب خالد کے پاس آئے خالد نے ان کی بہت تذلیل کی اور سخت اور نامناسب الفاظ بھی انہیں کہے۔ انہوں نے ہشام کو اس کی شکایت لکھی۔

ہشام کا خالد کے نام اہانت آمیز خط:

اس پر ہشام نے خالد کو یہ خط لکھا

حمد و ثنا کے بعد! اگرچہ امیر المومنین نے تیرے ہاتھ اور تیری رائے کو ان لوگوں کے بارے میں جن کی حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دے دی گئی ہے اور جن کا تجھے حاکم بنایا گیا ہے بڑی حد تک آزادی دے دی ہے کہ انہیں توقع تھی کہ تو اپنے فرائض کو بحسن انجام دے گا۔ اور انہیں تیری انتظامی اور سیاسی قابلیت پر بھروسا تھا۔ مگر اس کے معنی یہ نہ تھے کہ انہوں نے اپنے خاندان

امیر المومنین کے پاس نہ گئے ہوں تو ان کی صورتوں میں آپ بر خلاف امیر المومنین کو ایک معاملہ ہے جس کو لکھیے اور کسی کی زبانی سے تو مجبور ہے گا۔ ہر شخص کے متعلق جو خلاف ہو جاتے ہو وہ کسی کی قرابت ہو یا نسب کے اعتبار سے لکھا جاتا ہے آپ ان کے لیے وہ مانگ سکتے ہیں جو ان کی شرافت اور زندگی کا انتظام کر سکتے ہیں یہ لوگ پہلے سے وظیفے پا رہے ہیں ان کے مال میں اضافہ درخواست کر سکتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ امیر المومنین بہت جلد ہی توجہ فرمائیں گے اور ان کو آپ کی طرف بڑھا دیں گے کیونکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے تعلق اور ان کے حقوق پورے کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی نیت میں وہ صاحب اجازت ہی کا ادا کی پر مزید سہارا ... کرتے ہیں اور ... تم ہی ان کا ... کرتا ہے والسلام۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد جب ہشام کا ذکر کرتا تو اسے برا بھلا کہتا اور ابن الحمقاء کہا کرتا تھا کیونکہ ہشام کی ماں بالکل پاگل تھی۔ ہم اس سے پہلے یہ قصہ بیان کر چکے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد نے ایک خط ہشام کو لکھا جس سے وہ بہت ناراض ہوا اور ہشام نے اسے لکھا "اے اپنی ماں کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی امارت میرے لیے باعث عزت و شرف نہیں تو اے بجیلہ کے بیٹے عراق کی حکومت تیرے لیے باعث شرف نہیں کیونکہ تو ایسا ہی ہے جس کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور جو بہت ہی ذلیل ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ قریش کا ایک ادنیٰ آدمی آ کر تیری مشکیں کس دے گا۔

خالد بن عبداللہ کے خلاف ہشام سے شکایات:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خالد کو لکھا کہ تیرا یہ قول مجھ تک پہنچا ہے کہ میں خالد بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز ہوں اور ان پانچوں میں سب سے زیادہ معزز ہوں۔ تو سن لے کہ میں تجھے ایسا ذلیل کروں گا کہ تو پانچوں اور بجیلہ کی حالت سنبھال سکے گا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ خالد اپنے بیٹے سے کہا کرتا ہے کہ "جب امیر المومنین کے بیٹے تجھ سے اپنی احتیاج ظاہر کریں گے تو تیری عزت کا کیا ٹھکانا" اس کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شام کے ایک صاحب ہشام کے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے خالد کو امیر المومنین کا ایسے الفاظ میں ذکر کرتے سنا ہے کہ میں انہیں بیان نہیں کر سکتا۔ ہشام نے کہا کیا اس نے احول کہا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی سخت لفظ کہا ہے۔ ہشام نے کہا پھر کیا؟ انہوں نے کہا میں کبھی اسے اپنی زبان سے ادا نہیں کروں گا۔ غرض اسی قسم کی باتیں خالد کی طرف سے ہشام کو برابر پہنچتی رہیں آخرکار ہشام کے خیالات اس کی طرف سے بدل گئے۔

خالد بن عبداللہ کی برطرفی کا فیصلہ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک دہقان خالد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادوں کی دولت حد سے بڑھ گئی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ امیر المومنین کو اس کی اطلاع ہوگی اور وہ اس کو بہت زیادہ خیال کریں گے اور لوگ تو آپ کی ظاہری شکل کو محبوب رکھتے ہیں اور میں آپ کے جسم اور جان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ خالد نے کہا کہ اسد بن عبداللہ نے بھی مجھ سے یہی بات کہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے انہیں اس بات کا مشورہ دیا ہوگا۔ اس دہقان نے کہا آپ اس بات کا اقرار کیجیے۔ خالد نے کہا میرے بیٹے کے معاملے کو چھوڑ دو

ان کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ایک درہم بھی ادھر ادھر کیں تو کتاب نہ دیتے تھے

جب ہشام کو خالد کے متعلق بہت سی باتوں کی اطلاع پہنچتی رہی اور اسے اچھا نہیں سمجھا تھا تو اس نے اس کو برطرف کر دینے کا ارادہ کر لیا مگر اس بات کو بھی بالکل پوشیدہ رکھا۔

یوسف بن عمر کو عراق جانے کا حکم:

ہشام نے خالد کو معزول کرنے کے ارادہ کو کسی شخص سے بیان نہیں کیا بلکہ خود اپنے قلم سے یوسف بن عمر کو جو عامل یمن تھا لکھا کہ تم تیس آدمیوں کے ساتھ عراق چلے جاؤ۔ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر اس نے رات بسر کی۔ خالد کے افسر مال گزاری طارق نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرائی تھی اور اس تقریب کے موقع پر اس نے ایک ہزار گھوڑا ایک ہزار غلام اور ایک ہزار لونڈیاں مال اور نقد اور کپڑوں وغیرہ کے علاوہ نذر دی تھیں۔ رات کو پہرہ دینے والے پولیس والے یوسف اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے۔ یوسف اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو اس کے کپڑوں سے مہک رہی تھی۔ گشت والوں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم مسافر ہیں۔ گشت کرنے والوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا بعض مقامات کو۔ گشت والے طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے۔ یہ واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے ان لوگوں کا معاملہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہمارا خیال ہے کہ ہم انہیں قتل کر ڈالیں۔ اگر یہ خارجی ہوئے تو ان کے شر سے ہم کو نجات مل جائے گی اور اگر وہ تمہارے لیے آئے ہوں گے تو آپ کو اس کا علم ہو جائے گا اور آپ جس غرض کے لیے وہ آئے ہوں گے اس کے خلاف تیاری کر لیں گے۔ مگر طارق نے ان کے قتل سے پولیس کو منع کر دیا۔ پولیس کے جوان پھر اپنی گشت پر چلے گئے۔

یوسف بن عمر اور گشتی پولیس کی گفتگو:

جب صبح ہوئی یوسف اور اس کے ہمراہی اس مقام سے قبیلہ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے تو پہرے والوں کا پھر ادھر گزر ہوا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسافر ہیں۔ سپاہی نے پوچھا کہاں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا بعض دیہات میں۔ یہ گشت والے پھر طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے اور کہا یہ لوگ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے ہیں اور ہمیں شبہ ہوتا ہے کہ ہم انہیں قتل کر دیں مگر اس نے انہیں منع کر دیا۔

خالد بن عبداللہ اور طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری:

ادھر یوسف نے ایک شخص سے کہا کہ یہاں جتنے مضری ہوں سب کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس شخص نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ فجر کی نماز کے وقت یوسف مسجد میں آیا۔ مؤذن کو اقامت کا حکم دیا۔ مؤذن نے کہا امام کو آ جانے دیجیے۔ یوسف نے اسے ڈانٹ بتائی۔ مؤذن نے اقامت کہی یوسف آگے بڑھا اس نے ایک رکعت میں اذا وقعت الواقعۃ اور دوسری میں سأل سائل کی تلاوت کی پھر خالد طارق اور ان کے مصاحبین کو اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کرا لیا اور ادھر دعوت کے لیے دیگیں پک رہی تھیں۔

ربیع بن سابور کا بیان:

ربیع بن سابور بنی الحریش کے آزاد غلام جو ہشام کی فوج خاص کے افسر تھے اور جن کے پاس ہشام کی مہر بھی رہتی تھی بیان کرتے ہیں کہ ہشام نے یہ جو خالد کا قصہ تھا جس سے وہ خفا ہوا تھا ان دنوں میں جب یوسف ابن عمر کا آزاد غلام یوسف کا خط

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طارق بن ابی زید کی معذرت

[illegible]

یوسف کے قاصد کی یمن میں آمد

[illegible]

یمن میں صلت بن یوسف کی ناکامی

[illegible]

[illegible] کا بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طارق بن ابی زیاد کی طلبی:

[illegible]

طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یوسف بن عمر کا اہل کوفہ سے خطاب

[illegible]

خالد بن عبداللہ القسری کی رہائی و حمایت:

[illegible]

ابان بن الولید کی ضمانت سے دستبرداری:

[illegible]

[illegible]

خالد بن عبداللہ القسری کی وصیت و جائیداد:

[illegible]

دی تھی۔

عریان بن الہیثم کا خالد کو مشورہ

عریان بن الہیثم کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں سے الگ تھلگ رہا تھا۔ جب خالد والی ہو کر آئے تو ایک [illegible] سے اہل قریش سے اور ان کے بیٹوں کی اولاد کی [illegible] سے [illegible] ہو گئی ہو یا نہ ہو۔ میں نے ایک دن خالد سے کہا کہ [illegible] ہیں آپ کے اور ان کے درمیان کوئی رشتہ یا قرابت بھی نہیں ہے انہیں آپ [illegible] آپ ان کا خیال [illegible] ہیں آپ خدا کا واسطہ ہے کہ آپ [illegible] شام والوں [illegible] اطلاع [illegible] پہنچنے سے پہلے ان کی دلجوئی کر دیجئے۔ کیونکہ مجھے آپ سے [illegible] ہو۔ ان کو چلا دیجئے [illegible] باقی رہے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ سب کا سب چلا جائے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا کوئی [illegible] ہشام کے پاس جانے کا [illegible] اس کے بچے [illegible] اپنی خوشی [illegible] تو یہ اس سے اچھا ہے کہ تم سے زبردستی چھین لیا جائے۔

خالد بن عبداللہ کی قسم:

خالد نے کہا [illegible] مجھے [illegible] نہیں ہوا اس پر میں نے کہا آپ [illegible] ہشام کے پاس بھیجئے [illegible] جائیں گے [illegible] بھیجئے۔ [illegible] میں اسے قبول کر لوں گا۔ خالد نے کہا میں اپنی ذلت گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ساری جائداد [illegible] کی سلطنت میں ہی ہے [illegible] تو آپ سے [illegible] ہیں خالد نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے [illegible] تو آپ اس کی [illegible] سے [illegible] کہ آپ [illegible] دے [illegible] گا اور [illegible] آپ کو [illegible] اگر [illegible] ان کے [illegible] آپ [illegible] اور [illegible] جب [illegible] آپ اس [illegible] اپنی جائداد [illegible] سنبھال لیں اور اس پر قبضہ رکھیں۔ خالد نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

تب میں نے ان سے کہا اچھا اگر وہ تمہیں معزول کر دے اور تمہاری تمام جائداد لے لے تو تم کیا کرو گے [illegible] ہے کہ تم [illegible] اس معاملے میں [illegible] مجھ [illegible] لیے [illegible] اس کے بھائی [illegible] اور خاندان والوں نے پہلے ہی اس معاملہ میں تمہاری بیعت کر لی ہے اور [illegible] تمہیں [illegible] لے گا۔ تم [illegible] سے ان کی [illegible] ہے۔ وہ [illegible] تم جس [illegible] چاہنا [illegible] مال [illegible] حاصل کر لینا۔

خالد نے کہا [illegible] تم نے [illegible] ہے [illegible] میں یہ کبھی نہیں کروں گا۔

عریان کہتے ہیں [illegible] خالد [illegible] گیا [illegible] کے حق میں [illegible] ہوا [illegible] ہوا۔

بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبداللہ سے درخواست

[illegible]

بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جعفر بن حنظلہ کی برطرفی

[illegible]

کرمانی کا امارت خراسان پر تقرر اور معزولی

[illegible]

[illegible]

* * *

[illegible]

باب ۶

نصر بن سیار

امارت خراسان پر نصر بن سیار کا تقرر:

جب ہشام کو اسد کی موت کا علم ہوا تو اس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون ایسا شخص ہے جو خراسان کی حکومت کی بھی اچھی طرح سنبھال سکے ان لوگوں نے کئی آدمیوں کے نام پیش کیے اور ہشام کے پاس ان کے نام لکھ کر پیش کر دیے جن اصحاب کی اس عہدہ کے لیے سفارش کی گئی تھی ان میں یہ لوگ تھے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر، یحییٰ بن حضین الرقاشی، نصر بن سیار اللیثی، قطن بن قتیبہ بن مسلم اور مجشر بن مزاحم السلمی (از قبیلہ بنی حرام)۔ عثمان بن عبداللہ بن الشخیر کے متعلق کہا گیا کہ یہ شراب پیتے ہیں۔ مجشر کے لیے کہا گیا کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ابن حضین کے متعلق کہا گیا کہ ان میں ربیعہ کا خیال اور نخوت ہے۔ قطن بن قتیبہ کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ ان کا باپ وہیں قتل کیا گیا ہے اس لیے یہ انتقام چاہیں گے۔ نصر بن سیار کے متعلق کہا گیا کہ ان کا وہاں خاندان نہیں ہے کہ جس کی امداد انہیں حاصل ہو سکے۔ ہشام نے کہا میں تو نصر کا خاندان بنانا چاہتا ہوں۔ غرض کہ ہشام نے نصر ہی کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔

نصر بن سیار کے نام فرمان تقرری:

عبدالکریم بن سلیط بن عطیہ الحنفی (بنو حنیفہ بن عدی بن حنیفہ) کو نصر کا فرمان تقرر دے کر روانہ کیا۔ عبدالکریم اسے لے کر خراسان روانہ ہوا اس کے ہمراہ اس کا منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا۔ جب یہ سرخس پہنچا تو وہاں اسے کوئی پوچھتا نہ تھا، حفص بن عمر بن عباد التیمی (تیم بن مرہ) کا بھائی مرتین کا عامل تھا۔ ابوالمہند نے اسے نصر کی ولایت کا حال بتا دیا۔ حفص نے یہ سنتے ہی اپنا ایک قاصد نصر کے پاس بھیجا جس نے یہ خبر نصر کو پہنچا دی۔ اب عبدالکریم بن سلیط بھی مرو آ گیا۔ ابوالمہند نے کرمانی کو بھی اس کی اطلاع دے دی۔ کرمانی نے نصر بن حبیب بن بحر بن مالک بن عمرو کو نصر بن سیار کے پاس بھیجا مگر اس سے پہلے حفص کا قاصد نصر کے پاس پہنچ گیا تھا اور اس نے سب سے پہلے امیر کہہ کر نصر کو سلام کیا۔ نصر نے اس سے کہا کہ تو [illegible] معلوم ہوتا ہے۔ پھر اس نے حفص کا خط پیش کیا۔

اس سے پہلے جعفر بن حنظلہ نے کرمانی کو معزول کر کے عمرو بن مسلم کو مرو کا عامل مقرر کر دیا تھا، منصور بن عمرو کو ابرشہر کا اور نصر بن سیار کو بخارا کا عامل مقرر کیا تھا۔

نصر بن سیار اور بختری:

جعفر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ کوئی دن پہلے نصر کا فرمان تقرر آنے کے میں نے نصر کو بلایا اور کہا کہ میں تمہیں بخارا کا عامل مقرر کرتا ہوں۔ نصر نے بختری بن مجاہد سے مشورہ کیا۔ بختری نے کہا (یہ بھی بنی شیبان کے آزاد غلام ہیں) اس سے کہہ دو کہ تم اسے قبول مت کرو۔ نصر نے وجہ پوچھی۔ بختری نے کہا چونکہ خراسان میں اس وقت تم ہی سارے مضر کے شیخ ہو اس لیے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سارے خراسان کے والی بنا دیے جاؤ گے۔ چنانچہ جب واقعی نصر کا فرمان تقرر آ گیا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اس

کے قاصد نے آتے ہی اپنے دوستوں سے کہا کہ نصر بن سیار خراسان کا والی مقرر ہو گیا۔ بختری نے آ کر نصر کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ نصر نے پوچھا آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی۔ بختری نے کہا چونکہ آپ نے آج مجھے بلا بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ خود میرے پاس آیا کرتے تھے میں سمجھ گیا کہ آپ خراسان کے والی مقرر ہو گئے۔

ہشام سے عبدالکریم کی یمنی ربیعہ اور مضری سرداروں کی سفارش:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسد بن عبداللہ کی وفات کی خبر ہشام کو معلوم ہوئی تو انہوں نے عبدالکریم سے پوچھا کہ تمہارے خیال میں کسے خراسان کا والی مقرر کروں میں تم سے اس لیے مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ تم خراسان اور وہاں کے امیروں سے اچھی طرح واقف ہو۔ عبدالکریم کہتے ہیں۔ میں نے امیر المومنین سے کہا کہ باعتبار اپنی امتیاز وقدر اور شجاعت کے کرمانی اس کے اہل ہیں۔ امیر المومنین نے اپنا منہ پھیر لیا اور پوچھا اس کا کیا نام ہے میں نے کہا جدیع بن علی۔ اس نام سے انہوں نے بد شگون لیا اور کہا میں اسے نہیں کرنا چاہتا کسی اور کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا تجربہ کار زبان آور یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ الشیبانی ابو المیلاء۔ ہشام نے کہا یہ ربیعہ میں سے ہیں اور ربیعہ سے سرحدوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنے جی میں کہا کہ ربیعہ اور یمن دونوں کو انہوں نے ناپسند کیا اب تو مضر سے کسی کا نام لے کر دیکھوں۔ میں نے کہا عقیل بن معقل اللیثی بھی ہیں اگر آپ ان کی ایک کمزوری کا خیال نہ فرمائیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا وہ عفیف نہیں ہیں۔ ہشام نے کہا میں انہیں بھی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے عرض کیا منصور بن ابی الخرقاء السلمی۔ اگر آپ ان کی ایک نظری خرابی کا خیال نہ فرمائیں کہ ان کی صورت منحوس ہے۔ ہشام نے کہا کسی اور کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا مجشر بن مزاحم السلمی عاقل و شجاع ہیں مگر ان کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ ہشام نے کہا جھوٹ بولنے میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا۔ یحییٰ بن حضین۔ ہشام نے کہا میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ربیعہ سے سرحد کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ غرض اس طرح جس کسی یمنی یا ربیعہ کے سردار کا میں نام لیتا ہشام اسے ناپسند کرتے۔ میں نے ارادتاً نصر بن سیار کو سب کے آخر میں رکھا حالانکہ ان سب میں زیادہ شجاعت والا اور تجربہ کار سیاست داں تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نصر بن سیار اللیثی۔ ہشام نے کہا بس یہی منظور ہے۔ میں نے کہا ان میں بھی ایک کمی ہے اگر آپ اس کا خیال نہ فرمائیں تو مناسب ہے ورنہ وہ عفیف، تجربہ کار اور فرزانہ ہیں۔ ہشام نے کہا آخر وہ کیا کمی ہے؟ میں نے کہا خراسان میں ان کا خاندان بہت کم ہے۔ ہشام نے کہا کیا بڑا ہے کیا وہ مجھ سے بڑھ کر کسی خاندان کا آرزو مند ہے میں ان کا خاندان اور بھائی ہوں۔

یوسف بن عمر کی قیسی سرداروں کی سفارش:

دوسرے راوی کا بیان ہے کہ جب یوسف بن عمر عراق آیا تو اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کسی ایسے شخص کو بتاؤ جسے میں خراسان کا والی مقرر کروں۔ لوگوں نے اسے مسلم بن سلیمان بن عبداللہ بن حازم، قدید بن منیع المنقری، نصر بن سیار، عمرو بن مسلم، مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم، منصور بن ابی الخرقاء سلمی، قطن بن قتیبہ، یونس بن عبد ربہ، زیاد بن عبدالرحمن القشیری کے نام بتائے۔ یوسف نے ان سب کے نام ہشام کے پاس بھیج دیئے اور قیسی سرداروں کی بڑی تعریف کی۔ ان سب کے آخر میں نصر بن سیار الکنانی کا نام لکھا تھا۔ ہشام نے ان کو پڑھ کر کہا کیا وجہ ہے کہ یوسف نے کنانی کا نام سب سے آخر میں لکھا ہے۔ یوسف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ خراسان میں نصر کا قبیلہ اور خاندان بہت تھوڑا ہے۔ ہشام نے اس کے جواب میں یوسف کو لکھا تمہارے خط کے مضمون سے

[illegible] نصر [illegible]

[illegible] یوسف بن عمر [illegible]

[illegible] کر دیا۔

حفص کا نصر بن سیار کے نام خط:

نصر نے خراسان سے [illegible] یوسف [illegible] خراسان [illegible]

[illegible] نصر کے پاس [illegible]

نصر بن سیار اور ابو حفص بن علی الحنفی کی گفتگو:

[illegible] نصر کے پاس آیا [illegible] نصر نے [illegible]

[illegible] نصر [illegible] ہے۔

نصر بن سیار کے عمال:

پھر نصر نے مسلم بن [illegible] کو بلخ کا والی مقرر کیا [illegible]

محمد [illegible] عبد الرحمن القسری کی [illegible] ابو العیص [illegible] پڑھا [illegible] قحطبہ [illegible] کا [illegible] تھا [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] نے [illegible] آیا [illegible] کہ اس کے پیچھے [illegible] تھا [illegible] کامیاب [illegible] نصر نے اپنے [illegible] نصر کے [illegible] تقریر کی۔

نصر بن سیار کی تقریر:

رجب ۱۲۱ ہجری [illegible] نصر [illegible] نے ان سے کہا [illegible] سب لوگوں کو [illegible] سے [illegible] ہیں۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال امیر حج تھے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام [illegible] یزید بن ہشام [illegible] محمد بن ہشام مکہ مدینہ و طائف کا والی تھا۔ عراق اور مشرق کا حاکم یوسف بن عمر تھا [illegible] نصر بن سیار خراسان کا والی تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سنہ میں [illegible] یوسف بن عمر کی جانب سے [illegible] آرمینیہ [illegible] عامر بن عبیدہ الباہلی بصرے کے قاضی تھے۔ مروان بن محمد [illegible] آذربائیجان کا والی تھا۔ [illegible] کوفہ کے قاضی تھے۔

۱۲۱ھ کے واقعات

فتح مطامیر:

اس سنہ میں مسلمہ بن ہشام بن عبد الملک نے روم سے جنگ کی اور مطامیر فتح کیا اور مروان بن محمد نے تخت والے کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس کے قلعے [illegible] ایک ہزار [illegible] سالانہ [illegible] ادائیگی کی ضمانت کے لیے یرغمال لیے۔ مروان نے اسے اس کے علاقہ کا والی بنا دیا۔

اسی سنہ میں [illegible] کی روایت کے مطابق ماہ صفر میں [illegible] کے مطابق زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قتل کیے گئے۔ لیکن ہشام بن محمد نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ صفر ۱۲۲ ہجری میں پیش آیا۔

زید بن علی بن حسین بن علی کی بیعت:

اس واقعہ کے متعلق یہ روایت ہے کہ زید بن علی، محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب اور داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس، خالد بن عبد اللہ کے پاس عراق آئے تھے [illegible] مدینہ واپس آ گئے۔ جب یوسف بن عمر [illegible]

اپنے خط میں ان کا بھی تذکرہ کیا کہ خالد نے زید بن علی سے مدینہ کی ایک زمین دس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ پھر یہ زمین واپس کر دی۔ ہشام نے یوسف کو لکھا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان سے دریافت کیا تو ان لوگوں نے اس بات کا تو اقرار کیا جو یوسف نے انہیں لکھا تھا باقی اور تمام باتوں سے انکار کر دیا۔ ہشام نے زید سے قسم کے متعلق دریافت کیا زید نے اس کا اقرار کیا اور حلف اٹھایا۔ ہشام نے ان کے بیان کو تسلیم کر لیا۔

یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر دعویٰ:

دوسرا بیان یہ ہے کہ ہشام تک پہلا قصہ یہ پہنچا کہ یزید بن خالد القسری نے دعویٰ کیا کہ خالد کا روپیہ زید بن علی، محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب، داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب، ابراہیم بن سعد بن عبدالرحمن بن عوف زہری اور ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ مخزومی کے پاس جمع ہے۔ یوسف بن عمر نے ان لوگوں کے بارے میں ہشام کو لکھا۔ زید بن علی اس وقت رصافہ میں اپنے چچازاد بھائیوں کی اولاد حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے اوقاف کے متعلق جھگڑ رہے تھے۔ محمد بن عمر بن علی بھی اس وقت زید بن علی کے ہمراہ تھے۔ جب یوسف بن عمر کے خط ان کے بارے میں ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان سب کو اس معاملہ کی اطلاع دی۔ یوسف بن عمر نے مجھے لکھا ہے کہ یزید بن خالد کہتا ہے کہ اس کا روپیہ آپ لوگوں کے پاس جمع ہے۔ انہوں نے اس مطالبہ سے انکار کیا۔ ہشام نے ان سے کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کو یوسف کے پاس بھیجتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کا آپ کے مدعی سے مقابلہ کرا دے۔ زید بن علی نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو قرابت اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمیں یوسف کے پاس نہ بھیجیں۔ ہشام نے پوچھا یوسف سے آپ کیوں خائف ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ ہمارے ساتھ زیادتی کرے گا۔ ہشام نے کہا وہ آپ کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتا

ہشام بن عبدالملک کی یوسف بن عمر کو ہدایات:

ہشام نے اپنے میر منشی کو بلا کر حکم دیا کہ یوسف کو لکھو۔ جب فلاں فلاں اشخاص تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا یزید بن خالد القسری سے مقابلہ کرانا اگر وہ دعویٰ کو تسلیم کر لیں تو انہیں میرے پاس بھیج دینا۔ اگر وہ انکار کریں تو مدعی سے ثبوت طلب کرو اور اگر وہ ثبوت پیش نہ کر سکے تو بعد نماز عصر ان اصحاب سے حلف لے لینا کہ ہمارے پاس یزید بن خالد القسری نے کوئی امانت نہیں رکھوائی اور نہ ہمارے ذمہ اس کا کوئی قرض واجب الادا ہے۔ جب حلف اٹھا لیں تو انہیں چھوڑ دینا۔

ہشام سے ان اصحاب نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ آپ کے اس خط کے مضمون سے تجاوز کیا جائے گا اور ہمیں عرصہ تک اس قضیہ میں الجھائے رکھے گا۔ ہشام نے کہا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں اپنا ایک پہرہ دار آپ لوگوں کے ساتھ بھیج رہا ہوں تاکہ وہ اس حکم کی تعمیل کرائے اور جلد آپ لوگ اس قضیہ سے فراغت پا جائیں۔ سب نے کہا جزاک اللہ الرحمن خیراً کہ آپ نے بالکل انصاف سے کام کیا ہے۔

زید بن علی کی برأت:

ہشام نے ان تمام اصحاب کو یوسف کے پاس بھیج دیا۔ ایوب بن سلمہ کو اپنے پاس روک لیا کیونکہ ہشام بن عبدالملک کی والدہ ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن ولید بن مغیرہ مخزومی کی اولاد میں تھی اور یہ ہشام کے ماموں میں ہوتے تھے اس لیے ان

بخوبی میں ان سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ جب لوگ عراق پہنچے یوسف نے انہیں اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی۔ اس نے زید بن علی کو اپنے قریب بٹھایا اور محبت کی نرم و شیریں گفتگو کے بعد ان سے سوال کیا۔ پھر سب سے داؤد کے متعلق دریافت کیا۔ سب نے انکار کیا اور کہا کہ اس نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی اور نہ ہم پر اس کا کوئی مطالبہ ہے۔ خوب پوچھ گچھ کے بعد یوسف نے زید بن خالد کو ان کے سامنے بلوایا اور اس سے کہا کہ یہ زید بن علی ہیں۔ یہ محمد بن عمر بن علی ہیں اور یہ فلاں ہیں جن کے خلاف تو نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ خالد نے کہا: ”ان لوگوں پر نہ میرا زیادہ ہے اور نہ تھوڑا ہے“۔ یوسف نے کہا کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے یا امیر المومنین سے؟ چنانچہ اس روز یوسف نے اسے ایسی اذیتیں دیں کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ ہلاک ہو جائے گا۔ پھر عصر کی نماز کے بعد اسے مسجد میں لایا گیا۔ سب سے حلف لیا گیا۔ سب نے قسمیں کھائیں۔ زید بن علی کو چھوڑ کر اور سب پر قسمیں لی گئیں۔ مگر ان میں سے کسی نے دعویٰ کا اقرار نہیں کیا۔ یوسف نے ہشام کو اس کی اطلاع دی۔ ہشام نے اسے لکھا کہ ان سے حلف لے کر چھوڑ دو۔ یوسف نے انہیں چھوڑ دیا۔ یہ لوگ تو وہاں سے مدینہ چلے آئے مگر زید بن علی کوفہ ہی میں ٹھہر گئے۔

زید بن علی کا عراق جانے سے گریز:

عبید بن مسلم الخفاف بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی نے خواب دیکھا تھا کہ عراق میں انہوں نے آگ مشتعل کی ہے پھر اسے بجھا دیا اور پھر وہ مر گئے۔ اس خواب نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھ کو خوفزدہ کر دیا ہے۔ پھر وہ خواب بیان کیا۔ اس کے بعد ہشام کا خط ان کی طلبی کے لیے آیا۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے انہیں حکم دیا کہ آپ اپنے حریف یوسف کے پاس جائیے۔ انہوں نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے اس کے پاس نہ بھیجیں کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے مجھے اس کے پاس بھیج دیا تو میں اور آپ پھر کبھی زندہ اس دنیا میں ایک جا جمع نہ ہوں گے۔ مگر ہشام نے کہا جیسا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کیجئے۔ چنانچہ یہ یوسف کے پاس آئے۔

زید بن علی کی طلبی:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام نے زید کو مدینہ سے یوسف کے خط کی بنا پر اپنے پاس بلایا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یوسف بن عمر نے خالد بن عبداللہ پر سختی کی تو اس نے دعویٰ پیش کیا کہ میں نے زید بن علی، داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس ؓ اور قریش کے دو اور شخصوں کے پاس جن میں سے ایک مخزومی اور دوسرا انصاری تھا بہت بڑی رقم بطور امانت رکھوائی ہے۔ اس کے متعلق یوسف نے ہشام کو لکھا اور ہشام نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام کو جو مدینہ کے عامل تھے لکھا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ ابراہیم بن ہشام نے زید اور داؤد سے بلا کر اس معاملہ کو دریافت کیا اور کہا کہ خالد نے ایسا بیان کیا ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے کوئی رقم ہمارے پاس امانت نہیں رکھوائی۔ ابراہیم نے کہا میں تو آپ کو سچا سمجھتا ہوں مگر آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین کا حکم آیا ہے اور اس کی تعمیل ضروری ہے۔

زید بن علی کی الزامات سے تردید:

ابراہیم نے ان دونوں کو شام بھیج دیا اور یہاں پہنچ کر انہوں نے نہایت سخت قسم کھا کر کہا کہ خالد نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی۔ داؤد نے یہ بھی کہا میں عراق میں اس کے پاس گیا تھا اور اس نے مجھے ایک لاکھ درہم دلائے تھے۔ ہشام نے کہا

تب ہشام نے زید سے کہا کہ میں آپ دونوں کو بالکل نہیں جانتا ہوں۔ آپ یوسف کے پاس جائیے تاکہ وہ آپ کا ان سے تصفیہ کرا دے اور آپ یہاں سے اس لیے نکالے جاتے ہیں۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن بن حسن کی مقدمہ بازی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کے خلاف دعویٰ کرنے کے لیے ہشام کے پاس آئے تھے۔ جویریہ بن اسماء سے بیان ہے کہ میں نے زید بن علی اور جعفر بن حسن بن حسن کی وہ مقدمہ بازی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوقاف کے متعلق تھی دیکھی ہے۔ زید بن علی حسین رضی اللہ عنہ کی جانب سے اور جعفر بن حسن حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقدمہ کرتے تھے۔ جعفر اور زید دونوں والی کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ پھر اٹھ جاتے تھے اور جو گفتگو ان میں ہو چکی تھی اس کا ایک حرف بھی نہیں کہتے تھے۔ جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کہنے لگے کہ اب کون جعفر کے بجائے ہماری حمایت میں پیروی کرے گا۔ حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کام کو کروں گا۔ عبداللہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا مجھے تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے ڈر ہے، میں اس بارے میں اپنا معاملہ اپنے ہاتھ میں لوں گا۔ حسن نے کہا آپ کے دلائل آپ کی موجودگی میں نہیں رکھیں گے۔ عبداللہ نے کہا بات تو تم ٹھیک کہتے ہو۔ اب دونوں فریقوں میں والی کے سامنے مقدمہ بازی ہونے لگی۔ ابراہیم بن ہشام اس وقت والی مدینہ تھا۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں جھگڑا:

عبداللہ نے زید سے کہا کہ تم ان اوقاف کے لیے منہ چڑھتے ہو حالانکہ تم ایک سندھی لونڈی کے بطن سے ہو۔ زید نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی لونڈی کے بطن سے تھے اور باوجود اس کے وہ اس سے بہتر ہوئے۔ عبداللہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ غرض کہ دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ دوسرے دن والی نے ان کو پھر بلایا اور تمام قریش اور انصار کو بھی بلایا۔ اب دونوں میں پھر جواب سوال شروع ہوئے۔ ایک انصاری نے آگے بڑھ کر ان کے درمیان میں مداخلت کی۔ زید نے اس سے کہا تمہیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم قحطانی ہو۔ انصاری نے کہا خدا کی قسم میں اپنی ذات، شرافت اور باپ دادا کی وجہ سے تم سے اشرف ہوں۔ زید یہ جواب سن کر چپ ہو رہے۔ قریش کے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا خدا نے جھوٹ بولا۔ زید ہر اعتبار اپنی ذات، باپ دادا کے اعتبار سے اور آخرت میں تم سے بہتر ہیں۔ فضل والے ہیں۔ تمہیں اس معاملہ سے کیا غرض۔ اس قریشی نے کنکریاں مٹھی میں بھر کر زمین پر ماریں اور کہا مجھ سے اس معاملہ میں صبر نہیں ہو سکتا۔

عبداللہ بن حسن اور زید بن علی میں مصالحت:

جب عبداللہ اور زید دونوں کو یہ پتہ چلا کہ لوگوں کا مقصد ہماری بے عزتی اور جگ ہنسائی ہے۔ عبداللہ اٹھ کر چلے گئے۔ زید نے بھی ان کے بعد اللہ کو گواہ کر کے عہد کیا کہ میں کبھی ایسی بات کے لیے پھر حاضر نہ ہوں گا۔ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اب میں عبداللہ کے مقابلہ میں جب تک زندہ ہوں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ آؤں گا۔ پھر زید نے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے بھتیجے بھائی اب یہاں سے اٹھ چلو۔ دونوں اٹھ گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔

زید بن علی اور خالد بن عبدالملک میں نوک جھونک:

بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زید حضرت جعفر بن حسن سے جھگڑتے رہتے تھے، جعفر کے مرنے کے بعد عبداللہ سے تنازعہ ہونے لگا۔ جب ہشام نے خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا امیر مقرر کیا تو یہ دونوں ان کے پاس آئے۔ عبداللہ نے زید کو سخت برا بھلا کہا اور ہندیہ کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا۔ زید ہنس پڑے اور کہا ابو محمد! آپ نے یہ بات کہہ دی۔ پھر زید نے بھی ان کی ماں کا تحقیر آمیز الفاظ میں ذکر کیا۔

زید بن علی کی ماں کی مدحت و توصیف:

واقدی کہتے ہیں کہ جب عبداللہ نے زید کے متعلق یہ کہا تو زید نے جواب دیا کہ ہاں خدا کی قسم! ان کی ماں نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد صبر کیا اور کبھی گھر کی دہلیز سے باہر قدم نہیں رکھا، برخلاف دوسروں کے کہ انہوں نے صبر نہیں کیا۔ پھر زید کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی اور وہ اپنی پھوپھی فاطمہ سے شرماتے تھے، ایک زمانہ تک ان کے پاس نہیں گئے۔ پھر فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ میرے بھتیجے! میں جانتی ہوں کہ تمہیں اپنی ماں اسی طرح عزیز ہے جیسا کہ عبداللہ کو اپنی ماں عزیز ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ اگر عبداللہ نے تمہاری ماں کو برا کہا ہے تو تم بھی ان کی ماں کو برا کہو۔ اور عبداللہ سے پوچھا کیا تم نے زید کی ماں کو برے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا جی ہاں تو فاطمہ نے کہا خدا کی قسم تم نے بہت برا کیا زید کی ماں جب گھر سے آتیں تو ہمارے یہاں بہت اچھی مہمان ہوتی تھیں۔

زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری:

پھر خالد بن عبدالملک نے ان دونوں سے کہا کل آپ تشریف لائیں۔ اگر میں آپ کے درمیان فیصلہ نہ کر دوں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہیں۔ اس خبر سے مدینہ میں ایک ہیجان سا برپا رہا۔ کوئی کہتا زید نے یہ کہا اور کوئی کہتا کہ عبداللہ نے یہ کہا ہے۔ دوسرے دن خالد نے مسجد نبوی میں اجلاس کیا تمام لوگ جمع ہوئے ان میں سے بعض خوش ہونے والے تھے اور بعض غمگین۔ خالد نے دونوں کو طلب کیا وہ چاہتا تھا کہ یہ دونوں ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں۔ عبداللہ گفتگو کرنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے کہا اے ابو محمد! آپ جلدی نہ کیجئے۔ زید اب کبھی خالد کے سامنے آپ سے مخاصمت کرے تو اس کے تمام غلام آزاد ہیں۔ پھر زید نے خالد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم نے رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو ایک ایسی بات کے لیے اپنے سامنے بلایا ہے جس کے لیے ابوبکر و عمر بھی انہیں اپنے پاس نہیں بلاتے تھے۔ خالد نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے جو اس بیوقوف کو جواب دے۔

عمرو بن حزم انصاری کی دریدہ دہنی:

انصار میں سے ایک شخص نے جو عمرو بن حزم کی اولاد میں سے تھا کہا اے ابو تراب اور حسین بے وقوف کے بیٹے کیا تو والی کا اپنے اوپر کوئی حق نہیں سمجھتا اور نہ اس کی اطاعت تیرے لیے ضروری سمجھتا ہے۔ زید نے کہا اے قحطانی تو خاموش رہ میں تو ایسے کو جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس شخص نے کہا کیوں جناب آپ مجھ سے کیوں الگ رہتے ہیں خدا کی قسم میں تم سے بہتر ہوں۔ میرا باپ تمہارے باپ سے اور میری ماں تمہاری ماں سے بہتر ہے۔ زید ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے گروہ قریش! دین تو جاتا رہا کیا حسب بھی رخصت

ہو گیا؟ پتہ ہوا ہے کہ ان قوم کا دین جا چکا ہے مگر ان کے حسب چلے نہیں جاتے۔

ابن واقد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زید کی حمایت

عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اے قحطانی تو سمجھتا ہے زید تجھ سے اپنی ذات اپنے والدین اور اصل و نسل کے اعتبار سے افضل ہیں اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں انہوں نے کہیں۔ اس قحطانی نے ان سے کہا ابن واقد تم اس معاملے سے الگ رہو۔ ابن واقد نے کنکریوں کی مٹھی اٹھائی اور زمین پر دے ماری اور پھر کہنے لگے افسوس! خدا کی قسم اس کی باتوں پر صبر نہیں کر سکتے پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔

زید ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے ہشام کسی طرح ملاقات کا موقع نہیں دیتا تھا۔ زید مختلف قصوں کے ذریعہ بھی اجازت طلب کرتے۔ وہ ہر قصہ کے نیچے لکھ دیتا کہ جو تمہارے حاکم ہیں ان کے پاس جاؤ۔ زید کہتے خدا کی قسم اب میں خالد کے سامنے تو کبھی نہیں جاؤں گا میں کچھ مانگنے نہیں آیا بلکہ میں اپنے حق کے لیے مقدمہ پیش کرنے آیا ہوں۔ آخرکار بہت عرصہ کے انتظار کے بعد ہشام نے ان کو دربار کا موقع دیا۔

زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات:

محمد بن عبدالعزیز الزہری بیان کرتے ہیں کہ جب زید بن علی ہشام سے ملنے آئے تو حاجب نے ان کے آنے کی اطلاع دی ہشام ایک بلند منزل پر چڑھ گیا۔ پھر انہیں آنے کی اجازت دی۔ ایک خادم کو حکم دیا کہ تم اس طرح ان کے پیچھے پیچھے رہو کہ تمہیں نہ دیکھیں اور یہ دیکھو وہ کیا کہتے جاتے ہیں۔ یہ خادم بیان کرتا ہے کہ میں سیڑھیوں پر بھی ان کے پیچھے ہو لیا زید چونکہ بہت موٹے تھے اس لیے وہ ایک سیڑھی پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم جس نے دنیا کو چاہا وہ ذلیل ہوا۔ جب وہ ہشام کے پاس پہنچے تو اپنی ضروریات منظور کرالیں اور لوٹ چلے گئے۔ ہشام اس بات کو اپنے خادم سے پوچھنا بھی بھول گیا اور اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا اس کے بعد اس نے خادم سے پوچھا خادم نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔ ہشام نے ابرش کی طرف دیکھا ابرش نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہو گی کہ وہ تمہاری خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے۔ چنانچہ ہشام کو سب سے پہلی اطلاع جو موصول ہوئی وہ زید کی بغاوت تھی جیسا ابرش نے کہا تھا وہی وقوع پذیر ہوا

زید بن علی کی ہشام بن عبدالملک کو دھمکی:

خود زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام کے روبرو کسی معاملہ پر قسم کھائی ہشام نے کہا میں تمہیں سچا نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے کسی کا رتبہ اتنا نہیں بڑھایا کہ اسے یہ جرأت ہو کہ وہ کوئی غلط بات اللہ کی نسبت سے بیان کرے اور نہ اس نے کسی کے درجہ کو اس قدر گھٹایا ہے کہ اگر وہ کوئی بات خدا کی نسبت سے بیان کرے تو اسے سچ نہ مانا جائے۔ ہشام نے مجھ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کے متمنی ہو تم ایک لونڈی کے بطن سے ہو کر اس کی توقع کیونکر کر سکتے ہو؟ میں نے کہا امیر المومنین آپ کی بات کا ایک جواب بھی ہے۔ ہشام نے کہا کہو۔ میں نے کہا نبی مبعوث سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ ارفع و اعلیٰ نہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی تھے اور ان کے پوتے محمد رسول اللہ ﷺ جو بہترین نبی ہیں۔ حالانکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام لونڈی کے بیٹے تھے اور ان کے بھائی بیوی کے بطن سے تھے مگر اللہ نے حضرت اسمٰعیل کو ان کے بھائی پر ترجیح دی اور ان کی اولاد میں سے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا جو خیر البشر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے دادا کے متعلق کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ پوچھے کہ ان کی ماں کون تھیں۔ ہشام نے انہیں قتل کیے جانے کا حکم دیا۔ زید نے کہا میں جا رہا ہوں مگر یاد رکھو اب تم صرف انہی کی صورت میں مجھے دیکھو گے جو تمہیں ناگوار ہوگی۔ سالم نے ان سے کہا اے ابوالحسین خبردار آپ کو یہ بات ظاہر نہ کرنا چاہیے تھی۔

(یہاں سے پھر ابی مخنف کی روایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

زید بن علی کا کوفہ میں قیام:

غرض کہ اب شیعہ زید بن علی کے پاس آنے جانے لگے اور ان کو خروج کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے تھے ہمیں توقع ہے کہ آپ منصور و کامیاب ہوں گے اور یہی وہ زمانہ ثابت ہوگا کہ جس میں بنو امیہ ہلاک ہو جائیں گے۔ زید کوفہ میں مقیم رہے۔ یوسف بن عمر بھی ان کی خبر معلوم کرتا رہتا تھا اور جب اس سے کہا جاتا کہ وہ ابھی یہیں ہیں تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر چلے جانے کی درخواست کرتا۔ زید اس وقت تو ہاں کر دیتے مگر پھر درد کا بہانہ کر کے جب تک چاہتے اپنی روانگی کو ٹالتے رہتے۔ ایک مرتبہ یوسف نے پھر انہیں پوچھا معلوم ہوا کہ ابھی کوفہ ہی میں ہیں گئے نہیں۔ یوسف نے پھر ان سے چلے جانے کے لیے کہلوایا۔ زید نے اس مرتبہ یہ حیلہ کیا کہ مجھے کچھ اشیاء خریدنا ہیں انہیں خرید لوں تو جاؤں اور میں خود سفر کی تیاری کر رہا ہوں۔

زید بن علی کی کوفہ سے روانگی اور مراجعت:

مگر جب زید نے دیکھا کہ یوسف کسی طرح ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا تو انہوں نے روانگی کا تہیہ کر لیا اور کوفہ سے نکل کر قادسیہ گئے۔ بعضوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یوسف نے ان کے ہمراہ اپنا ایک قاصد بھی کر دیا تھا کہ یہ انہیں عذیب تک پہنچا آئے۔ شیعہ ان کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں آپ کے ساتھ کوفہ کے ایک لاکھ جوان مرد تلوار لیے موجود ہیں جو آپ کے لیے جنگ میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور آپ کے مقابل شامیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ہمارے ان قبائل مذحج، ہمدان، تمیم یا بکر میں سے ایک بھی قبیلہ ان کا مقابلہ کرے تو اللہ کے حکم سے وہ ان کے لیے بالکل کافی ہے۔ ہم آپ کو اس لیے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ واپس نہ جائیں۔

یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دستبرداری:

اسی طرح کی چرب زبانی سے آخر کار شیعہ انہیں کوفہ میں واپس لے آئے۔ اس روایت کے علاوہ ایک دوسرا بیان اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جب زید بن علی یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے ان سے کہا خالد اس بات کا مدعی ہے کہ اس نے کوئی رقم آپ کے پاس امانت رکھوائی تھی۔ زید نے کہا بھلا وہ کیونکر میرے پاس کوئی رقم امانت رکھواتا، وہ تو برسر منبر میرے آباؤ اجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ یوسف نے خالد کو طلب کیا۔ خالد ایک عبا کا لبادہ پہنے حاضر کیا گیا۔ یوسف نے اس سے کہا دیکھو یہ زید ہیں جن کے متعلق تم نے دعویٰ کیا تھا کہ تو نے اپنی کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھوائی تھی یہ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ خالد نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور یوسف کو خطاب کر کے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نے میرے معاملہ میں جو گناہ اپنے سر لیا ہے اس کے ساتھ اس ناحق واقعہ کا گناہ بھی جمع کرے۔ میں انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو برسر منبر سب و شتم کرتا رہا ہوں۔ میں کیونکر کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھواتا۔ یوسف نے یہ جواب سن کر خالد کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اسے واپس لے جاؤ۔

ابو عبیدہ کا بیان:

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ یوسف نے [illegible] کے متعلق [illegible] قسم کھائی۔ [illegible]

[illegible]

یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ساتھیوں سے حسن سلوک:

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے تو اس نے انھیں اپنا مہمان رکھا ان کی تعظیم و تکریم کی اور ان سے اچھی طرح [illegible] ان سے کہا [illegible] ان سب صاحبوں نے حلف اٹھایا ہے اور [illegible] کے متعلق [illegible] ہے۔ کہ اب تم اپنے [illegible] کر سکتے ہو [illegible] دریافت کیا [illegible] خالد نے کہا [illegible] آپ لوگوں کے [illegible] سے پہلے [illegible] میرے [illegible]

یوسف نے ان سب صاحبوں کو [illegible] اجازت دے دی [illegible] اور دونوں [illegible] داؤد بن علی اور زید بن علی کوفہ ہی میں رہ گئے۔

زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم:

[illegible] یوسف [illegible] اپنے [illegible] کوفہ سے خارج کر دو [illegible] ایک [illegible] کے متعلق [illegible] یوسف نے [illegible] اور جب [illegible] معلوم ہوا [illegible] اپنے [illegible] اور [illegible] سے [illegible]

زید بن علی کی قادسیہ میں آمد:

[illegible] ایک جماعت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی [illegible] نصر بن خزیمہ عبسی [illegible] بن اسحاق [illegible] زید بن [illegible] انصاری [illegible] ان کے علاوہ [illegible] جب داؤد بن علی نے یہ رنگ دیکھا تو زید سے کہا [illegible] آپ ان کے [illegible] اپنی جان کو خطرہ [illegible] آپ کے خاندان والوں کی [illegible] اور ان لوگوں کی [illegible] آپ کے لیے [illegible] زید نے جواب دیا [illegible] ان کے [illegible] جیسا کہ انھوں نے [illegible] تمہارے [illegible] آپ [illegible]

انہوں نے عہد و میثاق ان سے لے لیے اور سخت قسمیں کھا گئے۔ زید نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم میرے ساتھ بھی وہی کرو گے جیسا کہ تم نے میرے باپ اور دادا کے ساتھ کیا ہے۔

داؤد بن علی کی کوفیوں کی مخالفت:

داؤد بن علی نے ان سے کہا بھائی! آپ کو یہ لوگ دھوکا دے رہے ہیں آپ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں کیا انہوں نے ان حضرات کا ساتھ نہیں چھوڑا جو آپ سے بہتر تھے اور ان کے نزدیک زیادہ معزز تھے آپ کے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ شہید کر ڈالے گئے ان کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں جن کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی مگر پھر انہی پر چڑھ دوڑے اور ان کی ران کے جوڑ سے اتار دیا ان کے خیمہ وغیرہ کو لوٹ لیا۔ انہیں مجروح کر دیا۔ یہی وہ لوگ تھے ہیں جنہوں نے آپ کے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بلایا اور ان کا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے لیے سخت سے سخت قسمیں کھائیں مگر پھر بھی انہوں نے ان کا ساتھ چھوڑ کر انہیں دشمن کے حوالے کر دیا اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں قتل بھی کر کے چھوڑا۔ آپ ہرگز ہرگز ان کی درخواست کو قبول نہ کیجیے اور ان کے ہمراہ کوفہ واپس نہ جائیں۔

اس تقریر کے جواب میں کوفیوں نے کہا یہ صرف حسد سے ایسا کہتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ آپ غالب نہ ہوں کیونکہ داؤد سمجھتے ہیں کہ وہ اور ان کا خاندان خلافت کے لیے آپ سے زیادہ مستحق ہے اسی لیے یہ خود اس کے خواہاں ہو رہے ہیں۔

زید بن علی کی مراجعت کوفہ:

زید نے داؤد سے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنی خود غرضی اور اہل شام کے زور پر لڑے تھے اور یزید بن معاویہ حسین رضی اللہ عنہ سے لڑا۔ یہ تو معاملہ تھا اور اب اس وقت تو خلافت خود بخود ڈھیلی ہو رہی ہے مگر اب بھی داؤد نے یہی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپ ان کے ہمراہ واپس چلے گئے تو ان سے زیادہ آپ کے حق میں کوئی سخت دل اور ظالم نہ ہوگا اور آپ ہی اپنے معاملات کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ داؤد تو مدینہ چلے آئے اور زید کوفہ واپس گئے۔

سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یوسف کو حکم بھیجا کہ زید کو ان کے شہر بھیج دو کیونکہ جس کسی اور شہر میں یہ رہیں گے اور وہاں کے شہر والوں کو اپنی بیعت کے لیے دعوت دیں گے اور وہ ضرور ان کی دعوت کو قبول کریں گے چنانچہ یوسف نے زید کو کوفہ سے نکال دیا۔ جب یہ عذیب یا قادسیہ پہنچے تو بدبخت اہل کوفہ ان کے پاس آئے انھیں واپس لے گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سلمہ بن کہیل زید سے ملنے آئے۔ جب ملاقات کی اجازت لے کر اندر آئے تو زید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور ان کے حق کا ذکر نہایت خوبی سے کیا زید نے بھی ان کے جواب میں عمدہ تقریر کی سلمہ نے امان طلب کی زید نے کہا بھلا آپ ایسا شخص مجھ سے امان طلب کرے (سلمہ کا اس سے یہ مقصد تھا کہ وہ اس بات کو ان کے دوسرے طرفداروں کو سنا دے) زید نے انھیں امان دے دی۔ سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کتنے لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے؟ زید نے جواب دیا اسی ہزار نے۔ سلمہ نے پوچھا اور ان میں سے کتنے ان کے وفادار ہیں؟ زید نے کہا تین سو۔ سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا؟ زید نے کہا میرے دادا۔ سلمہ نے کہا کیا یہ جماعت جس میں آپ نے خروج کیا ہے بہتر

[illegible]

سلمہ بن کہیل کی روانگی یمامہ

[illegible]

عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت

[illegible]

> [illegible]

زید بن علی کے متعلق ہشام کا یوسف کے نام خط

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

زید بن علی کی بیعت:

[illegible]

بنت عبداللہ بن ابی العنس سے زید بن علی کا نکاح:

[illegible]

زید نے انہیں سے عہد و پیمان لیا اور بنی اسد میں ان کے پاس آئی اپنی بیٹی کو ان کے عقد میں دے دیا۔ زید نے اس سے بیاہ کر لیے گھر لے آئے۔ ایک لڑکی اس کے بطن سے ہوئی جو بعد میں مر گئی۔ زید اس پر فریفتہ تھے۔ زید کوفہ میں مختلف مکانات میں قیام کرتے رہتے تھے کبھی اپنی ازدی بیوی کے مکان میں ٹھہرتے کبھی اپنے دوسرے سسرال والوں کے پاس قیام کرتے کبھی بنی غبر میں نصر بن خزیمہ کے پاس رہتے کبھی بنی غبر میں قیام کرتے پھر تھوڑے عرصہ بعد بنی ... کے یہاں سے بنی عامر کے محلہ سالم السلولی میں منتقل ہو گئے یہ قبیلہ ... پھر شعب میں بنی ہلال بن عامر کی مسجد کے پاس قیام پذیر ہو گئے تھے۔

زید بن علی کی بیعت کی شرائط:

اب زید اپنے طرفداروں سے بیعت لینے لگے۔ جب بیعت لیتے تو کہتے کہ ہم تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ظالموں سے جہاد کمزوروں کی مدافعت محروموں کو عطا حق سرکاری مال گزاری کی ان کے حقداروں میں برابر تقسیم [illegible] کی واپسی اہل بیت کی امداد کی طرف ان لوگوں کے خلاف جو ہمارے مخالف ہیں اور جنہوں نے ہمارے حقوق کو پامال کیا ہے دعوت دیتا ہوں کیا تم ان شرائط پر بیعت کرتے ہو؟ اگر وہ اقرار کر لیتا تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور پھر کہتے اب تم پر اللہ کا عہد و میثاق اور رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو گے میرے دشمن سے لڑو گے۔ ظاہر و باطن میں میرے خیر خواہ رہو گے۔ اگر وہ ان باتوں کا بھی اقرار کر لیتا تو پھر اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھوا دیتے۔ پھر کہتے اے اللہ تو گواہ رہ۔

چند ماہ یہی ہوتا رہا۔ جب ان کے خروج کا زمانہ قریب آیا انہوں نے اپنے طرفداروں کو تیاری کا حکم دیا۔ ان میں سے جو لوگ وفاداری سے اپنے عہد کو پورا کرنا اور ان کا ساتھ دینا چاہتے تھے انہوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ اس سے ان کی بات تمام لوگوں میں پھوٹ پڑی۔

اسی سنہ میں نصر بن سیار نے دو مرتبہ ماوراء النہر میں جہاد کرنے کے بعد تیسری مرتبہ جہاد کیا اور کورصول مارا گیا۔

نصر بن سیار کا اہل مرو سے خطاب:

نصر نے بلخ سے بڑھ کر ماوراء النہر پر باب الحدید کے راستے سے جہاد کیا۔ پھر مرو واپس آیا۔ تقریر کی اور کہا بہرامسیس مجوسیوں کا سردار تھا جو مجوسیوں کی اپنی طاقت بھر سے بہرہ اندوز کرتا تھا ان کی حفاظت و مدافعت کرتا تھا اور ان کی ذمہ داریوں کو مسلمانوں پر ڈالتا تھا۔ اشبداد بن جریجور عیسائیوں کا سردار تھا عقیبہ الیہودی یہود کا سردار تھا۔ میں مسلمانوں کا سردار ہوں ان کو مظلوم بنا دوں گا۔ ان کی حفاظت و مدافعت کروں گا ان کے بوجھوں کو مشرکین پر ڈال دوں گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو کہ سوائے اس کے کہ پورا پورا خراج جس طرح سرکاری کاغذات میں درج ہے وصول ہو کر بیت المال میں آ جائے اور کسی بات کو قبول نہیں کروں گا۔ میں نے منصور بن عمر بن ابی الخرقاء کو تمہارا افسر مال گزاری مقرر کیا ہے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف کریں ہر ایسے مسلمان کو جس سے جزیہ لیا جاتا ہو یا جس کی مال گزاری میں اس پر زیادتی کی گئی ہو اور اس کے مقابلہ میں مشرکین کے ساتھ تخفیف ہوئی ہو اس میں رعایت کی گئی ہو چاہیے کہ وہ ان کے پاس مرافعہ کرے تاکہ منصور اس کو مسلم کے ذمہ سے ہٹا کر مشرک پر ڈال دیں گے۔

اہل مرو کی ادائیگی خراج:

دوسرا جمعہ بھی نہیں گزرا تھا کہ تیس ہزار مسلمان جو جزیہ دیتے تھے اور اسی ہزار مشرکین جن سے جزیہ لینا موقوف کر دیا گیا تھا

منصور بن عمر کے پاس آئے منصور نے جو یہ رقم بجائے مسلمانوں کے مشرکین پر ڈال دی۔ پھر اس نے مال گذاری کی تخفیف سے مستحقین کیں اور انہیں ادا کر دیا۔ جب اس کا اقرار دیا جس طرح کہ ہونا چاہیے تھا اور وہی رقم جس پر صلح ہوئی تھی ادا کر دی۔ چنانچہ نئی اسیر نے عمدگی سے قرار دیئے ہیں۔ وہ ایک لاکھ درہم وصول کیے جاتے تھے۔

نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی:

نصر نے دوسری مرتبہ ورغر اور سمرقند پر جہاد کیا اور پھر تیسری مرتبہ پھر جہاد کیا اور پھر شاش کی طرف بڑھا۔ کورصول نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ نصر بن سیار کی راہ میں شاش کو عبور کرنے میں مزاحمت کی۔ یہ فوج شاش کی جانب دے کر آگے کر لی گئی تھی۔ ہر شخص کو ہر روز ایک شقہ حریر جس کی قیمت اس وقت پچیس درہم کی ہوا کرتی تھی۔ دونوں حریفوں میں تیر اندازی ہوئی۔ کورصول نے نصر بن سیار کو دریا عبور کر کے شاش آنے سے روک دیا۔

کورصول کا شب خون:

حارث بن سریج اس وقت ترکوں کے علاقہ میں تھا یہ بھی اس جنگ میں شرکت کے لیے کورصول کے ہمراہ آیا۔ یہ ایک موقع پر نصر کے مقابلہ پر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے نصر کے جو دریا کے کنارے اپنے تخت پر متمکن تھا ایک پھونٹا تیر مارا۔ یہ تیر نصر کے اس خدمت گار کے جو سے ٹھوکر کھا کر تیر سے مر گیا۔ نصر اپنے تخت سے ہٹ گیا۔ پھر حارث نے ایک شامی کے گھوڑے کے پیٹ پر تیر مار کر اسے چھوڑ ڈالا۔ کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا اور فوج والوں پر شب خون مارا اہل بخارا کی جماعت لشکر میں تھے کچھ بکریاں لوٹ لیں اور اندھیری رات میں تمام لشکر کا چکر لگایا۔ اس وقت نصر کے ہمراہ اہل بخارا، سمرقند، کش اور اشروسنہ بیس ہزار کی تعداد میں تھے۔ نصر نے سب فوج کے حصوں میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص اپنے قیام گاہ سے باہر نہ نکلے اور سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔

عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالہ پر حملہ:

عاصم بن عمیر اہل سمرقند کے دستہ کا سردار اپنے مقام سے نکلا کورصول کا رسالہ اس وقت وہاں سے گذر چکا تھا۔ ترکوں نے خوشی کا ایک ایسا نعرہ بلند کیا تھا جس سے لشکریوں کو یہ خیال ہوا کہ ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ جب کورصول کا رسالہ پھر اس مقام سے گذرا تو اس جماعت نے ترکوں کے پچھلے حصہ پر حملہ کیا اور ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ معلوم ہوا کہ یہ چار ہزار خیمہ کا ترکوں کا بادشاہ ہے لوگ اسے نصر کے سامنے لائے۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بہت ہی رسیدہ شخص ہے اس کی قبا ایک ایک بالشت زمین پر گھسٹتی تھی۔ دیباج کے موزے پہنے تھا جن میں حلقے تھے قرمزی قبا تھی جس میں ریشم کی گوٹ لگی تھی۔

کورصول کی گرفتاری:

نصر نے اس سے نام پوچھا اس نے کہا کورصول۔ نصر نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے تجھ دشمن خدا کو ہمارے قبضہ میں گرفتار کرایا۔ کورصول نے کہا تم ایک معمر شخص کے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے میں تمہیں ایک ہزار ترکی اونٹ اور ایک ہزار ترکی گھوڑے دیئے دیتا ہوں تاکہ تم اپنی فوج کی حالت درست کر لو اور مجھے رہا کر دو۔ نصر نے اپنے درباری اہل شام اور خراسان سے پوچھا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ سب نے کہا اسے چھوڑ دیجیے۔ نصر نے اس سے اس کی عمر دریافت کی۔ کورصول نے کہا میں نہیں جانتا۔ نصر

[illegible]

کورصول کا قتل:

[illegible]

[illegible]

کورصول کی لاش کا انجام:

[illegible]

حارث بن سریج پر حملہ کرنے کا حکم:

[illegible]

یحییٰ بن حضین کا نصر کو مشورہ:

[illegible]

اخرم ترک کا قتل:

نصر نے ایک دن مجمع کی نظروں سے دور ہو کر [illegible] خبر ملتی ہے کہ ہم ترکوں میں ہیں اور ہمارے [illegible] شاش کی طرف سے بڑھا [illegible] اس کے مقابلہ کے لیے آیا [illegible] سات [illegible] نے ان کو وہاں سے [illegible] بیت [illegible] ترک بہادر نے مسلمانوں پر حملہ کیا مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت سوں کو گرفتار کر لیا۔ نصر نے حکم دیا کہ اخرم کا سر منجنیق[1] کے ذریعہ دشمن کی صفوں میں پھینک دیا جائے۔ جب ترکوں نے اخرم کے سر کو دیکھا انہیں نہایت شدید صدمہ ہوا اور وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گئے۔

نصر واپس لوٹا اس نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر اس میں مزاحمت کی گئی۔

بخاراخداہ اور واصل بن عمرو کا قتل:

جس زمانہ میں نصر کا مقابلہ حارث بن سریج سے ہو رہا تھا اسی سال نصر سمرقند آ کر ٹھہرے۔ یہاں بخاراخداہ جو [illegible] ہوتے ہوئے نصر کے پاس آیا۔ وہ [illegible] دشمن کی وجہ سے بخارا ان کی جمعیت کے متعلق تھی۔ ان کے ساتھ بخارا کے دو دہقان بھی تھے جو نصر کے ہاتھ پر اسلام لا چکے تھے انہوں نے واصل بن عمرو القیسی کو جو نصر کی جانب سے بخارا کا عامل تھا اور بخاراخداہ کو قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ یہ دونوں بخاراخداہ کے ظلم کے شاکی تھے۔ بخاراخداہ کا [illegible] تھا اس نے نصر سے کہا مجھے معلوم ہے انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے مگر پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کمر میں خنجر لگا رکھے ہیں؟ نصر نے ان سے کہا واقعی تمہاری کیا غرض ہے کہ باوجود اسلام لانے کے کمر میں خنجر لگائے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارے اور بخاراخداہ کے درمیان عداوت ہے۔ اس وجہ سے ہمیں اپنی جانوں کا اندیشہ ہے۔ نصر نے ہارون بن سیاوش کو جو بنی سلیم کے آزاد غلام [illegible] پر جا کر حکم دیا کہ خنجر ان سے لے لو۔ ہارون نے دونوں خنجر لے کر توڑ ڈالے۔ بخاراخداہ نے نصر کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے متعلق گفتگو کی [illegible]۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم دونوں کی موت مقرر ہو چکی ہے۔ ایک نے واصل بن عمرو پر حملہ کیا۔ اس کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا۔ واصل نے اس کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ سر الگ ہو پڑا اور وہ مر گیا۔ دوسرا بخاراخداہ کی طرف لپکا۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا اس وقت بخاراخداہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ نصر [illegible] دیکھتے ان دونوں کی تلواروں میں [illegible] پہنچا۔ بخاراخداہ [illegible] قناتوں کے دروازے کے پاس لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اس [illegible] نے اس کے [illegible] اور جوزجان بن الجوزجان نے اس پر حملہ کیا اور گرز کی ایک ضرب سے اسے قتل کر دیا۔ بخاراخداہ کو اٹھا کر خیمہ میں لایا گیا۔ نصر نے اس کے لیے تکیہ منگوایا۔ بخاراخداہ نے تکیہ پر ٹیک لگا دی۔ قرعہ طبیب نے آ کر علاج شروع کیا۔ بخاراخداہ نے نصر کو وصیت کی اور اسی وقت مر گیا۔ واصل کی میت کو [illegible] دفن کیا گیا۔ نصر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ البتہ طغشادہ کا گوشت اس کے جسم سے علیحدہ کر کے اس کی ہڈیاں بخارا لے گئے۔

---

[1] قدیم طرز کی توپ جس میں پتھر رکھ کر اڑائی جاتی تھی۔

نصر بن سیار کی روانگی شاش:

شاش جاتے ہوئے نصر اشروسنہ آیا۔ اشروسنہ کے دہقان نے [illegible] پیش کی اور خود [illegible] نصر شاش چلا گیا۔ محمد بن خالد الازدی کو فرغانہ کا حاکم مقرر کر کے [illegible] فرغانہ [illegible] کے بھائی [illegible] دہقانوں [illegible] کے ساتھ [illegible] اپنے ساتھ [illegible] اس نے اشروسنہ [illegible] نصب کر دیا۔

شاہ شاش کی نصر کی اطاعت:

بعض ارباب سیر نے یوں بھی بیان کیا ہے کہ جب نصر شاش کے [illegible] تو شاش کے بادشاہ نے نصر [illegible] فوج کی روانگی [illegible] پیش کیے اور [illegible] نصر نے اس سے یہ [illegible] کی کہ وہ حارث کو اپنے علاقے سے نکال دے۔ چنانچہ اس نے حارث کو [illegible] نکال دیا۔ نصر نے نیزک بن صالح مولیٰ عمرو بن العاص کو [illegible] شاش پر حاکم مقرر کر دیا۔ یہاں سے [illegible] نصر نے فرغانہ کے علاقہ [illegible] کا [illegible] ہو چکا تھا انہوں نے [illegible] اور سامان [illegible] سپرد کر دیا۔

محمد بن المثنیٰ کی کارگزاری:

۱۲۱ ہجری [illegible] نصر نے ایک فوج [illegible] فرغانہ [illegible] کے مقابلہ پر بھیجی۔ مسلمانوں نے [illegible] والوں کے ایک قلعہ میں محصور کر دیا [illegible] ترک مسلمانوں [illegible] پر ٹوٹ پڑے [illegible] مسلمانوں کو بھی قید کر کے [illegible] ان [illegible] کے لیے [illegible] ان کے [illegible] محمد بن المثنیٰ [illegible] بہادر [illegible] مسلمانوں [illegible] ایک چال چلی [illegible] چھوڑ دیا اور خود [illegible] مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر ان پر حملہ کر دیا انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ ان کے [illegible] قتل کر دیا [illegible] بیٹے نے محمد بن المثنیٰ پر حملہ کیا مگر [illegible] سے گرفتار کر لیا [illegible] نصر [illegible] نصر نے [illegible] سے قتل کر دیا گیا۔

سلیمان بن صول کی سفارت:

نصر نے سلیمان بن صول کو صلح کرنے کے لیے خط دے کر [illegible] کے پاس بھیجا تھا۔ سلیمان کہتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ [illegible] میرے [illegible] اپنے [illegible] خزانوں کی [illegible] مجھے حکم دیا [illegible] میں [illegible] خزانوں میں داخل ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ [illegible] سلیمان [illegible] اس لیے دکھائے جا رہے ہیں کہ [illegible] صلح [illegible] ہو جائے گا۔

سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی گفتگو:

میں [illegible] اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان [illegible] کہا [illegible]

کہا بہت بہتر۔ بزدلی و بیچارگی کی افراط نے اس شراب سے اسے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کیا جانتے ہو۔ میں نے کہا غرض میں ان غور و تحمل اور تدبر کی باتوں میں پڑا ہوں۔ مجھ جیسے غلطی ہوگی۔ اس نے کہا اچھا بتا؟ دیکھنا اور نماز و سامان دو تم نے کہا ہے۔ میں نے کہا نہایت عمدہ۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ جو شخص حکم بجا لاتا ہے ان باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوتی ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہیں۔ میں نے کہا شخص مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ کا قریب ترین عزیز و محبوب اور سب سے زیادہ معتمد ہو اس پر اس سے محبت ہوتا ہے کہ اس کا مرتبہ خود حاصل کرے اور اس طرح دونوں کے پاس تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یا بادشاہ پر تمام امور و تدبیر کرتا ہے تا کہ وہ اسے اقتدار و حکم کا مالک بنا لے۔ یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو جس سے وہ جانبر نہیں ہوتا۔

یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ زرد ہو گیا اور میرے بیان سے اسے تکلیف پہنچی۔ مجھے حکم دیا کہ تم اپنے قوم کے پاس چلے جاؤ میں چلا آیا اور وہ ٹھہرا رہا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میری موت کو قریب کر دے گا۔ بادشاہ نے پھر مجھے بلایا۔ صلح کے وثیقہ لکھنے تمام کے متعلق تیار کیا مگر میں نے اسے تحریر لکھنے سے روکا کہ جب میرا قاصد واپس آئے تو اپنی قوم کو بلا کر خدمت میں لاؤں اور میں نے کہہ دیا کہ فرغانہ میں چھوڑ آیا ہوں

شاہ فرغانہ سے مصالحت

میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے مجھ سے خط لیا۔

میں نے کہا کہ وہ خط میں اپنے قوم کو ملک چھوڑ آیا ہوں۔ بادشاہ نے مجھ سے کہا کہ کسی کو اس کی تلاش کرنے کو بھیجیں لیکن مجھے انعام و اکرام دیا۔ پھر ان لوگوں کو جو حقیقت میں شہر میں تھے ملکہ کی میرے ساتھ بھیجا۔ میں نصر کے پاس آیا نصر نے مجھے دیکھ کر کہا تمہارے ہی لیے یہ مصرع کسی نے پہلے سے کہا ہے۔

ارسل حکیماً ولا توصہ

"عقلمند آدمی کو بھیجو اور اسے نصیحت مت کرو۔"

میں نے کہا واقعی تمہارا نصر نے میرے طرز عمل کی تعریف کی بادشاہ کی ان سے ... میں نے دیکھا کہ اس کے بالکل ترجمان کے ذریعہ اس سے باتیں کرنے لگا اس گفتگو کے دوران میں نصر دربار میں آیا نصر نے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ کیا وہ انہیں پہچانتے ہیں ان نے جواب دیا نہیں نصر نے کہا یہ نصر ہے اس نے کہا اس میں نہ چھوٹوں کی حلاوت باقی ہے اور نہ بڑوں کا تجربہ پختہ کار ہے۔

بادشاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس نے نصر سے کہا کہ کسی بادشاہ کے پاس یہ چھ چیزیں نہ ہوں تو وہ بادشاہ نہیں ہے ایک وزیر جس سے وہ اپنے دل کا راز کہہ سکے اور جو مشورہ دے وہ اس کے مشورہ پر اعتماد کرے۔ دوسرے باورچی کہ اگر بادشاہ کو کھانے کی بھوک بھی نہ ہو تب بھی وہ ایسا کھانا اس کے لیے تیار کرے کہ اس کی اشتہا پیدا ہو جائے۔ تیسری بیوی اگر بادشاہ غمگین بھی اس کے پاس آئے تو اس کی صورت دیکھتے ہی رنج و غم دور ہو جائے۔ چوتھے قلعہ کہ ضرورت کے وقت وہ اس میں اپنی حفاظت کر

[illegible]

امیر حج محمد بن ہشام [illegible]

[illegible]

۱۲۲ھ کے واقعات

زید بن علی کا خروج

[illegible]

[illegible]

زید بن علی کی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے متعلق رائے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی

[illegible]

[illegible]

جعفر بن محمد بن علی

[illegible]

اہل کوفہ کی مسجد اعظم میں محصوری

[illegible]

آمد کرنے کا قصد کریں۔ حکم نے تمام سرداروں، پاسبانوں، عہدہ داروں اور جنگی سپاہیوں کو بلا کر مسجد میں داخل ہونے کا حکم دیا اور اعلان کرا دیا کہ جو شخص اپنے گھر میں پایا جائے گا اس کے تمام حقوق ساقط ہو جائیں گے۔ آپ سب لوگ جامع مسجد میں رہیں۔ زید کے خروج سے ایک دن پہلے ہی شہر کے یہ تمام لوگ مسجد اعظم میں آ گئے۔

قاسم تنعی کا قتل:

سرکاری عہدہ داروں نے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری کے مکان میں زید کو تلاش کیا مگر زید نے رات ہی میں کوچ کی۔ شب بہت سرد تھی۔ وہ اسی رات بہت ہی شدید سردی کی وجہ سے معاویہ کے مکان سے برآمد ہوئے۔ ان لوگوں نے لکڑیوں کے گٹھوں کو ایک لکڑی کے سرے پر باندھ کر مشعلیں بنائیں ان میں آگ روشن کی اور پکارنے لگے۔ "اے منصور امت" جب ایک مشعل جل کر ختم ہو جاتی تھی تو دوسری میں آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح رات بھر، صبح کے وقت زید نے قاسم التنعی الحضرمی اور اپنے طرفداروں میں سے ایک اور شخص کو بھیجا کہ وہ اپنا شعار لوگوں میں پکاریں۔ جب یہ لوگ صائدیین کے میدان میں پہنچے تو جعفر بن عباس الکندی سے وہاں مڈ بھیڑ ہوئی انہوں نے جعفر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا۔ قاسم کے ساتھ جو دوسرا شخص تھا وہ مارا گیا اور قاسم التنعی زخمی ہو کر میدان سے اٹھا کر حکم کے سامنے لایا گیا۔ حکم نے اس سے گفتگو کی مگر اس نے کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ حکم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ شخص قصر کے دروازے پر قتل کر دیا گیا۔ زید بن علی کے ساتھیوں میں سے سب سے پہلے یہی قاسم اور اس کا ساتھی مقتول ہوئے۔

کوفہ کی ناکہ بندی:

حکم بن الصلت نے راستوں پر پہرے بٹھا دیئے۔ بازار کے راستے بند کر دیئے گئے اور مسجد کے دروازے بھی بند کر دیئے گئے تاکہ کوئی شخص باہر نہ نکل سکے۔ کوفہ میں فوج کے چھ دستے تھے ان میں سے اہل مدینہ کے دستے پر ابراہیم بن عبداللہ بن جریر البجلی سردار تھا، مذحج اور اسد کے دستے پر عمرو بن ابی بذل العبدی تھا اور ربیعہ پر منذر بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی اور تمیم و ہمدان کے دستے پر محمد بن مالک الہمدانی الخیوانی سردار تھا۔

حکم نے یوسف کو تمام واقعات کی اطلاع دی۔ یوسف نے اپنے نقیب سے کہا کہ منادی کر دو کہ شامیوں میں سے کون ایسا ہے جو کوفہ جا کر تمام واقعات قریب سے دیکھ کر مجھے ان کی اطلاع دے۔ جعفر بن العباس الکندی نے کہا کہ میں جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ پچاس سواروں کے ساتھ کوفہ آیا۔ جبانہ سالم السلولی تک آیا، زید کے ہمراہیوں کی حالت معلوم کی اور پھر یوسف کو جا کر ان کی خبر دی۔ صبح کو یوسف حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا۔ قریش اور دوسرے معزز لوگ اس کے ساتھ تھے۔ عباس بن سعید المزنی اس زمانہ میں اس کے کوتوال دستہ کا سردار تھا۔ یوسف نے ریان بن سلمہ الاراشی کو دو ہزار فوج کے ساتھ کہ جس کے ہمراہ تین سو القیقانیہ تیر اندازوں کا پیدل دستہ تھا آگے بڑھایا۔

زید بن علی کے ساتھیوں کی تعداد:

دوسرے دن صبح کے وقت زید کے ہمراہ کل دو سو اٹھارہ آدمی تھے۔ جو اس رات میں ان کے پاس آ گئے تھے۔ زید نے پوچھا خدا کی شان! اور لوگ کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ مسجد اعظم میں محصور ہیں۔ زید نے کہا جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان

کے لیے یہ کوئی معقول عذر نہیں ہے۔

نصر بن خزیمہ کا عمرو بن عبدالرحمن پر حملہ

نصر بن خزیمہ تو ابن کرز کی طرف چلا گیا اور راستہ میں عمرو بن عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کی فوج تھی عمرو کا سامنا اپنے سواروں کے دستے کے ساتھ زید بن ابی سلمہ کے مکان کے قریب کی دوسری سڑک پر بنی عدی کی مسجد کی طرف نکلتے ہوئے مقابل ہوا۔ نصر بن خزیمہ نے کہا "اے منصور قصد فرمائیے" مگر اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ نصر اور اس کے ہمراہیوں نے سرکاری فوج پر حملہ کر دیا۔ عمرو بن عبدالرحمن ہار گیا اس کے ساتھی پسپا ہو گئے۔

زید بن علی کا شامی دستے پر حملہ:

زید بن علی جب حرم سے جبانہ صائدیین تک آگے بڑھ آئے یہاں پانچ سو شامی تھے۔ زید نے اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دی اس روز زید ایک سیاہ ٹٹو پر سوار تھے۔ جسے انہوں نے بنی نہد بن کہمس بن مروان النجاری کے ایک شخص سے پچیس دینار میں خریدا تھا زید کے قتل کے بعد اس ٹٹو کو حکم بن صلت نے لے لیا۔

زید بن علی اور انس بن عمرو:

زید ایک ازدی کے مکان کے دروازہ پر پہنچے اس نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اسے بلایا گیا اور چلا کر بلایا گیا مگر اس نے جواب نہیں دیا۔ انس بن عمرو اس کا نام تھا۔ پھر زید نے قریب سے آواز دی اور کہا "انس میرے پاس آؤ اللہ تم پر رحم کرے گا۔ اس لیے کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل مٹنے کے لیے ہے" مگر پھر بھی یہ شخص باہر نہ نکلا۔ زید نے کہا تم لوگوں نے کس قدر خلاف وعدگی کی اللہ ہی تم سے حساب لینے والا ہے۔

زید بن علی اور شامیوں میں جھڑپیں:

یہاں سے زید کناسہ کی طرف آئے۔ شامیوں کی ایک جماعت یہاں بھی متعین تھی زید نے اس پر حملہ کیا اور شکست دی پھر یہاں سے بڑھ کر قبرستان میں نمودار ہوئے یوسف بن عمرو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس وقت تک ٹیلہ پر کھڑا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا اس کے سامنے حزام بن مرۃ المزنی اور زمزم بن سلیم الثعلبی دو سو سوار پیادوں کی قیادت میں لیے ہوئے ایستادہ تھے۔ کل دو سو آدمی ان کے ہمراہ تھے۔ بلکہ اگر زید اس کا رخ کرتے تو اسے قتل کر ڈالتے۔ ریان بن سلمہ شامیوں کو لیے ہوئے کوفہ میں زید کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ زید وہاں سے ہٹ کر خالد بن عبداللہ کے مصلی کی سمت مڑے اور کوفہ میں داخل ہو گئے جس وقت زید نے کناسہ کا رخ کیا تو ان کے ساتھیوں کا ایک گروہ مخنف بن سلیم کے قبرستان کی طرف پھٹ کر چلا گیا یہاں ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیوں نہ کندہ کے قبرستان تک چلیں۔ یہ الفاظ ابھی اس کی زبان سے نکلے ہی تھے کہ شامی آ گئے یہ جماعت انہیں دیکھتے ہی ایک تنگ گلی میں گھس گئی۔ ایک شخص اس میں سے پیچھے رہ گیا وہ مسجد میں چلا گیا دو رکعت نماز پڑھی پھر شامیوں کے مقابلہ کے لیے باہر آیا۔ تھوڑی دیر تک مقابلہ رہا۔ شامیوں نے اسے زمین پر گرا دیا اور تلواریں مارنے لگے ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ فولادی خود پہنے ہوئے ہے پہلے اس کے سر سے خود اتارو اور پھر فولادی گرز اس کے سر پر مارو۔ شامیوں نے یہی کیا یہ شخص کام آ گیا۔ مگر اس کے طرفداروں نے شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں اس سے جدا کر دیا مگر یہ اب کام آ چکا تھا شامی پلٹ گئے مگر انہوں نے رفیقوں کے ایک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبیداللہ بن عباس کا [illegible] پسپائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عباس بن سعید اور [illegible] کی جنگ

[illegible]

[illegible]

مصعب بن زبیر کا قتل:

[illegible]

شامی فوج کی پسپائی:

[illegible]

زبیر بن علی کی جماعت پر تیر اندازی:

[illegible]

زبیر بن علی کا قتل:

[illegible]

پیشانی پر بائیں جانب آ کر پیوست ہوا اور دماغ تک اتر گیا۔ یہ واپس ہوئے ان کی فوج بھی چلی گئی شامیوں کو یہی خیال ہوا کہ زید اور ان کے ساتھی محض رات ہو جانے کی وجہ سے پلٹ گئے ہیں۔

سلمہ بن ثابت کا بیان:

سلمہ بن ثابت اللیثی جو کہ اس معرکہ میں زید کے ہمراہ تھا اور اس روز وہ اور معاویہ بن اسحاق کا ایک غلام سب کے بعد میدان جنگ سے واپس ہوئے تھے بیان کرتا ہے کہ میں اور معاویہ کا غلام زید کے زخم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے ہمیں معلوم ہوا کہ وہ گھوڑے سے اتار کر حران بن کریمہ کے (جو کسی عرب کا آزاد کردہ غلام تھا) مکان واقع دار ارحب کی طرف لے چلے اور جب دور شاکر کے مکانات میں سے کسی مکان میں لا کر اتارے گئے تب میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے اور ڈھونڈ کر ایک طبیب کو لے آئے اس کا نام شقیر تھا جو بنی رواس کا آزاد غلام تھا اس نے تیر ان کی پیشانی سے کھینچ لیا۔ میں اس وقت انہیں دیکھ رہا تھا۔ تیر کھینچتے ہی زید نے چلانا شروع کیا اور فوراً ہی ان کا انتقال ہو گیا اب مشورہ ہونے لگا کہ انہیں کہاں دفن کریں اور کہاں چھپائیں بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈال دیں دوسروں نے کہا کہ ان کا سر کاٹ کر مقتولین میں رکھ دیں ان کے بیٹے یحییٰ نے کہا میں اسے گوارا نہیں کروں گا کہ کتے میرے باپ کا گوشت کھائیں۔ اور لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں عباسیہ لے چلیں اور وہاں دفن کریں۔

زید بن علی کی تدفین:

راوی کہتا ہے کہ میں نے مشورہ دیا کہ اس گڑھے میں جہاں سے مٹی لی جاتی ہے لے جا کر انہیں دفن کر دینا چاہیے۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا ہم انہیں وہاں لائے۔ دونوں گڑھوں کے درمیان ہم نے قبر کھودی۔ اس زمانہ میں گڑھے میں پانی بہت تھا جب بڑی مشکل سے ہم نے قبر کھودی تو آپ کو اس میں دفن کر دیا۔ ان کی قبر پر پانی بہا دیا ہمارے ہمراہ ان کا ایک سندھی غلام بھی تھا وہاں سے چل کر ہم جبانۃ السبیع آئے ہمارے ہمراہ زید کے صاحبزادے بھی تھے۔ ہم یہاں پہنچے تھے کہ تمام لوگ ہم سے جدا ہو کر چلے گئے۔ میں صرف دس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ رہ گیا میں نے ان کے صاحبزادے سے کہا کہ اب کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے کہا نہرین لوگ ادھر ادھر گئے ہیں ان کے ہمراہ ابو الصبار العبدی بھی تھا۔

یحییٰ بن زید کا نہرین جانے کا قصد:

زید کے صاحبزادے نے کہا نہرین جاؤں گا چونکہ میں نہرین سے یہ سمجھا کہ یہ فرات کے کنارے جانا اور دشمنوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس خیال سے میں نے ان سے کہا پھر آپ اس جگہ سے نہ ہٹیے اور یہیں دشمن آئیں تو ان سے مقابلہ کیجئے۔ پھر جو اللہ کرے اس کے جواب میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں کربلا کے دونوں نہروں پر جانا چاہتا ہوں۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا تو پھر صبح ہونے سے پہلے نکل جائیے۔

یحییٰ بن زید کی روانگی نینوا:

یحییٰ فوراً ہی روانہ ہو گئے میں بھی ان کے ہمراہ تھا ابو الصبار بھی تھا اور بھی کچھ تھوڑی سی جماعت تھی جب ہم کوفہ سے نکل گئے تو اذان صبح کی آواز سنی۔ نخیلہ میں نماز صبح پڑھی اور پھر سب نے نینوا کی سمت بہت جلد چلنا شروع کیا۔ یحییٰ نے مجھ سے کہا کہ میں بشر بن عبدالملک

[illegible]

زید بن علی اور ساتھیوں کے سروں کی قیمت:

[illegible]

زید بن علی کے متعلق دوسری روایت:

[illegible]

[illegible]

تمہارا چچا زاد [illegible] اس سے بھی کم آزردگی ہوئی ہوتی۔ یہ نجیب تھے [illegible] اولاد معصوم ہونے [illegible] ان کی قوم سے بہت اچھی طرح واقف تھا انہوں نے مجھے پیچھے کیا اور باقی کام ان کا ہے۔ تو پھر [illegible] نے [illegible] ان کی بیعت کی۔

زید بن علی کی لاش کا انجام:

بیان کیا گیا ہے کہ ایک رومی غلام نے ان کے مدفن کا پتہ بتایا تھا۔ [illegible] جب زید قتل ہو گئے تو ان کے ساتھیوں نے نہر کو بند کر کے اس کے بطن میں قبر کھودی اور انہیں وہاں دفن کر دیا اور پھر پانی چھوڑ دیا۔ اس کے بعد [illegible] ایک رومی غلام یہ دیکھ رہا تھا۔ [illegible] پیادوں نے اسے زید کا مدفن بتانے کے لیے [illegible] یوسف نے [illegible] لاش کو [illegible] سر کاٹ کر [illegible] لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور لاش کے پاس [illegible] پہرہ مقرر کر دیا جو ایک عرصہ تک قائم رہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ زہیر بن معاویہ جعفی لاش کی حفاظت پر متعین تھا۔

زید کا سر ہشام کے پاس بھیج دیا گیا۔ ہشام نے اسے دمشق کے دروازے پر نصب کرا دیا اور پھر اسے مدینہ بھیج دیا۔ ہشام کی زندگی بھر زید کی لاش سولی پر لٹکی رہی۔ اس کے مرنے کے بعد ولید نے اسے اتروا کر جلوا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حکیم بن شریک نے یوسف سے جا کر زید کی چغلی کھائی تھی۔

یحییٰ بن زید کو عبدالملک بن بشر کی امان:

یحییٰ بن زید کے متعلق ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید کے قتل کے بعد بنی اسد کا ایک شخص یحییٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ کے والد تو اب قتل ہو چکے۔ اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں بہتر ہے آپ خراسان چلے جائیں۔ یحییٰ نے جواب میں کہا میں کیونکر جا سکتا ہوں؟ اس نے کہا جب تک آپ کی تلاش ختم نہ ہو جائے آپ چھپے رہیں پھر خراسان چلے جائیے گا۔ اس اسدی نے ایک رات انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر پھر اسے خوف پیدا ہوا اور عبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس آیا اور کہا کہ زید آپ کے قریبی رشتہ دار تھے آپ پر ان کا حق ہے۔ عبدالملک نے کہا ہاں اور اگر انہیں معاف کر دیا جاتا تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہوتی۔ اسدی نے کہا وہ تو قتل ہو گئے مگر یہ ان کا نوجوان بیٹا ہے [illegible] عبدالملک نے کہا ہاں بڑی خوشی سے میں اس کے لیے تیار ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں رکھتا ہوں۔

وہ شخص یحییٰ کو عبدالملک کے پاس لے آیا۔ عبدالملک نے انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر یوسف بن عمر کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی اس نے عبدالملک سے کہلا بھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یحییٰ کو چھپایا ہے اور میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر آپ نے میرے حوالے نہ کر دیا تو میں اس معاملہ میں امیر المومنین کو آپ کی شکایت لکھوں گا۔ عبدالملک نے جواب میں کہا کہ جو [illegible] آپ کہہ رہے ہیں وہ [illegible] بے تعلق ہے [illegible] ہم سے ہماری [illegible] جاتا ہے اور ان میں ہمارے حق سے [illegible] اس کے علاوہ [illegible] مجھے کبھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ میرے متعلق اس قسم کی باتیں سنیں گے [illegible] یوسف نے جواب سن کر کہا کہ عبدالملک نے سچ کہا [illegible] اپنے [illegible] چلا گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یوسف بن عمر کا آخری وقت سے خطاب:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۳ھ کے واقعات

اہل سغد اور نصر کی صلح:

جب اسد کے دور حکومت میں خاقان قتل ہو گیا تو ترکوں کی جمعیت منتشر ہو گئی اور آپس میں ایک دوسرے پر غارت گری کرنے لگے اس وقت اہل سغد کے دلوں میں بھی امید پیدا ہوا اور انہوں نے بھی چاہا کہ پھر اپنی زمین کی طرف پلٹنا چاہا لیکن ان میں سے بہت سے شاش کی طرف چلے گئے۔ جب نصر خراسان کا والی مقرر ہوا اس نے قاصد کے ذریعہ انہیں اپنے شہروں میں واپس آ جانے کی دعوت دی اور ان کی تمام خواہشیں منظور کر لیں۔

اہل سغد نے بعض ایسی شرائط پیش کی تھیں کہ بعض امرائے خراسان نے ان کو ناپسند کیا تھا۔ ان میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے تو اسے سزا نہ دی جائے اور جو کچھ قرضہ ان کے ذمہ ہو اس کے لیے ان پر ظلم نہ کیا جائے بیت المال کا جو ان سے مطالبات نہ طلب کیا جائے جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں وہ بجز قاضی کے فیصلے اور صادق القول گواہوں کی شہادت کے ان سے طلب نہ کیے جائیں۔

نصر بن سیار کی حکمت عملی:

چونکہ ان شرائط کو نصر نے مان لیا تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور اس سے اس کی شکایت کی۔ نصر نے کہا: آپ لوگوں کا خیال غلط ہے اگر آپ نے ان کے نقصانات اور مصیبتیں دیکھی ہوتیں جو مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے پہنچی ہیں اور جنہیں میں خود دیکھ چکا ہوں تو آپ لوگ بھی ان شرائط کی مخالفت نہ کرتے۔ نصر نے اس معاملے کے متعلق ہشام کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ جب یہ قاصد ہشام کے پاس آیا ہشام نے ان شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اس قاصد نے ہشام سے کہا: امیر المومنین! آپ ہماری جنگ اور صلح دونوں حالتوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے جو بات پسند فرمائیں۔ ہشام یہ جواب سن کر غصہ میں آ گیا مگر ابرش الکلبی نے ہشام سے درخواست کی کہ آپ ان شرائط کو منظور فرمائیں کیونکہ ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس سے آپ واقف ہیں۔ ہشام نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

نصر بن سیار کی معزولی کی سفارش:

اسی سنہ میں یوسف بن عمر نے حکم بن الصلت کو ہشام کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ خراسان بھی ان کے ماتحت کر دیا جائے اور نصر معزول کر دیا جائے۔ جب نصر بن سیار کو خراسان کا والی ہوئے ایک طویل مدت گزری اور وہ بوڑھے ہو گئے اور تمام خراسان اس کا مطیع و منقاد ہو گیا تو یوسف بن عمر نے حسد سے ہشام کو لکھا کہ خراسان ایک کھیت ہے اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے عراق میں شامل کر دیں۔ میں حکم بن الصلت کو وہاں کا والی بنا کر بھیج دوں گا جو جنید کے ہمراہ خراسان میں رہ چکے ہیں اور وہیں بڑے بڑے کاموں پر مامور رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے امیر المومنین کے تمام شہر آباد ہو جائیں گے۔ میں حکم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں یہ ایک قابل شخص ہیں اور امیر المومنین کے ویسے ہی خیرخواہ ہیں جیسے کہ ہم لوگ امیر المومنین کے خیرخواہ ہیں ان کے

خراسان کے دوست ہیں۔

مقاتل بن علی السعدی:

جب ہشام کو یہ خط موصول ہوا اس نے مرو کی جماعت یا خانہ میں مہمانوں کو دیکھنے کے لیے نقیب بھیجا۔ مقاتل بن علی سعدی مہمان خانہ میں مقیم تھا۔ یہ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم خراسان کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! اور میں ترکوں کے ہمراہ آیا ہوں (یہ شخص ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ ہشام کے پاس آیا تھا) ہشام نے پوچھا تم [illegible] کو جانتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں! ہشام نے پوچھا خراسان میں کیسے ہیں۔ [illegible] مقاتل نے کہا وہ [illegible] ایک دیہات کا مالک تھا جس کی آمدنی صرف [illegible] ہزار ہے۔ حارث بن سریج نے اسے گرفتار کر لیا تھا۔ ہشام نے کہا تو [illegible] اس نے کہا [illegible] حارث نے اس کی [illegible] اور اس کی گردن میں [illegible] چھوڑ دیا۔ اس گفتگو کے بعد عقیل ہشام کے سامنے [illegible] آیا۔ ہشام نے اس کی ظاہری وجاہت اور حسن بیان کو محسوس کیا اور یوسف کو لکھا کہ عقیل میرے پاس آیا جیسے تم نے اس کی تعریف کی تھی ویسا ہی پایا مگر خود تمہارے یہاں اس سے کام لینے کے بہت مواقع ہیں۔ نصر کو اس کی حالت پر چھوڑ دو۔

مغراء کی سفارت:

اس جنگ میں نصر نے فرغانہ پر دوسرا حملہ کیا۔ پھر اس نے مغراء بن احمر العراقی کو بھیجا اور اس کی سفارت میں مغراء ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا۔

جب فرغانہ پر دوسرا حملہ کر کے نصر واپس ہوا تو اس نے مغراء بن احمر ابوالمحیاء [illegible] کو بھیجا۔ یوسف نے اس سے کہا اے ابن احمر نصر تم قیسیوں کے سیاسی تفوق پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ مغراء نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ یوسف نے کہا اس لیے جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اس کی ساری کارروائیوں کا بھید کھول دو۔

نصر بن سیار کے خلاف شکایت:

یہ وفد ہشام کے پاس آیا۔ ہشام نے ان سے خراسان کی حالت دریافت کی۔ مغراء نے گفتگو شروع کی۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے یوسف بن عمر کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔ ہشام نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے مجھے خراسان کی حالت بتاؤ۔ مغراء نے کہا خراسان میں امیر المومنین کی جو فوج ہے اس سے زیادہ تجربہ کار اور بہادر کوئی فوج نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان پر ستارے، سوار ہاتھیوں کی طرح ہیں۔ ساز و سامان بھی بہت زیادہ ہے اور ان کی تعداد بھی بہت ہے مگر قائد کوئی نہیں۔

شبیل کی نصر بن سیار کے متعلق رائے:

ہشام نے کہا کیوں نصر نے کیا کیا؟ مغراء نے کہا اس کے بیٹے بھی بڑھاپے کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے۔ ہشام نے اس کی بات پر یقین نہ کیا۔ مہمان خانے سے شبیل بن عبدالرحمن المازنی کو بلایا گیا۔ ہشام نے اس سے نصر کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ نہ تو ایسا بوڑھا ہے کہ اس کی بے عقلی کا اندیشہ ہو اور نہ ایسا جوان ہے کہ اس کی کم عقلی کا خوف ہو۔ بڑا تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہے۔ اپنی امارت سے پیشتر بھی وہ خراسان کی تمام مہمات کو چلا چکا ہے۔

ابراہیم بن ہمام اور یوسف بن عمر:

[illegible]

شعراء کا عمر پر الزام

[illegible]

[illegible]

شعراء کے الزام کی تردید:

[illegible]

شعراء کا عراق میں قیام:

[illegible]

عمر پر بد اعمالی کا الزام:

[illegible]

کی بہائی ہوئی [illegible] سے تم لوگ [illegible] ۔

[illegible] کی تردید:

جب مغراء شام [illegible] گیا [illegible] کے بعد [illegible] نصر [illegible] کہا [illegible] کسی شخص کو [illegible] بھیجا [illegible] اس سے پوچھا [illegible] اس کے [illegible] ہشام نے پوچھا اس کا کیا منصب ہے؟ اس نے کہا نصر اہل [illegible] قریب سے [illegible] رشتہ داری کی وجہ سے بچایا جاتا ہے [illegible] وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہو سکتا اور [illegible] ہو سکتا ہے۔ [illegible] باتیں [illegible] ۔ اس کے بعد [illegible] نے [illegible] کیفیت بیان کر دی۔

مغراء پر نصر بن سیار کے احسانات:

جب نصر کو معلوم ہوا کہ مغراء نے [illegible] کے سامنے میرے متعلق یہ بیان کیا ہے اس نے ہارون بن سیاوش [illegible] کے پاس بھیجا اس وقت [illegible] کا معائنہ کر رہا تھا۔ ہارون بن سیاوش نے اس کا [illegible] پکڑ کر اسے اس کی چارپائی سے گھسیٹ لیا اس کے جھنڈے کو اس پر مار کر توڑ ڈالا [illegible] کی چھڑی بھی اس کے منہ پر ماری اور کہا [illegible] کے ساتھ اللہ ایسا ہی کرتا ہے۔ تمام احسانات فراموش کر دینے کے بعد نصر نے مغراء ابن احمر [illegible] حکم بن نمیلہ بن مالک [illegible] ہارون بن مالک کو اپنے خاص مصاحبین میں مقرر کیا تھا۔ مغراء ابن احمر ہی اہل [illegible] کا سردار تھا نصر نے اسے اپنی قوم میں مشہور بنایا اور اس کو ترقی دی اس کی تنخواہ [illegible] بڑھا دی [illegible] بھائی حکم بن نمیلہ [illegible] بنا دیا پھر حکم کو اہل العالیہ کا سردار بھی مقرر کر دیا اس کا باپ مصر میں اہل العالیہ کا سردار تھا اس کے بعد [illegible] ان کا سردار مقرر ہوا۔

بنی قیس کی اہانت:

نصر نے خراسان [illegible] کے [illegible] وفد مغراء [illegible] کو ہشام کے پاس بھیجا اس میں [illegible] بن نعیم الکلبی بھی تھا۔ مغراء کی اس حرکت سے قیس کے [illegible] نصر کا رویہ بدل گیا اور وہ پریشان ہو گیا۔

[illegible] تک [illegible] سے [illegible] میں ان کے قتل ہونے تک ان کے [illegible] تھے اس لئے نصر اس سے ناراض تھا مگر عبداللہ بن ہمام نے جو نصر کا [illegible] دوست تھا نصر کی تعریف میں [illegible] کے سامنے پیش کیا [illegible] ضعیف [illegible] آپ اجازت [illegible] اسے اجازت دی گئی اس نے اپنے [illegible] میں مغراء کے [illegible] کی [illegible] معذرت چاہی اس کے پڑھنے کے بعد نصر نے کہا تم نے [illegible] معذرت چاہی۔ مغراء کی اس حرکت کے بعد نصر نے قیس کی اہانت کی اور قیس [illegible] ایک قیسی شاعر نے اس [illegible] کو اپنے [illegible] میں بیان کیا۔

امیر حج یزید بن ہشام:

اس سال یزید بن ہشام بن عبد الملک کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات پر وہی لوگ حاکم و عامل تھے جو گزشتہ سال تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۴ھ کے واقعات

بکیر بن ماہان کی ابو مسلم سے ملاقات:

اس سال شیعان بنی العباس کی ایک جماعت مکہ کے ارادے سے کوفہ میں آئی اور اسی سال ۱۲۴ھ اور بعض کے بیان کے مطابق بکیر بن ماہان نے ابو مسلم بنی عباس کی تحریک کے مرکز ہوا عیسیٰ بن معقل عجلی سے خریدا۔ اس واقعہ کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ بکیر بن ماہان سندھ میں کسی عامل کا میر منشی تھا عراق آیا۔ یہ سب شیعہ کوفہ میں ایک مکان میں جمع ہوئے ان کی اطلاع حکومت کو دی گئی یہ سب گرفتار ہوئے بکیر بن ماہان قید کر دیا گیا باقی دوسرے چھوڑ دیے گئے۔ جیل خانہ میں یونس ابو عاصم اور عیسیٰ بن معقل عجلی بھی تھے۔ عیسیٰ کے ساتھ ابو مسلم بھی تھا جو ان کی خدمت کرتا تھا۔ بکیر نے ان لوگوں کو اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی یہ لوگ ان کے ہم خیال ہو گئے۔

ابو مسلم کی فروختگی:

بکیر نے عیسیٰ سے ابو مسلم کا پوچھا کہ یہ کون ہے؟ عیسیٰ بن معقل نے کہا آپ اسے چاہتے ہیں؟ عیسیٰ نے کہا آپ کی نذر ہے۔ بکیر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی قیمت لے لیں۔ عیسیٰ نے کہا جو آپ چاہیں اس کی قیمت دے دیں۔ بکیر نے چار سو درہم اسے دے دیے۔ جب یہ لوگ قید سے آزاد ہو گئے تو بکیر نے اسے ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم نے اسے موسیٰ السراج کے حوالے کر دیا۔ موسیٰ سے اس نے حدیث سنی اور حافظ ہو گیا پھر یہاں سے رفتہ رفتہ خراسان پہنچا۔

تحریک خلافت بنی عباس میں ابو مسلم کی شرکت:

ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم، لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ جانے کے ارادہ سے جرجان سے ۱۲۴ھ میں کوفہ آئے اور عاصم بن یونس العجلی سے ملے جو بنی العباس کی حمایت کی تحریک کے الزام میں قید میں تھا۔ عاصم بن یونس کے ساتھ عیسیٰ اور ادریس معقل کے بیٹے بھی قید تھے۔ یوسف بن عمر نے خالد کے اور عمال کو قید کیا تھا انہیں کے ساتھ ان دونوں کو بھی قید کر دیا تھا۔ ان کے ہمراہ ابو مسلم تھا جو ان کی خدمت گزاری کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اس میں بعض خاص علامات دیکھیں اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ دونوں بھائیوں نے کہا یہ زین سازوں میں کا ایک غلام ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ خود ابو مسلم کی یہ حالت تھی کہ جب عیسیٰ اور ادریس کو اس معاملہ میں گفتگو کرتے سنتا تو رو دیتا جب ان لوگوں کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اسے بھی اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جسے اس نے خوشی سے قبول کر لیا۔

اس سنہ میں سلیمان بن ہشام نے موسم گرما میں روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔ الیون شاہ روم سے اس کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان صحیح و سالم مال غنیمت حاصل کر کے واپس چلا آیا۔

امیر حج محمد بن ہشام:

اس سال واقدی کے قول کے مطابق محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے انتقال کیا۔ محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال امیر حج تھے۔ نیز عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے بھی اس سال اپنی بیوی ام سلمہ بنت ہشام بن عبدالملک کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔

[illegible]

۱۲۵ھ کے واقعات

نعمان بن یزید کا جہاد

[illegible]

ہشام کی مدت حکومت

[illegible]

ہشام بن عبدالملک کی علالت:

[illegible]

ہشام بن عبدالملک کی وفات

[illegible]

مرنے کے بعد جب آپ کی تدفین ہونے لگی تو ان کے غسل کے لیے پانی گرم کرنے کے لیے کوئی برتن نہ ملا ایک ہمسایہ سے عاریۃً لیا گیا ابن ... حاضر تھے انہوں نے کہا کہ یہ عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت ہے۔ ہشام نے ... کی ... بنائی۔

ہشام بن عبدالملک کے عادات و خصائل

عقال بن شبہ کہتے ہیں کہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس پر سبز لومڑی کی پوستین کی قبا تھی اس نے خراسان جانے کا حکم دیا اور مجھے وصیتیں کرنے لگا میں اس قبا کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے بھانپ لیا تو پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا خلیفہ ہونے سے پہلے بھی میں نے آپ کو ایک سبز پوستین کی قبا پہنے دیکھا تھا اب میں غور کر رہا ہوں کیا یہ وہی ہے یا کوئی دوسری ہے۔

ہشام کی کفایت شعاری:

ہشام نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اله نہیں میرے پاس سوائے اس قبا کے اور کوئی قبا نہیں یہ جو تم مجھے دیکھتے ہو کہ میں مال جمع کرتا ہوں اور اس کی حفاظت کرتا ہوں یہ سب تمہاری خاطر ہے۔

ہشام بن عبدالملک کا عدل:

یہ عقال بن شبہ ... کے امراء میں تھے ان کے باپ شبہ بن عقال عبدالملک کے ساتھ تھے یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں ہشام کے پاس جاتا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جو سب سے زیادہ عقل سے آراستہ کیا گیا ہے۔ مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کا آزاد کردہ غلام بیان کرتا ہے کہ میں ... تھا ایک دن اس نے مجھے بلایا جب میں اس کے پاس گیا تو اسے سخت پریشان اور غصے میں پایا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا ... تمام کام ... [illegible] ... میں نے کہا ... کے پاس ... اس نے کہا اس کے علاوہ ... ہو سکتا ہے ... اس نے ایک خط میرے پاس بھیجا ... اور اس نے ... ہشام ... کی اطلاع ... اس نے خط کا جواب طلب کیا ... میں نے کہا ... پوچھا ... آپ نے ... ہشام نے اسے خوب ... اور ... نہ کی۔

مسلمہ بن عبدالملک کو امراء کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت:

مسلمہ بن عبدالملک نے دعا کی اور کہا ہشام نے عید کے موقع پر امراء کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہ دی ہشام نے ایک دن ... کو ... کے ساتھ دیکھا ہشام نے اسے جھڑکا اور کہا تو کب سے امراء کے ساتھ سواری کرنے لگا ہے ... ہشام کے ساتھ بیٹھا تھا تو ... اور ... کی ضرورت ... ہشام کے ساتھ چلنے ... ہشام کے اقتدار ... یہ حالت تھی کہ ... نے اسے امیر المومنین بنایا ہے۔

بنی مروان کے لیے جہاد کی شرط:

بنی مروان میں سے کوئی خلیفہ یا ایسا شخص جس کے ساتھ جہاد کی شرط نہ ہو ... جہاد میں شریک ہوتے تھے اور ... اپنے وطن ... اور ... رہتے تھے۔ ہشام ... تمام ... ہشام کی ... اہل بیت سے ... کرم ... کے ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہشام بن عبدالملک کا حسن انتظام

[illegible]

ہشام بن عبدالملک اور غیلان

[illegible]

ہشام کے آزاد غلام [illegible] کا بیان

[illegible]

شراب اور پیتا تھا۔ ہشام نے حکم دیا کہ طنبورہ اس کے سر پر توڑ دو اور اسے مارو۔ بڈھا رونے لگا۔ لوگوں نے اسے صبر کی تلقین کی۔ اس نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مار کھانے کی وجہ سے رو رہا ہوں میں اس لیے نہیں روتا بلکہ مجھے اس کا صدمہ ہے کہ امیر المومنین نے بربط کو طنبورہ کہہ کر بربط کی حقارت کی۔

ہشام بن عبدالملک کا حلم:

ایک شخص نے ہشام سے سخت کلامی کی۔ ہشام نے اس سے کہا تجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنے امام کے ساتھ سخت کلامی کرے۔ ایک جمعہ کو ہشام نے دیکھا کہ اس کا ایک لڑکا نماز میں نہیں آیا۔ ہشام نے اس سے اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا میرا گھوڑا مر گیا۔ ہشام نے کہا کیا پیدل چل کر نہیں آ سکتے تھے؟ اس لیے نماز جمعہ ترک کر دی۔ پھر اسے سواری کرنے کی ایک سال تک کے لیے ممانعت کر دی۔ سلیمان بن ہشام نے ایک مرتبہ اپنے باپ کو لکھا میرے خچر اب میری سواری کے کام کے نہیں رہے۔ مناسب سمجھیں تو امیر المومنین مجھے ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔ ہشام نے جواب دیا۔ امیر المومنین تمہارے خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے۔ تم نے اپنی سواری کے جانور کے ضعف کا ذکر کیا ہے۔ امیر المومنین کا خیال ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اس کے چارہ کا انتظام نہیں کرتے اور اس کا چارہ ضائع ہوتا ہے۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اب تم خود اپنی ذات سے اس کے چارہ کی نگرانی کرو۔ تمہیں دوسری سواری دینے کے متعلق امیر المومنین غور کریں گے۔

ہشام بن عبدالملک اور عمال:

ہشام کے کسی عامل نے اسے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کو آڑو کا پارسل بھیجا ہے۔ امیر المومنین مجھے اس کی رسید سے مطلع فرمائیں۔ ہشام نے جواب دیا آڑو جو تم نے بھیجے تھے وہ مجھے وصول ہو گئے بہت پسند آئے۔ دوسرے بھیجو ان کی اچھی طرح حفاظت کر کے بھیجنا۔ ہشام نے اپنے کسی اور عامل کو لکھا کہ جو کھمبیاں تم نے امیر المومنین کو بھیجی تھیں وصول ہو گئیں ہم نے گن لیں ان میں سے بعض ٹوٹ گئے ہیں ان میں خرابی آ گئی جنہیں کھمبی کی ٹوکری میں رکھا گیا تھا اگر آئندہ تم امیر المومنین کو بھیجو تو ٹوکری کی تہ میں اچھی طرح ریت بچھا کر کھمبیاں جما دینا تاکہ وہ ہلیں جلیں نہیں اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر ضائع نہ ہو جائیں۔

ہشام کے آزاد غلام کا بیان:

ہشام کا ایک آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک آزاد غلام سے جو اس کی زمین کا منتظم تھا میرے ساتھ دو تین خوبصورت اور شتر مرغ ہشام کو بھیجے میں جو ہی خدمت میں حاضر ہوا ہشام اس وقت گھر کے صحن میں تخت پر بیٹھا تھا مجھ سے کہا انہیں گھر میں چھوڑ دو۔ میں نے انہیں چھوڑ دیا ہشام انہیں دیکھنے لگا۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین میرا انعام؟ امیر المومنین نے پوچھا ان دو پرندوں کا کیا معاوضہ ہوگا؟ میں نے کہا جو کچھ ہو مجھے دے دیجئے ان میں سے ایک سے لڑکی تھی میں ان کے پیچھے دوڑتا رہا۔ ہشام نے پوچھا کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا جو ان میں اچھا ہے لوں گا۔ ہشام نے کہا اچھا گھوڑے لے گئے اور امیر کے لیے گھوڑا چاہیے تو ان کا اچھا چھوڑ دو تمہیں چاہیے کہ ادنیٰ درجہ کا لے لو۔

ہشام بن عبدالملک اور دورق کا قصبہ:

ولی عہدی کے زمانہ میں دورق نامی علاقہ ہشام کی جاگیر میں دیا گیا۔ ہشام نے کسی کو اس پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا۔ دیکھنے

سے معلوم ہوا کہ دو لاکھ دینار اور محمد بن ہشام نے زید کو تب سے جو شام میں ممکن تھا کہا کہ اس کا کیا کیا جائے؟ زید نے کہا کہتے ہیں میرے دادا اور ابا کو برا کہتے ہو؟ ہشام نے کہا چار سو دینار۔ تمہیں ہشام نے دو سو دیئے اور اس کے مواصفات ان کے نام لکھ دیئے اور سرکاری کاغذات میں بھی اس کے مطابق داخل خارج کرا دیا۔ زید نے ان چیزوں سے ہیں، مجھ کو کیا۔ ہشام کے خلیفہ ہونے کے بعد زید اس کے پاس آیا۔ ہشام نے اس سے کہا اور ہیں اور اس کے حق میں متعلقہ دستاویزات میرے حوالے کرو۔ تقاضا اب میں تمہیں اپنا کارکن نہیں بناتا۔ ہشام نے زید کو شام سے نکال دیا۔

ولید بن خلید کا بیان:

الولید بن خلید کہتے ہیں کہ ایک دن ہشام نے مجھے گھوڑی کی پشت پر سوار دیکھا اور پوچھا تم کو کہاں سے ملی؟ میں نے کہا جبیر نے مجھے دی تھی۔ ہشام کو مجھ سے حسد پیدا ہوا اور اس نے کہا اب گھوڑیاں تو بہت ہو گئے ہیں۔ عبدالملک جب مرے تو ان کے تمام گھوڑوں میں صرف ایک گھوڑی تھی اور عبدالملک کا ہر بیٹا اس کا خواستگار تھا اور اگر اسے یہ خیال تھا کہ یہ گھوڑی اسے نہ ملی تو گویا اسے عبدالملک کے ورثے میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔

ایک مروانی نے ہشام سے کہا تم باوجود بخیل و بزدل ہونے کے کس طرح خلافت کے مستحق ہو۔ ہشام نے کہا اس لیے کہ میں حلیم و عفیف ہوں۔

ہشام بن عبدالملک اور ابرش:

ایک دن ہشام نے ابرش سے پوچھا کیا تمہاری بکریوں نے بچے دیئے؟ ابرش نے کہا جی ہاں! ہشام نے کہا مگر ہماری بکریاں تو اب تک نہیں بیتیں تم ہمیں اپنی بکریوں کے پاس لے چلو تاکہ ان کا دودھ پئیں۔ ابرش نے کہا ضرور اگر حکم ہو تو کچھ لوگ آگے بھیج دیئے جائیں۔ ہشام نے کہا اس کی ضرورت نہیں۔ ابرش نے کہا خیمے تو بھیج دوں تاکہ ہمارے لیے پہلے سے نصب کر دیا جائے۔ ہشام نے اس کی اجازت دے دی۔ ابرش نے دو آدمی بھیج دیئے جنہوں نے خیمے نصب کر دیا۔ دوسرے دن صبح کو ہشام ابرش اور دوسرے درباری وہاں آئے۔ ہشام اور ابرش کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دونوں کے سامنے ایک ایک بکری لائی گئی اور خود ہشام اپنے ہاتھ سے اسے دوہنے لگا اور ابرش۔ ہم کہا کرتے ہیں نے اس بکری کو دودھ دینے کے لیے چکارا بھی تھا پھر حکم ہوا کہ آٹا گوندھا جائے اور آٹے کی طرح گوندھا جائے آگ روشن کی گئی۔ ہشام نے اپنے ہاتھ سے آگ جلائی پھر اسے کرید کر اس میں وہ ٹکیہ ڈال دیا اور پلٹے حالت پلٹ کرنے لگا ابرش سے کہتا جاتا تھا ابرش کیوں تم یہ بات سمجھ رہے ہو کہ جب روٹی خشک ہوگی اسے آگ سے نکال لیا جائے گا اپنے سے مارنے لگا اور کہنے لگا جسنك حسك (دیکھ میری پیشانی پر پسینہ آ گیا) ابرش جواب میں کہتا تھا لبیك لبیك (ہاں ہاں) یہ وہ الفاظ ہیں جو بچے ایسے وقت میں کہا کرتے ہیں۔ پھر سب نے دوپہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد واپس پہنچ آئے۔

علیا بن منظور سے ہشام کا حسن سلوک:

علیا بن منظور الخلی نے ہشام کی تعریف میں چند شعر پڑھے اور یہ شعر پڑھا۔

انا اناس میت دیواننا ومتی یصبه ندی الخلیفة ینشر

ترجمہ: ”ہم وہ لوگ ہیں جن کے دفاتر مردہ ہو چکے ہیں (یعنی ہماری تنخواہیں موقوف ہو گئی ہیں) اور دفتر میں ہمارا نام لکھ دیا)

[illegible]

[illegible] بیان [illegible] کہ [illegible] جب [illegible] عطا [illegible] آئے [illegible] گھوڑوں [illegible] اور [illegible] آئے۔ [illegible] میں نے ان سے پوچھا [illegible] عطا [illegible] ہجوم [illegible] پیچھے پیچھے [illegible] تھا [illegible] کہ [illegible] امیرالمومنین [illegible] تو کیا اب خلافت کے لیے [illegible] بہت دولت [illegible] ان کے پیچھے پیچھے ہے گا۔

معاویہ بن ہشام کے نکاح میں اسمٰعیل بن [illegible] کی بیٹی اور ایک دوسری عورت تھی۔ ہشام نے معاویہ کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ [illegible] نصف نصف دونوں کو دے دیا۔ جس کی تعداد چالیس ہزار دینار تھی۔

یوسف بن عمر کا قول:

قحذمہ کاتب کہتا ہے کہ یوسف بن عمر نے میرے ہاتھ [illegible] ایک [illegible] جس کے کنارے [illegible] سے باہر نکلے ہوتے تھے اور ایک سونے کا [illegible] جو عام [illegible] سے بہت بڑا تھا ہشام کی نذر کے لیے بھیجے میں [illegible] ہشام کے قریب پہنچ گیا تھا۔ [illegible] اور [illegible] ان کو [illegible] دیکھ [illegible] پیالہ اور سونے کا [illegible] دونوں ہشام نے لے لیے اور مجھ سے پوچھا کیا [illegible] کیا ہے؟ میں نے کہا امیرالمومنین یہ دونوں ایسے ہیں کہ [illegible] کرنے کی ضرورت نہیں [illegible] ان جیسے کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ہشام نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو [illegible] بیمار [illegible] ہوا [illegible] بیمار میں خرید لیا تھا۔

عمرو بن علی کا بیان:

عمرو بن علی کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمد بن علی کے ساتھ ساتھ ان کے مکان کی طرف جو [illegible] کے قریب واقع ہے جا رہا تھا میں نے ان سے کہا کہ ہشام کی حکومت تو بہت طویل ہو گئی ہے بیس سال کے قریب ہو گئے انہوں نے جواب دیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اپنے رب سے مانگی تھی کہ مجھے وہ حکومت عطا ہو جو میرے بعد کسی کو نہ ملے [illegible] سال [illegible] محمد بن علی نے کہا کہ [illegible] جانتا ہوں ابتدا سے اپنے باپ دادا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بادشاہ کو [illegible] کسی نبی کی امت میں اس سے پہلے [illegible] زندہ رہنے کی [illegible] عمر [illegible] دی ہے۔

ہشام بن محمد الکلبی کے بیان کے مطابق ہشام کے انتقال کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کو خلیفہ بنایا گیا [illegible] ۱۲۵ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ مگر محمد بن عمر کہتے ہیں کہ بدھ چہارشنبہ ۶ ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری کو ولید بن یزید خلیفہ ہوا علی بن محمد نے محمد بن عمر کے بیان کی تائید کی ہے۔

⁂

باب ۶

ولید بن یزید بن عبدالملک

یزید بن عبدالملک کا ہشام کی ولی عہدی پر ملال

اس بات کا ذکر پہلے کر چکا ہے کہ یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی ہشام بن عبدالملک کے بعد ولید کو ولی عہد خلافت مقرر کیا تھا۔ جس روز ولید ولی عہدی کے لیے بیعت لی گئی تو اس کی عمر گیارہ برس کی تھی۔ یزید اس زمانہ تک زندہ رہا اور ولید پندرہ برس کا ہو گیا۔ اب یزید کو اپنے بھائی ہشام کو ولید سے پہلے خلافت مقرر کرنے پر افسوس ہوتا اور اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہتا اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ جس نے ہشام کو میرے اور تیرے درمیان کر دیا۔ یزید کا انتقال ہوا تو اس وقت اس کے بیٹے ولید کی عمر پندرہ برس کی تھی۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی:

ہشام تخت نشین ہوا تو وہ ولید کی بڑی عزت و تکریم کرتا تھا۔ کچھ عرصہ تک دونوں کے تعلقات اچھے رہے۔ لیکن ولید نے شراب نوشی شروع کی اور بڑی بے باکی دکھانے لگا۔ ان چیزوں کی عادت اس کے اتالیق عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ شیبانی نے جو عبداللہ بن عبدالاعلیٰ کا بھائی تھا ڈالی۔ ولید نے اپنے ندما جمع کر لیے۔ ہشام نے ان لوگوں کو اس سے علیحدہ کرنے کی خاطر ولید کو ۱۱۹ھ میں امیر الحج مقرر کر کے بھیجا۔ اپنے ہمراہ صندوقوں میں کتے بھی لے گیا۔ ایک صندوق جس میں کتا تھا اونٹ پر سے گر پڑا۔ ولید کے غلاموں نے بہت سے لوگوں کو اس سے سخت مار ماری۔ ولید اپنے امیر حج کے لیے ایک شامیانہ بنوایا گیا تھا جو بھی اس کے ساتھ تھا۔ اور ارادہ یہ تھا کہ کعبہ پر شامیانہ نصب کر کے اس میں مجلس شراب جما کر اس ارادہ سے اس کے ساتھیوں نے ڈرا کر سے باز رکھا اور کہا کہ ایسا کیا تو ہمیں لوگوں کی جانب سے خطرہ ہے اور آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ اس وجہ سے ولید نے شامیانہ نصب نہیں کیا۔

مسلمہ بن ہشام کو ولی عہد بنانے کا منصوبہ:

جب یہ بات عام ہو گئی کہ ولید مذہب کی توہین اور اس کا مذاق اڑاتا ہے تو ہشام کو اس کی شرارت کی اطلاع پہنچی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے ولی عہدی سے ہٹا دے۔ اور اس کی جگہ اپنے بیٹے مسلمہ بن ہشام کے لیے بیعت لے لے۔ ہشام نے خود ولید سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی۔ وہ خود اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اور مسلمہ کے لیے بیعت کرے۔ ولید نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہی ہشام کا رویہ بدل گیا۔ اب تک اس کے ساتھ تغافل کیا۔ ولید کو تکلیف پہنچانے لگا اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے کے لیے بیعت لینے کے لیے کارروائی شروع کر دی۔ بعض لوگوں نے اس بات کو منظور کر لیا۔ ان لوگوں میں اس کے ماموں محمد و ابراہیم ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کے بیٹے اور بنو القعقاع عبسی تھے۔ یہ اس کے دربار کے خاص امراء میں سے تھے۔

ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز:

[illegible] ہشام نے اس حالت کا تذکرہ [illegible] ولید [illegible] تو ولید نے اس کے جواب میں یہ شعر لکھے

يا أيها السائل عن ديننا — نحن على دين أبي شاكر
نشربها صرفاً وممزوجة — بالسخن أحياناً وبالفاتر

ترجمہ: ’’اے شخص جو ہمارے مذہب کے بارے میں دریافت کرتا ہے معلوم ہو کہ ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں ہم خالص شراب پیتے ہیں اور کبھی گرم کبھی نیم گرم پانی ملا کر پیتے ہیں۔‘‘

ہشام کی مسلمہ بن ہشام پر خفگی

چونکہ مسلمہ بن ہشام کی کنیت ابو شاکر تھی اور ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر بہت مہربان تھا [illegible] ولید نے مجھ پر طنز کیا [illegible] خلافت کے لیے [illegible] اپنی عادت [illegible] ہشام نے ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر حج مقرر کیا [illegible] اپنے [illegible] کا اظہار کیا۔ مکہ و مدینہ میں بہت مال [illegible] تقسیم [illegible] تو ولید نے یہ شعر کہے:

يا أيها السائل عن ديننا — نحن على دين أبي شاكر
الواهب الجرد بأرسانها — ليس بزنديق ولا كافر

ترجمہ: ’’اے شخص جو ہمارے مذہب کے بارے میں دریافت کرتا ہے اسے معلوم ہو کہ ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں جو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مع ان کی لگاموں کے عطا کرتا ہے وہ نہ زندیق ہے اور نہ کافر۔‘‘

ان شعروں میں ولید پر طنز کیا گیا تھا۔ مسلمہ بن ہشام کی ماں ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم بن ابی العاص تھی۔ اس پر کمیت نے یہ شعر کہا:

إن الخلافة كائن أوتادها — بعد الوليد إلى ابن أم حكيم

ترجمہ: ’’خلافت ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کو ملے گی۔‘‘

مسلمہ بن ہشام اور خالد بن عبداللہ القسری:

ایک مرتبہ خالد بن عبداللہ القسری نے کہا تھا کہ [illegible] سے کوئی تعلق نہیں [illegible] مسلمہ بہت غصہ ہوا تھا۔ جب خالد کے بھائی اسد نے انتقال کیا تو [illegible] ایک شخص [illegible] خالد کے پاس [illegible] خالد نے [illegible] مسلمہ کی موت کی تعزیت [illegible] جب [illegible] خالد [illegible] تعزیت نہیں کی تھی۔

ولید بن یزید کی ہشام بن عبدالملک سے معذرت:

ہشام ولید کی برائی اور اس کی تنقیص کرتا، چنانچہ اس نے بہت زیادہ اس کی اور اس کے دوستوں کی بابت کرنے لگا۔ اور اس نے منصب میں بھی کمی کر دی۔ جب ولید نے یہ دیکھا تو اپنے خاص لوگوں اور موالیوں کے ساتھ نکل گیا اور ازرق میں بلقین اور فزارہ کے درمیان اغدف نامی چشمے پر مقیم ہو گیا۔ اپنے کاتب عیاض بن مسلم عبدالملک بن مروان کے آزاد کردہ غلام کو رصافہ میں چھوڑ آیا تاکہ جو بھی بات پیش آئے، اس سے اسے مطلع کرتا رہے۔ ولید کے ہمراہ عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ بھی تھا۔ ایک دن سب نے شراب پی اور جب شراب کے نشے ان پر چڑھ گئے تو ولید نے عبدالصمد سے کہا اے ابو وہب کچھ شعر سناؤ۔ عبدالصمد نے چند اشعار سنائے جن میں ولید کی خلافت کی تمنا تھی۔ ان اشعار کی اطلاع ہشام کو ہوئی اس نے ولید کا منصب موقوف کر دیا۔ اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عبدالصمد کو اپنا مصاحب خاص دوست اور ندیم بنایا ہے تمہارے متعلق جو اطلاع ملی ہے اس کی میں تحقیق کر چکا ہوں اور خود تم بھی اس کے ذمہ دار ہو۔ تم فوراً عبدالصمد کو ذلت و خواری کے ساتھ نکال دو۔ ولید نے عبدالصمد کو نکال دیا اور ہشام کو اس کی اطلاع دی اپنی ندامت اور غلطیوں کی معذرت بھی چاہی اور درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دی جائے۔

ابن سہیل کی اہانت:

ابن سہیل ایک یمنی سردار تھا ایک سے زیادہ مرتبہ دمشق کا حاکم رہ چکا تھا اور ولید کے خاص دوستوں میں تھا۔ ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور نکال دیا۔ عیاض بن مسلم ولید کے کاتب کو گرفتار کر لیا۔ ہشام کو یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ ولید کو تمام خبریں لکھتا رہتا ہے۔ ہشام نے اسے بہت بری طرح پٹوایا اور کمبل کا لباس پہنایا۔ ولید کو ان واقعات کا علم ہوا تو کہنے لگا۔ اب کون ہوگا جو لوگوں پر اعتبار کرے گا۔ یا کسی کے ساتھ احسان کرے گا۔ یہ بھینگا احول ہے جسے میرے باپ نے اپنے قائم مقام کے بعد پر ترجیح دی اور اپنا ولی عہد بنایا اور میرے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں۔ جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے تعلقات ہیں اس کی توہین و تذلیل کرتا ہے۔ مجھے اس نے لکھا تھا کہ عبدالصمد کو نکال دو۔ میں نے نکال دیا۔ جب میں نے اسے لکھا کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دیجیے اس کے جواب میں اس نے اسے پٹوایا اور شہر بدر کر دیا حالانکہ اسے میرے اور اس کے تعلقات کا علم تھا اسی طرح اسے معلوم تھا کہ عیاض بن مسلم میرا آدمی ہے۔ میں اس کی خاص طور پر وقعت و عظمت کرتا ہوں۔ میرا کاتب ہے پھر بھی اس نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا۔ ان تمام کارروائیوں سے اس کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تکلیف پہنچائے۔ اللہ تو مجھے اس کی زیادتیوں کا اجر دے۔

ولید بن یزید کا ہشام بن عبدالملک کے نام خط:

ولید نے ہشام کو لکھا امیر المومنین نے میرے منصب کو جو موقوف کر دیا ہے اور میرے دوستوں اور متعلقین کو جو بے جا تکلیف دی ہے اس کی اطلاع مجھے موصول ہوئی ہے مجھے کبھی اس کا اندیشہ تھا کہ آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے اور مجھے اس کی کچھ پرواہ ہے اگر ابن سہیل حقیقت میں ویسا ہی ہے جیسا کہ اسے سمجھا گیا ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ گدھا بھی [illegible] جائے میرے ہی تعلقات ان

[illegible]

ہشام بن عبدالملک اور امام زہری کی گفتگو

[illegible]

ہشام بن عبدالملک کا ولید کے نام خط

[illegible]

تقدیر جاری ہے اور مجھے اس منصب پر مقرر فرمایا ہے اور اپنی مشیت کو پورا کرنے والا ہے۔ اور مجھے اپنے رب سے اس بات کا بھی کامل یقین ہے کہ جو عزت اس نے مجھے عنایت فرمائی ہے اس کی حق تلفی کا خود مجھے بھی کوئی اختیار نہیں ہے اور یہ ضروری ہے کہ ایک دن یہ جانے والی ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ یہ بات ہے کہ دونوں کی حکومت ان میں سے کسی ایسے کے سپرد کرے جو اس کا پسندیدہ ہو اور مجھے اپنے رب سے اس بات کی بھی امید ہے کہ اس نے حکومت صرف اسی کے لیے مقدر کی ہوگی جسے وہ اس کا اہل سمجھتا ہو جسے وہ بھی پسند کرے اور اس کی مخلوق بھی اس سے خوش ہو۔ اللہ کے احسانات مجھ پر اتنے ہیں کہ میں ان کے ذکر اور ان کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ اور اگر یہ مصیبت جلد آنے والی ہے تو اس کی مصیبت سے اللہ تعالیٰ مجھے اس کا خوف نہیں دلاتا ہے۔ تم نے جو خط مجھے لکھا اور اس میں جو کچھ تمہاری سفاہت اور حماقت کا لکھتے ہوئے جو کچھ بات تھی۔ تم آئندہ سے اپنی ان بے ہودہ باتوں سے احتراز کرو اور خاموش رہو اور اللہ کے غضب سے ڈرو۔ کیونکہ وہ گرفت بھی کرتا ہے اور دیکھتا بھی رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گرفت کر لیتا ہے اور جس کے لیے جو چاہتا ہے کر رہتا ہے میں اللہ سے اپنے امور کے لیے جسے وہ پسند کرے حفاظت اور توفیق کا خواستگار ہوں۔

ولید بن یزید کے اشعار:

ولید نے ہشام کو یہ اشعار اس کے جواب میں لکھ بھیجے:

رأیتك تبني جاهداً في قطیعتي   ولو كنت ذا إرب لهدمت ما تبني

ترجمہ: "میں دیکھ رہا ہوں کہ تو میرے خلاف میں بڑی مستعدی سے ایک عمارت بنا رہا ہے۔ اگر تو صاحب عقل و دانش ہوتا تو خود ہی اس خود ساختہ عمارت کو منہدم کر دیتا۔

تثیر علی الباقین مجني ضغینة   فویل لهم ان مت من شر ما تجني

ترجمہ: جو لوگ باقی رہیں گے تو انہیں اپنی ان حرکات سے صرف کدورت و عداوت بنا رہا ہے۔ اگر تو مر جائے تو تیرے اس طرز عمل کے برے نتائج سے وہ کس طرح بچ سکیں گے۔

كأني بهم والليت أفضل قولهم   ألا ليتنا والليت إذ ذاك لا يغني

ترجمہ: مجھے یقین ہے کہ ایک دن وہ آنے والا ہے کہ جب یہ سب یہ کہا کریں گے "کاش ایسا ہوتا" کاش اس وقت ہم یہ کہیں جب کہ یہ لفظ بے معنی ہو جائے۔

كفرت يداً من منعم لو شكرتها   جزاك بها الرحمن ذو الفضل والمن

ترجمہ: تو نے اپنے ایک محسن کے احسان کی ناشکری کی اگر تو اسے مانتا تو اللہ بزرگی اور احسان والا ہے وہ تجھے اس کی جزا دیتا۔"

سالم بن عبدالرحمن کا قاصد:

ولید اس جنگل میں مقیم تھا کہ ہشام نے وفات پائی۔ جس صبح کو اسے خلیفہ ہونے کی خوشخبری ملی تھی اس نے ابو الزبیر منذر بن ابی عمرو کو بلا بھیجا تھا اور اس سے کہا تھا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اتنی طویل کوئی رات مجھ پر نہیں گزری۔ میں سمجھتا کہ

یہ شب گزشتہ تھی مجھ پر نیند کا غلبہ تھا میرے دل میں بہت سی باتیں ہشام کے مرض کے بارے میں آ گئیں جس نے مجھے بے تاب محسوس کی ہے مجھے تو یہاں خوشی کرتی ہیں دونوں ... تمہارے لیے ہے۔ دیکھو پھر ولید ایک درخت کے نیچے جا کر کھڑا ہو کر ہشام کی خبر معلوم کرنے لگا۔ اتنے میں ایک غبار پر نظر پڑی ولید نے کہا کہ یہ ہشام کے قاصد آ رہے ہوں گے خدا خیر کرے دو شخص ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر آتے تھے ان میں سے ایک ابو محمد سفیانی کا آزاد غلام جردبہ تھا۔ جب ولید کے قریب پہنچے تو گھوڑوں سے اتر پڑے اور دوڑ کے بحیثیت ولید کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ ولید نے آنکھیں نیچی کر لیں اور خاموشی اختیار کی۔ جردبہ نے دوبارہ خلیفہ کی حیثیت سے سلام کیا۔ ولید نے آنکھیں نیچی کر لیں اور خاموشی اختیار کی۔ جردبہ نے دوبارہ خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ ولید نے پوچھا: کیا ہشام مر گیا؟ جردبہ نے کہا جی ہاں۔ ولید نے کہا خط کس نے لکھا ہے؟ جردبہ نے کہا آپ کے آزاد غلام سالم بن عبدالرحمن میر منشی دفتر مراسلات نے۔ ولید نے خط پڑھا اور وہ چلے آئے۔

عیاض بن مسلم کی گرفتاری:

ولید نے پھر ابو محمد السفیانی کے آزاد غلام جردبہ سے عیاض بن مسلم کی خیریت دریافت کی۔ اس نے کہا وہ تو جیل میں تھا۔ جب ہشام بیمار ہوا اور اس کی حالت بگڑ گئی اور زندگی سے مایوس ہو گیا تو عیاض نے خزانہ داروں سے کہا کہ جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اس کی پوری حفاظت کرو اور خبردار! ہشام کو کوئی آدمی ایک چیز تک نہ پہنچنے پائے۔ اس کے بعد ہشام کو ذرا افاقہ ہوا انہوں نے خزانہ سے کوئی چیز منگوایا۔ خزانہ داروں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام نے کہا اب ہمیں معلوم ہوا کہ ان تمام مال و متاع کو ہم نے ولید کے لیے جمع کیا تھا۔ یہ کہتے ہی اس کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ عیاض جیل خانہ سے نکل آیا تمام خزانوں اور توشہ خانوں کے دروازے مقفل کر کے مہر کر دیے اور حکم دیا کہ ہشام کو اس کے بستر سے نیچے اتار دیا جائے۔ اس کے لیے ایک برتن بھی دستیاب نہ ہو سکا جس میں غسل کے لیے پانی گرم کیا جاتا کسی سے مستعار لیا گیا۔ سرکاری توشہ خانہ سے کفن بھی نہ مل سکا۔ بلکہ ہشام کے آزاد غلام غالب نے اسے کفن دیا۔

ہشام کے خاندان اور خدام کی گرفتاری:

ولید نے عباس بن الولید بن عبدالملک بن مروان کو حکم بھیجا کہ تم رصافہ جا کر وہاں ہشام کا جس قدر مال و متاع ہو اسے اپنے قبضہ میں لے لو اور اس کی اولاد اور عیال اور متعلقین کو گرفتار کر لو البتہ مسلمہ بن ہشام سے کوئی تعرض نہ کرنا اور اس کی کل مراعات کرنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کی سفارش کرتا تھا اور اس کے تحقیر و ملامت کا جواب دینے کے لیے مصر رہتا تھا۔

عباس نے رصافہ آ کر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور جب اس کی اطلاع ولید کو پہنچی تو ولید نے یہ شعر پڑھا:

لیت هشاما کان حیا یری　　محلبه الاوفر قد اترعا

ترجمہ: "کاش ہشام اس وقت زندہ ہوتا کہ وہ دیکھتا کہ اس کی بڑی دودھ کی ہانڈی بھر کر چھلک گئی ہے۔"

مروان بن محمد کا ولید بن یزید کے نام خط:

ولید نے اپنے عہدہ دار مقرر کر کے اطراف و اکناف سے اس کی خلافت تسلیم کرنے کی بیعت کی خبریں موصول ہوئیں۔

ہم شہروں سے بھی اطاعت کے خطوط لکھے گئے۔ مروان بن محمد نے لکھا اللہ نے اپنے بندوں کی حکومت اور اپنے ملک کی وراثت جو آپ کے سپرد فرمائی ہے۔ میں اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ حکومت کے متعلق جو سازش کی گئی تھی جس کی وجہ سے ہشام نے امیر المومنین کے اس حق کی جو ان کے ذمہ تھا تعظیم نہ کی تھی اور جس کا قصد کیا وہ ایسا مشکل کام اور ایسا بوجھ تھا جس کی تاب نہ لا کر پہاڑ بھی ٹوٹ اور فنا ہو جائیں۔ لیکن تقدیر نے ان کے منصوبوں کو اسی طرح چکنا چور کر دیا۔ اللہ نے تو امیر المومنین کو ایک خاص مرتبہ عطا کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ خلافت اپنے معزز منصب پر سرفراز کیا اور ایسا عہد دیا جس کا امیر المومنین کو اہل سمجھا اور اس پر مستقل طور پر سرفراز کر دیا۔ کیونکہ آپ کی خلافت تو لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی اور اللہ نے اسے اپنے بندوں کے لیے جن کی حالت سے وہ بخوبی واقف و خبیر ہے ایک خاص وقت کے لیے مخصوص کر دیا تھا اس لیے اس نے خلافت کے لیے اختیار کیا اور اپنی بڑی طاقت سے آپ کے بدخواہوں اور ظالموں نے جو مکر و فریب کیا تھا اسے باطل کر دیا۔ انھیں ذلیل اور آپ کو سرفراز کیا۔ پس جو شخص اب بھی اس غلط خیال پر قائم ہے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اپنے رب کو ناراض کیا۔ البتہ جنھوں نے توبہ کی اور باطل سے ہٹ کر حق کی طرف لوٹ آئے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔

میں امیر المومنین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ جب مجھے آپ کی خلافت کی خوشخبری ملی میں فوراً منبر پر چڑھ گیا۔ دو تلواریں میرے دوش پر تھیں تاکہ اگر کسی کے دل میں کھوٹ ہو تو ان سے خبردار ہوں۔ پھر میں نے جو اللہ نے امیر المومنین کی خلافت سے لوگوں پر احسان کیا ہے ان کی انھیں اطلاع دی اور وہ اسے سن کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کے سوائے ایسے کسی دور خلیفہ کی ولایت کی طلب نہیں کی جس کی ذات سے ہماری توقعات زیادہ وابستہ ہوں جتنی ان کی ذات سے ہیں یا جس کی خلافت سے ہمیں زیادہ خوشی ہوئی ہو۔ پھر میں نے بیعت لینے کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور ان سے مکرر تجدید عہد و میثاق اور غلیظ قسمیں دے کر حلف اطاعت لیا۔ انھوں نے خوشی اور پوری اطاعت کے ساتھ اسے قبول کیا اور بیعت کی۔ آپ ان کے عوض میں اس مال سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے انھیں صلہ عطا کیجیے اس لیے کہ آپ سب سے بڑھ کر فیاض اور کشادہ دست ہیں کیونکہ وہ آپ کے فضل و کرم کے منتظر ہیں جو صلے آپ سے پہلے انھیں ملے ہوئے ہیں ان میں بھی اضافہ کر دیجیے تاکہ اس سے اپنی رعیت پر آپ کی شفقت و نوازش ظاہر ہو۔

اگر مجھے اس وقت سرحد کی سیاست کی مہم درپیش نہ ہوتی جس کا میں قصد کر چکا ہوں تو مجھے ڈر کہ میں کسی شخص کو اس مہم کے علاوہ دوسرے انتظامات ملک سپرد کر دیتا اور شوق ملاقات مجھے امیر المومنین تک کھینچ لے جاتا اور میں خود امیر المومنین کے دیدار سے جس کی کوئی نعمت بڑی نہیں ہے وہ حقیقی خوشی حاصل کرتا جو حاصل نہیں ہو سکتی اگر میں وہاں نہ ہوتا اور مسرت و شادمانی ہوتی۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو مجھے خدمت میں حاضر ہونے کی ضرور اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں بعض ایسے معاملات جن کا لکھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا زبانی عرض کر سکوں۔

معذوروں و نابیناؤں کے وظائف

ولید نے خلیفہ ہوتے ہی شامیوں میں جس قدر اپاہج اور نابینا تھے ان کے وظائف مقرر کر دیے اور انھیں لباس بھی دیا اور ہر معذور کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا۔ لوگوں کے خاندانوں کے لیے سرکاری توشہ خانے سے تحائف اور لباس نکلوا کر ان سے زیادہ

[illegible] یہ جھگڑا بڑھتا ہی رہا تھا [illegible]

[illegible]

ولید کا انجام [illegible]

[illegible]

حکم و عثمان کی ولی عہدی

اسی دوران میں ولید نے اپنے دونوں بیٹوں حکم و عثمان کو ولی عہد خلافت ایک دوسرے کے بعد مقرر کیا۔ حکم کو پہلے رکھا اور عثمان کو اس کے بعد [illegible] اس معاملہ میں [illegible] نصر بن سیار کو اس معاملہ میں لکھا۔

یوسف بن عمر کا نصر بن سیار کے نام خط:

یوسف کا خط جو اس نے نصر کو لکھا تھا حسب ذیل ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ خط یوسف بن عمر کی جانب سے نصر بن سیار کے نام ہے [illegible] امیر المومنین [illegible] عبدالملک [illegible] امیر المومنین [illegible] ولی عہد خلافت مقرر [illegible]

[illegible] السلام علیک [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible] امیر المومنین [illegible] حکم [illegible]

[illegible]

ولید بن یزید کا نصر بن سیار کے نام فرمان:

حکم بن شیبہ اور عبدالملک بن نعیم ولید کا حسب ذیل خط لے کر نصر کے پاس آئے: "امابعد! اللہ نے جس کے تمام نام مبارک جس کی تعریف عظیم اور ذکر بلند و برتر ہے۔ اسلام کو اپنا دین بنایا اور اپنی مخلوق کے لیے سب سے بہتر سمجھا پھر ملائکہ اور انسانوں میں سے اپنے پیغمبر منتخب کیے۔ اس دین کا حامل بنا کر انھیں بھیجا، اس کی تبلیغ کا انھیں حکم دیا، چنانچہ مختلف قوموں اور مختلف زبانوں میں مبعوث ہوتے رہے جو طریقہ سب سے بہتر تھا اس کی طرف بلاتے رہے اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ کی نعمت نبوت حضور محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی۔ ایسے وقت میں جب علم پامال تھا لوگ اندھے تھے خواہشات نفسانی کی وجہ سے ان میں تفریق تھی لوگوں کے مختلف اور متفرق راستے ہو گئے تھے۔ حق کی نشانیاں مٹ چکی تھیں۔ مگر اللہ نے حضور کی ذات سے ہدایت کو عیاں کر دیا، نابینائی کو دور کر دیا، گمراہی اور جہالت سے بندوں کو نکالا، ان سے اپنے دین کی رونق کو تازگی بخشی، انھیں تمام کائنات کے لیے رحمت مجسم بنایا۔ ان پر وحی کو ختم کر دیا اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے تھے ان سب کی عظمت و بزرگی آپ کی ذات واحد کو عطا فرمائی۔ آپ کو ان سب کے آخر میں اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ ان کی تعلیم کی تصدیق فرمائیں ان کی توثیق کریں، انہی کی دعوت دیں اور انہی کی تعلیم پہنچائیں۔ آپ کی امت کے جن لوگوں نے اس دین الٰہی کو اختیار کیا اور انبیاء سابقین علیہم السلام پر بھی ایمان لائے علاوہ ان کے ہم قوم انھیں جھٹلاتے رہے مگر جس چیز سے وہ انھیں روکتے تھے یہ اسی کی انھیں تعلیم دیتے تھے انبیاء علیہم السلام کے وارث بن گئے وہی لوگ مخالفین کے جو ان کی ہتک کرنے والے تھے اور اسی کی تعلیم کرنے لگے جس کی توہین کرتے تھے۔ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق سنا جائے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی تکذیب کرتا ہو یا اس میں حجت تلاش کرتا ہو یا انھیں بے وقوف سمجھ کر انھیں اذیت پہنچائے یا ان کی تردید کرتا ہو۔ حالانکہ خود ان کے ہم عصروں نے ان کو نیچا ثابت کرنا چاہا تھا اس سے تعاون کیا۔ ان کی وجہ سے کوئی کافر ایسا نہیں بچا جس کا خون اس وجہ سے حلال نہ ہو گیا ہو۔ ان کے آپس کی رشتہ داریاں منقطع ہو گئیں۔ چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا اولاد یا خاندان والے، اس دین کے ختم ہونے اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد اللہ نے اسی طریقہ نبوت پر آپ کے خلفا مقرر کیے تاکہ اس کے حکم کی تعمیل کرائیں۔ اس کی شریعت کو نافذ کریں، سنن پر عمل کرائیں، حدود قائم کریں، زکوٰۃ و صدقات وصول کریں، حقوق ادا کریں، اس کی راہ میں جہاد کریں جس کی وجہ سے ان کے دین کی مضبوطی اور استحکام ہو۔ دین کے حرم کی حفاظت ہو، ان کے بندوں میں عدل و انصاف کیا جائے اور ان کے شہروں کی اصلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾

"اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ہاتھوں نہ ہٹاتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا مگر اللہ اپنی مخلوق پر مہربانی کرنے والا ہے۔"

پھر یکے بعد دیگرے اللہ کے خلفاء اور اس کے انبیاء کی جانشینی کا فرض انجام دینے کے لیے ہوتے رہے جس نے ان کے حق میں تعرض کیا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ جو ان کی جماعت سے علیحدہ ہوا اللہ نے اسے تباہ کر دیا۔ جس کسی نے ان کے اقتدار کو ہلکا سمجھا اللہ نے جس منصب پر انھیں سرفراز کیا ہے اس میں ان پر اتہام رکھا اللہ نے انھیں بھی خلفاء کے قبضہ و تسلط میں دے دیا اور اسے ایسی سخت سزا دی جو دوسروں کے لیے موجب عبرت ہوئی۔ یہی سلوک اللہ نے اس شخص کے ساتھ کیا جو خلفاء کی اطاعت سے جس پر

[illegible]

﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾

[illegible]

[illegible]

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

امیر المومنین کو جب سے وہ خلیفہ ہوئے ہیں سب سے زیادہ [illegible] مسلمانوں کی حکومت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] امیر المومنین [illegible]

[illegible] امیر المومنین [illegible] امیر المومنین [illegible] میرے بیٹے [illegible] امیر المومنین [illegible]

[illegible] امیر المومنین [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نصر کے نام سے تحائف روانہ کیے۔ اور اس نے اپنا قاصد بھیجا جو خلیفہ کے ان دونوں خطوں کو لے کر نصر کے پاس آیا۔ ولید نے جو خط نصر کو لکھا تھا اس میں اسے حکم دیا تھا کہ میرے لیے بربط اور طنبورے اور سونے چاندی کے ظروف خریدو اور خراسان میں جس قدر رقاصہ بجانے والیاں ہیں سب بھیج دو۔ اگر یہ سب لے کر خود آؤ تو بہتر ہے۔ یہ قاصد یہ حکم لے کر آیا تھا کہ تم ان کے ساتھ خود حاضر دربار خلافت ہو۔

نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار

ایک باہلی راوی کہتا ہے کہ جس وقت نصر سے کہتے تھے کہ ولید تمہارا منتظر ہے تو وہ اس پر بے چینی انتظام کے مصروف ہونے کے بعد نصر نے اپنے مجھ عصمہ بن عبد ربہ اسی وقت شاید قاصد بھیجا اور یوسف نے اس پر اصرار شروع کیا کہ میرے پاس آکر نصر جلد روانہ ہو جائے۔ اس پر یوسف نے اپنا ایک خاص آدمی نصر کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ تم جب تک وہ تمہارے ساتھ روانہ نہ ہو اسے آنے کے لیے اصرار کرتے رہنا اگر وہ جلد آنے پر تیار نہ ہو تو پھر مجمع عام میں اس سے بے تعلقی کا اعلان کر دینا۔ یہ شخص نصر کے پاس آیا اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور اسے مطمئن کیا۔ پھر نصر اس کی [illegible] ابھی اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ [illegible] نصر بھی آنے کے لیے [illegible] تیار تھا کہ شام میں فتنہ برپا ہو گیا اور نصر اپنے گھر واقع ماجان میں منتقل ہو گیا۔

نصر بن سیار کی عمال کو ہدایات۔

اس نے عصمہ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کیا۔ [illegible] العبدی کو افسر خراج مقرر کیا۔ موسیٰ بن ورقاء الناجی کو شاش کا حاکم بنایا۔ حسان [illegible] کو جو [illegible] کے امیروں میں سے تھا سمرقند کا اور مقاتل بن علی السعدی کو آمل کا حاکم مقرر کیا۔ ان انتظامات کے بعد نصر نے اپنے ان عہدہ داروں کو حکم دیا کہ جب تمہیں مرو سے میری روانگی کی خبر ملے تم ترکوں سے جنگ چھیڑ دو [illegible] تاکہ میں اس بہانے سے مرو سے روانہ ہونے کے بعد جلد واپس آ جاؤں۔

نصر بن سیار کی روانگی عراق

ایک دن جب کہ نصر عراق کی طرف سفر کر رہا تھا اتفاق سے بیہق کو آکر [illegible] کے وقت نصر کے پاس آیا کہ نصر نے دربار مرتب کیا اور ولید کے قاصدوں کو بھی طلب کیا۔ [illegible] کے بعد ان سے کہا آپ خود جانتے ہیں کہ میں عراق چل رہا ہوں اور کہیں بھی توقف نہیں کیا ہے اور [illegible] کہ شب کی فلاں گھڑی میرے پاس آیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ ولید قتل کر ڈالا گیا اور شام میں فتنہ برپا ہو گیا۔ منصور بن جمہور عراق آگیا ہے اور یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے۔ ہم اس وقت ایسے علاقے میں ہیں جس کی حالت اور ہمارے دشمنوں کی کثرت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

سلم بن احوز کا نصر کو مشورہ:

نصر نے آنے والے کو بند کرا دیا اور اس کے بیان کی صداقت پر حلف لیا۔ اس نے قسم کھا لی اس پر سلم بن احوز نے نصر سے کہا اگر میں قسم کھا لوں تو یہ بھی سچ ہی کہوں گا۔ اس میں تو [illegible] کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمہاری اطاعت داری میں کوئی خرابی پیدا کریں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ چلے چلیں اور [illegible] نصر نے کہا سلم بے شک تم جنگی چالوں کا خوب تجربہ رکھتے ہو اور اس کے ساتھ ہی امیر کے بھی تم پورے خیر خواہ ہو مگر یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں تمہاری رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد نصر نے

بھی تھا ان کا نام کے بعد ولی عہد بنانے کا معاملہ ہے۔ بات یہ تھی کہ ولید نے یہ بھی شرط رکھی کہ اگر ان سے پہلے کوئی لڑکا ہو تو ان سے کہا جائے۔ اس قسم کی باتیں ان کے چچا زاد بھائیوں کے متعلق کہی جاتی ہیں۔

ابراہیم اور محمد بن ہشام کا قتل:

اس سنہ میں ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو مدینہ کا والی مقرر کر دیا اور ابراہیم اور محمد بن ہشام بن اسماعیل کو جکڑ کر ان کے حوالے کر دیا۔ وہ دونوں ان کے سامنے لائے گئے یوسف بن محمد نے ان دونوں کے ساتھ مدینہ میں سنہ ۱۲۵ھ کے ماہ شعبان کے آخر میں یہ سلوک کیا اور اہل مدینہ کے سامنے ان کی تشہیر کی۔ پھر ولید نے لکھا کہ ان دونوں کو یوسف بن عمر کے پاس (جو ان دنوں عراق کا والی تھا) ولید کی جانب سے بھیج دیا جائے۔ جب یہ دونوں یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں طرح طرح سے تکلیف دی یہاں تک کہ دونوں مر گئے۔ ان کے خلاف ولید سے یہ شکایت کی گئی تھی کہ انہوں نے بہت سا سرکاری روپیہ خورد برد کیا ہے۔ اس سنہ میں یوسف بن محمد نے سعد بن ابراہیم کو مدینہ کی قضاۃ سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ یحییٰ بن سعید انصاری کو قاضی مقرر کیا۔

اسود بن بلال کا قبرص جانے کا حکم:

اسی سال ولید نے اپنے بھائی عمر بن یزید بن عبدالملک کو معزول کیا اور اسود بن بلال محاربی کو امیر البحر مقرر کر کے قبرص جانے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہاں کے باشندوں کو اختیار دے کہ وہ اگر چاہیں تو شام آ جائیں اور چاہیں تو روم چلے جائیں۔ ایک گروہ نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی انہیں اسود نے شام پہنچا دیا۔ دوسرے گروہ نے روم کی سکونت اختیار کی جو چلا گیا اور وہ وہاں بس گئے۔

محمد بن علی کی وفات:

اس سنہ میں سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکے گئے۔ اکثر راویوں کے بیان کے مطابق محمد بن علی سے ملاقات کی اور ان سے ابو مسلم کا قصہ بیان کیا اور اس کے حالات بتائے۔ محمد بن علی نے ان سے پوچھا کہ وہ آزاد ہے یا غلام؟ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ تو کہتا ہے کہ وہ غلام ہے مگر وہ اپنے آپ کو آزاد کہتا ہے۔ محمد بن علی نے کہا اس کو خرید کر آزاد کر دو۔ ان لوگوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم نقد اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دیئے۔ محمد بن علی نے ان سے کہا مجھے یہ توقع نہیں کہ اس سال کے بعد تم مجھ سے مل سکو گے اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو تمہارے امام ابراہیم بن محمد ہیں مجھے ان پر پورا اعتماد ہے اور میں تم لوگوں کو ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں اور میں نے انہیں بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کر دی ہے۔ یہ لوگ ان سے رخصت ہو کر چلے آئے۔ محمد بن علی نے ذی قعدہ میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی اور ان کے باپ علی کی وفات میں سات سال کا فرق رہا۔

امیر حج یوسف بن محمد:

اس سال یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی امیر حج تھا جیسا کہ ابو معشر کے بیان سے ثابت ہے۔ اس سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل کیے گئے۔

باب ٨

یحییٰ بن زید و خالد بن عبد اللہ القسری

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یحییٰ کس طرح اور کیوں خراسان گئے۔ اب ہم ان کے قتل کے واقعہ کو جو اسی سنہ میں پیش آیا بیان کرتے ہیں۔

حریش بن عمرو کی گرفتاری کا حکم:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ہشام کی وفات تک یحییٰ حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس بلخ میں مقیم رہے۔ جب ولید بن یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے خراسان جانے اور اس مقام کی جہاں وہ قیام کرتے تھے اطلاع دی۔ نیز اس نے یہ بھی اطلاع دی کہ وہ حریش کے پاس مقیم ہے اور یہ بھی لکھ دیا کہ تم حریش کو کسی کو بھیج کر گرفتار کرا لو اور قید سخت میں ڈال دو۔ نصر نے عقیل بن معقل العجلی کو حکم دیا کہ حریش کو گرفتار کر لے اور کسی وقت اس کا پیچھا نہ چھوڑے یہاں تک کہ یا اس کی جان نکل جائے یا وہ یحییٰ بن زید بن علی کو حاضر کر دے۔

حریش بن عمرو کی گرفتاری:

عقیل نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا اور یحییٰ بن زید کے متعلق اس سے دریافت کیا۔ حریش نے کہا میں کچھ نہیں جانتا اور عقیل نے اسے چھ سو درے لگائے۔ حریش کہتے تھے: بخدا! اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوتے تو میں کبھی انہیں تیری خاطر ان پر سے نہ اٹھاتا۔ جب قریش بن حریش نے اپنے باپ کا یہ حال دیکھا تو اس نے عقیل سے آ کر کہا تم میرے باپ کو نہ مارو میں تمہیں یحییٰ بن زید تک پہنچا دوں گا۔ عقیل نے کئی جاسوسوں کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔

یحییٰ بن زید کی گرفتاری و رہائی:

اس نے لے جا کر اسے ان تک پہنچا دیا۔ یحییٰ اسی مکان میں مقیم تھے جو ایک دوسرے مکان کے اندر واقع تھا۔ عقیل نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس کے ہمراہ یزید بن عمر اور فضل عبد القیس کا آزاد کردہ غلام بھی تھا۔ یہ ان کے ہمراہ کوفہ سے آیا تھا۔ عقیل انہیں نصر بن سیار کے پاس لایا۔ نصر نے انہیں نظر بند کر دیا اور یوسف بن عمر کو اس کی اطلاع دی۔ یوسف نے ولید بن یزید کو اس کی اطلاع بھیجی۔ ولید نے نصر کو حکم لکھا کہ تم انہیں امن دو اور انہیں اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دو۔ نصر نے انہیں بلا کر اللہ سے ڈرنے اور فتنہ و فساد سے بچنے کی نصیحت کی اور کہا کہ آپ ولید کے پاس چلے جائیے۔ دو ہزار درہم اسے دیئے اور دو خچر سواری کے لیے دیئے۔ یحییٰ اپنے عزیز و اقارب کے پاس سے روانہ ہو کر سرخس پہنچے اور وہاں ٹھہر گئے۔

یحییٰ بن زید کا سرخس سے اخراج:

عبد اللہ بن قیس بن عباد سرخس کا عامل تھا۔ نصر نے اسے لکھا کہ یحییٰ کو سرخس سے نکال دو۔ پھر اس نے حسن بن زید التمیمی کو جو

تھا جو بنی تمیم کا سردار اور طوس کا حاکم تھا لکھا کہ جب یحییٰ تمہارے پاس آ جائیں تو انہیں طوس میں ٹھہرنے مت دینا بلکہ اپنے علاقے سے بھی آگے چلتا کر دینا اور دونوں کو نصر نے یہ بھی حکم دیا کہ جب تم یحییٰ کو ابرشہر میں عمرو بن زرارہ کے حوالے کر دو تو ان کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ چنانچہ پھر سرخس سے عبداللہ بن قیس نے انہیں نکال دیا اور جب یہ حسن بن زید کے پاس آئے تو اس نے انہیں بیہق جانے کا حکم دیا اور سرحان بن فروخ بن مجاہد بن بلعاء العنبری ابوالفضل کے جو سرحدی ناکہ کا افسر تھا حوالے کر دیا۔

ابوالفضل اور یحییٰ کی گفتگو:

ابوالفضل کہتا ہے کہ میں یحییٰ کے پاس گیا انہوں نے نصر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجھے اس قدر رقم دی جو بہت تھوڑی ہے۔ اس کے طرز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ نصر کی اس کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے امیر المومنین ولید بن یزید کا ذکر شروع کیا ان کی تعریف کی بعد ازاں انہوں نے اپنے ساتھ اپنے طرفداروں کے خراسان آنے کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اس ڈر سے یہاں آئے تھے کہ مبادا کوئی انہیں دھوکے سے یا اچانک پکڑ نہ لے۔ یوسف پر تعریض کی اور کہا کہ وہ اسی سے ڈرتے تھے پھر وہ چاہتے تھے کہ اس معاملہ پر اور گفتگو کریں۔ مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اس معاملہ میں جو چاہیں کہہ سکتے ہیں میں آپ کے لیے جاسوس نہیں ہوں۔ آپ کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ کریں آپ مجھ سے اس معاملہ میں اپنی ذاتی رائے بیان کر سکتے ہیں۔ یحییٰ نے کہا کہ تعجب اس پر آتا ہے جس نے ان حمایتیوں کو لا رکھا ہے یا خود ان حمایتیوں پر۔ پھر انہوں نے زید و بیعت کی کہ جب چاہتا انہیں بھیج کر گرفتار کرا لیتا میں نے کہا آپ کے لیے ایسا کرنا زیادہ تھا بلکہ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ مرکزی حکومت کی چار دیواری ہے پھر میں نے اپنے ان کے ساتھ ہم سفر ہونے کی معذرت کی اور میں بھی ایک فرسخ کے فاصلے سے ان کا ہم سفر ہو گیا۔ جب ہم عمرو بن زرارہ کے پاس پہنچے تو اس نے ایک ہزار درہم یحییٰ کو دے کر اپنے علاقے سے چلتا کر دیا۔

عمرو بن زرارہ کو یحییٰ پر حملہ کرنے کا حکم:

جب یحییٰ بیہق پہنچے تو انہیں یوسف کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ دھوکے سے انہیں اچانک گرفتار نہ کر لے اس لیے وہ بیہق سے جو خراسان کی آخری سرحد اور قومس سے خراسان کے شہروں میں سب سے زیادہ نزدیک واقع ہے ستر آدمیوں کے ساتھ عمرو بن زرارہ کی طرف چلے راستے میں ان کو تاجر ملے انہوں نے ان کی سواریوں پر قبضہ کر لیا اور ان کی قیمتیں اپنے ذمے لے لیں عمرو بن زرارہ نے نصر کو اس کی اطلاع دی۔ نصر نے عبداللہ بن قیس اور حسن بن زید کو عمرو بن زرارہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ عمرو بن زرارہ تمام فوج کے افسر اعلیٰ مقرر کیے جاتے ہیں سب مل کر یحییٰ بن زید کا مقابلہ کریں اور انہیں قتل کر ڈالیں۔

عمرو بن زرارہ اور یحییٰ بن زید کی جنگ:

غرض کہ یہ سردار عمرو بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے ان کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی۔ یحییٰ بن زید نے جن کے ہمراہ صرف ستر شخص تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا انہیں شکست دی عمرو بن زرارہ کو قتل کر ڈالا اس جماعت کے بہت سے سواری کے جانور ان کے ہاتھ آئے۔ یحییٰ وہاں سے چل کر مرو سے گزرے اور ہرات پہنچے مغلس بن زیاد العامری ہرات کا حاکم تھا مگر چونکہ ان دونوں میں سے کسی نے اپنے مقابل سے کوئی تعارض نہیں کیا اس لیے یحییٰ ہرات کے علاقے سے چلے گئے۔

سلم بن احوز کا تعاقب:

[illegible] ان رات [illegible] یحییٰ [illegible] سے جو بچے تھے [illegible] نے ان کا تعاقب [illegible]

یحییٰ [illegible] ان کے ساتھ [illegible] تھے۔

یحییٰ بن زید کا قتل:

[illegible] [illegible] یحییٰ [illegible] [illegible] یحییٰ کے تمام ساتھی [illegible] [illegible]

کر لیا۔

قاتل [illegible] کا انجام:

[illegible] سے معلوم ہوتا ہے [illegible] [illegible] [illegible]

۱۲۶ھ کے واقعات

اس سال یعنی ۱۲۶ھ میں [illegible] ولید بن یزید قتل [illegible] اس کا قصہ یہ ہے:

ولید بن یزید کے خلاف نفرت:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید نے اپنے خلیفہ ہونے سے قبل [illegible] [illegible] خلیفہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

سلیمان بن ہشام کی جلاوطنی:

[illegible]

عمر بن ولید کی دھمکی

[illegible]

سعید بن بیہس کی گرفتاری:

[illegible]

ولید کی خالد بن عبداللہ سے ناراضگی:

[illegible]

عمرو بن سعید اور یوسف بن عمر کی گفتگو:

[illegible]

ولید بن یزید پر الزامات:

[illegible]

یزید بن ولید بن عبدالملک تھا اور تمام لوگ اس کے بیان کی طرف اس لیے [illegible] کیونکہ وہ ایک [illegible] اور پابند [illegible] تھا۔ وہ کہتا تھا کہ ہم ولید کی بیعت پر قائم نہیں رہ سکتے، اس کی تجویز کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

محمد بن شراحیل کا بیان:

محمد بن شراحیل، [illegible] ہشام بن عبدالملک سے [illegible] تو قید میں تھے [illegible] وفات [illegible] ان کو [illegible] مسعود [illegible] سے [illegible] کر دیا گیا [illegible] ان کو [illegible] کر [illegible] مر گئے [illegible] ان لوگوں کو [illegible] یوسف بن عمر [illegible] اس کے [illegible] دیا جائے گا اور اس کا حکم ان کے نام خالد [illegible] ہوا۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

[illegible] دمشق میں خلافت پر رہے تھے اور ایک جماعت ولید کے قتل کے لیے آمادہ ہوئی [illegible] ابن ابی مالک [illegible] منصور بن جمہور، یعقوب بن عبدالرحمن [illegible] منصور کا چچا زاد بھائی حبیب بن [illegible] اصبغ بن ذؤالہ کلبی [illegible] حارث اور [illegible] خالد بن عبداللہ کے پاس آئے اور انہیں اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی۔ خالد نے اسے قبول نہیں کیا۔ ان لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ آپ ہمارے [illegible] کو پوشیدہ رکھیں۔ انہوں نے کہا میں کسی شخص کا نام نہیں لوں گا۔ اسی اثناء میں ولید نے حج کا ارادہ کیا اور خالد کو خوف پیدا ہوا کہ [illegible] قتل کر ڈالیں۔ تب انہوں نے ولید سے کہا کہ آپ اس سال حج نہ کریں۔ ولید نے ان سے وجہ دریافت کی [illegible] کوئی بات بیان نہیں کی۔ ولید نے انہیں قید کر دیا اور حکم دیا کہ عراق کے سرکاری روپیہ کا جو مطالبہ ان پر واجب الادا ہے وہ وصول کیا جائے۔

یوسف بن عمر کی دمشق میں طلبی:

ولید نے یوسف کے عہدہ کو بدل دینے کا ارادہ کیا اور اس کی جگہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو مقرر کرنا چاہا۔ اس بنا پر ولید نے یوسف کو لکھا کہ تم نے [illegible] تم شام کو بھیجتے [illegible] جو تم بھیجتے، حالانکہ تمہیں چاہیے تھا کہ تم [illegible] اب تم میرے پاس آؤ [illegible] اس سے معلوم ہو کہ تم نے [illegible] کر دیا ہے [illegible] دوسروں پر تمہاری فضیلت ظاہر ہو کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ نے رشتہ قرابت جوڑا ہے اور تم میرے ماموں ہو اور سب سے زیادہ [illegible] کیونکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے [illegible] اضافہ کر دیا ہے کیونکہ ہشام نے [illegible] سب کو تنگ کر رکھا تھا اور اب [illegible] ضرورت ہے۔

حسان النبطی کا یوسف بن عمر کو مشورہ:

یوسف بن عمر [illegible] تو اس نے یوسف بن محمد اپنے بھتیجے [illegible] کو اپنا جانشین مقرر کیا اور [illegible]

ظروف اپنے ساتھ لے چلا۔ اس سے پہلے عراق سے کوئی شخص اتنا نہیں لے گیا تھا۔ یوسف شام آئے۔ خالد بن عبداللہ اس وقت قید تھا۔ حسان النبطی ایک رات اس سے آ کر ملا اور اسے مطلع کیا کہ ولید عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو تمہاری جگہ مقرر کرنا چاہتا ہے اور اس لیے تمہارے لیے اس کے سوا چارہ کار نہیں ہے کہ تم اس کے وزراء کو رشوت دو۔ یوسف نے کہا کہ میرے پاس تو اب ایک درہم بھی باقی نہیں ہے۔ حسان نے کہا کہ میرے پاس پانچ لاکھ درہم ہیں' چاہو تو یہ لے لو اور جب تم آسانی سے انہیں ادا کر سکو واپس کر دینا۔ یوسف نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں کہ کون کون لوگ امیر کے یہاں بارسوخ ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں' اس لیے آپ اس رقم کو ان کے حسب مراتب تقسیم کر دیجیے۔

یوسف بن عمر کی بحالی:

حسان نے یہ کارروائی کر دی اب یوسف آیا تو تمام ارکان سلطنت اس کے ساتھ تعظیم سے پیش آنے لگے۔ حسان نے اس سے کہا کہ تم ولید سے ملنے صبح کے وقت نہ جانا بلکہ شام کو جانا اور میں تمہارے نام ولید کی جانب سے ایک خط لکھے دیتا ہوں اور اس میں لکھوں گا: "میں نے تمہیں لکھا تو یہ ہے کہ تم صرف اپنے آمد کا انتظام کرو"۔ اس خط کو ہمراہ لے کر مسکین صورت بنائے تم ولید کے سامنے جانا۔ پھر اس خط کو پڑھ کر اسے سنانا۔ اس کے علاوہ ابان بن عبدالرحمن النمیری کو تم حکم دو کہ وہ خالد کو چار کروڑ درہم کے عوض میں اس سے خرید لے۔ یوسف نے حسان کی ہدایات پر عمل کیا۔ ولید نے اس سے کہا کہ تم اپنے عہدے پر چلے جاؤ۔ ابان نے ولید سے کہا کہ آپ خالد کو میرے حوالے کر دیجیے میں اس کے عوض چار کروڑ درہم دیتا ہوں۔ ولید نے کہا تمہارا کون ضامن ہے۔ اس نے کہا یوسف۔ ولید نے یوسف سے پوچھا کیا تم اس کی ضمانت کرتے ہو؟ یوسف نے کہا آپ اسے میرے حوالے کر دیجیے میں اس سے پانچ کروڑ درہم وصول کروں گا۔ چنانچہ ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف اسے بغیر گدے کے ایک محمل پر بٹھا کر اپنے ساتھ عراق لے آیا۔

خالد بن عبداللہ کا قتل:

محمد بن محمد بن القاسم کہتا ہے کہ مجھے اس پر ترس آیا اور میں نے اس کے لیے [illegible] جو ہمارے ساتھ تھا بطور تحفہ بھیجا۔ میں بلقاء میں ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی پر سوار تھا۔ میں نے یوسف کو اس سے بے خبر پایا اور شتاب روی سے قافلہ کے قریب پہنچ گیا اور وہ سامان اس کی محمل میں پھینک دیا تو اس نے کہا: یہ عمان کی کمائی کا معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا اشارہ میرے بھائی نعیم کی طرف تھا جو عمان کا حاکم تھا اور جس نے مجھے بہت سامان بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ اس شخص کی یہ حالت ہو گئی ہے مگر پھر بھی اس قسم کی فخریہ باتوں سے باز نہیں آ رہا۔ اب یوسف نے مجھے تاڑ لیا اور پوچھا کہ ابن النصرانیہ سے تم نے کیا کہا؟ میں نے کہا کہ میں نے اپنی ایک حاجت ان کے سامنے پیش کی تھی۔ یوسف نے کہا اچھا تم نے بھی خوب کیا حالانکہ وہ قیدی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ میں نے کیا شے اس کی طرف پہنچی تھی تو ضرور مجھے ان کے ہاتھوں تکلیف اٹھانا پڑتی۔ یوسف کوفہ پہنچا اور اس نے خالد کو عذاب دے دے کر قتل کرا دیا۔

ولید بن یزید اور اہل یمن میں کشیدگی:

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق: ولید بن یزید نے چند شعر کہے جس میں اہل یمن کو خالد کی ترک نصرت کرنے پر لعنت

ملامت کی گئی ہے۔ احمد بن زہیر کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن سعید عامری عامر کلب کی ایک روایت پہنچی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اشعار کو بھی ہشام کے شاعر نے نظم کر کے ولید کی جانب منسوب کیا اور اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ یمنی عرب ولید کے خلاف مشتعل ہو جائیں۔

ان کا جواب عمران بن ہلباء الکلبی نے دیا۔ چنانچہ جب ان اشعار کی لوگوں میں شہرت ہوئی تو تمام یمنی ولید کے اور زیادہ دشمن ہو گئے اور یمنیوں نے اس کے خلاف جو شعر کہے یہ اسی کا جواب تھا۔

آل قعقاع کی ولید بن یزید سے مخاصمت:

ہشام نے ولید بن القعقاع کو قنسرین کا اور عبدالملک بن القعقاع کو حمص کا حاکم مقرر کیا تھا اور ولید بن القعقاع نے ابن ہبیرہ کو کوڑے مارے تھے۔ جب ولید خلیفہ ہوئے تو یہ قعقاع کے بیٹے ان سے ڈر کر بھاگ گئے اور انہوں نے یزید بن عبدالملک کے قبر کی پناہ لی۔ پھر ولید نے انہیں گرفتار کرا لیا اور ان سب کو یزید بن عمر بن ہبیرہ کے حوالے جو قنسرین کا حاکم تھا، کر دیا۔ اس نے ان کو سخت تکلیفیں دیں۔ یعنی ولید بن القعقاع، عبدالملک بن القعقاع اور قعقاع کے خاندان کے دو اور شخص قید کے اس عذاب سے مر گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولید بن القعقاع کی اولاد اور بنو عبس کی یمنی جمعیت جدا ہو گئی۔ یمنی بھی ولید کے خالد بن عبداللہ سے برتاؤ کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے۔

یزید بن ولید سے اہل یمن کی درخواست:

یمنی یزید بن الولید کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اپنے لیے بیعت لیجیے۔ یزید نے عمرو بن یزید حکمی سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ اس طرح تو قوم تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کرے گی۔ بہتر ہے تم اپنے بھائی عباس بن الولید سے جو بنی مروان کے سردار ہیں مشورہ کرو۔ اگر وہ تمہاری بیعت کر لیں تو پھر کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔ اور اگر انہوں نے انکار کیا تو عام لوگ زیادہ تر ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اگر تم میرے اس مشورہ پر عمل نہیں کرنا چاہتے اور اپنی بیعت لینا چاہتے ہو تو پھر قریب کے لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ عباس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔

یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو:

ان دنوں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی سب لوگ شہر سے باہر دیہات میں چلے گئے تھے۔ یزید بن الولید محل میں قیام پذیر تھا عباس قسطل میں مقیم تھا اور ان دونوں کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا۔ غرض کہ یزید اپنے بھائی عباس کے پاس آیا۔ تمام واقعات کی اطلاع دی، مشورہ لیا اور ولید کی برائی کی۔ عباس نے اس سے کہا اے ابو خالد اگر تم نے ان کی بیعت توڑی تو اس کی ذمہ داری کے سامنے کچھ نہ بن پڑے گا۔ اگر ہم اس عہد کو توڑیں تو اس سے ہمارا دین اور ہماری دنیا خراب ہو جائے گی۔

یزید بن ولید کی خفیہ بیعت:

یزید یہ جواب سن کر اپنی قیام گاہ کو واپس آ گیا اور خفیہ طور پر لوگوں سے ملاقات کی اور انہوں نے پوشیدہ طور پر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نے قطن، یزید بن عنبسہ السکسکی اور اعیان لشکر میں سے جو اس کے خاص معتمد اصحاب تھے ان سب کو یکے بعد دیگرے بلا لیا اور ان لوگوں نے چپکے چپکے لوگوں کو اس کی بیعت کے لیے دعوت دینا شروع کر دی۔

عباس بن ولید کی مخالفت:

اس کے بعد یزید نے اپنے بھائی عباس سے بھی اس بارے میں ذکر کیا [illegible] اس وقت ہم لوگوں نے خاندان [illegible] تو یزید نے اس سے عہد لیا [illegible] عباس نے اس سے کہا [illegible] اور [illegible] تم نے مجھ سے [illegible] دشمن کے [illegible] سے ہوں گا۔

عباس بن ولید کی قطن کو ہدایات۔

یزید اور قطن ان کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے۔ عباس نے قطن کو بلوایا اور اس سے کہا یزید جو ایسا کرنا چاہتا ہے۔ قطن نے کہا میں آپ پر سے نثار ہو جاؤں میرا خیال ان کے متعلق یہ ہے یہ بات تو معلوم ہوتی ہے کہ ولید نے ہشام اور ولید کی اولاد سے جو برا برتاؤ کیا اور لوگوں کی ان باتوں سے جو کہ ولید نے اپنے مذہب کی توہین اور استخفاف کے متعلق کیں ان کے قلب پر گہرا اثر پڑا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکے۔ عباس نے کہا ہاں! مجھے یہ معلوم ہوتی ہے اور بخدا! میں تو اسے بنی مروان کا نہایت ہی منحوس آدمی سمجھتا ہوں۔ اگر چہ وہ ہمارے ساتھ ظلم و مروت سے پیش آتا ہے مگر اس کے قریبی ہونے کا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں یزید کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کر دیتا۔ چونکہ وہ تمہاری بات مانتا ہے اس لیے تم اسے [illegible] سے باز رکھو۔

یزید نے قطن سے دریافت کیا کہ عباس نے تم سے کیا باتیں کیں۔ قطن نے ساری سرگذشت بیان کی یزید نے کہا بخدا اب میں اس ارادے سے باز نہیں رہوں گا۔

معاویہ بن عمرو کی ولید بن یزید سے گفتگو:

معاویہ بن عمرو بن عتبہ کو لوگوں کی سرگرمیوں کا علم ہوا اور اس نے ولید سے آ کر کہا کہ اگرچہ امیر المومنین نے پہلی موانست کی بنا پر مجھے عرض کرنے کی اجازت دے رکھی ہے مگر میں خود آپ کے رعب کی وجہ سے خاموش ہوں میں دیکھ رہا ہوں جو آپ کو خبر نہیں اور مجھے آپ کے متعلق اسی بات کا خوف ہے جس کی طرف سے میں آپ کو غافل اور بے خبر پاتا ہوں۔ اگر حکم ہو تو خیر خواہی کے انتہا سے عرض کروں اور نہیں تو حسب اطاعت میں خاموش رہوں۔ ولید نے کہا نہیں ہرگز نہیں، تم کو اختیار ہے۔ بخدا! مجھے معلوم ہے کہ ہم کو [illegible] بنی مروان کو معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] جس آگ کو وہ [illegible] کر رہے ہیں اسے اپنے ہاتھوں سے [illegible] نیک نام جانتے ہیں اور میرے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔

مروان بن محمد کا سعید بن عبدالملک کے نام خط:

مروان بن محمد کو آرمینیہ میں اس بات کی اطلاع ملی کہ یزید ولید سے بغاوت کرنے کے لیے لوگوں میں سازش کر رہا ہے اس نے سعید بن عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ تم لوگوں کو منع کرو اور ان سے باز رکھو اور چونکہ سعید بہت ہی خدا پرست تھا اس لیے مروان نے اسے یہ بھی لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خاندان میں کچھ ایسے ارکان [illegible] ہیں۔ جن پر وہ بھروسہ کرتا ہے اور خطرات میں ان کی پناہ لی جاتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ اپنے خاندان کے ایک ایسے زبردست رکن ہیں مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کے خاندان کے بعض بیوقوفوں نے ایک ایسی بات [illegible] ہے کہ اگر وہ اپنے خلیفہ سے [illegible] بیعت کے معاملہ میں کامیاب ہو جائیں گے تو وہ ہمارے لیے [illegible] کا ایسا دروازہ کھولیں گے [illegible] جب تک کہ قوم [illegible] بہت سوں کے خون نہ بہہ جائیں

میں اس وقت معاملات کو سب سے [illegible] کے ٹھکانات میں مشغول ہوں اس لیے تو نہیں آ سکا اگر میں اور [illegible] ایک ہو جائے تو [illegible] [illegible] وہاں سے [illegible] ظلم [illegible] ہم نے اس [illegible] کو [illegible] وقت تک ظاہر نہیں کیا جب تک کہ ان کی بات [illegible] اور جب تک ان کی بات [illegible] تو ان نے [illegible] اس [illegible] کا اچھا موقع دیتے ہیں آپ ان لوگوں سے [illegible] بیعت لیا ہو [illegible] آپ ان کے ساتھ [illegible] کو [illegible] عمل [illegible] کر لیجئے [illegible] جب آپ [illegible] معلوم ہو جائے تو آپ انہیں دھکا دیں کہ [illegible] ان کا [illegible] تو آپ [illegible] اس نے [illegible] سے انہیں [illegible] ان کے [illegible] طلب [illegible] دوبارہ انہیں دے دے [illegible] جس بات کے وہ [illegible] ہیں ان کو [illegible] اور دولت [illegible] ہاتھ سے [illegible] جائے گی آپ تو اس [illegible] اور پھر خدا نے [illegible] سب [illegible] دیں گے [illegible] رہے گی [illegible] جماعت کی افتراق سے [illegible] ہے اور فارغ البالی [illegible] بادشاہت [illegible] جاری ہے اور اس کے [illegible] دل میں [illegible] نقصان ہوتا ہے چونکہ [illegible] خاندان [illegible] زمانہ سے [illegible] تمام [illegible] ہے [illegible] اس وجہ سے تمام قومیں اور [illegible] سے دشمنی رکھتے ہیں انہی کے حسد کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تھے۔ ان لوگوں نے [illegible] ان کی توقعات کے پورا ہونے سے پہلے انہیں ہلاک کر دے [illegible] کی وجہ سے [illegible] ان کی خوشحالی کو [illegible] آپ کو اس سے بچائے آپ مجھے ان کی پوری حالت سے مطلع فرمائیے خدا آپ کے دین کو سلامت رکھے اور اس بات سے [illegible] میں اس نے آپ کو [illegible] ہے اور آپ کے [illegible] ہدایت کے راستے پر ڈال دے۔

عباس بن ولید کی یزید بن ولید کو دھمکی:

اس خط کا مضمون بہت [illegible] اس نے اس خط کو عباس کے پاس بھیج دیا عباس نے یزید کو بلا بھیجا اور اس سے کہا [illegible] مجھے تمہارے [illegible] کی خبر ملی ہے [illegible] بھائی صاحب [illegible] دشمنوں میں سے کسی حاسد نے [illegible] تمہارے درمیان عداوت ڈالنے کی نیت سے یہ بات [illegible] ہے اور [illegible]

عباس نے اس کی قسم پر اعتبار کیا

عباس بن ولید کا بنی مروان کو انتباہ:

ابن بشر بن الولید بن عبدالملک روایت کرتا ہے کہ میرے باپ بشر بن الولید بن عبدالملک میرے چچا عباس کے پاس آئے اور ان سے ولید کی معزولی اور یزید کی خلافت کے متعلق گفتگو کی عباس انہیں [illegible] منع کرتے تھے اور میرے باپ [illegible] بہت خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب [illegible] میرے چچا [illegible] کر رہے ہیں اور ان کی بات کو [illegible] کر رہے ہیں [illegible] تو میرا یہ خیال تھا کہ [illegible] میرے باپ [illegible] ہو گی [illegible] معلوم ہوا کہ میرے چچا کا قول بالکل صحیح تھا عباس نے [illegible] اے بنی مروان مجھے یہ خوف ہے کہ اللہ نے تمہاری ہلاکت کی اجازت دے دی

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

یزید بن ولید کی روانگی دمشق

[illegible]

[illegible]

یزید بن ولید کی دمشق میں آمد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یزید بن ولید کے ساتھیوں کا مسجد میں اجتماع:

[illegible]

عبدالملک بن محمد کی اطاعت:

[illegible]

عبدالعزیز بن الحجاج کو باب الجابیہ پر قیام کا حکم

[illegible]

حکم دے دو اپنی معافی آ کر لے لے اور جس کی تقدیر میں ہے تو اسے فوراً معافی کا ایک فرمان روانہ کر دیا جائے گا۔

عبدالملک نے یزید سے یہ دریافت کیا کہ [illegible] تم نے ان سے کیا کہا [illegible] تم ہی بادشاہت کے [illegible] وہ [illegible] جس کی [illegible] ولید [illegible] ولید نے [illegible] نے اس تقریر کو پسند کیا۔

یزید بن ولید کے فوجی دستوں کی ترتیب:

محمد بن عثمان الشکری اور ابو علاقہ بن صالح السلامانی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن الولید نے منادی کرا دی کہ جو شخص فاسق ولید کے مقابلہ کے لیے جائے اسے دو ہزار درہم دیے جائیں گے۔ اس اعلان سے ایک ہزار سے کچھ کم آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے۔ یزید نے پھر نقیب کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو شخص فاسق کے مقابلے کے لیے جانا چاہتا ہے اسے چودہ سو درہم دیے جائیں گے۔ اس طرح کل چودہ سو آدمی جمع ہو گئے۔ یزید نے منصور بن جمہور کو ایک جماعت کا، یعقوب بن عبدالرحمن بن سلیم کلبی کو دوسری کا، ہرم بن عبداللہ بن دحیہ کو تیسری کا اور حمید بن حبیب لخمی کو چوتھی جماعت کا سردار مقرر کیا اور ان سب کا سپہ سالار عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو مقرر کیا۔ عبدالعزیز نے مجمع میں آ کر منادی کرا دی۔

ابو محمد بن عبداللہ کی یزید کی اطاعت:

یعقوب بن ابراہیم بن الولید بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن ولید نے خروج کیا تو ابو محمد [illegible] ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ہی دن میں [illegible] ولید کے پاس آیا جب وہ وہاں پہنچا اس کا گھوڑا مر گیا [illegible] واقعہ [illegible] ولید نے اس کے [illegible] اور قید کر دیا پھر اس نے ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو بلوایا [illegible] اور دمشق گیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوا اور جب [illegible] پہنچا [illegible] یزید بن الولید نے عبدالرحمن بن مصاد کو ان کے پاس بھیجا۔ [illegible] نے اس سے [illegible] لیا اور یزید کے لیے بیعت [illegible] اس وقت [illegible] ان کے [illegible] ہے۔

عبداللہ بن عنبسہ کا ولید بن یزید کو مشورہ:

[illegible] یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے اس سے کہا کہ آپ حمص چلیے کیونکہ وہ ایک مستحکم مقام ہے اور وہاں سے یزید کے مقابلے کے لیے فوجیں روانہ کیجیے [illegible] اس پر عبداللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لیے لڑنے اور اپنا حق ادا کرنے سے پہلے میدان چھوڑ کر اپنی عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دے [illegible] اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی مدد کرے گا۔ یزید بن خالد نے کہا کہ امیر المومنین کو کیا خوف ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے مقابلہ کے لیے عبدالعزیز بن الحجاج [illegible] جو ان کا چچا زاد بھائی ہے۔ [illegible] ولید نے ابن عنبسہ کی رائے اختیار کی۔ ابو محمد سعید بن الولید ابرش نے کہا کہ امیر المومنین تدمر تشریف لے چلیں کیونکہ وہ مستحکم مقام ہے اور وہاں [illegible] قوم ہیں جو آپ کی حفاظت کریں گے۔ ولید نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تدمر چلوں کیونکہ وہاں [illegible] اور انہی لوگوں نے مجھ پر خروج کیا ہے۔ [illegible] ابرش نے کہا [illegible] مناسب ہے کہ آپ قریہ میں [illegible] ولید نے کہا [illegible] سے اچھا نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا تو یہ مقام بخراء ہے۔ ولید نے کہا اس کا

[illegible]

ولید بن یزید کی روانگی:

[illegible]

ولید بن یزید کا قلعہ بخراء میں قیام

[illegible]

عبدالعزیز بن الحجاج کا ولید کے محل پر حملہ

[illegible]

[illegible]

عبدالعزیز بن الحجاج کا خطبہ:

[illegible]

عباس بن ولید اور منصور بن جمہور:

عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ عباس بن الولید ولید کے پاس جا رہا ہے تو اس نے منصور بن جمہور کو رسالے کے ساتھ اسے روکنے کے لیے روانہ کیا اور کہا کہ تم نعانی میں اسے جا لو گے اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور پوتے ہیں انہیں گرفتار کر لینا۔ منصور رسالے کو لے کر اس سمت چلا جب نعانی میں پہنچا تو وہاں انہیں عباس مع اپنے تمام بیٹوں پوتوں کے ملے۔ منصور رسالے کو لے کر اس سمت چلا جب نعانی تک پہنچا تو وہاں انہیں عباس مع اپنے تمام بیٹوں پوتوں کے ملے۔ منصور نے ان سے کہا آپ عبدالعزیز کے پاس چلیے۔ عباس نے اسے گالیاں دیں۔ منصور نے کہا خدا کی قسم! اگر آپ نے ایک قدم بڑھایا تو میں اپنا نیزہ تمہاری زرہ کے پار کر دوں گا۔

عباس بن ولید کی گرفتاری اور یزید کی اطاعت:

نوح بن عمرو بن حوی سکسکی راوی ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمن بن سلیم الکلبی عباس بن الولید کے مقابلے کے لیے گیا تھا اور وہ اسے عبدالعزیز کے پاس لانا چاہتا تھا مگر اس نے آنے سے انکار کیا اس پر اس نے کہا اے قسطنطین کے بیٹے اگر تو عبدالعزیز کی طرف نہ چلے گا تو میں تیرا سر اڑا دوں گا۔ عباس نے ہرم بن عبداللہ بن دحیہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ یعقوب بن عبدالرحمن بن سلیم ہے۔ عباس نے کہا اچھا اگر اس کی یہ جرأت میرے ساتھ ہے تو یہ گستاخی اس کے باپ کو بھی گوارا نہ ہوتی۔ پھر وہ عباس کو اپنے ساتھ عبدالعزیز کی طرف لے چلا چونکہ اس کے ہمراہ اس کی جمعیت نہ تھی اور اس نے اپنے بیٹوں کے ساتھ آگے بھیج دی تھی اس لیے اس نے انکار نہ کیا۔ جب لوگ اسے عبدالعزیز کے پاس لے آئے تو عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن الولید کی بیعت کیجئے اس نے بیعت کر لی اور وہیں ٹھہر گیا۔ یزید کے طرفداروں نے ایک علم نصب کیا اور کہا کہ یہ علم عباس بن الولید کا ہے جس نے امیر المومنین یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لی ہے۔ اس پر عباس نے کہا انا للہ یہ تو شیطان کے فریبوں میں سے ایک فریب ہے۔ آل مروان کی ہلاکت اب آگئی ہے۔ چنانچہ اب سب لوگوں نے ولید کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ عباس اور عبدالعزیز کے پاس چلے آئے۔

ولید بن یزید کی شجاعت:

ولید دو گھوڑوں پر سامنے آیا۔ اس کے دونوں گھوڑے سندی اور زائد نامی تھے۔ اس نے حریف سے لڑنا شروع کیا۔ خوب ہی داد شجاعت و بسالت دے رہا تھا۔ عبدالعزیز کی فوج والوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس دشمن خدا کو اس طرح قتل کرو جس طرح قوم لوط قتل کی گئی تھی اسے سنگسار کر دو۔ یہ سنتے ہی ولید قصر میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ عبدالعزیز اور اس کی فوج نے قصر کا محاصرہ کر لیا۔

ولید بن یزید اور یزید بن عنبسہ کی گفتگو:

ولید نے دروازے کے قریب آ کر کہا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شریف صاحب حسب اور حیا نہیں ہے جس سے میں گفتگو کروں۔ یزید بن عنبسہ السکسکی نے کہا مجھ سے گفتگو کیجیے۔ ولید نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں یزید بن عنبسہ ہوں۔ ولید نے کہا اے سکسکی بھائی کیا میں نے تمہاری تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیا۔ کیا میں نے تمہاری تکلیف دور نہیں کی۔ کیا میں نے تمہارے محتاجوں کے نفقے نہیں مقرر کیے۔ کیا میں نے تمہارے اپاہجوں کے لیے خادم مقرر نہیں کیے۔ یزید بن عنبسہ نے کہا ہم کو اپنی تکلیف کے لیے

[illegible]

[illegible]

ولید بن یزید کا قتل

[illegible]

یزید بن ولید اور یزید بن عنبسہ کی گفتگو:

[illegible]

نوح بن عمرو کا بیان:

[illegible]

ولید کی فوج کے مصر والوں کا بیعت سے گریز:

[illegible]

مثنیٰ بن معاویہ کا بیان:

[illegible]

عبدالرحمن بن ابی جعد [illegible]:

[illegible]

عبدالعزیز بن حجاج کے البخراء میں قیام کی اطلاع:

[illegible]

اس سے کہو یہ تمہارا کیسی شے ہیں میں نے تمہیں بتا میں نے اس شخص سے جو میرے اور ولید کے درمیان تھا پوچھا۔ ابو [illegible] نے کہا کہ میں نے کہا کہ اس خبر کے متعلق جو اس نے دونوں میں تھا اس سے پوچھا تھا کہ اب وہ کون باقی ہے عبداللہ بن یزید [illegible] سے سنا ہے اس پر تعجب ہے کہ منصور بن جمہور کو بھیجا اور اس نے ترقی اختیار کی پر قبضہ کر لیا یا یہ بات غلط ہے۔ [illegible] ان راویوں پر تو یہ سے ظاہر ہوتا ہے واضح ہے۔

عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی

عباس بن الولید نے اپنے موالی اور اولاد کی تقریباً ڈیڑھ سو کی جماعت تیار کی اور اس سے بنی امیہ کے [illegible] نام ایک شخص کو ولید کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ کا بھتیجا [illegible] آپ کے پاس آؤں اور [illegible] ولید کے پاس چلا جاؤں۔ ولید عباس [illegible] ہوا [illegible] کہ تم میرے پاس آ جاؤ [illegible] منصور بن جمہور [illegible] نے پوچھا یہ بات ہے اس نے اس کی حقیقت [illegible] منصور نے کہا عباس سے جا کر کہہ دو اگر تم نے صبح [illegible] سے پہلے اپنی جگہ سے جنبش کی تو میں تمہیں اور تمہارے سب ساتھیوں کو قتل کر دوں گا [illegible] کے بعد جہاں تمہارا جی چاہے چلے جانا۔

عباس یہ سن کر ٹھہر گیا اور جب صبح ہوئی تو ہم نے عبدالعزیز کی فوج کی [illegible] ولید کی طرف پیش قدمی کرتے دیکھا [illegible] تھے۔ یہ صبح کی [illegible] تک [illegible] جنگ شروع نہیں ہوئی۔

جنگ کا آغاز

یزید بن عنبسہ ولید کے طرفداروں کے ساتھ [illegible] جو ایک تیر پر معلق تھی [illegible] ہم تو [illegible] تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلاتے ہیں تاکہ خلافت باہمی مشورہ سے قائم کی جائے۔ اب جنگ شروع ہوئی عثمان الخشبی مارا گیا۔ ولید کے طرفداروں [illegible] منصور بن جمہور زخمی ہو گیا۔ [illegible] ولید کے [illegible] اب [illegible] کی طرف [illegible] جو اپنے خیمہ میں تھا اور اس کے اور منصور کے درمیان کوئی شخص حائل نہ تھا [illegible] یحییٰ بن [illegible] مقابلہ کے لیے نکلے [illegible] عبدالعزیز [illegible] اس کی وجہ سے [illegible] ہو گیا۔ یحییٰ بن المغیرہ کو قتل کر دیا گیا اور منصور عبدالعزیز کی جانب ہٹ گیا [illegible] اس وقت اپنے [illegible] گھوڑے [illegible] اس نے وہ [illegible] اپنی داڑھی کے [illegible] ہاتھ [illegible] اور [illegible] شروع کیا [illegible] آگے بڑھنے کا [illegible] عثمان بن [illegible] ولید [illegible] گھوڑے سے [illegible] اس کے بعد عباس عبدالعزیز کی جانب چلا گیا اور حارث ولید کی فوج میں گھوڑے سے گر گیا اور اس سے [illegible] ہو گیا۔

ولید بن یزید کی ولید بن خالد کو پیش کش

ولید بن یزید نے ولید بن خالد کو عبدالعزیز بن حجاج کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں پچاس ہزار [illegible] تمہیں دوں گا اور تم کو

تمہاری امارت کے لیے ہر شخص کا وظیفہ مقرر کردوں گا اور ہر حادثہ میں تم بے خطر رہو گے بشرطیکہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے ارادے سے باز رہو۔ عبدالعزیز نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب پھر ولید نے ولید بن خالد کو دوبارہ عبدالعزیز کے پاس جانے کا حکم دیا۔ یہ پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا

ولید بن خالد اور عبدالعزیز کا معاہدہ:

ولید بن خالد واپس ہونے لگا تھوڑی دور گیا تھا کہ پھر اس نے اپنا گھوڑا موڑا اور عبدالعزیز کے قریب آیا اور اس نے کہا کیا آپ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ مجھے پانچ ہزار دینار دیں اور بنی کلب کی امارت مجھ کو دیں اور با اعتبار مرتبے کے میں اپنی قوم میں سب سے افضل ہوں آپ ان باتوں کو منظور کر لیں تو میں آپ کی طرف آ جاتا ہوں اور پھر اس جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کروں گا۔ عبدالعزیز نے کہا مجھے یہ منظور ہے بشرطیکہ تم اور تمہارے رفقاء ولید کی جماعت پر حملہ کرو۔ ولید بن خالد نے ایسا ہی کیا۔

معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبہ کی منظوری:

ولید کے میمنہ پر معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن خالد سردار تھا اور اس نے عبدالعزیز سے کہا: اگر آپ مجھے بڑا درجہ دیں اور اردن کی ولایت مجھے دیں اور ہر کام میں شریک کر لیں تو میں آپ کے ساتھ ہو جاتا ہوں۔ عبدالعزیز نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ تم فوراً ولید کی فوج پر حملہ کر دو۔ چنانچہ اس نے حملہ کیا۔ ولید کی فوج نے شکست کھائی۔ ولید کھڑا ہوا اور قصر میں چلا گیا۔ عبدالعزیز آگے بڑھ کر قلعے کے دروازے پر آ کر ٹھہر گیا۔ دروازے پر زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔ پہلے ایک ایک شخص زنجیر کے نیچے سے قصر میں داخل ہونے لگا۔ عبدالسلام بن بکیر بن شماخ اللخمی نے عبدالعزیز سے آ کر کہا کہ وہ کہتا ہے کہ میں خود باہر آتا ہوں پھر جو آپ فیصلہ کریں۔ عبدالعزیز نے کہا اچھی بات ہے نکل آئے۔ جب عبدالسلام نہیں جانے لگا تو لوگوں نے عبدالعزیز سے کہا اگر وہ نکل آیا تو آپ کیا کریں گے؟ آپ خاموش رہیے اور جو لوگ اس کے سر ہو رہے ہیں ان کو کرنے دیجئے۔ عبدالعزیز نے عبدالسلام کو آواز دی اور کہا کہ میں اس درخواست کو منظور کرنے کی خاطر جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے کوئی ضرورت نہیں دیکھتا۔

ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ:

میں نے ایک دراز قد نوجوان کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا جو قصر کے دیوار کے قریب پہنچا۔ وہاں پر چڑھ کر قصر کے اندر اتر گیا۔ میں بھی قصر کے اندر گیا۔ دیکھا کہ ولید مصری ململ کا کرتہ اور پاجامہ پہنے ہوئے اپنی تلوار بھی بے نیام کیے ہوئے تھا لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے تھے اتنے میں بشر بن شیبان کنانہ بن عمیر کا آزاد غلام جو اور میں دیکھ رہا تھا جو دیوار پھاند کر قصر میں آیا تھا اس کی جانب بڑھا۔ وہ قصر کے دروازے کی سمت چلا۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ عبدالعزیز کے پاس جانا چاہتا تھا۔ عبدالسلام اس کے داہنے اور عمرو بن قیس کا آزاد غلام اس کے بائیں جانب تھا۔ بشر بن شیبان نے اس کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ پھر اور سب لوگوں نے تلواروں سے اس پر حملہ کیا۔ ولید مارا گیا۔ عبدالسلام اس کا سر کاٹنے کے لیے اس پر گر پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یزید بن الولید نے ولید کے سر کے لیے ایک لاکھ انعام مقرر کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد غلام ابوالاسود نے آ کر اس کی جلد کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا اور اسے خالد بن عبداللہ کے پاس جو ولید کے لشکر میں مقید تھا لے گیا۔ لوگوں نے اس کے لشکر اور خزانوں کو لوٹ لیا۔ یزید العنکی ابوالعلاء القینی بن یزید

جس کی بیٹی عمر بن الولید کی بیوی تھی۔ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے اس مال و متاع کی جو ولید کی بیٹی کا ہے آپ حفاظت کیجئے چنانچہ یہ شخص اپنی دلہن کی اشیاء اٹھا لے گیا جن کے لیے اس نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ اس کی ہیں۔

ولید بن یزید کے سر کی تشہیر:

عمرو بن مروان الکلبی کہتے ہیں: یزید نے قتل ہونے کی خبر سنی اس کی ایک ہتھیلی کاٹ کر یزید کے پاس بھیج دی گیا اس طرح یہ اس کے سر سے پہلے ہی یزید کے پاس پہنچ گئی۔ یہ شب جمعہ پہنچا دی گئی۔ دوسرے دن صبح کو سر یزید کے پاس پہنچا۔ نماز جمعہ کے بعد یزید نے اس سر کو تشہیر کے لیے لٹکا دیا۔

اہل دمشق نے عبدالعزیز کے متعلق بری خبریں مشہور کر رکھی تھیں، مگر جب ولید کا سر دیکھا تو چپ ہو گئے اور غلط خبروں کی اشاعت سے رک گئے۔

جب یزید نے سر کے نصب کرنے کا حکم دیا تو یزید بن فروہ مولی بنی مروان کے آزاد غلام نے اس سے کہا کہ سر تو خارجیوں کے نصب کیے جاتے ہیں یہ تو آپ کا چچیرا بھائی اور خلیفہ ہے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آپ نے اس کے سر کو نصب کرا دیا تو لوگوں میں اس کی ہمدردی پیدا ہو گی اور اس کے خاندان والے آپ کا بدلہ لینے کے لیے جرأت کر جائیں گے۔ یزید نے کہا بخدا میں ضرور نصب کروں گا۔ چنانچہ اسے ایک نیزے پر نصب کر دیا پھر اس نے کہا کہ اسے لے جاؤ اور تمام دمشق میں گشت کراؤ اور پھر اس کے باپ کے مکان میں لے جاؤ۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اسے دیکھ کر عام لوگ اور ولید کے گھر والے شور و واویلا کرنے لگے۔ وہ پھر اسے یزید کے پاس لے آیا۔ یزید نے اسے حکم دیا کہ اسے اپنے مکان لے جاؤ۔ تقریباً ایک ماہ وہ سر اس کے پاس رہا پھر اس سے یزید نے کہا کہ اسے اس کے بھائی سلیمان کو لے جا کر دے دو۔ سلیمان ولید کا بھائی بھی ان لوگوں میں تھا جو اس کے قاتل تھے۔ ابن فروہ نے سر کو غسل دیا۔ اسے ایک ٹوکرے میں رکھ کر سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے اسے دیکھ کر کہا اسے دور کرو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شرابی دیوانہ اور فاسق تھا اور اس فاسق نے میری جان لینے کا ارادہ کیا تھا۔ ابن فروہ اس کے مکان سے نکلا تھا کہ ولید کی ایک آزاد لونڈی اسے ملی۔ اس نے اس سے کہا دیکھو سلیمان نے کس قدر سخت الفاظ اس کے متعلق کہے اور یہ بھی کہا کہ وہ میری زندگی کے درپے ہوتا تو اسے اگر زندہ رہتا تو اسے اس ارادے سے کون روک سکتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مصاد کی روایت:

عبدالرحمٰن بن مصاد راوی ہے کہ یزید بن الولید نے مجھے ابو محمد السفیانی کے مقابلے کے لیے بھیجا تھا ولید نے یزید کے خروج کی خبر سن کر دمشق کا عامل مقرر کر کے بھیجا تھا۔ جب وہ حوارین پہنچا تو یزید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی اس نے مجھے بھیجا کہ میں اس سے جا کر اس سے مصالحت کر لوں اور یزید کے لیے بیعت لے لوں۔ ہم ابھی ذنبی میں تھے کہ عمرانی جانب سے ایک شخص آتا ہوا نظر پڑا میں نے ایک شخص کو اس کی طرف روانہ کیا وہ اسے میرے پاس لے آیا جب وہ سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ وہ ترکی ابوکامل مشہور گویا تھا یہ ولید کی خچری مریم نامی پر سوار تھا اس سے میں نے پوچھا بتاؤ کہ ولید قتل کر دیئے گئے میں یزید کے پاس خوشخبری لے کر آیا۔ میں یہاں آ کر معلوم ہوا کہ میرے آنے سے پہلے ہی اس کی اطلاع اسے پہنچ گئی ہے۔ عثمان بن محمد بن الکلبی ثم العامری راوی ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے بشر بن ہلال العامری کو دیکھا کہ وہ ولید سے قصر کے دروازہ پر ہاتھ میں یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

ـــــــکن حبلہ بمحمد ـــ [illegible] و لا ذنب ـــ [illegible]

ترجمہ: ''ہم قریب ہیں (خولہ بن سعید اللہ الحضرمی) اور ہم ہی قوم ہیں جن سے وہ گئے اور اس نے [illegible] ولید کی [illegible] جاتی ہے''۔

ولید بن یزید کے قتل کے بعد

ابو ہاشم المخزومی راوی ہے کہ ولید کے قتل کے دن ایک شخص نے جو بنی کنانہ میں تھا ولید کے سر پر حملہ کیا تو ابن الاقصی کے ہاتھ میں دیکھا اس نے کہا کہ میں نے ولید کو قتل کیا ہے اور یہ اس کا کان بطور علامت کے لایا اس کے بعد ایک اور شخص نے آ کر اس کا سر کاٹ دیا اور یہ بھاگا کہ اس کا سر میرے ہاتھ میں رہ گیا ابن الاقصی کا نام عبدالرحمن تھا۔ ثم بن نعمان ولید بن عبدالملک کا آزاد غلام راوی ہے کہ منصور بن جمہور بیس آدمیوں کے ساتھ ولید کا سر لے کر یزید کے پاس آیا تو ان میں روح بن مقبل بھی تھا۔ روح نے کہا امیر المومنین! فاسق کے قتل اور عباس کی گرفتاری کی بشارت ہو۔ جو سر لے کر آئے تھے ان میں عبدالرحمن ابن الاقصی اور قطن کا آزاد غلام بھی تھا۔ یزید نے ہر ایک کو دس دس ہزار دیے۔

جس رات ولید مارا گیا اس نے جب کہ وہ دشمن سے لڑ رہا تھا اعلان کر دیا کہ جو شخص دشمنوں میں سے کسی ایک کا سر لائے گا اسے پانچ سو دیے جائیں گے چنانچہ کچھ لوگ چند سر لائے ولید نے حکم دیا کہ ان کے نام لکھے جائیں۔ ان پیادوں کے ساتھیوں میں سے ایک اس شخص نے جو سر لے کر آیا تھا کہا امیر المومنین! یہ کام ایسا نہیں ہے کہ اس میں انعام قرض رکھا جائے۔

مالک اور عمر والوادی کا فرار

ولید کے ہمراہ مالک بن ابی السمح اور عمر والوادی بھی تھے جب ولید کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور اسے محصور کر لیا گیا تو مالک نے عمر سے کہا تم مجھے نکال لے چلو۔ عمر نے کہا یہ وفاداری کے خلاف ہے اور ہم سے کوئی تعارض نہیں کرے گا کیونکہ ہم گانے والوں میں سے ہیں۔ مالک نے کہا تم پاگل ہو اگر انہوں نے ہم پر قابو پایا تو سب سے پہلے وہ مجھے اور تمہیں ہی قتل کریں گے۔ پھر ولید کا سر ہم دونوں کے سروں کے بیچ میں رکھا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ اس وقت بھی یہ لوگ اس کے ساتھ تھے اور ان پر سب سے زیادہ بہت عیب لگایا جائے گا اس کے بعد یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

ولید بن یزید کی مدت حکومت

اکثر ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ ولید بروز پنجشنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ قتل کیا گیا۔ البتہ اس کی مدت خلافت میں اختلاف ہے ابو معشر کہتے ہیں کہ ولید ایک سال تین ماہ خلیفہ رہا ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ اس کی مدت خلافت ایک سال دو ماہ اور بائیس روز تھی۔ اسی طرح اس کی عمر میں بھی اختلاف ہے ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ جب وہ قتل کیا گیا اس کی عمر اڑتیس سال تھی محمد بن عمر نے چھتیس سال بتائی ہے۔

ولید بن یزید کی عمر

بعضوں نے بیالیس سال کی بتائی ہے اور بعض نے اکتالیس اور کسی نے چھیالیس سال بیان کی ہے۔

ابو العباس اس کی کنیت تھی۔ اس کی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف ثقفی تھی نہایت خوبصورت دراز قامت تھا اس کی انگلیاں دراز تھیں اس

قدر آتی تو کہا جاتا ہے کہ ایک سلاخ زمین میں گاڑ دی جاتی اس پر زرہ اس کے پیچھے میں باندھ دی جاتی پھر وہ گھوڑا دوڑا کر گھوڑے سے پر سوار ہو جاتا اور وہ سلاخ زمین سے اکھڑ جاتی پھر وہ گھوڑے سے پر سوار ہوتا تھا اچھا شاعر تھا اور ہوا شرابی تو۔

ابوالزناد کا بیان:

ابوالزناد کہتے ہیں کہ میں نے ہشام سے بیان کیا کہ میں رصافہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر تھا اور محمد بن زہری بھی اس کے پاس تھے یہ دونوں ولید کا تذکرہ کر کے اس کی مذمت کرتے رہے اور زہری ولید کا مذاق اڑاتے رہے مگر میں نے ان گفتگو میں مطلق حصہ نہیں لیا اتنے میں ولید نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تب وہ اجازت سے اندر داخل ہوا تو میں نے اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں دیکھے ولید تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔

ابوالزناد اور ولید بن یزید کی گفتگو:

ہشام کے انتقال کے بعد ولید نے میرے متعلق اپنے کسی عہدیدار کو لکھا کہ اسے بلا کر بھیج دیا جائے میں اس کے پاس گیا اس نے میرا خیر مقدم کیا اور پوچھا ابن ذکوان تم کیسے ہو پھر بڑی مہربانی سے میری حالت پوچھتا رہا پھر کہنے لگا۔ کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب احول (ہشام) اور فاسق زہری بیٹھے ہوئے میری برائی کر رہے تھے میں نے کہا جی ہاں! مجھے اس روز کا واقعہ یاد ہے مگر ان دونوں کی گفتگو میں میں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا ولید نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا تم نے اس غلام کو دیکھا تھا جو ہشام کے سرہانے کھڑا تھا میں نے کہا جی ہاں! ولید نے کہا اس نے مجھ سے ان دونوں کی ساری گفتگو بیان کی خدا کی قسم فاسق زہری کو تو موت نے بچا لیا اگر وہ زندہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا میں نے کہا جب آپ آئے تھے اسی وقت میں نے آپ کے غصہ کو آپ کے چہرے سے پہچان لیا تھا پھر اس نے کہا: اے ابن ذکوان! ہشام اپنی عمر لے گیا میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے گا اور اپنی امت کو آپ کی زندگی سے بہرہ مند کرے گا۔

ولید بن یزید کی مے نوشی:

پھر اس نے شام کا کھانا طلب کیا ہم دونوں نے کھانا کھایا مغرب کا وقت آ گیا دونوں نے نماز پڑھی پھر عشاء کے وقت تک باتیں کرتے رہے پھر دونوں نے نماز پڑھی ولید بیٹھ گیا اور اس نے شراب مانگی تین ڈھکے ہوئے برتن لائے گئے اور ان کے سامنے رکھے گئے اور ان کے درمیان آ کر لونڈیاں بیٹھ گئیں ولید نے جام شراب پی لیا وہ چلی گئیں اور ہم پھر باتیں کرتے رہے پھر اس نے شراب طلب کی اور اسی طرح یہ لونڈیاں اسی طرح کرتی رہیں جیسا کہ پہلے کر چکی تھیں۔ صبح ہونے تک وہ اسی طرح باتیں کرتا جاتا تھا اور شراب پیتا تھا اور باندیاں آ کر اس کے سامنے جام پیش کرتی تھیں۔ میں نے شمار کیا تو اس نے رات بھر میں ستر قدح شراب پی۔ اسی سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری کو قتل کیا گیا۔

خالد بن عبداللہ القسری کی حراست میں اسیری:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے خالد کو خراسان اور عراق کی صوبہ داری سے علیحدہ کر دیا تھا اور اس کی جگہ یوسف بن عمر کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تھا اس طرح وہ کچھ کم پندرہ سال عراق کا صوبہ دار رہا۔ ۱۰۵ ہجری میں وہ ہشام کی جانب سے عراق کا صوبہ دار ہوا اور ماہ جمادی الاول ۱۲۰ ہجری میں اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا جب ہشام نے اسے معزول کیا تو وہ واسط میں یوسف کے پاس پہنچا تو یوسف نے اسے گرفتار کر کے واسط ہی میں مقید کر دیا۔ جب یوسف حیرہ آیا تو خالد کو اپنے

بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ اپنے بیٹے یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد بن عبداللہ کے ساتھ الحیرہ میں قید رہا۔ یوسف نے ہشام سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں جس طرح چاہوں خالد سے سلوک کروں اور اس سے حساب لوں مگر ہشام نے اس کی درخواست کو منظور نہیں کیا۔ یوسف نے بار بار اس معاملہ میں ہشام کو لکھا اور اس کے خلاف یہ چیز پیش کی کہ اس نے مال سرکاری کو برباد کر دیا اور بہت سا سرکاری روپیہ غبن کیا ہے۔ ہشام نے صرف ایک مرتبہ اس پر سختی کرنے کی اسے اجازت دی اور اپنا خاص محافظ بھی اس غرض سے بھیجا کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جائے وہ اس کے سامنے ہو۔ علاوہ بریں اس نے یوسف کو دھمکی دی کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری قید کے زمانے میں اگر وہ اپنی موت بھی مر گیا تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔

یوسف بن عمر اور خالد بن عبداللہ میں تلخ کلامی:

یوسف نے خالد کو اپنے پاس طلب کیا۔ خود حیرہ میں ایک دکان پر بیٹھ گیا۔ تمام لوگ جمع ہو گئے۔ یوسف نے اس سے سوالات شروع کیے مگر خالد نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ اس پر یوسف نے اسے گالیاں دیں اور اسے ابن الکاہن کہا (اس سے مراد شق بن صعب الکاہن تھا) خالد نے کہا تو احمق ہے یہ تمام کہہ کر تو نے میرے شرف کا اظہار کیا۔ تو ابن السباء ہے کیونکہ تیرا باپ شراب فروش تھا۔ اس کے بعد یوسف نے اسے پھر قید میں ڈال دیا۔

خالد بن عبداللہ کی رہائی:

۱۲۱ ہجری کے شوال میں ہشام نے یوسف کو خالد کی رہائی کا حکم بھیجا۔ وہ یہاں سے روانہ ہو کر مقام دوران کوفہ کے پل قریب میں اسمٰعیل بن عبداللہ کے قصر میں سکونت اختیار کی اور اس کے بھتیجے یزید بن خالد تنہا بنی طے کے علاقے میں سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا۔ اب خود خالد مع اسمٰعیل اور ولید کے روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے ان کے لیے رخت سفر مہیا کیا اور اس نے تمام مال متاع اپنی منزل کے قصر میں جمع کر دیا ہے یوسف نے انہیں زد و کوب کیا انہیں گرفتار کیا اور بعض آزاد شدہ لوگوں کو پھر غلامی میں ڈال دیا۔ جب خالد اس قصر میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا سب کچھ چھن چکا ہے اس لیے وہ سیدھا دمشق آیا پھر وہاں سے وہ اس گاؤں میں آ کر ٹھہرا جو رصافہ کے دروازے کے مقابل واقع ہے یہاں ماہ شوال کے بقیہ دن، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم و صفر گزارے لیکن ہشام اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ ابرش خالد سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا۔ اب زید بن علی نے خروج کیا اور وہ قتل کیے گئے۔

یوسف بن عمر کا خالد پر الزام:

ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ یوسف نے ہشام کو یہ بھی لکھا تھا کہ بنی ہاشم کے خاندان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ بھوک کے مارے مرے جاتے تھے ان میں ہر شخص کی تمام کوشش اپنے اہل و عیال کے قوت مہیا کرنے پر محدود تھی۔ مگر خالد نے اپنے دور حکمرانی میں ان کو روپیہ دیا جس سے وہ ایسے قوی ہو گئے کہ خلافت کے خواہشمند بن گئے۔ زید نے خالد کی رائے سے خروج کیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خالد عراق کی سڑک پر ایک گاؤں میں مقیم تھا اور اسے وہاں کی ساری خبریں معلوم ہوتی رہتی تھیں۔

حکم بن حزن کی اہانت:

خالد کے پڑاؤ سے ایک شامی سوار گزرا۔ پھر اس نے حکم بن حزن القینی سے جو یوسف کے سرحد فوج کا سردار تھا اسے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خالد بن عبداللہ کی ہشام کو دھمکی

[illegible]

ابوالخطاب کی روایت

[illegible]

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری

[illegible]

خالد بن عبداللہ کی رہائی

[illegible]

ہشام کی خالد بن عبداللہ سے جواب طلبی:

ہشام جب کوئی کام کرنا چاہتا تو ابرش کو حکم دیتا چنانچہ ابرش نے ہشام کے حکم سے یہ خط خالد کو لکھا: امیر المومنین کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عبداللہ بن صیفی العنزی جو عنزہ بن سعد کے بھائی تھے انہوں نے تمہیں طلب کر کے تم سے کہا تھا: میں تمہیں دس خصلتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں: اللہ کریم ہے اور تم بھی کریم ہو، اللہ جواد ہے تم بھی جواد ہو، اللہ رحیم ہے تم بھی رحیم ہو، اللہ حلیم ہے تم بھی حلیم ہو، اسی طرح اس نے دس صفتیں بیان کیں۔ امیر المومنین نے اللہ کی قسم کھائی ہے کہ اگر اس اطلاع کی تحقیق ہو گئی تو میں تمہارا خون حلال کر دوں گا، اس لیے تم مجھے اس واقعہ کی اصلیت لکھو تاکہ میں امیر المومنین کو اس کے مطابق اطلاع دوں۔

خالد بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط:

خالد نے لکھا: اس مجلس کا یہ واقعہ ہے کہ جس میں اتنے لوگ شریک تھے کہ کسی ایک مفسد و بد کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ حقائق تبدیل کر کے بیان کر سکے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ بن صیفی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں دس خصلتوں کی وجہ سے تمہیں دوست رکھتا ہوں، اللہ کریم ہے اور چونکہ وہ ہر کریم کو دوست رکھتا ہے اس لیے وہ تمہیں دوست رکھتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے اس وجہ سے میں بھی تمہیں دوست رکھتا ہوں۔ اسی طرح اس نے دس صفات بتائیں مگر ان سب سے بڑھ کر تو یہ بات ہے کہ شقی الحمیری کے بیٹے نے امیر المومنین سے جا کر پوچھا امیر المومنین کیا جس شخص کو اپنی رعایا پر آپ اپنا خلیفہ مقرر کریں وہ آپ کے نزدیک زیادہ معزز ہے یا آپ کا رسول؟ امیر المومنین نے جواب دیا کہ میرا خلیفہ۔ ابن شقی نے کہا تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول تھے۔ بخدا اگر بنی بجیلہ کا ایک شخص بھی گمراہ ہو جائے تو عام و خاص کو اس سے اتنا خطرہ نہیں ہوتا جتنا کہ امیر المومنین کی خلافت سے۔

ابرش نے خالد کا خط پڑھ کر ہشام کو سنایا۔ ہشام نے کہا: ابو الہیثم سٹھیا گیا ہے۔

خالد بن عبداللہ کی دمشق میں طلبی:

ہشام کی زندگی تک خالد دمشق ہی میں مقیم رہا، اس کے انتقال کے بعد جب ولید خلیفہ ہوا تو فوج کے تمام سردار ولید کے پاس آئے، ان میں خالد بھی تھا، ولید نے خالد کو آنے کی اجازت نہیں دی، خالد نے اس کی شکایت کی اور اجازت طلب کی۔ ولید نے اسے اپنے دربار میں آنے کی اجازت دے دی۔ پھر وہ چلا گیا، دمشق واپس آیا اور کئی ماہ اس کے پاس قیام کو گزر گئے۔ پھر ولید نے خالد کو لکھا کیا تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین کا پچاس لاکھ کا مطالبہ ہے، تم میرے پاس قاصد کے ہمراہ چلے آؤ، میں نے اسے حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہاری پوری حفاظت کرے۔

خالد بن عبداللہ کو عمارہ بن ابی کلثوم کا مشورہ:

خالد نے اپنے معتمد علیہ دوستوں کو جن میں عمارہ بن ابی کلثوم الازدی بھی تھا اپنے پاس بلایا، ولید کا خط سنایا اور مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ولید آپ کے لیے مامون نہیں ہے اس لیے آپ دمشق میں گھس کر تمام سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجیے اور پھر جسے آپ چاہیں اپنی طرف کر لیں کیونکہ دمشق میں بیشتر آپ کے ہم قوم ہیں، دو شخص بھی ایسے نہ نکلیں گے جو آپ کی مخالفت کریں۔ خالد نے پوچھا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ انہوں نے کہا تو صرف یہ کیجیے کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجیے اور وہیں رہ کر بیعت کی مخالفت کا

تم وعدہ دے چکے تو تم نے مجھ سے پوچھا، اور یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کہا ہو کہ آپ وہ نہیں ہو سکے۔ خالد نے کہا آپ لوگوں کی اس بات کو کیسا سمجھتے ہیں۔ یہ تجویز کی یا اس وقت جس کی بنا پر میں بیعت نہیں کرتا کیونکہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں قوم میں تفرقہ پڑ جائے۔ اتفاق سے روزانہ سوتے وقت جان کے معاہدے کے متعلق کہا۔ مشورہ یہ ہے: بہتر ہے کہ تم خود ہی سمجھو کہ میرے لیے یہ خطر نہیں ہے حالانکہ یہ کون سا دکھ ایسی صورت میں کہ تم کو یہ تو فکر کرتے ہو کہ ان کو خلافت پر قبضہ کر لینے کے بعد وہ بچے ہی ہوں گے کیا ہم اس کا انکار کرتے ہیں؟ دونوں بیٹے ابھی تم سن ہی نہیں کی طرف سے پھر کسی نے پوچھا۔ اب تک کسی نے ان کی عمر ہو گئی ہے، اگر نہ پوچھو بیعت کی جا رہی ہوں اور نہ تم سے خلافت کرتے ہوں۔

خالد کی ولید کے دربار میں حاضری:

خالد ولید کے پاس آیا۔ اس نے اسے بلایا اور بات چیت کی اور اپنے ہی مکان میں ٹھہرایا۔ پھر اس کے خاندان کے لوگ تک ٹھہرا۔ جب یحییٰ بن زید کا سر خراسان سے ولید کے پاس آیا تو لوگ ایک ہی شریعت میں جمع ہوئے اور ولید نے دربار عام کیا، تو آکر اپنی جگہ کھڑا ہوا۔ خالد نے ان سے کہا میرا بیمار حال ہے اس لئے آپ سے عرض ہے کہ میں چلنے سے معذور ہوں۔ کرسی میں سوار ہو کر ہوں۔ حاجب نے کہا، کوئی شخص بھی سوار ہو کر ولید کے پاس نہیں جا سکتا۔ اب تین آدمیوں کو ولید نے بلا بلا کر پاس بلایا۔ جب حاجب نے خالد سے کہا خالد نے کہا میں معذور ہوں، چل نہیں سکتا۔ پھر ایک بار تین آدمیوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ اس پر حاجب نے پھر خالد سے کھڑے ہونے کے لیے کہا۔ خالد نے پھر اپنی معذوری کا اظہار کیا۔ پھر جب دس آدمی اندر جا چکے تو حاجب نے کہا خالد اٹھیے، اب سب لوگوں کو اندر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ ولید نے خالد کو بھی اندر بلایا۔ خالد کرسی پر سوار ہو کر ولید کے سامنے آیا۔ ولید اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ دستر خوان بچھے ہوئے تھے اور سب لوگ اس کے سامنے دو صفوں میں بیٹھے تھے۔ شبہ بن عقال یا عقال بن شبہ تقریر کر رہا تھا اور یحییٰ بن زید کا سر لٹکا ہوا تھا۔ خالد کو بھی ایک صف میں بٹھا دیا گیا۔ جب خطیب نے اپنی تقریر ختم کی تو ولید دربار سے اٹھ گیا اور تمام درباری چلے گئے۔ خالد بھی اپنے گھر آ گیا۔ اس نے اپنے کپڑے ابھی اتارے ہی تھے کہ ولید کا قاصد آیا۔ وہ خالد کو بلا لے گیا۔ یہ سراپردہ کے پاس ٹھہر گیا۔

خالد سے یزید کے متعلق جواب طلبی:

ولید کے قاصد نے اس سے آکر کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں کہ یزید بن خالد کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ جب ہشام نے اس پر ظلم کیا تو اسے گرفتار کرنا چاہا اس لیے وہ بھاگ گیا۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ امیر المومنین کے پاس ہوگا، مگر جب ان کی طرف سے بھی وہ ظاہر نہیں ہوا تو ہمارا گمان ہے کہ وہ اپنی قوم مضر کے علاقوں میں چلا گیا ہوگا اور مجھے اس کا پورا یقین ہے۔ قاصد نے پھر آکر اس سے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ تم نے فتنہ برپا کرنے کے لیے اسے پیچھے چھوڑا ہے۔ خالد نے کہا امیر المومنین کو معلوم ہے کہ ہم وفادار اور اطاعت شعار ہیں۔ ہم اور ہمارے باپ دادا سب بنی امیہ کے خیر خواہ اور وفادار تھے۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

خالد یہ بات کہہ کر قاصد کے جواب کا منتظر تھا۔ ولید اتنا قریب تھا کہ یہ دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ قاصد نے

[illegible]

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

[illegible]

خالد بن عبداللہ پر جبر و تشدد:

[illegible]

[illegible]

خالد بن عبداللہ کا صبر و انتقال:

[illegible]

کے دونوں پاؤں پر لکڑی رکھی اور اس پر آدمی کھڑے ہوئے یہاں تک کہ اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے۔ مگر خالد نے ایک لفظ زبان سے نہ نکالا۔ اس کے بعد یہی لکڑی اس کی پنڈلیوں پر رکھی گئی اور وہ بھی اسی طرح توڑ دی گئیں۔ پھر اس کی دونوں رانوں پر رکھی گئی پھر کمر پر رکھی گئی [illegible] سینے پر رکھی گئی مگر خالد نے اس وقت بھی زبان سے ایک لفظ نہ نکالا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

یزید بن ولید کی بیعت:

اسی سنہ میں یزید بن الولید بن عبدالملک سے، جنہیں یزید الناقص کہتے ہیں بیعت لی گئی۔ ناقص اس لیے کہا جاتا ہے کہ یزید نے لوگوں کی معاش میں جو ولید بن یزید نے اضافہ کیا تھا اسے گھٹا دیا۔ ولید کے قتل کے بعد اس نے یہ زیادتی کم کر کے معاشوں کی شرح پھر وہی کر دی جو ہشام بن عبدالملک کے عہد میں تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا یہ لقب سب سے پہلے مروان بن محمد نے رکھا تھا۔ علی بن محمد کہتا ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن الولید کو سب و شتم کیا اور کہا کہ یہ ناقص ابن الولید ہے اس کا نام ہی ناقص رکھ دو اور تب ہی سے لوگ بھی اسے اسی نام سے یاد کرنے لگے۔

اسی سنہ میں بنی مروان میں باہمی جنگ چھڑ گئی اور ان میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔

سلیمان بن ہشام کی بغاوت:

ولید بن یزید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے عمان میں علم بغاوت بلند کیا۔ علی بن محمد کہتے ہیں کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام جو عمان میں قید تھا جیل سے نکل آیا۔ عمان میں جس قدر مال ولید کا تھا سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ ولید پر لعنت بھیجتا تھا اور اس پر کفر کا الزام لگاتا تھا۔

اہل حمص کی بغاوت:

اسی سنہ میں اہل حمص نے عباس بن ولید کے اسباب کو لوٹ لیا اس کا مکان ڈھا دیا اور ولید کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

کئی راوی ہے کہ مروان بن عبداللہ بن عبدالملک ولید کی جانب سے حمص کا عامل تھا۔ یہ باعتبار اپنی شرافت ذاتی [illegible] اور وجاہت کے بنی مروان کے سرداروں میں سے تھا۔ ولید کے قتل کی اطلاع جب اہل حمص کو ہوئی تو انہوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے اور ولید کا ماتم کرنے لگے اس کے قتل کی تفصیل پوچھنے لگے۔ ان میں سے بعض لوگوں نے جو اس کے قتل کے واقعہ میں شریک تھے بیان کیا کہ ہم برابر اس کا مقابلہ کرتے رہے [illegible] جھکا ہوا تھا [illegible] عبدالعزیز بن الحجاج سے جا ملا۔

آل عباس بن ولید کی گرفتاری:

یہ سنتے ہی اہل حمص کو جوش آ گیا انہوں نے عباس کے مکان کو ڈھا دیا اسے لوٹ لیا اس کی عورتوں کو اور اس کی اولاد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور خود اس کی تلاش کرنے لگے مگر وہ یزید بن الولید کے پاس جا چکا تھا۔ انہوں نے تمام چھاؤنیوں سے مراسلت شروع کی اور انہیں خون کا بدلہ لینے کی دعوت دی۔ سب نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اہل حمص نے یہ طے کیا کہ ایک [illegible]

کہ وہ کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے بلکہ اگر ولید کے دونوں ولی عہد زندہ ہوں گے تو ان کے لیے بیعت کریں گے اور اگر وہ زندہ نہ رہے ہوں گے تو اس شخص کو اختیار کریں گے جو ان کی معاش کا شہر محرم سے اس محرم تک دے گا اور ان کی اولاد کے لیے بھی معاش مقرر کرے گا۔ پھر ان لوگوں نے معاویہ بن یزید بن حصین کو اپنا امیر بنا لیا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک کو جو حمص کی دارالامارۃ میں تھا اس کی اطلاع نہ ہو سکی۔ مروان نے جب یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ گویا اللہ کی جانب سے یہ تھا؟ پھر یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہو گیا۔

جب یزید بن الولید کو ان کے طرز عمل کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے قاصد ان کے پاس بھیجے۔ ان میں یعقوب بن ہانی بھی تھا اور اس نے انہیں یہ لکھا کہ میں اپنے لیے دعوت نہیں دے رہا بلکہ میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں کہ باہمی مشورہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے۔ عمر بن قیس السکونی نے کہا کہ ہم اپنے ولی عہد یعنی الولید بن یزید کے بیٹے کے لیے راضی ہیں۔ یعقوب بن عمیر نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا تو اے بڈھے پاگل ہو گیا ہے؟ تیری عقل جاتی رہی ہے جس سے تیری مراد ہے اگر وہ یتیم ہو کر تیری حفاظت میں رہے تو بھی خود اس کا مال اسے نہ دے گا چہ جائیکہ تمام امت محمدی کی عنان حکومت اس کے سپرد کرے۔

سلیمان بن ہشام کی اطاعت:

حمص والے یزید بن الولید کے قاصدوں پر جھپٹے اور انہیں نکال باہر کیا۔ اب حمص کی حکومت معاویہ بن یزید بن حصین کے متعلق تھی اور مروان بن عبداللہ کو ان کے معاملے سے کوئی سروکار نہ رہا تھا۔ اہل حمص کے ساتھ سمط بن ثابت بھی تھا اور اس کے تعلقات معاویہ بن یزید سے کشیدہ تھے۔ ابو محمد السفیانی بھی ان کے ہمراہ تھا اس نے کہا کہ اگر میں دمشق جا کر وہاں کے لوگوں سے ملوں جلوں تو کوئی بھی میری مخالفت نہ کرے گا۔ اب یزید بن ولید نے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کو ایک زبردست جماعت ان کے مقابلے کے لیے روانہ کیا [illegible] ان کے ہمراہ اکثر بنی عامر الکلبی تھے۔ سلیمان بن ہشام بھی یزید کے پاس آ گیا۔ یزید نے اس کی عزت و توقیر کی اور اس کی بہن ام ہشام بنت ہشام بن عبدالملک سے نکاح کر لیا اور اس کا وہ تمام مال و جائیداد جو ولید نے ضبط کر لی تھی اسے بحال کر دی۔ اسے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے احکام کی پوری طرح تعمیل کریں۔

مروان بن عبداللہ کا قتل:

ان کے مقابلے کے لیے اہل حمص بھی آگے بڑھے اور خالد بن یزید بن معاویہ کے ایک گاؤں میں مورچہ بند ہو گئے اور مروان بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی تم لوگ اپنے دشمن سے لڑنے اور اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلے ہو یہ ایسا مقصد ہے کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ اس کا تمہیں بڑا اجر و ثواب دے گا۔ ان میں سے ایسے دو شخص تمہارے مقابلہ پر آئے ہیں جو تو لے چکے اور تم ان کے ہیں اگر تم نے انہیں قطع کر دیا تو جو ان کے پیچھے آ رہا ہے اس کا خود میں پیچھا کروں گا۔ اس کے مقابلہ پر تمہارا پلہ بھاری ہو گا اور ان کا مقابلہ تمہارے لیے آسان ہو جائے گا۔ میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اس فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر سیدھے دمشق چلے چلیں۔ سمط نے کہا بخدا یہ ہمارا دشمن ہے اس کا گھر بھی قریب ہے یہ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کو نقصان پہنچے یہ قدریہ کے عقائد کی جانب میلان رکھتا ہے۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے مروان بن عبداللہ پر حملہ کیا اسے اور اس کے بیٹوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے سروں کو دکھانے کے لیے بلند کیے حالانکہ سمط کی اس تقریر کا منشا معاویہ بن یزید کی مخالفت تھا۔

ابو محمد السفیانی کی دمشق کی جانب پیش قدمی:

[illegible]

[illegible]

اہل حمص اور سلیمان بن ہشام کی شکست:

[illegible]

عبدالعزیز بن الحجاج کا قتل:

[illegible]

[illegible]

اہل حمص کی بغاوت

[illegible]

ابو محمد سفیانی اور ربیع بن خالد کی گرفتاری

[illegible]

سلیمان بن ہشام اور عبدالعزیز کی مراجعت دمشق

[illegible]

فلسطین میں شورش

[illegible]

[illegible]

ان کو حکم [illegible] سلیمان کے [illegible] سلیمان نے [illegible] رات کی رات ان کی جماعت کے ساتھ [illegible] کی ایک [illegible] کے ساتھ [illegible] سلیمان [illegible] کے ساتھوں میں [illegible] کی بیچ تھے۔

اہل فلسطین کی اطاعت:

جب اہل فلسطین [illegible] سلیمان [illegible] کے بعد [illegible] سلیمان نے [illegible] وہاں [illegible]

یزید بن ولید کا اہل [illegible] سے بیعت لینے کا حکم

[illegible] سلیمان نے [illegible] فلسطین [illegible] سلیمان [illegible] نے [illegible]

یزید بن ولید کا خطبہ:

ولید کے قتل کے بعد یزید بن ولید نے [illegible] کی ہرگز [illegible] یا حکومت کے لیے [illegible] اللہ [illegible] رسول ﷺ [illegible]

غور و فکر میں نے اس کارروائی میں شرکت کے لیے صرف اپنے ساتھیوں و متعلقین میں ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے ان پر لبیک کہا۔ اور اس معاملہ میں پوری کوشش کی آخر کار اللہ نے اپنی مدد اور طاقت سے (میری مدد و جماعت سے نہیں) آپ کے ملک اور بندوں کو اس کی جانب سے نجات دی۔ لوگو! میں آپ کی جانب سے اپنے اوپر یہ فرض کرتا ہوں کہ کوئی تعمیر نہ کروں گا اور نہ کوئی مکان بناؤں گا نہ نہر کھدواؤں گا نہ روپیہ جمع کروں گا نہ اپنی بیوی یا کسی بچے کو دوں گا نہ روپیہ کو ایک شہر سے دوسرے میں منتقل کروں گا تاوقتیکہ اس شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست نہ کر لوں اور اس کے نادار لوگوں کو اتنا نہ دے دوں جس سے انہیں تقویت حاصل ہو اگر اس سے کچھ بچ جائے گا تو اس روپیہ کو یہاں سے جو قریب ترین شہر ہوگا اور جسے سب سے زیادہ اس روپیہ کی ضرورت ہوگی وہاں صرف کرنے کے لیے منتقل کروں گا۔ تمہاری سرحدوں پر تم کو بہت عرصہ نہیں رکھوں گا جس سے تمہیں اور تمہارے اہل و عیال کو تکلیف ہو۔ نہ میں اپنا دروازہ تمہارے لیے کبھی بند کروں گا تاکہ تمہارا قوی تم میں جو کمزور ہو اس کا حق نہ کھا سکے تمہارے اہل جزیہ پر کوئی ایسا بار نہ ڈالوں گا کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے مقام وطن کو چھوڑ کر چلے جائیں اور ان کی نسل منقطع ہو جائے میں تمہیں سالانہ معاش اور ماہ بماہ روزینہ دوں گا یہاں تک کہ دولت تمام مسلمانوں میں مساوی ہو اور یہ سمجھا جانے لگے کہ تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ دور ہے اس کی حیثیت بھی ویسی ہی ہے جو تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہے اگر میں اپنے ان وعدوں کو ایفا کروں تو آپ پر فرض ہے کہ آپ میری بات مانیں اور اطاعت کریں اور امور سلطنت داری میں خلوص اور ہمدردی کے ساتھ میری شرکت کریں۔ اور اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ بیعت سے انحراف کریں مگر اسی صورت میں کہ پہلے مجھ کو توبہ کی فرمائش کیجئے۔ جب آپ دریافت کریں اور اگر میں توبہ کر لوں تو آپ اسے قبول فرمائیں اور اگر کسی اور کو دیکھیں کہ وہ اس اہم خدمت کے انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ آپ کے ساتھ یہ احسانات بھی کرنے کے لیے تیار ہے جو میں آپ کے ساتھ کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ اور آپ اس کی بیعت کرنا چاہیں تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کروں گا اور اس کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے مستعد ہوں۔ حضرات! اگر کوئی شخص اللہ کی معصیت کرتا ہے تو اس کی اطاعت کرنا کسی طرح جائز نہیں اور نہ اس سے وفاداری کرنا جائز ہے جو خود کسی عہد کو توڑے۔ وفاداری تو اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔ اس لیے جب تک کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرے تب تک اس کی اطاعت کرو اور اگر وہ معصیت کی جانب جائے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے اور اسے قتل کر دیا جائے۔ میں اپنی اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

یزید بن الولید کی بیعت کی تجدید:

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو تجدید بیعت کے لیے بلایا سب سے پہلے افقم یزید بن ہشام نے آکر بیعت کی۔ قیس بن ہانی العبسی نے بھی بیعت کی اور کہا امیر المؤمنین اللہ سے ڈرتے رہیے اور جو وعدے آپ نے کیے ہیں ان پر قائم رہیے کیونکہ آپ کے خاندان کے جتنے لوگ اس منصب پر فائز ہوئے ہیں۔ ان میں سے عمر بن عبدالعزیز کا نام بھی کیوں نہ لیا جائے کسی نے اپنے وعدوں کو پورے طور پر ایفا نہیں کیا مگر آپ نے اس منصب کو اچھے ذریعے سے حاصل کیا ہے اور عمر نے برے طریقے سے حاصل کیا تھا جب مروان بن محمد نے اس کی یہ بات کو سنا تو کہنے لگا خدا اسے ہلاک کرے اس نے ہم سب کی مذمت کی اور عمر کی مذمت کی۔

قیس بن ہانی کا قتل

[illegible]

[illegible]

امارت عراق پر منصور بن جمہور کا تقرر

[illegible]

یوسف بن عمر کا فرار

[illegible]

منصور بن جمہور

[illegible]

یزید بن حجرہ کا منصور کی تقرری پر احتجاج

[illegible]

[illegible]

[illegible] قیدیوں کی رہائی:

[illegible]

یوسف بن عمر کی گرفتاری کا حکم:

[illegible]

یوسف بن عمر کے قاتل کی گرفتاری کا حکم:

[illegible]

کیسان کو بھیج دیے اور حکم دیا کہ ان خطوط کو منصور کی آمد سے پہلے پڑھوا دے مگر سلیمان نے وہ خط چھپا لیے اور یوسف کو دکھا کر منصور داؤد کی تحریر ان سے سلیمان کو لکھا تھا۔ اس کے بعد یوسف کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔

عاملِ واسط کی گرفتاری

حریث بن ابی الجہم راوی ہے کہ میں واسط میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مجھے کسی بات کا بھی علم نہ تھا کہ یکایک منصور بن جمہور کا خط میرے پاس آیا۔ جس میں مجھے یوسف کے عاملوں کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا تھا۔ واسط میں یوسف کا نائب تھا میں نے اپنے موالی اور دوستوں کو جمع کیا اور تقریباً تیس آدمی پورے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر آئے دروازے کے پہرے داروں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا حریث بن ابی الجہم۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم ضرور کوئی اہم معاملہ ہے جس کی وجہ سے حریث آیا ہے پھر انہوں نے دروازے کھول دیے ہم نے شہر میں داخل ہو کر عامل کو گرفتار کر لیا اس نے چپ چاپ ہمارے حوالے کر دیا اور صبح کو میں نے یزید کے لیے تمام لوگوں سے بیعت لی۔

عمرو بن محمد والی سندھ کا انجام:

عمرو بن محمد بن القاسم سندھ کا والی تھا اس نے محمد بن عزان یا عرار الکلبی کو گرفتار کر کے مارا اور یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا۔ یوسف نے بھی پٹوایا ایک بڑی رقم اس کے ذمہ واجب الادا ٹھہرائی۔ ہر جمعہ کو اس کی ایک قسط وصول کی جاتی تھی اور عدم ادائیگی کی صورت میں پندرہ کوڑے لگوائے جاتے تھے اس کا ایک ہاتھ اور دو انگلیاں ضرب سے ہو کر بیکار ہو گئیں جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار ہوا تو اس نے اسی کو سندھ اور سجستان کا والی مقرر کر کے بھیجا۔ اس نے یزید کے لیے بیعت لی پھر سندھ آیا عمرو بن محمد کو گرفتار کر کے ایک پاسبان کے حوالہ کیا اور اس پر پہرہ بٹھا دیا۔ وہ خود جمعہ پڑھنے چلا گیا۔ عمرو بن محمد نے پہرے والے کی تلوار کھینچ کر اسے نیام سے باہر کیا۔ اس کی نوک پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنے کو ڈال دیا تلوار پیٹ میں اتر گئی لوگوں نے شور مچایا ابن عزان نے آ کر اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ عمرو بن محمد نے کہا مجھے عذاب کا ڈر تھا۔ اس نے کہا میری تو یہ نیت نہ تھی کہ تمہارے ساتھ اب وہ سلوک کروں جو خود تم نے اپنے ساتھ کیا۔ عمرو بن محمد تین دن زندہ رہ کر مر گیا۔ ابن عزان نے یزید کے لیے بیعت لے لی۔

سلیمان بن سلیم کا یوسف بن عمر کو مشورہ:

جب سلیمان بن سلیم بن کیسان الکلبی نے منصور بن جمہور کا خط یوسف کو پڑھ کر سنایا تو یوسف نے اس سے پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے؟ سلیمان نے کہا اب کوئی تمہارے ساتھ ایسا امام نہیں ہے جس کے ساتھ ہو کر تم جنگ کرو اور شام کی فوج بھی حارث بن عباس کے خلاف تمہارے ساتھ لڑ نہیں سکتی اور منصور بن جمہور تمہارے پاس آیا تو اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے میرا مشورہ یہی ہے کہ تم خود اپنے ملک شام چلے جاؤ۔ یوسف نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں مگر تدبیر کیا ہو۔ سلیمان نے کہا اس بات کا اظہار کرو کہ تم نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا ہے اپنی تقریروں میں اس کے لیے بیعت کی دعوت دو۔ جب منصور قریب پہنچ جائے گا اس وقت میں اپنے گھر والوں کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ چنانچہ جب منصور اس قدر قریب آ گیا کہ وہ کل صبح تک حیرہ میں داخل ہو جائے گا یوسف سلیمان کے مکان چلا آیا تین دن یہاں رہا پھر سلیمان نے ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا وہ اسے سماوہ کے راستے سے چلا یہاں تک کہ یوسف بلقا پہنچ گیا۔

یوسف بن عمر کو ابن محمد [illegible] کی امان

[illegible]

یوسف بن عمر کا کوفہ سے فرار

[illegible]

منصور بن جمہور کی کوفہ میں آمد

[illegible]

[illegible]

یوسف بن عمر کی بلقاء میں روپوشی

[illegible]

یوسف بن عمر کی گرفتاری:

محمد بن سعید الکلبی کی جو بنی کلب کے غلام تھے روایت میں مذکور ہے کہ جب یزید بن الولید کو معلوم ہوا کہ یوسف اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بلقاء میں ہے تو اس نے مجھے اس کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا۔ میں نے پچاس یا اس سے زیادہ شہسواروں کے ساتھ بلقاء جا کر اس کے مکان کو گھیر لیا۔ ہم نے تلاش کرنے کے لیے ہر جگہ ڈھونڈا پر وہ نہ ملا۔ بات یہ تھی کہ یوسف نے زنانہ لباس پہن لیا تھا اور عورتوں اور بچیوں کا ہم نشین بنا تھا۔ جب ان کی تلاشی لی گئی تو ان کے پاس اس کا پتہ چلا اور گرفتار کر لیا گیا۔ بیڑیاں پہنا کر یزید کے پاس لایا گیا۔ یزید نے اسے بھی ولید کے دونوں کم عمر بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا۔ یزید کے کل عہد امارت اور اس کے بعد ابراہیم کے عہد خلافت میں قید رہا۔ جب مروان شام آیا اور دمشق کے قریب پہنچا تو ابراہیم نے یزید بن خالد کو ان کے قتل کرا دینے کا حکم دیا۔ یزید بن خالد نے خالد کے آزاد غلام کو جس کی کنیت ابو الاسد تھی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس کام کے لیے بھیجا۔ اس نے قید خانہ میں آ کر گرز سے ان دونوں نوعمر لڑکوں کا کام تمام کیا اور یوسف بن عمر کو باہر نکال کر اس کی گردن مار دی۔

یوسف بن عمر سے جواب طلبی:

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یزید کو یوسف کے بلقاء میں ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے پچاس شہسوار اس کی گرفتاری کے لیے بھیجے۔ بنی نمیر کے ایک شخص نے یوسف سے آ کر کہا اے میرے چچیرے بھائی اب تم ضرور قتل کر دیے جاؤ گے اگر میری بات مانو تو میں تمہاری حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہوں مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پنجے سے تمہیں نکال دوں۔ یوسف نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں۔ اس نے کہا تو پھر مجھے اجازت دو کہ خود میں تمہیں قتل کر ڈالوں تاکہ یمنی تمہیں قتل نہ کرنے پائیں ورنہ ہمیں تمہارے قتل سے جوش آئے گا۔ یوسف نے کہا تم نے جو دو باتیں میرے سامنے پیش کی ہیں ان میں سے ایک کو بھی میں اختیار نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا تو پھر آپ بہتر جانتے ہیں۔ یزید کے فرستادے اسے پکڑ کر یزید کے پاس لے آئے۔ یزید نے اس سے پوچھا تم کیوں آئے؟ یوسف نے کہا جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر عراق آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسے اور اس کے ماتحت علاقہ کو چھوڑ دوں تاکہ کسی قسم کا فتنہ نہ ہو۔ یزید نے کہا یہ بات نہیں بلکہ تو نے اسے برا سمجھا کہ میری اطاعت کرے۔ پھر یزید نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔

یوسف بن عمر کی محمد بن سعید کو پیشکش:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یزید نے مسلم بن ذکوان اور محمد بن سعید بن مطرف الکلبی سے بلا کر کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاسق یوسف بن عمر بلقاء آ گیا ہے۔ تم دونوں جاؤ اور اسے میرے سامنے حاضر کرو۔ ان دونوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔ جب اس کے ایک بیٹے کو ڈرایا تو اس نے کہا میں جانتا ہوں وہ اپنے مزرعہ کو جو یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے چلا گیا ہے۔ یہ دونوں بیٹے کی رہنمائی سے پچاس سپاہی اپنے ساتھ لے کر وہاں گئے۔ یوسف کو ان کا پتہ چل گیا۔ وہ بیٹھا تھا ان کی خبر پاتے ہی جوتے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ان دونوں نے اس کی تلاش کی اور عورتوں میں جا پایا۔ عورتوں نے اس پر ریشم کے کپڑے ڈال کر اسے چھپا دیا تھا اور خود گھیرا ڈال کر اس کے پاس بیٹھی تھیں۔ ان لوگوں نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ نکالا۔ اس نے محمد بن سعید کی خوشامد شروع کی اور کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں کلب کو تم سے خوش کر دوں گا۔ میں دس ہزار دینار دیتا ہوں اور کلثوم بن عمیر اور ہانی بن بشر کا خون بہا بھی دینے کے لیے تیار ہوں۔

یوسف بن عمر کی اہانت و تذلیل:

یوسف اسے بڑی ہی مکروہ حرکت سے پیش آیا تھا سلیمان کا کہنا ہے کہ جو بھی کسی کو دکھائی دیتا تھا اسے ان سے دھکیل کر لاتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کرتے ہیں۔ یوسف کی ڈاڑھی سب سے بڑی تھی اور وہ سب سے چھوٹا تھا۔ جب یزید کے پاس لائے تو یزید اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کھینچنے لگا۔ اس وقت اس کی ڈاڑھی ناف سے بھی نیچی تھی یوسف کہنے لگا اے امیرالمومنین! آپ نے میری ساری ڈاڑھی نوچ ڈالی اب سر میں ایک بال بھی باقی نہیں رہا۔ یزید نے اس کو قصر خضراء میں قید کر دیا۔ محمد بن راشد اس کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ کوئی ایسا شخص جس کے کسی عزیز کو تم نے قتل کیا ہو وہ کسی بلند جگہ پر چڑھ کر کوئی بڑا پتھر تم پر پھینک دے۔ یوسف نے کہا: خدا! مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم امیرالمومنین کو پیغام دے دو کہ مجھے اس جگہ سے نکال کر اور جگہ بدل دیں اگرچہ وہ دوسری جگہ سے زیادہ تنگ ہی کیوں نہ ہو۔ محمد بن راشد نے جو یزید سے جا کر یہ بات کہی اس نے کہا تم نے ابھی اس جیسا احمق نہیں دیکھا ہے میں نے تو اسے قید ہی اس لیے کیا ہے کہ عراق بھیجوں وہاں سب کے سامنے اس کی تشہیر کی جائے اور جو ظلم اس نے کیے ہیں ان کی پاداش میں اس کا مال اور اس کی جان لی جائے۔

اہل عراق کے نام یزید بن ولید کا فرمان:

ولید کے قتل کے بعد یزید نے منصور بن جمہور کو عراق بھیجا اور وہاں کی طرف اس نے بھی ایک خط اہل عراق کو لکھا جو حسب ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے پسند کیا اور پاک کیا اس نے اس کے امور و حقوق مقرر کیے کہ اپنی اطاعت اور معصیت میں اپنے بندوں کا امتحان کرے جس بندے کو اس نے وہ مکمل صورت میں اپنے دین میں مقرر کیں پھر وہ خود ہی ان کا نگہبان ہے اور جو لوگ دین کے حدود کو قائم کرنے والے ہیں ان کا دوست ہے جن کی وہ اپنی بزرگی کی وجہ سے حفاظت کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے جس کو اللہ منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے علاوہ ازیں اس کی حکومت کو پسند کرتا ہے اسے بھی کسی طرح حق نہیں کہ جو باتیں ان کی اطاعت کے جس میں اللہ نے حرام کیا ہے ان میں سے کسی شے کو حلال کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اس کی یہ بد اعمالی نہایت تکلیف دہ اور ناپائیدار ہوتی ہے اور جو اس کے احکام کے مطابق حکمرانی کرتا ہے اس کے لیے اللہ اپنے عطیے کو پورا کرتا ہے اور اس کا اجر و ثواب اس کے لیے جمع رکھتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے اللہ اس کی تمام امیدوں کو منقطع کر کے اسے محروم کر دیتا ہے چنانچہ خلفاء یکے بعد دیگرے ہوتے رہے جو خدا کے دین کے نگہبان اور اس کے حکم کے مطابق کام انجام دیتے اور اس کی کتاب کی اتباع کرتے رہے ان کی اس نگہبانی اور نصرت کا صلہ انہیں یہ ملا کہ اللہ نے انہیں اس وجہ سے تمام نعمتیں دنیا میں عطا فرمائیں کیونکہ ان کے طرز عمل کو اس نے پسند فرمایا۔ ہشام کی وفات تک سب کا یہی طرز عمل رہا اس کے بعد اللہ کی حکومت دشمن خدا ولید کے ہاتھ میں آئی جس نے دینی حرام کاریاں کیں جنہیں کسی مسلمان نے نہ کیا اور نہ ان کا اقرار کیا اس نے ارتکاب کی جرأت کی جب اس نے علی الاعلان یہ باتیں کیں اور اس سے لوگوں کو سخت مصائب پیش آنے لگے خون بہے اور ناحق لوگوں کے اموال ضبط کیے گئے اور ایسی بری باتیں کی گئیں جن کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ ہی مہلت دے سکتا ہے تو اس انتظار کے بعد کہ وہ خود ان باتوں کو ترک کر

دے گا اللہ اور مسلمانوں کے سامنے اپنی برات کرے گا۔ اپنے اعمال اور معاصی کو برا سمجھ کر توبہ کرے گا۔ میں تو ان کی جانب چند آدمی اور اللہ سے درخواست کی کہ میں نے ارکان دین کی اصلاح اور بندگان خدا کی فلاح و بہبود کا جو ارادہ کیا ہے اسے ساحل مراد پر پہنچا سکوں۔ لوگوں سے ملا ان کے بیٹے اور دشمن کے اعمال سے جو پہلے ہی تھے سے جو شام کے تھے کیونکہ ان کو یہ حال تو [illegible] جو شریف اصحاب اس کے سامنے آئے اس نے انہیں بدل دیا اور اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا اور ان بدعتوں کو رواج دیا۔ یہ قطعاً بغیر کسی پردہ کے کرتا رہا جس کے متعلق کسی کو کوئی شک نہیں ہے جس سے خوف سے اپنی ناراضی کی وجہ بیان کی اور کہا کہ اس سے [illegible] اور دونوں ہی بارگاہ الٰہی میں آپس میں اپنے دین کی پابندی اور اس کی حمایت پر ابھارا کیونکہ وہ خود اس معاملے میں متردد تھے کہ ان حالات میں ان کا طرز عمل کیا ہو، نیز انہیں اپنی ہلاکت کا خوف تھا۔ جب میں نے اس حالت کو بدلنے کے لیے انہیں دعوت دی انہوں نے فوراً اس پر لبیک کہا۔ تب میں نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو ان کا سردار بنا کر اس کے مقابلے کے لیے بھیجا انہوں نے بخراء ایک گاؤں میں سب سے پہلے دشمن جمع کر لیا اور اسے دعوت دی کہ خلافت کا مشورہ سے طے کیا جائے کہ سب مسلمان پسند کریں اس شخص کو اس اہم منصب پر فائز کیا جائے۔ اس نے اس کا جواب ترشی سے دیا اور اپنی گمراہی میں اور زیادہ آگے بڑھ گیا پھر اس نے اللہ کے گروہوں سے جو اطاعت کی جماعت تھی اس پر حملہ کی ابتدا کی مگر اسے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اس [illegible] ہے اور اس کی گرفت شدید ہے۔ اللہ نے اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اسے قتل کرا دیا تھا۔ اس کے ان بداعمال مصاحبوں میں سے جو اس کی اس روئی خباثت و فسق میں اس کے شریک کار تھے دس قتل کیے گئے اس کے اور ساتھیوں نے حق کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اللہ نے اس کی آگ بجھا دی اور اپنے بندوں کو اس کی جانب سے بے خوف کر دیا۔ اللہ اسے اور اس کے طریقہ کار کو ہلاک کرے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں اس واقعے کی فوراً اطلاع کر دوں تاکہ تم خدا کی حمد اور اس کا شکر بجا لاؤ کیونکہ اب تمہاری حالت تمام حالات سے بہتر ہو گئی اس لیے کہ تمہارے حکمران تمہارے پسندیدہ لوگ ہیں۔ انصاف کا دروازہ تمہارے لیے کھلا ہے کوئی شخص عدل و انصاف کے نتیجہ تم پر حکومت نہیں کرے گا اس لیے تم اپنے رب کا شکر ادا کرو۔ میں نے منصور بن جمہور کو تمہارا والی انتخاب کیا ہے تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو کیونکہ میں نے خدا کے سامنے اس کا عہد کر کے مجھ پر اللہ کی مخلوقات کے لیے جس قدر عہد اللہ سے لیے ہوتے ہیں ان سب سے بڑھ کر تاکیدی عہد یہ بات ہے کہ تم میری اور میرے بعد جس شخص کو [illegible] کی اطاعت و فرمانبرداری کرو کیونکہ اس بات پر تمام امت نے اتفاق و اجتماع کر لیا ہے۔

جس طرح تم پر یہ عہد ہے اسی طرح میں تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں اللہ کے حکم، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور تمہارے برگزیدہ اسلاف کے طرز عمل کے مطابق تم پر حکومت کروں گا اور اس کے لیے میں اپنے رب اور ولی سے توفیق و نیک عمل کا خواستگار ہوں۔

اسی سنہ میں نصر بن سیار نے خراسان میں منصور بن جمہور کی حکومت کو جسے یزید نے عراق کے ساتھ خراسان کا بھی حاکم مقرر کیا تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نصر کو یوسف بن عمر نے ولید کے لیے تحائف لے کر عراق آنے کا حکم دیا تھا اور نصر روانہ بھی ہو گیا تھا مگر اس نے راستے میں دیر لگائی یہاں تک کہ اسے ولید کے قتل کی اطلاع آ پہنچی۔

نصر بن سیار کو منصور کی امارت کی اطلاع

حارث بن علی سے ابوالحسن کا آزاد غلام [illegible] بیان کرتا ہے کہ جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہوا [illegible] منصور نے اپنے بھائی منظور [illegible] کا عامل مقرر کر [illegible] میں بھی اس کے ہمراہ [illegible] آیا۔ جب میں نے اپنے [illegible] سے کہا کہ نصر کو بھی اس واقعہ کی اطلاع دینا چاہیے۔ جب [illegible] پہنچا تو نصر نے [illegible] کیا [illegible] روانہ ہوا اور جب [illegible] منصور [illegible] میں [illegible] اس واقعہ [illegible] جب تک میں نصر کے پاس [illegible] جاؤں [illegible] کی اطلاع [illegible] جب ہم نصر کے پاس آئے اس وقت نصر ماجان میں تھا تو ہم نے ملنے کی اجازت طلب کی اس کے خواجہ سرا نے کہا [illegible] ہم نے [illegible] اس سے کہا کہ نصر کو [illegible] آنے کی اطلاع [illegible] اور جب [illegible] کے اندر [illegible] مجھ سے ایک بات کہنی ہے [illegible] اندر جا کر اس نے مجھ سے آ کر پوچھا آپ نے میری کیفیت سنائی۔ نصر نے اپنے آزاد غلام حمید کو حکم دیا کہ وہ میرے لیے خلعت و انعام لے آئے پھر [illegible] اور [illegible] مجھ سے [illegible] آنے تک [illegible] ان دونوں سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ [illegible] اور میرے پاس آیا میں نے اسے بھی سارا واقعہ [illegible] اس وقت نصر کے پاس تھا جب اسے معلوم ہوا تو [illegible] نصر سے [illegible] کی تصدیق چاہی نصر نے مجھے [illegible] میں نے سارا واقعہ [illegible] اور اس کے [illegible] میں نے کہا آپ ان لوگوں سے [illegible] جب تین دن گزر گئے [illegible] اطلاع موصول نہیں ہوئی تو [illegible] کے لیے [illegible] میرے [illegible] کے خلاف [illegible] ہوئی جب [illegible] آئی [illegible] سب لوگوں کو [illegible] سارا واقعہ [illegible] جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نصر نے [illegible] مجھے [illegible] ایک گھوڑا [illegible] دیا ایک [illegible] اور [illegible] سے کہا [illegible] تمہیں پورا ایک لاکھ دوں گا۔

امیر عراق منصور کی اطاعت سے نصر کا انکار

جب نصر [illegible] کا یقین آ گیا تو [illegible] کو آزاد [illegible] اور [illegible] اپنے [illegible] اور [illegible] جب [illegible] اپنے [illegible] اور انہیں [illegible] کی ہدایت کی۔

[illegible] نے [illegible] منصور [illegible] کے سامنے تقریر کی اور [illegible] جس کے متعلق [illegible] ہاتھ اور پاؤں کاٹ [illegible] لیا اور [illegible] منصور [illegible] عامل مقرر کیا [illegible] حاکم [illegible] عبداللہ [illegible] کو [illegible] مقرر کیا [illegible] مقرر کیا [illegible] کی ہدایت کی پھر سب لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

[illegible] اور عبدالملک بن عبداللہ:

نصر نے عبدالملک بن عبداللہ کو [illegible] مقرر کیا تھا۔ جب [illegible] [illegible] [illegible] کی طرح [illegible] جیسے [illegible] ایک ایک پہلو سے کھاتے ہیں۔

ایک بلقینی کا قصاص:

بلقین کا ایک شخص جسے منصور بن جمہور [illegible] نصر [illegible] تمہارا قصاص لوں [illegible] ہو گئی۔

مصعب بن عبداللہ [illegible] ہمارے بلقینی بھائی [illegible] [illegible] ہو جاتے ہو۔

قدامہ بن مصعب اور نصر بن سیار کی گفتگو:

قدامہ بن مصعب العبدی اور [illegible] کا ایک شخص منصور بن جمہور کی [illegible] نصر کے پاس آئے۔ نصر نے ان سے پوچھا [illegible] امیر المومنین کا قتل ہوا [illegible] منصور بن جمہور [illegible] [illegible] نصر نے [illegible] ہے

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible] عبداللہ بن [illegible] مقرر کیا۔

مروان بن محمد کا عمر بن یزید کے نام خط

اس دوران میں مروان بن محمد نے عمر بن یزید کو جو ولید بن یزید مقتول کے بھائی تھے خط لکھا اور اس میں اسے ولید کے خون کا بدلہ لینے کی ترغیب دی اور لکھا ہے:

[illegible] کی جانب سے [illegible] امیر المومنین [illegible] خلافت کی وجہ سے اللہ نے اپنے خلفاء کی حفاظت کی ہے جو لوگ خلافت کی مخالفت کرتے ہیں اللہ انہیں مغلوب کرتا ہے جو ان کا مقابلہ کرتا ہے اسے ہلاک کر دیتا ہے اس لیے ان کا راستہ اختیار کرو [illegible] اللہ تعالیٰ خلافت [illegible] رہے اور سلطنت ان کی مدد کرتے رہے [illegible] خلافت کے اطاعت شعاروں [illegible] حق سے [illegible] کے مخالفین کے لیے [illegible] سخت [illegible] اسلام [illegible] اور شرک اور مشرکین کی [illegible] انہوں نے اپنا ہاتھ [illegible] اور اپنے عہد کو پس پشت ڈال دیا اور ایک شخص نے اس کی آگ روشن کی [illegible] لوگوں کے قلوب اس سے متنفر تھے [illegible] کی وجہ سے وہ اپنے دل میں اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے خواہش مند تھے [illegible] یہ تمام معاملہ [illegible] خون [illegible] تم [illegible] اس معاملے کے متعلق [illegible] چاہتے ہیں کہ [illegible] انتقام لینے کے لیے [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی جانب سے [illegible] جماعت [illegible] دل سے میری [illegible] کے لیے [illegible] بات کا [illegible] سے آئے ہیں [illegible] ان کے بیٹے [illegible] انتقام [illegible] کی جانب سے [illegible] ایک [illegible] ہوتا ہے [illegible] مروان نے [illegible] کی بیعت [illegible] کے لیے [illegible] اس طرح [illegible] خدا کی [illegible] کامیاب کرے [illegible] ان کے [illegible] اس لیے [illegible] اپنے بھائی کا بدلہ لینے [illegible] اور [illegible] خدا [illegible]

یزید بن ولید کا مروان سے مطالبہ بیعت:

علی بن محمد بیان کرتا ہے کہ یزید نے [illegible] عثمان بن حارثہ [illegible] کے معاملے میں [illegible] کے لیے [illegible] مروان بن محمد [illegible] کے متعلق [illegible] اجازت [illegible] اس معاملے میں [illegible] کیونکہ مروان نے [illegible] اس کی بیعت [illegible] کا مطالبہ [illegible] ان کی [illegible] سلطنت [illegible] کے متعلق یزید نے مروان [illegible] ولید [illegible] جا [illegible]

مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد:

یزید نے مجھے اور طفیل کو [illegible] کا حکم دیا اور کہا کہ تم ان سے [illegible] عام کی گفتگو کرنا۔ ہم روانہ ہو گئے۔ [illegible] سے عمر بن [illegible] لکھیں ہم [illegible] واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تم مروان سے تعلق رکھتے ہو ہم نے کہا ہاں [illegible] نے کہا جب میں نے [illegible] کا ارادہ کیا تو [illegible] تنہائی میں مجھ سے پوچھا کہ [illegible] کی تعداد [illegible] میں نے کہا اس سے زیادہ ہوگی مگر اس نے پوچھا قبیلہ کلب کے کتنے نام رکھتے ہیں میں نے کہا [illegible] قرار [illegible] ہوں گے اس پر مروان نے اپنی انگلیاں جھٹک دیں اور مجھے بھیج دیا۔

مسلم کا جعلی خط:

اس واقعے کے بعد۔ جب میرے دل میں مروان سے خود ملاقات کا ارادہ پیدا ہوا تو میں نے یزید کی جانب سے اس کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ دیا۔ میں نے مسلم بن ذکوان اپنے مولیٰ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ میرا پیام تمہیں پہنچائے گا تمہیں جو کچھ کہنا ہو اس سے کہہ دینا کیونکہ یہ ایسا ہی آدمی ہے جس پر مجھے اعتماد ہے اور یہ نہایت رازدار آدمی ہے۔

مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد کی ملاقات:

جب ہم مروان کے پاس پہنچے۔ طفیل نے [illegible] کا خط حاجب کے حوالے کیا اور یہ بھی کہا کہ میرے پاس یزید بن ولید کا مراسلہ زبانی بھی ہے۔ مروان نے اس خط کو پڑھ لیا۔ حاجب نے باہر آ کر پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی اور خط ہے یا کوئی اور زبانی پیام بھیجا ہے۔ طفیل نے اس سے انکار کیا اور کہا ہاں! میرے ہمراہ مسلم بن ذکوان ہے۔ حاجب نے جا کر مروان کو اس کی اطلاع دی۔ حاجب نے پھر آ کر مجھے شام کے وقت آنے کا حکم دیا چنانچہ میں مغرب کے وقت محل کے مقام مقصورہ آیا۔ جب اس نے نماز ختم کر دی تو چونکہ میں نے اس کو نماز نہیں دکھایا تھا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اس وقت میں نماز پڑھنے لگا۔ جب مروان جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو ایک خواجہ سرا نے میرے پاس آ کر مجھے دیکھا اور چلا گیا۔ میں نے نماز کو مختصر کر دیا اور خواجہ سرا کے ساتھ ہو لیا۔ اس نے مجھے مروان کے مقصورہ میں پہنچا دیا۔ [illegible] ایک مکان میں [illegible] مروان نے مجھ سے پوچھا کیا تم مسلم بن ذکوان یزید کا مولیٰ ہو؟ میں نے کہا آزاد کردہ غلام [illegible]۔ میں نے کہا ہاں آزاد کردہ [illegible]۔ مروان نے کہا ابن ولید نے اس سے زیادہ لکھا ہے اور دونوں [illegible] بھی [illegible]۔ اچھا کہو کیا کہنا ہے۔ میں نے کہا [illegible] آپ مجھے معاف کر دیں [illegible] آپ کے موافق ہو یا مخالف اس نے مجھے وعدہ معافی دے دیا۔ میں نے حمد و ثنا کے بعد اس کی عزت و اکرام بیان کیا [illegible] نے [illegible] مروان کو خلافت [illegible] عطا فرمایا [illegible] تمام لوگ ان سے [illegible] رہے۔ [illegible] ولید نے اس [illegible] زیادہ تمام لوگوں کو اپنا مخالف بنا لیا اور [illegible] ذمہ داری کا لحاظ نہیں رکھا۔ پھر میں نے اس کا سارا حال بیان کر دیا جب مروان نے گفتگو شروع کی تو [illegible] اور [illegible] کہنے لگا کہ تم نے [illegible] کہا میں نے تمام اپنے مالی الضمیر کو بغیر [illegible] سے بیان کر دیا۔ یزید نے جو کچھ کیا [illegible] میں نے اس کی بیعت کر لی ہے اور اس کے لیے میں اپنی جان اور مال کی قربانی بھی دینے کے لیے تیار ہوں تاکہ میرا [illegible] مقدر [illegible]۔ میں ولید کی تعریف نہیں کرتا کیونکہ اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک [illegible]۔ مگر [illegible] اپنی حکومت میں [illegible] کو شریک کیا مگر اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اسے قیامت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۹

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ

منصور بن جمہور کی معزولی:

اس سنہ میں یزید نے منصور بن جمہور کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم کو عراق کا صوبہ دار بنایا۔ یزید نے عبداللہ سے کہا چونکہ اہل عراق تمہارے باپ کی جانب میلان رکھتے ہیں اس لیے میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے تم عراق جاؤ۔ عبداللہ ایک جماعت کے ساتھ عراق کو روانہ ہو گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے خطوط بھی ان شامی سرداروں کے پاس جو عراق میں تھے اپنے آگے بھیجے اور راستے سے [illegible] منصور ان کے تقرر کا خطبہ [illegible] سب سرداروں نے عبداللہ کو حاکم تسلیم کر لیا۔ منصور بھی عنان حکومت ان کے سپرد کر کے شام واپس چلا آیا۔

امیر عراق عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ:

عبداللہ نے اپنے عہدہ دار تمام علاقوں پر مقرر کر دیے۔ لوگوں کو ان کی تنخواہیں اور عطائیں دیں۔ شامی سرداروں نے اس امر میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ ہمارا حاصل کردہ مال آپ ہمارے دشمنوں کو دیتے ہیں۔ عبداللہ نے اہل عراق سے کہا چونکہ میں تمہیں مستحق سمجھتا ہوں اس لیے میں چاہتا تھا کہ تمہارا مال تمہیں دے دوں مگر یہ شامی اس معاملہ میں میرے مخالف ہو گئے ہیں۔ اہل کوفہ کے اکثر لوگ جمع ہو گئے۔ سرداران شام نے [illegible] کے ذریعہ ان سے معذرت کی اور اس الزام سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی جو تمہیں معلوم ہوئی۔ دونوں فریقوں میں ایک شور و غوغا برپا ہو گیا۔ تھوڑا سا مقاومہ بھی آپس میں ہوا مگر [illegible] بھی گئے۔ عبیداللہ بن عمر [illegible] اس وقت [illegible] عبداللہ بن [illegible] کوفہ میں تھا جسے منصور نے کوفہ پر حاکم مقرر کیا تھا۔ اہل کوفہ نے عبیداللہ کو قصر امارت سے نکال دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے عمر بن الغضبان بن القبعثری کو اپنے پاس بلایا تب لوگ اس سے ہٹ گئے۔ عمر بن الغضبان نے ان کے [illegible] کو ختم کر دیا اور [illegible] لوگ [illegible] گئے اور ایک نے دوسرے کو امان دی۔ جب عبداللہ بن عمر کو اس کی اطلاع ہوئی تب انہوں نے ابن الغضبان کو اپنے پاس بلایا، ان کو خلعت دی اور ان کے منصب میں اضافہ کر دیا۔ اپنی پولیس خاصہ کا افسر مقرر کیا۔ سواد کا افسر مال گزاری اور محاسب مقرر کیا۔ [illegible] یہ بھی اختیار دیا کہ وہ اپنی قوم کے لیے جتنی چاہیں تنخواہیں مقرر کریں۔ ابن الغضبان نے [illegible] اور [illegible] میں ان کے نام درج کر لیے۔

یمنی اور نزاری کی مخالفت:

اسی سنہ میں خراسان میں یمنی اور نزاری عربوں میں مخالفت پیدا ہوئی۔ کرمانی نے نصر بن سیار کے خلاف بغاوت برپا کی اور اب دونوں کے ساتھ ان کی جماعت میں ایک ایک جماعت آمادہ پیکار ہو گئی۔ جب عبداللہ بن عمر یزید کی جانب سے عراق کا

[illegible]

اہل خراسان کا عمر سے مطالبہ

[illegible]

عمر کا اہل خراسان سے خطاب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کرمانی کی بغاوت

[illegible]

[illegible]

کرمانی کی انتقامی خواہش

[illegible]

کرمانی سے قتل کا مطالبہ

[illegible]

نصر بن سیار کی کرمانی سے خفگی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی:

نصر اور کرمانی آپس میں [illegible] دوست تھے۔ [illegible] کرمانی نے نصر کے ساتھ احسان بھی کیا تھا مگر جب نصر [illegible] کرمانی [illegible] الوائلی کو مقرر کیا جب [illegible] کرمانی [illegible] کر دیا اس وجہ سے ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے [illegible] نصر نے [illegible] بن علی [illegible] قید کر دیا۔

نصر کی کرمانی سے جواب طلبی:

جب نصر نے [illegible] کرمانی [illegible] نصر [illegible] کا حکم دیا [illegible] کرمانی [illegible] نصر [illegible] کرمانی [illegible] نصر نے [illegible] کرمانی [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] معاملہ میں [illegible] ہوں۔

کرمانی کی رہائی:

[illegible] کرمانی [illegible] عبدالرحمن بن نعیم [illegible] کے بھائی [illegible] رمضان [illegible] نصر [illegible] کے ساتھ [illegible] نصر [illegible] کر دیا۔

[illegible] کرمانی کے معاملہ میں [illegible] خالد بن شعیب [illegible] کرمانی [illegible]

کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا احتجاج:

علی بن محمد [illegible] بیان کرتا ہے کہ [illegible] کرمانی [illegible]
[illegible]
[illegible] زبردستی اسے چھڑا لینے کا ارادہ کیا [illegible]
[illegible] اس کی گرفتاری کے بعد عبد الملک بن حرملہ [illegible] شعیب [illegible]
[illegible]
ان کی [illegible] سمجھایا کہ تم کوئی کارروائی [illegible] اس معاملہ میں [illegible]
انھوں نے کہا ہم [illegible] نصر کو اس [illegible] شروع کرتے ہیں۔

کرمانی کا جیل خانے سے فرار

[illegible] محمد بن المثنیٰ اور داؤد بن شعیب
بھی آئے تھے ان سب نے [illegible] عبد الملک بن حرملہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ [illegible]
[illegible] کے مکان کا [illegible] اس بات کو [illegible]
انھوں نے اپنے امیر کرمانی کی حفاظت [illegible]
[illegible] کرمانی کے غلام [illegible] کرمانی کو نکال [illegible]
[illegible] کرمانی کے بیٹوں سے [illegible] اپنے باپ [illegible] رات [illegible] کے لیے
تیار [illegible] کرمانی نے [illegible] اپنے باپ [illegible]
جب [illegible]
[illegible] جب ایک تنگ مقام پر آیا تو [illegible]
[illegible]
[illegible] عبد الملک بن حرملہ [illegible] اس کی
بیڑیاں کاٹ دیں۔

کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری روایت

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرمانی کا غلام [illegible]
[illegible] کرمانی [illegible] محمد بن المثنیٰ اور عبد الملک بن حرملہ [illegible]
[illegible] کرمانی [illegible]
[illegible]
[illegible] کرمانی [illegible]

[illegible]

زیاد کے خلاف حجر کی تقریر:

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

حجر بن عدی اور زیاد کی مصاحبت:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کرمانی کی غلطی:

[illegible]

[illegible] کی ناکامی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حارث بن سریج کی معافی کا واقعہ

[illegible]

[illegible]

یحییٰ بن الحضین سے حارث کی امان طلبی

[illegible]

حارث بن سریج کو امان نامہ

[illegible]

[illegible]

ہمارے بھائی اور دوست ہو باوجود اس کے تم ہی نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھ دیا ہے کہ جو کچھ ہمارا لیا گیا تھا وہ واپس کر دیا جائے"۔

عبداللہ بن عمر [illegible] سے خالد کی شکایت:

جب یہ دونوں کوفہ آئے تو عبداللہ بن عمر [illegible] سے ملے۔ خالد نے عبداللہ سے کہا کہ جناب والا اپنے ماتحت عہدیداروں کو یہ حکم دیں گے کہ وہ آپ کے باپ کی سیرت کے مطابق حکومت کریں۔ عبداللہ نے کہا کیا عمر [illegible] کی سیرت پر عمل کیا جا سکتا ہے [illegible] ہے۔ خالد نے کہا تمام دنیا والوں سے کہا تو جاتا ہے مگر کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتے۔

یہ دونوں مرو آئے تو یزید کا خط نصر کو دیا۔ نصر نے حارث کے [illegible] ان کے [illegible] کے [illegible] دیا اور جو کچھ لے لیا گیا تھا وہ واپس کر دیا۔ یہ حارث کی طرف روانہ ہوئے اور [illegible] راستے میں مقاتل بن حیان اور ان کے ساتھی ملے جنہیں نصر نے حارث کے پاس بھیجا تھا۔

اس سے قبل عبداللہ بن عمر [illegible] نے [illegible] قاسم نے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] حارث کو معافی دے دی ہے۔ لہٰذا اب [illegible]۔ نصر نے [illegible] اور [illegible] حارث کشتی میں سوار ہو کر [illegible]۔ جب وہ دونوں مقاتل سے آ ملے تو مقاتل [illegible] جانب ہو گیا اور اس [illegible] سے اپنے ارادے سے باز رہا۔

حارث کی روانگی مرو:

حارث مرو کی طرف روانہ ہوا۔ [illegible] نے [illegible] اس کے ہمراہ تمام ساتھی [illegible] بن عمران [illegible] اور عبداللہ بن [illegible] بھی تھے۔ حارث مرو آیا۔ منصور بن عمر [illegible] کا [illegible] اس سے [illegible] گیا اور اس نے کہا [illegible] خدمت [illegible] ہے [illegible] منصور نے نصر سے حارث کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی اور کہا [illegible] جو اپنے [illegible] قتل کرے گا اسے [illegible] جنت میں داخل کرے گا [illegible]۔ [illegible] حارث آپ کے پاس پہنچ گیا تو [illegible] نقصان پہنچایا ہے اور [illegible] خون [illegible] ہے [illegible] اس کے [illegible] حکومت [illegible] احسان [illegible] آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

[illegible] کے قتل کے [illegible] منصور [illegible] اس کے بیٹے نے منصور [illegible] حارث نے منصور [illegible] اس کی [illegible] منصور [illegible] حارث کے ساتھ [illegible] اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

امام ابراہیم بن محمد:

بعض اہل سیر کے بیان کے مطابق [illegible] ابراہیم بن محمد نے ابو ہاشم بکیر بن ماہان کو خراسان بھیجا اور ان کے ساتھ [illegible] اور [illegible] بھی [illegible] مرو آ کر انہوں نے [illegible] کو جمع [illegible] ابراہیم بن محمد کی

وفات کی خبر سنائی اور ابراہیم کے لیے دعوت دی۔ مروان کا خط بھی ان کے سامنے پیش کر دیا۔ ابوالحرس نے ان کے پیام کو قبول کر لیا اور انہوں نے جو روپیہ جمعوں سے جمع کیا تھا اسے ان کے حوالے کر دیا۔ یہ سب ابراہیم بن محمد کے پاس لے آئے۔

ابراہیم بن ولید اور عبدالعزیز بن الحجاج کی ولی عہدی کی بیعت:

اسی سنہ میں یزید نے اپنے بھائی ابراہیم بن الولید کے لیے بیعت لے لی۔ اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے لیے ولی عہدی کی بیعت لے لی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری میں بیمار ہوئے۔ لوگوں نے ان سے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بھائی ابراہیم اور ان کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے عہد خلافت لے لیجئے۔ قدریہ فرقے کے لوگ اسے اس بیعت پر برابر آمادہ کرتے رہے اور کہتے تھے کہ آپ کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ امت کو یونہی آپ یوں ہی چھوڑ جائیں۔ پہلے ابراہیم اپنے بھائی کے لیے بیعت لیجئے چنانچہ ان کے لیے بیعت لے لی گئی اور ان کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے بیعت لی گئی۔

یوسف بن محمد کی برطرفی:

اسی سنہ میں یزید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینے کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن الولید نے اسے والی مقرر نہیں کیا تھا مگر اس نے یزید کی طرف سے اپنے تقرر کا جعلی فرمان لکھ لیا تھا اس وجہ سے یزید نے اسے برطرف کر دیا اور عبدالعزیز بن عمرو کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ ذی قعدہ کی چند راتیں باقی تھیں کہ عبدالعزیز مدینے آ گیا۔

مروان بن محمد کی بغاوت:

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے یزید سے بغاوت کی۔ آرمینیا سے جزیرہ چلا آیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہوں مگر حران پہنچ کر اس نے بھی یزید کے لیے بیعت کر لی۔

اپنے موسم گرما کے جہادی مہم سے واپس آ کر عبدالملک بن مروان بن محمد بن مروان حران میں عمر بن یزید کے ہمراہ مقیم تھا۔ یہاں اسے ولید کے قتل کی اطلاع ملی۔ عبدہ بن ریاح الغسانی ولید کی جانب سے جزیرے کا عامل تھا۔ جب اسے ولید کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو یہ جزیرے سے شام کی طرف روانہ ہوا اور عبدالملک بن مروان بن محمد نے حران اور جزیرے کے دوسرے شہروں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن علاثہ کو جزیرے کا عامل مقرر کر دیا۔ نیز اس نے اپنے باپ مروان بن محمد کو جو آرمینیا میں تھا اس کارروائی کی اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ آپ خود فوراً تشریف لائیے۔ مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی اور ظاہر کیا کہ میں ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ اس نے اسے بھی مناسب نہیں سمجھا کہ جب تک اس کا معاملہ درست نہ ہو جائے سرحد کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دے۔ اس خیال سے اس نے اسحاق بن مسلم العقیلی سردار قیس اور ثابت بن نعیم الجذامی الفلسطینی سردار عرب یمن کو اہل باب کی طرف بھیجا۔ ثابت اس وجہ سے مروان کے ہمراہ تھا کہ اسی نے اسے رصافہ میں ہشام کی قید سے خلاصی دلائی تھی۔

مروان دو سال میں ایک مرتبہ ہشام سے آ کر ملتا تھا اور سرحدی حالت اور وہاں کی فوجی چھاؤنیوں اور اس کی فوجی نظم حالت کو

یمانی مدد چاہتا تھا اور تمام ان قبائل کی جو دشمن کے مقابلے میں دیکھا جاتا تھا سرداری حاصل کر لی تھی۔

ثابت بن نعیم کی قید سے رہائی:

ثابت کے قید ہونے کی وجہ جو ہم پہلے حنظلہ بن صفوان کے تذکرے میں بیان کر چکے ہیں یہ ہے کہ ہشام نے جس وقت حنظلہ کے ہمراہ ان کی امداد روانہ فرمایا اور ان کی سرکوبی کے لیے جنہوں نے ان کے عامل کلثوم بن عیاض القشیری کو قتل کر ڈالا تھا بھیجا۔ ان لوگوں نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کی وفاداری کو متزلزل کر دیا۔ حنظلہ نے اپنے ایک خط میں ہشام سے اس کی شکایت کی ہشام نے اسے حکم بھیجا کہ ثابت کو بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو حنظلہ نے اس حکم کی تعمیل کی ہشام نے ثابت کو قید کر دیا۔ جب مروان بن ہشام حسب دستور ایک مرتبہ ہشام سے ملنے آیا (کلثوم بن عیاض نے افریقہ میں کیا کارروائی کی اس کا تذکرہ ہم اپنی کتاب میں اس کے محل پر کر آئے ہیں) تو وہ تمام یمنی سردار جو ہشام کی بارگاہ کے قائم تھے مروان سے آکر ملے اور انہوں نے ثابت کے معاملے میں ان سے گفتگو کی۔ جن لوگوں نے اس بارے میں گفتگو کی ان میں کعب بن حامد العبسی ہشام کا کوتوال، عبدالرحمن بن الضحاک اور سلیمان بن حبیب ہشام کے قاضی بھی تھے۔ مروان نے ثابت کو ہشام سے مانگ لیا۔ ہشام نے اسے مروان کے حوالے کر دیا یہ ان کو ساتھ لے چلا گیا مروان نے کسی مقام کا والی مقرر کر دیا اور انعام و اکرام بھی دیا۔

جب مروان نے ثابت کو آگے کی مہم میں اہل باب کے پاس بھیجا تو ان کے ہمراہ ایک خط بھی ان کے ہاتھ بھیجا جس میں تحسین ان کی سرحد کا حال بتایا اور لکھا کہ تم دونوں اپنے مورچوں اور چوکیوں کی بہت خبر رکھتے رہنا اس کا خطرہ ہے کہ اور تم دونوں طرف سے مسلمانوں کے اہل و عیال کو دشمن کے آزار سے محفوظ رکھ سکو گے۔

حمید بن عبداللہ لخمی:

جب مروان بن محمد نے ان کی معیشت ان دونوں کے ہاتھ بھیج دی اور فلسطین کے ایک شخص حمید بن عبداللہ لخمی کو جو جوان شامی بہت نمایاں تھا ان کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ یہ شخص اس سے پہلے بھی ان کا سردار رہ چکا تھا اور لوگ اس کی تعریف کرتے تھے اور اس سے خوش تھے۔ دونوں صاحبوں نے اسی کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور مروان کا خط پڑھ کر انہیں سنایا اس پر تمام لوگ اپنی سرحدوں اور چوکیوں پر قائم رہنے کے لیے تیار ہو گئے۔

ثابت بن نعیم کی سرکشی:

جب مروان کو معلوم ہوا کہ ثابت ان کے فوجی سرداروں کو سرحد کی حفاظت چھوڑ کر اپنی چھاؤنیوں میں واپس آ جانے کی ترغیب دے رہا ہے جب یہ دونوں مروان کے پاس واپس پہنچے تو اب اس نے روانگی کی تیاری شروع کی اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ ثابت بن نعیم نے مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہیں مروان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جانے کے لیے بہکانا شروع کیا اور دعوت دی کہ تم میرے ساتھ ہو کر اپنی چھاؤنیوں کو چلو۔ چنانچہ جماعت نے اتفاق کیا سے یہ لوگ ان لوگوں کے جو رات کو بھاگ آئے تھے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے مالک اپنا چھوڑ دیا۔ مروان کو ان کی اس شرارت کا علم ہوا اس نے ساری رات اپنے ساتھیوں سمیت تیار ہو کر بیداری میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی ثابت کے مقابلے پر بڑھا۔ ثابت کے طرفداروں کی تعداد مروان کے طرفداروں سے بہت زیادہ تھی۔ اب دونوں حریف جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے مروان نے دونوں میمنوں کو حکم دیا کہ میمنہ میسرہ اور قلب سے جا کر ملیے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سال کی عمر پائی۔ اور ایک بیان ہے کہ ان کی عمر چھتیس سال ہوئی۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ ان کی ماں ام ولد (لونڈی) تھی جس کا نام شاہ فرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھا۔ یہ شعر یزید ہی نے کہا ہے

[illegible]

ترجمہ: میں کسریٰ اور مروان کی اولاد میں ہوں۔ قیصر اور خاقان میرے نانا اور دادا ہیں۔

(عقیدہ) بیان کیا گیا ہے کہ وہ قدریہ عقائد رکھنے والا تھا۔

(حلیہ) سانولا رنگ، دراز قامت، چھوٹا سر، چہرے پر تل، خوبصورت، بڑا کشادہ دہن (مگر اتنا کشادہ نہیں جو برا معلوم ہوتا) تھا۔

یزید الناقص کی وجہ تسمیہ:

واقدی کے بیان کے مطابق یزید الناقص اس لیے کہا جاتا تھا کہ ولید نے لوگوں کی معاشوں میں دس دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا۔ محمد بن علی بن محمد کا بیان ہے کہ مروان نے اس لفظ کو بطور گالی اس کے نام کے ساتھ استعمال کیا اور اس وجہ سے تمام لوگ اسے ناقص ابن ولید کہنے لگے۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عثمان:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض اور راویوں کا بیان ہے کہ اس سال عمر بن عبداللہ بن عبدالملک جسے یزید بن الولید نے اسی غرض سے بھیجا تھا، کے ہمراہ عبدالعزیز بھی جو کہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج کرنے گیا تھا۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز جو اس سال یزید کی جانب سے عراق کا صوبہ دار تھا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے۔ بصرہ کا عامل [illegible] مسور بن عمر بن عباد تھا اور عامر بن عبیدہ بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار کنانی خراسان کا صوبہ دار تھا۔

* * *

باب ۱۰

ابراہیم بن ولید، جنگ زاب

ابراہیم بن ولید:

یزید کے بعد [illegible]

مدت حکومت:

[illegible]

[illegible]

۱۲۷ھ کے واقعات

مروان بن محمد کی بیعت

[illegible]

[illegible]

نئی خانہ جنگی

[illegible]

مروان بن محمد کی پیش قدمی

مروان [illegible]

اہل حمص کی اطاعت:

[illegible] اہل حمص کی طرف روانہ ہوا چونکہ انھوں نے [illegible] ابراہیم اور عبد العزیز بن حجاج [illegible] بیعت [illegible] مروان [illegible] کر کے مروان کے ہاتھ پر بیعت کی [illegible]۔

سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ

[illegible] سلیمان [illegible] مروان [illegible]۔

[illegible] مروان [illegible] سلیمان [illegible]۔

سلیمان بن ہشام کی شکست و فرار

[illegible]

اس فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بالکل شکست کھا کر بھاگی۔ اہل حمص نے چونکہ سلیمان کی فوج نے ان کی خوب گت بنائی تھی بے دردی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا اور ستر ہزار کو تہ تیغ کر دیا۔ مگر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین نے ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا مقتولین سے زیادہ قیدی مروان کے ہاتھ آئے تھے ان کی چھاؤنی بالکل لوٹ لی گئی۔ مروان نے عبیداللہ و عبداللہ دونوں بیٹوں کے لیے ان سے بیعت لے۔ سب کو رہا کر دیا۔ ہر ایک کو ایک دینار زاد راہ بھی دیا اور انہیں ان کے وطن و عیال میں جانے کی اجازت دے دی اور کسی کو سوائے یزید بن عقار الکلبی اور ولید بن مصاد الکلبی کے جو ولید سے لڑے تھے اور اس کے قتل میں شریک تھے اس نے قتل نہیں کیا۔

یزید بن خالد بن عبداللہ القسری بھی اس جنگ میں شریک تھا مگر شکست کے بعد وہ بھی سلیمان بن ہشام کے ساتھ دمشق بھاگ آیا۔ یہ دونوں کلبی سردار جنہیں مروان نے قتل کر دیا یزید کے خاص عہدیدار تھے ان میں سے ایک کوتوال اور دوسرا محافظ خاص تھا۔ مروان نے انہیں اسی مقام پر لوگوں سے خوب پٹوایا پھر اس کے حکم سے وہ قید کر دیئے گئے اور اسی میں ہلاک ہو گئے۔

پسران ولید بن یزید اور یوسف بن عمر کا خاتمہ:

دوسرے دن صبح کو سلیمان اور اس کی شکست خوردہ فوج دمشق پہنچی اس کے پاس ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس اس کی فوج کے سردار یزید بن خالد القسری، ابو علاقہ السکسکی، اصبغ بن ذوالۃ الکلبی اور ان جیسے اور سردار آئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر یہ دونوں لڑکے زندہ رہے تو مروان دمشق آ کر انہیں قید سے نکال کر ان کو حکومت دلا دے گا۔ یہ اپنے باپ ولید کے قاتلوں میں سے کسی پر بھی رحم نہیں کریں گے بہتر یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ سب نے یزید بن خالد کو اس کام پر متعین کیا ان دونوں کے ہمراہ قید میں ابو محمد السفیانی اور یوسف بن عمر بھی تھے یزید نے خالد کے آزاد غلام ابو الاسد کو اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ اس کام کے لیے روانہ کیا اس نے قید خانے میں جا کر گرزوں سے ان دونوں لڑکوں کا کام تمام کر دیا اور یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا۔

ابراہیم بن ولید کا فرار:

وہ ابو محمد السفیانی کو بھی مارنا چاہتے تھے مگر یہ جیل خانے کی ایک کوٹھری میں گھس گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور اپنی پشت پر فرش و تکیوں کا انبار لگا کر دروازہ پر ٹیک دے دیا جس سے وہ اسے کھول نہ سکے تب انہوں نے ارادہ کیا کہ اسے جلا دیں مگر ابھی آگ نہ لگائی گئی تھی کہ شور ہوا کہ مروان کا رسالہ دمشق میں داخل ہو گیا ہے ابراہیم بن ولید بھاگ کر روپوش ہو گیا۔ سلیمان نے بیت المال کو لوٹ کر اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر سے نکل بھاگا۔

عبداللہ بن معاویہ:

اسی سنہ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں اپنے لیے دعوت دی اور لڑنے کی ٹھانی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان والی کوفہ سے اس کی لڑائی ہوئی جس میں اس نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ عبداللہ بن معاویہ علاقہ جبال چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا خروج:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ عبداللہ بن معاویہ نے محرم ۱۲۷ ہجری میں عبداللہ بن عمر کوفہ سے بغاوت کی اور اس سے قبل عبداللہ بن معاویہ کوفہ آئے تھے تاکہ وہ عبداللہ بن عمر سے ملیں ان کا ارادہ خروج کا نہ تھا یہیں انہوں نے حاتم بن شرقی بن عبدالمومن بن شبث بن ربعی کی لڑکی سے شادی کرلی۔ جب یمنی اور مضری عربوں کے آپس میں تعصب سے عداوت رونما ہوئی تو لڑنے والوں نے ان سے درخواست کی کہ آپ اپنے لیے دعوت دیں کیونکہ آل محمد دوسروں سے زیادہ حکومت کے اہل ہیں انہوں نے خفیہ طور پر کوفہ میں دعوت شروع کردی۔ ابن عمر اس وقت حیرہ میں تھا۔ ابن ضمرہ الخزاعی نے ابن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی مگر ابن عمر نے اپنی تدبیر سے اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اس نے وعدہ کیا کہ جنگ میں وہ اپنی فوج کو لے کر بغیر مقابلہ کیے بھاگ جائے گا ابن معاویہ کو بھی ان کے ارادہ کا علم ہوگیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا علاقہ جبال پر قبضہ:

چنانچہ جب حریف مقابل آئے تو ابن معاویہ نے بیان کیا کہ ابن ضمرہ نے مجھے دھوکا دیا ہے اس نے ابن عمر سے مل کر اپنی فوج کے ساتھ پسپا ہو جانے کا وعدہ کرلیا ہے جب وہ ایسا کرے تو تم اس سے خوفزدہ نہ ہونا کیونکہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اس سازش کے مطابق کرے گا جو پہلے سے طے پاچکی ہے مگر جب مقابلہ شروع ہوا اور ابن ضمرہ پسپا ہوا تو لوگ بھی ابن معاویہ کے تمام طرفدار میدان سے فرار ہوگئے۔ اور کوئی ان کا ساتھی نہ رہا۔ دوبارہ اس کے بعد ابن معاویہ کوفے واپس آگیا۔ یہ مرکز کوفہ اور حیرہ کے درمیان واقع تھا پھر یہاں سے مدائن چلا گیا مدائن کے لوگوں نے ان کی بیعت کرلی یہاں بھی لوگ اس کے پاس آملے ان کے ساتھیوں نے حلوان جاکر اس پر اور علاقہ جبال پر قبضہ کرلیا۔

جنگ جبانہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن معاویہ نے کوفہ میں ایک جماعت جمع کرلی تھی اور ابن عمر کو ان کی سازش کا علم ہی نہیں ہوا کہ انہوں نے جبانہ میں جنگ کے لیے اجتماع کیا اور مقابلہ شروع ہوگیا۔ خالد بن قطن الحارثی اہل یمن کا سردار تھا اس پر آگے بڑھ کر اعشیٰ نے شامیوں کے مرکز پر حملہ کیا اور مقابلہ ہوا اہل یمن پسپا ہوگئے مگر مضر ربیعہ اور بنی تمیم میں جنگ نہ ہوئی اور یہ تمام لڑے بغیر واپس چلے گئے۔ صرف زیدیہ لڑتے رہے پھر پسپا ہوکر بنی عمرو القرشی کے مکان کی جانب پناہ لینے کے خیال سے گئے اور سب مارے گئے۔ ان کے علاوہ اس روز ان کی فوج میں اور کوئی نہیں مارا گیا۔ ابن معاویہ عبداللہ بن عباس التمیمی کے گھر ٹھہرے پھر وہاں سے مدائن آیا یہاں سے روانہ ہوکر حلوان، قومس، اصبہان اور رے پر قابض ہوگیا اہل کوفہ کے غلام بھی اس کے پاس آگئے۔

ابو عبیدہ کی روایت:

ابو عبیدہ اس خلفشار کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ، حسن اور یزید بیٹے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار کے عبداللہ بن عمر کے پاس آئے تھے اور نخع میں ولید بن سعید اپنے آزاد غلام کے یہاں فروکش ہوئے۔ ابن عمر نے ان کی خوب آؤ بھگت کی بہت کچھ انہیں دیا اور تین سو درہم روزانہ ان کے لیے مقرر کردیے۔ چنانچہ وہ لوگ اسی طرح سے اپنی زندگی بسر کرتے رہے جب یزید بن الولید نے انتقال کیا اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم بن الولید کے لیے اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے

لیے بیعت کر لی۔ ان دونوں کی بیعت کا حکم عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس کوفہ بھیج دیا۔ ابن عمر نے لوگوں سے ان دونوں کے لیے بیعت لے لی اور ان کی عطا میں سو سو کا اضافہ کر دیا۔ نیز اس نے ان کے لیے عطیات کے احکام جاری کر دیے اور سب جگہ سے ان کے لیے بیعت لیے جانے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے معلوم ہوا تھا کہ مروان بن محمد نے ابراہیم بن الولید کی بیعت نہیں کی ہے اور وہ اس انتظار میں ہے کہ یزید فوت ہو جائے۔ جب یہ بات اس نے سنی تو ... بن معاویہ نے اپنے پاس روک لیا تھا کہ ان کے ہاتھ میں امانت کر دے، اور اس بات کا منتظر تھا کہ مروان آ جائے، ابراہیم کے مقابلے میں ہو تو وہاں کے لیے بیعت کرے گا اور بحیثیت امیر اپنے ساتھ لے کر مروان کا مقابلہ کرے گا۔ اب مروان کی ابراہیم سے جنگ شروع ہو گئی۔ لوگ سیاسی خلفشار کی وجہ سے پریشان حال ہو گئے۔ مروان شام کے قریب پہنچ گیا۔ ابراہیم اس کے مقابلے کے لیے نکلا دونوں میں جنگ ہوئی مروان نے اسے شکست دی اور فتح پائی ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی مگر عبدالعزیز بن حجاج ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مارا گیا۔

اسماعیل بن عبداللہ اور ابن عمر بن عبدالعزیز:

اسماعیل بن عبداللہ خالد بن عبداللہ القسری کا بھائی جو ابراہیم کی فوج میں تھا بھاگ کر کوفہ آیا اس نے ابراہیم کی طرف سے اپنے لیے کوفے کی ولایت کا جعلی فرمان بنایا اور جتنی عرب اس سے ملے ان کو پوشیدہ طور پر اس بات سے آگاہ کیا کہ مجھے ابراہیم بن الولید نے عراق کا گورنر مقرر کیا ہے۔ یمنیوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔ اس کی اطلاع ابن عمر کو ہوئی اس نے علی الصباح اسے آ لیا۔ ابن عمر کے ساتھ عمر بن الغضبان بھی تھا۔ جب اسماعیل نے یہ رنگ دیکھا اور سوچا کہ اس کے پاس اصلی فرمان نہیں بلکہ جس کی جانب سے اس نے فرمان بنایا تھا وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا ہے تو اپنے ارادے سے رجوع کیا اور ڈر جانے کے خوف سے باز آیا۔ اس نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ میں خون بہانا پسند نہیں کرتا اور مجھے پتا نہ تھا کہ یہ معاملہ یہاں تک نوبت پہنچے گا۔ تم لوگ چپ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے۔ اس نے اپنے گھر والوں سے یہ بات بیان کی کہ ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی اور مروان دمشق میں داخل ہو گیا ہے اس کے خاندان سے یہ خبر پھیل کر شہرت حاصل کی اور اب پھر فتنہ اٹھا اور عصبیت کا خطرہ پیدا ہوا۔

جعفر بن نافع اور عثمان بن الخیبری کی ابن عمر سے کشیدگی:

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عمر ... کو بڑی ... مناصب دیتا تھا مگر اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیبری ابن تیم اللات بن ثعلبہ کے ... کو ... دیا اور ان کے ... کے ... پر ... کر دیا یہ دونوں اس کے پاس آئے اور درشت کلامی کی ابن عمر کو غصہ آیا اس نے ان دونوں کے دربار سے نکلوا دینے کا حکم دیا عبدالملک الطائی اس کے صاحب شرطہ نے جو اس وقت اس کے سر پر کھڑا تھا ... ان دونوں نے بھی اسے ... اور بہت غصے میں وہاں سے چلے آئے۔

ابن عمر بن عبدالعزیز کی جعفر و عثمان سے مصالحت:

ثمامہ بن حوشب بن رویم الشیبانی حاضر دربار تھا وہ بھی اپنے دوستوں کی اس توہین پر ناراض ہو کر دربار سے اٹھ آیا اور ...

سے نکل کر چلا گیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ ابن عمر حیرہ میں تھا۔ کوفہ آنے کے بعد ابن اکرار نے ربیعہ بالخصوص اپنی قوم بنی ربیعہ سے اپنے لیے بیعت لی۔ جب سب ان کے پاس جمع ہو گئے تو ابن عمر کو ان لوگوں کی اطلاع ہوئی۔ اس نے اپنے بھائی عاصم کو ان کے پاس بھیجا۔ جب عاصم ان کے پاس پہنچا اس وقت سب کے سب مجتمع تھے۔ عاصم نے ان سب لوگوں سے کہا کہ میں تمہارے پاس حاضر ہوں جو چاہو کرو۔ وہ ان کے اس طرز سے ایسے متاثر ہوئے کہ آئی مجلس سے عاصم کی تعظیم و تعریف کی اور اس کا شکریہ ادا کیا اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ سرداروں نے ابن عمر کے پاس آ کے اپنی خاطر خواہ تسلی کی۔ اس کے بعد ابن عمر نے عمر بن الغضبان کو ایک لاکھ درہم بھیجے جو اس نے اپنی قوم بنو ہمام بن مرہ بن ذہل بن شیبان میں تقسیم کر دیا۔ ثمامہ بن حوشب کو بھی ایک لاکھ درہم بھیجے۔ اس نے انہیں اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ اسی طرح اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع اور عثمان بن الخیبری کو دس دس ہزار بھیجے۔

عبداللہ بن معاویہ کی بیعت:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ جب شیعوں نے ابن عمر کی کمزوری کو دیکھا تو اس پر دلیر ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اس پر غلبہ پانا آسان ہے اس لیے انہوں نے عبداللہ بن معاویہ بن جعفر کے لیے لوگوں کو دعوت دی۔ عبداللہ نے اس کام کے لیے ہلال بن ابی الورد بنی عجل کے آزاد غلام کو مقرر کیا تھا۔ شیعوں نے ایک جگہ جمع ہونے کا اعلان کیا اور سب مسجد میں آ کر جمع ہوئے۔ ہلال اس تمام کارروائی کا محرک تھا۔ شیعوں نے اس کے ہاتھ پر عبداللہ بن معاویہ کے لیے بیعت کی اور پھر وہ سب عبداللہ کے پاس آئے۔ انہیں ولید بن سعید کے گھر سے نکال کر قصر امارت میں لے آئے اور عاصم بن عمر کو قصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ عاصم اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کے پاس حیرہ چلا گیا۔ کوفیوں نے ابن معاویہ سے آ کر بیعت کی ان میں عمر بن الغضبان بن القبعثری، منصور بن جمہور، اسماعیل بن عبداللہ القسری اور وہ شامی بھی تھے جنہیں کوفے سے وطنی تعلق تھا۔ ابن معاویہ چند روز تک کوفے میں مقیم رہا۔ لوگ اس کی بیعت کرتے رہے۔ مدائن اور فم النیل کے باشندوں نے بھی اس کے لیے بیعت کی۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے عبداللہ بن عمر سے حیرہ جا کر مقابلہ کرنے کے ارادے سے خروج کیا۔

عبداللہ بن عمر کی اعانت کی دعوت.

عبداللہ بن عمر اپنے شامی ہمراہیوں کے ساتھ اس کے مقابل آیا۔ ایک شامی نے مبارزت طلب کی۔ قاسم بن عبدالغفار العجلی اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ شامی نے کہا جس وقت میں نے مقابلے کی دعوت دی تھی یہ خیال نہ تھا کہ بکر بن وائل کا کوئی شخص میرے مقابل آئے گا۔ بخدا میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ جو بات کہنی ہے وہ بتانا چاہتا ہوں کہ تم میں سے یمنی لوگوں تمہارے ساتھ جتنے یمنی سردار ہیں منصور اور اسماعیل وغیرہ وغیرہ سب نے عبداللہ بن عمر سے ساز باز کر لی ہے اور مضر کے خطوط اس کے پاس آ چکے ہیں مگر تم ربیعہ کا کوئی پیام رساں اب تک اس کے پاس نہیں آیا۔ مگر اب بھی موقع ہے کیونکہ آج تم سے جنگ نہ ہو گی۔ اب جنگ کا فیصلہ جب ہو گا اگر تم اپنی جان سے بچنا چاہتے ہو تو فوراً ان سے علیحدہ پڑاؤ کرو اور عبداللہ بن عمر کی اطاعت کا عہد اس تک پہنچا دو ورنہ یمنی ایک شخص بھی تمہارا ساتھ نہ دے گا۔ اگر چاہو تو میں اپنے سردار کو تمہارا خط دے دوں گا اور اگر تم اس شخص کے ساتھ رہنا چاہتے ہو جس کے ساتھ تم نے خروج کیا ہے تو اس کے نتائج کا ذمہ دار میں نہیں۔ تمہارے سرداروں

حال سب تمہیں بتا دیا ہے۔

[illegible]

عبداللہ بن معاویہ اور عامر بن الضبارہ۔

[illegible]

عباس بن عبداللہ الہاشمی کا قتل

[illegible]

عبداللہ بن معاویہ کی شکست و ہزیمت [illegible]

[illegible]

عبداللہ بن معاویہ کی ابن [illegible] کو اطلاع

[illegible]

میں سے باورچی خانہ اسی طرح ان کے سامنے آ کر کھڑا ہوا گویا وہ کھانا لانے کے لیے حکم کا منتظر تھا۔ ابن عمر رحمہ اللہ نے اشارے سے کھانا لانے کا حکم دیا۔ وہ کھانا لے آیا مگر خوف کے مارے ہماری سب کی یہ حالت تھی کہ دل نکلے پڑتے تھے اور ڈر رہے تھے کہ کہیں اب ابن معاویہ نے ہمیں آ لیا۔ میں غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا کہ آیا چہرے پر کسی قسم کے تغیر کے آثار نمایاں ہیں مگر بخدا! اس کا چہرہ جوں کا توں تھا۔ جب کھانا آیا تو ہم میں سے ہر دو شخصوں کے سامنے ایک خوان رکھ دیا گیا اور جتنے حاضرین مجلس تھے ان کا شمار بھی کیا گیا۔ جب کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ابن عمر رحمہ اللہ نے وضو کیا اور حکم دیا کہ زر نقد و اسباب باہر نکالا جائے۔ چنانچہ سونے چاندی کے ظروف اور کپڑے سب سامنے لائے گئے۔ اس نے اس میں سے بیشتر حصہ اپنے سپہ سالاروں کو دے دیا۔ پھر اپنے آزاد کسی غلام کو جسے وہ مبارک سمجھتا تھا اور اس کے نام سے فال نیک لیا کرتا تھا جس کا نام میمون یا فتح یا کوئی اور ایسا ہی مبارک نام تھا بلا کر حکم دیا کہ میرا یہ جھنڈا لے کر فلاں ٹیلے پر جاؤ اور اسے گاڑ دو اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرو اور تم میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو۔ غلام نے تعمیل کی۔

عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کی ابن معاویہ سے جنگ:

اب عبداللہ مقابلے کے لیے چلا ہم بھی اس کے ساتھ چلے اسی ٹیلے پر آئے۔ دیکھا کہ ابن معاویہ کے ساتھیوں سے زمین سفید ہو رہی ہے۔ ابن عمر رحمہ اللہ نے نقیب سے اعلان کرا دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو دیے جائیں گے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ایک سر اس کے سامنے لا کر ڈالا گیا۔ اس نے فوراً لانے والے کو پانچ سو دلا دیے۔ اس کے اس انعام کے بعد کا اس کی فوج پر یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں پانچ سر اس کے سامنے آ گئے۔ ابن معاویہ اور اس کی فوج شکست کھا کر کوفے میں داخل ہوئی اس کے ساتھیوں میں سے بھاگ کر سب سے پہلے جو شخص کوفے پہنچا وہ ابو البلاد تمیمی کا آزاد غلام تھا۔ اس کا بیٹا سلیمان اس کے ساتھ تھا۔ یہ شخص ایک مسخرہ تھا اہل کوفہ روزانہ اذان پر اس کے پاس آنے کی وجہ سے آوازے کستے تھے۔ اس کے جواب میں یہ بچے کو پکار کر کہتا اپنا کام کر اور انگلیاں چکھتا ہے۔

عبداللہ بن معاویہ کی روانگی علاقہ جبل:

عبداللہ بن معاویہ کوفے سے نکل کر باہر سے علاقہ جبل چلا گیا مگر اس کے متعلق ایک یہ بھی کہتے ہیں کہ ابن معاویہ اور اس کے بھائی کوفے کے قصر میں چلے آئے۔ شام کو انہوں نے عمر بن الغضبان اور اس کے دوستوں سے کہلا بھیجا اے معشر ربیعہ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا دھوکا کیا اب ہماری جانیں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں اگر تم ہمارے ساتھ ہو کر لڑتے ہو تو ہم لڑتے ہیں ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ لوگ ہمارا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے تو اپنے اور ہمارے لیے امان لے لو جو تم اپنے لیے کرو گے اسی پر ہم بھی راضی ہیں۔ عمر بن الغضبان نے کہا آپ مطمئن رہیے ہم ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور کریں گے۔ یہ لوگ قصر میں رہے۔ زیدیہ شہر کے ناکوں پر تھے اہل شام صبح و شام کئی دن تک ان سے آ کر لڑتے رہے تب عمر نے ربیعہ، اپنے زیدیوں اور عبداللہ بن معاویہ کے لیے اس شرط پر امان حاصل کر لی کہ انہیں کوئی نہ روکے گا وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ نے عمر بن غضبان کو حکم بھیجا کہ تم قصر پر جا کر قبضہ کر لو اور ابن معاویہ کو وہاں سے نکال دو۔ عمر بن الغضبان نے اسے اس کے ہمراہی شیعوں اور قبیلہ مضر کے اہل سواد اور اہل کوفہ میں جو ان کے تابع ہو گئے تھے ان سب کو نکلوا دیا عمر کے آدمی ان کو پل کے باہر کر آئے اور اب خود

مرو نے قصر میں اقامت اختیار کی۔

حارث بن سریج کی مرو میں آمد:

اسی سال میں حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے اس معاہدہ امان کی بنا پر جو یزید بن ولید نے اسے لکھ بھیجا تھا مرو واپس آیا۔ پہلے تو وہ نصر بن سیار کا مطیع رہا، پھر اس نے نصر سے بغاوت کی اور اس کے لیے بہت بڑی جماعت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

۱۲۷ ہجری کے ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ اتوار کے دن حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے مرو آیا۔ مسلم بن احوز اور دوسرے لوگ مقام کشمیہن تک اس سے ملنے گئے۔ محمد بن الفضل بن عطیہ العبسی نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے قدوم سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ آپ کو پھر اسلام کے گروہ اور جماعت میں واپس لے آیا۔ حارث نے کہا بیٹا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جماعت کثیر ہو اور خدا کی معصیت پر ہو تو وہ تھوڑی ہو جاتی ہے اور اسی طرح ایک چھوٹی جماعت اگر وہ اللہ کی اطاعت پر ہو تو وہ کثیر ہوتی ہے۔ آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں رہی اور جب تم اللہ کی اطاعت پر ہو میری آنکھ ٹھنڈی ہی رہے گی۔

محمد بن حارث اور الالوف بنت حارث کی رہائی:

حارث جب مرو آیا تو اس نے کہا اے اللہ میرے اور ان کے جو تعلقات ہیں ان کے بارے میں میری نیت صرف وفا کی تھی اگر وہ نیک خیر کا ارادہ رکھتے ہوں تو میں ان کے خلاف مدد دوں گا۔ نصر نے اس سے ملاقات کی ہے اور خدا نے قصر میں مہمان رکھا اور روزانہ پچاس درہم یومیہ ضیافت کے اس کے مقرر کر دیے تھے صرف ایک ہی قسم کا کھانا آتا تھا۔ نصر نے اس کے متعلقین کو جو اس کے پاس قید تھے رہا کر دیا۔ جن میں محمد بن الحارث، الالوف بنت حارث اور ام بکر بھی تھی۔ جب حارث کے پاس اس کا بیٹا محمد آیا تو اس نے کہا اے اللہ تو اسے نیک و متقی بنا۔

وضاح بن حبیب بن بدیل عبداللہ بن عمر کی جانب سے نصر کے پاس آیا اثنائے راہ میں اسے پالا لگ گیا تھا نصر نے اسے کپڑے پہنائے اسے پانچ سو درہم دیے اور دو لونڈیاں خدمت کے لیے مقرر کر دیں۔

نصر اور حارث کی ملاقات:

نصر حارث سے ملنے گیا۔ اس وقت حارث کے پاس کوئی شخص نہ تھا جو اس کے سرہانے ایستادہ تھا۔ نصر نے اس سے کہا جب ہم بلخ میں تھے تو ہم سے آپ نے گزرنے کی اجازت اور دن کی شمع سے روشنی کا کیا ہوا؟ حارث نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ زندگی ایسی ہے جیسا کہ ان لوگوں کے پاس ہے مگر اب دیکھتے کہ وہ اسی وقت ہوتا ہے جب ان سے میں غائب ہوتا ہوں۔ انہوں نے کہا وہ سال کی شام اور اگلی روزی تھی۔

ایک مرتبہ حارث نصر سے ملنے آیا۔ اس وقت حارث اس زرہ کو پہنے تھا جو اسے خاقان سے ملی تھی۔ خاقان نے اس سے کہا تھا کہ آپ یہ زرہ پہنیں اس کے اوپر ایک لاکھ درہم بہا کی ہے، پھر حارث نے وہ زرہ دی۔ مرزبان بنت قدید نے اسے دیکھا اور ایک دیباج کا جبہ ایک لونڈی کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے اپنے بھائی حارث کو سلام کہو اور کہو کہ آپ

[illegible] آپ [illegible] سے پہلے [illegible] حارث نے [illegible] کہا [illegible] [illegible] حارث [illegible] [illegible] آ جائیں۔

نصر کی حارث بن سریج کو پیشکش

نصر نے [illegible] [illegible] حارث [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حارث کا کرمانی سے رابطہ:

[illegible] حارث نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بنو تمیم کو حارث کی دعوت

[illegible] بنو تمیم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حارث [illegible] نصر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حارث کے [illegible] [illegible] ہو گئے۔

❁ ❁ ❁

باب ۱۱

مروان بن محمد

[illegible]

عبدالعزیز بن حجاج کا قتل

[illegible]

مروان بن محمد کی بیعت:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی اطاعت:

[illegible]

[illegible]

مروان کے خلاف بغاوت:

[illegible]

[illegible]

مروان کی اہل حمص پر فوج کشی:

[illegible]

اہل غوطہ کا محاصرہ دمشق:

[illegible]

حمص سے ابو الورد بن الکوثر بن زفر بن حارث [illegible] مروان نے [illegible] [illegible] [illegible]۔

ثابت بن نعیم کی قید و رہائی و شکست:

ثابت بن نعیم [illegible] اس نے ثابت کو دوسری مرتبہ شکست فاش دی۔

ثابت بن نعیم کی روپوشی:

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مروان کے پاس بھیج دیا۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مروان نے ان کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ثابت بن نعیم روپوش ہو گیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قید کر لیا گیا۔

رفاعہ بن ثابت کا انجام

ثابت کے ساتھ اس کا بیٹا رفاعہ بن ثابت [illegible] میں نصب کر کے اسے قتل کر دیا۔

ثابت بن نعیم کی گرفتاری و قتل

مروان نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ثابت کی تلاش [illegible] مروان نے حکم دیا [illegible]

مروان نے حاکم کو قتل کر دیا ہے۔

عبیداللہ اور عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت:

مروان نے دیر ایوب سے کوچ کرنے سے پہلے اپنے بیٹوں عبیداللہ اور عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اور ہشام بن عبدالملک کی بیٹیوں ام ہشام اور عائشہ سے ان کی شادی کر دی۔ اس تقریب میں اس نے اپنے تمام خاندان والوں کو جمع کیا۔ جن میں عبدالملک کے بیٹوں میں سے محمد، سعید اور بکار تھے اسی طرح ولید، سلیمان، یزید اور ہشام کے بیٹے اور دوسرے آل مروان اور سب مروانی تھے۔

مروان کی دیر ایوب سے مراجعت دمشق:

مروان نے شام میں ایک مہینے تک قیام کیا، وہاں کے معاملات درست کیے اور ہر جند پر انہیں میں سے ایک شخص کو امیر مقرر کیا اور وہاں کی فوج کو جو دمشق میں موجود تھی وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ مروان نے اپنے شام آنے سے پہلے اس [illegible] فوج کے ہمراہ جس میں [illegible] اور اہل [illegible] تھے [illegible] بطور مقدمۃ الجیش کے بھیجا تھا۔ مروان دیر ایوب سے دمشق واپس آیا۔ اس وقت تدمر کے علاوہ تمام شام میں مروان کی خلافت مسلم ہو چکی تھی۔ اس نے ثابت بن نعیم اور اس کے لڑکوں وغیرہ کو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اپنے سامنے قتل کر کے انہیں سولی پر لٹکا دیا۔ قبروں میں سے صرف یزید بن ولید الناقص کو مروان نے قبر سے کھدوا دیا کیونکہ اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا کہ [illegible] معلوم ہے جو اس نے لوگوں کے پاس امانت رکھ دی تھی۔

مروان کی باغیوں پر فوج کشی:

مروان اپنی فوج کے ہمراہ پھر باغیوں کی سرکوبی کے لیے بڑھا اور قسطل میں آیا جو حمص کی جانب تدمر سے متصل ہے اور وہاں سے تین دن کے فاصلے پر ہے۔ یہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ باغیوں نے ان تمام چشموں اور کنوؤں کو جو ان کے اور تدمر کے درمیان واقع تھے اندھا کر دیا ہے اور ان میں ڈول ڈالنے کی جگہ پر پتھر ڈال کر انہیں بند کر دیا ہے۔ اس وجہ سے اب اس نے اپنے اور اپنی فوج کے لیے سامان خورد و نوش، چارے اور پانی کا انتظام کر کے آگے بڑھنا چاہا۔ ابرش بن الولید اور سلیمان بن ہشام وغیرہ نے اس سے درخواست کی کہ آپ [illegible] اور پہلے ہمیں [illegible] جب [illegible] مروان نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔

اہل تدمر کی اطاعت:

ابرش نے اپنے بھائی عمرو بن الولید کو اہل تدمر کے پاس بھیجا اور انہیں ایک خط لکھا جس میں انہیں تنبیہ کی اور دھمکایا اور بتایا کہ اس طرح سے تمہیں ہلاکت اور بربادی کا اندیشہ ہے اور یہ کہ تم بھی تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ مگر انہوں نے عمرو بن الولید کو دھتکار دیا اور اس کی بات نہ سنی۔ اس پر خود ابرش نے مروان سے تدمر جانے کی اجازت چاہی اور یہ بھی درخواست کی کہ چند روز آپ توقف فرمائیں۔ مروان نے اسے بھی اجازت دے دی۔ ابرش نے تدمر والوں سے گفتگو کی۔ انہیں ڈرایا دھمکایا اور کہا کہ کیا تمہاری طاقت ہے کہ تم ان سے لڑو۔ قتل آنے کے موقع میں یہ حالت جس کا تم مشاہدہ کر رہے ہو، کیا اس کی فوج کا مقابلہ کر سکو گے؟ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ اطاعت نہیں کی وہ بنی کلب کے صحرا اور ان کے جنگلوں کی طرف بھاگ گئے۔ ان میں سکسکی عصمہ بن المقشعر، الطفیل بن حارثہ، معاویہ

بن ابی سفیان بن یزید بن معاویہ خود دمشق کا والی بن گیا تھا۔

مروان کی رصافہ میں آمد:

دمشق سے مروان کو جب تمام دمشق کی اطاعت [illegible] مروان نے [illegible] قبیلہ [illegible] ان لوگوں [illegible] جنھوں نے اس سے بیعت کر لی ہے مصر سے [illegible] پاس چلا آیا [illegible] ان لوگوں [illegible] بن [illegible] کا بھانجا تھا اور دوسرے [illegible] بیعت سے [illegible] آیا [illegible] مروان [illegible] کے راستے سے [illegible] کے راستے رصافہ آیا اس کے ہمراہ سلیمان بن ہشام اس کے چچا سعید بن عبدالملک کے تمام بھائی اور ابراہیم الحکم [illegible] اور ولید، سلیمان اور یزید کی اولاد میں سے اکثر افراد تھے۔ چند روز یہاں قیام کرتا رہا۔

سلیمان بن ہشام کی رقہ میں قیام کی درخواست

یہاں سلیمان نے اس سے درخواست کی کہ آپ چند روز کے لیے مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیجیے تاکہ میں اپنے سواریوں کو آراستہ کر کے تیار کر دوں جس سے آپ کی پشت محفوظ رہے اور پھر آپ کے پیچھے آ جاؤں۔ مروان نے اسے ٹھہرنے کی اجازت دے دی اور خود وہاں سے چل کر فرات کے کنارے واسط کے قریب اس پڑاؤ میں آ کر ٹھہرا جہاں وہ پہلے بھی ٹھہر چکا تھا۔ یہاں اس نے تین دن قیام کیا پھر قرقیسیا کی طرف چلا تاکہ ابن ہبیرہ کو جو وہاں پہلے سے موجود تھا اپنے آگے ضحاک بن قیس الشیبانی الحروری کے مقابلے کے لیے روانہ کرے۔ ابن ہبیرہ کو تقریباً دس ہزار شامیوں کے ساتھ جنھیں مروان نے دیر ایوب میں رصافہ آنے سے پہلے ان کے اپنے سرداروں کے ساتھ عراق میں لانے کے لیے بھرتی کیا تھا۔ اس موقع پر سلیمان نے مروان کو خلافت سے علیحدہ کر دینے اور اس سے جنگ کرنے کی تحریک شروع کی۔ اسی سنہ میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفے میں داخل ہوا۔

سعید بن بہدل الشیبانی خارجی:

اس کی شورش کے سبب کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب ولید مارا گیا سعید بن بہدل الشیبانی الخارجی نے ملک جزیرہ میں دو سو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا ان کی جماعت بھی تھی اس نے ولید کے قتل کے ہنگامے اور تمام شام میں مروان کی مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر [illegible] خروج کیا [illegible] کے مقابلے میں [illegible] بیہسی نے بھی [illegible] سے اختلاف رائے رکھتا تھا ایسے ہی بنی ربیعہ کے ساتھ خروج کیا اور یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر بڑھے۔

سعید بن بہدل اور بسطام البیہسی کی جنگ:

جب دونوں قریب آ گئے تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اس کے سرداروں میں تھا اور جس نے صرف ایک سو پچاس جانبازوں کے ساتھ مروان کو شکست دی تھی اپنے مقابل کے پڑاؤ پر شب خون مارنے کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ ان کے پڑاؤ تک پہنچا تو وہ سب ادھر ادھر [illegible] ان میں سے ہر ایک کو حکم تھا کہ وہ ایک سفید کپڑے سے اپنے سر کو چھپائے تاکہ اس طرح ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں۔ خیبری نے شب خون مارتے وقت ان کے پڑاؤ میں جو بے خبری کے عالم میں آ گیا اسے قتل کرنا شروع کیا۔ بسطام اور اس کے تمام ساتھی قتل کر دیے گئے صرف چودہ آدمی اس جماعت سے بچ کر مروان سے جا ملے اس نے انھیں اپنی باقاعدہ فوج میں شامل کر لیا اور ان میں سے ایک شخص [illegible] کو جس کی کنیت ابو [illegible] تھی ان کا افسر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد سعید بن بہدل کو

معلوم ہوا کہ عراق میں انتشار و خلفشار پیدا ہو گیا ہے اور اہل شام باہمی اختلاف میں مشغول ہیں۔ ان میں سے کوئی عبداللہ بن عمر کی بیعت میں اور کوئی نضر بن سعید الحرشی کی بیعت میں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہے۔ وہ طاقتور ہو گیا۔

ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی:

جو شامی جنگی تھے وہ عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھے اور مضری لوگ نضر ابن الحرشی کے ساتھ تھے اور یہ آپس میں جنگ و جدال کرتے رہتے تھے۔ سعید بن بہدل نے طاعون سے انتقال کیا۔ اس نے ضحاک بن قیس کو اپنے بعد خارجیوں کا سردار مقرر کیا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کا نام حوما تھا۔

ضحاک کے پاس تقریباً ایک ہزار کی جماعت تیار ہو گئی۔ یہ جب علاقہ موصل سے گزرا تو موصل اور الجزیرہ میں سے تقریباً تین ہزار آدمی اور اس کے پاس جمع ہو گئے اس وقت نضر بن سعید الحرشی مضریوں کے ساتھ کوفے پر قابض تھا اور عبداللہ بن عمر یمنی عربوں کے ساتھ حیرہ میں تھا۔ یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے سخت تعصب رکھتے تھے اور حیرہ اور کوفہ کے درمیان لڑتے رہتے تھے۔

ضحاک بن قیس خارجی کا کوفے پر قبضہ

جب ضحاک اپنی فوج لیے ہوئے کوفے کے قریب پہنچ گیا تو ابن عمر یمنی اور حرشی نے آپس میں مصالحت کر لی اور اب یہ دونوں متحد ہو کر ضحاک کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے انھوں نے کوفے کے گرد خندق کھود لی اس وقت ان کے پاس تیس ہزار شامی پورے سامان حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ موجود تھے نیز اہل قنسرین کا ایک سردار عبادہ بن الغزی نامی تقریباً ایک ہزار بہادروں کے ساتھ موجود تھا۔ جسے مروان نے ابن الحرشی کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ غرضیکہ جب یہ خارجی ان کے مقابل آئے اور جنگ شروع ہوئی اسی روز عاصم بن عمر بن عبدالعزیز اور جعفر بن عباس الکندی مارے گئے اور خارجیوں نے انہیں بری طرح شکست دی۔ عبداللہ بن عمر یمنیوں کے ہمراہ واسط چلا گیا اور نضر بن الحرشی مضریوں اور اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا۔ ضحاک اور اس کی جماعت نے کوفے اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیا اور سواد میں محاصل وصول کیے۔

ضحاک خارجی کا محاصرۂ واسط:

ضحاک نے اپنے ایک شخص ملحان نامی کو دو سو سواروں کے ساتھ کوفے پر چھوڑا اور خود بڑی جماعت کے ساتھ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے لیے واسط کی طرف بڑھا اور واسط پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن عمر یمنی کے سرداروں میں اہل قنسرین کا ایک سردار عطیہ التغلبی تھا جو خارجیوں کا شدید دشمن تھا جب اسے محاصرے کا خوف پیدا ہوا وہ فوراً اپنی قوم کے تقریباً ستر بہادروں کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ یہ قادسیہ پہنچے تو ملحان کو ان کی آمد کی اطلاع ہو گئی وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو روکنے کے لیے بڑھا اور قنطرۃ السیلحین کے پل پر آ گیا۔ عطیہ نے ایسی جرأت سے اس مقام پر مقابلہ کیا کہ اس کے ہمراہ صرف تیس آدمی رہ گئے تھے مگر بڑی بہادری سے لڑا۔ عطیہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا جو بچے وہ بھاگ کر کوفے آ گئے۔ عطیہ اور اس کے ہمراہی مروان سے جا ملے۔

ضحاک کے خلاف ابن عمر رحمہ اور نضر بن سعید الحرشی کا اتحاد:

دوسرا بیان یہ ہے کہ سعید بن بہدل الحروری کے مرنے کے بعد خارجیوں نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر دی۔ شہر زور میں ٹھیرا رہا۔ ہر طرف سے خارجی اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ اس کے پاس چار ہزار کا مجمع ہو گیا یا اتنی بڑی تعداد اس جماعت سے پہلے کسی خارجی سردار کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ ابن یزید بن الولید نے انتقال کیا' عبداللہ بن عمر رحمہ عراق پر نائب مقرر کیا۔ یہ کوفہ آیا ابن عمر رحمہ حیرہ میں مقیم تھا' مضری نضر کے طرفدار تھے اور یمنی ابن عمر رحمہ کے ہوا خواہ ان دونوں میں جنگ ہوئی پھر مروان نے ابن الحرشی کو نضر کی امداد کے لیے بھیجا۔ اب ضحاک ۱۲۷ ہجری میں کوفے کی سمت بڑھا ابن عمر رحمہ نے نضر سے کہلا بھیجا کہ اس کا مطمح نظر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں' بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اس کے مقابلے کے لیے متحد ہو جائیں۔ چنانچہ دونوں اس کے مقابلے کے لیے متحد طور پر آمادہ ہو گئے۔ ابن عمر رحمہ [illegible] پر آ کر ٹھیرا ضحاک سامنے آیا اور اس نے فرات کو عبور کرنا چاہا۔ ابن عمر رحمہ نے حمزہ بن الاصبغ بن ذوالۃ الکلبی کو روانہ کیا تاکہ وہ ضحاک کو فرات نہ عبور کرنے دے مگر عبیداللہ بن العباس الکندی نے ابن عمر رحمہ سے کہا کہ اسے عبور کر کے آنے دیجیے کیونکہ اس وقت اس کے روکنے سے عبور کر آنے کی صورت میں ہمارے لیے اس کا مقابلہ زیادہ آسان ہے۔ ابن عمر رحمہ نے حمزہ کو لکھ بھیجا کہ وہ اسے نہ روکے اب وہ کوفہ آ گیا اور یہ مسجد امیر میں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا۔ نضر بن سعید بھی کوفے کی ایک سمت میں مقیم ہوا اور یہ بھی اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا مگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوتے تھے اور نہ نضر ابن عمر رحمہ کے ہمراہ نماز پڑھتا البتہ یہ ایک دوسرے سے نبرد آزما بھی نہ تھے بلکہ ضحاک کے مقابلے کے لیے متحد طور پر تیار رہے۔

ضحاک اور ابن عمر رحمہ کی جنگ:

حمزہ کے واپس جانے کے بعد ضحاک نے فرات کو عبور کیا بروز چہار شنبہ ماہ رجب ۱۲۷ ہجری میں کوفہ آ کر قیام پذیر ہوا مگر قبل اس کے کہ یہ پوری طرح آ بیٹھے اور مورچے قائم کرے ابن عمر رحمہ اور نضر کے شامی طرفداروں نے بڑی چابک دستی سے ان پر حملہ کر کے ان کے چودہ آدمی مار ڈالے اور تیرہ آدمی قید کر لیے۔ اب ضحاک نے باقاعدہ پڑاؤ کیا' اپنی فوج کی ترتیب قائم کی' آرام کیا اور دوسرے دن جمعرات کی صبح کو مقابلے کے لیے میدان میں آیا۔ فریقین میں شدید جنگ ہوئی۔ ابن عمر اور اس کی فوج نے شکست کھائی۔

عاصم بن عبداللہ کا قتل:

خارجیوں نے اس کے بھائی عاصم کو قتل کر دیا بہلول بن مرۃ الشیبانی نے اسے قتل کیا۔ آل الاشعث بن قیس نے اپنے مکانوں میں اسے دفن کر دیا۔ پھر خارجیوں نے جعفر بن عباس الکندی عبیداللہ کے بھائی کو بھی جو ابن عمر رحمہ کا صاحب شرطہ تھا قتل کر دیا۔ عبدالملک بن علقمہ بن عبدالقیس نے اسے قتل کیا تھا۔ جب عبدالملک نے اسے پیچھے سے آ لیا تو اس نے اپنے ایک چچیرے بھائی [illegible] کو اپنی مدد کے لیے پکارا۔ اس نے عبدالملک پر حملہ کیا مگر ایک اور خارجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عبداللہ بن عمر رحمہ کی شکست:

ابو سعید جو ابن عمر رحمہ کی فوج میں تھا کہتا ہے کہ میں نے [illegible] کو دیکھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس کے دو چہرے ہیں۔

عبدالملک نے جعفر کے بیٹے پر حملہ کر دیا ہے۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رحمہ کی فوج نے شکست کھائی خارجی دوڑ کر خندقوں تک بڑھ گئے اور رات تک وہاں ٹھہرے رہے پھر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے دن صبح کو دوبارہ مقابل آئے مگر ابھی پوری طرح صف بندی نہیں ہوئی تھی کہ شکست کھا کر اپنی خندقوں میں چلے آئے تیسرے دن صبح کو انہوں نے پھر حملہ کیا اس حملے کے ساتھ ہی لوگ کھسکنے اور واسط کی طرف بھاگنے لگے اور انہوں نے اپنے مقابل پیچھے شدید حملہ کیا جس سے کسی پچھلے سابقہ سے پالا پڑا تھا ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شیر ہیں جو اپنے بچوں کی مدافعت میں برہم ہو رہے ہیں۔ ابن عمر رحمہ نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ رات ہی کو فرار ہو چکے ہیں اور ان میں سے بڑی جماعت واسط چلی گئی ہے جو لوگ واسط چلے گئے ان میں عمر بن عبید اسمٰعیل بن عبداللہ منصور بن جمہور الحکمی بن ولید اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور عبداللہ ولید بن حسان الغسانی اور قوم کے دوسرے سردار تھے مگر صرف ابن عمر رحمہ اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ وہیں ٹھہرا رہا اور اس نے اپنی جگہ نہ چھوڑی۔

امارت کوفہ پر عمر بن عبدالحمید کا تقرر:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ نے عراق کا والی مقرر ہونے کے بعد عبیداللہ بن العباس الکندی کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور عمرو بن الغضبان بن القبعثری کو اپنا کوتوال بنایا۔ یہ دونوں اپنی خدمات پر تھے کہ یزید بن الولید نے انتقال کیا اور ابراہیم بن الولید خلیفہ ہوا۔ اس نے ابن عمر رحمہ کو عراق کی ولایت پر برقرار رکھا اور اب اس نے اپنے بھائی عاصم کو کوفے کا حاکم مقرر کیا مگر ابن الغضبان کو کوتوالی پر رہنے دیا۔ یہ لوگ اپنی خدمات پر مامور تھے کہ عبداللہ بن معاویہ نے خروج کیا اور اس شورش میں ابن الغضبان کی رواداری کی وجہ سے وہ معزول ہو گیا اس فتنے سے فراغت کے بعد عمر بن عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور حکم بن عتبہ الاسدی الثانی کو کوتوال مقرر کیا۔

عمر بن عبدالحمید کی برطرفی:

پھر ابن عمر رحمہ نے عمر بن عبدالحمید کو کوفے کی حکومت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ابن الغضبان کو مقرر کیا مگر حکم بن عتبہ اب تک کوتوال تھا پھر اس نے عمر بن الغضبان کو کوفے کی حکومت سے علیحدہ کر کے پہلے ولید بن حسان الغسانی کو پھر اسمٰعیل بن عبداللہ القسری کو اور کوتوالی پر یزید بن ابی الاسد کو مقرر کیا۔ پھر اسمٰعیل کو علیحدہ کر کے عبدالصمد بن ابان بن النعمان بن بشیر الانصاری کو حاکم مقرر کیا۔ پھر اسے بھی ہٹا کر عاصم بن عمر کو مقرر کیا اور ان کے دور میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفہ آیا۔

ملحان الشیبانی کا قتل:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ضحاک کوفے آیا اس وقت اسمٰعیل بن عبداللہ القسری کوفے کا حاکم تھا اور عبداللہ بن عمر رحمہ حیرہ میں تھا اور ابن الحرشی دیر ہند میں تھا۔ ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر کے ملحان بن معروف الشیبانی کو اس کا حاکم مقرر کیا اور منصور الحکمی خارجی اس وقت کوفے کا کوتوال تھا ابن الحرشی شام جانے لگا ملحان نے اسے روکا ابن الحرشی نے ملحان کو قتل کر دیا اور اب ضحاک نے

---

۱ یہاں اصل عربی میں شرطہ کا لفظ ہے جو صاف معلوم نہیں ہوتا ہے علامہ زبیدی نے حاشیے میں اس کو قافلہ اشراف کے معنے میں لکھا ہے اور یہی ٹھیک ہے اسی کو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن عمر اور نصر کی جنگ:

[illegible]

نصر بن سعید الحرشی کا مطالبہ:

[illegible]

ضحاک کے مقابلے میں ابن عمر اور نصر کا دوبارہ اتحاد:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خارجی کی اطاعت

[illegible]

[illegible]

سلیمان بن ہشام کی بغاوت

[illegible]

[illegible]

مروان کی قرقیسیا سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

پر آکے بیٹھ گیا۔

سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ

[illegible]

سلیمان بن ہشام کی شکست اور پسپائی

[illegible]

ابراہیم بن سلیمان اور خالد بن ہشام کا قتل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مروان کا [illegible]:

[illegible]

ضحاک کا قتل:

[illegible]

عمرو بن سعید کی مراجعت دمشق:

[illegible]

[illegible] عراق [illegible]

[illegible]

قلعے سے نکال دیئے گئے تھے آپ نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا گورنر بنا کر بھیجا [illegible] ان کے ساتھ کر دیں۔ جب یہ عین التمر پہنچے [illegible] ضحاک کو اطلاع دی۔ ضحاک نے ملحان کو ان کے [illegible] روانہ کیا [illegible] مقابلے [illegible] مارے گئے [illegible] مثنیٰ بن عمران کو اس کا حاکم مقرر کیا۔

ابن عمر اور ضحاک کا معاہدہ:

عمر ابو حفص کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو گئی کہ کوفہ اور اس کے سواد پر ضحاک کا قبضہ رہے گا جس پر انہوں نے فتح پا کر قبضہ کر لیا تھا اور [illegible] واسط ابن عمر کے قبضہ میں رہے گا [illegible] ہیں گے۔ ضحاک مروان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا [illegible]

یوم العین:

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ضحاک مروان کے مقابلے پر جانے کے لیے تیار ہو گیا اور [illegible] کے ارادے سے [illegible] آیا [illegible] اصبہانی تھی [illegible] پہنچنے کی اطلاع ملی تو وہ اس سے مقابلے کے لیے چل کھڑا ہوا [illegible] سے لڑا اور بہت تھوڑی سی [illegible] نے اسے قتل کر دیا۔ جب ضحاک کو اس کے مارے جانے کا علم ہوا تو اس نے کوفہ پر مثنیٰ بن عمران عائذی کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود [illegible] مروان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ دوسری جانب ابن ہبیرہ [illegible] کے راستے سے [illegible] کے مقام پر آیا [illegible] کی اطلاع ملی [illegible] مثنیٰ بن عمران عائذی [illegible] اپنے ہمراہی خوارج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا ان کے ہمراہ منصور بن جمہور بھی تھا جو کہ اس سے پہلے [illegible] کی مخالفت میں ضحاک سے آ کر بیعت کر چکا تھا۔ [illegible] فوجوں میں مقابلہ ہوا [illegible] جنگ کی [illegible] اور [illegible] جو ضحاک کے سرداروں میں تھے اس معرکہ میں مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھاگ گیا خوارج کو شکست ہوئی۔ اس جنگ کو یوم العین کے نام سے موسوم ہے۔ جب یہ لوگ مارے گئے تو منصور بن جمہور [illegible] تھے اس نے انہیں اور ان لوگوں کو جو [illegible] جنگ سے منتشر ہو گئے تھے جو ضحاک کا ساتھ چھوڑ کر ادھر آ گئے تھے۔ جمع کیا اور انہیں لے کر [illegible] ابن ہبیرہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس مقام پر آیا اور [illegible] دونوں میں مقابلہ شروع ہوا [illegible] کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار ابن ہبیرہ نے منصور کو شکست دی اور یہ بھاگ گیا [illegible] اس جنگ میں مارا گیا۔ ابن ہبیرہ نے کوفہ پر قبضہ کر لیا اور خوارج کو شہر سے نکال دیا۔

جنگ صراۃ:

جب ضحاک کو معلوم ہوا کہ اس کے سرداروں کو اس طرح شکست اٹھانی پڑی تو اس نے عبیدہ بن سوار تغلبی کو ان کی طرف بھیجا۔ ابن ہبیرہ [illegible] کے مقابلہ کے لیے واسط روانہ ہو چکا تھا اور اس نے کوفہ پر عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی کو حاکم مقرر کر دیا تھا۔ عبیدہ [illegible] کے ساتھ [illegible] کے ساتھ [illegible] صراۃ [illegible] منصور بھی اس سے آ ملا۔ ابن ہبیرہ کو بھی ان کے [illegible] کا علم ہوا وہ خود اس کے مقابلے پر آیا اور [illegible] ہجری میں [illegible] شدید جنگ شروع ہوئی۔

ابومسلم اور ابراہیم بن محمد کی ملاقات:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر، لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ آئے اور امام ابراہیم بن محمد سے ملے انھیں بتایا کہ ہم آپ کے لیے بیس ہزار دینار اور دو لاکھ درہم، مشک اور بہت سا سامان لے کر آئے ہیں انھوں نے حکم دیا کہ یہ سب چیزیں محمد بن علی کے آزاد غلام ابن عروہ کو دے دی جائیں۔ اسی سال یہ لوگ ابومسلم کو بھی ساتھ لائے تھے۔ ابن کثیر نے ابراہیم بن محمد سے کہا کہ یہ آپ کا مولیٰ ہے۔

اسی سنہ میں بکیر بن ماہان نے ابراہیم بن محمد کو لکھا کہ آج میرے لیے آخرت کا پہلا اور دنیا کا آخری دن ہے میں نے حفص بن سلیمان کو اپنا جانشین بنا دیا ہے یہ امارت تحریک کے لیے موزوں آدمی ہیں۔

ابوسلمہ کی خراسان میں آمد:

ابراہیم نے ابوسلمہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے لوگوں کی امارت کا کام کرے۔ پھر انھوں نے اہل خراسان کو لکھا بھیجا کہ میں نے ابوسلمہ کو تمہارا امیر مقرر کر دیا۔ پھر ابوسلمہ خراسان آیا۔ اہل خراسان نے اسے تسلیم کر لیا اور جو کچھ انھوں نے شیعوں کی آمدنی سے پانچواں حصہ اور صدقہ سے جمع کیے تھے وہ اسے دے دیے۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال:

اسی سنہ میں عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں جو مروان کی جانب سے مکہ، مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج ہوا۔ نضر بن الحرشی عراق پر مروان کا عامل تھا۔ عبداللہ بن عمر اور ضحاک خارجی سے اس کے جو جو معرکے ہوئے انھیں ہم بیان کر چکے ہیں۔ نصر خراسان میں تھا اور کرمانی اور حارث بن سریج اس کی مخالفت کر رہے تھے۔

۱۲۷ھ کے واقعات

حارث بن سریج کی مخالفت:

اس بات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ یزید بن ولید نے حارث کو امان دی تھی اور اسی بنا پر وہ ترکوں کے علاقہ سے خراسان آ گیا تھا اور نصر کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ نصر نے اس کی تواضع کی مگر پھر حارث نے اپنے لیے دعوت دی اور کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے بات یہ تھی کہ جب ابن ہبیرہ عراق کا گورنر ہوا تو اس نے نصر کو خراسان پر بحال رکھا۔ نصر نے مروان کے لیے بیعت لے لی۔ حارث نے کہا مجھے یزید نے امان دی تھی مگر اب مروان یزید کی امان کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس لیے مجھے اس کی طرف سے خطرہ ہے۔ چنانچہ جب نصر نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو ابوالسلیل نے مروان کو گالیاں دیں۔

حارث بن سریج کی بیعت کی دعوت:

اب خود حارث نے اپنے لیے بیعت کی دعوت دی۔ مسلم بن احوز، خالد بن ہریم، قطن بن محمد، عباد بن الابرد بن قرہ، حماد بن عامر اس کے پاس گئے اور کہا نصر اپنی حکومت و اقتدار آپ کے قبضے کیوں سپرد کر دے وہ تمہیں ترکوں کے علاقہ اور خاقان کی حکومت سے نکال کر لایا تاکہ تمہارے دشمن قوم پر تسلط و اقتدار نہ کر لیں مگر باوجود اس حسن سلوک کے تم نے اس کی مخالفت کی اور خود

اپنے قدموں [illegible] کی بات [illegible] دی جس سے ان کے دشمن ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے خیال پکانے لگے۔ ہم اللہ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ تم ہماری امامت میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔

حارث بن سریج کا خروج

حارث نے [illegible] وقت [illegible] یہ [illegible] من مانی حکومت کر رہا ہے [illegible] نے [illegible] جب حارث نے ان سے [illegible] سے [illegible] اختلاف [illegible] کرتے رہے [illegible] اپنے [illegible] زر طلب [illegible] حسب [illegible] نصر سے کہا [illegible] کہ حکومت کا شوریٰ [illegible] نصر نے [illegible] کر دیا۔ جب حارث نے خروج کیا [illegible] کے [illegible] پاس آیا اور جہم بن صفوان [illegible] غلام [illegible] حارث کی فوج [illegible] اور [illegible] کرتے ہوئے [illegible] گئے۔ حارث نے نصر سے کہا کہ سلم بن احوز کو پولیس سے علیحدہ کر دو [illegible] کی جگہ [illegible] کو مقرر کر دو [illegible] اور مقاتل بن حیان [illegible] کے درمیان [illegible] اور تمیم [illegible] نصر نے سلم کو معزول کر دیا اور ابراہیم [illegible] کو مقرر کیا [illegible] انہیں [illegible] مقرر کیا جائے۔ نصر نے [illegible] مقاتل بن حیان [illegible] اور حارث نے [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کر دیا۔

نصر کی عمال کو ہدایت

نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ وہ ہدایات [illegible] لکھ دے [illegible] جو [illegible] آئین پر عامل ہوں گے [illegible] پر [illegible] کریں [illegible] اسی طرح [illegible] مرو والوں پر متعین [illegible] ہدایات [illegible]

نصر کا حارث بن سریج کو مشورہ

[illegible] نصر نے حارث کو [illegible] سے [illegible] دیا۔ نصر نے [illegible] بات [illegible] کہ [illegible] نصر نے اس سے [illegible] صداقت [illegible] تم [illegible] مطلق [illegible] اور [illegible] سامان [illegible] ہو [illegible] جائے [illegible] صورت [illegible] حارث نے جواب دیا [illegible] معلوم [illegible] نصر نے [illegible] حارث کے ساتھ [illegible]

[illegible]

حارث و نصر میں مناظرہ

[illegible]

حارث کی نصر کے خلاف کاروائی

[illegible]

منتخب عہدیداروں کی مذمت

[illegible]

[illegible]

حارث بن سریج کی پیش قدمی:

حارث بن سریج نے اپنی حربیہ علامت یا شعار ایک اعلان کی صورت میں لکھ دیا جو مرو کی سڑکوں اور مسجدوں میں پڑھا گیا بہت لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ایک شخص نے یہ بات کی۔ جب یہ نصر کے قصر کے دروازے پر اس اعلان کو پڑھ رہا تھا نصر کے غلاموں نے اس شخص کو مار ڈالا اب حارث نے علانیہ طور پر نصر کی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ [illegible] شراحیل اور یزید ابو خالد نے اس بات سے اسے آگاہ کیا۔ نصر نے حسن بن سعد قرشی کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق منادی عام کرا دے۔ اس نے منادی کر دی کہ حارث بن سریج دشمن خدا ہے اس نے بغاوت کی ہے۔ آؤ پکارو کہ اللہ سے طالب امداد ہو کیونکہ وہی بڑی طاقت اور قدرت والا ہے پھر نصر نے اسی شب عاصم بن عمرو کو حارث کے مقابلے کے لیے [illegible]۔ پھر نصر نے خالد بن عبدالرحمن سے پوچھا تم اس موقع پر اپنا شعار جنگ کیا مقرر کرو گے۔ مقاتل بن سلیمان نے کہا اللہ نے نبی کو مبعوث کیا اور جب وہ دشمن سے دوچار ہوئے تو ان کا شعار حم لا ینصرون تھا چنانچہ یہی ان کا شعار قرار پایا۔ علامت کے لیے انھوں نے اپنے نیزوں پر پشمینہ باندھ لیا تھا۔ سلم بن احوز، عاصم بن عمیر الصریمی، [illegible] بن معقل، مسلم بن عبدالرحمن، سعید الصغیر [illegible] حارث کے مقابلہ کے لیے ایک منارے پر متعین تھے۔ یحییٰ بن حضین اور [illegible] کے [illegible] میں تھے۔

حارث کا مرو میں داخلہ:

شہر مرو کے ایک باشندہ نے فصیل شہر کے ایک رخنہ کا حارث کو پتہ دیا۔ حارث اس کو ساتھ لے کر [illegible] کی سمت سے [illegible] تو شہر میں داخل ہو گیا اور ان سب نے حارث کے شعار یا منصور کا نعرہ لگایا۔ [illegible] یہاں جہم بن مسعود ناجی نے اس کا مقابلہ کیا ایک شخص نے جہم کے منہ میں نیزہ دھنسا کر اسے قتل کر دیا۔ اب یہ باب [illegible] سے نکل کر سلم بن احوز کے [illegible] یہاں مصعب بن عبداللہ الاسدی، جعفر بن خالد، ابو [illegible] داود نے [illegible] کا مقابلہ کیا [illegible] لیکن [illegible] حازم بن حاتم [illegible] تمام [illegible] کو قتل کر دیا [illegible] سلم بن احوز اور قدید بن منیع نے گھروں کو لوٹ لیا [illegible] حارث نے ممانعت کر دی تھی [illegible] سواری کے [illegible] احوز اور قدید بن منیع [illegible] عبداللہ [illegible] کے بیٹوں کے گھروں سے نکالی جائے۔ [illegible] شب [illegible] ختم ہونے [illegible] نہیں کی تھی۔

حارث بن سریج اور سلم کی جنگ۔

سلم نے [illegible] حارث کے قریب آ جانے کی اطلاع دی۔ نصر نے حکم دیا کہ [illegible] سے [illegible] بن [illegible] الاسدی کو نصر کے پاس بھیجا اور کہا کہ حارث کی تمام قوت میرے [illegible]۔ نصر نے [illegible] جنگ کی [illegible] جنگ شروع ہو گئی [illegible] نصر بن محمد [illegible] کا ایک غلام [illegible] کی طرف [illegible] حارث کے ساتھیوں نے اس [illegible] کا مطالبہ کیا [illegible] مخالف نے [illegible] اور جنگ شروع ہو گئی۔ عاصم کے ایک غلام نے [illegible] آنکھ میں تیر [illegible] جس سے وہ ہلاک ہو گیا [illegible] سے [illegible] بن معقل بھی ان کے [illegible] پیچھے [illegible] حارث کے پاس پہنچے جو اس وقت بنی تمیم کے [illegible] مسجد میں نماز صبح پڑھ رہا تھا۔ [illegible] سے فارغ ہو کر یہ ان کے قریب گیا اور پھر یہ لوگ

لانے کے لیے بخارا بیہ کی طرف واپس چلے دو شخص ان کے قریب گئے تو عاصم نے تلوار نکال کر ان کے گھوڑے کی ٹانگیں اڑا کر دو ایک ہو حارث نے ان میں سے ایک کو اپنے گرز سے قتل کر دیا اور سعدی بن کی طرف پلٹ گیا۔ حیان نے آزاد غلام امین کو دیکھا اسے انہوں نے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور وہ اور گیا۔ اب حارث ابی معصوم کے پیچھے گیا حماد بن عامر الحمانی اور محمد بن زرعہ نے اس کا تعاقب کیا اس نے ان کے لیے سے تو سعد بیچ اور سلم کے آزاد غلام مروان پر حملہ آور ہوا جب حارث اس کے قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے نے اسے زمین پر پھینک دیا اس نے ایک کونی میں گھس کر پناہ لی۔ حارث نے اس کے گھوڑے کے پچھلے حصہ جسم پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ بیکار ہو گیا۔

حارث بن سریج کی شکست:

صبح کو سلم باب بلخ آیا اور حکم دیا کہ خندق کھود دی جائے سب لوگ خندق میں ہو بیٹھے تھے نے اعلان کیا کہ جو ایک سر لائے گا اسے تین سو درہم دیے جائیں گے۔ آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ حارث نے شکست کھائی آخر رات وہ اور ان سے لڑتے رہے صبح کو نصر کی فوج مرو کے راستے ہو (?) نے عبداللہ بن مجاعہ و جالیز اور اسے قتل کر دیا۔ سلم حارث کے لشکرگاہ تک پہنچ کر نصر کے پاس واپس آیا۔ نصر نے اسے تعاقب کرنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں جب تک ان کی دیوار کے ساتھ ساتھ شہر میں داخل نہ ہو جاؤں گا نہیں رکوں گا۔ اس کے ہمراہ محمد بن قطن اور عبداللہ بن بسام کی دو سو کمان یعنی لشکر کے دروازے کے پاس آئے دروازے کو بند پایا۔ عبداللہ بن عمرو الاسدی دیوار پر چڑھ گیا اس کے ہمراہ تین اور آدمی تھے انھوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا اور اس دروازہ میں داخل ہو گیا ابو حرب بن سلیمان کو پھاٹک پر متعین کر دیا سلم نے اسی روز حارث بن سریج کے کاتب یزید بن داؤد کو قتل کرا دیا اس نے عبد ربہ بن سیسن کو دان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا۔ سلم باب بلخ آیا اسے کھول دیا اس نے شہر کے قصابوں میں سے ایک کو جس نے حارث کو فصیل کے شگاف کا پتہ دیا تھا قتل کر دیا۔

نصر اور کرمانی کی ملاقات:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی اور حارث کے تعلقات بگڑ گئے تو نصر نے کرمانی کو اپنے پاس بلا بھیجا کرمانی حفاظت جان کا عہد لے کر نصر کے پاس آیا۔ اس صحبت میں محمد بن ثابت القاضی مقدام بن نعیم عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کا بھائی اور سلم بن احوز بھی موجود تھے نصر نے اسے جماعت میں واپس آنے کی دعوت دی اور اس سے کہا کہ آپ اس کے لیے تو ہمیشہ ہی مبارک اہل یمن ہیں آپ پر سلم بن احوز اور مقدام میں تلخ کلامی ہوئی۔ سلم نے اسے سخت سست کہا اس پر ان کے بھائی نے سلم کے مقابلہ میں اس کی امداد کی۔ سغدی بن عبدالرحمن الحرمی ان دونوں پر برہم ہوا۔ سلم نے کہا میرا ارادہ ہے کہ تلوار سے تیری ناک کاٹ دوں۔ سغدی نے کہا کہ تم نے تلوار کو ہاتھ بھی لگایا تو سمجھو کہ تمہارا ہاتھ تمہارا ساتھ نہ دے گا۔ ان لوگوں کے مجلس سے اس طرح اٹھ کر کرمانی کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ نصر مجھ سے دھوکہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور چند لوگوں نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور باب المقصورہ کی طرف پلٹ آیا۔ پھر اس کا گھوڑا لایا گیا اور وہ مسجد ہی میں سوار ہو گیا اور کہنے لگا نصر مجھ سے بدعہدی کرنا چاہتا تھا۔

جہم بن صفوان کا قتل:

حارث نے نصر سے کہا مجھا کہ میں تمہارے سامنے سے خوش نہیں ہوں۔ نصر نے جواب دیا بھلا تیرے پاس عقل کیسے ہو سکتی

ہے تم نے اپنی زندگی کے تیرہ برس ترکوں کے ملک میں بسر کیے اور ان کی معیت میں مسلمانوں سے نبرد آزما رہے تو کتاب و سنت کی دعوت تمہاری زبان سے زیب نہیں دیتی جس کی طرف تم دعوت دیتے ہو۔ اسی روز کے واقعہ جنگ میں محمد بن [illegible] نامی بنو ازد کا ایک آدمی گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے نصر سے کہا تمہارا بیٹا میرا دوست ہے اور میری سفارش کرے گا۔ نصر نے کہا جب تو نے خود اپنا قصور نہیں پہچانا تو اب اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ میں تجھے امان نہ دوں گا چاہے تیرا یہ حمایتی تمام دنیا سے بڑھ جائے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے آئیں تو بھی تو اپنی جان نہیں بچا سکتا تھا اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اپنے پیٹ کو بھی چاک کر کے تجھے قتل کر دیتا اور تم نے قبیلہ مضر کے ساتھ ہو کے ہمارے خلاف کار روائیاں کی ہیں تم اور کسی نے نہیں کیں۔ پھر نصر نے عبد الرحمن کو اس کے قتل کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا لوگ کہتے ہیں کہ نصر نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ یہ اس کو قید کر دیا گیا تھا۔ نیز اسی روز سعید بن [illegible] اور عبد اللہ بن عباد بھی گرفتار کیے گئے تھے۔ نصر نے ان دونوں سے بھی کہا کہ تمہیں تمہاری مدد کرنے والوں نے نہیں بچایا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ جنگ باب میدان کے پاس نصر کے سامنے ہوا۔ یا جنگ قتل کیا گیا۔

حارث بن سریج اور کرمانی کی ملاقات:

جب نصر نے حارث کو شکست دی تو اس نے اپنے بیٹے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ محمد بن المثنیٰ نے کرمانی سے کہا کہ نصر اور حارث دونوں آپ کے دشمن ہیں ان کو آپس میں لڑنے دیجئے۔ تم خدا کا شکر کرو دونوں کو آپس میں لڑتے رہنے دو۔ کرمانی نے سعدی بن عبد الرحمن الحربی کو اس کے ساتھ روانہ کیا۔ حارث باب میدان سے شہر میں آیا اب خود حارث کرمانی کے پاس آیا اس کے ساتھ یحییٰ بن نعیم، داؤد بن شعیب الحدانی اور محمد بن المثنیٰ اس وقت کرمانی کے پاس تھے نماز کی تکبیر اقامت کہی گئی کرمانی نے نماز پڑھائی پھر حارث سوار ہو گیا اس کے ہمراہ عبادہ بن محمد بن حمزہ ابو طلحہ بھی تھے دوسرے دن کرمانی بھی باب میدان یزید کی طرف آیا اور اب نصر کی فوج سے جنگ شروع ہوئی۔ مصعب بن مسلم الحربی مارا گیا۔ نصر کی فوج والوں نے عثمان بن الفرافصہ کے جھنڈے پر قبضہ کر لیا۔ سب سے پہلے حارث کی شکست کی خبر کرمانی کو جس وقت ملی ہے باب کا سرداران پر شہر سے آئے لوگ کے فاصلہ پر تھا ولید نے قبا نصر بن قعقاع المہدی اور عبید اللہ بن المعلی نے کہا کہ کرمانی ان کے ہمراہ حارث بن سریج تھا اور سب سے پہلے یحییٰ بن نعیم ابو المیلاء الشیبانی نے کرمانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کرمانی نے سورہ بن محمد الکندی، سعدی بن عبد الرحمن ابو طلحہ، مصعب بن صعصعہ اور عقیل کو حارث بن سریج کے پاس بھیجا یہ لوگ باب سکان سے شہر میں داخل ہو کر باب حرب کی طرف آئے۔ خود کرمانی باب حرب بن عامر کی طرف آیا اور اس نے اپنی فوج کو جمع کر کے دوبارہ نصر کے مقابلہ پر بھیجا فریقین صرف تیر اندازی کر کے واپس پلٹ گئے اور جمعرات کے دن ان میں جنگ نہیں ہوئی۔

نصر اور کرمانی کی جنگ:

جمعہ کے دن دونوں فریقوں میں لڑائی ہوئی بنو ازد کو شکست ہوئی اور وہ کرمانی کے پاس آئے کرمانی نے خود جھنڈا لے لیا اور لڑا۔ خضر بن تمیم نے جو بہت بہادر تھا نصر کی فوج نے اس پر حملہ کیا۔ اسی اثنا میں نصر کے آزاد کردہ غلام حبش نے اس پر حملہ کر کے اس کے حلق میں نیزہ مارا لیکن خضر نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیزہ کی انی اپنے حلق سے نکال دی۔ اس کا گھوڑا اس سے لے کر اچھلا اب اس نے حبش پر حملہ کر کے نیزہ مارا اور اسے گرا کے گھوڑے کی پشت سے گرا دیا۔ کرمانی کے بیٹوں نے تلوار سے اس کا کام تمام کر

دیا۔ نصر کی فوج کو شکست فاش ہوئی اس کے تیس آدمی مارے گئے۔ تمیم بن نصر میدان جنگ میں آیا مگر اس کے دو گھوڑے کام آگئے ایک کو سلم بن عبدالرحمن نے اور دوسرے کو عقیل نے مار ڈالا۔ سلم بن احوز تک پہنچا اور اس نے پیچھے سے اس کے سر پر ضرب لگائی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ بنی تمیم کے دو شخصوں نے نصر پر حملہ کیا اور وہ [illegible] سلم خود اس کے پیچھے دوڑا اس کے [illegible] نصر کے شکست خوردہ [illegible] اور [illegible] کی فوج بھاگ گئی۔

عصمہ بن عبداللہ الاسدی کا قتل:

اسی اثناء میں ایک نصری [illegible] سے نکل آیا۔ عصمہ بن عبداللہ الاسدی جو نصر کی فوج کو پیچھے سے بچانا چاہتا تھا کہ جنگ میں کام آیا۔ اسے صالح بن القعقاع الازدی نے آ لیا۔ عصمہ نے اس سے کہا [illegible] صالح نے کہا [illegible] الاصم [illegible] عصمہ کا گھوڑا [illegible] اور [illegible] جس سے وہ [illegible] کام تمام کر دیا۔ [illegible] الدیلمی نے [illegible] مقابلہ کیا اور عصمہ کے پہلو میں مار [illegible] عبداللہ بن [illegible] نے اپنے گھوڑے سے [illegible] عبدالرحمن بن مسلم کے گھوڑے [illegible] الکرمانی [illegible] نصر [illegible] عبدالرحمن [illegible] آخر [illegible] قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جب سب لوگ [illegible] اور انھوں نے [illegible] کے لیے [illegible] نصر نے [illegible] کرمانی [illegible] آپ اس [illegible] خدا کے خوف سے اس قتل میں حصہ نہ لیں۔

عقیل بن معقل کا محمد بن المثنیٰ کو مشورہ:

تمیم بن نصر نے اپنے [illegible] کے مکان میں [illegible] کرمانی کے ساتھیوں نے [illegible] عقیل بن معقل نے محمد بن المثنیٰ سے کہا [illegible] نصر [illegible] کرمانی کی خاطر [illegible] اپنے [illegible] محمد نے [illegible] نصر [illegible] لیے [illegible] سے لڑتے [illegible] رہے۔

نصر کی فوج پر سنگ باری

حارث اور کرمانی کے [illegible] نصر [illegible] کی فوج پر [illegible] نصر [illegible] میں آ [illegible] کے [illegible] نصر [illegible] کرمانی [illegible] مقابلہ کے لیے [illegible]

[illegible]

حارث بن سریج کی جنگ سے علیحدگی:

[illegible]

[illegible]

نصر کی مرو سے روانگی:

[illegible]

[illegible]

نصر کا نیشاپور میں استقبال:

[illegible]

[illegible] نصر کی طرف۔ [illegible] تھا۔ نصر نے [illegible] مسلم بن عبدالرحمٰن اور مسلم بن احوز کو [illegible] کے لیے بھیجا انھوں نے اسے [illegible] سوار کر دیا۔ وہ لوگ شہر سے باہر اس کے انتظار میں [illegible] مسلم نے کہا کیا آپ [illegible] نصر نے یہ شعر پڑھا:

[illegible]

ترجمہ: "میں خوف کی وجہ سے [illegible] چلا آیا ہوں [illegible] ہے۔"

نصر کے مرو سے چلے جانے کے بعد [illegible] محمد بن قیس اور خالد بن عبدالرحمٰن اور ان کے بیٹے اور غلام [illegible] ساتھ شہر [illegible] رہ گئے۔

نصر اور عبدالحکیم بن سعید العوذی کی گفتگو:

عباد بن عمر الازدی عبدالحکیم بن سعید العوذی اور ابو جعفر عیسیٰ بن جرز کہتے ہیں کہ نصر کے پاس [illegible] آیا۔ نصر نے عبدالحکیم سے کہا [illegible] آپ کے [illegible] ان [illegible] عباد کہتے ہیں کہ [illegible] اس طرح گفتگو ہوئی ہے [illegible] نصر نے [illegible] کہا ہے۔

ابو جعفر عیسیٰ جرزی کی پیشین گوئی:

ابو جعفر عیسیٰ جرزی نے جو ایک گاؤں [illegible] مرو کا باشندہ تھا نصر سے [illegible] حالات [illegible] آپ اپنی [illegible] سلطنت کی [illegible] حکومت پر [illegible] حاصل کرے گا۔ اور [illegible] نصر نے کہا [illegible] ابو جعفر عیسیٰ نے کہا [illegible] نصر نے [illegible] انعام [illegible] دیا۔

[illegible] قوم کو [illegible] دیا۔

کرمانی کا مرو پر قبضہ:

نصر کے چلے جانے کے بعد کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا [illegible] بیان کرنا چاہتا ہوں۔ [illegible] ایک ہزار [illegible] ابن [illegible] نے کہا [illegible] اور [illegible] کرمانی نے [illegible]

۔ [illegible] اور کرمانی نے اسے رہا کر دیا۔

کرمانی مسجد میں آیا حارث منبر پر تھا، کرمانی نے تقریر کی سب کو امان دی، مگر [illegible] اور ایک دوسرے شخص کے سوا [illegible] ابن الاتہم [illegible] کے لیے امان طلب کی [illegible] حارث [illegible] کی طرف چلا گیا اور [illegible] کرمانی نے [illegible] حارث [illegible] کرمانی کے [illegible] کیا [illegible] کرمانی نے [illegible] بیٹے کو امان دی [illegible] کرمانی [illegible]

بشر بن جرموز الضبی کی حارث سے علیحدگی

بشر بن جرموز الضبی نے خرقان میں [illegible] جماعت بنائی جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف [illegible] حارث سے کہا کہ میں نے تمہارے ساتھ مل کر عدالت طلب کرنے کے لیے جنگ کی تھی۔ اب جو تم کرمانی کے ساتھ مل گئے ہو تو تمہاری غرض کا [illegible] اپنی رشتہ داری کی وجہ سے [illegible] اس لیے اب میں تمہارا ساتھ نہیں دیتا۔

بشر بن جرموز [illegible] جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے [illegible] حارث سے علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ ہم اہل عدالت ہیں۔ [illegible]

تمیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی اطاعت:

حارث [illegible] مسجد میں آیا [illegible] کرمانی نے [illegible] حارث نے اپنے بیٹے [illegible] تمیم بن نصر کے مکان [illegible] نصر نے اپنے [illegible] مضری عربوں کو [illegible] حارث [illegible] آپ [illegible] اعلیٰ [illegible] چونکہ آپ [illegible] کی بات سے [illegible] خوش ہوئے۔

حارث کے ساتھیوں کا کرمانی کو پیغام:

کرمانی [illegible] کرمانی نے [illegible] حارث [illegible] ہم نے [illegible] کتاب [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] نظروں میں [illegible]

قریش کے تمہارا خون بہانا نہیں چاہتے۔

مقاتل بن عمرو الازدی کا قتل:

یہ لوگ چند روز تک اپنی جگہ مقیم رہے پھر حارث بن سریج فصیل کے پاس آیا اس نے دیوار کی سمت ہشام بن ابی الہیثم کے مکان کے قریب فصیل میں شگاف پیدا کیا۔ اخشیہ حارث کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور کہتے تھے کہ تم نے خلاف عہد کیا۔ قاسم الشیبانی اور ربیع التیمی ایک جماعت کے ہمراہ ٹھیرے رہے۔ کرمانی باب سرخس سے شہر میں داخل ہو کر حارث کے مقابل آیا۔ مقاتل بن عمرو الازدی آگے قتل کیا گیا اسے سعید الصعدی نے قتل کیا اور اس نے فخر و شادمانی کیا کہ ہم نے قتیبہ کا بدلہ لیا۔

حارث بن سریج اور کرمانی کی جنگ:

اب عام جنگ شروع ہو گئی کرمانی نے اپنے میمنہ پر داؤد بن شعیب بن کے بھائیوں کو اور مصعب کو اپنے میسرہ پر سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو بنی کندہ اور ربیعہ کے ساتھ متعین کیا تھا نہایت سخت لڑائی ہوئی حارث کی فوج نے شکست کھائی اور وہ باب فصیل اور حارث کی چھاؤنی کے درمیان بری طرح قتل کیے گئے حارث ایک خچر پر سوار تھا اس سے اتر پڑا اور گھوڑے پر سوار ہوا اس کے چابک رسید کیا وہ تیز ہو گیا اس کی فوج نے شکست کھائی مگر وہ خود اپنے خاص دوستوں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھیرا رہا اور ایک چھاؤنی کے پاس مارا گیا۔ اس کا بھائی سوادہ بھی مارا گیا نیز بشر بن جرموز اور قطن بن الخیر بن عمرو بھی مارے گئے۔ کرمانی نے جنگ روک دی حارث کے ہمراہی مارے گئے تھے اتنے ہی کرمانی کے مارے گئے۔

حارث بن سریج کا قتل:

حارث کی نعش بے سر کے شہر مرو کے قریب سولی پر لٹکا دی گئی۔ حارث قصر سے مرو سے چلے جانے کے تیس دن بعد بروز یکشنبہ ماہ رجب ۱۲۸ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی چھ راتیں باقی تھیں کہ مارا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث زیتون کے ایک درخت یا جھاڑ کے درخت کے پاس مارا گیا۔ کرمانی کو حارث کی سونے کی ایک تھیلی ملی جس پر اس نے قبضہ کر لیا اس کی ام ولد کو قید کر لیا پھر اسے رہا کر دیا۔ صاحب بن ثمر ابن مسلم بن عکس تین ہزار ابن ذویب کے پاس تھی۔ کرمانی نے ان لوگوں کے املاک و اسباب پر قبضہ کر لیا جو نصر کے ساتھ چلے گئے تھے عاصم بن عمیر کے تمام سامان و املاک کو اس نے اپنے قبضہ میں لے لیا اور ان پر ایک نے کہا بھلا اس کا مال کس طرح آپ کے لیے حلال ہو سکتا ہے حالانکہ اس نے ... کی ... ہے تو کہا مجھے اس نے خوف سے ... ہونے دو مگر مقاتل بن حیان ان دونوں کے بیچ میں آ گیا اور اسے اس کے مکان سے لے آیا۔

حارث بن سریج کے متعلق دوسری روایت:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ کرمانی بشر بن جرموز کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا شہر مرو سے باہر اس نے پڑاؤ کیا۔ بشر کے پاس چار ہزار آدمی تھے حارث بھی کرمانی ہی کے ساتھ مقیم ہوا۔ چند روز تک کرمانی اپنی چھاؤنی میں پڑا رہا۔ مقابلے کے لیے آگے بڑھا اب ان کے اور بشر کے پڑاؤ کے درمیان صرف دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ اب وہ بشر سے لڑنے کے ارادے سے آگے بڑھا کر اس نے پڑاؤ کے پاس آیا۔ حارث سے اس نے آگے بڑھنے کے لیے کہا۔ اس وقت حارث کو کرمانی کا اتباع کرنے پر ندامت ہوئی اور اس نے کہا آپ ابھی جلدی نہ کیجیے میں اس کو آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ حارث دس سواروں کے ساتھ بشر کے پاس آیا جو مقام درتجان میں مقیم تھا

حارث تمیمیوں کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ یمنیوں کے ساتھ تم سے لڑوں اب اور مضری عرب بھی کرمانی کی فوج سے نکل کر حارث کے پاس آنے لگے صرف سلمہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد کردہ غلام جس نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں ہرگز حارث کی اتباع نہ کروں گا کیونکہ یہ شکست کھائے ہوئے ہیں اور مہلب بن ایاس کے سوا اور کوئی مضری عرب کرمانی کے ساتھ نہ رہا۔ مہلب نے کہا کہ میں بھی اس کا ساتھ نہ دوں گا کیونکہ میں نے اسے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے [illegible] دن میں دیکھا ہے۔

مرثد بن عبداللہ المجاشعی:

اب کرمانی کی ان سے کئی مرتبہ جنگ ہوئی۔ فریقین اپنی اپنی خندقوں میں واپس چلے جاتے تھے کبھی ایک فریق کا پلہ بھاری رہتا اور کبھی دوسرے کا۔ ایک روز جنگ کے لیے مرثد بن عبداللہ المجاشعی نکلا تو اس کے قریب میں حارث کے نوجوان سوار میدان میں آیا اس کے نیچے کا گھوڑا زمین پر گر پڑا کرمانی کے جو سواروں کی مدد سے یہ دشمن کے نرغے سے بچ گیا اور اس کا گھوڑا بھی سوار لے گئے جب یہ اپنی فوج میں آیا تو حارث نے اسے ملامت کی اور کہا کہ اب تو تم ہمارے بچے ہو۔ مرثد نے کہا کہ آپ اپنے گھوڑے کے ضائع ہونے کی وجہ سے ہمارے بچے ہیں۔ میری بیوی پر طلاق ہو اگر میں پیادہ پشت دکھا کر چلا آؤں تو آپ پیادہ اور اب اس سے پوچھا کہ دشمن کے کسی شخص کے پاس کوئی اعلیٰ زرہ ہے یہ معلوم ہوا کہ عباد بن مسلم الاسدی کے پاس زرہ لوگوں نے اشارے سے اس کا مقام بھی بتایا۔ مرثد لڑتا بھڑتا اس تک پہنچا۔ جب یہ اس پر حملہ آور ہوا تو اس نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ دی مرثد نے اس کی لگام اپنے ہاتھ سے تھام لی اور اسی طرح اس کو کھینچ کر حارث کے پاس لے آیا اور کہا لیجیے یہ آپ کے گھوڑے کا عوض ہے۔ نضر بن الحسن مرثد سے ملا وہ مضری تھا اس سے کہا کہ اللہ کی قسم کیا تمہاری ماں کے بیٹے کیا بھلا معلوم ہوتا ہے جب یہ اس پر سے گزر آیا اور کہا خدا کی قسم کہ میں نے تو محض تم کو چھیڑنے کے لیے یہ کہا تھا کہ مجھ پر یہ بہتان کیا تھا کہ تم نے اس سے ہم نے جنگ سے جانب کی تھا اور اب میں صلح کرنے کے لیے بیٹھا تھا۔

مرو پر یمنی عربوں کا تصرف:

اسی طرح چند روز اور دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل رہے ایک روز حارث رات میں مرو کی فصیل کے پاس آیا ایک روزن سے کچھ نقب لگائی اور فصیل کے اندر آ گیا کرمانی بھی اس موقع پر آ گیا اس کے آتے ہی حارث پلٹ گیا۔ مضریوں نے حارث سے کہا کہ تم نے اپنی خندقوں کو چھوڑ دیا ہے اب آپ کی تباہی کا وقت ہے۔ آپ چونکہ بار بار میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اس لیے پیادہ ہو جائیے حارث نے کہا کہ میں تمہارے لیے سوار رہنا پیدل سے زیادہ مفید ہوں انھوں نے کہا ہم بغیر آپ کے پیادہ ہوئے نہیں رہیں گے چنانچہ حارث پیدل ہو گیا۔ یہ اس وقت فصیل شہر اور خندق کے بیچ میں تھا۔ حارث اور اس کا بھائی بشر بن جرموز بنی تمیم کے اور کئی پیادہ مارے گئے باقیوں نے راہ فرار اختیار کی حارث کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا گیا اور اب مرو صرف یمنی عربوں کے تصرف میں آ گیا انھوں نے تمام مضری عربوں کے مکانات منہدم کر دیے۔

ابو مسلم کی روانگی خراسان و مراجعت:

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد نے ابو مسلم کو خراسان بھیجا اور اپنے طرفداروں کو لکھا کہ میں نے اسے اپنے حکم سے مامور کیا ہے اس لیے تم لوگ اس کے احکام کی تعمیل کرو اور اس کی بات سے انحراف نہ کرو میں نے اسے تمام خراسان اور جس جس علاقہ پر وہ اس کے بعد قابض

حاصل کرے ان کا امیر مقرر کیا ہے۔ ابو مسلم خراسان آیا مگر کسی نے اس کی بات نہ سنی دوسرے سال یہ لوگ خراسان سے روانہ ہو کر مکہ میں ابراہیم کے پاس پہنچے۔ ابو مسلم نے ابراہیم سے کہا کہ ان لوگوں نے آپ کے ہدایات کی تعمیل نہیں کی اور نہ آپ کے خط کو تسلیم کیا۔ ابراہیم نے کہا میں نے خراسان کی امارت ایک سے زیادہ لوگوں کے سامنے پیش کی مگر سب نے انکار کر دیا۔

ابو مسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ:

ابو مسلم کے مقرر کرنے سے پہلے ابراہیم نے سلیمان بن کثیر کو اس کی جگہ مقرر کرنا چاہا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہاں دو شخصوں پر بھی میں حکومت نہیں کر سکتا۔ پھر ابراہیم نے خراسان کی امارت ابراہیم بن سلمہ کو دینا چاہی اس نے بھی انکار کر دیا۔ ابراہیم نے یہ ساری کیفیت خراسانیوں کو لکھی اور کہا کہ اس لیے آخر کار میں نے ابو مسلم کو اس جگہ مقرر کیا تم لوگ اس کے احکام و ہدایات کی دل و جان سے تعمیل کرو۔

ابراہیم بن محمد کی عبدالرحمن کو ہدایات:

پھر اس نے عبدالرحمن سے کہا کہ تم میرے خاندان کے ایک رکن ہو تم میری وصیت کو اچھی طرح یاد رکھو۔ یمنی قبائل کی عزت کرو انہیں کے درمیان جا کر قیام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کے ذریعہ ہماری اس تحریک کی تکمیل کرائے گا۔ قبیلہ ربیعہ پر نظر رکھو ان کے طرز عمل پر تنقید کرتے رہو۔ مگر مضری عربوں کو ہمیشہ اپنا قریبی دشمن سمجھنا یہ ہمارا دشمن ہیں ان کے طرز عمل میں اگر ذرا سا بھی شبہ تمہیں معلوم ہو تو تم ہر مشتبہ شخص کو قتل کر دینا۔ اگر ہو سکے تو خراسان میں کسی عربی بولنے والے کو زندہ نہ چھوڑنا جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو اس پر بھی کوئی ذرا بھی الزام رکھو اسے قتل کر دینا۔ اس بزرگ یعنی سلیمان بن کثیر کی مخالفت نہ کرنا اور نہ ان کے مشورے کے بھی خلاف کرنا۔ اگر تمہیں کوئی دشواری پیش آئے تو انہیں بجائے میرے سمجھ کر ہر بات ان سے دریافت کر لینا۔

* * *

باب ١٢

ضحاک بن قیس خارجی

ضحاک کی مروان پر فوج کشی:

جب ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا محاصرہ کر لیا اور منصور بن جمہور نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو عبداللہ نے محسوس کیا کہ اب اس میں ضحاک کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس لیے اس نے ضحاک سے کہلا بھیجا کہ مجھ سے محاصرہ کرنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مروان موجود ہے آپ اس کے مقابلہ پر جائیے اور جب آپ اس سے لڑیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے ان دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ اس طرح عبداللہ کو چھوڑ کر ضحاک مروان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا تو مظفر و منصور جزیرہ میں اس کا مروان سے مقابلہ ہوا اور پہلے ہی دن کے مقابلہ میں ضحاک مارا گیا۔

ضحاک خارجی کا موصل پر قبضہ:

دوسری روایت ہے کہ جب عطیہ تغلبی نے ضحاک کے خاص سردار ارزق کے ہاتھ ملکیت حمص کے لیے پیش کر دیا اور ضحاک کو ان کی اطلاع ملی اس وقت واسط میں عبداللہ بن عمر کو محصور کیے ہوئے تھا اس نے اپنے ایک سردار ملحان نامی کو جنگ کرنے کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر جیتی اور ضحاک میں ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ وہ ضحاک کی اطاعت کرے گا۔ چنانچہ یہ اس کا مطیع ہو گیا اور اس کے پیچھے اس نے نماز پڑھی۔ ضحاک تو کوفہ واپس آ گیا اور ابن عمر اپنے ہمراہیوں سمیت واسط ہی میں مقیم رہا۔ جب ضحاک کوفہ آ گیا تو اہل موصل نے اسے موصل آنے کی دعوت لکھ بھیجی اور وعدہ کیا کہ جب آپ یہاں آئیں گے ہم شہر آپ کے سپرد کر دیں گے چنانچہ ضحاک اپنی ساٹھ ہزار فوج کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اس وقت مروان کی طرف سے قطران بن اکمہ الشیبانی جزیرہ اور موصل کا عامل تھا۔ اہل شہر نے ضحاک کے لیے شہر کے دروازے وا کر دیے۔ قطران اپنے قبیلہ اور خاندان کی ایک تھوڑی سی جماعت کے ساتھ خارجیوں سے لڑا اور وہ سب مارے گئے اور ضحاک نے شہر موصل بلکہ اس کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔

ضحاک کا محاصرہ نصیبین:

مروان کو اس واقعے کی اس وقت اطلاع ہوئی جب وہ خود حمص کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو جزیرہ میں اس کا قائم مقام تھا حکم بھیجا کہ تم فوراً باقاعدہ فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے نصیبین جا کر ضحاک کے آگے بڑھنے کو روکو۔ چنانچہ عبداللہ سات ہزار باقاعدہ فوج کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اس نے اپنے ایک سردار کو تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ حران میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ اب ادھر سے ضحاک عبداللہ کے مقابلہ کے لیے نصیبین روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دونوں میں جنگ شروع ہو گئی مگر ضحاک کی فوج کی کثرت تھی اور اسی وجہ سے عبداللہ کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی۔ ضحاک کے ہمراہ ایک لاکھ

[illegible] ضحاک نے نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔

خوارج کا عراق پر قبضہ

[illegible] عبداللہ بن عمر [illegible] کے ساتھ [illegible] مقابلہ کیا مگر جب [illegible] کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ جب [illegible] ضحاک کے پاس [illegible] تعاقب کیا اور ان کے ساتھ [illegible] مروان [illegible] ان کے [illegible]۔

مروان اور ضحاک خارجی کی جنگ

جب [illegible] ضحاک کے مقابلے کے لیے آگے [illegible] لڑائی ہوئی [illegible] کام آئی۔

ضحاک بن قیس خارجی کا قتل:

[illegible] ضحاک کے ساتھ [illegible] ضحاک [illegible] خارجی [illegible] ضحاک [illegible] مروان [illegible] قتل ہونے [illegible] مروان نے [illegible] گیا۔

خیبری خارجی کا مروان پر حملہ:

[illegible] ضحاک [illegible] کے مطابق خیبری [illegible]

[illegible] ضحاک کے قتل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو حمزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ کی ملاقات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۹ھ کے واقعات

سلیمان بن ہشام کا خوارج کو شکست دینا:

اس سال [illegible] اور مروان نے اس سے جنگ کی۔

[illegible]

خوارج کی روانگی موصل:

[illegible]

مروان اور خوارج کی جنگ:

[illegible]

امیہ بن معاویہ بن ہشام کا قتل:

اس جنگ میں سلیمان بن ہشام [illegible]

یزید بن عمر کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم:

مروان نے یزید بن عمر [illegible]

عامر بن ضبارہ کا خوارج پر حملہ:

اب مروان بن محمد نے اپنی [illegible] شکست دی۔

خوارج کی شکست اور روانگی فارس:

جب یہ شکست خوردہ خوارج شیبان کے پاس واپس آئے تو [illegible]

مصعب بن الصحصح الاسدی، شقیق اور عطیف کو تین ہزار پیادہ کا ایک دستہ فوج کے ہمراہ ابن ضبارہ کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ خارجیوں کا تعاقب کرے اور جب تک ان کا قلع قمع نہ کر دے ان کا پیچھا نہ چھوڑے۔ ابن ضبارہ ان کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک کہ خارجی فارس آئے اور یہاں سے بھی نکل کر چلے گئے خارجیوں نے پیچھے حصہ فوج سے جو شخص ان کے ہاتھ آ جاتا اسے قتل کر دیتے آخرکار وہ سب منتشر ہو گئے شیبان اپنی جماعت کو لے کر بحرین چلا گیا اور وہیں مارا گیا۔

سلیمان بن ہشام کی روانگی سندھ

سلیمان بن ہشام اپنے موالی اور خاندان والوں کو کشتیوں میں سوار کر کے سندھ گیا اس واقعہ کے بعد مروان اپنے حران کے قیام گاہ چلا آیا اور زاب کی جنگ میں جانے تک یہیں مقیم رہا۔

عبیدہ بن سوار خارجی کا قتل:

اس تمام واقعے کے متعلق ابو مخنف کا بیان ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ساتھ قرقیسیا میں ٹھہرا دیا تھا کہ وہ کوفہ جائے۔ اس وقت مثنیٰ بن عمران العائذی (عائذ قریش) خارجیوں کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا۔ ابن ہبیرہ نے فرات کے راستے کوفے روانہ ہوا عین التمر پہنچا وہاں سے آگے بڑھ کر روحاء میں ٹھہرا۔ یہاں ان کا مقابلہ ہوا۔ یہ رمضان ۱۲۹ھ کا واقعہ ہے خارجیوں کو شکست ہوئی ابن ہبیرہ کوفے آیا پھر واسط کی طرف چلا شیبان نے عبیدہ بن سوار کو رسالے کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا تھا عبیدہ نے صراۃ کے مشرق میں اور ابن ہبیرہ نے اس کے مغرب میں پڑاؤ کیا جنگ ہوئی عبیدہ اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھی ان کے ہمراہ صراۃ کے مقامات میں موجود تھا۔ یہ یہاں سے بچ کر ماہین اور جبل کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا۔

سلیمان بن حبیب پر حملہ کی فوج کشی:

ابن ہبیرہ واسط آیا یہاں اس نے ابن عمر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر اس نے نباتہ بن حنظلہ کو سلیمان بن حبیب کی سرکوبی کے لیے جو اہواز کے ضلع میں تھا روانہ کیا۔ سلیمان نے اس کے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو بھیجا۔ مرداب میں دریائے دجیل کے کنارے جنگ ہوئی۔ داؤد بن حاتم کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ بھی مارا گیا۔ سلیمان ابن معاویہ کے پاس اصطخر میں جا ملا۔ ابن ہبیرہ نے ایک ماہ تک کسی کاروائی کی تیاری نہ کی۔ پھر اس نے عامر بن ضبارہ کو شامی فوج کے ساتھ موصل بھیجا کیونکہ یہاں جون بن کلاب الخارجی نے اسے شکست دے کر شہر سن میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ اس میں قلعہ بند ہو بیٹھا۔ جب مروان نے ابن ضبارہ کی امداد کے لیے فوج پر فوج بھیجنا شروع کی یہ فوجیں برّیہ کے راستے دریائے دجلہ تک آتیں اور پھر دجلہ کو عبور کر کے ابن ضبارہ کے پاس آ جاتی تھیں اس طرح ابن ضبارہ کے پاس ایک بڑی فوج ہو گئی۔

شیبان خارجی کا فرار:

اسی اثناء میں منصور بن جمہور واقعہ جبل سے شیبان کو روپیہ سے امداد دیتا رہا۔ جب ابن ضبارہ کے پاس ایک فوج کثیر جمع ہو گئی اس نے جون پر حملہ کر دیا جون مارا گیا اور ابن ضبارہ موصل کی طرف روانہ ہوا جب جون کے قتل اور ابن ضبارہ کی پیش قدمی کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اس نے دو فوجوں کے درمیان گھر جانے کے خوف سے کوچ کیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر مقابلے سے

چلا جاتا۔ شامی فوج کے بڑے بڑے بہادر سردار یہی تھے۔

عامر بن ضبارہ کا تعاقب:

اب عامر بن ضبارہ اپنی تمام فوج کے ساتھ موصل میں مروان کے پاس آیا۔ مروان نے اسے اپنی بہت سی فوج دی اور شیبان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ جہاں شیبان کہیں جا کر قیام کرنے کا بھی ارادہ کرتا تو یہ فوراً [illegible] خوارج اس سے جنگ نہیں کرتے اور [illegible] لڑتے [illegible] اگر مقابلے سے گریز کرتے تو اس کا تعاقب جاری رکھتا غرضیکہ اسی طرح یہ دونوں چلتے رہے۔ شیبان [illegible] ہو کر [illegible] آیا۔ یہاں عبداللہ بن معاویہ ایک بڑی زبردست فوج کے ساتھ موجود تھا مگر ان دونوں میں [illegible] ہو کر [illegible] سے [illegible] ان کے [illegible] ہو گئے۔

عامر بن ضبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ:

عامر بن ضبارہ بڑھتے ہوئے ابن معاویہ کے مقابل فروکش ہوا۔ چند روز تک جنگ ہوتی رہی دونوں مقابل رہے پھر خود عامر نے ابن معاویہ سے لڑائی کی [illegible] ابن معاویہ نے شکست کھائی اور بھاگ کر چلا گیا۔ اب پھر عامر اپنی فوج کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کرمان کے مقام پر [illegible] دونوں کا مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد خوارج کو شکست ہوئی ان کا [illegible] مارا گیا۔ شیبان بھاگ کر سیستان چلا گیا اور وہیں [illegible] ہلاک ہو گیا۔

جون بن کلاب خارجی اور ابن ہبیرہ کی جنگ:

ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ ضحاک کے قتل کے بعد شیبان بن عبدالعزیز الیشکری خارجیوں کا امیر ہوا اور مروان سے [illegible] میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی [illegible] ابن ہبیرہ [illegible] عبیدہ بن سوار کو قتل اور خارجیوں کو عراق سے نکال کر واسط میں [illegible] اور جزیرہ کے بڑے بڑے [illegible] سرداروں کے ساتھ مقیم تھا۔ یہاں سے اس نے عامر بن ضبارہ کو [illegible] فوج کے ساتھ مروان کی مدد کے لیے بھیجا۔ [illegible] کے راستے [illegible] جب [illegible] شیبان کو [illegible] تو اسے خوف پیدا ہوا کہ اب مروان [illegible] کر دے گا۔ شیبان نے جون بن کلاب الشیبانی کو عامر کو روکنے کے لیے روانہ کیا۔ مقام [illegible] پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جون نے چند روز تک عامر کا محاصرہ بھی کر لیا۔

جون بن کلاب خارجی کا قتل:

ایک راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے انہیں شہر سے باہر نکل کر [illegible] عامر کی فوج [illegible] بھاگ جانا چاہتی تھی مگر عامر نے انہیں [illegible] کہ کوئی [illegible] اس وقت عامر نے اپنی فوج سے کہا کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اس لیے شریفوں کی موت مرنا بہتر ہے۔ اس کی فوج نے [illegible] شدید حملہ کر دیا [illegible] انہوں نے جون [illegible] کو قتل کر دیا۔ ہم سب شکست کھا کر بھاگے اور شیبان کے پاس آ گئے۔

خوارج میں باہمی اختلاف:

عامر بن ضبارہ ہمارے تعاقب میں تھا اب ہمارے بالکل قریب آ گیا [illegible] اس وقت [illegible] عراق کی سمت [illegible] سے پیچھے ابن ضبارہ تھا اور شام کی طرف ہمارے سامنے مروان [illegible]

تھیں [illegible] ختم ہو گیا [illegible] بیٹھے ہوئے تھے اور [illegible] اس حالت [illegible] حبیب بن [illegible] آپ اس مقام کو اب چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیے۔ چنانچہ [illegible] اٹھ کر [illegible] آگ [illegible] پڑی۔

شیبان خارجی کی روانگی عمان:

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ جب شیبان خارجیوں کا امیر ہوا اور موصل آیا۔ مروان نے اس کا تعاقب کیا جہاں وہ منزل کرتا تھا یہ بھی کرتا۔ پھر شیبان یہاں سے روانہ ہو کر فارس چلا گیا۔ مروان نے عامر بن ضبارہ کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ابن ضبارہ نے جزیرہ ابن کاوان تک ان کا تعاقب کیا وہاں سے شیبان اپنی فوج کو لے کر عمان چلا گیا۔ یہاں اسے جلندی بن مسعود بن جعفر بن جلندی الازدی نے قتل کر دیا۔

* * *

باب ۱۳

ابو مسلم خراسانی

ابو مسلم خراسانی کی مراجعت خراسان:

اس مدت میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے ابو مسلم کو جو ان کے پاس خراسان سے آ رہا تھا اور قومس پہنچ چکا تھا اپنے خراسان کے طرفداروں کے پاس واپس جا کر باقاعدہ اشاعت تحریک اور علم بلند کرنے کا حکم دیا۔

ابو مسلم اکثر خراسان جایا کرتا تھا۔ جب خراسان میں عربوں کے آپس میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور انتظام حکومت ڈھیلا پڑ گیا تو سلیمان بن کثیر نے ابو سلمہ الخلال سے درخواست کی کہ تم ابراہیم کو لکھو کہ وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کو بھیج دیں۔ ابو سلمہ نے ابراہیم کو لکھا ابراہیم نے ابو مسلم کو بھیج دیا ۱۲۹ ہجری میں ابراہیم نے ابو مسلم کو وہاں کے لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لیے خراسان سے بلایا۔ نصف جمادی الآخر ۱۲۹ھ میں ستر نقبا کے ساتھ ابراہیم کے پاس روانہ ہوا۔ جب یہ حدود خراسان کی سرحد سے نکل کر دندانقان آیا تو کامل یا ابو کامل نے انہیں روکا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا حج کے لیے۔ پھر ابو مسلم تنہائی میں اس شخص سے ملا اپنی تحریک میں شامل کی دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔

ابو مسلم کا اسید بن عبداللہ الخزاعی کو پیغام:

یہاں سے ابو مسلم بیورد آیا۔ چند روز یہاں قیام کیا پھر نسا آیا۔ عاصم بن قیس السلمی نصر کی جانب سے اس مقام کا عامل تھا۔ جب ابو مسلم نسا کے قریب پہنچا تو اس نے فضل بن سلیمان الطوسی کو اسید بن عبداللہ الخزاعی کے پاس اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا۔ نسا کے ایک گاؤں میں آیا ایک شیعہ سے اس کی ملاقات ہوئی جسے وہ جانتا تھا فضل نے اس سے اسید کو دریافت کیا اس نے فضل کو جھڑک دیا فضل نے کہا۔ یہ کیا میں نے تم سے ایک شخص کا پتہ دریافت کیا تھا تم اس قدر ترش روئی سے پیش آئے۔ اس نے جواب دیا کہ اس گاؤں میں ابھی ایک واقعہ ہوا ہے دو شخص آئے تھے کسی نے عامل سے ان کی شکایت کی کہ یہ داعی ہیں عامل نے الاحجم بن عبداللہ، غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید اور مہاجر بن سعید کو گرفتار کر لیا۔ یہ سن کر فضل نے ابو مسلم کے پاس آ کر ساری داستان سنائی اس نے اپنا راستہ بدل دیا اور دیہات سے بچ کر سفر کرنے لگا۔ ابو مسلم نے طرخان الجمال کو اسید کے پاس بھیجا اور ہدایت کی کہ جس جس شیعہ کو تم جانتے ہو اسے میرے لیے بلا لاؤ۔ کسی ایسے شخص سے جسے تم نہ جانتے ہو ہرگز کوئی بات نہ کہنا۔

ابو مسلم اور اسید بن عبداللہ الخزاعی کی ملاقات:

طرخان اسید کے پاس آیا اسے دعوت دی اور ابو مسلم کے پتے سے آگاہ کیا اسید اس کے پاس آیا۔ ابو مسلم نے خبریں دریافت کیں اس نے بیان کیا کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد تمہارے امام کے خط لے کر آئے تھے وہ خط انہوں نے میرے پاس رہنے دیے اور خود آگے روانہ ہو گئے مگر وہ دونوں گرفتار کر لیے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ کس نے چغل خوری کی عامل نے ان دونوں کو عاصم بن قیس کے پاس بھیج دیا۔ اس نے مہاجر بن عثمان اور بہت سے شیعوں کو پٹوایا۔ ابو مسلم نے پوچھا وہ خط

[illegible]

ابومسلم کی [illegible] سے ملاقات:

[illegible]

ابومسلم کی عاصم بن قیس السلمی کو دعوت:

[illegible]

ابراہیم بن محمد کا سلیمان بن کثیر کے نام خط:

ابومسلم رمضان ۱۲۹ ہجری کے پہلے دن مرو آیا اس نے امام کا خط سلیمان بن کثیر کو دیا۔ جس میں لکھا تھا: اب وقت آ گیا ہے [illegible]

ابومسلم کو پہلی فتح کی اطلاع:

[illegible]

وہ عاصم بن قیس۔ مروان نے شکست اٹھائی ہوا۔ پھر ابو مسلم کو فتح کی خوشخبری ان سے موصول ہوئی۔

خلافت بنی عباس کی تحریک کا اعلان:

اس واقعہ کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ ابو مسلم نے جو حصہ پایا تھا اس میں سے قحطبہ بن شبیب کو اس روپیہ کے ساتھ جو اس کے پاس تھا امام ابراہیم بن محمد کے پاس بھیج دیا اور خود ۲۵ شعبان ۱۲۹ ہجری کو ابو داؤد بلقیب کے موضع فنین میں ابو النجم عیسی بن اعین کے پاس فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے ابو داؤد اور عمرو بن اعین کو طخارستان اور بلخ کے علاقہ میں اپنی تحریک کی اشاعت کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسی سال ماہ رمضان میں یہ تحریک علی الاعلان شروع کر دی جائے۔ نصر بن صبیح التمیمی کو شریک بن غضی التمیمی کے ہمراہ مرو الروذ بھیجا اور حکم دیا کہ رمضان میں اپنی تحریک کو شروع کریں۔ اسی طرح اس نے ابو عاصم عبدالرحمن بن سلیم کو طالقان اور ابو الجہم بن عطیہ کو علاء بن حریث کے پاس خوارزم بھیجا اور حکم دیا کہ جب رمضان کے ختم میں پانچ دن باقی رہیں تب اپنی دعوت کو ظاہر کریں اور ہدایت کی کہ اگر اس وقت مقررہ سے پہلے تمہارے خلاف کوئی دشمن کوئی کاروائی کرنا چاہے جس سے تمہیں تکلیف و مصیبت کا سامنا ہو تو تم فوراً تلوار سے ان کا مقابلہ کر لینا اور دشمن خدا سے جہاد کرو اور تم میں سے کوئی اگر وقت معہود تک دشمن کو روک نہ سکے تو کوئی حرج نہیں وہ وقت مقررہ کے بعد تلوار نکالے۔

پھر ابو مسلم ابو النجم عیسی بن اعین کے مکان سے منتقل ہو کر سلیمان بن کثیر الخزاعی کے پاس آیا۔ یہ گاؤں سفیذنج واقع ہے خرقان میں۔ دوسری رمضان ۱۲۹ ہجری کو یہ فروکش ہوا۔

ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل و سحاب:

ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انہوں نے اس جھنڈے کو کھولا جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام ظل تھا چودہ گز لمبے بانس پر باندھ کر بلند کیا۔ اسی طرح دوسرا جھنڈا جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام سحاب تھا تیرہ گز لمبے بانس پر باندھا گیا۔ ابو مسلم اس وقت یہ آیت کلام پاک تلاوت کر رہا تھا

﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾

'' اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جن سے لڑا جاتا ہے اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ ''

ظل اور سحاب کے ناموں کی تاویل:

ابو مسلم، سلیمان بن کثیر، اس کے بھائی سلیمان اور اہل سفیذنج کے دوسرے ان لوگوں نے جنہوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا تھا جن میں غیلان بن فضالہ، غیلان بن عبداللہ الخزاعی، سلیمان کا بھتیجا اور عمران بن اسمعیل کا شوہر عیسی بن زریق اور اس کا بھائی عثمان بن زریق تھے سیاہ لباس پہن لیا تمام رات انہوں نے خرقان کے تمیمیوں کے جمع ہونے کے لیے آگ روشن کی۔ یہی آگ ان کی شناخت کی علامت مقرر تھی صبح ہوتے ہوتے سب لوگ ابو مسلم کے پاس مستعدی سے جمع ہو گئے۔ اس نے دونوں جھنڈوں ظل اور سحاب کے ناموں سے یہ تاویل کی کہ جس طرح سحاب (بادل) زمین پر چھایا ہوا ہے اسی طرح بنی عباس کی حکومت کی دعوت ہر جگہ چھا جائے گی اور ظل اس لیے ہے کہ کبھی زمین بغیر سایہ کے نہیں رہتی۔ اسی طرح ہمیشہ کے لیے بنی عباس کی خلافت زمین پر قائم

[illegible] باب

ابو مسلم خراسانی کا ظہور

[illegible]

سلیمان بن کثیر [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو مسلم کا [illegible]

[illegible]

> وأقسموا بالله جهد أيمانهم لئن جاءهم نذير ليكونن أهدى من إحدى الأمم فلما جاءهم
> نذير ما زادهم إلا نفورا استكبارا في الأرض ومكر السيئ ولا يحيق المكر السيئ إلا بأهله
> فهل ينظرون إلا سنت الأولين فلن تجد لسنت الله تبديلا ولن تجد لسنت الله تحويلا

[illegible]

تمیم کے [illegible] بڑی تدبیر کا [illegible] بعد اس تدبیر کے [illegible] اگلی [illegible] کے [illegible] کا [illegible] [illegible] گئے۔

[illegible] نے بڑی [illegible] ابو مسلم نے [illegible] نصر نے اپنی [illegible] ہے۔

ابو مسلم کی محرز بن ابراہیم کو ہدایات:

جب ماخوان میں ابو مسلم کی چھاؤنی کا انتظام ہو گیا [illegible] محرز بن ابراہیم کو جیرنج میں خندق کھودنے کا حکم دیا اور اپنے طرفداروں [illegible] شیعوں [illegible] کے پاس اکٹھا ہونے کا حکم دیا [illegible] نصر بن سیار [illegible] اور [illegible] ابو مسلم نے ابو صالح کامل بن مظفر [illegible] محرز [illegible] ابو صالح نے [illegible] کی خندق میں [illegible] ان کا [illegible] (ساکن موضع [illegible]) [illegible] (ساکن موضع [illegible]) [illegible] عبدالکریم [illegible] (ساکن موضع [illegible]) [illegible] بن عمران (ساکن موضع [illegible]) [illegible] ہو گئے تھے۔

محرز بن ابراہیم [illegible] خندق میں [illegible] ابو مسلم [illegible] خندق [illegible] ابو مسلم نے [illegible] شامل کر دیں۔

نصر کے آزاد کردہ غلام یزید کی ابو مسلم خراسانی پر فوج کشی:

[illegible] ابو مسلم [illegible] نصر نے اپنے آزاد کردہ غلام یزید [illegible] ابو مسلم سے لڑنے بھیجا [illegible] ابو مسلم نے [illegible] کے مقابلے کے لیے مالک بن الہیثم الخزاعی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صالح بن سلیمان الضبی [illegible] ابراہیم بن یزید [illegible] ابو مسلم [illegible] ابو مسلم نے [illegible] نصر کے [illegible] ابو نصر [illegible] ہو گئی۔

یزید کا ابو مسلم کے ساتھی پر حملہ:

یزید نصر کے [illegible] سے [illegible] ہو گیا [illegible]

ہے کہ جس طرح تم نے دشمن پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا تھا اب فوج نے حملہ کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں ابو نصر پیادہ ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھارا۔ اور کہا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آج ہمارے ہاتھوں کفار کی ایک جماعت کو تباہ کر دے گا۔ اس لیے پوری شجاعت اور صبر سے دشمن کا مقابلہ کرو۔ دونوں فریق جنگ میں ثابت قدم رہے لیکن مروان کے طرفداروں کو شکست ہوئی۔ ان میں سے تیس آدمی مارے گئے اور آٹھ آدمی گرفتار کر لیے گئے۔

یزید کی شکست و گرفتاری:

عبداللہ طائی نے یزید پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اس کی فوج نے شکست کھائی۔ ابو نصر نے عبداللہ طائی کو اپنے گرفتار کردہ قیدی اور دوسرے شہروں کے سردار جن کے ہمراہ جنگ کے قیدی اور مقتولین کے سر تھے ابو مسلم کے پاس بھیجا اور خود ابو نصر سفیذنج میں اپنے پڑاؤ میں ٹھہرا رہا۔ جو لوگ ابو مسلم کے پاس بھیجے گئے تھے ان میں ابو حماد المروزی اور ابو عمرو الاعجمی بھی تھے ابو مسلم نے سروں کو اپنے پڑاؤ کی فصیل کے پھاٹک پر نصب کرا دیا۔ یزید المہلبی کو ابو اسحاق خالد بن عثمان کے سپرد کیا اور چونکہ یہ شخص مجروح تھا اس لیے اس کا اچھی طرح علاج کرنے اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ ابو مسلم نے ابو نصر کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔

یزید کی رہائی:

جب یزید اچھا ہو گیا تو ابو مسلم نے اسے بلا کر کہا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ رہو اور ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ کیونکہ اللہ نے تمہیں صاحب عقل کیا ہے اور اگر پسند کرو تو صحیح و سالم اپنے آقا کے پاس چلے جاؤ مگر ہم سے یہ عہد کرو کہ ہمارے خلاف اب نہ لڑو گے نہیں اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹی بات بیان کرو گے بلکہ جو تم نے ہماری حالت دیکھی ہے وہی بیان کرو گے۔ یزید نے اپنے آقا نصر کے پاس واپسی کو ترجیح دی ابو مسلم نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ شخص جا کر متقی پرہیزگار لوگوں کو تمہاری طرف سے علیحدہ کر دے گا۔ کیونکہ ہم ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نصر بن سیار اور یزید کی گفتگو:

چنانچہ جب یزید نصر کے پاس آیا تو اس نے اس کے آنے کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ میرا یہ گمان ہے کہ دشمنوں نے تمہیں محض اس لیے رہائی دی ہے کہ تم ہمارے خلاف ان کے لیے شہادت دو۔ یزید نے کہا بخدا آپ کا گمان ٹھیک ہے انہوں نے مجھ سے قسم لے لی ہے کہ میں ان کے خلاف جھوٹ نہ بولوں اور اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ وقت پر اذان و اقامت کے ساتھ تمام نماز پڑھتے ہیں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی دوستی کی دعوت دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی تحریک کامیاب ہوگی اگر میں آپ کا آزاد غلام نہ ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا انہی میں رہتا۔

یہ پہلی لڑائی تھی جو شیعوں اور طرفداران مروان میں ہوئی۔

خازم بن خزیمہ کا خروج:

اسی سنہ میں خازم بن خزیمہ نے مرو روذ پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن سیار کے عامل کو جو یہاں متعین تھا قتل کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو فتح کی خوشخبری دینے ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

جب اس نے مرو روذ میں خروج کا ارادہ کیا تو بعض تمیمیوں نے اسے روکا اس نے کہا میں بھی تمہیں میں سے ہوں میرا ارادہ

ہے کہ مرو میں جا کر قبضہ کر لو اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو اسے تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر مارا گیا تو تمہیں یہ حق ہے کہ اس قتل سے کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔ یہ بات سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور اس نے کوچ کر دیا۔ نصر نے ... ابو مسلم پر چڑھائی کی۔

خازم کا مرو رود پر قبضہ:

ابو مسلم کی جانب سے حضرت ... خازم بن خزیمہ ... جب ... ہوئے تو انہوں نے مرو رود پر ... تمیمی ... اور بشر بن جعفر سعدی کو جو نصر کی جانب سے یہاں کا عامل تھا قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ذی قعدہ میں پیش آیا۔ اس نے فتح کی خوشخبری دینے کے لیے اپنے لڑکے خزیمہ بن خازم کو ... ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

ابو مسلم خراسانی کے متعلق دوسری روایت:

ابو مسلم کے خراسان میں داخلہ کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے مطابق ایک اور بیان حسب ذیل ہے جب امام ابراہیم ابو مسلم کو خراسان بھیجنے لگے تو ان کی شادی انہوں نے ابو النجم کی بیٹی سے کر دی اور ان کا اس سے مہر خود ادا کیا۔ نیز انہوں نے اس تحریر کی اطلاع تمام نقیبوں کو دی اور انہیں ابو مسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا جیسے کہ بیان کیا گیا ہے۔ ابو مسلم خود بنو معقل ... کا غلام تھا ... عجلی کا ... بیٹا ... بن علی کا ... اور اس کے بعد امام ... اور ... میں سے ابراہیم امام ہو گئے ان کا مولیٰ رہا۔ جب خراسان آیا تو بالکل نوجوان تھا اسی وجہ سے سلیمان بن کثیر نے اسے قبول نہیں کیا کیونکہ اس کی کم سنی سے خوف پیدا ہوا کہ اس کی وجہ سے ان کی تحریک پر برا اثر پڑے گا اور خود ... سلیمان بن کثیر نے اسے واپس بھیج دیا۔

ابو داؤد خالد کی ابو مسلم خراسانی کی حمایت میں تقریر:

ابو داؤد خالد بن ابراہیم اس وقت دریائے جیحون کے پیچھے گیا ہوا تھا جب وہ مرو واپس آیا تو لوگوں نے اسے امام کا خط سنایا۔ ابو داؤد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جسے امام نے بھیجا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس کر دیا۔ ابو داؤد نے تمام نقیبوں کو عمران بن اسمٰعیل کے مکان میں جمع کیا اور کہا کہ امام نے ایک شخص کو اپنے خط کے ذریعہ تمہارے پاس بھیجا تھا اور تم یہاں موجود تھے تم نے اسے واپس کر دیا۔ اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیوں واپس کیا؟ سلیمان بن کثیر نے کہا اس کی کم سنی کی وجہ سے اور اس بات سے ہمیں یہ خوف پیدا ہوا کہ اس شخص سے ہماری تحریک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکے گی اور ہمیں خود اپنا اور اپنے طرف داروں کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ ابو داؤد نے کہا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو ... کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو انتخاب و منتخب کر کے تمام مخلوقات کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ کیا تمہیں اس سے انکار ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ابو داؤد نے کہا کیا تمہیں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں حلال و حرام کی تفریق ... اپنے ... بتا دیا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا قیامت تک ہوگا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ابو داؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ جب رسول ﷺ نے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا تو اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ابو داؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جو علم اللہ نے نازل فرمایا تھا وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھا لیا گیا اسے بعد میں نہیں چھوڑا؟ لوگوں نے کہا بلکہ وہ باقی رہ گیا۔ ابو داؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ اپنے خاندان والوں کے علاوہ اوروں میں بھی ہے؟ انہوں نے کہا قریب کے ...

کسی اور کے دور میں کی مدد کو پہنچو۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابو داؤد نے کہا تو پھر کیا تم میں سے کسی کو یہ پتہ ہے کہ اس تحریک کا مرکز ہوتا اور وہ لوگوں کو اسے پسند کر کے بھیجتا تو اس تحریک کو فروغ دینے کے لیے بنا لے۔ انھوں نے کہا خدایا ہم تو نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ابو داؤد نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے دیکھا کہ سلیمان نے تمہارے [illegible] کر دیا۔ [illegible] کیا تم میں کوئی ایسا ہے جسے یہ علم ہو کہ وہ اس تحریک کا اہل ہے وہ اسی نبی ﷺ سے ہے کہ ان کے [illegible] کے لیے کرے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابو داؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ وہ معدن علم اور رسول اللہ ﷺ کی میراث کے مالک ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا پھر میں یقین کرتا ہوں کہ تم نے ان کے حکم میں شک کیا اور ان کے علم کو مسترد کر دیا۔ اگر انھیں اس شخص کی اہلیت کا علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز اسے تمہارے پاس نہ بھیجتے۔ ابو مسلم وہ شخص ہے کہ اس کی اہل بیت سے محبت اور خدمت گزاری اور حق شناسی میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاتا۔

ابو مسلم خراسانی کی واپسی:

چنانچہ ان سب لوگوں نے ابو داؤد کے کہنے سے ابو مسلم کو جو قومس تک پہنچ چکا تھا واپس بلا لیا اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگے۔ مگر ابو مسلم کے دل میں سلیمان بن کثیر کی طرف سے کینہ جاگزیں ہو گیا اور ابو داؤد کے اس احسان کا بے احساس رہا۔ شیعہ تیمیہ اور دوسرے لوگوں نے ابو مسلم کے احکام کی تعمیل کی اس کی اطاعت کی اور اس میں مسابقت کر کے اس کی تحریک کو قوی کیا۔ تمام خراسان میں داعی بھیج دیے۔

ابو مسلم خراسانی کی طلبی:

امام ابراہیم نے اسی ۱۲۹ ہجری کے موسم حج میں آنے کے لیے ابو مسلم کو حکم بھیجا تاکہ وہ اپنی دعوت کے اظہار کے لیے ہدایات دیں نیز لکھا قحطبہ بن شبیب کو اپنے ہمراہ لے آنا اور تمام روپیہ بھی جو جمع کیا گیا ہے لایا جائے۔ تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم جمع ہوئے تھے ابو مسلم نے بیشتر روپیہ کا تجارت کا سامان [illegible] کپڑے خریدے اور [illegible] باقی رقم کو سونے چاندی کی اینٹوں میں تبدیل کر کے [illegible] میں رکھا [illegible] حج کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ نقیبوں میں سے قحطبہ بن شبیب، قاسم بن مجاشع اور طلحہ بن رزیق تھے [illegible] اور شیعہ [illegible] کی جماعت سے یہ قافلہ روانہ ہوا۔ [illegible] انھوں نے اپنا سامان [illegible] پر ایک شیعہ [illegible] سے [illegible] جنگل کے راستے روانہ ہوئے [illegible] سے گزرتے ہوئے [illegible] پہنچے۔ ابو مسلم نے عثمان بن نہیک اور اس کے [illegible] کو اپنے پاس بلایا۔ ابو مسلم اور ان کے درمیان [illegible] کا فاصلہ تھا۔ [illegible] آدمی ان کے پاس [illegible] ایک گاؤں تک پہنچی۔

ابو مسلم کو خراسان جانے کا حکم:

ابو مسلم نے [illegible] گاؤں میں اسے ایک شیعہ ملا۔ اس نے اس سے امام کا پتہ دریافت کیا۔ اس نے کہا تم اس شخص کو کیوں پوچھتے ہو؟ ایک دن [illegible] اس کے ساتھ [illegible] بن عبداللہ [illegible] بن سعید [illegible] عثمان گرفتار کر کے [illegible] کے سامنے پیش کیے گئے۔ اس نے انھیں قید کر دیا

ابو مالک نے اسے بتایا کہ یہ خط امام نے اپنے قاصد کے ہاتھ اسے بھیجا تھا وہ میرے پاس ہے۔ ابو مسلم نے اس قاصد کے لانے کا حکم دیا۔ ابو مالک نے وہ خط اور پرچم و علم اس کے حوالے کیے۔ اس خط میں امام نے ابو مسلم کو حکم دیا تھا کہ جہاں تمہیں یہ خط ملے وہیں سے فوراً مرو واپس چلے جانا اور وہاں دعوت کا اظہار کرنا۔

ابو مسلم خراسانی اور عاصم بن قیس الحروری:

ابو مسلم نے اس پرچم کو جو امام نے بھیجا تھا ایک بانس سے باندھا اور جھنڈا بھی بلند کیا۔ نسا کے تمام شیعہ داعی اور سردار اس کے پاس آ گئے۔ ان کے علاوہ ابیورد کے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے وہ بھی ہمراہ تھے۔ عاصم بن قیس الحروری کو اس کا علم ہوا اس نے آنے کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں حاجی ہوں۔ حج کے لیے بیت اللہ جا رہا ہوں میرے ہمراہ اور حاجی بھی ہیں پھر ابو مسلم نے اس سے یہ بھی درخواست کی کہ میرے جن دوستوں کو آپ نے قید کیا ہے انہیں چھوڑ دیجیے اور میں آپ کے علاقہ سے چلا جاتا ہوں۔ عاصم بن قیس کے عہدیداروں نے ابو مسلم سے کہا یہ شرط ہو کہ جتنے غلام جو خود رہا ہو کر آپ کے ہمراہ ہیں وہ واپس کر دے گا تو اس کے ان دوستوں کو جو امام کے پاس سے یا اور جگہ سے آئے تھے رہائی دے دی جائے گی چنانچہ ابو مسلم نے یہ شرط مان لی اور اس کے دوستوں کو چھوڑ دیا گیا۔

ابو مسلم خراسانی کا مرو میں قیام:

ابو مسلم نے اپنے شیعہ دوستوں کو وہیں رہنے کا حکم دیا امام کا خط پڑھ کر سنایا اور دعوت کے ظاہر کرنے کا انہیں حکم دیا۔ ان کی ایک جماعت واپس ہوگئی۔ ابو مالک اسید بن عبداللہ الخزاعی زریق بن شوذب اور ابیورد کے جو لوگ آئے تھے وہ ابو مسلم کے ساتھ ہو گئے جو لوگ واپس ہو گئے تھے انہیں ابو مسلم نے تیاری کا حکم دیا۔ ابو مسلم قحطبہ کو ان کے ساتھ مع قحطبہ بن شبیب کے وہاں سے تمام جمع ہو کر آیا خالد بن برمک اور ابو عون کو اپنے پاس بلا بھیجا نیز انہیں اس روپیہ کے لانے کا بھی حکم دیا جو شیعوں کا ان کے پاس جمع تھا یہ دونوں اس کے پاس آئے۔ ابو مسلم چند روز تک یہاں مقیم رہا۔ جب تمام جمع ہو گئے تو اس نے قحطبہ بن شبیب کی روانگی کا انتظام کیا تمام روپیہ مال و اسباب اس کے حوالے کیا اور اسے امام ابراہیم بن محمد کے پاس بھیج دیا۔ اب ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نسا آیا پھر یہاں سے ابیورد ہو کر مرو آیا۔ انہیں ہونے سے مرو آ گیا خزاعہ کے ایک گاؤں فنین نام میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔

ابو مسلم خراسانی کی شیعان بنی عباس کو دعوت:

اس نے اپنے طرفداروں سے وعدہ لے لیا تھا کہ سب کے سب عید کے دن مرو میں اس کے پاس آ جائیں۔ اس نے ابو داؤد اور عمرو بن اعین کو طخارستان بھیجا۔ نضر بن صبیح تمیمی کو آل دعجہ روانہ کیا شریک بن غضی کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ موسیٰ بن کعب کو ابیورد اور نسا بھیجا اور خازم بن خزیمہ کو مرو روذ بھیجا۔ عید کے دن اس کے تمام طرفدار اس کے پاس آ گئے۔ تو سلیمان بن کثیر الخزاعی نے ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں آل قصر کی عید گاہ میں ان سب لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ابو مسلم خراسانی کی روانگی ماخوان:

اسی سنہ میں جب ابو مسلم کے طرفداروں کی جماعت کثیر ہو گئی اور اس کی تحریک نے مضبوطی حاصل کر لی تو خراسان کے تمام

اور قبائل نے اس سے ڈرنے کے لیے آپس میں معاہدے کیے۔ پھر ابو مسلم نے اپنے پڑاؤ کو جو اب تک اسفیذنج میں تھا ماخوان منتقل کر دیا۔ جب ابو مسلم نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا تو لوگ جوق در جوق اس کے پاس آنے لگے۔ اہل مرو سے بھی آنا شروع ہوئے نصر نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کرمانی اور شیبان نے ابو مسلم کی دعوت کو اس لیے بری نظر سے نہیں دیکھا کہ ابو مسلم کی یہ دعوت مروان کی خلافت کے خلاف تھی۔

ابو مسلم خراسانی کی فقہ کے طالب علموں سے گفتگو:

ابو مسلم خندق ماخوان میں ایک خیمہ میں مقیم تھا۔ اس کے پاس نہ چوکیدار تھے نہ دربان لوگوں نے اس کی دعوت کو وسیع نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے کہ بنی ہاشم سے ایک شخص نے لوگوں کو بلایا ہے جو بردبار اور صاحب وقار ہے۔ مرو کے چند نوجوان جو فقہ کے طالب علم تھے ابو مسلم کے پاس آئے اور اس سے اس کا نسب دریافت کیا۔ ابو مسلم نے کہا آپ کے لیے میرے کارناموں کی خبر میرے نسب سے بہتر ہے پھر انہوں نے کچھ فقہی باتیں اس سے دریافت کیں۔ ابو مسلم نے کہا آپ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ان سوالوں سے بہتر ہے۔ ہم اس وقت اپنے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کی آپ کے علم سے سوالات کے مقابلہ میں زیادہ ضرورت ہے آپ ہمیں اس سے معاف رکھیں انہوں نے کہا بخدا معلوم ہوا کہ آپ کا کوئی نسب نہیں ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ بہت جلد ہی قتل ہو جائیں گے اور آپ کے اور نصر کے درمیان یہ جھگڑا کسی بدبختی کے لیے ہے۔ ابو مسلم نے کہا ان شاء اللہ میں ان دونوں کو قتل کروں گا۔ ان لوگوں نے نصر سے آ کر یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ نصر نے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہت اچھا ہوا کہ تم جیسے سمجھدار لوگوں نے اس کا حال دریافت کر کے اس کی حقیقت معلوم کر لی۔

نصر بن سیار کی شیبان خارجی کو پیش کش:

یہ نوجوان شیبان کے پاس آئے اور سارا حال سنایا اس نے کہا کہ ہم نے ایک دوسرے کو دھوکا دیا۔ پھر نصر نے اسے کہلا بھیجا اگر تم مناسب خیال کرو تو میرے مقابلے سے باز رہو تاکہ میں ابو مسلم سے لڑوں اور اگر چاہو تو اس سے لڑنے کے لیے میرا ساتھ دو ہم دونوں مل کر اسے قتل کر دیں یا نکال دیں اس کے بعد ہم پھر اپنے معاملہ پر ہو جائیں گے جیسا کہ اس وقت ہیں۔ شیبان کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ نصر کی تجویز پر عمل کرے مگر یہ راز اس کی فوج والوں پر افشا ہو گیا۔ ابو مسلم کے جاسوسوں نے اس کی مخبری کی۔ کرمانی کا پتہ چلا لیا اور جا کر ابو مسلم سے بیان کیا۔ سلیمان نے کہا یہ بات جہاں تک پہنچی ہے کسی کو کہہ کر آنے والی تھی۔ ابو مسلم نے ان نوجوانوں کا واقعہ سنایا۔ سلیمان نے کہا اچھا تو یہ بات جب سے ہوا ہو گا۔ ان لوگوں نے کرمانی کو لکھا کہ آپ کے والد جو مارے گئے تھے ان کا بدلہ آپ کو لینا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا مقصد جنگ شیبان کے مقصد سے جدا ہے آپ اپنے والد کی طرف دیکھیں' آپ شیبان کو نصر سے صلح کرنے سے روک دیں۔

نصر بن سیار کا شیبان خارجی کو انتباہ:

کرمانی نے شیبان سے اس معاملہ میں گفتگو کی اور اسے اس کی رائے سے پھیر دیا۔ نصر نے شیبان سے کہلا بھیجا بخدا! تم کو دھوکا دیا گیا ہے تم دیکھو گے کہ یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے۔ یہ ایسا فتنہ عظیم ہے کہ اس کے مقابلہ میں تم میری مخالفت کو معمولی سمجھو گے۔ یہ لوگ ابھی اسی گفتگو میں مشغول تھے کہ ابو مسلم نے نضر بن نعیم الضبی کو ہرات بھیجا۔ عیسیٰ بن عقیل اللیثی ہرات کا عامل تھا۔ نصر

نے اسے ہرات سے نکال بھگایا۔ یہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا اور نضر نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔

یحییٰ بن نعیم کا شیبان خارجی کو مشورہ:

یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ نے کرمانی اور شیبان سے کہا ان دونوں میں سے ایک بات اختیار کر لو یا تو اول مضری ہلاک ہوں یا تم ان سے پہلے ہلاک ہو جاؤ گے یا وہ تمہارے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیں۔ انھوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یحییٰ نے کہا: ابو مسلم کو اپنی دعوت شروع کیے ابھی ایک ماہ گزرا ہے اور اس مدت میں اس کی جماعت تمہارے برابر ہو گئی ہے۔ انھوں نے پوچھا اب کیا کیا جائے؟ یحییٰ نے کہا: نصر سے صلح کر لو اگر تم نے اس سے صلح کر لی تو ابو مسلم تمہیں چھوڑ کر صرف نصر سے جنگ کرے گا اس لیے کہ اس وقت یہاں کی حکومت مضریوں کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے لیے یہ سارا جھگڑا ہے۔ اگر تم نے نصر سے صلح نہ کی اور ابو مسلم سے کی اور نصر تم سے لڑا تو پھر ابو مسلم پھر بھی تمہارا دشمن ہو جائے گا۔ انھوں نے پوچھا پھر کیا کیا جائے؟ یحییٰ نے کہا: انھیں اپنے آگے رکھو چاہے ایک گھڑی کی مہلت کیوں نہ ملے جو کم از کم ان کے قتل سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

شیبان خارجی اور نصر بن سیار میں مصالحت:

چنانچہ شیبان نے نصر کو صلح کا پیغام بھیجا نصر نے اسے قبول کر لیا اس نے مسلم بن احوز کو معاہدہ کرنے بھیجا اور ان دونوں فریقوں میں معاہدہ ہو گیا۔ شیبان نصر کے پاس آیا۔ اس کے داہنی کرمانی اور بائیں جانب یحییٰ بن نعیم تھا۔ مسلم نے کرمانی سے کہا اے کانے! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی وہ کانا ہے جس کے متعلق ہم نے سنا ہے کہ اس کے ہاتھوں مضر تباہ ہوں گے۔ پھر دونوں فریقوں میں ایک سال تک کے لیے صلح ہو گئی اور معاہدہ کی تکمیل کر دی گئی۔

نصر بن سیار اور کرمانی کی جنگ:

جب ابو مسلم کو اس صلح کی خبر ہوئی تو اس نے شیبان سے کہلا بھیجا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے آپ صرف وعدہ کیجیے کہ تین ماہ تک ہم سے صلح رکھیں گے۔ اس پر کرمانی نے کہا میں نے نصر سے صلح نہیں کی بلکہ شیبان نے کی ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے باپ کا بدلہ لینا ہے اور میں کسی طرح نصر کے مقابلے سے باز نہیں رہوں گا چنانچہ کرمانی اور نصر میں اب پھر جنگ شروع ہوئی مگر شیبان نے کرمانی کی امداد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ عہد کی خلاف ورزی میرے لیے جائز نہیں۔

ابو مسلم خراسانی اور کرمانی کی ملاقات:

کرمانی نے ابو مسلم سے نصر کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ ابو مسلم ماخوان آیا شبل بن طہمان کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ نصر کے مقابلہ میں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کرمانی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو مسلم مجھ سے ملنے آئے۔ شبل نے یہ پیام ابو مسلم کو پہنچا دیا۔ ابو مسلم چار روز ماخوان میں قیام کر کے کرمانی سے ملنے روانہ ہوا اس نے اپنی فوج کو ماخوان ہی میں چھوڑا۔ عثمان بن الکرمانی نے رسالے کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ ابو مسلم ان کے ساتھ ساتھ کرمانی کے پڑاؤ میں آیا اس کے کمرہ کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ عثمان نے اسے اتارا اور ابو مسلم کمرہ کے اندر داخل ہوا اور اس نے امیر کے لقب سے کرمانی کو سلام کیا۔ کرمانی نے اسے اپنے کیمپ کے احاطہ میں محمد بن حسن الازدی کے محل میں ٹھہرایا۔ ابو مسلم دو روز اس کے پاس قیام کر کے پھر ماخوان اپنی فوج کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رات پڑاؤ کیا اسے محسوس ہوا کہ خود ان کی بستی کا پانی دشمن کی سمت سے آتا ہے تو اسے خوف پیدا ہوا کہ کہیں نصر پانی کو روک نہ دے۔ اس خیال سے اس نے اپنا پڑاؤ ابو منصور طلحہ بن رزیق النقیب کے موضع آلین میں ماخوان کی خندق میں چار ماہ کے قیام کے بعد ۶ ذی الحجہ ۱۲۹ھ بروز پنجشنبہ منتقل کر دیا۔ اس نے اس گاؤں کے سامنے اس کے اور بالین کے درمیان خندق کھدوا دی۔ اب یہ پانی خندق کے پیچھے پڑ گیا۔ معسکر کو عثمان بن بشر مزنی کے مکان کے دروازے کے سامنے خندق میں کر دیا۔ [illegible] دریائے خرقان کا پانی پیچھے تھے۔ اس طرح نصر ان کے پانی کو روک نہ سکا۔

ابوالذیال کی سرکوبی:

دوسرے دن ابو مسلم کے حامی قاسم بن مجاشع التمیمی نقیب نے عید گاہ میں نماز پڑھائی ابو مسلم اور تمام شیعوں نے ان کی اقتدا کی۔ نصر نے دریائے عیاض کے کنارے اپنا پڑاؤ کیا۔ اس نے عاصم بن عمرو کو بلاش جرد پر ابوالذیال کو طوسان پر بشر بن انیف الیربوعی کو جلفر پر اور حاتم بن حارث بن سریج کو خرق پر متعین کیا۔ حاتم بن حارث ابو مسلم پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا۔ ابوالذیال نے اپنی فوج کو طوسان میں فرو کش کیا جو ابو مسلم کے ہمراہ خندق میں تھے۔ ان کی فوج نے اہل طوسان کو ہر طرح سے ستایا ان کی تمام مرغیاں کھا گئے گائے بکریاں ذبح کر ڈالے اور زبردستی کھانا وغیرہ وصول کیا۔ شیعوں نے ابو مسلم سے ان کی شکایت کی ابو مسلم نے رسالے کو ان کے مقابلے کو روانہ کیا۔ ابوالذیال سے مقابلہ ہوا اس نے شکست کھائی اس کے ہمراہیوں میں سے [illegible] تقریباً تیس آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ ابو مسلم نے انہیں لباس دیا ان کے زخموں کا علاج کیا اور پھر انہیں چھوڑ دیا۔

اسی سال جدیع بن علی کرمانی کا مصاحب قتل کیا گیا۔

مسلم بن احوز اور محمد بن مثنیٰ کی جنگ:

ہم پہلے کرمانی اور حارث کی جنگ اور کرمانی کے حارث کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں جب کرمانی نے حارث کو قتل کر دیا تو اب شرکت غیر سے مرو پر کرمانی کا مکمل دخل ہو گیا نصر بن سیار مرو کو چھوڑ کر ابر شہر چلا گیا۔ کرمانی کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ نصر نے مسلم بن احوز کو اپنی پولیس، تمام فوج اور رسالے کے ساتھ کرمانی کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ اس کا کرمانی کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ کرمانی کی طرف سے یحییٰ بن نعیم ابو المیلاء ایک ہزار ربیعہ کے ساتھ محمد بن المثنیٰ سات سو ازدی سواروں کے ساتھ ابن الحسن بن شیخ الازدی ایک ہزار ازدی جوانوں کے ساتھ اور حزمی السعدی ایک ہزار یمنی عربوں کے ساتھ مقابلے کے لیے موجود تھے۔ جب دونوں حریف مقابل آ کر کھڑے ہوئے تو مسلم نے محمد بن المثنیٰ سے کہا اس ملاح سے کہو کہ ہمارے مقابل آئے۔ محمد نے کہا حرامزادے تو اپنی ہی کے لیے ایسا کہتا ہے اس کے بعد ہی دونوں حریف ایک دوسرے پر جھپٹے اور تمام دن لڑتے رہے۔ آخر کار مسلم بن احوز کو شکست ہوئی اس کے سو سے زیادہ ہمراہی مارے گئے محمد کے ساتھیوں میں سے زیادہ آدمی کام آئے۔ نصر کی یہ شکست خوردہ فوج نصر کے پاس آ گئی۔

عصمہ بن عبداللہ الاسدی کی شکست:

عقیل بن معقل نے نصر سے کہا آپ عربوں کا تجربہ کر چکے ہیں اگر آپ نے جلدی کی تو [illegible] مستعدی و تیاری۔ اس کے بعد نصر نے عصمہ بن عبداللہ اسدی کو مقابلے پر بھیجا۔ یہ اسی جگہ آ کر کھڑا ہوا جہاں مسلم آیا تھا اس نے محمد بن المثنیٰ کو للکارا اور کہا ٹھہر جا اب تمہیں معلوم ہو گا کہ مچھلی تم (ایک بڑی مچھلی) اپنے طرف کس پانی میں ہے۔ محمد نے اس کے جواب میں کہا حرامزادے ذرا ٹھہر تو۔ محمد نے

خدری کو مقابلہ کا حکم دیا اور اپنے ایک ہزار آدمی [illegible] عصمہ کے مقابلہ پر آیا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد عصمہ نے شکست کھائی اس کے [illegible] نصر کے پاس چلا آیا۔

مالک بن عمرو اور محمد بن مثنیٰ کا مقابلہ:

اب نصر نے مالک بن عمرو تمیمی کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ اپنی فوج لے کر [illegible] آیا۔ اس سے محمد بن المثنیٰ [illegible] آمنے سامنے مقابلہ ہوا۔ دونوں کے مقابلہ پر آیا۔ تمیمی نے اس کے شانے پر وار کیا [illegible] محمد بن المثنیٰ نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ جنگ میں اور شدت ہوئی اور دونوں فریق بڑی بے جگری سے لڑے اور انھوں نے شجاعت کا پورا حق ادا کیا۔ آخر کار نصری فوج کو شکست ہوئی۔ اس کے سات سو آدمی کام آئے۔ تین سو خراسانی مارے گئے۔ اسی طرح کی مختلف لڑائیاں دونوں میں ہوتی رہیں۔ اب ایک عام جنگ کے لیے دونوں حریف اپنی اپنی خندقوں سے باہر آئے اور خوب جی کھول کر لڑے۔

ابو مسلم خراسانی کی حکمت عملی:

جب ابو مسلم کو یقین ہو گیا کہ [illegible] دوسرے کا کامل قلع قمع نہیں [illegible] تو اب اس نے [illegible] کمک سے مدد کی تھی۔ پھر اس نے شیبان کے نام خط بھیجے [illegible] راستے سے [illegible] جائے جہاں [illegible] عرب ہوں گے [illegible] راستے میں [illegible] انھوں نے خط لکھا [illegible] عربوں کا [illegible] تم ان پر [illegible] مجھے اللہ سے توقع ہے [illegible] اس نے ایک دوسرا [illegible] روانہ کیا جہاں [illegible] تھے۔ اس خط میں مضریوں کی مذمت اور یمانیوں کی تعریف کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فریق ابو مسلم کے گرویدہ ہو گئے۔ نیز اس نے نصر اور کرمانی کو لکھا کہ امام نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کی ہے میں اس بارے میں ان کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس نے تمام ضلعوں میں اپنی دعوت کو شائع کر دیا۔ سب سے پہلے اسید بن عبداللہ نے نسا میں سیاہ جھنڈا بلند کیا اور یا منصور کے نعرے بلند کیے۔ اس کے ساتھ مقاتل بن حکیم اور ابن غزوان نے بھی سیاہ نشان بلند کیا۔ [illegible] نے بھی سیاہ جھنڈا بلند کیا۔

نصر بن سیار کا مروان کے نام تاریخی خط:

اب ابو مسلم علی الاعلان نصر بن سیار اور جدیع الکرمانی کی خندقوں کے درمیان آ کر [illegible] ہوا۔ [illegible] کی فوج کی قوت [illegible] ہو گئے۔ نصر نے مروان بن محمد کو ابو مسلم کی دعوت اور خروج اور اس کے طرفداروں کی کثرت کا حال لکھ بھیجا اور بتایا کہ [illegible] کی خلافت کے لیے کوشاں ہے۔ نیز اس نے یہ شعر بھی لکھے:

ارى بين الرماد وميض جمر ۔۔۔ فيوشك ان يكون له ضرام
فان النار بالعودين تذكى ۔۔۔ وان الحرب مبداها الكلام
فقلت من التعجب ليت شعري ۔۔۔ ءايقاظ امية ام نيام

ترجمہ: "میں راکھ میں چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں قریب ہے کہ وہ مشتعل ہو جائے [illegible] آگ دو لکڑیوں سے روشن ہوتی

ہے لڑائی کی ابتدا باتوں سے ہوتی ہے۔ میں تعجب سے اس بات کو پوچھتا ہوں کہ آیا بنو امیہ جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں۔

نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی:

مروان نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم جو کچھ دیکھتے ہو اس کا علاج خود کرو۔ نصر نے ابن ہبیرہ سے متعلق اس شخص کی جو تجویز سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اسے لکھا کہ تم جو سرحد پر ہو تم کو بھیجنا چاہیے کہ تم اس فتنے کے پیچھے کھڑے ہو کر مدد کرو۔ یہ جواب پڑھ کر نصر نے اپنے دوستوں سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خلیفہ کے پاس تو کوئی مدد نہیں ہے۔ اب اس نے ابن ہبیرہ سے امداد طلب کی۔ یزید نے کہا کہ قسم خدا کی میں فوج نہیں دوں گا اور میرے پاس ایک آدمی بھی نہیں ہے۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری:

نصر نے مروان کو ابو مسلم کے عروج اس کی قوت اور اس بات کی اطلاع دی کہ وہ ابراہیم بن محمد کے لیے دعوت دے رہا ہے۔ نصر کے خط کے پہنچنے سے پہلے ابو مسلم کا ایک قاصد جو ابراہیم بن محمد کے پاس بھیجا گیا تھا اور ابو مسلم کے خط کا جواب لے کر واپس جا رہا تھا مروان کے پاس آ پہنچا تھا۔ ابراہیم نے اس خط میں ابو مسلم کو اس کی کار گزاری پر کہ اس نے یمنی نصر و کرمانی کے جھگڑے سے فائدہ اٹھا کر اپنی جماعت کو اعلانیہ کر دیا ہے داد دی تھی اور حکم دیا تھا کہ خراسان میں جتنے عربی زبان بولنے والے ہوں سب کو قتل کر دے۔ اس قاصد سے یہ خط مروان کو مل گیا۔ مروان نے ولید بن معاویہ بن عبدالملک والی دمشق کے نام حکم لکھا کہ بلقاء کے عامل کو حکم دو کہ وہ فوراً کرار الحمیمہ جا کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے بھیج دے۔ ولید کے ساتھ ان کی گرفتاری کو بھیجا ولید نے۔ گرفتار کر کے اس کی شخص نے ولید کے پاس بھیج دیا ولید نے ان کو مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے ان کو جیل میں قید کر دیا۔

اب یہاں سے پھر نصر و کرمانی کی جنگ کا بیان کیا جاتا ہے۔

نصر کی کرمانی کو مصالحت کی پیشکش:

جب کرمانی اور نصر کے درمیان معاملہ طول کھینچ گیا تو ابو مسلم نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کرمانی نے اس بات کو قبول کر لیا۔ ابو مسلم بھی کرمانی کے ساتھ ہو گیا اس سے نصر کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی اس نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ تم تو دیکھ رہے ہو کیا ہے، مجھے اس کی جانب سے تمہارے اور تمہارے طرفداروں کے لیے خطرہ نظر آتا ہے۔ آؤ ہم تم عارضی صلح کر کے مرو میں چلے آئیں اور پھر باقاعدہ ہمارے تمہارے درمیان عہد نامہ صلح لکھا جائے۔

کرمانی کا قتل:

اس ترکیب سے نصر کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کرمانی اور ابو مسلم میں تفریق کر دی جائے۔ چنانچہ اس پیام کے موصول ہوتے ہی کرمانی اپنے مکان چلا آیا مگر ابو مسلم بدستور اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ اپنے مکان سے نکل کر کرمانی سواروں کے ساتھ اپنے احاطے میں ٹھہرا۔ اسی وقت ایک ترکی شخص نے نصر سے کہلا بھیجا کہ یہ موقع ہے کرمانی کو قتل کر دیا جائے۔ نصر نے اس کو قتل کرنے کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حارث بن سریج کے بیٹے کو تین سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ ان سواروں میں اور کرمانی میں نہایت شدید جنگ ہوئی۔ کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑا

اس کے ساتھیوں نے اس کے بچانے میں برابر زور صرف کیا مگر کثرت تعداد نے مقابلہ میں ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ نصر نے کرمانی کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا۔ اس کے ساتھ اس کی زین بھی لٹکا دی۔

علی بن جدیع الکرمانی کی ابومسلم کی اطاعت۔

اس کا بیٹا علی جو ابومسلم کے پاس پہنچ گیا تھا ایک بڑی جمعیت لے کر نصر پر چڑھ آیا اس نے اسے دارالامارة سے نکال دیا۔ نصر مرو کے کسی گھر میں جا بیٹھا۔ اب ابومسلم بھی مرو میں آ گیا۔ علی بن جدیع کرمانی ابومسلم کے پاس آیا اور اسے امیر کہہ کر سلام کیا اور کہا میں آپ کی امداد کے لیے تیار ہوں جو حکم ہو کیجئے۔ ابومسلم نے کہا تم اسی طرح اپنی جگہ پر توقف کرو پھر میں مناسب حکم دوں گا۔

عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر قبضہ:

اس سنہ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فارس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ کوفہ میں شکست کھانے کے بعد عبداللہ بن معاویہ مدائن چلا گیا۔ اہل مدائن نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کوفہ کے بہت لوگ آ کر اس کے شریک ہو گئے۔ یہ جبال آیا اور اس نے جبال، حلوان، قومس، اصبہان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ اہل کوفہ کے غلام بھی اس کے پاس چلے آئے۔ اس تمام علاقہ پر قبضہ کر کے اس نے اصبہان میں سکونت اختیار کی۔

محارب بن موسیٰ اور ثعلبہ بن حسان:

محارب بن موسیٰ بنی یشکر کے آزاد غلام کی فارس کے علاقہ میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ یہ جوتے پہنے اصطخر کے دارالامارة چلا آیا اور ابن عمر کے عامل کو وہاں سے نکال دیا۔ ایک شخص عمارہ نام سے کہا کہ لوگوں سے بیعت لو۔ اہل اصطخر نے پوچھا کا ہے کی بیعت ہے اس نے کہا تمہاری مرضی کے مطابق۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ پر ابن معاویہ کے لیے بیعت کر لی۔ محارب نے کرمان پر جا کر غارتگری کی۔ اس میں ثعلبہ بن حسان المازنی کا ایک اونٹ بھی اسے ملا تھے یہ پکڑ لایا اور واپس چلا آیا۔ ثعلبہ اپنے اونٹ کی تلاش میں محارب کے اصطخر کے گاؤں میں آیا۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک آزاد غلام بھی تھا۔ اس نے ثعلبہ کو محارب کے اچانک قتل کر دینے کا مشورہ دیا اور کہا اگر آپ پسند کریں تو میں اسے قتل کر دیتا ہوں دوسرے لوگوں سے آپ میری حفاظت کیجئے گا یا آپ اس پر حملہ کریں اور میں آپ کو بچاؤں گا۔ ثعلبہ نے اسے ڈانٹا اور کہا بھلا ایسے شخص کو قتل کیا جائے۔ یہ محارب کے پاس آیا۔ محارب نے خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا اپنا اونٹ لینے آیا ہوں۔ محارب نے کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ تمہارا اونٹ ہے اب معلوم ہوا موجود ہے لے جاؤ۔ ثعلبہ نے اسے لے لیا۔

مسلم بن المسیب عامل شیراز کا قتل:

محارب کے پاس بہت سے شامی سردار اور امیر جمع ہو گئے۔ یہ انہیں لے کر مسلم بن المسیب کی طرف جو ابن عمر کی جانب سے شیراز کا عامل تھا بڑھا اور اس نے ۱۲۸ھ میں اسے قتل کر دیا۔ پھر یہ اصبہان آیا اور عبداللہ بن معاویہ کو اصطخر لے آیا۔

عامل فارس یزید بن معاویہ:

عبداللہ اپنے بھائی حسن کو جبال کا عامل مقرر کر کے اصطخر روانہ ہوا اور ایک گرجا میں جو اصطخر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا

آ کر فروکش ہوا اس نے اپنے بھائی یزید کو فارس کا عامل مقرر کیا یہاں بنو ہاشم اور دوسرے لوگ ان کے پاس آ گئے اس نے مال گزاری کی وصولی کی اور اپنے عہدہ دار سب جگہ مقرر کر دیئے ان کے ہمراہ منصور بن جمہور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور شیبان بن حلبس بن عبدالعزیز الشیبانی الخارجی بھی تھے۔ ابو جعفر عبداللہ اور عبداللہ و عیسیٰ علی کے بیٹے بھی ان کے پاس آ گئے۔

سلیمان بن حبیب کا اہواز پر قبضہ:

ابن ہبیرہ بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا۔ اس نے نباتہ بن حنظلہ الکلابی کو عبداللہ بن معاویہ کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ سلیمان بن حبیب کو یہ اطلاع ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز کا عامل مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اس نے داؤد بن حاتم کو اسے اہواز آنے سے روکنے کے لیے بھیج دیا۔ کرزج میں جو اہواز کی مغربی جانب ہے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دونوں میں جنگ ہوئی داؤد مارا گیا اور سلیمان سابور کی طرف بھاگ گیا۔ یہاں کردوں نے [illegible] عامل کو نکال کر سابور پر قبضہ کر لیا تھا سلیمان نے کردوں سے لڑ کر انہیں سابور سے باہر نکالا۔ عبداللہ بن معاویہ کو لکھا کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔

سلیمان بن حبیب کی غلطی:

عبدالرحمن بن یزید بن المہلب نے عبداللہ بن معاویہ سے کہا اس کی چال ہے کہ وہ بھی اپنے عہد کو ایفا نہ کرے گا۔ اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابن ہبیرہ سے الجھے رہیں اور وہ مزے میں سابور پر حکومت کرے آپ اسے اپنے پاس بلا لیجئے اگر وہ صادق العہد ہے تو آ جائے گا۔ عبداللہ بن معاویہ نے اسے بلایا سلیمان آیا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ تم بھی میرے ساتھ دربار میں چلو اگر کوئی منع کرے تو اسے زبردستی ہٹا دینا۔ چنانچہ یہ اپنی ساری جماعت کے ساتھ عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگوں سے زیادہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ اس نے کہا اچھا تم اپنے صوبہ کو واپس چلے جاؤ۔

محارب بن موسیٰ کی سرکشی و قتل:

اب خود محارب بن موسیٰ ابن معاویہ سے منحرف ہو گیا اور ایک جماعت تیار کر کے یزد آیا۔ یہاں اس کا بیٹا محمد بن محارب قید تھا اسے یزید بن معاویہ نے قید کر دیا تھا۔ محارب سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا بیٹا اس کے ہاتھ میں قید ہے اور تم اس سے برسر پیکار ہو اگر وہ اسے قتل کر دے تو تم کیا کرو گے محارب نے کہا وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ غرض وہ یزید بن [illegible] سے لڑا محارب نے شکست کھائی اور کرمان آ کر محمد بن الاشعث کے آنے تک خاموش بیٹھا رہا۔ جب یہ آیا تو محارب اس کے ساتھ ہو لیا مگر پھر اس کا مخالف ہو گیا۔ ابن الاشعث نے اسے اور اس کے چوبیس بیٹوں کو قتل کر دیا۔

ابن ضبارہ کی عبداللہ بن معاویہ پر فوج کشی:

عبداللہ بن معاویہ نے اصطخر ہی میں قیام کر لیا۔ جب ابن ضبارہ مع داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے اس کے مقابلہ پر آیا تو یہ بھی مقابلے کے لیے نکلا۔ مرو دشت کے پل کو توڑ دیا۔ ابن ضبارہ نے کسی اور راستہ سے دوسری سمت سے حملہ کیا۔ سلیمان نے ابان بن معاویہ بن ہشام سے کہا اب دشمن آ گیا ہے اس نے کہا مجھے ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ سلیمان نے کہا ہاں اور تم کو بھی یہی حکم ملا ان سے لڑنے کا حکم نہ دے۔ بہرحال معن کی فوج نے ان پر حملہ کیا اور مرو دشت کے قریب جو غرب میں ہے معرکہ جدال و قتال گرم ہوا [illegible] درجہ کمال پر تھا۔

[illegible]

ترجمہ: [illegible] موت سے بھاگے [illegible] قتل ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست

ابن معاویہ کو شکست ہوئی [illegible] امان [illegible] ان میں سے ایک شخص [illegible] یہ بات پہلے سے مشہور [illegible] ابن ضبارہ نے [illegible] قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے [illegible] جو لوگ مارے گئے [illegible] بیان کیا گیا ہے [illegible] دیا۔

حصین بن وعلہ السدوسی کا قتل

جب ابن معاویہ نے شکست کھائی تو شیبان بھاگ کر [illegible] منصور بن جمہور سندھ چلا گیا۔ [illegible] عمر بن سہیل بن عبدالعزیز مصر چلا گیا [illegible] ابن ضبارہ کے پاس [illegible] حمید الطویل نے اس سے کہا [illegible] حصین بن وعلہ السدوسی [illegible] جب اس نے قتل کا حکم [illegible] ابن ضبارہ [illegible] کیا تھا

[illegible]

"[illegible] آفتاب [illegible]"

ابن معاویہ [illegible] سیستان [illegible] منصور [illegible] سندھ چلا گیا [illegible] حصین بن وعلہ [illegible] چلے گئے۔

حصین بن وعلہ السدوسی ابن معاویہ کے [illegible] ابن ضبارہ کے پاس [illegible] دیا۔

عبداللہ بن علی کو امان

مدائنی کی روایت [illegible] ابن ضبارہ [illegible] عبداللہ بن معاویہ [illegible] عبداللہ بن معاویہ کی جانب سے ابان بن معاویہ [illegible] ابن ضبارہ کے ساتھ [illegible] ابن ضبارہ نے [illegible] عبداللہ بن علی بن عباس [illegible] ابن معاویہ کے ساتھ [illegible] امان [illegible] عبداللہ بن علی کو [illegible]

[illegible] خود کسی [illegible] کس کی [illegible]

عبداللہ بن علی کی ابن معاویہ کے مکتوب کی تصدیق

[illegible] نے عبداللہ بن علی سے [illegible] تھے [illegible] خط [illegible] جانے [illegible] ان کے متعلق [illegible]
[illegible] نے [illegible] کی [illegible] ابن [illegible]
[illegible] تھے اس نے [illegible] کی [illegible]

ابن ہبیرہ نے عبداللہ بن علی [illegible] کے ساتھ [illegible] ہو گئے [illegible] کہ [illegible] تھا [illegible]
[illegible] کے [illegible] ان کے پاس [illegible] دیا۔ [illegible] تھا اور
[illegible] ان کے [illegible] عبداللہ [illegible] تھا۔

ابن ہبیرہ کے قتل کا سبب:

جب ابن ہبیرہ [illegible] کے قتل کا حکم [illegible] تو اس نے [illegible] بن سعد [illegible] کے
[illegible] تھے [illegible] ان کے [illegible] ابن ہبیرہ [illegible] کی [illegible] ان سے [illegible] ابن ہبیرہ [illegible]
[illegible] گرفتار کیا جانے کا حکم دیا۔ [illegible] ان کے پاس ابن ہبیرہ [illegible] جانے کا حکم دیا تھا۔

* * *

باب ۱۴

ابو حمزہ خارجی

ابو حمزہ خارجی کا خروج

[illegible]

[illegible] مروان سے مخالفت کا اظہار کیا۔

[illegible]

عبدالواحد کی ابو حمزہ سے عارضی صلح

[illegible]

ابو حمزہ خارجی کی پابندی عہد

[illegible]

نے انکی تو طلب کرنے کہا معاذ اللہ ہم تو اپنی طرف سے جو تعمیل عہد کریں گے اور نہ اس معاہدے کو توڑ جائیں گے میں تو ویسا ہرگز نہیں کروں گا چاہے میری گردن ہی کاٹ دی جائے ہاں وہ مدت خود ہی جب ختم ہو رہی ہے۔

ابوحمزہ خارجی کا مکہ میں داخلہ:

جب ابوحمزہ نے میعاد صلح ختم کرنے سے انکار کر دیا تو یہ وفد اس سے رخصت ہو کر عبدالواحد کے پاس آیا اس سے ساری کیفیت سنائی۔ چنانچہ جب روانگی شروع ہوئی تو عبدالواحد ان روانگی میں تھا۔ واپس ہونے کے بعد اس نے مکہ ابوحمزہ کے لیے خالی کر دیا۔ ابوحمزہ بغیر لڑائی کے مکہ میں داخل ہوا۔ ایک شاعر نے عبدالواحد کی ہجو میں کچھ شعر بھی کہے۔

عبدالواحد بن سلیمان کی روانگی مدینہ:

عبدالواحد مدینہ چلا آیا فوج کا دیوان مرتب کیا یا شہر والوں کو باقاعدہ فوج میں بھرتی ہونے کے لئے تحریک کی اور ان کی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا۔ عباس بن عیاش کہتے ہیں کہ اس مہم میں میرا نام بھی لکھا گیا تھا میں نے اپنا نام کٹوا دیا۔ عبدالواحد نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان کو اس مہم کا افسر مقرر کیا جب یہ روانہ ہوئے تو یہ لوگ ابھی نکل رہے تھے کہ پھر آگے بڑھ گئے۔

امیر حج عبدالواحد بن سلیمان و عمال:

اس سال عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی امارت میں جو مکہ و مدینہ کا عامل تھا حج ہوا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبیدار تھا۔ حجاج بن ارطاۃ کوفہ کے اور عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار خراسان کا والی تھا وہاں بغاوت کی آگ لگی ہوئی تھی۔

۱۳۰ھ کے واقعات

عربوں میں نفاق:

اس سنہ میں ابو مسلم مرو کی فصیل میں داخل ہو کر دارالامارۃ میں مقیم ہوا اس نے علی بن جدیع کرمانی نے نصر سے لڑنے کے لیے چھوڑ لیا اس کی تفصیل یہ ہے:

۹ جمادی الاول ۱۳۰ ہجری کو ابو مسلم مرو کی شہر پناہ میں داخل ہو کر اس دارالامارۃ میں فروکش ہوا جہاں تمام خراسان کے صوبیدار قیام کیا کرتے تھے۔ علی بن جدیع الکرمانی اس وجہ سے ابو مسلم کے ساتھ ہو گیا کہ جب ان دونوں نے ابو مسلم سے لڑنے کا آپس میں عہد کر لیا تو عین لڑائی کے وقت بالکل مقابل سلیمان بن کثیر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے ابن الکرمانی سے کہا کہ ابو مسلم تم سے کہتے ہیں کیا تمہیں نصر کا ساتھ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی کل ہی کی تو بات ہے کہ اس نے تمہارے باپ کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا مجھے تو کبھی یہ گمان نہ تھا کہ تم اور نصر کبھی ایک مسجد میں نماز کے لیے بھی جمع ہو گے چہ جائیکہ تم اس کی حمایت میں لڑو۔ بس اس بات سے وہ بہت متاثر ہوا اور اب اس کی غیرت انتقام پھر جوش میں آ گئی اس نے اپنی رائے بدل دی جس سے عربوں کے باہمی سمجھوتے کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مضری و قحطانی عربوں کی ابو مسلم خراسانی سے درخواست:

عربوں کے اس قائد کے فوت ہو جانے کے بعد مضر نے ابو مسلم سے درخواست کی کہ آپ مضری عربوں کے ساتھ ہو جائیں ان کے مقابلے پر ربیعہ اور قحطانی عربوں نے اسے اپنے لیے مدعو کیا۔ کئی روز تک اس کے متعلق نامہ و پیام ہوتا رہا۔ ابو مسلم نے ان دونوں فریقوں کا ایک ایک وفد میرے پاس آئے تاکہ میں ان سے ایک جماعت کو اختیار کر لوں چنانچہ دونوں وفد آئے مگر ابو مسلم نے اپنے شیعوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ ربیعہ اور قحطانی عربوں کو اختیار کر لیں کیونکہ حکومت تو اس وقت تمام مضریوں کے ہاتھ میں ہے وہ مروان الجعدی کے عہدیدار ہیں انھیں نے یحییٰ بن زید کو قتل کیا ہے۔

مضری اور قحطانی وفود:

دونوں وفود آئے۔ مضری وفد میں عقیل بن معقل بن حسان اللیثی، عبیداللہ بن عبد ربہ اللیثی اور خطاب بن محمد السلمی اپنے اپنے امراؤں کے ساتھ تھے۔ قحطانی وفد میں عثمان بن الکرمانی، محمد بن المثنیٰ اور سورة بن محمد بن عزیز الکندی اپنے ہم رتبہ اور لوگوں کے ساتھ تھے۔ ابو مسلم نے عثمان بن الکرمانی اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے بلایا۔ یہ لوگ قصر کے باغ میں جہاں ان کے لیے فرش و مسند بچھا دی گئی تھی آ کر بیٹھے تو ابو مسلم قصر کے مکان کے ایک کمرہ میں تھا۔ اب اس نے عقیل بن معقل وغیرہ مضری وفد کو اپنے پاس بلایا یہ لوگ اس کے پاس آئے۔

بنی مضر کے خلاف تقاریر:

اس وقت جو شیعہ ابو مسلم کے ساتھ اس کمرہ میں موجود تھے اس نے شیعوں کو ایک خط پڑھ کر سنایا جسے اس نے خود لکھا تھا اور ان سے کہا کہ آپ ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیں خط کے پڑھے جانے کے بعد سلیمان بن کثیر نے جو ایک زبردست مقرر تھا کھڑے ہو کر تقریر کی اور علی بن الکرمانی اور اس کے دوستوں کو اختیار کرنے کی رائے دی۔ پھر ابو منصور طلحہ بن رزیق نقیب نے جو ایک فصیح البیان مقرر تھا تقریر کی۔ اس کے بعد مزید بن شقیق السلمی نے کہا کہ مضر آل نبی ﷺ کے قاتل ہیں نیز امیہ کے اعوان اور مروان الجعدی کے انصار ہیں۔ ہمارے خون ان کی گردنوں پر ہیں ہمارا مال ان کے قبضہ میں ہے اور ہمارے ساتھی اب ان کے سامنے ہیں۔ نصر خراسان پر مروان کا عامل ہے۔ یہ اس کے احکام کو جاری کرتا ہے منبر پر اس کے لیے دعا مانگتا ہے اور امیر المومنین کے لقب سے اسے یاد کرتا ہے ہم اس سے بالکل بے تعلق ہیں چاہے امیر المومنین ہو اور چاہے نصر۔ حق و انصاف اسی پر ہے کہ ہم علی بن الکرمانی اور اس کے ربیعہ اور قحطانی طرفداروں کو اختیار کرتے ہیں۔ ان حاضرین نے بھی جو یہاں بیٹھے تھے مزید بن شقیق کی تائید کی۔

مضری وفد کی ناکامی:

یہ رنگ دیکھ کر مضری وفد مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا ذلت اور رنج کے آثار ان کے چہروں پر ہویدا تھے۔ ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو رسالے کے ساتھ ان لوگوں کو بحفاظت مقام امن تک پہنچا آنے کے لیے بھیج دیا۔ اور علی بن الکرمانی کا وفد کامیاب ہو کر فرحاں و شاداں واپس ہوا۔

ابو مسلم انتیس دن آلین میں رہا۔ آلین سے پھر ماخوان یعنی خندق کی داہنی جانب چلا گیا۔ اس نے شیعوں کو عموماً مرو پر حملہ کرنے

کے لیے مکان بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اب عربوں میں پھوٹ ڈال دی گئی ہے تم ان کی طرف سے مطمئن رہو۔ اور یہ بھی اطمینان رکھو کہ ان کی جانب سے مطمئن رہو کہ ہماری ہی وجہ سے ان میں افتراق پیدا ہوا۔

ابومسلم خراسانی کا مرو پر قبضہ:

۹ ربیع الآخر بروز پنجشنبہ ۱۳۰ ہجری کو ابومسلم آلین سے آگے بڑھا۔ خندق کو چھوڑ کر بڑھتا چلا گیا۔ یہاں وہ پورے تین ماہ قیام کر کے بروز پنجشنبہ ۹ جمادی الآخر مرو کی شہر پناہ میں داخل ہوا۔ اس زمانہ میں مرو کی شہر پناہ پر نصر کا قبضہ تھا کیونکہ وہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔ علی بن کرمانی نے ابومسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنی سمت سے شہر پناہ میں داخل ہوں اور میں اپنے ساتھیوں اور اپنے خاندان والوں کے ساتھ اپنی سمت سے داخل ہوتا ہوں اس طرح ہم اس پر قبضہ کر لیں گے۔ ابومسلم نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھے یہ اطمینان نہیں ہے کہ تم اور نصر دونوں متحد ہو کر مجھ سے لڑنے لگو تم پہلے شہر پناہ میں داخل ہو کر نصر سے جنگ شروع کر دو۔ چنانچہ علی بن کرمانی شہر پناہ میں داخل ہوا اور جنگ شروع ہو گئی ابومسلم نے ابوعلی شبل بن طہمان النقیب کو کچھ سواروں کے ساتھ روانہ کیا یہ شہر پناہ میں آ کر داخل ہوئے اور بخاراخذاہ کے محل میں آ کر فروکش ہو گئے اور اب انھوں نے ابومسلم سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی داخل ہوں۔ ابومسلم خندق کی طرف سے شہر پناہ میں داخل ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ میمنہ پر مالک بن الہیثم الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع التمیمی تھا۔ جس وقت ابومسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو کرمانی اور نصر کے درمیان جنگ ہو رہی تھی ابومسلم نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی

﴿وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ﴾

”اور وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) شہر میں اہل شہر کی بے خبری کی حالت میں داخل ہوا اس میں دو شخصوں کو لڑتا ہوا پایا ایک ان میں سے اس کے طرفداروں میں تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے۔“

ابومسلم چلتا ہوا قصر الامارۃ میں جہاں خراسان کے صوبہ دار رہا کرتے تھے آ کر فروکش ہوا۔ یہ واقعہ بروز پنجشنبہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰ ہجری کا ہے۔ دوسرے دن جمعہ کو تاریخ ۱۰ جمادی الاولیٰ نصر مرو چھوڑ کر چلا گیا۔ اب مرو پر بلا شرکت غیرے ابومسلم کا کامل دخل ہو گیا۔

ابومنصور طلحہ کو بیعت لینے کا حکم:

جب ابومسلم شہر پناہ میں داخل ہو گیا تو اس نے ابومنصور طلحہ بن رزیق کو حکم دیا کہ وہ فوج سے بیعت لے۔ یہ ابومنصور بڑے فصیح تھے۔ ایک بڑے عالم اور فصیح البیان مقرر تھے اور ہاشمی خلافت کے دلائل اور ان کی دعوت کو کامیاب کرنے والے نکات سے خوب واقف تھے۔ منجملہ ان بارہ نقیبوں کے تھے جنھیں محمد بن علی نے ان ستر آدمیوں میں سے انتخاب کیا تھا جنھوں نے ۱۰۳ یا ۱۰۴ ہجری میں ان کے ایلچی کے ہاتھ پر جسے انھوں نے خراسان بھیجا تھا ان کی دعوت قبول کیا تھا۔ محمد بن علی نے اپنے ایلچی کو حکم دیا تھا کہ وہ خود اختیاری کی دعوت دے کسی خاص شخص کا نام نہ لے البتہ یہ ضرور کہے کہ ایک شخص ہے جس پر سب لوگوں کی رضامندی ہو گی یہ اپنا ایلچی خراسان روانہ کیا اس نے خفیہ طور پر دعوت شروع کی لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور جب ان کی تعداد ستر ہو گئی تو ان میں سے حسب ذیل بارہ نقیب مقرر کیے۔

محمد بن علی کے بارہ نقیب:

خراسان میں سے سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، زیاد بن صالح، طلحہ بن رزیق اور عمرو بن اعین خزاعہ میں سے، قحطبہ جن کا نام زیاد بن شبیب بن خالد بن معدان تھا طے میں سے۔ موسیٰ بن کعب، لاہز بن قریظ، القاسم بن مجاشع یہ سب بنی امرؤ القیس تمیم سے تھے۔ یہ سب اور اسلم بن سلام، ابو داؤد خالد بن ابراہیم بنی عمرو بن شیبان بن ذہل سے تھے (یہ سعدی کا غلام تھا) اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بجائے عمرو بن اعین کے شبل بن طہمان تھا وہ بنی حنیفہ کا غلام تھا اور ابوالنجم عمران بن اسماعیل آل ابی معیط کے غلام تھے۔ یہ ابو مسلم کا داماد تھا۔ نقیبوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کا باپ زندہ ہو البتہ ابو منصور طلحہ بن رزیق بن اسعد کے باپ ابو زینب الخزاعی زندہ تھے۔ یہ شخص عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کی جنگ میں شریک تھا اور مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ بھی ان کی مغازی میں شریک رہا تھا۔ ابو مسلم تمام امور میں ان سے مشورہ لیتا تھا اور جن لڑائیوں میں یہ شریک رہ چکے تھے ان کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ بعض اوقات ان کو کنیت ابو منصور سے بھی پکارا کرتا تھا۔

بنی ہاشم کے لیے بیعت:

ابو منصور نے کہا جب ہم لوگوں سے بیعت لیتے تو شرط یہ تھی بیعت لیتے وقت وہ کہتے تھے۔ میں تم سے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ میں سے جس شخص پر سب متفق ہو جائیں اس کی اطاعت کے لیے بیعت لیتا ہوں۔ تم لوگوں پر اس کے لیے اللہ کے سامنے اس کا عہد کرنا چاہیے جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اسے بیویوں کو طلاق اور غلاموں کو آزاد اور پیدل حج کرنا پڑے گا۔ تم لوگ کسی سے کچھ نہ مانگو گے البتہ جب تمہارے والی تمہیں دیں اور اگر تمہارا دشمن تمہارے قدموں کے نیچے بھی ہو تب بھی تم اپنے افسروں کے حکم کے بغیر اس پر ہاتھ نہ ڈالنا۔

ابو مسلم نے یونس بن عبدربہ، عیسیٰ بن معقل، منصور بن ابی الخرقاء اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ابو منصور سے ان کے متعلق مشورہ لیا۔ انہوں نے ان کے قتل کا مشورہ دیا۔ ابو مسلم نے ان سب کو قتل کر دیا۔ یہ چوبیس آدمی تھے۔

نصر کی ابو مسلم کو مصالحت کی پیش کش:

ابو مسلم نے اپنی فوج کے محافظ دستہ پر خالد بن عثمان کو افسر مقرر کیا اور پولیس پر مالک بن ہیثم کو [illegible] ابو صالح کامل بن مظفر کو فوج کا [illegible] مقرر کیا اور ہر شخص کو چار چار درہم ماہوار معاش میں دیے۔ ابو مسلم ماخوان میں تین ماہ اپنی خندق میں رہا۔ جب یہاں سے روانہ ہوا تو [illegible] اس کے میمنہ پر لاہز بن قریظ، میسرہ پر قاسم بن مجاشع اور مقدمہ لشکر پر ابو نصر مالک بن ہیثم تھے۔ ابو عبدالرحمن ماخوانی کو اس نے اپنی خندق کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ ابو مسلم نے شیبان کے پڑاؤ [illegible] کی۔ نصر کو اب ابو مسلم اور کرمانی کا اپنے خلاف متحد ہو جانے کا اندیشہ ہوا اس نے ابو مسلم کو [illegible] تم مرو میں داخل ہو جاؤ اور مجھ سے صلح کر لو۔ ابو مسلم نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور نصر سے صلح کر لی۔ [illegible] ابو مسلم کے پاس آ جاتا تھا۔ ابو مسلم اس وقت شیبان کے پڑاؤ میں تھا اور دوسرے دن نصر اور کرمانی [illegible] کرنے کے لیے نکلے۔ ابو مسلم مرو میں داخل ہو گئے۔ یہ نصر اور کرمانی کا [illegible] مقابلہ [illegible] واقعہ [illegible] ہجری میں ہوا۔ ابو مسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا [illegible] آخر آیت تک

نصر بن سیار کا مرو چھوڑنے کا فیصلہ:

جب ابو مسلم مرو میں آ گیا تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا ابو مسلم کا اقتدار بہت بڑھ گیا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گا اب تم لوگ میرے ساتھ اس شہر کو چھوڑ کر چلو۔ بعض لوگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور بعض نے تائید کی۔ نصر نے کہا مجھے یقین ہے کہ ایک دن تم میری اس رائے کو یاد کرو گے۔ نصر نے اپنے خاص معتمد ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ ابو مسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس سے اپنا تعلق قائم رکھو۔

نصر بن سیار کا فرار:

ابو مسلم نے لاہز بن قریظ کو نصر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ابو مسلم کی تحریک میں شریک ہونے کی دعوت دے۔ لاہز نے نصر کے سامنے یہ آیت پڑھی:

”لوگ تمہارے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں قتل کر دیں۔“

اس سے پہلے ہی اس نے لفظاً آیت قرآنی اسی پڑھی تھی جس سے نصر سمجھ گیا کہ وہ اس سے کیا کہہ رہا ہے اپنے گھر کے دروازے پہنچا اپنے غلام سے کہا وضو کے لیے پانی لاؤ وضو کے بہانے گھر سے اٹھ کر باغ میں آیا اور وہاں سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔

ایاس بن طلحہ کی روایت:

ایاس بن طلحہ راوی ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا میرے چچا بیعت کرنے کے لیے ابو مسلم کے پاس گئے تھے ان کے واپس آنے میں دیر ہو گئی میں نے عصر کی نماز پڑھی اور بیٹھا تھا ہم ان کا انتظار کر رہے تھے اور ہم نے ان کے لیے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ میں اپنے باپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں نصر ایک ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ جس گھوڑے پر وہ سوار تھا اس سے زیادہ تیز رو اور کوئی گھوڑا اس کے پاس نہ تھا۔ اس کے ہمراہ اس کا حاجب اور حکم بن نمیلہ النمیری تھا میرے باپ نے مجھ سے کہا یہ بھاگ رہا ہے کیونکہ اس کے ہمراہ نہ تو محافظ دستہ ہے نہ آگے آگے پیادے اور سوار ہیں جب وہ ہمارے پاس سے گزرا اس نے نہایت آہستگی سے سلام کیا اور جب ہم سے آگے بڑھ گیا تو اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی۔ حکم بن نمیلہ نے اس کے غلاموں کو آواز دی وہ بھی سوار ہو کر اس کے پیچھے ہو لیے۔

نصر بن سیار کے سفر کا واقعہ:

اسی راوی کی دوسری روایت ہے ہمارے مکانات اور مرو کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا۔ عشاء کے بعد نصر ہمارے پاس سے گزرا گاؤں والے اسے دیکھ کر چیختے ہوئے بھاگے اور رونے لگے۔ میرے اہل اور بھائیوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی نصر کے ساتھ ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مارا جائے۔ پانچ شخص اور میرے چچا صاحب بن ... اس کے پیچھے ہو لیے اور آدھی رات گئے ہم اس تک پہنچ گئے۔ اس کے ہمراہ پچیس آدمی تھے۔ اس کا گھوڑا تھک گیا تو نصر نے کہا مجھے خوف ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے گا کون شخص ہے جو اس رات میں ہماری رہبری کرے؟ عبداللہ بن عرادۃ الضبی نے کہا میں رہنمائی کروں گا۔ نصر نے کہا یہی بات ہے چنانچہ وہ ہمیں ساری رات سفر کراتا رہا۔ صبح ہم کو سرخس سے کم فاصلے پر صحرا میں ایک کنویں پر ہوئی۔ ہماری تعداد پندرہ تھی اس دن بھی ہم برابر چلتے رہے۔ عصر کے وقت ہم نے ایک جگہ منزل کی جہاں سے سرخس کے محل اور مکان دکھائی د

رہے تھے اور سب حالات [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible]۔ [illegible] نے [illegible] ان کے [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] تھے [illegible] [illegible] [illegible] ہو گیا تھا۔

نصر بن سیار کا نیشاپور میں قیام

جب [illegible] کی طرف سے [illegible] [illegible] [illegible] نے سرخس میں قیام کیا اور جب لوگوں [illegible] نصر [illegible] آیا۔ یہاں [illegible] ابو مسلم کے [illegible] [illegible] یہاں قیام [illegible] نصر [illegible] سب [illegible] یہاں [illegible] ہے۔

نصر کے چلے جانے کے بعد ابو مسلم نے [illegible] ابو مسلم کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ نصر کے [illegible] کے بعد ابو مسلم نے [illegible] [illegible] ہے۔

واقعات مذکورہ بالا کے متعلق ایک اور روایت بھی ہے۔

ابو مسلم خراسانی کا علی بن کرمانی کی حمایت کا فیصلہ:

[illegible] ابو مسلم اپنی چھاؤنی سے [illegible] ایک دوسرے موضع ماخوان میں آیا۔ اب یہاں اس نے چھاؤنی قائم کی [illegible] علی بن جدیع [illegible] کے فرزند [illegible] تھے۔ نیز نصر [illegible] کے طرف [illegible] اطاعت [illegible] اس نے [illegible] کے پاس اپنے قاصد بھیجے [illegible] کے ساتھ صلح [illegible] کی اطاعت قبول [illegible] نے اس کی بات مان لی [illegible] ان دونوں میں صلح ہو گئی۔ جب [illegible] نے نصر کو لکھا کہ آپ اپنا ایک وفد بھیجئے تاکہ [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] علی بن کرمانی [illegible] آپ [illegible] ایک وفد بھیجا [illegible] ہو گئی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ابو مسلم نے [illegible] کے ساتھ [illegible] اس واقعہ [illegible] علی بن کرمانی کی امداد کے لیے بھیجا تھا۔

ابو مسلم خراسانی کا مرو میں استقبال:

ابو مسلم ماخوان [illegible] سے نکل کر اپنے تمام ساتھیوں [illegible] علی بن جدیع کے پاس روانہ ہوا [illegible] عثمان دوسرے [illegible] کے اطراف [illegible] جب ابو مسلم مرو کے سامنے آیا تو عثمان بن جدیع نے [illegible] جمعیت کے ساتھ اس کا استقبال کیا [illegible] اشراف [illegible] موجود تھے۔ [illegible] علی بن کرمانی [illegible] شیبان بن سلمہ [illegible] علی بن جدیع کے [illegible] [illegible] آپ [illegible] آپ کے ساتھیوں [illegible] [illegible]

[illegible]

ابو مسلم کا علی بن کرمانی اور شیبان خارجی سے حسن سلوک:

[illegible]

ابو مسلم خراسانی کی نصر کو بیعت کی دعوت:

[illegible]

[illegible]

نصر بن سیار کی [illegible]

[illegible]

﴿ان الملا یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین﴾

[illegible] تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تم یہاں سے نکل جاؤ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

ابو مسلم کو نصر کی فراری کی اطلاع

نصر نے [illegible]

نصر کے ساتھیوں کا قتل

[illegible]

لاہز بن قریظ کا قتل

ابو مسلم نے [illegible]

علی بن جدیع اور شیبان خارجی

علی بن جدیع اور شیبان [illegible]

شیبان خارجی کو بیعت کی دعوت

جب علی بن کرمانی نے ابو مسلم سے [illegible]

بھیجا۔ شیبان نے ابن الکرمانی سے امداد طلب کی اس نے انکار کر دیا۔ شیبان سرخس آ پہنچا۔ بکر بن وائل کی ایک بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی۔ ابو مسلم کی طرف سے نو ازدی شخص جن میں منتجع بھی تھا اس کے پاس گئے تو شیبان نے ان سے کہا کہ وہ ایسی حرکات نہ کرے۔ انہوں نے اس سے قتل و غارت سے باز رہنے کی درخواست کی مگر شیبان نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ابو مسلم کے قاصدوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

شیبان خارجی کا قتل:

ابو مسلم نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد کردہ غلام کو جو ابیورد میں تھا حکم بھیجا کہ وہ شیبان سے جا کر لڑے۔ اس نے شیبان سے جنگ کی اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے شہر میں در آیا۔ اس نے شیبان اور بکر بن وائل کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ بعض لوگوں نے ابو مسلم سے کہا کہ بسام اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے اور مجرم اور بے گناہ ہر ایک کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ابو مسلم نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا۔ ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے بسام ابو مسلم کے پاس آ گیا۔

شیبان کے قتل کے بعد بکر بن وائل کا ایک شخص خلاف نامی ابو مسلم کے ان سفیروں کے پاس سے جنہیں اس نے شیبان کے پاس بھیجا تھا اور جو ایک مکان میں بند تھے گزرا اور ان کو نکال کر قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیبان کے مقابلہ کے لیے ابو مسلم نے خود اپنے پاس سے خزیمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کی زیر قیادت فوج بھیجی تھی۔

اسی سنہ میں ابو مسلم نے علی بن جدیع کرمانی اور اس کے بھائی عثمان کو قتل کر دیا۔

ابیورد و بلخ پر قبضہ:

ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب کو ابیورد بھیجا۔ اس نے اس مقام کو فتح کر لیا اور ابو مسلم کو اطلاع دی۔ ابو مسلم نے ابو داؤد کو بلخ بھیجا۔ زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری بلخ کا عامل تھا جب اسے معلوم ہوا کہ ابو داؤد آ رہا ہے تو اہل بلخ اور ترمذ کے ساتھ طخارستان کے سرحد سے جوزجان آ گیا۔ جب ابو داؤد ان کے قریب پہنچا تو یہ پسپا ہو کر ترمذ چلا گیا اور ابو داؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ ابو مسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا، اس کی جگہ اس نے یحییٰ بن نعیم کو بھیجا۔ جب ابو داؤد بلخ سے واپس ہوا تو ابو المیلاء بلخ آ گیا۔

زیاد بن عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن نعیم کا اتحاد:

زیاد بن عبدالرحمٰن نے یحییٰ بن نعیم ابو المیلاء سے مراسلت کی کہ ہم دونوں متحد ہو جائیں۔ ابو المیلاء نے اس تجویز کو قبول کر لیا۔ زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری، مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی، عیسیٰ بن زرعہ السلمی، اہل بلخ و ترمذ، طخارستان اور ماوراء النہر کے بادشاہ ان کے ساتھ آ گئے۔ زیاد اور اس کے ساتھی بلخ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر آ کر فروکش ہوئے۔ ادھر سے یحییٰ بن نعیم بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کے پاس آ گیا۔ جب یہ سب متحد ہو گئے تو ان سب نے جن میں مضری یمنی ربیعہ اور عجمی سب شامل تھے متحد طور پر ابو مسلم کے خلاف لڑنے کا تہیہ کر لیا اور عربوں کے جھگڑے ختم ہونے کی غرض سے انہوں نے مقاتل بن حیان النبطی کو اپنا سپہ سالار بنایا

ابو داؤد اور زیاد بن عبدالرحمن کی جنگ

ابو مسلم نے ابو داؤد کو بلخ جانے کا حکم دیا۔ یہ اپنی فوج لے کر بلخ کی جانب روانہ ہوا اور اب یہ تمام سردار ادھر یا سے بیان پر جمع ہو گئے تھے زیاد بن عبدالرحمن اور اس نے دو حصوں میں ابو سعید القرشی کو مرو الروذ کے درمیان بطور ہراول جنگی چوکی کے مقرر کیا تھا کہ یہ ابو داؤد کی فوج پر ان کی پشت سے ان پر حملہ آور ہوں۔ ابو سعید کی فوج بھی اور علم بھی سیاہ تھے جب جنگ شروع ہوئی اور لڑائی کے تمام باقی سردار جنگ کے لیے تیار ہو گئے اور صف بندی ہو چکی تو جب ابو سعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ دریا کی طرف جانب سے آ کر ان سے مل جائے۔

زیاد بن عبدالرحمن کو شکست:

چنانچہ اسی خیال سے جو کہ شاید ہو سے وہ اس پلٹ کر ان کے پیچھے نکل آیا چونکہ ان کے علم بھی سیاہ تھے اس لیے زیاد کی فوج کو یہ گمان ہوا کہ یہ فوج ابو داؤد کی ہے جسے اس نے ہمارے پیچھے کمین گاہ میں چھپا رکھا تھا مگر اس سے پہلے تو دونوں میں جنگ شروع ہو چکی تھی زیاد اور اس کی تمام فوج نے شکست کھائی ابو داؤد نے اس کا تعاقب کیا زیاد کے اکثر ساتھی دریائے سرخاب میں غرق ہو گئے اور جو پیچھے رہ گئے انہیں ابو داؤد نے قتل کر دیا۔ ابو داؤد نے زیاد کے فرودگاہ میں اتر کر جو کچھ وہاں تھا سب پر قبضہ کر لیا مگر زیاد کا تعاقب نہیں کیا۔ زیاد بھاگ کر اور ان کے دوسرے دوست ترمذ چلے گئے ابو داؤد نے اس دن زیاد کے فرودگاہ میں قیام کیا اور جو عرب وغیرہ مارے گئے تھے یا بھاگ گئے تھے ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اب بلخ پر ابو داؤد کا اچھی طرح عمل دخل ہو گیا۔

علی و عثمان پسران جدیع کرمانی کے قتل کا منصوبہ:

اس مرتبہ پھر ابو مسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور نضر بن صبیح المری کو بلخ بھیجا۔ جب ابو داؤد ابو مسلم کے پاس آ گیا تو ان دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ علی بن الکرمانی اور عثمان بن الکرمانی ان دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے۔ ابو مسلم نے عثمان کو بلخ کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اس نے بلخ آ کر فرافصہ بن ظہیر العبسی کو مشرق بلخ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مضری عرب اب پھر ترمذ سے مسلم بن عبدالرحمن الباہلی کی قیادت میں اس سے لڑنے آئے اور ان میں اور عثمان کی فوج میں ایک گاؤں میں جو بروقان اور ترمذ کے درمیان واقع تھا نہایت ہی شدید جنگ ہوئی۔ عثمان بن جدیع کی فوج کو شکست ہوئی فاتحوں نے بلخ پر قبضہ کر کے فرافصہ کو وہاں سے نکال دیا۔

عثمان بن جدیع کرمانی کا قتل:

جب اس ہزیمت کی خبر عثمان بن جدیع اور نضر بن صبیح کو جو اس وقت مرو الروذ میں تھے معلوم ہوئی تو یہ دونوں ان کے مقابلے کے لیے بڑھے ان کے آنے کی خبر سنتے ہی زیاد بن عبدالرحمن کی فوج اس رات بلخ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ نضر نے تو ان کے تعاقب میں بہت زیادہ مستعدی اس لیے ظاہر نہیں کی کہ وہ چاہتا تھا کہ ان سے مقابلہ نہ ہو اور یہ بھاگ جائیں مگر عثمان کی فوج سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی جنگ شروع ہو گئی اور شدید جنگ کے بعد عثمان بن جدیع کی فوج کو ہزیمت ہوئی اس کے بہت سے آدمی مارے گئے اور دشمن ان سے مال غنیمت لے کر اپنے اور مضری عربوں سے جا ملا۔ ابو داؤد مرو سے بلخ واپس آ گیا۔ ادھر ابو مسلم علی بن جدیع کے ساتھ نیشاپور روانہ ہوا۔ ابو مسلم اور ابو داؤد کی یہ رائے ہو چکی تھی کہ ایک ہی دن میں ابو مسلم علی کو اور ابو داؤد عثمان کو قتل کر دے۔ چنانچہ ابو داؤد نے بلخ آ کر عثمان

کو قتل کا فیصلہ کر کے سردار طلحہ بن [illegible] اور بہت سے عربوں کے ساتھ قتل کر دیا۔ جب یہ بات [illegible] ہو گیا تو ابوداؤد نے بلخ سے روانہ ہو کر ختل کے مقام میں اسے جا لیا اور ایک ساتھ حملہ کر کے عثمان اور اس کے دوستوں کو گرفتار کر کے پہلے قید کر دیا پھر بے دردی سے انہیں قتل کر دیا۔

علی بن جدیع کرمانی کا قتل:

اسی روز ابو مسلم نے علی کا کام تمام کر دیا۔ اس نے علی بن الکرمانی سے دریافت کر لیا تھا کہ اس کے خاص خاص معتمد علیہ دوست کون کون ہیں تاکہ میں انہیں عامل مقرر کروں اور انعام و خلعت دوں۔ علی نے ان کے نام بتا دیئے تھے۔ ابو مسلم نے ان سب کو قتل کر دیا۔

قحطبہ بن شبیب کی خراسان میں آمد:

اسی سنہ میں قحطبہ بن شبیب ابراہیم بن محمد بن علی کے پاس سے امام کا جھنڈا لے کر آئے ابراہیم نے اسے روانہ کر دیا تھا۔ ابو مسلم کے پاس خراسان آئے۔ ابو مسلم نے اسے اپنے مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا۔ اس کے ساتھ اور فوج کر دی اسے عہدہ داروں کے عزل و نصب کا اختیار دیا اور تمام فوجوں کے نام اس کے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

عاصم بن عمیر اور جمہور بن مرار کی جنگ:

اسی سنہ میں قحطبہ نصر سے لڑنے نیشاپور روانہ ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے شیبان بن سلمہ الحروری کے قتل کے بعد اس کے ساتھی نصر کے پاس جو نیشاپور میں تھا، آ گئے تھے۔ ان میں سے سوید الحنفی نے نصر سے فریاد کی۔ پس نصر نے اپنے بیٹے تمیم کو دو ہزار فوج کے ساتھ ان کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ اور آپ خود نصر نے طوس جانے کی تیاری کی۔ ابو مسلم نے قحطبہ بن شبیب کو اور سرداروں کے ساتھ جن میں قاسم بن مجاشع اور جمہور بن مرار تھے نصر کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ قاسم نے سرخس کا راستہ اختیار کیا اور جمہور ابیورد کی سمت سے بڑھا۔ تمیم نے عاصم بن عمیر السغدی کو جمہور کے لیے جو دوسروں کے مقابلہ میں بہت قریب آ گیا تھا روانہ کیا۔ عاصم نے اسے شکست دی یہ بھاگ کر [illegible] میں قلعہ بند ہو گیا۔ دوسری جانب قحطبہ اور قاسم بن مجاشع طوس پہنچ گئے۔ تمیم نے عاصم کو جمہور کو چھوڑ کر پیچھے آنے کا حکم دیا۔ عاصم اسے چھوڑ کر آ گیا اور اب قحطبہ ان سے لڑا۔

معرکہ طوس:

قحطبہ کے نصر کے مقابلے کے لیے جانے کے متعلق مذکورہ بالا روایت کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو مسلم نے شیبان الخارجی اور کرمانی کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا، نصر کو مرو سے نکال دیا اور تمام خراسان پر اس کا قبضہ ہو گیا تو اس نے اپنے عمال خراسان کے شہروں پر مقرر کیے۔ سباع بن النعمان الازدی کو سمرقند کا، ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان کا عامل مقرر کیا۔ محمد بن الاشعث کو طبسین اور فارس بھیجا۔ مالک بن الہیثم کو کوتوال مقرر کیا۔ قحطبہ کو طوس بھیجا اس کے ہمراہ یہ سردار تھے: ابو عون عبدالملک بن یزید، مقاتل بن حکیم العکی، خالد بن برمک، خازم بن خزیمہ، منذر بن عبدالرحمن، عثمان بن نہیک، جمہور بن مرار العجلی، ابو العباس المروزی، عبداللہ بن عثمان الطائی، سلمہ بن محمد، ابو غانم عبدالحمید بن ربعی، ابو حمید، ابو الجہم۔ ابو مسلم نے قحطبہ کی فوج کا بخشی ابو الجہم کو مقرر کیا تھا۔ عامر بن اسمعیل و محرز بن ابراہیم ان کے علاوہ اور بھی سردار تھے۔ غرض کہ طوس میں ان کا مقابلہ ان لوگوں سے ہوا جو وہاں تھے انہیں شکست

[illegible] جنگ سے [illegible] لوگوں کی تعداد [illegible] جنگ [illegible]

[illegible]

قاسم بن مجاشع کی [illegible]

[illegible] مسلم نے قاسم بن مجاشع [illegible] قحطبہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور قاسم بن مجاشع [illegible]

اسید بن عبداللہ کی قحطبہ سے امداد طلبی

ابو [illegible] تمیم بن نصر [illegible]

[illegible]

اور اس کا مقام معلوم ہوا [illegible] تمیم بن نصر [illegible]

[illegible] اسید بن عبداللہ الخزاعی [illegible]

پھر اس نے قحطبہ کو لکھا [illegible] دشمن کی جماعت [illegible]

[illegible] قحطبہ نے مقاتل بن حکیم العکی کو ایک [illegible]

ہزار فوج کے ساتھ [illegible] اسید کے پاس [illegible]

[illegible] ان کے دل چھوٹ گئے۔

قحطبہ بن شبیب اور تمیم بن نصر کی جنگ:

پھر قحطبہ [illegible] تمیم [illegible]

مقاتل بن حکیم [illegible] خالد بن برمک [illegible] اسید بن عبداللہ [illegible] حسن بن قحطبہ [illegible]

[illegible]

[illegible] قحطبہ نے اپنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

تمیم بن نصر کا قتل

تمیم بن نصر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نباتہ بن حنظلہ کا قتل

[illegible] خندق [illegible] اس خندق کا طول ایک فرسخ کے قریب ہو گیا۔

قحطبہ بن شبیب کی جرجان کی جانب پیش قدمی

قحطبہ [illegible] ذی قعدہ ۱۳۰ ہجری میں جرجان کی جانب بڑھا [illegible]

[illegible]

قحطبہ بن شبیب کا [illegible] سے مقابلہ

[illegible]

ملامت پر اتر آئے تھے کہ وہ حکومت میں عدل کیا کرتے تھے وعدے پورے کیا کرتے تھے اور مظلوم کی فریاد رسی کیا کرتے تھے مگر بعد میں وہ بھی دین حق سے ہٹ گئے انہوں نے بھی عدل بدل ڈالا اور حکومت میں ظلم کرنے لگے خاندان رسول اللہ ﷺ کے قتل و نیک لوگوں کو ڈرانے دھمکانے لگے تب اللہ نے تمہیں ان پر مسلط کیا ہے تم ان سے خوب بدلہ لو اور چونکہ تم ان سے زیادہ انتقام لینے والے ہو اس لیے تمہیں ان پر بڑا سخت ہونا چاہیے امام نے مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تمہارا ان کا مقابلہ ان کی تعداد کے تناسب سے ہو گا مگر اللہ تمہیں ان پر مظفر و منصور کرے گا تم انہیں شکست دو گے اور قتل کرو گے۔

ابو مسلم خراسانی کا قحطبہ کے نام خط:

اس تقریر سے پہلے ابو مسلم کا ایک خط قحطبہ کو مل گیا تھا یہ خط ابو مسلم کی جانب سے قحطبہ کے نام لکھا گیا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''اما بعد! اپنے دشمن پر حملہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل تمہاری مدد کرنے والا ہے اور جب تم ان پر فتح پاؤ تو ان کا خوب قتل کرنا۔''

چنانچہ ۱۳۰ ہجری جمعہ کے دن جس روز ذی الحجہ کا چاند ہوا دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ قحطبہ نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا اے اہل خراسان! آج وہ مبارک دن ہے جسے اللہ نے تمام اور دنوں پر فضیلت دی ہے جو نیک کام اس میں کیا جاتا ہے اس کا دوگنا ثواب ملتا ہے اسی طرح یہ ماہ بھی مبارک ہے کیونکہ اسی میں تمہاری وہ عید ہوتی ہے جس کا اجر اللہ عزوجل کے نزدیک اور تمام عیدوں سے زیادہ ہے۔ تمہیں امام نے بتایا ہے کہ اس دن اور اس ماہ میں تمہیں تمہارے دشمنوں پر فتح حاصل ہو گی اس لیے تم اب پوری کوشش صبر و استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو کیونکہ اللہ صابروں کا ساتھ دیتا ہے۔

قحطبہ اور نباتہ بن حنظلہ کی جنگ:

قحطبہ نے دشمن پر حملہ کیا حسن بن قحطبہ اس کے میمنہ پر اور خالد بن برمک اور مقاتل بن حکیم العکی اس کے میسرہ پر تھے اب جنگ شروع ہوئی دونوں فریق دیر تک ثابت قدمی اور استقلال سے ایک دوسرے سے لڑتے رہے آخرکار نباتہ مارا گیا اور اہل شام شکست کھا کر بھاگے ان کے دس ہزار آدمی اس معرکہ میں کام آئے۔ قحطبہ نے نباتہ اور اس کے بیٹے حیہ کا سر ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

سالم بن راویہ کی شجاعت:

سالم بن راویہ التمیمی ان لوگوں میں تھا جو ابو مسلم کے پاس سے بھاگ کر نصر کے پاس چلے آئے تھے پھر یہ نباتہ کے ساتھ ہو گیا جب جرجان میں قحطبہ کی فوج سے جنگ ہوئی اور اس میں نباتہ کی فوج شکست کھا کر بھاگی مگر یہ تنہا میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن سے لڑتا رہا۔ عبداللہ الطائی نے جو قحطبہ کے مشہور بہادروں میں تھا اس پر حملہ کیا سالم بن راویہ نے اس کے منہ پر تلوار کی ایک ضرب لگائی کہ اس کی آنکھ نکل پڑی اور یہ ان سے لڑتا رہا آخرکار مجبور ہو کر مسجد میں آ گیا۔ حملہ آور بھی مسجد میں آ گئے مگر پھر بھی اس کی یہ حالت تھی کہ جس سمت حملہ کرتا تھا صاف کر دیتا اور پھر للکارتا تھا۔ آخر میں انہیں عراقیوں کا حملہ آوروں نے مسجد کی چھت میں آگ لگا دی اور اوپر سے پتھر پھینک کر اسے مار ڈالا اس کا سر قحطبہ کے پاس لائے اس کے چہرے اور سر پر خراش تک بھی آ گئی تھی۔ قحطبہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مدینہ منورہ میں تعلیم کا کام

[illegible]

ابوذر غفاری کے اشعار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوذر غفاری کا اہل مدینہ سے خطاب

[illegible]

میں نے تم سے تمہارے ان والیوں کے طور طریقوں کے متعلق پوچھا تو تم نے ان کی برائی کی۔ میں نے پوچھا کیا یہ محض گمان پر لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں؟ تم نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا کہ وہ لوگوں کے مال اور ان کی عورتوں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں؟ تم نے کہا ہاں۔ اس پر ہم نے تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ ہم اور تم ان کے پاس جا کر کہیں کہ وہ ایسا نہ کریں۔ تم نے کہا وہ ایسا نہیں کریں گے۔ اس پر ہم نے کہا تم نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ پھر ہم نے کہا آؤ ہم ان سے لڑیں اور جب ہمیں ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہم پر حکومت کرے تو تم نے کہا ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پھر ہم نے تم سے کہا تو آؤ ہم اور تم مل کر ان سے جنگ کریں۔ اگر ہمیں ان پر فتح حاصل ہوئی تو ہم عدل و انصاف کے ساتھ تم پر حکومت کریں گے اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق تم میں عمل ہوگا۔ تو تم نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ پھر ان کی طرف سے ہم سے لڑے۔ ہم بھی تم سے لڑے۔ خدا تم کو رحمت سے دور کرے۔

خوارج اور اہل مدینہ کی جنگ

خوارج کی تعداد چار سو تھی ان کے ایک گروہ پر حارث ابن بکار بن محمد العدوی (یعنی قریشی) اور ایک پر ابو حمزہ کا قبضہ تھا اس طرح یہ مقابلہ پر آئے کیونکہ اہل مدینہ بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے خارجیوں نے اہل مدینہ سے مصالحت کی تھی اور کہا تھا کہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے تم ہمارا راستہ چھوڑ دو ہمیں اپنے دشمن کے مقابلہ پر جانے دو مگر انھوں نے نہ مانا۔ قدید میں ساتویں صفر ۱۳۰ ہجری کو فریقین میں جنگ ہوئی۔ گو یہ لوگ مارے گئے بجز چند کے سب کے سب قتل کر دیئے گئے ان کا سردار عبداللہ بھی مارا گیا۔ قریش نے بھی یہ الزام عائد کیا کہ انھوں نے خارجیوں سے سازش کر لی تھی۔ اس روایت کا راوی خزاعہ ہے کہ میں نے قریشیوں کو اس وقت تک ... ابو حمزہ نے عام امان دے دی۔ قدید کے معرکہ کے مقتولین کے بعد ابو حمزہ ۱۹ صفر ۱۳۰ھ کو مدینہ میں آئے۔

ابو حمزہ کی ہشام بن عبدالملک پر تنقید

ابو حمزہ نے مدینہ میں جو تقریر کی اس میں یہ بھی کہا: اے اہل مدینہ! میں ہشام بن عبدالملک کے عہد میں مدینہ میں آیا تھا اس وقت پالے سے تمہارے پھلوں کو نقصان پہنچا تھا تو تم نے ہشام سے درخواست کی کہ وہ تمہارا لگان معاف کر دے۔ اس نے تمہاری درخواست منظور کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مالدار زیادہ امیر ہو گئے اور غریب اور زیادہ غریب ہو گئے تم نے ہشام کو دعا دی تھی کہ خدا اس کا بھلا کرے۔ خدا اسے جزائے شر دے اور تمہیں۔

ابو حمزہ خارجی کا خطبہ

یحییٰ بن زکریا راوی ہیں کہ ابو حمزہ منبر پر چڑھا اور اس نے اپنے خطبے میں حمد و ثنا کے بعد کہا: اے مدینہ والو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اپنے وطن اور املاک کو چھوڑ کر بطور سرکش غاصب اقتدار کی طرح کسی عیش و عشرت کے لیے یا ملک گیری کے لیے نہیں آئے کہ حکومت و دولت کے مزے اڑائیں اور کسی قدیم عداوت کا بدلہ لینے نکلے ہیں۔ جب ہم نے دیکھا کہ حق کی روشنی گل ہو گئی اور راستی کا کام کرنے والا کوئی نہیں رہا اور جس نے انصاف کی بات کی وہ قتل کر دیا گیا تو یہ زمین باوجود اپنی وسعت کے ہم پر تنگ ہو گئی۔ ہم نے سنا کہ کوئی ہمیں خدا کی اطاعت اور اس کے احکام کی تعمیل کے لیے بلا رہا ہے ہم نے اس کی دعوت پر لبیک کہی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جو میں نے کہا ابوالفضیل کا۔ اس نے پوچھا اس وقت تم کہاں تھے؟ میں نے کہا علاوہ تھی۔ پھر اس نے پوچھا کل کہاں ہوں گے؟ میں نے کہا قلب میں۔ یہ سن کر اس نے اور کوئی بات نہیں کی بلکہ اپنے پیچھے مجھے سوار کر لیا اور اسی طرح ابن عطیہ کے پاس لے پیش کیا اور اس سے کہا کہ آپ اس لڑکے سے اس کا نام دریافت کیجیے۔ انہوں نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا میں نے جب یہی اس مرتبہ بھی یہی جواب دیا۔ اس سے ابن عطیہ خوش ہوا اور اس نے مجھے کچھ دے دیا۔

ابن عطیہ کی خوارج سے جنگ

جب ابو حمزہ اور ابن عطیہ باہم مقابل ہوئے تو ابو حمزہ نے کہا جب تک انہیں خبردار نہ کرو اور دعوت حق نہ دے دو ان سے نہ لڑو۔ چنانچہ خارجیوں نے پکار کر دریافت کیا کہ تم لوگ قرآن اور اس پر عمل کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو۔ ابن عطیہ نے پکار کر کہا ہم قرآن کو اناج کے بورے میں رکھتے ہیں ابو حمزہ نے یتیم کے مال کے متعلق پوچھا کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اس کا مال کھاتے ہیں اور اس کی ماں سے حرام کرتے ہیں غرض کہ اسی طرح کی اور باتیں انہوں نے دریافت کیں اور اسی قسم کا ان کا جواب دیا۔ ان جوابات کو سن کر خارجیوں نے شامیوں سے لڑنا شروع کیا اور شام تک لڑتے رہے جب رات ہونے لگی تو خارجیوں نے پکار کر کہا اے ابن عطیہ اللہ نے تو رات کو آرام لینے کے لیے بنایا ہے اب تم بھی آرام کرو اور ہم بھی آرام کرتے ہیں۔ مگر اس نے نہ مانا اور برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ اس نے تمام خارجیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

مدینہ میں خوارج کا قتل:

ابو حمزہ نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت اہل مدینہ کو رخصت کیا اور کہا کہ ہم مروان کے مقابلے پر جا رہے ہیں اگر ہمیں فتح ہوئی تو ہم تم پر حکومت کرنے میں عدل و انصاف کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق تمہارے مال غنیمت کو تمہارے درمیان تقسیم کریں گے۔ اور اگر خدانخواستہ دوسری صورت پیش آئی جس کی انہیں تمنا ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں

جب اہل مدینہ کو ابو حمزہ کے قتل کی خبر ملی تو وہ ان خارجیوں پر جھپٹ پڑے جو مدینہ میں رہ گئے تھے اور ان سب کو انہوں نے قتل کر دیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابو حمزہ اور اس کے ساتھی مروان کی طرف چلے تو ان کا دستہ زیر قیادت ابن عطیہ السعدی التمیمی وادی القریٰ میں ان پر حملہ آور ہوا۔ خارجی شکست اٹھا کر مدینہ کی جانب بھاگ گئے یہاں اہل مدینہ نے ان کا مقابلہ کیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابن عطیہ کی روانگی مکہ:

مروان کی جانب سے فوج کا قائد عبدالملک بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) تھا یہ چار ہزار عربی گھوڑوں کے ساتھ کہ جن کے ساتھ ایک خچر تھا مدینہ آیا۔ بعض سوار ایسے تھے جو دو بری زرہیں پہنے تھے اور ایک زرہ بھی پہنے تھے۔ اس فوج کے ساتھ جو لمبی لمبی جھولیں اور دوسرا اس قسم کا ساز و سامان تھا کہ اس زمانے میں ویسا کہیں نہیں دیکھا گیا تھا۔ یہ فوج مدینہ سے مکہ چلی گئی۔

ولید بن عروہ کی مدینہ پر تقرری

بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک ماہ قیام کیا اور پھر مکہ گیا۔ اس نے مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا جو اس کا بھتیجا تھا اور وہاں سے مکہ آیا۔ [illegible] قائم مقام مقرر کیا۔ جب ابن عطیہ تبالہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ بن یحییٰ کو جو اس وقت صنعاء میں تھا ابن عطیہ کی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ اب یہ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیے آگے آیا اور دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ابن عطیہ نے عبداللہ بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور اس کے بیٹے خبر مروان کے پاس بھیج دی۔ ابن عطیہ صنعاء آیا اس نے عبداللہ کے سر کو مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اسے لکھا کہ تم جس قدر جلد ہو سکے مکہ آ کر لوگوں کو حج کراؤ۔ یہ چند سواروں کے ساتھ جریدہ صنعاء سے چلا۔ مقام جرف میں پڑاؤ ہوا۔ اہل قریہ میں سے بعض نے اسے شناخت کیا اور کہنے لگے کہ بخدا یہ شکست کھا کر بھاگے ہیں۔ بس اسی خیال سے ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ ابن عطیہ نے ان سے کہا ارے کمبختو! ٹھہرو مجھے امیر المومنین نے میر حج مقرر کیا ہے حج کے لیے جا رہا ہوں۔

ابن عطیہ کا قتل

ابو زید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں بھی ابن عطیہ کے ہمراہ صنعاء سے مکہ چلا کیونکہ مروان نے اسے میر حج مقرر کیا تھا اس کے ہمراہ اس کی فوج میں سے چالیس آدمی تھے۔ بارہ ہزار دینار بھی تھے۔ باقی تمام فوج اور سب سامان صنعاء میں چھوڑ آیا تھا۔ ہم لوگ بالکل بے خوف و خطر چلے جا رہے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا، اللہ شاہد ہے کہ دونوں پہاڑوں کو ڈھانک کر کسی قدر بلند جگہ میں سے ہماری طرف بڑھے۔ [illegible] میں پکارا [illegible] کہا کہ یہ [illegible] جو اللہ تعالیٰ [illegible] مجھے دیکھتے۔ جماعت مرادی کے دونوں بچے مارے جائیں گے انھوں نے کسی اور طرف سے گھیر لیا تھا ہم نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں انھوں نے کہا تم کون ہو؟ ابن عطیہ نے امیر المومنین کا خط نکال کر دکھایا جس میں انھوں نے مجھے امیر حج مقرر کیا ہے اور میں ابن عطیہ ہوں۔ انھوں نے کہا یہ سب باطل ہے تم لوگ ضرور [illegible] جب ہم نے دیکھا کہ یہ تو حملہ کرنا چاہتے ہیں تو صفر بن حبیب فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا۔ اس نے خوب ہی داد شجاعت دی اور مارا گیا۔ پھر ابن عطیہ بھی اسی طرح اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتا رہا اور کئی کو مار گرایا یہاں تک کہ مارا گیا۔ پھر ہمارے ساتھی اسی طرح مارے گئے۔ ان لوگوں نے مجھے دریافت کیا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں قبیلہ ہمدان سے ہوں۔ انھوں نے پوچھا ہمدان کے کس خاندان سے؟ میں نے اپنے کو ان سے منسوب کر دیا کیونکہ میں ہمدان سے تھا اور خود ان سے واقف تھا۔ اس پر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا تمہیں امان ہے اس کا قصہ بھی [illegible] اس مال کی رقم کا جو ابن عطیہ کے ساتھ تھی کوئی تعرض نہیں کیا۔ مجھے وہ دے دیا۔ پھر انھوں نے چند سواروں کو میرے ساتھ کر دیا جو مجھے مکہ تک پہنچا آئے۔ [illegible] میں مکہ آ گیا۔

اس سنہ میں موسم گرما میں ولید بن ہشام نے رومیوں سے جہاد کرنے کے لیے عمق پر پڑاؤ کیا اور اس نے مرعش کے قلعہ کو بنایا۔

اس سنہ میں بصرہ میں طاعون ہوا۔

قحطبہ بن شبیب کا اہل جرجان پر حملہ

اس سنہ میں قحطبہ بن شبیب نے اہل جرجان کے علاقہ پر حملہ کیا۔ جب [illegible] نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۱۵

معرکہ زاب

یا

قحطبہ بن شبیب

۱۳۱ھ کے واقعات

ابو کامل کی ابو مسلم سے علیحدگی

اس سنہ میں قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو نصر کے مقابلے کے لیے بھیجا جو قومس میں مقیم تھا۔

نباتہ کے قتل کے بعد نصر بذش سے روانہ ہو کر خوار آ گیا تھا۔ ابو بکر العقیلی اس مقام کا امیر تھا۔ قحطبہ نے محرم ۱۳۱ ہجری میں اپنے بیٹے حسن کو قومس بھیجا۔ پھر ابو کامل، ابو القاسم محرز بن ابراہیم اور ابو العباس المروزی کو سات سو فوج کے ہمراہ حسن کے پاس روانہ کیا۔ جب یہ لوگ اس کے قریب پہنچے تو ابو کامل اپنی جماعت کو چھوڑ کر نصر سے جا ملا اور نصر سے آ کر کہا کہ اس نے ان سالاروں کا مقام جسے وہ چھوڑ آیا تھا بتایا۔ نصر نے ایک فوج ان کے مقابلے کے لیے بھیج دی۔ جب نصر کی فوج آئی تو اس نے ابو مسلم کی فوج کا جو ایک فصیل میں فروکش تھی محاصرہ کر لیا۔

نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے برہمی:

جمیل بن مہران نے فصیل میں شگاف کر کے اپنی فوج کو نکال دیا اور بھاگ گیا اور یہ لوگ مال و متاع بھی چھوڑ گئے۔ نصر کی فوج نے اس پر قبضہ کر لیا۔

نصر نے اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ عطیف نے رے میں اسے روک لیا۔ نصر کے قاصد سے خط اور روپیہ لے لیا اور اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ نصر کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ برہم ہوا اور کہنے لگا کہ کیا ابن ہبیرہ نے یہ کس طرح کا جھگڑا پیدا کیا ہے۔ کیا وہ قیس کے ان کمزور فقیروں کو میرے خلاف برانگیختہ کر رہا ہے۔ بخدا میں اس سے اب کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔ اسے اور اس کے بیٹے اور جس کے لیے وہ سب تدبیریں کر رہا ہے معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کوئی حقیقت و وقعت نہیں ہے۔

نصر بن سیار کا انتقال:

اب خود نصر روانہ ہو کر رے آیا۔ حبیب بن بدیل نہشلی رے کا عامل تھا۔ جب نصر رے آیا تو عطیف رے سے ہمدان

بھیجے گئے۔ یہاں مالک بن ادہم بن محرز الباہلی صحصحیہ جماعت کے ساتھ مقیم تھا جب عطیف نے مالک کو ہمدان میں موجود پایا تو ہمدان کو چھوڑ کر اصبہان عامر بن ضبارہ کے پاس چلا گیا۔ عطیف کے ساتھ تین ہزار آدمی تھے جنہیں ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لیے بھیجا تھا مگر عطیف نے رے میں پڑاؤ کر دیا اور نصر کے پاس نہیں آیا۔ رے میں دو دن قیام کرنے کے بعد نصر بیمار ہو گیا اب وہ ڈولی میں سفر کرنے لگا جب ہمدان کے قریب مقام ساوہ پہنچا تو یہیں اس نے انتقال کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھی ہمدان میں داخل ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ نصر نے ۱۲ ربیع الاول کو پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب نصر خوار سے رے کی سمت روانہ ہوا تھا تو رے میں نہیں آیا بلکہ اس نے اس سے کترا کر راستہ تبدیل کیا۔ مفازہ ان کے درمیان واقع ہے اسی جگہ اس کا انتقال ہوا۔

زیاد بن زرارہ کی ابومسلم سے علیحدگی

(ابن جریر سے بعض سابق بیان شروع ہوتا ہے) نصر کے مرنے کے بعد حسن نے خازم بن خزیمہ کو سمنان کی سمت بھیج دیا اب قحطبہ جرجان سے اس طرف روانہ ہوا۔ اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارہ القشیری کو روانہ کیا۔ زیاد ابومسلم کا ساتھ دینے پر نادم ہوا اور قحطبہ کا ساتھ چھوڑ کر عامر بن ضبارہ کے پاس جانے کے لیے اصبہان کے راستہ ہو لیا۔

مسیب بن زہیر اور زیاد بن زرارہ کی جنگ

قحطبہ نے مسیب بن زہیر الضبی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اس نے ماہ محرم کے آخری دن عصر کے بعد اسے آلیا اور زیاد کو شکست ہوئی اور اس کی تمام فوج قتل ہو گئی۔ مسیب پھر قحطبہ کے پاس واپس آ گیا۔ قحطبہ قومس روانہ ہوا جہاں اس کا بیٹا حسن مقیم تھا۔ خازم بھی اس سمت سے قومس آ گیا۔ یہیں راستے سے آنے کا حسن نے اسے حکم دیا تھا۔ قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو رے کی سمت آگے روانہ کیا۔ حبیب بن بدیل النہشلی اور اس کے ہمراہی شامیوں کو حسن کی پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ رے چھوڑ کر چلے گئے۔ حسن رے میں داخل ہو گیا اور اپنے باپ کے آنے تک وہاں پڑا رہا۔ قحطبہ نے رے پہنچ کر ابومسلم کو اپنے رے آنے کی اطلاع دی۔

ابومسلم خراسانی کا نیشاپور میں قیام:

اس عرصہ میں ابومسلم مرو سے نیشاپور چلا آیا اور اب یہیں اس نے قیام کیا۔

جب قحطبہ نے اپنے رے پہنچ جانے کی ابومسلم کو اطلاع بھیجی تو وہ مرو چھوڑ کر نیشاپور آ گیا اور یہاں اس نے اپنی خندق کھودی۔ رے آنے کے تین دن بعد قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ہمدان روانہ کیا جب یہ ساوہ کی جانب بڑھا تو مالک بن ادہم اور شامی اور خراسانی جو وہیں تھے ہمدان سے نہاوند آ گئے۔ یہاں مالک نے سب لوگوں سے کہا کہ جس کسی کا نام دفتر میں لکھا ہوا ہے وہ اپنی روزی آ کر لے لے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی معاشیں بھی نہ لیں اور وہ لوگ نہاوند سے بھی چلے گئے۔ اب صرف مالک اور بقیہ وہ شامی اور خراسانی جو نصر کے ہمراہ تھے اس کے ساتھ رہے۔ حسن ہمدان سے نہاوند آیا اور شہر سے چار فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ کیا۔ قحطبہ نے ابوالجہم بن عطیہ باہلی کے آزاد غلام کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کی مدد کو بھیجا۔ حسن نے پورے طور سے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اسی سنہ میں عامر بن ضبارہ قتل کیا گیا۔

عامر بن ضبارہ کی قحطبہ کی جانب پیش قدمی:

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ابن ضبارہ کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد خراسان کی طرف بھاگا تو ابن ضبارہ اس

کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں یزید بن عمر کو جب ابن نباتہ بن حنظلہ کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبارہ اور اپنے بیٹے داؤد بن یزید بن عمر کو قحطبہ کے مقابلے کے لیے بھیجا یہ اصفہان کے شہر جی میں آ کر فروکش ہوئے۔ ابن ضبارہ کا پڑاؤ عسکر انس قرار پایا تو قحطبہ نے ان کے مقابلے کے لیے مقاتل، ابوحفص المہلبی، ابوحماد المروزی (بنی سلیم کے آزاد غلام) موسیٰ بن عقیل، اسلم بن حسان، ذویب بن الاشعث، کلثوم بن شبیب، مالک بن طریف، مخارق بن غفار اور ہیثم بن زیاد کو روانہ کیا عکی کو ان سب کا قائد عام مقرر کیا۔ عکی اپنی فوج کے ساتھ قم میں آ کر فروکش ہوا۔

عامر بن ضبارہ اور قحطبہ کی جنگ:

ابن ضبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن نے اہل نہاوند کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اس نے اہل نہاوند کی امداد کے لیے جانے کا ارادہ کیا مگر عکی کو بھی اس کے ارادے کی خبر ہو گئی اس نے فوراً قحطبہ کو اس کی اطلاع دی قحطبہ نے زہیر بن محمد کو کاشان روانہ کیا۔ اب خود عکی قم سے طریف بن غیلان کو قم میں اپنا قائم مقام بنا کر نہاوند کی طرف روانہ ہوا مگر پھر قحطبہ نے اسے اپنے آنے تک ٹھہرنے اور قم واپس جانے کا حکم دیا اور خود قحطبہ رے سے روانہ ہوا اسے ان دونوں فوجوں کی دیکھ بھال کرنے والے دستے ملے۔ جب یہ مقاتل بن حکیم العکی سے جا ملا تو اس نے اس کی چھاؤنی کو اپنی چھاؤنی سے متصل کر لیا۔ عامر بن ضبارہ ان کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں کے پڑاؤ میں ایک فرسنگ کا فاصلہ تھا کئی روز تک ابن ضبارہ بغیر لڑے ٹھیرا رہا۔ اب قحطبہ نے جارحانہ کارروائی کی اور دونوں میں جنگ شروع ہوئی۔ اس کے میمنہ پر عکی، خالد بن برمک کے ساتھ متعین تھا میسرہ پر عبدالحمید بن ربعی الطائی مالک بن طریف کے ساتھ متعین تھا۔ قحطبہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ یا جیسا بیان کیا گیا ہے ڈیڑھ لاکھ فوج تھی۔

عامر بن ضبارہ کی شکست:

قحطبہ کے حکم سے کلام پاک ایک نیزے پر باندھا گیا۔ اور اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم تمہیں کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کے لیے دعوت دیتے ہیں۔ شامیوں نے اسے گالیاں دیں۔ قحطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ عکی نے شامیوں پر حملہ کیا۔ دونوں فریق گتھم گتھا ہو گئے کوئی ترتیب باقی نہیں رہی مگر زیادہ دیر تک جنگ نہیں ہوئی کہ شامیوں کو شکست ہوئی۔ وہ بری طرح مارے گئے۔ فاتحوں نے ان کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ بے شمار اسلحہ، نقدی، غلام اور مال و اسباب ان کے ہاتھ لگا۔ قحطبہ نے شریح بن عبداللہ کو اپنے بیٹے حسن کے پاس اس فتح کی خوشخبری دینے کے لیے بھیجا۔

عامر بن ضبارہ کا قتل:

جب قحطبہ اور ابن ضبارہ کا مقابلہ ہوا تو ابن ضبارہ کے ہمراہ اہل خراسان میں سے صالح بن حجاج النمیری، بشر بن بسطام بن عمران بن الفضل البرجمی اور عبدالعزیز بن شماس المازنی تھے۔ ابن ضبارہ کے پاس صرف رسالہ تھا اور قحطبہ کے ساتھ پیدل اور رسالہ دونوں طرح کی فوج تھی۔ قحطبہ کی فوج نے ابن ضبارہ کے رسالہ پر ایسی بوچھاڑ کی کہ وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگ گئے۔ قحطبہ ان کا تعاقب کرتا ہوا اس کے لشکرگاہ تک چلا آیا۔ ابن ضبارہ نے اپنے پڑاؤ کو چھوڑ دیا اور اپنی فوج کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور یہ مارا گیا۔

عین لڑائی میں داؤد بن یزید بن عمر میدان جنگ سے خود بھاگ گیا۔ ابن ضبارہ نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھاگ

گیا ہے کہ ابن ضبارہ نے کہا خدا اس پر لعنت کرے۔ مگر وہ خود لڑتا رہا اور مارا گیا۔

مال غنیمت:

ایک شخص جو قحطبہ کے ہمراہ اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جس قدر گھوڑے، اسلحہ اور لونڈی غلام ان کے ساتھ تھے اس قدر ہمیں ملے اپنے لشکر گاہ میں تیار کی تھیں میں نے کبھی کسی لشکر گاہ میں نہیں دیکھیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک شہر فتح کیا ہے۔ اسی طرح بے شمار بربط، طنبورے اور دوسرے باجے ہمارے ہاتھ آئے اور بہت کم ایسے خیمے یا چھولداریاں ایسے تھے کہ جن میں کوئی شراب کا کوئی مشکیزہ یا مٹکا نہ ملا ہو۔

اس جنگ میں ابن ضبارہ پر قحطبہ اور مروان کی ان فوجوں میں جو وہاں پناہ گزیں تھیں جنگ ہوئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ مقام جابی واقع ضلع اصبہان میں ہوئی۔ اور یہ جنگ ہوئی جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔

عاصم کا حسن پر حملہ کرنے کا ارادہ:

جب قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دی تو اس نے اور اس کی فوج نے خوشی میں تکبیر بلند کی اور اس کی خبر نشر کر دی۔ یہ بیان کرتے تھے کہ اس وقت عاصم بن عمیر السعدی نے اپنی فوج سے کہا کہ دشمن جو اس قدر زور دے رہا ہے ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قبل اس کے کہ اس کا پتہ چل جائے ہم حسن پر ٹوٹ پڑیں اور اس طرح ہمیں موقع مل جائے گا کہ جدھر جانا چاہیں نکل جائیں کیونکہ اب زیادہ عرصہ تک تم لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ اس پر یہ خیال ہوا کہ آپ لوگ گھوڑوں پر سوار ہیں آپ تو نکل جائیں گے اور ہمیں چھوڑ جائیں گے۔ مالک بن ادہم الباہلی نے کہا ابن ضبارہ کا خط میرے پاس آیا ہے جس میں اس نے اپنے آنے کا حال لکھا ہے اب میں تو اس کے آنے تک اس مقام سے نہیں جاؤں گا۔

مالک بن ادہم کی قحطبہ سے مصالحت:

اصبہان میں بیس روز قیام کرنے کے بعد قحطبہ نہاوند میں اپنے بیٹے حسن کے پاس آیا۔ اس نے نہاوند کی فوج کو گھیر لیا۔ تین ماہ محاصرہ رکھا۔ ان کے سامنے امان پیش کی مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قحطبہ نے شہر پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ جب مالک نے یہ دیکھا تو اس نے اپنے اور شامیوں کے لیے قحطبہ سے معاہدہ صلح لے لیا۔ اہل خراسان کو اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ قحطبہ نے مالک کو معاہدہ صلح دے دیا اور اسے پورا بھی کیا۔ شامیوں میں سے اس نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ اس کے خلاف اس نے تمام خراسانیوں کو [illegible] کے قتل کر دیا۔ ان مرنے والوں میں ابو کامل، حاتم بن الحارث بن شریح، ابن نصر بن سیار، عاصم بن عمیر، علی بن عقیل، بیہس بن بدیل السلمی الجزری، ایک قریشی شخص بختری نام جو عمر بن الخطاب کی اولاد میں تھا (مگر صاحب سیر نے اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے کہ [illegible]) اور قطن بن حرب الہلالی تھے۔

جب مالک بن ادہم نے قحطبہ سے مصالحت کر لی تو حسن بن قحطبہ نے [illegible] کے خلاف حملہ کر رہا ہے مگر اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہی اس نے دیکھا کہ ان خراسانیوں کے لیے جو قحطبہ کے ہمراہ تھے شہر کے دروازے کھول دیے

گئے اور وہ داخل ہو گئے قحطبہ نے ان لوگوں کو شہر پناہ میں داخل کر دیا۔

قحطبہ کی اہل خراسان اور شامیوں کو امان

اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ قحطبہ نے ان خراسانیوں سے جو نہاوند میں تھے کہلا بھیجا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ تم سب کو امان ہے مگر انھوں نے اس سے انکار کر دیا اس کے بعد اس نے اہل شام کو اسی قسم کی دعوت دی انھوں نے قبول کر لیا وہ تنگ آ چکے تھے۔ وہ شعبان و رمضان اور شوال کے محاصرے کے بعد انھوں نے اپنے لیے امان حاصل کر لی تھی انھوں نے قحطبہ سے درخواست کی کہ وہ اہل شہر پر دوسری جانب سے حملہ کرے تاکہ وہ ادھر مشغول ہو جائیں اس وقت ہم ان کی جانب کا بھی دروازہ کھول دیں گے۔ قحطبہ نے اس تجویز پر عمل کیا اور جب اس نے اہل نہاوند کو دوسری جانب جنگ میں مشغول کر دیا تو شامیوں نے اپنے سامنے کا دروازہ کھول دیا۔ جب ان کے ہمراہی خراسانیوں نے دیکھا کہ شامی شہر سے باہر جا رہے ہیں تو اس کے متعلق انھوں نے دریافت کیا شامیوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لیے امان لے لی ہے۔ اس پر اہل خراسان کے تمام سردار باہر نکل آئے۔ قحطبہ نے ان کی جماعت کے ہر شخص کو اپنے ایک ایک سرداروں کے سپرد کر دیا پھر اس کے حکم سے نقیب نے منادی کرا دی کہ جس کے پاس کوئی قیدی ہو وہ اسے قتل کر کے اس کا سر پیش کرے چنانچہ سب نے اس حکم کی تعمیل کی اور جو لوگ ابو مسلم سے بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تھے وہ سب قتل کر دیے گئے۔ البتہ شامیوں کو اس نے اس شرط پر معافی دے دی کہ وہ اس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے۔

اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے۔

عاصم بن عمیر کا قتل

جب قحطبہ نے اہل خراسان کو جو نہاوند میں شامیوں کے ہمراہ تھے شہر پناہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ابن ہبیرہ نے انہیں اپنا گھر کرنے سے منع کیا اور کہا وہ وہاں چلا گیا اور جو اس کے پاس تھا شہر پناہ سے نکل کر ایک خدمت گار نے جو خراسان میں اس کے پاس ملازم ہو چکا تھا سکھا کر بھیج دیا۔ اس کا نام ابو [illegible] تھا اس نے کہا اس خدمت گار نے ایک ایک سے کہا کہ وہ سامان کی حفاظت کرے اور کسی کو اس کا پتہ نہ دے۔ جب قحطبہ نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی ہو اسے وہ قتل کر کے اس کا سر اس کے سامنے پیش کرے تو اس غلام نے جس کے ذمہ عاصم کی حفاظت کی گئی تھی کہا کہ میرے پاس ایک قیدی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے چھین لیا جائے گا اس بات کو ایک شخص نے سنا اور اس سے کہا مجھے وہ قیدی دکھاؤ اس نے دکھایا اس شخص نے عاصم کو شناخت کر لیا اور قحطبہ سے آ کر بیان کیا کہ ان لوگوں کا ایک بڑا شخص اس طرح گرفتار ہے۔ قحطبہ نے اسے اپنے سامنے بلوا کر قتل کر دیا۔ پھر اہل شام سے جو وعدہ معافی کا کیا تھا اسے پورا کیا اور ان میں سے کسی کو نہیں مارا۔

قحطبہ کا نہاوند پر قبضہ

جب قحطبہ نہاوند آیا اس وقت حسن اہل نہاوند کا محاصرہ کیے تھے قحطبہ خود تو نہاوند میں مقیم رہا حسن کو اس نے مرج القلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے خازم بن خزیمہ کو حلوان اپنے آگے روانہ کیا۔ عبداللہ بن علاء الکندی حلوان کا عامل تھا یہ حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

جب قحطبہ نے نہاوند فتح کر لیا تو حلوان میں جو ارادہ ہوا کہ ان کا محاصرہ کریں گے کہ ان کا [illegible] ہے اسے تعاقب کر کے مغلوب کرنے سے پہلے حق ہوا اس پر وہ پہنچے گئے کہ یہ ہے تو پہلا نام [illegible] خلافت کے بارے میں زیادہ تر معلوم ہوتا ہے کہ اس سے انکار کر دیا۔

ابو عون کا شہر زور پر قبضہ

قحطبہ نے ابو عون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طریف الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ شہر زور بھیجا جہاں عثمان بن سفیان عبداللہ بن مروان کے مقدمۃ الجیش پر متعین تھے۔ چنانچہ ابو عون اور مالک نے شہر زور سے دو فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ کر دیا۔ ایک شب اور روز قیام کے بعد ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱ھ کو ان کا عثمان بن سفیان سے مقابلہ ہوا وہ مارا گیا۔ ابو عون نے اس فتح کی خوشخبری اسمٰعیل بن متوکل کے ذریعہ قحطبہ کو بھیجی اور خود ابو عون موصل کے علاقہ میں ٹھہرا رہا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عثمان بن سفیان اس جنگ میں قتل نہیں ہوا بلکہ وہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔ ابو عون نے اس کے لشکر کو لوٹ لیا اور ایک شدید جنگ کے بعد اس کے بہت سے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔

یہ بھی بیان ہے کہ قحطبہ نے ابو عون کو تیس ہزار فوج کے ساتھ ابو مسلم کے حکم کی بنا پر شہر زور بھیجا تھا۔

مروان بن محمد کی زاب میں آمد

جب اس واقعہ کی خبر مروان کو ملی جو اس وقت حران میں تھا تو وہ وہاں سے اس کی جانب آگے بڑھا۔ اس کے ہمراہ شام موصل اور جزیرہ کی فوج باقاعدہ فوجیں اور خاندان بنی امیہ کے تمام آدمی تھے۔ یہ بڑھتا ہوا موصل آیا۔ اب یہاں اس نے خندقیں کھودنا شروع کیں ایک خندق سے دوسری خندق کا سلسلہ یہاں تک کہ اسی طرح خندقیں کھودتا ہوا زاب آیا۔ یہاں اس نے مورچے لگائے۔ ابو عون کی جانب یہ بڑھا محرم ۱۳۲ھ تک وہیں مقیم رہا اس نے چھ ماہ اور آدمیوں کو بھرتی کیا۔

قحطبہ کی ابن ہبیرہ پر فوج کشی

اسی اثناء میں قحطبہ ابن ہبیرہ کی طرف بڑھا۔ جب حلوان سے گزر کر ابن ہبیرہ کا پڑاؤ اس کے پاس آیا تو ابن ہبیرہ اپنی فوج کے ساتھ قحطبہ سے لڑنے آیا۔ اس کے ہمراہ بہت بڑی فوج تھی۔ مروان نے ابن ہبیرہ کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ ابن ہبیرہ کے ساتھ [illegible] حوثرہ بن سہیل الباہلی کو مقرر کیا تھا۔ [illegible] کوفہ سے روانہ ہو کر [illegible] مقام جلولاء پہنچا اور وہی خندق کھودی اور یہ وہی خندق تھی جو اہل عجم نے جلولاء کی جنگ میں کھودی تھی۔ اس انتظام کے بعد یہ یہاں ٹھہرا رہا۔ دوسری جانب سے قحطبہ بڑھتا ہوا [illegible] آیا اور یہاں سے حلوان [illegible] گیا جب [illegible] ابن ہبیرہ جلولاء چھوڑ کر [illegible] لوٹ گیا۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ جب قحطبہ ابن ہبیرہ کے قریب آیا تو وہ اس وقت جلولاء میں اپنی خندقوں میں [illegible] تھا۔ [illegible] آتے ہی یہ اس مقام کو چھوڑ کر [illegible]۔ قحطبہ نے دجلہ عبور کیا اور انبار کے سامنے مقام [illegible] میں فروکش ہوا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوج کے ہمراہ جلولاء سے کوفہ کی طرف بڑھا تاکہ قحطبہ سے پہلے وہاں پہنچ جائے۔ [illegible] حوثرہ بن سہیل کو پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ [illegible]۔ قحطبہ نے [illegible] فرات کو عبور کیا اور [illegible] کے ارادے سے چلا [illegible] اس مقام پر پہنچا جہاں

ابن ہبیرہ واسط میں موجود تھا۔

امیر حج ولید بن عروہ:

اس سنہ میں ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) عبدالملک بن محمد بن عطیہ کے بھتیجے کی امارت میں حج ہوا۔ عبدالملک وہی شخص ہے جس نے ابو حمزہ خارجی کو قتل کیا تھا۔ ولید بن عروہ اپنے چچا کی جانب سے مدینہ کا والی تھا۔ چنانچہ یہ روایت بھی ہے کہ اس اثناء میں مروان نے اس کے چچا عبدالملک بن محمد بن عطیہ کو جو اس وقت یمن میں تھا حج کرانے کا حکم دیا مگر اس کا مکہ کے سفر میں جو حشر ہوا وہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب چچا کے آنے میں دیر ہوئی تو ولید بن عروہ نے اپنے چچا کی جانب سے اپنے نام حج کرانے کا حکم لکھ لیا اور اس نے حج کرایا۔

ولید بن عروہ کا قاتلین ابن عطیہ سے انتقام:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ولید بن عروہ کو اپنے چچا کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ جنھوں نے اسے قتل کیا تھا وہ بھی آئے۔ ولید نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا۔ ان کی عورتوں کے شکم چاک کر دیئے۔ بچوں تک کو قتل کر دیا اور جس پر اس نے قابو پایا اسے جلا ڈالا۔ یہی ولید اس سنہ میں مکہ، مدینہ اور طائف کا اپنے چچا عبدالملک بن محمد کی جانب سے عامل تھا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن عاصم المحاربی کوفہ کے قاضی تھے۔ عباد بن منصور الناجی بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۳۲ھ کے واقعات

قحطبہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

ابن ہبیرہ کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے جب قحطبہ خانقین پہنچا تو اس وقت ابن ہبیرہ جلولاء میں تھا۔ قحطبہ کے خانقین آنے کے بعد یہ جلولاء سے دسکرہ آ گیا تھا۔ قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ہبیرہ کی نقل و حرکت دریافت کرنے روانہ کیا۔ اس وقت ابن ہبیرہ اپنی جلولاء کی خندق کی طرف پلٹ رہا تھا۔ حسن نے اسے اس کی خندق میں فروکش پایا اور اس کی اپنے باپ کو آ کر اطلاع کر دی۔ قحطبہ نے اپنے سرداروں سے پوچھا کیا کوئی کوفہ جانے کا ایسا راستہ ہے کہ جس کے ذریعہ ہم ابن ہبیرہ کا مقابلہ کیے بغیر کوفہ پہنچ جائیں؟ خلف بن مورع الہمدانی آگے بڑھا اور کہا ہاں میں آپ کو ایسا راستہ بتاؤں گا۔ چنانچہ اس نے قحطبہ کو روستقباذ سے دریائے تامرا (دیالہ) کو عبور کرایا۔ اب یہ راستے راستے چلا۔ بزرج سابور میں منزل کر کے عکبرا آیا اور پھر دجلہ کو عبور کر کے اوانا پہنچا۔

خازم بن خزیمہ کو دریائے دجلہ عبور کرنے کا حکم

(دوسری روایت) قحطبہ نے خانقین میں منزل کی اس وقت ابن ہبیرہ جلولاء میں فروکش تھا ان دونوں کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ قحطبہ نے اس کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لیے طلائع روانہ کیے۔ انھوں نے واپس آ کر بتایا کہ وہ ابھی جلولاء ہی میں فروکش ہے۔ قحطبہ نے خازم بن خزیمہ کو حکم دیا کہ وہ دریائے دجلہ کو عبور کرے اور یہ راستے عبور کر کے دجلہ اور دجیل (دریائے تورون) کے درمیان چلا ہو اور جب انبار پہنچا تو قحطبہ نے اسے حکم دیا کہ وہ انبار جائے اور وہاں جس قدر کشتیاں اسے دستیاب ہوں سب کو بھیج دے اور پھر وہ دریا کو عبور کر کے دمما میں اس سے آ ملے گا۔ خازم نے اس حکم کی تعمیل کی اور قحطبہ دمما میں اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہم ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے۔ معن بن زائدہ نے قحطبہ کے شانے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار اس میں پیوست ہو گئی۔ قحطبہ پانی میں گر پڑا۔ لوگوں نے اسے نکالا تو اس نے کہا میرا ہاتھ باندھ دو۔ ایک عمامہ سے اس کا ہاتھ باندھ دیا گیا۔ پھر اس نے کہا اگر میں مر جاؤں تو مجھے پانی میں ڈال دینا۔ [illegible] تاکہ کسی کو میرے مارے جانے کا علم نہ ہو۔ اہل خراسان نے اب [illegible] جس سے ابن ہبیرہ اور شامی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے انھوں نے ہار [illegible] لیکن جماعت ایک مدت تک لڑتی رہی۔ خراسانیوں کی ایک جماعت نے انھیں آ لیا۔ ہم صبح تک ان سے لڑتے رہے اور اس مقابلہ میں ہم شامیوں میں سے صرف دو آدمی بچے تو بہت جوانمردی و استقلال سے ہماری جانب سے مدافعت کرتے رہے آخر کار ایک خراسانی نے فارسی میں کہا ان کو چھوڑ دو۔ وہ لوگ پلٹ کر چلے گئے۔

قحطبہ نے انتقال کیا مرنے سے پہلے اس نے کہا تھا جب تم کوفے پہنچو تو ابو سلمہ وزیر آل محمد ہوں گے اور تمہاری اس تمام کارروائی کو انھیں کے سپرد کر دینا۔ ابن ہبیرہ واسط پلٹ آیا۔

حسن بن قحطبہ اور محمد بن نباتہ کی جنگ:

قحطبہ کی موت کے واقعے کے متعلق متعدد راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب قحطبہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ابن ہبیرہ کے مقابل آ گیا تو اس نے اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا۔ پھر اس نے عبداللہ طائی، مسعود بن علاج، اسد بن المرزبان اور ان کی فوجوں کو گھوڑوں پر دریا کے عبور کا حکم دیا۔ یہ لوگ عصر کے بعد دریا کو عبور کرتے اور ابن ہبیرہ کی فوج کا پیچھا کرتے اور جو انھیں ملا اسے انھوں نے گرفتار کرتے ہوئے بڑھتے گئے یہاں تک کہ یہ ابن ہبیرہ کے ہراول تک جا پہنچے۔ اور جب یہ لوگ سوراء کے پل پر پہنچے تو ابن ہبیرہ کے ہراول سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی انھوں نے ان کے شہسواروں پر حملہ کر دیا اور انھیں پھر ان کی قیام گاہ پر دھکیل دیا جہاں وہ ٹھہرے تھے۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے۔ جب یہ مسعود بن علاج اور اس کی جمعیت کے پاس پہنچے تو ان کے مقابلے میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی یہ دیکھتے ہی قحطبہ نے قاری بن غفار، عبداللہ بن بسام اور حسن بن قحطبہ کو دوسری جماعت کے ساتھ یہ حکم دیا کہ وہ دریا عبور کریں اور مسعود کے پیچھے پہنچ جائیں۔ یہ سردار دریا عبور کر کے آ گئے۔ محمد بن نباتہ نے ان کا مقابلہ کیا اور مسعود اور ان کی جمعیت کو فرات کے کنارے ایک گاؤں میں گھیر کر محاصرہ کر دیا۔ حسن اپنے ساتھیوں سمیت گھوڑے سے اتر پڑا اور اب شدید لڑائی شروع ہو گئی۔ محمد بن نباتہ حملہ آور ہوا اور ان کی جماعت پر حملہ کر کے ان کے بیس سے زیادہ آدمی قتل کر دیے۔ جب محمد بن نباتہ پر حملہ کرتا تو اس کے سو سو آدمی کٹ جاتے۔ اب حملے کے شدید ہونے سے امداد طلب کی۔ قحطبہ نے اپنے تمام سرداروں کو اس کی امداد کے لیے روانہ کیا۔ پھر قحطبہ اپنے شہسواروں سمیت دریا کو عبور کر گیا۔ [illegible] تو اس نے حکم دیا کہ [illegible] پیچھے ایک اور شخص نکالے۔ یہ محرم کی پانچویں شب کا واقعہ ہے۔

ابن ہبیرہ کا فرار:

جب قحطبہ نے محمد بن نباتہ پر حملہ کیا اور ان دونوں میں شدید جنگ ہوئی قحطبہ نے ابن نباتہ کو شکست دی اور شامی [illegible] تک نکل گئے۔ ان کی شکست کے ساتھ ہی ابن ہبیرہ بھی فرار ہو گیا اور وہ اپنی قیام گاہ میں سب روپیہ، ہتھیار، سامان، [illegible] اور برتن وغیرہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور [illegible] کے مابین رات بھر پیچھے [illegible] نے آ پہنچا۔

حسن بن قحطبہ کی بیعت

دوسری جانب قحطبہ کی فوج نے جب صبح کی تو انہوں نے اسے ڈھونڈا۔ نصف النہار تک اس کی جستجو کی جب اس سے مایوس ہو گئے اور معلوم ہوا کہ وہ غرق ہو گیا ہے تو سب قائدین اور سرداروں نے باتفاق حسن بن قحطبہ کو اپنا امیر بنا لیا۔ تمام امور اس کے تفویض کر دیے اور بیعت کر لی۔ اب حسن نے امارت کا عہدہ سنبھالا اور حکم دیا کہ ابن ہبیرہ کی قیام گاہ کے تمام مال و اسباب کی فہرست بنالی جائے نیز اس نے ایک خراسانی کو جس کی کنیت ابو نصر تھی، پانچ سو سواروں کے ساتھ ان تمام مال و اسباب پر متعین کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ تفتیش میں یاد رکھے کہ کوئی چیز ضائع نہ ہو۔ اب حسن خود اپنی فوجوں کو لے کر پیچھے کر دیا اور یہاں سے سوار ہو کر [illegible] پر متعین کرتا ہوا۔ [illegible] ابن ہبیرہ کی شکست کی خبر ہوئی تو وہ اپنی فوج کو لے کر [illegible] میں ان کے پاس آ گیا۔

قحطبہ کا قتل

المعمر بن ابراہیم بن بسام بنی لیث کا آزاد کردہ غلام بیان کرتا ہے کہ جب میں نے قحطبہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کا گھوڑا اسے دریا میں لیے جا رہا تھا اور قریب تھا کہ وہ اس مقام سے نیچے نکل جائے اور بسام بن ابراہیم میرا بھائی جو قحطبہ کے مقدمۃ الجیش پر تھا کھڑے تھے [illegible] تو مجھے یاد آیا کہ یہی [illegible] قحطبہ ہے کہ جس نے نصر بن سیار کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور بھی اس کی بہت سی باتیں مجھے یاد آئیں مگر اس کے ساتھ مجھے خوف یہ تھا کہ میرا بھائی بسام بن ابراہیم کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے مگر مجھ کو یہ خیال آیا کہ اگر وہ بچ گیا تو پھر میں بھی اپنا بدلہ نہ لے سکوں گا۔ چنانچہ جب اس کا گھوڑا اسے لے کر کنارے پر چڑھا اور قریب تھا کہ دریا سے نکل آئے تو میں نے آگے بڑھ کر تلوار سے اس کی پیشانی پر وار کیا اور دبایا اس کا گھوڑا اچھل پڑا اور قحطبہ نے اسی وقت [illegible] کو نیچے گرا دیا اور وہ مع اپنے اسلحہ کے فرات میں غرق ہو گیا۔

ابن حصین السعدی نے المعمر بن ابراہیم کے مرنے کے بعد یہی واقعہ بیان کیا اور کہا ہے کہ المعمر نے اپنی موت کے وقت اس کا اقرار نہ کیا ہوتا تو میں بھی اس واقعہ کو اس سے منسوب نہ کرتا۔

محمد بن خالد کا کوفہ میں خروج

اس سنہ میں محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا اور حسن بن قحطبہ کے آنے سے پہلے ہی سیاہ جھنڈا لے کر ابن ہبیرہ کے عامل کو کوفے سے نکال دیا پھر حسن بھی کوفے آ گیا۔ عاشورا محرم کو محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا۔ زیاد بن صالح الحارثی کوفہ کا عامل تھا عبدالرحمن بن بشیر العجلی کوتوال شہر تھا۔ محمد نے سیاہ جھنڈا لے کر قصر کی جانب پیش قدمی کی۔ زیاد بن صالح الحارثی عبداللہ بن بشیر العجلی اور دوسرے تمام سپاہی ان کے ہمراہ تھے۔ قصر کو خالی کر کے چلے گئے۔ محمد بن خالد قصر میں داخل ہو گیا۔ دوسرے دن قحطبہ کے مرنے کے بعد دوسری رات تھا۔ سے معلوم ہوا کہ حوثرہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ ابن ہبیرہ سے آگے بڑھ کر آ رہا ہے اور محمد پر پیش قدمی کرنے کے لیے تیار ہے۔ یہ سنتے ہی محمد کے تمام ساتھی سوائے ان چند شخصوں کے جو یمن کے جو عمرو ان سے بھاگ کر آ گئے تھے یا یمن کے اپنے موالیوں کے ان کا ساتھ چھوڑ کر چل دیے۔ ابوسلمہ الخلال نے ان سے کہلا بھیجا کہ میں نے اب تک خروج نہیں کیا تھا کہ تم نے بھی خروج کر فرصت کے زمانہ میں [illegible] مجھے تمہاری قلت تعداد کی وجہ سے خوف ہے کہ [illegible] حسن کے پاس زبردست فوج ہے تم بہتر ہے کہ اس وقت تک کوئی قدم نہ اٹھاؤ جب تک قحطبہ کی [illegible] کا علم نہ ہو۔ محمد بن خالد نے ابوسلمہ کی تجویز پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ اب

دن اچھی طرح روشن ہو گیا۔

حوثرہ کے ساتھیوں کی علیحدگی:

جب حوثرہ کو معلوم ہوا کہ محمد بن خالد کے ساتھ فوج بھی بہت کم ہے اور اس کے تمام ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا ہے تو اب اس نے اس کی جانب پیش قدمی کی تیاری کر لی۔ محمد قصر ہی میں تھا کہ کسی خبر دینے والے نے آ کر بتایا کہ شامیوں کا رسالہ آ گیا ہے۔ اس نے اپنے گھوڑسوار انہیں روکنے کے لیے بھیجے یہ لوگ عمر بن سعد کے مکان کے دروازے پر ٹھہر گئے۔ سامنے ہی شامیوں کے شاہسوار آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اب یہ لوگ لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ شامیوں نے کہا ہم بجیلہ ہیں اور ہمارے ساتھ ملیح بن خالد البجلی بھی ہیں ہم امیر کی اطاعت میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد سواروں کا ایک اور دستہ اس سے زیادہ تعداد میں آل بجیلہ میں سے کسی شخص کے ہمراہ آ گیا۔ جب حوثرہ نے اپنی فوج کی یہ ترتیب دیکھی تو وہ سب کو لے کر واسط کی سمت چل دیا۔

محمد بن خالد کا کوفہ پر قبضہ:

محمد بن خالد نے اسی شب قحطبہ کو (کیونکہ اسے قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا) اپنی فتح کی اطلاع دی اور ایک شخص کے ہاتھ اسے بڑی سرعت سے روانہ کیا۔ قاصد نے وہ خط حسن بن قحطبہ کو لا کر دیا۔ حسن نے اس خط کو لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور پھر کوفہ روانہ ہوا۔ محمد بن خالد جمعہ، ہفتہ اور اتوار کوفہ میں مقیم رہا اور دو شنبہ کی صبح کو حسن کوفہ آیا۔ اب یہ سب ابوسلمہ کے پاس جو بنی سلمہ میں تھا آئے اسے بھی خروج کرنے پر مجبور کیا۔ وہ دو روز تک نخیلہ میں پڑاؤ ڈالے پڑا رہا پھر حمام اعین کی طرف چلا اور اس نے حسن کو ابن ہبیرہ سے لڑنے واسط بھیج دیا۔

ابوسلمہ کی وزیر آل محمد ﷺ سے بیعت:

(دوسری روایت) قحطبہ کے بعد اس کے ساتھیوں نے حسن بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اب یہ فوج چلی۔ عبدالرحمن بن بشیر العجلی ان دنوں کوفہ کا عامل تھا۔ بنی ضبہ کے ایک شخص نے اس سے آ کر کہا کہ حسن کل یا پرسوں کوفہ آنے والا ہے۔ عبدالرحمن نے کہا کیا تم مجھے ڈرانے آئے ہو۔ اس نے کہا نہیں میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اس کے جاتے ہی عبدالرحمن بھی کوچ کر گیا۔ اس کے جاتے ہی محمد بن خالد بن عبداللہ القسری نے سیاہ علم بلند کر دیئے اور وہ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا۔ لوگوں کو ثابت قدم رکھا اور رات کو تمام کوفہ پر انتظام قائم رکھا۔ دوسرے دن حسن بھی آ گیا۔ یہ لوگ اثنائے راہ میں پوچھتے آتے تھے کہ ابوسلمہ وزیر آل محمد ﷺ کا مکان کہاں ہے؟ لوگوں نے بتا دیا اس کے دروازے پر آئے ابوسلمہ خود نکل کر ان کے پاس آیا۔ لوگوں نے قحطبہ کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا پیش کیا ابوسلمہ اس پر سوار ہو گیا اور آ کر جبانۃ السبیع میں ٹھہرا۔ خراسانیوں نے یہاں اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیعی کا آزاد غلام تھا۔ وزیر آل محمد ﷺ کے لقب سے مشہور ہے خود تو یہیں ٹھہرا اور اس نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو کوفہ کا عامل مقرر کیا ابوالعباس کے ظہور تک یہ بھی امیر کے لقب سے مشہور تھا۔

حسن بن قحطبہ کی سپہ سالاری:

ابوسلمہ نے حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے واسط روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ وہ سردار بھی تھے جن میں خازم بن

خزیمہ، مقاتل بن حکیم العکی، خفاف بن منصور، سعید بن عمرو، زیاد بن مشکان، فضل بن سلیمان، عبدالکریم بن مسلم، عثمان بن نہیک، زہیر بن محمد، ہاشم بن زیاد، ابو خالد المروزی وغیرہ سواد سردار تھے۔ حسن ان سب کا سپہ سالار اعظم تھا۔

ابو سلمہ کے عمال:

ابو سلمہ نے حمید بن قحطبہ کو چند سرداروں کے ہمراہ جن میں عبدالرحمن بن نعیم اور مسعود بن علاج بھی اپنی فوجوں کے ساتھ تھے مدائن بھیجا تھا۔ اس نے مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیر قنی اور شراحیل کو چار سو فوج کے ساتھ عین التمر اور بسام بن ابراہیم بن بسام کو اہواز بھیجا۔ عبدالواحد بن عمرو بن ہبیرہ اہواز میں تھا جب بسام اہواز آیا تو عبدالواحد بصرہ چلا گیا۔ ابو سلمہ نے حفص بن سبیع کے ہاتھ سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی ولایت کا عہد نامہ بھیجا۔ حارث ابو غسان الحارثی نے جو ایک کا [illegible] سے تھا اس سے کہا کہ یہ عہد تکمیل کو پہنچ گئے۔ چنانچہ جب یہ مراسلہ ابو سفیان کے پاس آیا تو سلم بن قتیبہ نے اس سے جنگ کی اور اس عہد تقرری کا لعدم کر دیا۔

اب خود ابو سلمہ نے خروج کیا اور کوفہ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر حمام اعین پر اس نے پڑاؤ کیا۔ قاسم کی محمد بن خالد بن عبداللہ کو قسری بھیج دیا۔

مسلم بن قتیبہ اور سفیان بن معاویہ کی جنگ:

مسلم بن قتیبہ، سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب سے اس لیے لڑا کہ جب ابو سلمہ الخلال نے اپنے عامل سب طرف روانہ کیے تو اس نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو عبدالواحد بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلے کے لیے اہواز بھیجا۔ بسام نے اسے کامل شکست دی۔ اس کے بعد مسلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ چلا آیا اور یہاں وہ ابن ہبیرہ کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا۔ ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تم اپنے کسی سردار کو مسلم بن قتیبہ کے مقابلے کے لیے بھیجو۔ نیز اس نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی عاملی کا فرمان تقرر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہاں جا کر بنی عباس کے لیے دعوت دے اور ہر آنے والے لوگوں کو اپنی تحریک میں شریک کرے اور مسلم بن قتیبہ سے جنگ کرے۔ سفیان نے مسلم کو لکھا کہ تم دارالامارت سے چلے جاؤ کیونکہ مجھے ابو سلمہ نے ایسا حکم دیا ہے۔ مسلم نے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھان لی۔ سفیان کے ہمراہ تمام یمنی ان کے حلفاء ربیعہ وغیرہ جمع ہو گئے نیز ابن ہبیرہ کا ایک سردار تھا اس نے دو ہزار کلبی فوج کے ہمراہ مسلم کی امداد کے لیے بھیجا تھا وہ بھی ان سے جا ملا۔ سفیان نے مسلم کی طرف روانگی کا انتظام کر لیا۔ مسلم نے بھی اس کے مقابلہ کی تیاری کی۔ قیس، مضری، تمام قیس کے عرب اور بصرہ میں جو بنی امیہ تھے وہ سب اپنے موالیوں کے مسلم کی امداد کے لیے جمع ہو گئے اور جو اب بھی اس کی امداد کے لیے دوڑے۔ سفیان جمعرات کے دن ماہ صفر میں بصرہ آ گیا۔

سفیان بن معاویہ کی شکست:

مسلم بڑھا اور سوق الابل کے پاس آ کر ٹھہرا۔ وہاں سے اس نے اپنے رسالہ کو مربد کی سڑک اور بصرہ کی تمام شاہراہوں میں پھیلا دیا تاکہ سفیان کسی سمت سے کوئی فوج نہ بھیج سکے۔ اس کی فوج کا مقابلہ کرے نیز اس نے یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم دیے جائیں گے اور جو ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دیے جائیں گے۔ معاویہ بن سفیان بن معاویہ صرف ربیعہ کی جماعت کے ساتھ آگے آیا۔ ایک تمیمی نے اس راستے پر جو مربد کی سڑک سے بنی عامر کی طرف جاتا ہے اس

مکان کے قریب جو بعد میں عمر بن حبیب کی ملکیت ہوگیا تھا اس کا مقابلہ کیا ان میں سے کسی نے معاویہ کے گھوڑے پر نیزہ کا وار کیا۔ جس سے وہ اچھل پڑا معاویہ گھوڑے سے گر گیا اور بنی ضبہ کے ایک شخص عیاض نامی نے فوراً اتر کر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو سلم کے سامنے پیش کیا۔ سلم نے اسے ایک ہزار درہم دیئے۔ اپنے بیٹے کے مارے جانے سے سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اس نے مع اپنی فوج کے شکست کھائی اور وہ فوراً مع اپنے خاندان والوں کے بصرہ سے روانہ ہو کر قصر الابیض میں آ کر فروکش ہوا پھر یہاں سے نکل کر چلا گیا۔

ابن قتیبہ کا بصرہ پر تسلط:

سلم نے جب بصرہ پر پوری طرح غلبہ حاصل کیا تو اس کے پاس جابر بن توبہ الکلابی، ولید بن عتبہ الفراسی جو عبدالرحمن بن سمرۃ کی اولاد میں تھا چار ہزار فوج کے ہمراہ آ گئے انھیں ابن ہبیرہ نے سلم کی امداد کے لیے جب وہ اہواز میں تھا بھیجنے کا حکم دیا تھا۔ جابر نے اپنی فوج کے ساتھ دوسرے دن صبح کو محلہ در قیام ازدیوں کے مکانات پر دھاوا کر دیا۔ ازدیوں کے جو مرد وہاں تھے۔ انھوں نے اس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا مگر چونکہ ان کے بہت سے آدمی کام آ گئے اس لیے وہ بھاگ گئے جابر اور اس کے ہمراہیوں نے ان کی عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مکانات کو گرا دیا اور لوٹ لیا۔ تین دن تک وہ ایسا کرتے رہے۔

سفیان بن معاویہ کا امارت بصرہ پر تقرر:

ابن ہبیرہ کے قتل کی اطلاع ملنے تک سلم بصرہ میں مقیم رہا اس کے بعد یہ وہاں سے چلا گیا۔ حارث بن عبدالملک کی اولاد میں جو لوگ بصرہ میں تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان کو انھوں نے اپنا امیر بنا لیا۔ تھوڑے دن تک یہ بصرہ کی حکومت کو چلاتے رہے پھر ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی ابو مسلم کا فرستادہ بصرہ آ گیا۔ یہ پانچ روز بصرہ کا حاکم رہا۔ جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو انھوں نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا والی مقرر کر دیا۔

ارباب سیر کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ اسی سنہ میں ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بیعت کے لیے شب جمعہ تیرہ ربیع الآخر کو بیعت لی گئی مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابوالعباس کے لیے مدینہ میں جمادی الاول ۱۳۲ھ میں بیعت لی گئی مگر پہلا بیان صحیح اور متفق علیہ ہے۔

تمت بالخیر

* * *

تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد پنجم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

عباسی دور حکومت

حصہ دوم

خلیفہ ابوالعباس السفاح تا خلیفہ الہادی (۱۳۲ھ تا ۱۷۰ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم اے) ندوی ● ترتیب و تبویب: شبیر حسین قریشی (ایم اے)

خلیفہ ابوالعباس السفاح تا خلیفہ الہادی۔ خلافت بنی عباس کی ابتداء۔ شہر بغداد کی بناء۔ مسلمانوں کے دور تمدن آفرینی کا آغاز۔ علوم روایت اور علوم درایت میں مسلمان علماء اور محققین کا دور اول۔ تدوین فقہ اسلامی کی اولین مساعی۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

دورِ عباسی

از

محمد اقبال سلیم گاہندری

آج ہم تاریخِ اسلام کے مستند امام طبری کی مشہور معروف تاریخ کا مختصر پیش کر رہے ہیں۔ خلافت عباسیہ کا بانی [illegible]

[illegible]

بھی بڑے اور بے حد طاقتور ہوئے۔

اسلامی تاریخ میں یہ دور خلافت عباسی کا دور کہلاتا ہے ۱۳۲ھ میں ابوالعباس السفاح نے جو دورِ ہاشمیہ خلافت کا بانی ہے کوفہ کے اپنے ہاتھ پر بیعت خلافت لی اور اس طرح خاندان مروان سے خلافت منتقل ہو کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں آگئی۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اقتدار کی مسند محض تلوار کی قوت سے حاصل کی گئی۔ اس سے پہلے جن اشخاص یا خاندانوں میں حکومت آئی انہوں نے تلوار کی قوت سے یہ مسند حاصل نہیں کی تھی۔ اقتدار جب قوت سے قبضہ کیا جاتا ہے تو شخص واحد کی مرضی حکومت کا آئین بن جاتی ہے اور رائے عامہ کی قوت اس کے مقابلہ میں دب جاتی ہے۔ یہی کچھ عباسیوں کے دور میں بھی ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ عہد نبوت سے قریب ہونے کی وجہ سے یہ حکمران بھی ذہنی، تمدنی اور معاشی قوانین کی حد تک کسی نہ کسی طرح دین سے متاثر رہے۔ بہرحال یہ دور حقیقۃً خلافت سے ملوکیت کی طرف انتقال کا دور ہے دوسری طرف عجمی ثقافت سے تمدن نے ترقی کی طرف گیا۔ تاریخ کا یہ اہم زمانہ کی حیثیت رکھتا تھا اس لیے یہ دور بڑے غور سے مطالعہ کے قابل ہے۔

عروس البلاد بغداد اسی دور میں بسایا گیا۔ وہی بغداد جو ابو یوسف کا بھی بغداد ہے اور الف لیلیٰ کا بغداد بھی ہے۔

غرض یہ عجیب شہر تھا اور ہمیشہ عجیب شہر رہا یہاں تک کہ تاتاری قہر اسے کھا گیا اور تاریخ نے اسے اپنے پیچھے افسانہ بنا دیا ہے۔

عباسی دور حکومت کا یہ حصہ ۱۳۲ھ تا ۱۷۰ھ یعنی خلیفہ ابوالعباس سفاح تا خلیفہ الہادی تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ ہم خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ تاریخ طبری کا یہ ساتواں حصہ پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم بقیہ حصے بھی اسی خوبی کے ساتھ جلد از جلد شائع کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللہ

◆ ◆ ◆

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
باب ۱		۱۳۲ھ کے واقعات	۳۳	مروان کی شکست و فرار	۳۸
خلیفہ عبداللہ بن محمد ابوالعباس	۲۵	ابوسلمہ کی امام کے متعلق تجویز	//	ابوالعباس کا نوید فتح	//
خلافت عباسیہ کے متعلق ابو ہاشم اور		ابوحمید اور سابق الخوارزمی کی گفتگو	//	مروان کی شکست کی وجہ	۳۹
محمد بن علی کی گفتگو	۲۵	ابوحمید کی ابوالعباس سے ملاقات	//	عبداللہ الکلابی کی شہادت	//
علی بن محمد کی موت	//	ابراہیم بن سلمہ کی جھونپڑی میں آمد	//	امام ابراہیم بن محمد کا قتل	//
امام محمد بن علی کی پیشین گوئی	//	ابوسلمہ کا ابوالعباس کی امامت سے		ابو محمد السفیانی کی رہائی	۴۰
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حکم	۲۶	انحراف	۳۴	اسماعیل بن منصور کا بیان	//
عثمان بن عروہ کا بیان	//	ابوالجہم کی ابوسلمہ کے متعلق ہدایات	//	مروان بن محمد کی روانگی حران	//
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری	//	ابوالعباس سفاح کا جلوس و خطبہ	//	ابان بن یزید کی عبداللہ بن علی کی اطاعت	۴۱
ابوالعباس کی گرفتاری و رہائی	//	ابوالعباس کے عمال	۳۵	مروان پر اہل حمص کا حملہ و شکست	//
مروان کے قاصد کے قتل کا منصوبہ	۲۷	باب ۲		عبداللہ بن علی کا دمشق پر قبضہ	//
منصوبہ قتل کی خبر	//	جنگ زاب	۳۶	مروان کی روانگی فلسطین	//
عبدالحمید بن یحییٰ کا مروان کو مشورہ	//	عثمان بن سفیان کے قتل کی اطلاع	//	مروان بن محمد کی فوج کی تعداد	۴۲
ابوالعباس کی جانشینی	//	عبداللہ بن علی کی ابوعون کی پیش قدمی	//	ابوعیسیٰ بن مصعب کا بیان	//
ابوالعباس کی کوفہ میں آمد	۲۸	عیینہ بن موسیٰ کا مروان پر حملہ	//	مروان کا دریائے ابوفطرس پر قیام	//
مہمان بنی عباس کی ابوالعباس سے		عبداللہ بن مروان اور مخارق بن غفار		عبداللہ بن علی کی پیش قدمی و فتوحات	//
ملاقات	//	کی جنگ	۳۷	ولید بن معاویہ کا قتل	۴۳
ابوسلمہ کی ابوالجہم سے ملاقات	//	مخارق بن غفار کی گرفتاری	//	عبداللہ بن علی کی روانگی فلسطین	//
ابوالعباس کا خطبہ	۲۹	مروان اور مخارق کی گفتگو	//	صالح بن علی کا مروان کا تعاقب	//
داؤد بن علی کا جنگی خطبہ	۳۰	موسیٰ بن کعب کا عبداللہ بن علی کو مشورہ	//	صالح کا مروان کے رسالے پر حملہ	۴۴
ابوالعباس سفاح کی بیعت	۳۲	مروان کا زوال: زاب سے قبل جنگ		صالح بن علی کا ذات السلاسل میں قیام	//
ابوالجہم اور داؤد بن علی کی ملاقات		سے گریز	//	معرکۂ بوصیر	//
کا واقعہ	//	معرکۂ زاب	۳۸	مروان بن محمد کا قتل	//

[illegible]	٤٥	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	٥٣	[illegible]	″
[illegible]	٤٦	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	٦١
[illegible]	٤٧	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	٥٥	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	٤٨	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	٥٦	[illegible]	٦٢
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	٤٩	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	٦٣
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]		[illegible]	″
[illegible]	٥٠	[illegible]	٥٧	[illegible]	٦٤
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	٥١	[illegible]	٥٨	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	٦٥
[illegible]	٥٢	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	٥٩	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	٥٣	[illegible]	″	[illegible]	٦٦
[illegible]	″	[illegible]	٦٠	[illegible]	

[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]		[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]		[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//

ابو مسلم خراسانی پر عتاب ″
ابو مسلم خراسانی کا قتل ۸۹
[illegible] ابو مسلم کی بیعت ″
ابو مسلم خراسانی کے متعلق [illegible]
[illegible] کی روایت ″
اسمٰعیل بن علی اور ابو جعفر کی گفتگو ۹۰
ابو جعفر کا ابو اسحاق اور ابو نصر کے [illegible] ″
ابو اسحاق کی [illegible] ″
مالک بن ہیثم کا [illegible] ″
ابو جعفر اور ابو اسحاق کی [illegible] ۹۱
ابو نصر کے نام [illegible] ″
ابو نصر کی گرفتاری ″
ابو نصر اور [illegible] کی [illegible] ″
ابو نصر کی رہائی ″
ابو نصر کا [illegible] ″
مالک بن ہیثم کی گرفتاری و رہائی ۹۲
سنباذ کی بغاوت ″
سنباذ کا قتل ″
جہور بن مرار عجلی کا خروج ″
امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال ۹۳
۱۳۸ھ کے واقعات ″
صالح بن علی اور عباس بن محمد کا جہاد ″
جہور بن مرار کی بغاوت و قتل ″
ملبد خارجی کا [illegible] پر حملہ ۹۴
خازم بن خزیمہ کی ملبد خارجی [illegible] ″
ملبد خارجی کی [illegible] ″
خازم بن خزیمہ اور ملبد خارجی کی جنگ ″
ملبد خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ ۹۵
امیر حج فضل بن صالح و عمال ″
۱۳۹ھ کے واقعات ۹۶
[illegible] کی جہاد میں شرکت ″
[illegible] ″
عبدالرحمن بن معاویہ کی [illegible]
[illegible] ″
سلیمان بن علی کی معزولی ″
عبداللہ بن علی کی [illegible] ″
عبداللہ بن علی کی گرفتاری ۹۷
عبداللہ بن علی کے ساتھیوں کا انجام ″
امیر حج عباس بن محمد و عمال ″
۱۴۰ھ کے واقعات ۹۸
ابو داؤد خالد کی ہلاکت ″
امارت خراسان پر عبدالجبار کی [illegible]
عبدالجبار کا تقرر ″
امیر حج ابو جعفر منصور و عمال ″
۱۴۱ھ کے واقعات ″
راوندیہ فرقہ ″
راوندیہ فرقہ کی شورش ۹۹
راوندیہ کا انجام ″
عثمان بن نہیک کی ہلاکت ۱۰۰
معن بن زائدہ کی شجاعت و دلیری ″
معن بن زائدہ کا اعزاز ″
[illegible] کو امان ″
[illegible] کا بیان ۱۰۱
ابو جعفر منصور کی [illegible] ″
معن بن زائدہ اور ابو جعفر منصور کا مشورہ ″
معن بن زائدہ کی کارگزاری ″
معن بن زائدہ کا [illegible] پر تقرر ۱۰۲
ابو عون بن [illegible] خراسان ″
عبدالجبار بن عبدالرحمن کی برطرفی ″
عبدالجبار بن عبدالرحمن کی شکست و
گرفتاری ۱۰۳
عبدالجبار بن عبدالرحمن کا انجام ″
قلعہ [illegible] کا محاصرہ ″
اصبہبذ کا [illegible] ″
اصبہبذ اور مصمغان میں مصالحت ۱۰۴
طبرستان کی فتح ″
اصبہبذ کا تعاقب ″
مصمغان کی گرفتاری ″
امیر حج صالح بن علی و عمال ″
۱۴۲ھ کے واقعات ۱۰۵
عیینہ بن موسیٰ کی بغاوت ″
امارت سندھ پر عمرو بن حفص کا تقرر ″
اصبہبذ کی خودکشی ″
ابو الخصیب کی [illegible] ″
اصبہبذ کے محل میں ابو الخصیب کی
[illegible] ۱۰۶
طبرستان پر قبضہ ″
[illegible] کی تعمیر ″
سلیمان بن علی کا انتقال ″
نوفل بن فرات کی معزولی ″
امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال ۱۰۷
۱۴۳ھ کے واقعات ″
دیلم [illegible] ″
ہیثم بن معاویہ کی برطرفی ″

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن ربیع دربار منصور میں	″	ابراہیم کے خروج کی محمد بن عبداللہ کو		افتراق	۱۶۲
محمد بن عمران کے ذریعہ ابو جعفر کا		اطلاع	″	مدینہ میں خندق کی کھدائی	″
اعلان	۱۴۹	ابو جعفر منصور کی محمد بن عبداللہ سے		محمد بن عبداللہ کو اپنی شکست کے	
حاجب کے متعلق منصور کی رائے	″	متعلق رائے	″	خواب	″
محمد بن علی کا اشعار	″	ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ	۱۵۸	ابن [illegible] کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی	۱۶۳
عبداللہ بن علی کی ہدایت	۱۵۰	عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی مدینہ	″	محمد بن عبداللہ [illegible]	″
ابو جعفر منصور اور محمد بن عبداللہ کی خط و		جعفر بن حنظلہ کی محمد بن عبداللہ سے		ابن الاصم کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ	″
کتابت	″	[illegible]	″	محمد بن ابی الکرام کا [illegible]	
موسیٰ بن عبداللہ کی روپوشی	۱۵۳	محمد بن عبداللہ کا خندق کی تعمیر	۱۵۹	معرکہ	۱۶۴
موسیٰ بن عبداللہ کا محمد بن عبداللہ کے		ابو جعفر کی عیسیٰ بن موسیٰ کو ہدایت	″	قاسم بن حسن کی سفارت	″
پیغام	″	ابو العسکر اور مسعود کی عیسیٰ بن موسیٰ		محمد بن عبداللہ کی عیسیٰ کو بیعت کی	
موسیٰ بن عبداللہ کی گرفتاری	۱۵۴	سے علیحدگی	″	دعوت	″
ربیع بن حاجب اور محمد بن عبداللہ	″	عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد بن عبداللہ کے		ابن ابی الکرام کی سفارت	″
حارث بن حسن بن معاویہ کا تقرر	″	متعلق ہدایت	″	ابراہیم بن جعفر بن مصعب	۱۶۵
محمد بن عبداللہ کی حسن بن معاویہ کو		عیسیٰ بن موسیٰ کا اعوص میں قیام	″	عیسیٰ بن موسیٰ کا جرف میں قیام	″
ہدایات	″	ابو حماد کی دعوت تسلیم	″	عیسیٰ بن موسیٰ کی اہل مدینہ کو امان کی	
سری بن عبداللہ کی [illegible] روانگی	۱۵۵	عیسیٰ بن موسیٰ کے اہل مدینہ کے نام		پیشکش	″
سری بن عبداللہ اور ابن معاویہ کا		خطوط	۱۶۰	عیسیٰ بن موسیٰ کی محمد بن عبداللہ کو امان	
معرکہ و شکست	″	محمد بن عمر اور [illegible] کی مدینہ سے		کی پیشکش	″
حسن بن معاویہ اور سری بن عبداللہ کی		روانگی	″	ابن ابی ذئب کی سفارت	۱۶۶
جنگ	″	ابو جعفر منصور کے اہل مدینہ کے نام		آل ابی طالب کی مراجعت	″
سری بن عبداللہ کی شکست	″	خطوط	″	معرکہ کا آغاز	″
سری بن عبداللہ کا حسن بن معاویہ		ایوب بن عمر کی روایت	۱۶۱	اہل مدینہ کی عیسیٰ بن موسیٰ پر	
سے حسن سلوک	۱۵۶	محمد بن عبداللہ کی جنگی مشاورت	″	تیر اندازی	″
ابن [illegible] کا حسن بن معاویہ پر حملہ	″	محمد بن عبداللہ سے [illegible] قبائل کی [illegible]	″	محمد بن عبداللہ کا ایک شخص کو پیغام	۱۶۷
سری بن عبداللہ کی واپسی	″	جابر بن انس کی خندق بنانے کی		عثمان بن خالد کی طلب امان	″
حسن بن معاویہ کا مکہ پر قبضہ	۱۵۷	مخالفت	″	محمد بن عبداللہ کی جماعت کی تعداد	″
حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	″	بنی غفار کا [illegible]		عیسیٰ بن موسیٰ کا حملہ	″

[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	
وفات	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]		[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
[illegible]		[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۸۱
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]		[illegible]	〃	[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]		[illegible]	〃	[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۱۸۲
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	〃
[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	۱۸۳
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۸۴
[illegible]	〃	[illegible]	〃	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	〃	[illegible]	〃

عبدالعزیز بن ابراہیم کی معافی	//	ابوجعفر منصور کی بطریق سے ملاقات	//	تلاش	//
مدینہ پر عبداللہ بن ربیع کا تقرر	//	بطریق کا ابوجعفر منصور کو مشورہ	۱۹۳	ابراہیم بن عبداللہ کے فوجی عہدہ داران	
باب ۵		بغداد کی دفاعی حیثیت	//	کے نام خطوط	//
مدینہ میں حبشیوں کی شورش و تعمیر		حماد ترکی کا بیان	//	ابراہیم بن عبداللہ اور سفیان العمی کی	
بغداد	۱۸۶	محمد بن جابر کی روایت	۱۹۴	گفتگو	۲۰۰
ابوبکر بن ابی سبرہ کی گرفتاری	//	بغداد کی تعمیر کا حکم	//	سفیان العمی کی ابوجعفر منصور سے	
عبداللہ بن ربیع کی مدینہ میں آمد	//	بغداد کی ترتیب و تقسیم	//	ملاقات	//
مدینہ میں حبشیوں کی شورش	//	قریہ عبد	//	سفیان العمی کے لیے پروانہ راہداری	//
حبشیوں پر ابن ربیع کا ظلم و ستم	۱۸۷	ابوجعفر کا لقب ابوالدوانیق	۱۹۵	ابراہیم بن عبداللہ کا فرار	//
حبشیوں کا ابن ربیع پر حملہ	//	ابوجعفر منصور اور امام ابوحنیفہؒ	//	سفیان العمی کی روپوشی	۲۰۱
عبداللہ بن ربیع کا مدینہ سے فرار	//	امام ابوحنیفہؒ کا عہدہ قضاۃ قبول		عمرو بن شداد پر عتاب	//
حبشیوں کے قریش کی ابوجعفر کو		کرنے سے انکار	//	ابراہیم بن عبداللہ کی دعوت بیعت	//
اطاعت	//	بغداد کی تعمیر کا التواء	//	ابراہیم بن عبداللہ کی جزیرہ میں تلاش	//
ابن ابی سبرہ کی مدینہ میں امامت	۱۸۸	بغداد کے نواحی مواضعات	۱۹۶	ابراہیم بن عبداللہ کی نصر بن اسحاق کو	
ابن ابی سبرہ کا اہل مدینہ سے خطاب	//	ابوجعفر منصور کا نزیا میں قیام	//	دعوت بیعت	۲۰۲
حسین بن مصعب کی حبشیوں سے		ابوجعفر منصور کی روانگی کوفہ	//	ابراہیم بن عبداللہ کی بیعت	//
گفتگو	//	ابوجعفر کے متعلق اس کے مصاحبین کی		محمد بن عبداللہ کا ابراہیم بن عبداللہ	
عمر بن راشد کا بیان	//	آراء	۱۹۷	کے نام خط	۲۰۳
ابن عمران کا خطبہ	۱۸۹	ابوجعفر کی کوفہ میں آمد	//	جعفر بن حنظلہ کا ابوجعفر منصور کو مشورہ	//
اصبغ بن سفیان کی امامت	//	باب ۶		ولید بن یحییٰ کی ہمراہ فوج بھیجنے کی	
ابن ابی سبرہ کی جرأت	//	ابراہیم بن عبداللہ کا خروج	۱۹۸	تجویز	//
ابن ابی سبرہ کی قائم مقامی	۱۹۰	ابراہیم بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ	//	محمد بن حفص کا بیان	۲۰۴
عبداللہ بن ربیع کی مراجعت مدینہ	//	ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ میں روپوشی	//	شامی فوج کی روانگی کوفہ	//
منصور کا دار الخلافہ کی منتقلی کا ارادہ	//	ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ	//	محمد بن یحییٰ کی بصرہ میں آمد	//
بغداد کی خصوصیات	//	ابراہیم بن عبداللہ کی بصرہ میں آمد	//	مجالد کی روانگی بصرہ	//
بغداد کے متعلق پیشین گوئی	۱۹۱	ابراہیم بن عبداللہ کے متعلق ابوجعفر		ابوجعفر منصور کو کوفہ میں قیام کا مشورہ	۲۰۵
ابوجعفر کا اپنے مصاحبوں سے مشورہ	//	منصور کو اطلاع	۱۹۹	کوفہ میں کرفیو کا نفاذ	//
ابوجعفر منصور کا دجلہ پر قیام	۱۹۲	بصرے میں ابراہیم بن عبداللہ کی		سیاہ لباس پہننے کا حکم	//

مشتبہ افراد کا قتل	〃	محمد بن عبداللہ کے قتل کی مرکزی خبر		ابراہیم کے ساتھیوں کی خندق بنانے	
سلیمان بن ابوالعدی کی ابوجعفر سے واپسی		ابراہیم کو اطلاع	〃	کی مخالفت	〃
کے متعلق ہدایت	〃	بصرہ کی فوج کی قواعد	۲۱۲	ابراہیم بن عبداللہ کی صف بندی	〃
بصرہ کی ناکہ بندی	۲۰۶	ابوجعفر منصور کے پاس فوج کی کمی	〃	ابراہیم بن عبداللہ کی فوج کو شکست	
تیار کا قتل	〃	عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی	〃	عیسیٰ کی ثابت قدمی	〃
حرب بن راوندی کی گرفتاری	〃	ابوجعفر منصور کی ابراہیم سے متعلق		جعفر بن سلیمان اور ابراہیم بن عبداللہ	
رفیقہ بن راشد کی روانگی مصر	۲۰۷	پیشین گوئی	〃	کی جنگ	۲۱۸
جابر بن حماد کی سفیان سے شکایت	〃	خازم بن خزیمہ کی روانگی اہواز	۲۱۳	حمید بن قحطبہ کا فرار	〃
سفیان بن معاویہ اور ابوجعفر منصور	〃	ابراہیم کے خروج کے بعد ابوجعفر کی		عیسیٰ بن موسیٰ کا استقلال و دلیری	〃
سفیان بن معاویہ کی ابراہیم بن		حالت	〃	جعفر و محمد کا ابراہیم بن عبداللہ پر حملہ	۲۱۹
عبداللہ سے خفیہ ملاقات	〃	ابوجعفر منصور کا محمد و جعفر سے سلوک	〃	محمد بن اسحٰق کا بیان	〃
ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت	〃	ابوجعفر منصور اور ابان بن بشیر کی گفتگو	۲۱۴	حمید بن قحطبہ کی مراجعت	〃
سفیان بن معاویہ کی محصوری	۲۰۸	ابوجعفر منصور کی استقامت و مستقل		ابراہیم بن عبداللہ کا قتل	〃
ابراہیم بن عبداللہ کا خروج	〃	مزاجی	〃	ابراہیم بن عبداللہ کے قتل کی دوسری	
سفیان بن معاویہ کو امان	〃	یونس جرمی کا بیان	۲۱۵	روایت	۲۲۰
سفیان بن معاویہ کی نظر بندی	۲۰۹	ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ کی جانب		ابراہیم بن عبداللہ کی شکست کی وجہ	〃
آل سلیمان کو امان کا اعلان	〃	پیش قدمی	〃	عیسیٰ بن موسیٰ کی شکست کی پیشگوئی	
ابراہیم بن عبداللہ کا بصرہ پر قبضہ	〃	ابراہیم بن عبداللہ کی اپنی فوج سے		اطلاع	〃
محمد بن حصین عامل اہواز کو شکست	〃	مایوسی	〃	ابراہیم بن عبداللہ کے سر کی تشہیر	۲۲۱
ابراہیم بن عبداللہ کا اہواز و فارس پر		ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی	〃	ابراہیم بن عبداللہ کے قتل پر ابوجعفر کو	
قبضہ	〃	عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی	۲۱۶	صدمہ	〃
حکم بن ابی خلاد کی گرفتاری	۲۱۰	بنی ربیعہ کی ابراہیم بن عبداللہ کو		امیر معزی بن عبداللہ کا مال	۲۲۲
ابراہیم بن عبداللہ اور ہارون بن سعد	〃	پیشکش	〃	باب ۷	
ہارون بن سعد عامل واسط	〃	ہرثمہ کا ابراہیم بن عبداللہ کو مشورہ	〃	تعمیر بغداد کی تکمیل	۲۲۳
عامر بن اسمٰعیل کی واسط پر چڑھائی	۲۱۱	بشیر الرحال کی ابراہیم کے مشورہ کی		آتشکدے کے اوقات	〃
عامر بن اسمٰعیل اور اہل واسط میں		مخالفت	〃	تعمیر کے سامان کا حساب	〃
مصالحت	〃	سلم بن قتیبہ کا ابراہیم بن عبداللہ کو		اونٹ کے ... کی قیمت	〃
ہارون بن سعد کی روپوشی	〃	مشورہ	۲۱۷	قصر ابی جعفر کا انہدام	〃

[illegible]

امیر حج محمد بن ابراہیم الامام 〃
۱۵۰ھ کے واقعات 〃
استاذسیس کی بغاوت 〃
قوم ہری کی ابن عبد اللہ سے شکایت ۲۴۶
قوم ہری کی شرائط کی منظوری 〃
خازم کی فوجی ترتیب 〃
استاذسیس کا بکار بن مسلم پر حملہ ۲۴۷
ہیثم بن شعبہ کو بائیں بازو سے حملہ کا حکم 〃
ہیثم بن شعبہ کا عقب سے حملہ 〃
استاذسیس کی شکست و فرار ۲۴۸
استاذسیس کا محاصرہ و گرفتاری 〃
امارت مدینہ پر حسن بن زید کی تقرری 〃
جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی وفات 〃
امیر حج عبد الصمد بن علی والی 〃
۱۵۱ھ کے واقعات ۲۴۹
عمر بن حفص کی امارت سندھ سے علیحدگی 〃
ابراہیم بن عبد اللہ کی جماعت 〃
عمر بن حفص کی امان 〃
عمر بن حفص کی عبد اللہ بن محمد کی بیعت 〃
عمر بن حفص کا عبد اللہ بن محمد کو مشورہ ۲۵۰
عبد اللہ بن محمد کی جماعت 〃
عمر بن حفص کے ایک رشتہ دار کا قتل 〃
امارت سندھ پر ہشام بن عمرو کا تقرر ۲۵۱
امارت افریقہ پر عمر بن حفص کا تقرر 〃
سفیح کی روانگی سندھ ۲۵۲
عبد اللہ بن محمد اور اس کی جماعت کا خاتمہ 〃
سندھ کے ترکوں پر حملہ کرنے کا حکم 〃
مہدی کی بغداد میں آمد ۲۵۳
باب ۹
رصافہ دار القصر کی تعمیر ۲۵۴
راوندیہ کے متعلق ابو جعفر کی قثم بن العباس سے گفتگو 〃
قثم بن العباس کی حکمت عملی 〃
یمنی و مضری مناقشہ ۲۵۵
فوج میں افتراق 〃
قثم بن العباس کا رصافہ تعمیر کرنے کا مشورہ 〃
رصافہ تعمیر کرنے کی وجہ 〃
محمد المہدی اور عیسیٰ بن موسیٰ کی تجدید بیعت ۲۵۶
مسلم کی عمرین پر فوج کشی 〃
مسلم کے تعاقب کی تعلیمات 〃
اسد بن المرزبان کا انجام 〃
امیر حج محمد بن ابراہیم ۲۵۷
۱۵۲ھ کے واقعات 〃
حمید بن قحطبہ کی کابل پر فوج کشی 〃
ہاشم بن الاشتاخنج کی سرکشی و قتل 〃
امیر حج ابو جعفر منصور و عمال 〃
۱۵۳ھ کے واقعات 〃
ابو جعفر منصور کی بصرہ میں آمد 〃
ابو ایوب الموریانی پر عتاب ۲۵۸
عمر بن حفص کا قتل 〃
یمنی نوجوان پیٹنے کا حکم 〃
معیوف بن یحییٰ کا رومی قلعہ پر حملہ 〃
امیر حج محمد بن ابی جعفر المہدی و عمال ۲۵۹
۱۵۴ھ کے واقعات 〃
خوارج کے خلاف فوج کی روانگی 〃
شہر رافقہ تعمیر کرنے کا ارادہ 〃
ابو ایوب اور اس کے خاندان کا انجام 〃
امیر حج محمد بن ابراہیم و عمال 〃
۱۵۵ھ کے واقعات ۲۶۰
رافقہ کی تعمیر 〃
کوفہ و بصرہ کی خندق و فصیل بنانے کا حکم 〃
اہل کوفہ سے محصول کی وصول 〃
قیصر روم کی ابو جعفر سے صلح کی درخواست 〃
عباس بن محمد پر عتاب و اسیری ۲۶۱
عباس بن محمد کو معافی 〃
یزید بن اسید کی معزولی و مطالبات 〃
محمد بن سلیمان والی کوفہ 〃
ابن ابی العوجاء کی گرفتاری 〃
ابن ابی العوجاء کا قتل ۲۶۲
ابو جعفر کا ابن ابی العوجاء کے متعلق فرمان 〃
محمد بن سلیمان کی معزولی کا فرمان 〃
محمد بن سلیمان کی بحالی 〃
عامر بن سوار الجری 〃
حسن بن زید کی معزولی ۲۶۳
عمال 〃
باب ۱۰
خالد بن برمک ۲۶۳

۱۵۶ھ کے واقعات 〃
عمرو بن شداد کا ذکر 〃
عمرو بن شداد کے قتل کی دوسری روایت 〃
ہیثم بن معاویہ کی معزولی 〃
ہیثم بن معاویہ کا انتقال 〃
امیر حج عباس بن محمد و عمال ۲۶۵
۱۵۷ھ کے واقعات 〃
قصر خلد کی تعمیر 〃
امارت بحرین پر سعید بن دعلج کا تقرر 〃
ابوجعفر منصور کی فوج کا معائنہ 〃
عامر بن اسمٰعیل و سوار بن عبداللہ کا انتقال 〃
امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال ۲۶۶
۱۵۸ھ کے واقعات 〃
خالد بن برمک پر عتاب 〃
یحییٰ بن خالد کی عمارہ بن حمزہ سے امداد طلبی 〃
عمارہ بن حمزہ کی اعانت ۲۶۷
ایک [illegible] شخص کی [illegible] 〃
ابوجعفر منصور کو [illegible] کی اطلاع 〃
مسیب بن زہیر کی خالد بن برمک کی سفارش 〃
امارت موصل پر خالد بن برمک کا تقرر 〃
موسیٰ بن کعب کی معزولی و [illegible] ۲۶۸
امارت آذربائیجان پر یحییٰ بن خالد کا تقرر 〃
مسیب بن زہیر کی برطرفی و بحالی 〃
ابوجعفر منصور اور بنو ہاشم [illegible] ۲۶۹
بنو حسن [illegible] 〃
قصر [illegible] کی مرمت کا حکم [illegible] 〃
ابان بن [illegible] کی [illegible] 〃
محمد بن ابراہیم کی پریشانی ۲۷۰
علوی قیدیوں کی رہائی 〃
محمد بن ابراہیم سے ابوجعفر منصور کی خفگی 〃
ابوجعفر منصور کی بغرض حج کے لیے روانگی 〃
ابوجعفر منصور کی علالت ۲۷۱
عراقی طبیب کی رائے 〃
ابوجعفر منصور کی وفات 〃
محمد المہدی کی بیعت ۲۷۲
ابوجعفر منصور کی تدفین 〃
ابراہیم بن یحییٰ کی امامت 〃
ابوجعفر منصور کی مدت حکومت ۲۷۳
امیر حج ابراہیم بن یحییٰ 〃
باب ۴
ابوجعفر منصور کی سیرت و صفات ۲۷۴
ابوجعفر منصور کا حلیہ 〃
عیسیٰ بن موسیٰ سے منصور کی خفگی 〃
ابن [illegible] سے ابوجعفر منصور کا [illegible] 〃
حماد ترکی [illegible] 〃
ابوجعفر کا [illegible] 〃
ایک [illegible] کا گدھا ۲۷۵
ابوجعفر منصور کی [illegible] 〃
ابوجعفر کے دربار میں مراتب احترام 〃
المنصور اور معن بن زائدہ ۲۷۶
[illegible] کی [illegible] کا [illegible] 〃
معن بن زائدہ کی امارت یمن پر تقرری 〃
ابوجعفر منصور کی معن بن زائدہ سے خفگی ۲۷۷
معن بن زائدہ کے وفد کی روانگی بغداد 〃
ابوجعفر کے دربار میں مجاعہ کی تقریر 〃
مجاعہ اور [illegible] 〃
مجاعہ کی [illegible] ۲۷۸
مجاعہ کی خوش بیانی کی تعریف 〃
مجاعہ اور معن بن زائدہ کی وفات 〃
معن بن زائدہ کی معافی 〃
مجاعہ کا معن بن زائدہ [illegible] 〃
سلطنت کے چار [illegible] کی اہمیت ۲۷۹
ایک شامی سے [illegible] 〃
ایک [illegible] 〃
ایک عراقی عامل کو ہدایت 〃
اہل حضرموت کے [illegible] ۲۸۰
اسمٰعیل بن [illegible] پر عتاب 〃
المنصور کی ایک قاری سے [illegible] 〃
مہدی کو ابوجعفر کا [illegible] 〃
منصور کی عادات کے متعلق روایات ۲۸۱

ابوجعفر منصور کی ایک شخص سے ملاقات //
ابوجعفر منصور کی قاضی شریک کی انجام دہی ۲۸۲
مختلف مذاہب کے لوگوں کی مصاحبت ۲۸۳
منصور کی مہدی کو نصیحت //
مہدی کی ازواج پر احتیاط //
منصور کے معمولی حالات ۲۸۳
منصور کی کفایت شعاری //
اموال شاہی پر مہدی کا انتظام //
اموال شاہی کی تاکید //
اموال شاہی سے نومولود کی تعطیل ۲۸۵
اموال شاہی اور درخواست کی منظوری //
منصور کی مہدی کو چند نصائح //
ابوجعفر منصور اور حسن بن عطاء ۲۸۶
یحییٰ ترکی کا انعام //
ایک ملازم قلم کی تنبیہ //
والی یمامہ سے ایک رقم کی طلبی //
رقم کے کام کی تشریح ۲۸۷
محمد بن سلیمان کے متعلق منصور کی رائے //
ابن ہبیرہ کی منصور سے متعلق رائے //
منصور اور ترکی کا بیان //
ابن ہبیرہ کے کام پر منصور کا تبصرہ ۲۸۸
منصور کی ایک اطلاع فضل کی تعریف //
الربیع کو منصور کا تحفہ ۲۸۹
منصور کا قاضی سے حسن سلوک //
صحیح کی بغاوت و قتل ۲۹۰
منصور کی ایک کوفی سے جواب طلبی //
ابوجعفر منصور کی روزانہ کی بیت المال کا معائنہ //
محمد بن عبید اللہ کی احتیاط اور رقعہ ۲۹۱
عیسیٰ بن موسیٰ کی روایت //
ابوجعفر منصور اور ایک شاعر //
شعر کی داد ۲۹۲
ابن ہرمہ و تبدیل //
ابوجعفر منصور اور ابن ہرمہ //
عبداللہ بن علی کا ایک ملازم وقتی گھر //
ابن علی کی بغاوت ابوجعفر منصور سے معذرت ۲۹۳
ابن عیاش بن نہیک سے منصور کا سبب //
منصور کی اپنے خاندان والوں پر شفقت ۲۹۴
ایک دیہاتی کی منصور سے شکایت //
آل جعفر کی امداد کی ہدایت //
ابوجعفر منصور اور دنیا //
ابوجعفر اور محمد بن ابی العباس سے شکایت ۲۹۵
محمد بن ابی العباس کا قافلہ //
ابوجعفر منصور کا محمد بن ابی العباس سے //
معاہدہ //
ابن ہبیرہ کا شراب سے جبیں کی ممانعت ۲۹۶
مہاراجہ کی بیٹے کے ساتھ کی فرمائش //
نا قسم //
ابوجعفر منصور کا قول //
ابوجعفر منصور کی اولاد سے متعلق //
رائے //
ابوجعفر منصور کی ایک عادت کے //
ملاقات ۲۹۷
ابوجعفر منصور سے قرابت //
عبداللہ بن علی کا ابوجعفر منصور //
ابوجعفر منصور سے خطاب //
ابوجعفر منصور کا علی خراسان سے //
خطاب ۳۰۱
ابومسلم خراسانی کے قتل کے بعد منصور //
کی تقریر ۳۰۲
خاتب محمد بن یحییٰ سے منصور کی //
زندگی //
ابوجعفر منصور کو آل ابی طالب کے عم //
کا حکم ۳۰۳
عیسیٰ بن موسیٰ کی شراب نوشی کا واقعہ //
عیسیٰ بن موسیٰ کی ابن عائشہ سے ملاقات //
کی رہائی ۳۰۴
منصور کا دیوان میں کاتب کا انتخاب //
ایک خفیف بات سے منصور کا حسن //
سلوک //
ابوجعفر کی اپنے اہل و عیال کی تقسیم ۳۰۵
ابوجعفر نے کوفہ میں نئے محلات //
دائیں کی روایت //
عمران عبداللہ بن حسن کے متعلق //
منصور کے اشعار //
ابوجعفر کے سوال کا جواب ابن ۳۰۶
ابوجعفر کی اپنے خاندان کو وصیت //
ابوجعفر کا خاندان بن علی کی تعریف //

ابوجعفر اور ایک خطیب	//	ابوجعفر منصور کی [illegible]	//	حسن بن ابراہیم کی [illegible] سے	
شبیب بن [illegible] کے قتل کا حکم		ابوجعفر منصور کی وفات کی [illegible]	//	متعلق	//
عیسیٰ بن موسیٰ [illegible]	۳۰۷	ابراہیم [illegible]	۳۱۴	یعقوب بن داؤد سے حسن بن ابراہیم	
[illegible] عتاب [illegible]	//	ابوجعفر کی وصیت کے [illegible]	//	کے متعلق [illegible]	//
ابوجعفر منصور اور [illegible]	۳۰۸	حسن بن [illegible]	//	یعقوب بن داؤد [illegible]	//
منصور [illegible]	//	ابوجعفر منصور کے [illegible]		یعقوب بن داؤد [illegible]	۳۲۳
منصور کی وصایا	۳۰۹	[illegible]	۳۱۵	[illegible]	//
منصور کا قصہ [illegible]	//	علی بن [illegible]	//	[illegible]	//
محمد [illegible] کی [illegible]	//	موسیٰ بن ہارون کا بیان	//	[illegible]	۳۲۴
مہدی کی خلافت کی بیعت	//	[illegible]		ابان کا عزل و نصب	//
ابوجعفر کا ترکہ	//	[illegible]	۳۱۸	موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی	
علی [illegible] کی [illegible]	۳۱۰	عیسیٰ بن [illegible]	//	تحریک	//
عراقیوں کے متعلق [illegible] بیعت	//	منصور کی [illegible] کی خواہش	//	عیسیٰ بن موسیٰ کا ولی عہدی سے	
[illegible] کی مخالفت	//	مہدی کی بیعت کے [illegible]	//	[illegible]	//
[illegible] کی بیعت	//	[illegible]	//	[illegible]	
[illegible] متعلق بیعت	//	منصور کے [illegible]	۳۱۹	[illegible]	۳۲۵
[illegible] کی بیعت	۳۱۱	مہدی کی [illegible]	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے	
منصور کی [illegible]	//	[illegible]	//	[illegible]	//
ابوجعفر کی مہدی کو وصیت	//	[illegible] کے واقعات	۳۲۰	عیسیٰ بن موسیٰ کی علیحدگی	//
[illegible] کے متعلق [illegible]		[illegible]		[illegible]	۳۲۶
[illegible] بیعت	۳۱۲	ابان کا عزل و نصب	//	[illegible] کے واقعات	//
ابوجعفر [illegible]	//	[illegible]	//	یوسف [illegible]	//
[illegible]	//	[illegible]	۳۲۱	عیسیٰ بن موسیٰ کی [illegible]	
[illegible]	//	یعقوب بن داؤد کی رہائی	//	[illegible]	//
عبدالعزیز بن مسلم کا بیان	۳۱۳	یعقوب بن داؤد کی [illegible] سے		عیسیٰ بن موسیٰ کی [illegible]	۳۲۷
باب ۲		ملاقات کی خواہش	//	[illegible]	//
خلیفہ محمد بن عبداللہ مہدی	۳۱۴	یعقوب بن [illegible] کے متعلق		[illegible]	//
علی بن محمد نوفلی کا بیان	//	مہدی کا [illegible]	۳۲۲	خلیفہ مہدی کا خطبہ	//

موضوع	صفحہ
عیسیٰ بن موسیٰ کی موسیٰ بن مہدی کی بیعت	۳۲۸
موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی عام بیعت	״
عیسیٰ بن موسیٰ کا تحریری عہد نامہ	۳۲۹
[illegible] کی تعمیر	۳۳۰
[illegible] کی مراجعت	״
امارت خراسان پر معاذ بن مسلم کا تقرر	״
آل ابی بکرہ کی مہدی سے درخواست	״
آل ابی بکرہ کے نسب کے متعلق مہدی کا فرمان	۳۳۱
آل زیاد کے نسب کے متعلق مہدی کی روایت	״
آل زیاد کے متعلق مہدی کا فرمان	״
خالد النجار کے اشعار	۳۳۲
والی بصرہ کے نام مہدی کا فرمان	״
عبدالملک بن ایوب کی فرمان مہدی کی خلاف ورزی	۳۳۳
[illegible] کا تقرر	״
امیر حج خلیفہ مہدی	״
[illegible] کے خلاف [illegible]	״
قبر رسول اللہ ﷺ کو [illegible] کرنے کی تجویز	۳۳۵
امام مالک کی تجویز سے مخالفت	״
انصاریوں کا [illegible]	״
۱۶۰ھ کے واقعات	״
[illegible] کا خروج	״
نصر بن محمد بن اشعث کی گرفتاری	۳۳۶
عبداللہ بن محمد بن مروان کی بے باکی و جرأت	״
عبداللہ بن محمد بن مروان کے خلاف مقدمہ	״
عبداللہ بن محمد بن مروان کی رہائی	״
ثمامہ بن الولید کا جہاد	״
مہدی کا [illegible] کا عزم	۳۳۷
جامع مسجد بصرہ کی توسیع	״
یعقوب بن داؤد کے اختیارات میں اضافہ	״
[illegible]	״
ابو عبید اللہ کے خلاف شکایت	״
ابو عبید اللہ کے زوال کا سبب	۳۳۸
ابو عبید اللہ اور ابو الفضل ربیع کی ملاقات	״
ابو عبید اللہ کا ربیع سے [illegible]	״
ربیع کا ابو عبید اللہ سے انتقام لینے کا عزم	۳۳۹
ربیع کا ابو عبید اللہ کے متعلق [illegible] سے اظہار	״
[illegible] کا ربیع کو مشورہ	״
محمد بن عبید اللہ کا قتل	۳۴۰
مہدی کی ابو عبید اللہ سے بدگمانی	״
ایک [illegible] کا جواب	״
امارت سندھ پر [illegible] کا تقرر	״
عمال کا عزل و نصب	״
امیر حج موسیٰ بن محمد [illegible]	۳۴۱
۱۶۱ھ کے واقعات	״
عبدالسلام خارجی کا خروج	״
عبدالسلام خارجی کا قتل	״
مقنع خراسانی [illegible] کا قیام	״
حسن بن قحطبہ کی روم پر فوج کشی	۳۴۲
عمال کا عزل و نصب	״
امیر حج [illegible]	״
۱۶۲ھ کے واقعات	۳۴۳
مقنع کی ہلاکت	״
مہدی کی فوج کے سپاہیوں کا انتخاب	״
عیسیٰ بن علی کی وفات	״
آل [illegible] سے [illegible] حسن سلوک	״
حسن بن قحطبہ کا جہاد میں شریک ہونے سے گریز	״
ہارون الرشید کی جہاد کے لیے روانگی	۳۴۴
[illegible]	״
[illegible] کو مشورہ	״
آل برمک کی جہاد میں شرکت	۳۴۵
یحییٰ بن خالد برمکی کا انتخاب	״
[illegible]	״
[illegible] کی برطرفی کے اسباب	۳۴۶
[illegible]	״
زندیقوں کا قتل	״
قلعہ [illegible] کی تعمیر	״
عمال کا عزل و نصب	۳۴۷
امیر حج علی بن مہدی	״
۱۶۳ھ کے واقعات	״
عبدالکبیر بن عبدالحمید کی اسیری	״

[illegible]

موضوع	صفحہ
[illegible] کرنے کا حکم	//
ہارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم کرنے کا منصوبہ	۲۹۹
ہارون الرشید سے بدسلوکی	//
اسمٰعیل بن صبیح کی چال	//
یحییٰ بن خالد اور ہادی میں کشیدگی	۳۰۰
یحییٰ بن خالد کی طلبی	//
ہارون الرشید کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ	//
ہادی اور یحییٰ بن خالد کی گفتگو	//
ہادی کی یحییٰ بن خالد سے معذرت	۳۰۱
ہادی کی یحییٰ بن خالد کی تعریف	//
جعفر کی ولی عہدی کے متعلق یحییٰ بن خالد کا مشورہ	//
ہارون الرشید کی ہادی سے علیحدگی	۳۰۲
خیزران کا یحییٰ بن خالد کو پیغام	//
ہادی کی یحییٰ کو قتل کی دھمکی	//
ہادی کا ہارون سے خطاب	//
ہارون الرشید کے ولی عہدی سے [illegible]	۳۰۳
ہادی کا ہارون الرشید سے حسن سلوک	//
مہدی کا خواب	//
ہارون الرشید کا یاقوت [illegible]	۳۰۴
صاحب کی طلبی کا فرمان	//
خیزران کی یحییٰ بن خالد سے محبت	//
خیزران کا عہد	//
فضل بن سعید کی روایت	//
خیزران کو ہادی کی موت کی اطلاع	۳۰۵
ہادی کی وفات و مدت حکومت	//
ہادی کا حلیہ	//
ہادی کی ازواج و اولاد	//
باب ۱۵	
خلیفہ ہادی کی سیرت	۳۰۶
سعید بن سلم کا بیان	//
سلیمان بن عبدالملک [illegible] کا واقعہ	//
ہادی کا دربار عام منعقد کرنے کا حکم	//
علی بن صالح کی ایک اعرابی کی سفارش	//
خیزران کی معاملات پر [illegible] کی ممانعت کا حکم	۳۰۷
عبداللہ بن مالک سے جواب طلبی	//
عبداللہ بن مالک کی معذرت	//
عبداللہ بن مالک کی حق گوئی	۳۰۸
ہادی کی عبداللہ بن مالک کے گھر پر آمد	//
ہادی کی عبداللہ بن مالک پر عنایت	//
موسیٰ بن عبداللہ بن مالک کا بیان	۳۰۹
عبداللہ بن مصعب کو سزا دینے کا حکم	//
ہادی کی فضل بن ربیع کو اجازت	//
ایک عرب کی رقم کی درخواست	//
عمر بن شبہ کا بیان	۳۱۰
ہارون اور حسن بن عبداللہ کی	//
ابراہیم بن مسلم سے ہادی کی تعزیت	//
علی بن حسین پر ہادی کا عتاب	//
علی بن حسین کی رہائی	۳۱۱
زنادقہ کو قتل کرنے کی ہدایت	//
ہادی اور [illegible]	۳۱۲
عیسیٰ بن داب پر ہادی کی عنایت	//
علی بن یقطین کا بیان	۳۱۳
[illegible]	//
خیزران کی ہادی سے [illegible] کی ناراضی	//
ہادی کی خیزران کو سرزنش	//
ہادی کا امراء پر عتاب	//
[illegible]	۳۱۴
خیزران کا [illegible] زہر کی روایت	//
یوسف الصیقل شاعر کا بیان	//
عیسیٰ بن داب سے ہادی کی دلچسپی	۳۱۵
عیسیٰ بن داب کا [illegible]	//
ہادی کی تعریف میں شعراء کے قصائد	۳۱۶
ابراہیم موصلی سے ہادی کی گانے کی فرمائش	۳۱۷
ابراہیم موصلی کے مطالبہ پر ہادی کی برہمی	//
ابراہیم موصلی پر نوازش	//
ہادی کا مرثیہ	۳۱۸
[illegible]	//
[illegible]	//
[illegible]	۳۱۹
ہادی کا ربیع کو قتل کرنے کا فیصلہ	//
ربیع کو مسموم شہد پینے کا حکم	//
ربیع کی وصیت	//
فضل بن سلیمان کا بیان	//
ربیع کی ہلاکت کے متعلق یحییٰ بن حسن کی روایت	۳۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب

خلیفہ عبداللہ بن محمد ابوالعباس

خلافت عباسیہ کے متعلق ابوہاشم اور محمد بن علی کی گفتگو:

بنی عباس کی خلافت کی ابتداء آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت عباس بن عبدالمطلب [illegible] یا تھا کہ خلافت ان کے خاندان میں منتقل ہو جائے گی [illegible] کے متعلق ان کی [illegible] گفتگو ہوئی [illegible] محمد بن علی بن عبداللہ بن [illegible]

علی بن محمد کا بیان:

علی نے بیان کیا ہے [illegible] عبدالملک [illegible]

امام محمد بن علی کی پیشین گوئی:

ابو محمد [illegible] علی بن عبداللہ بن عباس [illegible]

چنانچہ [illegible] محمد بن علی نے ایک شخص کو [illegible]

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حکم

[illegible] دیا جائے۔

عثمان بن عروہ کا بیان

[illegible]

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری

[illegible]

[illegible]

ابوالعباس کی گرفتاری و رہائی

[illegible]

مروان کے قاصد کے قتل کا منصوبہ

[illegible]

منصور بن جعونہ کی مخالفت

[illegible]

عبدالحمید بن یحییٰ کا مروان کو مشورہ

[illegible]

ابوالعباس کی جانشینی

[illegible]

محمد بن علی اور عبدالوہاب اور محمد ابراہیم کے بیٹے موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام تھے۔ ابوسلمہ نے کوفہ آ جانے پر ان کو ولید بن سعد مولیٰ بنی ہاشم کے مکان واقع بنی اود میں اتارا اور تقریباً چالیس دن تک اپنے تمام سرداروں اور شیعوں سے ان کی آمد کو چھپائے رکھا۔

یہ بتایا گیا ہے کہ امام ابراہیم کی موت کے بعد ابوسلمہ نے آل ابی طالب کو خلافت دینے کا ارادہ کیا تھا۔

ابوالعباس کی کوفہ میں آمد:

جہم بن مرزوق اور ابو اسامہ وغیرہ نے یہ بات بیان کی کہ امام اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ آ گئے تھے اور ابھی پوشیدہ تھے یہاں تک کہ ابوالجہم نے ابوسلمہ سے پوچھا ابوسلمہ نے جواب دیا کہ کوئی جلدی نہیں۔ پھر ابوالجہم نے سخت اصرار سے ان کے بارے میں سوال کیا ابوسلمہ نے کہا ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا ہے۔ اسی اثناء میں ابوالعباس کے ایک غلام سابق الخوارزمی سے ابو حمید کی ملاقات ہوئی ابو حمید نے اس سے ان کے آقاؤں کے بارے میں دریافت کیا اس نے کہا وہ کوفہ میں ہیں مگر ابوسلمہ نے ان کو چھپا رکھا ہے ابو حمید نے ابوالجہم کے پاس آ کر اس سے ابوالجہم سے بھی اس خبر کو بیان کر دیا اس نے ابو حمید کو سابق کے ہمراہ بھیجا تاکہ وہ ان کی قیام گاہ سے واقف ہو آئے۔ ابو حمید بیان کرتے ہیں کہ جب وہ آئے تو ان کے ہمراہ ابراہیم بن سلمہ بنی نصر بن معاویہ میں سے ایک اور شخص بھی ان کے ساتھ آیا ان دونوں نے ابوالجہم سے آ کر بیان کیا کہ امام کا قیام بنی اود کے ایک مکان میں ہے اور یہاں آنے کے بعد انھوں نے ابوسلمہ سے سو دینار طلب کیے تھے مگر اس نے نہیں دیے۔ پس ابوالجہم، ابو حمید اور ابراہیم موسیٰ بن کعب کے پاس آئے اور اس سے سارا واقعہ بیان کیا اور اسی وقت دو سو دینار امام کو بھیج دیے۔ اس کے بعد ابوالجہم ابوسلمہ کے پاس آیا اور امام کو پوچھا اس نے کہا ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا۔ کیونکہ ابھی تک واسط فتح نہیں ہوا ہے۔

شیعان بنی عباس کی ابوالعباس سے ملاقات:

ابوالجہم نے موسیٰ بن کعب کو آ کر سارا واقعہ بتایا۔ سب کی یہ رائے ہوئی کہ امام سے ملا جائے چنانچہ موسیٰ بن کعب ابوالجہم، عبدالحمید بن ربعی، سلمہ بن محمد، ابراہیم بن سلمہ، عبداللہ الطائی، اسحاق بن ابراہیم، شراحیل، عبداللہ بن بسام، ابو حمید محمد بن ابراہیم حمیری، سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین روانہ ہوئے۔ چلتے ہوئے ابوسلمہ کو ان کے جانے کی اطلاع نہ دی اور نہ تھی۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کس کام سے کوفہ گئے ہیں پھر یہ جماعت ابوالعباس کے پاس آئی ان کے سامنے پہنچ کر انھوں نے پوچھا کہ تم میں عبداللہ بن محمد ابن الحارثیہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ہیں اس جماعت نے خلیفہ کے لقب سے ان کو سلام کیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس آ گئے۔ ابوالجہم نے دوسرے اپنے ساتھیوں کو امام کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی۔

ابوسلمہ کی ابوالعباس سے ملاقات:

ابوسلمہ نے ابوالجہم سے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے اس نے کہا میں اپنے امام کے پاس گیا تھا۔ یہ معلوم کر کے اب خود ابوسلمہ امام کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا مگر ان کے جانے سے پہلے ہی ابوالجہم نے ابو حمید کو اطلاع دے دی کہ ابوسلمہ یہاں آ رہا ہے تم صرف تنہا ابوسلمہ کو امام کے پاس جانے دینا۔ چنانچہ اس نے اور ساتھیوں کو روک دیا، چنانچہ جب ابوسلمہ وہاں آیا تو اس کے دوسرے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا اور صرف ابوسلمہ کو اندر جانے کی اجازت دی گئی اس نے ابوالعباس کے

پاس جا کر خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا جمعہ کے دن ابوالعباس ایک ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلے اور نماز جمعہ کی امامت کی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابو حمید نے خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا تو ابوالجہم نے طعن کے طور پر کہا تجھ حرامزادے کے علی رغم انف مگر ابوالعباس نے ابوحمید کو ڈانٹا کہ خاموش رہو۔

ابوالعباس کا خطبہ:

بیعت کے بعد ابوالعباس منبر کے سب سے بلند حصہ پر آکر بیٹھے اور داؤد بن علی ان سے نیچے بیٹھا ابوالعباس نے اپنی تقریر میں کہا

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے خوبی کے لحاظ سے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے شرف اور عظمت دی۔ اسی دین کو ہمارے لیے پسند کیا۔ ہم نے اس کی تائید کی ہمیں اس کا اہل جانے پناہ اور حصن بنایا ہمیں اس کا قائم کرنے والا اور اس کی حمایت کرنے والا اور ناصر بنایا۔ ہم پر یہ بات لازم کی کہ ہم اس کے تقویٰ کی تبلیغ کرتے رہیں صرف ہمیں اس کا سب سے زیادہ مستحق اور اہل قرار دیا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے شرف سے مخصوص کیا ان کے آباو اجداد سے ہمیں پیدا کیا انہی کے خاندان میں ہمیں خلق کیا اور خود ان کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا جو ہمارے دشمنوں کے لیے گراں ہے اور ہم مسلمانوں پر نہایت ہی مہربان تھے اللہ نے اسلام اور ان کی قرابت کی وجہ سے ہمارا مرتبہ بلند کر دیا اور اس کے لیے اپنی کتاب ناطق میں یہ آیت نازل فرمائی

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

"اے اہل بیت (نبی) اللہ چاہتا ہے کہ تمام پلیدگی کو تم سے دور کرے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے"۔

اس کے بعد اللہ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾

"اے محمد! کہہ دو کہ میں تم سے سوائے اپنے قرابت داروں کی دوستی کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا"۔

پھر فرمایا:

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾

"اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈراؤ"۔

پھر فرمایا:

﴿مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ﴾

"اے مسلمانو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو غنیمت تم کو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اس کے رسول کا ہے قرابت داروں کا ہے اور یتامیٰ کا ہے"۔

اس طرح خداوند عزوجل نے ہماری فضیلت بتا دی اور ہمارے حق و دوستی کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فضل سے خراج اور غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کر دیا۔ گمراہ سبائیہ فرقہ کا جو خیال باطل ہے کہ حکومت، سیاست اور خلافت کے ہمارے سوا دوسرے لوگ زیادہ مستحق ہیں اس کی کیا توجیہ و تاویل کرتے ہیں ان کی صورتیں بدل گئیں۔ اے لوگو! اللہ نے ہمارے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کو بے انصاف قرار دیتے تھے۔ اللہ نے عدالت اور حسن تدبیر والوں سے بھرپور کر دیا ہے اب تم کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے ہماری فرماں برداری واجب ہے اور اپنے خلاف کوئی حرکت نہ کرو۔ یہ کیونکہ ہماری حکومت اور تمہاری حکومت ہے ہم خاندان کا ایک شخص بھی باقی ہے ہم تم کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب ؓ اور ان عبداللہ بن محمد (اس طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے) کے اور کوئی خلیفہ جائز منبر پر نہیں بیٹھا۔ لیکن تم کو معلوم ہے کہ اب یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم خود اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کر دیں گے۔ جو کچھ اب ہم کو ملا ہے اور اب جو حکومت ہمیں عطا ہوئی ہے ہم اس پر رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں۔"

ابو العباس سفاح کی بیعت

اس کے بعد ابو العباس منبر سے اتر آئے۔ داؤد بن علی ان کے آگے آگے تھے پھر قصر امارت میں آ گئے۔ پھر ابو جعفر کو بیعت لینے کے لیے سب کے سامنے مسجد میں بٹھا دیا گیا۔ بیعت لیتے لیتے عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی اور مغرب کی نماز بھی پڑھائی۔ جب رات ہو گئی اور وہ قصر میں چلے گئے۔

ابو العباس اور داؤد بن علی کی ملاقات کا واقعہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو العباس نے کہ داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ ملک عراق یا کسی اور ملک میں تھے یہ دونوں حج کو جا رہے تھے کہ دومۃ الجندل میں ابو العباس سے ان کی ملاقات ہوئی جو قید سے چھوٹے تھے ان کا بھائی ابو جعفر عبداللہ بن محمد عبداللہ بن علی، عیسیٰ بن موسیٰ، یحییٰ بن جعفر بن تمام بن العباس اور چند موالی ان کے ہمراہ تھے۔ داؤد نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کیا قصہ ہے؟ ابو العباس نے سارا واقعہ بیان کیا کہ ہم کوفہ کو جا رہے ہیں تاکہ وہاں اپنی تحریک کو علانیہ ظاہر کریں۔ داؤد نے کہا: اے ابو العباس! تم کوفہ کو جا رہے ہو حالانکہ مروان بن محمد اہل شام اور جزیرہ کو لیے ہوئے حران میں عراق کے سر پر بیٹھا ہوا ہے اور فوج اس کی عراق میں ہے اور یزید بن عمر بن ہبیرہ عرب کے عمائدین میں موجود ہے ان حالات میں تم تو مروا دیے جاؤ گے یا سیدھے قتل کیے جاؤ گے۔ ابو العباس نے کہا جس نے زندگی کو محبوب رکھا وہ ذلیل ہوا۔ پھر انہوں نے اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا:

فما ميتة ان متها غير عاجز بعار اذا ما غالت النفس غولها

ترجمہ: "جب کوئی موت کے خوف سے مرعوب نہ ہو، تب بھی جنگ کی آگ میں عزت سے جان دے دی جائے تو ایسی موت ہو تو اس موت میں کوئی عار نہیں"۔

پھر داؤد بن علی نے اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا بخدا یہ بالکل سچ کہتا ہے ہم بھی اس کے ساتھ لوٹ چلیں زندہ رہیں گے تو عزت سے اور مریں گے تو عزت سے چنانچہ یہ سب کوفہ آ پہنچے۔

جب حمیمہ سے کوفہ آنے کے ارادے سے ابو سلمہ حفص کی داعی کو قتل کی مہلت ملی یا کوئی تدبیر کر کے وقت گزار رہے تھے اور ادھر یہ لوگ ابو العباس کو چھوڑ کر جانے کو تیار تھے اس وقت ابو العباس کے ساتھ رہ کر مقابلہ کرنے کے لیے نکلے تھے ان کی ہمت بڑی تھی اور ان کے حوصلے بلند اور دل بڑے تھے۔

۱۳۲ھ کے بقیہ واقعات

ابوالعباس کی بیعت کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ حسب ذیل روایت یہاں بیان کی جاتی ہے:

ابوسلمہ کی امام کے متعلق خاموشی

جب ابوسلمہ کو معلوم ہوا کہ مروان نے امام ابراہیم بن محمد کو قتل کر دیا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب بنی العباس کے لیے تحریک شروع کی جائے یا ان کے علاوہ دوسروں کی دعوت کے خیال کو اس نے اپنے دل میں چھپائے رکھا۔ دیگر نقیبوں اور اہل بیت کے ہمراہ ابوالعباس کوفے آئے۔ ابوسلمہ نے انہیں بنی داؤد میں ولید بن سعد کے گھر میں فروکش کیا۔ جب کبھی ابوسلمہ سے امام کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا کہ جلدی مت کرو ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

ابوحمید اور سابق الخوارزمی کی گفتگو:

کچھ عرصہ تک وہ اسی روش پر کاربند رہا۔ اس زمانے میں اپنی چھاؤنی واقع حمام اعین میں مقیم تھا۔ ایک دن ابوحمید کو امام ابراہیم کا ایک غلام سابق الخوارزمی رستے میں ملا چونکہ ابوحمید امام سے ملنے شام جایا کرتا تھا اس لیے اس غلام کو پہچانتا تھا اس نے پوچھا کہ امام ابراہیم کیسے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ انہیں مروان نے حران میں قتل کر دیا۔ انہوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنے بعد اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا اور وہ اپنے تمام اہل بیت کے ساتھ کوفے آ گئے ہیں۔ ابوحمید نے اس غلام سے کہا کہ تم مجھے ان کے پاس لے چلو۔ چونکہ سابق نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ بغیر ان کے حکم کے کسی اور کو ان کا پتہ دے۔ اس وجہ سے اس نے ابوحمید سے کہا کہ آپ کل اسی جگہ مجھ سے ملئے پھر میں آپ کو جواب دوں گا۔

ابوحمید کی ابوالعباس سے ملاقات:

دوسرے روز مقررہ وقت پر ابوحمید اسی جگہ پہنچا وہاں اسے سابق ملا اور وہ اسے ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کے پاس لے گیا۔ جب یہ مکان کے اندر آیا تو اس نے پوچھا کہ آپ میں خلیفہ کون ہیں؟ داؤد بن علی نے ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں۔ ابوحمید نے خلیفہ بنا کر ان کو سلام کیا ان کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ جو حکم ہو کیجئے پھر اس نے ابوالعباس سے امام ابراہیم کے قتل پر تعزیت کی۔

ابراہیم بن سلمہ کی چھاؤنی میں آمد:

ابراہیم بن سلمہ بھیس بدل کر ابوسلمہ کی چھاؤنی میں آیا اور ابوالجہم سے ملا۔ جب ابوالجہم نے اس سے ان کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا قاصد ہوں۔ فلاں فلاں صاحب ان کے ہمراہ ہیں اور وہ فلاں مکان میں ٹھہرے ہیں۔ انہوں نے ان اونٹوں کا کرایہ دینے کے لیے جن پر وہ یہاں آئے ہیں سو دینار ابوسلمہ سے مانگ بھیجے تھے مگر اس نے اب تک نہیں بھیجے۔ اتنے میں ابوحمید بھی ابوالجہم کے پاس آ گیا اور اس نے امام کے آنے کا سارا واقعہ سنایا۔ اب ابوالجہم

اور رسول اللہ ﷺ کی فضیلت بیان کی۔ پھر ولایت و وراثت کو بیان کرتے ہوئے ان کا سلسلہ اپنے اوپر ختم کیا اور ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ چونکہ بخار میں مبتلا تھے اس لئے تقریر کے دوران میں منبر پر بیٹھ گئے اور داؤد بن علی نے منبر کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ اے لوگو! یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمہارے درمیان صرف دو ہی خلیفہ ہوئے ایک حضرت علی اور دوسرے یہ ابو العباس جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد دونوں منبر سے اتر آئے۔

ابوالعباس کے عمال

قصر امارت سے نکل کر خود ابو العباس نے حمام اعین میں ابو سلمہ کی چھاؤنی میں پڑاؤ کیا اور اس کے کمرے میں فروکش ہوئے۔ دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا اس وقت عبد اللہ بن بسام ابو العباس کا حاجب تھا۔ ابو العباس نے کوفہ اور اس کے علاقے پر اپنے چچا داؤد بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو ابو عون بن یزید کے پاس بھیجا۔ اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کے پاس بھیجا جس نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس مدائن بھیجا۔ ابو الیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس اہواز بھیجا۔ سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طریف کے پاس بھیجا۔ خود ابو العباس اسی چھاؤنی میں کئی ماہ تک قیام پذیر رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصر کوفہ کے مدینۃ الہاشمیہ میں فروکش ہو گئے۔ کوفہ منتقل ہونے سے پہلے ہی ابو سلمہ کے ساتھ ابو العباس کے سلوک میں فرق پڑ گیا تھا جس سے خود ابو سلمہ بھی واقف ہو چکا تھا۔

* * *

باب ۲

جنگ زاب

اسی منزل میں مروان بن محمد کو یہ شکست ہوئی۔

عثمان بن سفیان کے قتل کی خبر:

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید خراسانی کو شہر زور بھیجا۔ اس نے جا کر عثمان بن سفیان کو قتل کر [illegible] کی ایک سمت پر قبضہ کر لیا۔ جب مروان کو عثمان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو وہ حران سے روانہ ہو کر راستے کی ایک [illegible] آ کر مقیم ہوا اور پوچھا کہ اس [illegible] کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے جواب دیا [illegible] سے روانہ ہو کر [illegible] دریائے زاب پر [illegible] مدد کے لیے بھیجا۔

عبداللہ بن علی کی ابوالعباس کو پیش کش:

اپنی خلافت کے اعلان کے بعد ابوالعباس نے [illegible] کے ساتھ عبداللہ [illegible] ابو الخیر [illegible] ابوالعباس نے اپنے [illegible] عبداللہ بن علی نے [illegible] ابوالعباس نے [illegible] اچھے [illegible] عبداللہ بن علی نے [illegible] عبداللہ بن علی کے پاس بھیج دیا۔

عیینہ بن موسیٰ کا مروان پر حملہ:

۲ جمادی الآخر ۱۳۲ھ کو عبداللہ بن علی نے [illegible] زاب [illegible] ایک پل [illegible] ابوالعباس نے عیینہ بن موسیٰ کو [illegible] کے ساتھ [illegible] مروان کے [illegible] شام تک [illegible] زاب [illegible] عبداللہ بن علی نے [illegible]

عبداللہ بن مروان اور مخارق بن غفار کی جنگ

جب مروان نے زاب پر پل باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ عبداللہ بن علی کے نیچے کی جانب ہو کر اترے وہاں خندق کھود کر مورچہ بندی ہو جائے اس کے مقابلے پر عبداللہ بن علی نے مخارق کو چار ہزار کے ساتھ بھیجا عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ کو اس کے مقابلہ پر بھیجا دونوں میں لڑائی ہوئی مخارق کی فوج نے شکست کھائی اکثر مارے گئے اور بہت سے قید کر لیے گئے اور بہت سے بھاگ گئے۔

مخارق بن غفار کی گرفتاری:

ولید نے ان سروں اور قیدیوں کو عبداللہ کے پاس بھیج دیا اس نے مقتولین کے سروں کے ساتھ انہیں مروان کے پاس بھیج دیا مروان نے حکم دیا کہ قیدی میرے سامنے لائے جائیں مخارق بھی ان میں تھا۔ جب پیش کیے گئے تو مروان نے پوچھا کیا تم مخارق ہو اس نے کہا نہیں میں تو مخارق کے غلاموں میں سے ہوں مروان نے کہا کیا تم مخارق کو پہچانتے ہو اس نے کہا ہاں مروان نے کہا اچھا تو ان سروں میں دیکھو کیا مخارق کا سر بھی ہے وہ دیکھ کر کہنے لگا ہاں یہ رہا مخارق کا سر۔ مروان نے اسے چھوڑ دیا اور مخارق مع اپنے ہمراہیوں کے عبداللہ بن علی کے لشکر میں جا ملا۔

مروان اور مخارق کی گفتگو۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے مخارق سے پوچھا کہ تم مخارق کو پہچانتے ہو تو بتاؤ کہ مخارق کے لشکر سے جو لوگ ہمارے پاس آئے ہیں ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں مخارق بھی گرفتار ہو کر آیا ہے۔ مروان نے یہ بھی کہا کہ اگر میں اس کو پا جاؤں تو ... مروان کے اس پوچھنے پر مخارق نے جواب دیا کہ ان میں مجھ کو مخارق نظر نہیں آتا میرا خیال ہے کہ وہ بھاگ گیا ہے مروان نے اسے چھوڑ دیا۔

موسیٰ بن کعب کا عبداللہ بن علی کو مشورہ۔

جب عبداللہ بن علی کو مخارق کی شکست کی خبر ملی تو موسیٰ بن کعب نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اس کے لیے جلدی کیجئے اور مروان کے پاس پہنچ جائیے اس سے پہلے کہ آپ کی شکست کی خبر آپ کے لشکر میں معلوم ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن علی نے محمد بن صول کو اپنا نائب مقرر کیا اور فوج لے کر روانہ ہو گیا اور مروان کے مقابلہ پر جا کر ڈیرے ڈالے۔

مروان کا زوال آفتاب سے پہلے جنگ سے گریز

مروان نے میدان جنگ کی طرف بڑھ کر ... بنو امیہ ... ہر طرح کی تیاری کی تھی جب مقابلہ کا وقت آیا تو مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا اگر آج زوال آفتاب سے پہلے ہم لڑائی چھیڑ دیں اور آفتاب سے پہلے ہی ہم تم پر فتح پائیں تو ... مروان نے لڑائی کے لیے عبداللہ بن علی کے پاس سفیر بھیجا کہ عبداللہ بن علی کی طرف سے کوئی آیا اور کہا کہ آج ہی آفتاب سے پہلے لڑائی چھیڑ دی جائے مروان نے کہا اسے چھوڑ دو کہ ابن ... مروان نے بہت کچھ کہا لیکن جنگ کی ابتدا ہو گئی۔

گزرے ہیں وہ خود آفتاب نہ دیکھے گا۔

معرکۂ زاب:

اتنے میں اس کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے حملہ کر دیا مروان کو اس حرکت پر بہت غصہ آیا اس نے اسے برا بھلا کہا ابن معاویہ عبداللہ بن علی کے میمنہ سے لڑنے لگا۔ ابو عون عبداللہ بن علی کی طرف پیچھے ہٹنے لگا اس پر موسیٰ بن کعب نے عبداللہ سے کہا کہ آپ تو مومنوں کو حکم دیجیے کہ وہ گھوڑوں سے اتر پڑیں۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ پیدل ہو گئے سب لوگ پیدل ہو کر اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور انہوں نے نیزے سیدھے کیے اور دشمن سے لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر میں اہل شام پیچھے ہٹنے لگے۔ یہ دیکھ کر عبداللہ پیادہ ہو گئے اور دعا کرنے لگے کہ اے اللہ کب تک ہم تیرے حق کی خاطر ان گمراہوں کو قتل کرتے رہیں گے دوسری طرف سے اہل خراسان نے نعرہ لگایا کہ ابراہیم کا بدلہ لو۔ یا محمد یا منصور اس نعرے سے خونریزی ہونے لگی مروان نے بنی قضاعہ سے کہا کہ تم اتر پڑو انہوں نے جواب دیا کہ بنی سلیم کو حکم دیجیے وہ پیادہ ہو جائیں اس نے سکاسک سے کہا کہ تم حملہ کرو انہوں نے جواب دیا کہ تم بنی عامر کو حکم دو کہ حملہ کریں اب اس نے سکون سے کہا کہ تم حملہ کرو انہوں نے جواب دیا کہ تم غطفان سے کہو کہ وہ حملہ کریں اب اس نے اپنے پولیس کے افسر کو پیدل ہونے کا حکم دیا اس نے اس کی بجا آوری سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے آپ کو نشانہ نہیں بنانا چاہتا۔ مروان نے کہا کہ میں تم کو اس کی سزا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ کاش آپ کو اس کی قدرت بھی نصیب ہو جائے۔

مروان کی شکست و فرار:

اس کے بعد شامیوں کو شکست ہوئی مروان بھی بھاگا اور اس نے پل توڑ دیا چنانچہ جس قدر جنگ میں مارے گئے تھے ان سے بہت زیادہ دریا میں غرق ہو گئے۔ ان میں ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بھی ڈوب گئے۔ عبداللہ بن علی کے حکم سے دریائے زاب پر پل باندھا گیا اور ڈوبنے والوں کی لاشیں نکالی گئیں ان میں ابراہیم بن عبدالملک بھی تھا اس موقع پر عبداللہ بن علی نے یہ آیت تلاوت کی۔

﴿ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴾

"اور جب ہم نے دریا کو پھاڑ دیا تمہارے لیے اور تم کو بچا لیا اور تمہارے سامنے آل فرعون کو غرق کر دیا۔"

ابو العباس کو نوید فتح:

اس فتح کے بعد عبداللہ بن علی سات روز تک اپنی چھاؤنی میں ٹھہرا رہا۔ اس نے ابو العباس کو فتح کی خوشخبری اور مروان کے فرار کی اطلاع دی اور مروان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اس میں بے شمار اسلحہ سامان اور نقدی جس کے ہاتھ آیا، عورتوں میں صرف ایک لونڈی ملی جو عبداللہ بن مروان کی تھی۔

جب ابو العباس کے پاس عبداللہ بن علی کا خط پہنچا تو انہوں نے دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور یہ آیت فلما فصل طالوت بالجنود قال ان الله مبتليكم بنهر سے اللہ کے قول و غرفة بيده تک پڑھی۔ جن جانبازوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا انہیں پانچ پانچ سو درہم انعام کے دیے اور ان کی تنخواہ اسی کر دی۔

مروان کی شکست کی وجہ:

عبدالرحمٰن بن امیہ کہتا ہے: جب فوج [illegible] مروان کے مقابلے پر آئی تو مروان [illegible] ہوئی [illegible] گئی اس نقصان اتنا زیادہ ہوا کہ پھر [illegible] جس روز اس نے شکست کھائی [illegible] روپیہ منگوایا قبیلوں کے [illegible] دیئے لوگوں سے کہا [illegible] جب لوگوں نے بجائے [illegible] کرنے کے اس روپیہ پر قبضہ کرنا شروع کیا تو مروان نے اپنے بیٹے عبداللہ کو لکھا کہ تم فوج کے پیچھے چلے جاؤ اور جس شخص کو یہ روپیہ لیتے ہوئے دیکھو اسے قتل کر دو اور ان کو روکو۔ عبداللہ اس حکم کی تعمیل کے لیے جھنڈا اور فوج لے کر میدان کارزار سے واپس ہوا [illegible] تمام فوج میں شور مچ گیا کہ شکست ہو گئی [illegible] اب واقعی تمام فوج نے شکست کھالی۔

عبیداللہ الکلابی کی شجاعت:

ایک خراسانی بیان کرتا ہے کہ دریائے زاب پر مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا تھا۔ شامیوں نے ہم پر حملہ کیا وہ فولاد کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے ہم اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے نیزے ہم نے بلند کر لیے اور اب وہ بادل کی طرح ہمارے سامنے سے چھٹ گئے اللہ نے ان کو شکست دی ہم نے ان کو بے دریغ قتل کیا [illegible] کرنے کے بعد پل توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے ان کے دوسرے ہمراہی دریا کے اس جانب رہ گئے ایک شامی پل پر رہ گیا تھا [illegible] ایک شخص نے حملہ کیا شامی نے اسے قتل کر دیا، دوسرا بڑھا اسے بھی مار ڈالا تیسرا بڑھا اس کا بھی خاتمہ ہوا [illegible] تین آدمی قتل کر دیے تب [illegible] ہمارے ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک تیز تلوار اور مضبوط ڈھال مہیا کر دو لوگوں نے یہ دونوں چیزیں اسے لا کر دے دیں۔ یہ اس کی طرف بڑھا شامی نے اس پر وار کیا یہ اس نے ڈھال پر روک لیا اور پھر خود اس کے پاؤں پر ایسا وار کیا کہ اسے قطع کر دیا اور پھر اسے قتل کر کے واپس آ گیا اب ہم سب نے نعرہ لگایا اور [illegible] ہم نے خوشی میں تکبیریں بلند کیں [illegible] تو معلوم ہوا کہ یہ مقتول عبیداللہ الکلابی تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ روز شنبہ جمادی الاخریٰ کی گیارہ تاریخ کو مروان نے شکست کھائی۔

امام ابراہیم بن محمد کا قتل

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس قید میں قتل کیے گئے۔ ان کے قتل کے بارے میں اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ یہ قتل نہیں کیے گئے بلکہ مروان کی قید میں طاعون سے ان کی موت واقع ہوئی جو لوگ ان کے طاعون سے مرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں:

جب قحطبہ کے مقابلے کے لیے جاتے ہوئے مروان رقہ آیا تو اس کے ہمراہ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور ان کے دو بیٹے عثمان اور مروان بحالت قید اس کے ہمراہ تھے اس نے ان کو حران اپنے قائم مقام کے پاس بھیج دیا جس نے ان کو اپنے پاس قید کر لیا اس کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز، عباس بن ولید اور ابو محمد السفیانی بھی قید رکھے گئے تھے یہ تمام حران میں [illegible] جب طاعون پھیلا تو ان میں سے عباس بن ولید، ابراہیم بن محمد اور عبداللہ بن عمر بحالت قید میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

ابو محمد السفیانی کی رہائی:

روایت ہے کہ جب ابو مسلم خراسانی کے مقابلے میں شکست کھانے سے پیشتر مروان کے دربان [illegible] نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قید خانے میں گھس کر [illegible] ان کو قتل کر کے باہر نکل آیا۔ ابو محمد السفیانی نے فرار اختیار کی۔

جب دوسرے لوگوں نے ساتھ [illegible] اہل حران [illegible] دوسرے لوگ [illegible] ہشام [illegible] مسلمہ بن عبدالملک، عبداللہ بن عمر [illegible] کے طریق [illegible] ہلاک کر دیا ان کے قتل کے بعد وہ لوگ [illegible] مروان [illegible] ابو محمد السفیانی اور دوسرے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں ابراہیم قید تھے مروان نے اس کو گرا دیا اور ابراہیم اسی میں دب کر مر گئے۔

مہلہل بن صفوان کا بیان:

مہلہل بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت قید میں ابراہیم بن محمد کے ساتھ تھا۔ مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک کو بھی قید کر رکھا تھا یہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک دوسرے سے بہت خصوصیت برتتے تھے ایک دن شراحیل کا آدمی ابراہیم کے پاس دودھ لے کر آیا اور اس نے کہا شراحیل نے کہا ہے کہ میں نے جب یہ دودھ پیا تو مجھے یہ بہت خوش گوار معلوم ہوا اس لیے چاہا کہ تم بھی اسے پیو۔ ابراہیم نے اس دودھ کو پی لیا اس کے پیتے ہی ان کی طبیعت خراب ہو گئی اور بدن ٹوٹنے لگا۔ ایک دن مقرر تھا جس میں وہ شراحیل سے ملنے جایا کرتے تھے جب اس روز جانے میں دیر ہوئی تو شراحیل نے ایک آدمی بھیج کر یہ دریافت کیا: آپ کا مزاج کیسا ہے؟ کیا آپ اس وقت تشریف نہیں لائے۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ اس دودھ کو پینے کے بعد سے میری طبیعت خراب ہے۔ یہ بات سنتے ہی شراحیل پریشان ہو کر ان کے پاس آیا اور قسم کھا کر کہا کہ خدائے واحد کی قسم ہے نہ آج میں نے خود دودھ پیا اور نہ آپ کو میں نے دودھ بھیجا۔ مجھے نہایت رنج ہے کہ آپ کو دھوکا دیا گیا۔ اس رات وہ زندہ رہے دوسرے دن صبح ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مارا گیا۔

مروان بن محمد کی روانگی حران:

ابو ہاشم مخلد بن محمد راوی ہے کہ جب مروان نے زاب پر شکست کھائی میں ان کی چھاؤنی میں موجود تھا اس وقت ایک لاکھ تیس ہزار فوج ان کے پاس تھی اس میں سے خود ان کی فوج ساٹھ ہزار تھی اور ان کے بیٹے عبداللہ کے زیر قیادت آئی تھی۔ مع جمیع فوج کے عبداللہ بن علی سے ان کا مقابلہ ہوا عبداللہ بن علی کے ساتھ ابو عون اور کئی دوسرے سردار تھے جن میں حمید بن قحطبہ بھی تھا شکست کے بعد مروان نے حران کا رخ کیا یہاں ان کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد بن مروان ان کی طرف سے حران کا عامل تھا مروان بیس دن سے کچھ زیادہ یہاں مقیم رہا۔ جب عبداللہ بن علی ان کے قریب پہنچا تو مروان اپنے تمام اہل و عیال بیوی بچوں کو لے کر حران سے بھاگا۔

ابان بن یزید کی عبداللہ بن علی کی اطاعت

ابان بن یزید بن محمد بن مروان آیا ہوا تھا اور چونکہ مروان کی بیٹی ان کے نکاح میں تھی اب عبداللہ بن علی نے ان کو امان دے کر وہیں سیاہ پرچم بلند کرنے کی اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور جب عبداللہ نے ان کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت قبول کر لی تو عبداللہ بن علی نے ان سب لوگوں کو امان دے دی جو ان کے ساتھ تھے۔ مروان حمص آیا تھا۔ عبداللہ بن علی اس کے تعاقب میں تھا۔

مروان پر اہل حمص کا حملہ و شکست

مروان قنسرین سے حمص آیا اہل حمص نے اس کا استقبال کیا اور اس کی فوج کے لیے رسد مہیا کی۔ وہ [illegible] [illegible] دن [illegible] رہا [illegible] [illegible] جب اہل حمص نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بہت تھوڑے ہیں تو ان کے دل میں [illegible] پیدا ہوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نے اسے چھوڑ دیا ہے اسی خیال سے ان کی روانگی کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] پیچھے چل کر اس کے پاس آ گیا۔ مروان نے جب ان کے گھوڑوں کے قدموں کی آواز سنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] متعین کر دیا۔ جب اہل حمص کے ہراول ان کمین گاہوں تک آئے تو مروان اپنی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ پر صف بستہ ہو گیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انہوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ فریقین کی جنگ شروع ہوئی اس کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اہل حمص کے عقب سے حملہ آور ہوئے مروان نے انہیں شکست دی ان کے سامنے اہل حمص کے بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی [illegible] [illegible] کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔

عبداللہ بن علی کا دمشق پر قبضہ

اب یہاں سے مروان دمشق آیا [illegible] ولید بن معاویہ بن مروان دمشق کا والی تھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مروان نے دمشق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عبداللہ بن علی نے دمشق فتح کیا۔ اس کا محاصرہ چند روز کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] عبداللہ بن علی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بن علی نے دمشق کی فصیل منہدم کرا دی۔

مروان کی روانگی فلسطین

مروان اردن سے ہوتا ہوا فلسطین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کے ساتھ ہو گیا اب اردن پر وہاں کا عامل [illegible] عبداللہ بن علی نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مروان فلسطین آیا۔ [illegible] [illegible] عبدالعزیز [illegible] [illegible] طرف سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مروان فلسطین سے مصر پہنچا یہاں سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پہنچ [illegible] یہاں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] اس پر شب خون مارا اور اسی مقام پر اسے قتل کر دیا۔ اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ [illegible] [illegible] حبش کی طرف بھاگ گئے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کا مقابلہ کیا عبیداللہ کو قتل کر دیا اور عبداللہ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہوگئے یہ پھوٹ کی نوبت تک پہنچا ہوا تھا۔ پھر اسے عمر بن محمد بن الاشعث باہلی قیصیصی سے گرفتار کر کے صدقی کے پاس لے آیا۔

مروان بن محمد کی فوج کی تعداد

مروان کی فوج کی تعداد کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ جب مروان کا مقابلہ عبداللہ بن علی سے ہوا اس وقت مروان کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ ابن کے پاس بیس ہزار فوج تھی اور عبداللہ کے پاس [illegible] فوج تھی۔ اس جنگ میں اہل خراسان کی [illegible] تعداد [illegible] فوج کی تعداد کے متعلق یہ [illegible] اختلاف ہے۔

ابو زکریا بن مصعب کا بیان

ابو زکریا بن مصعب مروان کے کاتب سے یہ روایت ہے مروان کی شکست کے بعد جب عبداللہ بن علی شام پہنچا تو میں نے [illegible] امان طلب کی، انہوں نے مجھے امان دے دی [illegible] عبداللہ بن علی نے مجھ سے پوچھا کہ [illegible] تو میں نے مروان اور ان کی شکست کا ذکر کیا۔ عبداللہ بن علی نے مجھ سے پوچھا کہ جنگ میں مروان کے ساتھ کتنی فوج تھی تو میں نے کہا کہ [illegible] اس دن مروان کی شکست ہوئی اس دن اس نے مجھ سے کہا تھا کہ [illegible] اگر ہم [illegible] فوج کی تعداد [illegible] آدمی بھی ہوں تو [illegible] مروان سے اچھے [illegible] اور [illegible] نظر ہوتی اور [illegible] نے عبداللہ بن علی [illegible] عبداللہ بن علی کا [illegible] تعداد [illegible] زیادہ تھی [illegible] کا [illegible] قدر [illegible] تھا [illegible] مروان کی [illegible] تعداد [illegible] زیادہ ہو گئی۔

(پہلے خط بیان کے مطابق)

مروان کا دریائے ابو فطرس پر قیام

اب پہلی روایت ملاحظہ ہو: مروان موصل آیا تو وہاں ہشام بن عمرو تغلبی اور بشر بن خزیمہ اسدی موصل کے عامل تھے۔ مروان کی فوج نے اپنے [illegible] پکار کر کہا یہ امیر المومنین ہیں جو پار جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو امیر المومنین بھاگتا نہیں۔ [illegible] مروان بلد کی طرف چلا، دریائے دجلہ عبور کر کے حران آیا پھر وہاں سے [illegible] دمشق پہنچا [illegible] آیا [illegible] مروان فلسطین آیا اور دریائے ابو فطرس پر [illegible] حکم بن ضبعان الجذامی نے فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا، مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی سے مدد طلب کی، عبداللہ بن یزید نے اس کا ساتھ دیا اور بیت المال [illegible] حکم کے قبضہ میں تھا۔

عبداللہ بن علی کی پیش قدمی اور فتوحات

ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو مروان کے تعاقب کا حکم دیا۔ عبداللہ موصل آیا۔ ہشام بن عمرو تغلبی اور بشر بن خزیمہ نے ان کا استقبال کیا، ان کے آنے سے پہلے ہی انہوں نے اہل موصل سے [illegible] سیاہ لباس پہن لیا تھا۔ اب انہوں نے شہر عبداللہ بن علی کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ حران روانہ ہوا، ابان بن یزید جو مروان کی طرف سے وہاں کا حاکم تھا اس نے امان لی [illegible] عبداللہ نے اس گھر کو منہدم کر دیا جس میں ابراہیم امام قید تھے۔ عبداللہ بن علی حران سے منبج پہنچا، اہل منبج [illegible] سیاہ لباس پہن چکے تھے [illegible] عبداللہ بن علی نے منبج میں قیام کیا، [illegible] مروان کی طرف کا عامل [illegible] اہل قنسرین [illegible] انہوں نے [illegible] سے اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا [illegible]

عبدالصمد بن علی کی امارت میں [illegible] ابوالعباس نے چار ہزار فوج کے ساتھ [illegible] عبدالصمد [illegible] بعد جب [illegible] وہاں [illegible] وہاں سے [illegible] اجڑا ہوا بیابان کر [illegible] کر دیا۔

ولید بن معاویہ کا قتل:

[illegible] دمشق [illegible] ولید بن معاویہ [illegible] دمشق [illegible] تک دمشق [illegible]

عبداللہ بن علی کی روانگی فلسطین:

[illegible] دمشق [illegible] مروان کے تعاقب [illegible]

صالح بن علی کا مروان کا تعاقب:

ذی قعدہ ۱۳۲ھ میں صالح بن علی [illegible] عامر بن اسمٰعیل اور ابوعون [illegible] ساتھ تھے [illegible] عامر بن اسمٰعیل [illegible] مروان [illegible] مروان [illegible] مروان کے [illegible]

سے آ گئے صالح اس وقت فسطاط میں تھا۔ مروان نے نیل عبور کر کے پل توڑ ڈالا اور اپنے گرد آگ لگا کر جلا دیا۔

صالح کا مروان کے رسالے پر حملہ:

صالح بھی اس کے تعاقب میں بڑھا یہاں تک کہ دریائے نیل پر مروان کے رسالے سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی جنگ ہوئی صالح نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ یہاں سے بڑھ کر ایک خلیج پر پہنچے وہاں بھی مروان کے رسالے تک پہنچ گئے اور اس کے ایک حصے کو انھوں نے ختم کر دیا اور پوری جماعت کو شکست دی۔ اس کے بعد یہ ایک دوسری خلیج پر پہنچے اور وہاں سے انھوں نے بھی نیل کو عبور کیا جب عبور کر چکے تو ایک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا یہ لوٹ گئے کہ یہ مروان ہے۔ صالح نے ایک طلیعہ فضل بن دینار اور مالک بن قادم کی قیادت میں خبر گیری کے لیے روانہ کیا مگر انھیں وہاں کوئی ایسی شے نظر نہ آئی جیسا یہ سمجھے ہوں۔ یہ دونوں سردار صالح کے پاس واپس آ گئے۔

صالح بن علی کا ذات الساحل میں قیام:

صالح وہاں سے آگے بڑھ کر ایک گاؤں میں فروکش ہوا جس کا نام ذات الساحل تھا یہاں سے ابو عون نے عامر بن اسمٰعیل الحارثی کو مع شعبہ بن کثیر المازنی کے اپنے آگے روانہ کیا انھوں نے مروان کے رسالے کو جا لیا اس کو شکست دی اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لیے جن میں سے بعض کو انھوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑ دیا اور ان سے مروان کا پتہ پوچھا ان لوگوں نے امان کی شرط پر اس کا مقام بتا دیا۔ یہ دونوں سردار اس پتہ پر روانہ ہوئے اور اسے بوصیر نام گاؤں میں ایک گرجا میں فروکش پایا۔ رات کے آخر حصے میں یہ وہاں پہنچے فوج تو بھاگ گئی مگر مروان چند آدمیوں کے ساتھ مقابلے پر نکل آیا۔ انھوں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

معرکہ بوصیر:

عامر بن اسمٰعیل بیان کرتا ہے کہ بوصیر میں ہمارا مروان سے مقابلہ ہوا۔ ہمارے ساتھ مختصر سی جماعت تھی۔ مروان نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہم ایک نخلستان کی طرف پسپا ہو گئے اگر ان کو ہماری قلت تعداد کا علم ہو جاتا تو وہ ہمیں ہلاک کر دیتے اس خطرے کو محسوس کر کے میں نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہو گئی اور اس وقت دشمن کو ہماری تعداد کی کمی معلوم ہو جائے گی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ نیز اس وقت مجھے بکیر بن ماہان کا قول یاد آیا کہ اس نے کہا تھا کہ ایک دن تم ضرور مروان سے لڑو گے اور اس وقت تم کہو گے "ادھیا یا جوانکان" اس کے بعد میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا میرے ساتھیوں نے بھی اپنے نیام توڑ دیے اور اب میں نے کہا "ادھیا یا جوانکان" اس نعرے کے ادا کرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ گویا ان پر آگ برسا دی گئی دشمن نے شکست کھائی ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

مروان بن محمد کا قتل:

عامر بن اسمٰعیل صالح بن علی کے پاس آیا۔ صالح نے امیر المومنین ابو العباس کو لکھا ہم نے دشمن خدا جعدی کا تعاقب کیا اور اسے اس کے شبیہ دشمن خدا فرعون کے ملک میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کیا اور پھر اسی ملک میں میں نے اسے قتل کر دیا۔

ابو طالب انصاری بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے رہنے والے معود نام ایک شخص نے مروان پر نیزہ کا وار کیا یہ مروان کو پہچانتا نہ

وار کیا کہ مروان گر گئے اور کسی نے چلا کر کہا کہ امیر المومنین مارے گئے۔ یہ سنتے ہی کئی شخص تلوار لے کر اس پر پہنچے اور کوفے کے ایک اہل قریش نے لپک کر اس کا سر کاٹ لیا۔ عامر بن اسمٰعیل نے اس سر کو ابو عون کے پاس بھیج دیا ابو عون نے اسے صالح بن علی کو بھیج دیا صالح نے اسے اپنے افسر شرطہ یزید بن ہانی کے ہاتھ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲ھ بروز یک شنبہ ابو العباس کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد صالح فسطاط پلٹ آیا۔

بکیر بن ماہان کی پیشین گوئی:

بکر بن وائل کا ایک معمر شخص راوی ہے کہ میں بکیر بن ماہان کے ہمراہ دیلم میں متعین تھا ہم اس وقت باتیں کر رہے تھے کہ ایک نوجوان دو چھاگلیں لیے ہوئے سامنے سے گذرا یہ دجلے گیا اور پانی بھر کر چلا۔ بکیر نے اسے اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا اس نے کہا عامر۔ بکیر نے کہا کس کے بیٹے ہو اس نے کہا اسمٰعیل کا بیٹا ہوں جو بلحارث کے خاندان سے ہے بکیر نے کہا میں بھی بلحارث کی اولاد میں ہوں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم بنی مسلیہ سے تعلق رکھتے ہو عامر نے کہا جی ہاں! میں ان سے تعلق رکھتا ہوں۔ بکیر نے کہا اچھا! تم مروان کو قتل کرو گے اور تم اس وقت یہ جملہ کہو گے "یا جوانقان ادبیر"[1]

مروان بن محمد کی عمر و مدت حکومت:

کوفے میں یہ بات مشہور تھی کہ مروان کے قاتل مسلیہ ہیں قتل کے دن باسٹھ سال ان کی عمر تھی۔ دوسرے راوی انہتر سال کہتے ہیں بعض نے اٹھاون سال بیان کی ہے ۲۷ ذی الحجہ اتوار کے دن قتل کیا گیا بیعت سے قتل تک اس کی کل مدت خلافت پانچ سال دس ماہ دس دن ہے ابو عبد الملک کنیت تھی ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق اس کی ماں ایک کرد لونڈی تھی۔

علی بن مجاہد کا بیان:

علی بن مجاہد اور ابو حسان الحکمی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی ماں ابراہیم الاشتر کے پاس تھی اس کے قتل کے دن یہ محمد بن مروان کے ہاتھ لگی۔ یہ اس وقت ہی حاملہ تھی مروان محمد بن مروان کے بستر پر پیدا ہوا جب ابو العباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا عبد اللہ بن عیاش المنتوف ابو العباس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے جزیرے کے گدھے اور ایک کنیز نخعی عورت کے بیٹے کے عوض رسول اللہ ﷺ کے ابن عم اور عبد المطلب کے پوتے کو ہمارا خلیفہ بنایا۔

اسی سنہ میں عبد اللہ بن علی نے نہر ابی فطرس پر بنی امیہ کے بہتر افراد کو قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں قنسرین میں ابو الورد نے ابو العباس سے بغاوت کی سفید علم اختیار کیا دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

ابو الورد کی بغاوت:

ابو الورد جس کا اصلی نام مجزأة بن الکوثر بن زفر بن الحارث الکلابی ہے مروان کے مشہور بہادر سپہ سالاروں میں تھا مروان کی شکست کے وقت یہ قنسرین میں تھا جب عبد اللہ بن علی یہاں آیا ابو الورد نے اس کی بیعت کر لی اور اپنی جمعیت کے ساتھ اس کے

---

[1] میں نے اس جملہ کو بجنسہ نقل کر دیا ہے یہ فارسی زبان کا معلوم ہوتا ہے باوجود کوشش کے بعد بھی میں اس کا ترجمہ کرنے سے قاصر رہا اور اس کے معنی نہیں سمجھ سکا۔ غور کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مروان کی موت سے تعلق رکھتا ہے۔ مترجم

ساتھ ہو گیا۔ مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد بھی ناعورہ میں اس کی پڑوسی تھی عبداللہ بن علی کا ایک فوجی سردار جو نامور مردوں میں سے تھا ڈیڑھ سو فوج کے ساتھ بالس آیا اس نے مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد اور ان کی عورتوں کی توہین و تحقیر کی ان میں سے کسی نے ان کی شکایت ابوالورد سے کی جس کے بعد وہ اپنی جاگیر سے جس کا نام خساف تھا اپنے چند خاندان والوں کو لے کر نکلا اور عبداللہ بن علی کے مذکورہ سردار پر پہنچا وہ اس وقت حصن مسلمہ میں فروکش تھا ابوالورد نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں جنگ ہوئی ابوالورد نے اسے مع اس کے تمام ساتھیوں کے اسی جنگ میں ہلاک کر دیا اور سفید علم نصب کر کے عبداللہ بن علی سے اپنی برأت کا اعلان کر دیا اس نے اہل قنسرین کو بھی اس کی دعوت دی وہ سب کے سب اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔

عبداللہ بن علی اور حبیب بن مرہ کی صلح:

ابوالعباس اس وقت حیرہ میں تھے اور عبداللہ بن علی اس وقت حبیب بن مرۃ المری سے جنگ کرنے میں الجھا ہوا تھا۔ سرزمین بلقا، بثنیہ اور حوران میں ان کے مقابلے ہوئے عبداللہ بن علی اپنی جماعت کے ساتھ اس سے برسرِپیکار ہوا دونوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرے میں نظر آئی تھی اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا تھی قیس اور دوسرے ان لوگوں نے جو ان مقامات کے درمیان میں آباد تھے اس کی بیعت کر لی جب عبداللہ بن علی کو اہل قنسرین کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اس نے حبیب بن مرہ کو صلح کی دعوت دی حبیب نے عبداللہ سے صلح کر لی اور عبداللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو امن دے دیا اور خود ابوالورد کے مقابلے کے لیے قنسرین روانہ ہوا دمشق سے گزرا یہاں اس نے ابو غانم عبدالحمید بن ربعی الطائی کو اپنی فوج میں سے چار ہزار فوجیوں کے ساتھ متعین کر دیا۔ اس وقت دمشق میں عبداللہ بن علی کی ایک بیوی ام الحسن بنت محمد بن عبدالمطلب النوفلی جو عمرو بن محمد کی بہن تھی اور اس کی اولاد اور اس کا سامان موجود تھا۔

اہل دمشق کی بغاوت:

جب قنسرین جانے کے ارادے سے عبداللہ حمص پہنچا تو اہل دمشق نے بغاوت برپا کر دی اور عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقہ الازدی کی قیادت میں جھنڈا بلند کر دیا۔ ابو غانم اپنی فوج کو لے کر ان کے مقابل آیا مگر ان باغیوں نے اسے بری طرح شکست دی اور اس کے بہت سے آدمی قتل کر دیے اور اسباب مال و متاع کو جو عبداللہ بن علی وہاں چھوڑ آیا تھا لوٹ لیا مگر اس کے اہل و عیال سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اب دمشق والوں نے علانیہ طور پر اپنی بغاوت کا اظہار کر دیا مگر عبداللہ بن علی سیدھا ابوالورد کے مقابلے پر چلا گیا۔

معرکہ مرج الاخرم:

ابوالورد کی حالت یہ تھی کہ اہل قنسرین کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی تھی۔ نیز انھوں نے اپنے قریبی ہمسایہ حمص اور تدمر والوں سے بھی ساز باز کر لی تھی۔ چنانچہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قیادت میں نکل کھڑے ہوئے یہ ابو محمد وہ ہے جسے انھوں نے اپنا امیر مقرر کیا تھا اس کی خلافت کے لیے دعوت دی اور کہا کہ یہی وہ سفیانی ہے جس کا تذکرہ آتا ہے ان کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی۔ عبداللہ بن علی کی فوج کے سامنے آئے۔ اس وقت ابو محمد اپنی پوری فوج کے ساتھ مرج الاخرم میں فروکش تھا مگر تمام فوجی اور جنگی انتظام ابوالورد کے سپرد تھا جو اس کا سپہ سالار تھا۔ عبداللہ نے اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو اپنے دس

ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا۔ ابوالورد نے اس فوج پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ ابوالورد کی فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی عبدالصمد نے شکست کھائی اس کی فوج کے ہزار ہا قتل اس روز کام آ چکے تھے اس کے بعد اب خود عبداللہ اسی مقام معرکہ میں آیا جہاں عبدالصمد کا کام رہا تھا عبداللہ کے ساتھ حمید بن قحطبہ اور دوسرے اس کے ساتھی سردار بھی اس وقت موجود تھے اب اسی کھائی مرج الاخرم میں دوبارہ ان دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی نہایت شدید معرکہ جدال وقتال گرم ہوا عبداللہ کی فوج کا ایک حصہ پہلے تو پسپا ہو گیا تھا مگر پھر پلٹ کر مقابلہ پر آ گیا۔ عبداللہ اور حمید بن قحطبہ دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور اسے مار بھگایا۔ مگر ابوالورد اپنے اعزا اور اہل قوم تقریباً پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آخر دم تک میدان میں دشمن کے مقابلہ پر جما رہا۔ یہاں تک کہ یہ سب کے سب مارے گئے۔

اہل قنسرین کی اطاعت:

ابو محمد اپنے کلبی ہمراہیوں کے ساتھ وہاں سے بھاگ کر تدمر پہنچا عبداللہ بن علی نے اہل قنسرین کو امان دے دی۔ انہوں نے پھر سیاہ علم اختیار کر لیا اور اس کی بیعت کر کے اس کی اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کر لیا اس نتیجے سے فارغ ہو کر اب عبداللہ بن علی دمشق کی بغاوت فرو کرنے دمشق کی طرف چلا کیونکہ اسے ان کی علانیہ بغاوت اور ابو غانم کو مار بھگا دینے کا حال معلوم ہو چکا تھا اس کے دمشق کے قریب پہنچنے کے ساتھ سب لوگ بھاگ گئے اور بغیر لڑے بھڑے خود بخود منتشر و متفرق ہو گئے عبداللہ نے ان سب کو امان دے دی اور باوجود ان کے غدر کے انہیں کوئی سزا نہ دی۔

ابو محمد کا خاتمہ:

اس شکست کے بعد جو مرج الاخرم میں اسے نصیب ہوئی تھی ابو محمد ہمیشہ نقل مکان کر کے چھپا پھرتا تھا اسی حالت میں حجاز پہنچا زیاد بن عبیداللہ الحارثی ابو جعفر کے عامل کو اس مکان کا پتہ چل گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا اس نے اس کے مقابلہ پر رسالہ بھیجا اس رسالے نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ بھی لڑا اور مارا گیا اس کے دو بیٹے قید کر لیے گئے۔ زیاد نے اس کے سر کو مع اس کے دو بیٹوں کے امیر المومنین ابو جعفر کے پاس بھیج دیا ابو جعفر نے انہیں رہا کر دیا اور معافی دے دی۔

ابوالورد اور عبدالصمد کی جنگ:

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ان واقعات کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ قنسرین میں ابوالورد نے خلیفہ مسلمہ سے انحراف کیا۔ ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو جو اس وقت فطرس میں تھا ابوالورد سے لڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی نے عبدالصمد کو سات ہزار فوج دے کر قنسرین روانہ کیا اس کے ہراول دستے کا سردار مخارق بن غفار تھا اور کلثوم بن شبیب اس کی شرطہ کا افسر تھا اس کے بعد پھر عبداللہ بن علی نے ذویب بن الاشعث کو پانچ ہزار فوج دے کر اس کی امداد کے لیے بھیجا نیز اسی طرح دو اور دستے بھی بھیجے اب عبدالصمد نے ابوالورد سے لڑائی شروع کی جس کے پاس کچھ فوج تھی۔ عبدالصمد کی فوج نے شکست کھائی مخارق بھی پسپا ہوا اور اس سب شکست خوردہ فوج کے ساتھ حمص آ گیا عبداللہ بن علی نے عباس بن یزید بن زیاد، مروان الجرجانی اور ابو المتوکل الجرجانی کو ان کی اپنی جمعیتوں کے ساتھ حمص روانہ کیا خود عبداللہ بن علی اپنے مقام سے چل کر حمص سے چار میل کے فاصلہ پر آ کر فروکش ہوا عبدالصمد اس وقت حمص میں تھا اور عبداللہ بن علی نے حمید بن قحطبہ کو خط لکھ کر اردن سے اپنے پاس بلا لیا۔

ابوالورد کا قتل:

اہل قنسرین نے ابو محمد السفیانی زیاد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان ؓ کی بیعت کر لی تھی ابو الورد سپہ سالار کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا بیعت کے بعد چالیس دن یہ لوگ وہاں مقیم رہے اس کے بعد عبداللہ بن علی نے جس کے ہمراہ عبدالصمد اور سعید بن قحطبہ بھی تھے ان پر حملہ کیا اور اب نہایت شدید معرکہ ہونے لگا۔ اتفاقاً گرم ہوا دونوں فریقوں نے خوب جی کھول کر داد مردانگی دی تو آخر کار عبدالصمد کی فوج نے اپنے دشمن کو پیٹھ دکھا دی۔ ان میں سے کئی ہزار قتل ہوئے اور اب اس فوج کے سپاہی مقابلے سے کھسکنے لگے عبداللہ نے یہ رنگ دیکھا۔ سعید بن قحطبہ نے عبداللہ سے کہا کہ اب ہم کیوں ٹھہرے ہیں ہمارے دشمن کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور ہماری کمی ہو رہی ہے تو آپ فوراً حملہ کیجئے چنانچہ حملہ کر دیا۔ یہ بروز ۱۳۲ھ کے ماہ ذی الحجہ کا آخری دن تھا دونوں حریفوں میں پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابو محمد کے میمنہ پر ابوالورد اور میسرہ پر اصبغ بن ذؤالہ تھا ابوالورد زخمی ہو کر گرا اور اٹھا کر لے جایا گیا مگر وہ وہاں پہنچ کر مر گیا اس کی فوج کی ایک جماعت نے مجبوراً ایک جھاڑی میں پناہ لی مگر حریف نے اس میں آگ لگا دی اس اثناء میں اہل حمص نے نقض بیعت کی اور ان کا ارادہ تھا کہ ابو محمد کو اپنا خلیفہ بنا لیں مگر جب انہیں اس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ خاموش ہو گئے۔

حبیب بن مرہ کی بغاوت:

اسی سنہ میں حبیب بن مرۃ المری نے اور اس کے ساتھی شامیوں نے نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا۔

علی اپنے بزرگوں کے سلسلے سے بیان کرتا ہے کہ حبیب بن مرۃ المری اور اہل بثنیہ و حوران نے اس وقت سفید جھنڈا بلند کیا جب عبداللہ بن علی ابوالورد کے مقابلہ پر تھا جس میں ابوالورد مارا گیا اور قتل ہوا تھا۔

مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے ہی حبیب نے بغاوت کر دی تھی اور جب ابوالورد نے سفید علم نصب کیا اس وقت عبداللہ بن علی حبیب بن مرۃ المری سے لڑ رہا تھا وہ حوران کے علاقہ میں آ پہنچا تھا اور ان میں کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی معرض خطر میں نظر آئی اس نے بغاوت برپا کر دی تھی اور ان لوگوں بثنیہ اور حوران کے دوسرے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی جب عبداللہ کو اہل قنسرین کی بغاوت کا علم ہوا اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر لی اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو جان کی امان دے دی اور خود ابوالورد کے مقابلے کے لیے قنسرین روانہ ہو گیا۔

اہل جزیرہ کی بغاوت:

جب اہل جزیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوالورد اور اہل قنسرین نے بغاوت برپا کر دی ہے انہوں نے بھی نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا اور حران آ گئے۔ ان میں اس وقت موسیٰ بن کعب تین ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موجود تھا۔ یہ جماعت سارے شہر میں پھیل گئی اور انہوں نے موسیٰ بن کعب اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا مگر یہ بے سری فوج تھی جس کا کوئی قائد نہ تھا اسی زمانے میں مروان کی شکست کی خبر سن کر اسحاق بن مسلم آرمینیہ سے جزیرہ آیا تھا اس باغی جماعت نے اسی کو اپنا سردار بنا لیا اور تقریباً دو ماہ تک موسیٰ بن کعب کو محصور رکھا اس خبر کے معلوم ہوتے ہی ابو العباس نے ابو جعفر کو ان فوجوں میں سے جن کے ذریعے اس نے واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا بلوا بھیجا۔ ابو جعفر حران جاتے ہوئے قرقیسیا سے گزرا اس مقام کے

باشندوں نے بھی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کر دی تھی اور یہی وجہ تھی جس کے لیے اس نے شہر کے دروازے مسدود کر رکھے تھے۔

بکار بن مسلم کی مخالفت:

اس جنگ کو دیکھ کر ابوجعفر نے جو یہاں قابض تھا یہ سمجھ لیا کہ ملک میں بغاوت ہو چکی ہے اور وہاں بکار بن مسلم عقیلی عباسیوں کی مخالفت کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ ابوجعفر سیدھا حران چلا گیا۔ اسحاق بن مسلم بھاگ گیا۔ یہ ۱۳۳ھ کا واقعہ ہے۔ موسیٰ بن کعب اپنی فوج لے کر حران سے نکل کر ابوجعفر سے ملا۔ اور بکار اپنے بھائی اسحاق بن مسلم کے پاس چلا گیا جس نے پھر اسے قبیلہ ربیعہ کی ایک جماعت کی طرف بھیج دیا جو دارا اور ماردین میں تھی اس وقت ربیعہ کا سردار ایک خارجی بریکہ نامی تھا۔ ابوجعفر نے بھی ادھر کا رخ کیا اور مقام دارا میں ابوجعفر کا اس جماعت سے مقابلہ ہوا۔ نہایت خونریز لڑائی ہوئی جس میں دونوں فریقوں نے پوری داد مردانگی دی۔ بریکہ جنگ میں مارا گیا اور بکار پھر اپنے بھائی اسحاق کے پاس رہا چلا آیا۔ اسحاق نے بکار کو رہا پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود اپنی بڑی فوج کے ساتھ سمیساط آ کر قلعہ نشین ہوا اور یہاں اس نے اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بنالی۔

ابوجعفر کی بکار پر فوج کشی:

دوسری طرف سے ابوجعفر اپنی فوج کو لے کر ساتھ ... بڑھا بکار نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں میں کئی جھڑپیں ہوئیں۔ ابو العباس نے عبداللہ بن علی کو لکھا کہ تم اپنی فوج لے کر سمیساط میں اسحاق کا مقابلہ کرو چنانچہ وہ جزیرہ آیا اور پھر سمیساط میں اسحاق کے مقابل فروکش ہوا۔ اسحاق کے پاس ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سب کے سب جزیرہ کے باشندے تھے۔ ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا۔ اب ابوجعفر بھی رہا سے یہاں آ گیا۔

بکار بن مسلم کی اطاعت:

اسحاق نے صلح کے لیے خط و کتابت شروع کی اور امان طلب کی۔ ابوجعفر نے اسے منظور کیا اور ابو العباس کو اس کے متعلق عرضداشت بھیجی۔ ابو العباس نے حکم دیا کہ اسحاق اور اس کے تمام ساتھیوں کو امان دی جائے چنانچہ جب عہد نامہ قاعدہ کے مطابق مکمل ہو گیا تو اب اسحاق ابوجعفر سے ملنے آیا اور دونوں میں پوری طرح صلح ہو گئی۔ اس وقت اس کے ہمراہ اس کے تمام معتمد اصحاب میں جو دوست موجود تھے ان دونوں کے حسب منشا بات چیت ہو گئی اور اہل جزیرہ نے پوری اطاعت قبول کر لی اور دارا کی طرف سے ابو العباس نے ابوجعفر کو جزیرہ آرمینیا اور آذربائیجان کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ اپنے خلیفہ ہونے تک اسی عہدے پر برقرار رہا۔

اسحاق بن مسلم العقیلی کی اطاعت:

بیان کیا جاتا ہے کہ اسحاق بن مسلم عقیلی سات ماہ تک سمیساط میں ابوجعفر کے محاصرے میں رہا۔ یہ کہتا تھا کہ میں کیا کروں میری گردن پر ایک بیعت کا بوجھ ہے جب تک مجھے اس شخص کی موت یا ہلاکت کا حال معلوم نہ ہو جائے جس کی بیعت میں نے کی ہے میں اس سے کسی طرح انحراف نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا۔ ابوجعفر نے کہلا بھیجا کہ مروان قتل کر دیا گیا۔ اسحاق نے جواب دیا پہلے میں اس کی تصدیق کر لوں پھر دیکھا جائے گا۔ اس کے بعد پھر خود اس نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اب مجھے مروان کے قتل کی خبر معلوم ہو گئی ہے۔ ابوجعفر نے اسے امان دی۔ اسحاق اس کے ساتھ ہو گیا۔ ابوجعفر اس کی بڑی عزت و عظمت کرتا تھا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی نے اسحاق کو امان دی تھی۔

ابوسلمہ بن سلیمان:

اس سنہ میں ابوجعفر ابومسلم سے ملنے خراسان روانہ ہوئے تاکہ ابوسلمہ حفص بن سلیمان کے قتل کرنے کے لیے ان کی رائے معلوم کریں۔

ہم اس طرز عمل کا بیان کر آئے ہیں جو ابوسلمہ نے ابوالعباس کے ساتھ ان کے کوفہ آنے کے بعد اختیار کیا تھا اور جس کی وجہ سے بنی ہاشم کو بہت برا لگا تھا اس لئے ابوجعفر بھی اس طرز عمل کی وجہ سے ہی ابوسلمہ کا سخت مخالف تھا وہ ابوالعباس کی خلافت کے دور سے تھے۔ ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین ابوالعباس کے خلیفہ ہو جانے کے بعد ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے اثنائے گفتگو میں ابوسلمہ کے اس طرز عمل کا ذکر آ گیا ہم میں سے ایک شخص نے کہا کیا آپ لوگوں کو یہ علم ہے ممکن ہے کہ جو کچھ ابوسلمہ نے کیا تھا وہ ابومسلم کی رائے کی بنا پر ہو۔ اس پر ہم میں سے کوئی شخص نہ بولا۔ البتہ امیر المومنین ابوالعباس نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے کہ ابوسلمہ کا طرز عمل ابومسلم کی رائے کی بنا پر تھا تو ہم خطرے میں ہیں مگر یہ کہ اللہ ہی ہم سے دفع کر سکتا ہے اس کے بعد ہم سب الگ ہو گئے ابوالعباس نے مجھے بلا بھیجا اور میری رائے دریافت کی میں نے جواب دیا کہ درست ہے تو اصل میں آپ کی رائے ہی ٹھیک ہے آپ ابومسلم کی رائے کا اندازہ کر لیں؟ انھوں نے کہا ہم میں کسی کو بھی ابومسلم سے وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو تم کو ہے تم اس کے پاس جاؤ اور حقیقت دریافت کرو مگر اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔ اگر یہ بات معلوم ہو کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی رائے سے کیا ہے تو اس وقت ہم اپنی حفاظت کی تدابیر کریں گے اور اگر اس کے خلاف معلوم ہوا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔

ابوجعفر کی روانگی خراسان

میں ڈرتے ڈرتے خراسان روانہ ہوا جب رے پہنچا تو اس وقت جو رے کا حاکم تھا اس کے پاس ابومسلم کا خط آیا ہوا تھا اس میں یہ لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن محمد تمہارے ہاں بھیجا گیا ہے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو اجازت کے بغیر فوراً ان کو اسی وقت خراسان روانہ کر دینا۔ جب میں رے پہنچا تو حاکم رے میرے پاس آیا ابومسلم کا خط مجھے دکھایا اور میری فوراً روانگی کا حکم دیا۔ اس واقعہ سے میرا خوف اور بڑھ گیا میں رے سے بہت خائف اور ہراساں روانہ ہوا۔ جب نیشاپور آیا اس کے حاکم نے اسی وقت ابومسلم کا خط لا کر مجھے دیا جس میں یہ حکم تھا کہ جب عبداللہ بن محمد نیشاپور پہنچیں تم ان کو فوراً خراسان روانہ کر دینا اور وہاں مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارا یہ علاقہ خارجیوں کا ہے اور مجھے ان کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے لیے اندیشہ ہے اس خط کے پڑھنے پر میرے قلب کو اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کو میری عزت و قدر کا خیال ہے۔

ابوجعفر اور ابومسلم کی ملاقات

میں نیشاپور سے بھی روانہ ہوا جب مرو دو فرسخ رہ گیا تو ابومسلم بہت سے لوگوں کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میرے قریب آ کر وہ پیدل ہو گیا اور میرا ہاتھ چوما آگے بڑھا تو میں نے اس سے کہا سوار ہو جاؤ وہ سوار ہوا اور میرے ساتھ ہو کر مرو آ گیا۔ میں نے ایک مکان میں قیام کیا تین دن تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی کہ آپ خراسان کیوں آئے ہیں چوتھے دن اس نے میرے خراسان آنے کی وجہ دریافت کی میں نے اپنا مطلب بیان کیا اس نے کہا کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا تو وہ

[illegible] کا خیال تھا [illegible] آپ [illegible] سے بے فکر [illegible] ہوں۔ [illegible] شخص [illegible] [illegible] رات کے وقت ابوالعباس سے [illegible] [illegible] قصے سے [illegible] کر دیا [illegible] سے قتل کر دیا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم کے متعلق ایک اور روایت

[illegible] بیان ہے [illegible] ابو جعفر کے ساتھ [illegible] تھا اور ان کی [illegible] کرتا تھا جب ابو مسلم ان سے ملنے کے لیے آتا [illegible] مجھ سے کہا [illegible] اجازت حاصل [illegible] ابو جعفر [illegible] جب [illegible] ابو مسلم [illegible] ابو جعفر نے مجھے [illegible] ابو مسلم [illegible] کے پاس [illegible] کرنے کے لیے اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔

ابو سلمہ کا قتل

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے [illegible] قتل ہونے سے پہلے [illegible] ابوالعباس نے ابو سلمہ [illegible] جب [illegible] ابو مسلم [illegible] ابو سلمہ [illegible] ابو جعفر [illegible] آپ [illegible] ابو مسلم [illegible] ابو سلمہ [illegible] ابوالعباس [illegible] آیا [illegible] رات [illegible] ابو سلمہ [illegible] قتل [illegible] مشہور کر دیا [illegible] ابو سلمہ [illegible] شعر [illegible] ہے۔

إن الوزير وزير آل محمد [illegible]

ترجمہ: [illegible] آل محمد ﷺ کا وزیر تھا [illegible] ہو گیا۔

ابو سلمہ وزیر آل محمد ﷺ اور ابو مسلم امین آل محمد ﷺ کہلاتے تھے۔

سلیمان بن کثیر اور اعرج کی گفتگو

ابو سلمہ کے قتل کے بعد ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو تیس آدمیوں کے ساتھ جن میں حجاج بن ارطاۃ اور اسحاق بن فضل ہاشمی بھی تھے ابو مسلم کے پاس بھیجا جب ابو جعفر ابو مسلم کے پاس آ گیا تو ایک دن عبیداللہ بن الحسین الاعرج اس کے ساتھ سیر کے لیے نکلا سلیمان بن کثیر بھی اعرج کے ساتھ تھا سلیمان نے اعرج سے کہا کہ ہم تو آپ لوگوں کی حکومت کے آرزو مند تھے۔ اب بھی اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی تحریک کی حمایت کے لیے تیار ہیں۔ یہ بات سن کر عبیداللہ کو گمان ہوا کہ یہ شخص ابو مسلم کا جاسوس ہے اسے اس کے کہنے سے خوف پیدا ہو گیا۔

سلیمان بن کثیر کے قتل کا حکم:

دوسری طرف ابو مسلم کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ سلیمان اعرج کے ساتھ سیر کے لیے گیا تھا۔ عبیداللہ نے ابو مسلم سے آ کر سلیمان کا قول اس خوف کی وجہ سے نقل کر دیا کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو شاید ابو مسلم دھوکے سے اسے قتل کر دے۔ ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر سے بلا کر کہا کہ تم کو امام کا وہ قول یاد ہے جو انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ جس پر میرا شبہ ہو میں اسے قتل کر دوں۔ سلیمان نے کہا جی ہاں! مجھے یاد ہے۔ ابو مسلم نے کہا تو اب میں تم کو متہم قرار دیتا ہوں۔ سلیمان نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے قتل نہ کریں۔ ابو مسلم کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی مجھے تو خدا کا واسطہ دیتا ہے اور خود امام سے فریب کر رہا ہے۔ اس کے بعد ابو مسلم نے اس کے قتل کا حکم دے کر اسے وہاں اپنے سوا کوئی جلاد اس وقت نظر نہ آیا۔

ابو جعفر کو ابو مسلم سے خطرہ:

ابو جعفر ابو مسلم سے مل کر ابو العباس کے پاس واپس آ گیا اور اس سے کہا کہ اگر تم نے ابو مسلم کو زندہ چھوڑ دیا تو نہ تم خلیفہ ہو اور نہ تمہاری حکومت کوئی معنی رکھتی ہے۔ ابو العباس نے پوچھا کیسے؟ ابو جعفر کہنے لگا کہ بخدا! ابو مسلم من مانی کرتا ہے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ ابو العباس نے کہا چپ رہو خبردار اس بات کو کسی پر ظاہر مت کرنا۔

حوثرہ کا ابن ہبیرہ کو مشورہ:

اسی سال ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے واسط بھیجا۔ ہم اہل خراسان کی اس فوج کا حال پہلے بیان کر آئے ہیں جس کا مقابلہ پہلے قحطبہ اور پھر اس کے بیٹے حسن بن قحطبہ کی قیادت میں یزید بن عمر بن ہبیرہ سے ہوا اس مقابلہ میں چونکہ ابن عمر بن ہبیرہ نے شکست کھائی اور اپنی شامی فوجوں کو لے کر واسط آ گیا اور یہیں قلعہ بند ہو گیا۔

جب ابن ہبیرہ کو شکست ہوئی تمام فوج اسے چھوڑ کر تتر بتر ہو گئی اس نے بیت المال امان پر بعض لوگوں کو متعین کر دیا تھا وہ بھی اس کو لے کر چلتے بنے حوثرہ نے ابن ہبیرہ سے کہا تھا کہ دشمن کا سپہ سالار کام آ چکا ہے تمہارے پاس زبردست فوج موجود ہے بجائے واسط کے کوفہ چلو وہاں خراسانیوں کا مقابلہ کرنا یا قتل ہو جانا یا فتح حاصل کرنا۔ مگر ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ اب تو ہم واسط چلتے ہیں وہاں پہنچ کر دیکھیں گے حوثرہ نے کہا بخدا! اس کا نتیجہ صرف یہی ہو گا کہ اس طرح دشمن کی دسترس تم تک ہو جائے گی اور تم مارے جاؤ گے۔

یحییٰ بن حضین کی تجویز:

یحییٰ بن حضین نے مشورہ دیا کہ مروان کے پاس چلنا چاہیے کیونکہ اسے اس وقت سب سے بڑی فکر اور یہی اس فوج کے بچ جانے سے ہوگی بجائے اس کے کہ آپ فرات کے راستے مروان کے پاس پہنچ جائیں۔ یہاں واسط جا کر تو آپ کبھی نہ نکل سکیں گے وہاں پر آپ محصور ہو جائیں گے اور اس کے بعد قتل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب مروان سے کوئی حکم ہو کر بھیجا تو وہ اس کی مخالفت کرتا تھا اس بات پر کہ اسے یہ ڈر تھا کہ اگر وہ مروان کے پاس گیا تو مروان اسے مروا ڈالے گا۔ غرض کہ اب یہ واسط آ کر قلعہ بند ہو گیا۔

حسن بن قحطبہ کی واسط پر فوج کشی:

ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو واسط کی تسخیر کے لیے روانہ کیا حسن اور اس کی فوج نے دریائے زاب اور دجلہ کے درمیان خندقیں بنائیں اور ان کی آڑ میں مورچے لگائے خود حسن نے باب المضمار کو اپنی آڑ میں لے کر اپنے خیمے نصب کیے۔ جمعہ کے دن فریقین میں پہلا معرکہ ہوا۔ اہل شام نے ابن ہبیرہ سے باہر نکل کر لڑنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور اب خود وہ اپنی فوج کے مقابلے کے لیے حصار سے باہر آیا۔ اس کے میمنہ پر اس کا بیٹا داؤد سردار تھا اور محمد بن نباتہ کچھ خراسانیوں کے ساتھ جن میں ابو الورد فراسی بھی تھا اس کے ہمراہ تھا۔

خازم کا ابن ہبیرہ پر حملہ:

اب لڑائی شروع ہوئی حسن کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ سردار تھا۔ خود ابن ہبیرہ باب المضمار کے سامنے واقف تھا خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور اہل شام کو پسپا کر کے خندقوں میں دھکیل دیا اب لوگ شہر کے دروازے پر پہنچے اور راستے بھر آئے کہ جنگ کی تمام باب المضمار ان سے بھر گیا کوٹھوں والوں نے کوٹھوں سے پتھر برسانے۔ اس وقت حسن کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اب وہ خود بڑھنے کو آگے بڑھا اور خندق کے درمیان میدان میں بڑھ آیا۔ اہل شام پھر پلٹ کر مقابل آئے حسن نے ان پر دوبارہ حملہ کیا اس کی فوج ابن ہبیرہ اور شہر کے درمیان حائل ہو گئی اور اس نے شامیوں کو دجلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ ان کی بہت بڑی تعداد غرق ہو گئی۔ اس کے بعد کشتیاں لائی گئیں اور باقی ماندہ فوج کو ان میں سوار کیا گیا ابن نباتہ پانی میں بھی تھا مگر دریا میں کود پڑا پھر ایک کشتی اس کے لیے بھیجی گئی اور وہ اس میں سوار ہو گیا اب دونوں فریق اپنی اپنی جگہ تک گئے اور لڑائی بند ہو گئی۔

واسط کا محاصرہ:

سات روز کے بعد دوسری منگل کو پھر اہل شام شہر سے نکل کر مقابلہ پر آئے۔ اور جنگ شروع ہوئی ایک شامی نے ابو حفص ہزار مرد پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور فخریہ کہنے لگا کہ میں سلمی نوجوان ہوں۔ ابو حفص نے اس پر ضرب لگائی اور کہنے لگا میں عتکی نوجوان ہوں ابو حفص کا حریف میدان کارزار میں کھیت رہا۔ شامیوں کو بری طرح شکست ہوئی۔ بھاگ کر پھر شہر میں پناہ گزین ہو گئے اور اب صرف یہ لڑائی ہوتی کہ شامی فصیل کے پیچھے سے تیر اندازی کرتے تھے۔

ابن ہبیرہ کی ابو امیہ سے بدگمانی:

اسی حالت محاصرہ میں ابن ہبیرہ کو معلوم ہوا کہ ابو امیہ تغلبی نے علم سیاہ اختیار کر لیا ہے اس نے ابوعثمان کو ابو امیہ کے قیام گاہ

بھیجا یا ان کے پاس اس کے خیمے میں چلا آیا اور کہا کہ مجھے امیر نے تمہارے خیمے کی تلاشی کے لیے بھیجا ہے تاکہ اگر مجھے یہاں سیاہ کپڑا نظر آئے تو میں اسے تمہاری گردن میں ڈال کر گلے میں رسی ڈال کر ان کے پاس لے جاؤں اور اگر کوئی چیز نہ پاؤں تو یہ بتا دوں کہ تم بری ہو [illegible] اسے دوبارہ دو۔

ابو امیہ کی گرفتاری:

ابو امیہ نے اسے تلاشی دینے سے انکار کر دیا ابو عثمان اسے ابن ہبیرہ کے پاس لے آیا ابن ہبیرہ نے اسے قید کر دیا اس معاملے پر معن بن زائدہ اور عمرو بن ربیعہ نے ابن ہبیرہ سے گفتگو کی اور بنی فزارہ کے تین آدمی پکڑ کر قید کر دیے اور انھوں نے ابن ہبیرہ کو گالیاں بھی دیں۔ یحییٰ بن حضین نے آکر انھیں بہت سمجھایا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک ہمارا آدمی رہا نہ کر دیا جائے گا ہم ان کے آدمیوں کو نہیں چھوڑیں گے مگر ابن ہبیرہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔

یحییٰ کا ابو امیہ کے متعلق ابن ہبیرہ کو مشورہ:

یحییٰ نے اس سے کہا کہ تم خود اپنے معاملے کو خراب کر رہے ہو تم محصور ہو۔ تم اسے چھوڑ دو ابن ہبیرہ نے کہا میں ہرگز اسے رہا نہ کروں گا۔ یحییٰ بن حضین نے آکر ان لوگوں سے سارا ماجرا بیان کر دیا معن اور عبدالرحمن بن بشیر العجلی ابن ہبیرہ سے علیحدہ ہو گئے۔ یحییٰ نے پھر ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو یہی لوگ تمہارے شہسوار ہیں اگر تم نے ان کو بگاڑ لیا اور محاصرے میں تم کو اور دیر لگی تو یہ تمہارے لیے دشمن سے زیادہ سخت گیر ثابت ہوں گے۔

ابو امیہ کی رہائی:

ابن ہبیرہ نے ابو امیہ کو اپنے پاس بلا کر اسے خلعت دیا، رہائی دی، سمجھوتہ کر لیا اور ان کے تعلقات پھر حسب سابق خوشگوار ہو گئے۔ ابو نصر مالک بن الہیثم سجستان کی سمت سے حسن بن قحطبہ کے پاس آ گیا اس نے ابو نصر کے شامل ہو جانے کی اطلاع دینے کے لیے غیلان بن عبداللہ الخزاعی کی سرکردگی میں ایک وفد ابوالعباس کے پاس بھیجا غیلان حسن سے اس بنا پر دل میں پرخاش رکھتا تھا کہ اس نے اسے روح بن حاتم کی مدد کے لیے بھیج دیا تھا۔

غیلان کی ابوالعباس سے درخواست:

اس نے ابوالعباس سے آکر کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیر المومنین ہیں اللہ کی مضبوط رسی ہیں اور اہل تقویٰ کے امام ہیں ابوالعباس نے کہا غیلان کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں ابوالعباس نے کہا اللہ تم کو معاف کر دے گا۔ داؤد بن علی نے کہا اے ابو فضالہ اللہ تم کو توفیق دے کہو کیا کہنا چاہتے ہو غیلان نے کہا امیر المومنین آپ اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو ہمارا سردار بنا کر ہم پر احسان کیجیے ابوالعباس نے کہا کیا حسن بن قحطبہ تمہارا سردار نہیں ہے؟ غیلان نے کہا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کو ہمارا سردار مقرر کیجیے ابوالعباس نے پھر وہی جواب دیا غیلان کہنے لگا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی آدمی کو ہمارا سردار بنا دیجیے تاکہ اسے دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

ابو جعفر کی سپہ سالاری:

ابوالعباس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور ابو جعفر کو حسن کی جگہ سپہ سالار بنا دیا۔ ابو جعفر نے غیلان کو اپنا کوتوال مقرر کر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محصورین کو مروان کے قتل کی اطلاع:

[illegible] محاصرے کے دوران میں [illegible] کشتیوں میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گیارہ [illegible] [illegible] محصورین نے اسمٰعیل بن عبداللہ القسری [illegible] مروان کے قتل کی اطلاع [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صلح کر لی۔

معرکۂ واسط کے متعلق دوسری روایت:

دوسری روایت [illegible] ہے کہ جب ابو جعفر [illegible] [illegible] ابو جعفر [illegible] قحطبہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دوسری جگہ [illegible]۔

ابن ہبیرہ کی فوج میں نفاق:

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

ابو جعفر اور ابن ہبیرہ کی مصالحت:

[illegible] [illegible] ابن ہبیرہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابو جعفر [illegible] [illegible] ابن ہبیرہ [illegible] [illegible] [illegible] ابو جعفر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابن ہبیرہ [illegible]۔

ابو جعفر اور ابن ہبیرہ کی ملاقات:

[illegible] ابو جعفر [illegible]

تھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہی خیمہ میں در آئے مگر سلام بن سلیم حاجب نے ان سے کہا اے ابوخالد اتر جائیے۔ اب وہ گھوڑے سے اترے تو دیکھا کہ اس وقت دس ہزار خراسانی اس خیمہ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد سلام نے ان کے بیٹھنے کے لیے مسند منگوا کر بچھوا دی اور سرداروں کو وہاں آنے کی اجازت دی۔ ان کے بعد سلام نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ اب آپ تشریف لے چلیے۔ ابن ہبیرہ کہنے لگے کہ میں مع اپنے ہمراہیوں کے اندر چلوں۔ اس نے کہا نہیں صرف آپ۔ چنانچہ وہ اندر گئے۔ ابوجعفر نے ابن ہبیرہ کو اپنے نزدیک اندر آنے دیا اور اب اس کے لیے مسند بچھائی گئی تھی۔ اس پر وہ بیٹھے۔ تھوڑی دیر ابوجعفر سے باتیں کرنے کے بعد یہ اٹھ آیا۔ ابوجعفر غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد یہ ایک دن بیچ دے کر ابوجعفر کے پاس آتا تھا اور اس کے ساتھ پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آتا۔

یزید بن حاتم کی ابن ہبیرہ کے خلاف شکایت:

یزید بن حاتم نے ابوجعفر سے کہا کہ ابن ہبیرہ اس شان سے آپ کے پاس آتا ہے کہ تمام چھاؤنی میں ایک تہلکہ پڑ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شوکت و اقتدار سب سابق باقی ہے اگر وہ اس طرح رہے اور فوج کے ساتھ آتا رہا تو عبدالجبار اور جہور کہیں گے کہ ابوجعفر نے سلام کو ہدایت کی کہ وہ ابن ہبیرہ سے کہہ دے کہ وہ فوج کے ساتھ یہاں نہ آیا کرے صرف اپنے خدمت گاروں ہی کو لایا کرے۔ سلام نے ابن ہبیرہ سے کہہ دیا چنانچہ اس کا جلوس گھٹ گیا اور اب وہ تقریباً تیس خدمت گاروں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آیا۔ اس پر سلام نے ان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی شان دکھانے کے لیے یہ خدمت گار ساتھ لاتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے جلا کر کہا اگر آپ پیادہ آنے کا حکم دیں گے تو میں اس کی بھی تعمیل کروں گا۔ سلام نے کہا آپ برا نہ مانیں میں نے احتیاطاً یہ بات کہی ہے ورنہ امیر نے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا ہے بلکہ آپ کی خاطر یہ کہا گیا ہے کیونکہ فوج کے لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ صرف تین آدمیوں کے ہمراہ ابوجعفر کے پاس آیا کرتا۔ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے ابوجعفر کو یا ہناہ یا ایہا کہہ کر خطاب کرتے کہا اے شخص! اور پھر فوراً اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور کہنے لگا چونکہ میں ابھی قریب تک اس شخص کو اسی طرح خطاب کرتا رہا ہوں اس وجہ سے بلا قصد یہ لفظ آپ کے لیے میری زبان سے نکل گیا۔

ابوالعباس کا ابن ہبیرہ کو قتل کرنے کا حکم:

ابوالعباس نے کئی مرتبہ ابوجعفر کو ابن ہبیرہ کے قتل کا حکم بھیجا مگر وہ برابر اسے ٹالتے رہے۔ آخر کار تنگ آکر ابوالعباس نے ان سے خدا کی قسم دے کر لکھا کہ تم اسے قتل کر دو ورنہ میں کسی دوسرے شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں جو اسے تمہاری قید سے نکال کر قتل کر دے گا۔ اس حکم کے آنے کے بعد اب ابوجعفر نے بھی اس کے قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا کہ وہ تمام سرکاری خزانے کے گھروں پر مہر لگا دیں۔ پھر اس نے قیس اور مضر کے ان عمائد کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے اپنے پاس بلا بھیجا۔

ابن ہبیرہ کے ساتھیوں کی گرفتاری و قتل:

محمد بن نباتہ، حوثرہ بن سہیل، طارق بن قدامہ، زیاد بن سوید، ابوبکر بن کعب العقیلی، ابان و بشر ابنا عبدالملک بن بشر قیس کے ہمراہ قیس کے دوسرے بائیس آدمی تھے جعفر بن حنظلہ اور ہزان بن سعد ابوجعفر کے پاس آئے۔ سلام بن سلیم نے باہر نکل کر حوثرہ اور

محمد بن نباتہ کو دریافت کیا یہ دونوں اٹھ کر اندر چلے گئے عثمان بن نہیک، فضل بن سلیمان اور موسیٰ بن عقیل سواروں کے ساتھ ابوجعفر کے خیمے سے پیچھے ایک دوسرے خیمہ میں موجود تھے حوثرہ اور محمد بن نباتہ کی تلواریں لے لی گئیں۔ ان کی مشکیں باندھ دی گئیں ان کے بعد بشر اور ابان عبدالملک کے بیٹے آئے ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا ان کے بعد ابوبکر بن کعب اور طارق بن قدامہ آئے تو جعفر بن حنظلہ نے بطور احتجاج کے کہا کہ ہم بیچارے بے بس لوگ ہیں۔ ہم کو کیا معلوم تھا کہ ہمارے ساتھ یہ کیا جائے گا۔ عثمان نے اس سے پوچھا تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا اور اسے موجود کیا گیا تھا۔ سے جیسے حضرت ... جس ... ہے کہا جاتا ہے جاؤ اس کے بعد حرانی نے بھی عرب سے اسی قسم کی گفتگو کرنا چاہی پیچھے کر دیا گیا۔ روح بن حاتم نے اس سے کہا جیتے رہو اعور تم دیکھتے ہو ان سب کی تلواریں لے لی گئی ہیں۔ حمزہ بن عقیل اندر سے نکل کر اس جماعت کے پاس آیا اور کہنے لگا تم نے خدا کے سامنے ہم سے عہد و امان کیا ہے اور اب بات پس پشت ڈال رہے ہو ہم کو خدا سے یہ توقع ہے کہ وہ اس کا بدلہ تم سے لے گا۔ ابن نباتہ خوف سے کانپنے لگا حوثرہ نے اس سے کہا کہ بھلا اس سے تم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ابن نباتہ کہنے لگا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ واقعہ پہلے ہی میرے پیش نظر ہو چکا تھا۔ ان سب کو قتل کر کے ان کی مہریں ضبط کر لی گئیں۔

ابن ہبیرہ کا قتل:

خازم، ہیثم بن شعبہ اور اغلب بن سالم تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور انھوں نے ابن ہبیرہ سے کہلا کر بھیجا کہ ہم وہ رقم لے جانا چاہتے ہیں اس نے اپنے حاجب ابو عثمان سے کہا کہ تم جا کر خزانہ بتا دو انھوں نے ہر کوٹھڑی کے دروازے پر کچھ آدمی متعین کر دیے اور آپ مکان کے اطراف وجوانب کو غور سے دیکھنے لگے اس وقت ابن ہبیرہ کے پاس اس کا بیٹا داؤد اس کا کاتب عمرو بن ایوب اس کا حاجب چند موالی اور ایک صغیر سن بچہ اس کی گود میں تھے ابن ہبیرہ کو ان کی نظروں پر شبہ معلوم ہو گیا کہنے لگا کہ خدا کی قسم ان کے چہرے سے بدی نمایاں ہے۔ یہ کہتے ہی یہ جماعت اس کی طرف بڑھی اس کے حاجب نے ان کے سامنے ہو کر پوچھا کیا ہے؟ ہیثم بن شعبہ نے اس کے کندھے پر تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ ابن ہبیرہ کا بیٹا داؤد لڑا وہ مارا گیا اس کے موالی بھی مارے گئے۔ ابن ہبیرہ نے اسی اثناء میں اپنے صغیر سن بچے کو اپنی گود سے جدا کیا اور قاتلوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس بچے کو چھوڑ دو پھر وہ خود سجدے میں گر پڑا اور اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ اس کو قتل کر کے سر لے کر ابوجعفر کے پاس چلے آئے۔

خالد بن سلمہ کا قتل:

ابوجعفر نے اعلان کرا دیا کہ حکم بن عبدالملک بن بشر، خالد بن سلمہ المخزومی اور عمر بن ذر کے علاوہ اور سب کو عام معافی دی جاتی ہے زیاد بن عبیداللہ نے ابن ذر کے لیے ابوجعفر سے معافی کی درخواست کی اس نے اسے امان دے دی حکم بھاگ گیا خالد کو ابوجعفر نے تو معافی دے دی تھی مگر ابو العباس نے اسے نہ مانا اور اسے قتل کر دیا ابو علاقہ الفزاری اور ہشام بن ہشیم بن صفوان بن مزید الفزاری دونوں بھاگے مگر عمر بن سعید الطائی نے انہیں جا پکڑا اور دریائے زاب پر دونوں کو قتل کر دیا۔

ابن ہبیرہ اور ہشام بن عبدالملک:

ابو عصمہ السندی اور متعدد ابن عبدالرحمن الہلالی سے ابن ہبیرہ کے مربی تھے۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک

نے اپنے بیٹے معاویہ کے لیے اس کی بیٹی مانگی تھی مگر اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد ان کے اور ولید بن القعقاع کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور بشرہ نے اسے ولید بن القعقاع کے حوالے کر دیا ولید نے اسے پچھاڑا اور قید کر دیا تھا۔

ابو العباس کی حسن بن قحطبہ کو ہدایت:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے ابو العباس نے ابو جعفر کو واسط روانہ کیا تو اس نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ یہ فوج تمہاری ہے تم میرے سپہ سالار ہو اور سپہ سالار تمہارے ماتحت ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی بھی اس جنگ میں موجود رہے اس لیے میں اس کو بھیجتا ہوں تم اس کی فرمانبرداری کرنا خیر خواہی اور خلوص نیت سے اس کا ساتھ دینا۔ اسی مضمون کا دوسرا خط اس نے ابو نصر مالک بن الہیثم کو لکھا تھا چنانچہ منصور کے آنے سے حسن ہی اس تمام فوج کا سربراہ کار رہا۔

اسی سال ابو مسلم نے محمد بن الاشعث کو فارس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ وہ ابو سلمہ کے مقرر کردہ تمام عمال کو پکڑ کر قتل کر دے اس نے حسب حکم عمل کیا۔

امارت فارس پر عیسیٰ بن علی کا تقرر:

اسی سال ابو العباس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا اس سے پہلے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا جب عیسیٰ وہاں آیا تو محمد بن الاشعث نے اسے قتل کر دینا چاہا لوگوں نے کہا مگر اس فعل کے نتائج آپ کے لیے خوش گوار نہ ہوں گے ابن الاشعث کہنے لگا میں کیا کروں مجھے ابو مسلم نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ اس کے مقرر کردہ عاملین کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولایت کا دعویٰ کرے تو میں اسے قتل کر دوں مگر پھر وہ اس فعل کے عواقب سے ڈر کر اپنے ارادے سے باز رہا۔ اس پر عیسیٰ نے مستقل قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ اب تمام عمر نہ وہ کسی منبر پر چڑھے گا اور سوائے جہاد کے علاوہ وہ کبھی تلوار باندھے گا چنانچہ اس کے بعد عیسیٰ نے نہ کبھی کوئی ولایت کی اور سوائے جہاد کے موقع کے سوا کبھی تلوار حمائل کی اس کے بعد ابو العباس نے اسماعیل بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا۔

ابو العباس کے عمال:

ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ، آذربائیجان اور آرمینیا کا والی مقرر کیا اور دوسرے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو موصل کا والی مقرر کیا اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ اور سواد کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا اور داؤد کو مدینہ، مکہ، یمن اور طائف کا والی مقرر کیا اسی سنہ میں مروان نے اپنے قتل یا ہزیمت کے اثنا ولید بن عروہ کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے اس کے بھائی یوسف بن عروہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ واقدی کہتا ہے کہ یوسف ۲۸ ربیع الاول کو مدینہ آیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا اس سال سفیان بن معاویہ المہلبی بصرہ کا عامل تھا اور حجاج بن ارطاۃ بصرے کے قاضی تھے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا عبداللہ بن محمد جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا کا والی تھا۔ یحییٰ بن محمد موصل کا والی تھا عبداللہ بن علی علاقہ شام کا والی تھا ابو عون عبدالملک بن یزید مصر کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا خالد بن برمک خراج کا افسر تھا۔

امیر حج داؤد بن علی:

اس سال داؤد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی امارت میں حج ادا ہوا۔

۱۳۳ھ کے واقعات

امارت بصرہ پر سلیمان بن علی کا تقرر:

اس سال ابوالعباس نے اپنے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ اور اس کے تمام ضلعوں، دجلہ، بحرین، عمان اور مہرجانقذق کا والی بنا کر بھیجا اور اس نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو ضلع اہواز کا عامل مقرر کیا۔

داؤد بن علی کا انتقال:

اسی سال داؤد بن علی نے بنی امیہ کے ان افراد کو قتل کر دیا جو ان کے ہاتھ آئے۔ [illegible] اسی سال اس نے مدینہ میں ربیع الاول کے مہینے انتقال پایا [illegible] اس کی مدت امارت تین مہینے [illegible] مرتے ہوئے اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے مقام پر قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔

زیاد بن عبیداللہ کی امارت:

جب ابوالعباس کو داؤد کے مرنے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبدالمدان الحارثی کو والی مقرر کیا۔ اور یمن پر محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو۔ محمد جمادی الاولیٰ میں یمن پہنچ گیا اور زیاد مدینہ چلا گیا۔ [illegible] ابراہیم بن حسان السلمی کو جو ابو حماد الابرص کہلاتا تھا مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے جو یمامہ میں تھا روانہ کیا۔ ابو حماد نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

امارت مصر پر ابوعون کا تقرر:

اسی سال ابوالعباس نے ابوعون کو [illegible] ربیع الثانی [illegible] مصر کا والی مقرر کیا [illegible] صالح بن علی کو تمام فلسطین کا بھی عامل بنا دیا۔

اسی سال [illegible] اس کی شہر پناہ [illegible] کر دیا۔

شریک بن شیخ المہری کا خروج:

اس سال شریک بن شیخ المہری نے خراسان کے شہر بخارا میں ابو مسلم کے خلاف خروج کیا۔ اس نے کہا کہ ہم نے محمد ﷺ کی اتباع اس لیے نہیں کی ہے کہ خون بہائیں اور حق کے خلاف عمل کریں۔ تیس ہزار سے زیادہ آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ ابو مسلم نے زیاد بن صالح الخزاعی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ زیاد نے [illegible] اسے قتل کر دیا۔

ابو داؤد خالد بن ابراہیم کی ختل میں آمد:

اسی سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم وخش سے ختل آیا اور ختل میں داخل ہو گیا۔ حنش بن السبل ختل کے بادشاہ نے اس کی کوئی مزاحمت نہیں کی [illegible] دہقانوں میں سے کچھ لوگ اس کے ساتھ قلعہ بند ہو گئے [illegible] دہقان درّوں، راستوں اور قلعوں میں لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ جب ابو داؤد نے حنش کو بالکل تنگ کر دیا تو وہ رات کو اپنے دہقانوں اور [illegible]

کا ارادہ کر کے قلعہ سے نکل گئے یہ جماعت وہاں سے فرغانہ آئی وہاں سے بھی ترکوں کے علاقے سے گزر کر بادشاہ چین کے پاس پہنچ گئی۔ ابوداؤد نے ہر اس شخص کو قیدی بنایا جس پر اس کا بس چلا اور یہاں سے اس نے ان سب کو ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

متفرق واقعات:

اس سال سلیمان الاسود نے باوجود وعدہ امان دینے کے بعد عبدالرحمن بن یزید بن المہلب کو قتل کر دیا۔

اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو دروں سے آگے کے جو روم ہے گرمیوں کی مہم میں جہاد کرنے روانہ کیا۔

اس سال یحییٰ بن محمد موصل کی ولایت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ اسماعیل بن علی موصل کا والی مقرر ہوا۔

امیر حج زیاد بن عبیداللہ و عمال:

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی امارت میں حج ہوا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا۔ ابن ابی لیلیٰ قاضی تھے بصرہ اس کے توابع کور دجلہ، بحرین، عمان، عرض اور مہرجانقذق پر سلیمان بن علی والی تھا۔ عباد بن منصور اس علاقے کے قاضی تھے اسماعیل بن علی اہواز کا والی تھا۔ محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا۔ عبداللہ بن علی قنسرین، حمص، دمشق اور اردن کا والی تھا صالح بن علی فلسطین کا والی تھا عبدالملک بن یزید ابو عون مصر کا والی تھا۔ عبداللہ بن محمد المنصور جزیرہ کا والی تھا۔ اسماعیل بن علی موصل کا والی تھا۔ صالح بن صبیح آرمینیہ کا والی تھا۔ مجاشع بن یزید آذربائیجان کا والی تھا۔ خالد بن برمک منشی (الخراج) تھا۔

۱۳۴ھ کے واقعات

بسام بن ابراہیم کی بغاوت:

اس سال بسام بن ابراہیم اہل خراسان کے ایک بڑے سردار نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ابو العباس کی بیعت سے انحراف کر کے اپنے ان پیروؤں کو لے کر جنہوں نے اس بغاوت کے لیے اس سے اتفاق رائے کیا تھا امیر المومنین ابو العباس کی فوجی چھاؤنی سے نکل گیا۔ ان کے بعض ساتھیوں نے اس کی خبر ایک دوسرے کو پہنچائی تو ابو العباس نے ان کے معاملہ کی تفتیش کی اور ان کے جانے کی سمت دریافت کی جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ مدائن میں ہیں انہوں نے خازم بن خزیمہ کو اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔

خازم کا بسام پر حملہ

خازم نے اس سے دو چار ہوتے ہی حملہ کر دیا بسام اور اس کی فوج نے شکست کھائی ان میں سے اکثر مارے گئے اس کا پڑاؤ ظفرمندوں نے لوٹ لیا۔ خازم اپنی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کرتا ہوا جو ماہ کے شہر تھے سے گزر کر ماہ تک پہنچا شکست خوردہ فوج کا جو شخص ان کے ہاتھ آیا یا جس نے ان کا مقابلہ کیا ان کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔ اس کام کو پورا کر کے خازم واپس ہوا راستہ میں ذات المطامیر یا اس کے مشابہ کسی اور گاؤں سے گذرا وہاں بنی الحارث بن کعب (از خاندان عبد المدان) کے جو ابو العباس کے ماموں ہوتے تھے کچھ متعلقین رہتے تھے یہ ان کے پاس سے گذرا وہ اس وقت اپنی چوپال میں بیٹھے تھے یہ پچیس آدمی تھے۔ المغیرہ ان کے

خاندان کے تھے اور [illegible] کے ننھیالی تھے۔

مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل

خازم ان کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ آگے [illegible] انھوں نے [illegible] کہ [illegible] ان کی طرف سے عداوت باتیں کیں اور ان کی جیسی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا [illegible] انھوں نے [illegible] کی طرف سے [illegible] تھی ان لوگوں نے [illegible] ان سے مغیرہ کے [illegible] متعلق سوال کیا انھوں نے [illegible] کہ وہ ایک رات یہاں مقیم رہا تھا پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور ہم کو نہیں [illegible] کہ وہ [illegible] خازم نے [illegible] قسموں کا [illegible] کہ تم امیر المومنین کے [illegible] اور ان کا دشمن تمہارے پاس آتا ہے [illegible] تم سب [illegible] گرفتار کر لیا اس سوال کا ان لوگوں نے سخت جواب دیا خازم نے ان کے قتل کا حکم دے دیا وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ ان کے مکانات ڈھا دیئے گئے اور ان کے تمام مال ومتاع کو لوٹ لیا گیا۔

ابوالعباس کا خازم کو قتل کرنے کا ارادہ

اس کے بعد خازم ابوالعباس کے پاس آ گیا جب اس واقعہ کی اطلاع یمنی جماعت کو ہوئی انھوں نے اسے بڑی اہمیت دی اور سب کے سب متحد و اکٹھے ہو گئے زیاد بن عبید اللہ حارثی [illegible] عبداللہ بن ربیع حارثی عثمان بن نہیک اور عبدالجبار بن عبدالرحمن ابوالعباس کے کوتوال کے ابوالعباس کے پاس آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ خازم نے آپ کے مقابلہ میں ایسی جرأت کی ہے کہ آپ کا کوئی بھی کبھی یہ جرأت نہ کر سکتا اس نے آپ کے ماموں کو قتل کر دیا آپ کے حق [illegible] یہ وہ لوگ تھے جو آپ کی پناہ میں [illegible] اور آپ کے جود و کرم سے [illegible] مستفید ہونے کے لیے دور دراز مسافت طے کر کے آپ کے پاس آئے تھے اور جب کہ وہ آپ کے [illegible] تھے خازم نے [illegible] ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا ان کے مکانات مسمار کر دیئے ان کے مال ومتاع کو لوٹ لیا ان کی تمام [illegible] اس تقریر کا ابوالعباس پر بہت اثر ہوا انھوں نے خازم کو قتل کر دینے کی ٹھان لی

ابوالجہم اور موسیٰ کی خازم کے متعلق سفارش

اس کی اطلاع موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو ہوئی یہ دونوں ابوالعباس کے پاس آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے امیر المومنین کو خازم کے خلاف بھڑکا کر اس کے قتل کا مشورہ دیا ہے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے ہیں [illegible] آپ [illegible] دیتے ہیں [illegible] آپ کا [illegible] وفادار رہے اور ان کی خدمات [illegible] ہم کو معلوم ہے [illegible] آپ کے سچے طرف دار ہیں انھوں نے [illegible] اور اقربا [illegible] آپ کو ترجیح دی اور آپ کی حمایت کی ہے۔ آپ کے [illegible] کسی سے [illegible] تو آپ [illegible] اگر [illegible] اس کا [illegible] کر لیا ہے تو [illegible] تو آپ ایسی [illegible] کہ کسی سخت مہم پر [illegible] بھیجئے اگر وہ اس میں مارا جائے تو [illegible] اور اگر وہ فتح ومنصور ہوتا ہے تو آپ [illegible] کے

[illegible]

خازم کی خوارج پر فوج کشی

اسی سال خازم [illegible] شیبان خارجی [illegible]

[illegible]

شیبان خارجی کا خاتمہ:

خازم نے نضلہ بن نعیم النہشلی کو پانچ سو فوج کے ساتھ شیبان کے تعاقب پر روانہ کیا۔ فریقین میں نہایت خونریز لڑائی ہوئی [illegible] شیبان [illegible] اپنے ساتھیوں کے کام آیا۔

جلندی خارجی اور خازم کی جنگ

[illegible]

جلندی خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

خازم نے [illegible]

چھڑیاں لپیٹ کر ان کو روغن نفط میں تر کر لیں پھر انہیں مشتعل کر کے لیے ہوئے آگے بڑھیں اور اس طرح جلندی کے متبعین کو جھونپڑیوں میں جو بانس اور سرکنڈوں کی تھیں آگ لگا دیں چنانچہ جب خازم نے اس تدبیر پر عمل کیا اور خارجیوں کے مکانات میں آگ لگ گئی اور وہ اپنے اہل و عیال کو بچانے اور آگ بجھانے میں مشغول ہوئے اسی موقع کو غنیمت سمجھ کر خازم نے ان پر حملہ کر دیا اور بغیر مقابلہ ان پر تلوار بے محابا شروع ہو گئی مقتولین میں جلندی بھی مارا گیا دس ہزار خارجی قتل کر دیئے گئے خازم نے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے پھر خود خازم بصرہ آ کر کئی ماہ ٹھہرا رہا۔ یہاں سے اس نے مقتولین کے سر ابو العباس کے پاس بھیجے اس کے بعد کئی ماہ خازم بصرہ میں مقیم رہا پھر ابو العباس نے اس کی مراجعت کا حکم بھیجا اور یہ تمام فوج واپس آ گئی۔

ابوداؤد خالد کی کس پر فوج کشی:

اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کس سے جہاد کیا اور اخرید بادشاہ کس کو قتل کر دیا یہ فرمانبردار مسلمانوں کا مطیع اور وفادار تھا اس سے قبل خالد سے ملنے آیا تھا نیز اس نے کہنڈک میں جو کس سے متصل واقع ہے خالد کا استقبال کیا تھا قتل کے وقت ابوداؤد نے اخرید اور اس کے ساتھیوں سے اس قدر مذہب و منقش چینی ظروف حاصل کیے تھے کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح چینی زینیں اور دوسرے بیش بہا کپڑے اور بہت سی نہایت کثیر تعداد میں اس کے ہاتھ آئے ابوداؤد نے ان سب کو ابو مسلم کے پاس سمرقند بھیج دیا۔

ابوداؤد کی مراجعت:

ابوداؤد نے کس کے زمیندار کو مع اور زمینداروں کے قتل کر دیا۔ البتہ اخرید کے بھائی طاران کو چھوڑ دیا اور پھر اسی کو کس کا رئیس بنا دیا۔ ابوداؤد نے ابن النجاح کو بلا کر پھر اسے اس کے علاقہ میں بھیج دیا۔

اہل صغد اور اہل بخارا کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ابو مسلم مرو آ گیا نیز اس نے سمرقند کی فصیل کے بنانے کا حکم دے دیا۔ زیاد بن صالح کو صغد اور اہل بخارا پر اپنا نائب مقرر کر آیا۔ ابوداؤد بلخ واپس آ گیا۔

موسیٰ بن کعب اور منصور بن جمہور کی جنگ:

اس سال ابو العباس نے موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے لڑنے ہندوستان بھیجا۔ تین ہزار فوج کے لیے جن میں عرب اور موالی تھے معاشیں دیں اور ان کو جنگی سلاح و سامان سے مسلح کر دیا اس کے علاوہ ایک ہزار خاص بنی تمیم کو علیحدہ معاش اور اسلحہ دے کر اس کے ساتھ کیا اور اس کی جگہ مسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا۔ موسیٰ بن کعب سندھ آئے۔ منصور بن جمہور نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے اسے شکست دی یہ ریگستان میں پیاس سے مر گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے ہیضہ ہو گیا تھا۔ منصور کے نائب کو جو منصورہ میں تھا جب اس کی شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ اس کے اہل و عیال، مال و متاع اور چند وفاداروں کو لے کر منصورہ سے نکل گیا اور ان سب کو خزر کے علاقے میں لے آیا۔

محمد بن یزید کا انتقال:

اس سنہ میں محمد بن یزید بن عبداللہ والی یمن نے انتقال کیا ابو العباس نے اس کی جگہ علی بن ربیع بن عبیداللہ الحارثی کو جو زیاد بن عبیداللہ کی طرف سے اس کا مکہ کا عامل تھا یمن کا والی مقرر کیا۔

صالح بن صبیح کی برطرفی:

اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق ابو العباس حیرہ سے انبار چلے گئے۔ اسی سال صالح بن صبیح آرمینیہ سے برطرف کر دیا گیا اور یزید بن اسید اس کی جگہ مقرر کیا گیا نیز مجاشع بن یزید کو آذربائیجان کی ولایت سے برطرف کر کے ان کی جگہ محمد بن صول مقرر کیا گیا اس سال [illegible] گئے۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال:

عیسیٰ بن موسیٰ والیٔ کوفہ نے اس سال حج کیا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ کا والی زیاد بن عبیداللہ تھا۔ علی بن ربیع حارثی یمن کا والی تھا۔ بصرہ اور اس کے علاقے کے ضلع، بحرین، عمان، عرض اور مہرجان قذق کا والی سلیمان بن علی تھا۔ عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ موسیٰ بن کعب سندھ کا والی تھا۔ خراسان اور جبال پر ابو مسلم تھے۔ فلسطین پر صالح بن علی تھا۔ مصر پر ابو عون، موصل پر اسماعیل بن علی، آرمینیہ پر یزید بن اسید، آذربائیجان پر محمد بن صول تھا۔ افسر مال خالد بن برمک تھے۔ جزیرہ کا والی ابو جعفر عبداللہ بن محمد تھا اور قنسرین، حمص، علاقہ دمشق اور اردن پر عبداللہ بن علی والی تھے۔

۱۳۵ھ کے واقعات

زیاد بن صالح کا خروج:

اس سال زیاد بن صالح نے دریائے بلخ کے پار حکومت کے خلاف خروج کیا۔ ابو مسلم اس سے لڑنے کے لیے مرو سے روانہ ہوا۔ ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو اس ہدایت کے ساتھ ترمذ بھیجا کہ وہ ترمذ میں ٹھہرے رہیں کیونکہ اسے خوف تھا کہ مبادا زیاد بن صالح کی فوج آ کر ترمذ کے قصر اور کشتیوں پر قبضہ کر لے۔ نصر نے اس ہدایت کی تعمیل کی۔ بہت دنوں تک ترمذ میں مقیم رہا۔ یہاں طالقان کی [illegible] جماعت نے ایک شخص کی قیادت میں جس کی کنیت ابو اسحاق تھی نصر کے خلاف خروج کر دیا اور نصر کو قتل کر دیا۔ ابو داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ عیسیٰ نے ان کا تعاقب کر کے انھیں جا لیا اور سب کو قتل کر ڈالا۔

سباع بن نعمان کی گرفتاری و قتل:

ابو مسلم تیزی سے بڑھتا ہوا آمل پہنچا۔ اس کے ہمراہ سباع بن نعمان ازدی بھی تھا یہ وہی شخص ہے جو ابو العباس کے پاس سے زیاد بن صالح کی ولایت کا فرمان لے کر آیا تھا اور جسے ابو العباس نے موقع پاتے ہی ابو مسلم کے قتل کی ہدایت کر دی تھی۔ ابو مسلم کو بھی اس کی اطلاع ہو چکی تھی۔ ابو مسلم نے سباع کو حسن بن جنید اپنے آمل کے عامل کے سپرد کر دیا اور اس کے قید رکھنے کا حکم دے دیا اس کے بعد ابو مسلم دریا عبور کر کے بخارا آیا اور فروکش ہو گیا یہاں ابو شاکر و ابو سعد شروی مع اور سرداروں کے جو زیاد سے علیحدہ ہو گئے تھے اس کے پاس آئے تو ابو مسلم نے ان سے زیاد کا حال دریافت کیا اور پوچھا کہ کس نے اسے بہکایا ہے انھوں نے سباع بن نعمان کا نام لیا۔ ابو مسلم نے اپنے عامل آمل کو حکم بھیجا کہ تم سباع کے سو کوڑے لگواؤ اور پھر اسے قتل کر دو چنانچہ اس حکم کی بجا آوری کی گئی۔

زیاد بن صالح کا قتل:

جب زیاد کے ہمراہی سرداروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ابو مسلم سے جا ملے اس نے بارکث کے زمیندار کے پاس پناہ لی مگر اس نے زیاد کو اچانک قتل کر دیا اور اس کا سر خود ابو مسلم کے پاس لے آیا۔ زیاد بن صالح کی شورش کی وجہ سے جب ابوداؤد ایک طویل مدت تک ابو مسلم کے پاس نہ آ سکا تو ابو مسلم نے اسے لکھا کہ چونکہ زیاد کا کام تمام کر دیا گیا ہے تم کسی کا خوف نہ رکھو اب تم اطمینان کے ساتھ واپس آ جاؤ۔ ابوداؤد کش آ گیا اس نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف بھیجا اور ابن النجاح کو اصبہبذ کے مقابلے کے لیے شاوغر روانہ کیا۔ ابن النجاح نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شاوغر نے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

عیسیٰ بن ماہان کی ابوداؤد کے خلاف شکایت:

اب رہا بسام تو عیسیٰ بن ماہان اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا اسی اثناء میں ابو مسلم کو وہ خطوط ملے جو عیسیٰ بن ماہان نے کامل بن مظفر ابو مسلم کے ایک خاص دوست کو لکھے تھے ان خطوں میں اس نے ابوداؤد کی مذمت کی تھی اور لکھا تھا کہ وہ اپنی قوم اور عربوں کی اور عجم مسلمانوں کے مقابلہ میں جنہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے جنبہ داری کرتا ہے اس کی فرودگاہ میں تیس خیمے ان لوگوں کے ہیں جو لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے اور مزے سے آرام کرتے ہیں۔ ابو مسلم نے یہ تمام خطوط ابوداؤد کو بھیج دیے اور لکھا کہ یہ اس کافر کے خط ہیں جس کو تم نے اپنے بھائی سمجھ کر اپنی جان کے برابر رکھا ہے۔ اب تم اسے بھگت لو۔

عیسیٰ بن ماہان کی گرفتاری:

ابوداؤد نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کے مقابلے سے واپس آنے کا حکم بھیجا اور آتے ہی اسے قید کر کے عمر النغم کے حوالے کر دیا جس کی قید میں تھا۔ دو تین دن کے بعد اسے بلایا اپنے احسانات اسے یاد دلائے اور یہ کہ اس نے عیسیٰ کو اپنے بیٹے پر ترجیح دے کر اسے اس اہم خدمت پر مقرر کیا۔ عیسیٰ نے اس کا اقرار کیا۔ ابوداؤد کہنے لگا کہ میرے احسانات کا یہی عوض ہونا چاہیے تھا کہ تو نے میری شکایت لکھی اور میرے قتل کا ارادہ کیا۔ عیسیٰ نے اس سے قطعی انکار کیا۔ ابوداؤد نے اس کے خط اس کے سامنے ڈال دیے جن کو وہ پہچان گیا۔

عیسیٰ بن ماہان کا انجام:

ابوداؤد نے اس پر دو حدیں لگوائیں ایک حد حسن بن حمران کے سبب اس کے بعد کہا کہ میں نے تو تمہاری خطا سے درگزر کی۔ مگر اب فوج کا معاملہ علیحدہ ہے وہ جیسا مناسب سمجھے گی تمہارے ساتھ سلوک کرے گی۔ یہ کہا اور جب خیموں سے باہر لایا گیا تو حرب بن زیاد اور حفص بن دینار یحییٰ بن حضین کے موالی اس پر جھپٹ پڑے اور گرزوں اور تبروں سے اس پر حملہ کیا جس سے وہ زمین پر گر پڑا اہل طالقان اور دوسرے لوگوں نے یہ ستم ڈھایا کہ اسے ٹاٹ کے بورے میں بند کر کے اتنے گرز مارے کہ وہ مر گیا۔ ابو مسلم مرو آ گیا۔

امیر حج سلیمان بن علی والی:

اسی سنہ میں سلیمان بن علی والی بصرہ اور علاقہ جات بصرہ کی امارت میں حج ہوا۔ عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس مکہ کا والی تھا۔ زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا۔ ابن

[illegible]

۱۳۶ھ کے واقعات

ابو مسلم کی ابو العباس سے ملاقات

اس سال ابو مسلم خراسان سے ابو العباس سے ملنے عراق آیا۔ ابو مسلم نے [illegible] ابو العباس سے [illegible] آنے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ ابو مسلم [illegible] ایک بڑی جماعت کے ساتھ [illegible] آیا [illegible] ابو العباس [illegible] استقبال کیا [illegible] ابو العباس کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابو العباس نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی [illegible] حج پر جانے کی اجازت [illegible] ابو العباس نے [illegible] اسی سال ابو جعفر حج کے لیے جا رہے [illegible] امیر حج مقرر [illegible] ابو العباس نے اپنے [illegible]

ابو جعفر اور ابو مسلم میں کشیدگی

ابو جعفر اور ابو مسلم کے تعلقات [illegible] ابو العباس کی [illegible] ابو جعفر [illegible] ابو مسلم [illegible] ابو مسلم کے پاس [illegible] ابو العباس کی خلافت [illegible] ابو جعفر کی ولی عہدی کے لیے بیعت [illegible] ابو مسلم [illegible] بیعت [illegible] ابو جعفر [illegible] ابو مسلم نے ابو جعفر [illegible] تعظیم [illegible] ابو جعفر [illegible] ابو العباس سے [illegible] کی شکایت کی تھی۔

ابو جعفر کا ابو مسلم کو قتل کرنے کا مشورہ

ابو مسلم کے ابو العباس کے پاس آنے کے بعد ابو جعفر نے ان سے کہا کہ آپ میری بات مانیں اسے قتل کر دیجئے [illegible] [illegible] ابو العباس نے [illegible] ابو جعفر [illegible] ابو العباس نے [illegible] ابو جعفر نے [illegible] ابو جعفر [illegible]

طرح انجام پذیر ہوں گی جیسا آپ چاہتے ہیں جب ان کو ان کے قتل کا علم ہوگا تو وہ خود منتشر ہو جائیں گے اور کوئی قوت و طاقت ان کی باقی نہ رہے گی" ابو العباس نے کہا "میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم اس ارادے سے باز رہو" ابو جعفر کہنے لگے "مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آج شام آپ نے اس کا خاتمہ نہ کیا تو قتل ہونے والا آپ کا خاتمہ کر دے گا" اس پر ابو العباس نے کہا "اچھا جو تمہاری مرضی۔"

ابو العباس کی ابو مسلم کے قتل کی ممانعت:

اس گفتگو کے بعد وہ اس کے قتل کا عزم کر کے ابو جعفر ابو العباس کے پاس سے چلے آئے ان کے جانے کے بعد ابو العباس کو اپنی اجازت دینے پر ندامت ہوئی اور انہوں نے ابو جعفر سے کہلا بھیجا کہ تم ہرگز اس کام کو نہ کرنا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو العباس نے ابو جعفر کو ابو مسلم کے قتل کی اجازت دے دی تو ابو مسلم حسب دستور ابو العباس کے پاس آیا۔ ابو العباس نے ایک خواجہ سرا کو ابو جعفر کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اس نے آ کر دیکھا کہ وہ اپنی تلوار سونتے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ابو جعفر نے اس سے پوچھا "کیا امیر المومنین دربار میں بیٹھے ہیں" اس نے کہا "جی ہاں دربار کے لیے بیٹھے ہوئے تھے مگر اب باہر آنے کی تیاری کر رہے ہیں" اس خواجہ سرا نے ابو العباس سے آ کر ساری سرگذشت بتائی انہوں نے اسے پھر ابو جعفر کے پاس اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ جس بات کا تم نے ارادہ کیا تھا اسے ہرگز عمل میں نہ لانا۔ یہ سن کر ابو جعفر اپنے ارادے سے رک گئے۔

ابو مسلم کو فریضہ حج کی اجازت:

اسی سنہ میں ابو جعفر منصور نے حج ادا کیا ان کے ہمراہ ابو مسلم بھی تھا جب ابو مسلم نے ابو العباس کے پاس آنے کا ارادہ کیا اس نے ان سے حج کرنے کے لیے آنے کی اجازت مانگی جو منظور ہوگئی ابو العباس نے یہ بھی ابو مسلم کو لکھا "تمہارے ساتھ صرف پانچ سو آدمی ہوں" اس کے جواب میں ابو مسلم نے لکھا کہ "چونکہ میں نے بہت آدمی قتل کیے ہیں اس لیے لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں مجھے اپنے قتل کا اندیشہ ہے اتنی جمعیت کوئی چیز نہیں ہوگی" ابو العباس نے لکھا "اچھا ایک ہزار فوج کے ہمراہ آ جاؤ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو تم اپنی حکومت کے زیر سایہ ہوگے دوسرے مکہ کا راستہ کسی بڑی فوج کی ضروریات زندگی کی بہم رسانی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔" اب ابو مسلم خراسان سے آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا تھا اس نے نیشاپور اور رے کے درمیان مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا تمام مال و متاع اور خزانہ اپنے ساتھ لے چلا اور اسے رے میں چھوڑ آیا تھا اور رے میں اس نے علاقہ جبل کا خراج وصول کیا اور وہاں سے صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ عراق آیا۔ جب انبار میں داخل ہونے لگا تو تمام ہاشمیوں کی جماعت نے اور عوام نے اس کا استقبال کیا پھر اس نے ابو العباس سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی جسے انہوں نے منظور کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر اس سال ابو جعفر حج کے لیے نہ جاتے ہوتے تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا۔

ابو جعفر کی فریضہ حج کے لیے روانگی:

اسی زمانے میں ابو جعفر جزیرہ کے والی تھے واقدی کا بیان ہے کہ جزیرہ کے ساتھ آذربائیجان اور آرمینیہ بھی ان کے تحت تھے ابو جعفر نے مقاتل بن حکیم العکی کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر کیا ابو العباس کے پاس آئے اور ان سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی حج کے ارادے سے یہ چلے آئے ابو مسلم نے بھی ان کے ہمراہ حج ادا کیا یہ ۱۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد دونوں عراق روانہ ہوئے یہ بستان اور ذات عرق کے درمیان تھے کہ ابو جعفر کو ابو العباس کے انتقال کی خبر پہنچی یہ ابو مسلم سے ایک منزل آگے تھے

[illegible] ابو جعفر نے ابو مسلم کو [illegible] جب [illegible] ابو مسلم [illegible] ابو جعفر [illegible] دونوں [illegible]

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی

اس سال ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے بھائی ابو جعفر کو خلافت کے لیے اپنا ولی عہد بنایا اور ابو جعفر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کو ولی عہد [illegible] عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا۔

ابو العباس کی وفات

اسی سال [illegible] ابو العباس نے ۱۳ ذوالحجہ [illegible] انبار میں انتقال کیا [illegible] چیچک [illegible]۔

ابو العباس کی عمر اور مدت حکومت

[illegible] ۱۳ ذوالحجہ [illegible] ابو العباس [illegible] ۳۶ سال [illegible] ابو جعفر [illegible] ۲۸ [illegible] ان کی وفات تک [illegible] خلافت [illegible] ۴ سال [illegible] ابو العباس [illegible] خلیفہ ہے۔

ابو العباس کا حلیہ

ان کے بال [illegible] وہ [illegible] قامت [illegible] ابو جعفر [illegible] ان کا [illegible]

⁂

باب ۳

خلیفہ ابوجعفر المنصور

ابوجعفر منصور کی بیعت:

جس روز ان کے بھائی ابوالعباس نے وفات پائی اسی دن ابوجعفر کے لیے بیعت لی گئی اگرچہ وہ اس وقت مکے میں تھا عیسیٰ بن موسیٰ نے عراق میں ابوجعفر کے لیے بیعت لی اور اس کے بعد انہی نے ابوجعفر کو امیر المؤمنین کے انتقال اور خود ان کے لیے بیعت کی اطلاع بھیجی تھی۔ ابن محمد بیان کرتے ہیں کہ جب ابوالعباس کا وقت آخر ہوا انہوں نے تمام لوگوں کو عبداللہ بن محمد ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کے انتقال کے دن سب نے انبار میں ابوجعفر کی بیعت کر لی۔ ہاشمی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور محمد بن حصین عبدی کے ذریعے ابوجعفر کو جو اس وقت مکہ میں تھے ابوالعباس کی موت اور ان کی خلافت کی اطلاع بھیجی روانہ کیا۔ محمد بن حصین راستے ہی میں ابوجعفر سے ایک ایسے مقام پر جا ملے جسے زُبیہ کہتے تھے قاصد کے موصول ہونے کے بعد ابوجعفر نے سب کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ سب کے ساتھ ابومسلم نے بھی بیعت کی۔ ابوجعفر نے اس منزل کا نام پوچھا لوگوں نے زُبیہ بتایا۔ اس سے انہوں نے تفاؤل کیا کہ ان شاء اللہ حکومت ہمارے لیے ہی ثابت ہوگی۔ اس کے متعلق دوسرے راوی نے بیان کیا ہے کہ اس مقام کا نام صفیہ تھا۔ جب یہاں انہیں ان کی خلافت کی اطلاع آئی تو انہوں نے اس نام سے تفاؤل لیا اور کہا کہ ان شاء اللہ ہمارے لیے خلافت یہ صاف ثابت ہوگی علی بن محمد کی روایت کے مطابق جب ابوجعفر کو یہ خبر ملی انہوں نے اسی وقت ابومسلم کو جو ایک منزل آگے پڑاؤ کیے ہوا تھا اور یہ خود ایک منزل پیچھے تھے بلا بھیجا۔ آنے کے بعد اس کی اطلاع بھیجی اور وہ ان کے پاس چلا آیا۔

ابومسلم خراسانی کا تعزیت نامہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابومسلم ابوجعفر سے آگے روانہ ہو گیا تھا اور پہلے اس کو یہ خبر معلوم ہوئی اور پھر اس نے ابوجعفر کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

> "اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اور آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے مجھے ایک خبر معلوم ہوئی ہے کہ جس نے مجھے رنج و غم سے بے تاب کر دیا ہے اور جب اس کی بابت مجھے پتا چلا تو مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ کسی اور بات کا اتنا رنج نہیں ہوا تھا محمد بن حصین مجھ سے ملا جو آپ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ کا ایک خط لے کر جا رہے تھے جس میں انہوں نے امیر المؤمنین ابوالعباس کی وفات کی خبر دینے کے لیے آپ کو لکھا ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس صدمے پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور خلافت سے آپ کو آراستہ کرے۔ وہ خلافت آپ کو مبارک کرے۔ آپ کے تمام دوستوں میں آپ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا تابع مخلص اور ہمیشہ آپ کی خوشی کے لیے ساعی مجھ سے زیادہ کوئی نہ ہوگا۔ اس خط اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا اس دن اور دوسرے دن ابومسلم ٹھہرا رہا اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے اور میں

سے اس کی غرض ابوجعفر کو تکلیف دینا تھی"۔

ابوجعفر کو عبداللہ بن علی سے خطرہ

عیسیٰ بن علی کے سلسلے کی روایت ہے جب ابومسلم ابوجعفر کے پاس آیا جیسا کہ انھوں نے روایت کی ہے ایا۔ سے چوری ابومسلم نے نکالا اور اس نے اسے پڑھا اس کے بعد انھوں نے پڑھا اور ابومسلم نے ابوجعفر کو دیکھا کہ ان پر شدید وحشت طاری ہے تو ان کی کیفیت محسوس کر کے ابومسلم نے کہا کہ اس رنج و غم سے کیا واسطہ، آپ خلافت آپ کے لیے ہے انھوں نے جواب دیا کہ یہ عبداللہ بن علی اور اہل شام کے شر سے خائف ہوں۔ ابومسلم نے کہا آپ ان کی طرف سے بالکل خوف نہ کریں ان شاء اللہ میں عبداللہ بن علی کو کافی ہوں گا عام طور پر ان کی قوم کے لوگ اور خراسان کے لوگ زیادہ تر میرے ہی ہیں اور وہ سب میرے حکم کے تابع ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ ابوجعفر کو اطمینان ہوا ابومسلم نے ان کی بیعت کی اور سب لوگوں نے بھی ان کی بیعت کی اور سب یہ دونوں آگے روانہ ہو گئے۔

زیاد بن عبیداللہ کی برطرفی

ابوجعفر نے زیاد بن عبیداللہ حارثی کو معزول کر دیا جو ابوالعباس کے عہد میں مکہ اور مدینہ کا والی تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے اسے برطرف کر کے اس کی جگہ عباس بن عبداللہ بن معبد بن العباس کو مکہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔

عبداللہ بن علی کی سپہ سالاری:

اسی سال عبداللہ بن علی ابوالعباس کے پاس انبار آئے تو ابوالعباس نے اسے اہل خراسان، شام، جزیرہ اور موصل کی مہم پر کی کمان سپہ سالار بنا کر روانہ کیا۔ یہ ابھی دلوک ہی پہنچا تھا اور وہ درب سے نہیں گزرا تھا کہ اسے ابوالعباس کے مرنے کی خبر ملی۔

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ اور ابوالجہم نے یزید بن زیاد ابوحماد ابرص کو منصور کی بیعت کے لیے عبداللہ بن علی کے پاس بھیجا۔ عبداللہ بن علی اپنی فوجوں کو لے کر واپس ہوا اور اس نے شام میں اپنے لیے بیعت لے لی اور بغاوت پر اتر آیا۔

امیر حج ابوجعفر منصور و عمال:

اس سال ابوجعفر منصور کی امارت میں حج ہوا جن علاقوں کے ولاۃ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہی اس سال بھی ان پر بحال رہے سوائے ان کے جنہیں برطرف کیا گیا کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ والی تھا۔ جزیرہ پر ابوجعفر کی طرف سے مقاتل بن حکیم عکی تھا بصرہ اور اس کے علاقہ پر سلیمان بن علی والی تھا عباس بن عبداللہ بن معبد مکہ کا والی تھا اور صالح بن علی مصر کا والی تھا۔

۱۳۷ھ کے واقعات

ابوجعفر کی حیرہ میں آمد:

اس سال منصور ابوجعفر مکہ سے حیرہ آئے یہاں آ کر دیکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ انبار چلا گیا ہے۔ عیسیٰ نے کوفہ پر طلحہ بن اسحاق بن محمد بن الاشعث کو اپنا نائب بنایا ہے۔ ابوجعفر حیرہ آئے جمعہ کے دن امامت کی نماز پڑھائی اور پھر کہا کہ میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ ابومسلم بھی حیرہ میں ان سے ملا۔ ابوجعفر انبار آئے اور وہیں اقامت گزیں ہو گئے انھوں نے پہلے تمام متعلقین و وزراء اور دواوین کو اپنے پاس جمع کر لیا۔

علی بن محمد کا بیان:

علی بن محمد راوی ہے کہ ابو جعفر کے آنے سے پہلے عیسیٰ بن موسیٰ نے تمام سرکاری جھنڈے، خزانوں اور دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا تھا اس کے بعد ابو جعفر انبار میں ان کے پاس آ گئے اور اس نے سب چیزیں ان کے سپرد کر دیں، تمام لوگوں نے ابو جعفر اور ان کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے لیے بیعت کی اس کے بعد عیسیٰ نے حکومت کی باگ ابو جعفر کے سپرد کر دی، اس سے پہلے عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو غسان یزید بن زیاد ابوالعباس کے حاجب کو عبداللہ بن علی کے پاس ابو جعفر کی بیعت کرنے کے لیے ابوالعباس کی زندگی ہی میں بھیج دیا تھا اور یہ اس وقت کیا گیا تھا جب کہ ابوالعباس نے سب کو اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت کا حکم دیا۔

عبداللہ بن علی کا دعویٰ خلافت:

ابو غسان اس وقت عبداللہ بن علی کے پاس آیا جب کہ وہ رومیوں سے جہاد کرنے کے ارادے سے جا رہا تھا اور پہاڑی دروں کے دہانوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب ابو غسان نے عبداللہ بن علی سے ملاقات کی اس وقت وہ دلوک میں فروکش تھا، ابوالعباس کی خبر مرگ بیان کی تو اس نے نقیب کو حکم دیا کہ وہ سب لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرے جب تمام فوجی سردار اور سپاہی اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے وہ خط سنایا جس میں ابوالعباس کی موت کی خبر درج تھی اور پھر اپنی خلافت کی دعوت دی اور کہا کہ جب ابوالعباس مروان بن محمد کے مقابلے پر فوج بھیجنے لگے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر مروان کے مقابلے پر جانے کی دعوت دی اور کہا جو اس کے مقابلے کے لیے جائے گا وہی میرا ولی عہد خلافت ہے میرے علاوہ اور کوئی اس اہم خدمت پر جانے کے لیے آمادہ نہیں ہوا اس لیے میں اسی شرط کی بنا پر اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور جس طرح میں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اس سے آپ لوگ واقف ہیں۔

عبداللہ بن علی کی بیعت:

ابو غانم الطائی اور خفاف مروزی نے چند اور اہل خراسان کے فوجی سرداروں کے ساتھ کھڑے ہو کر اس بیان کی صداقت پر شہادت دی اور ابو غانم، خفاف، ابو الاصبغ اور دوسرے تمام امرائے خراسان، شام اور جزیرہ کے سرداروں نے جن میں حمید بن قحطبہ، خفاف الجرجانی، حیاش بن حبیب، مخارق بن غفار اور ترارخدا وغیرہ تھے اس کی بیعت کی۔ اس وقت عبداللہ بن علی تل محمد (ٹیلہ) پر فروکش تھا۔ بیعت کے بعد وہاں سے کوچ کر کے حران آیا اور فروکش ہوا، حران میں اس وقت مقاتل العکی حاکم تھا جسے ابو جعفر نے جزیرہ سے ابوالعباس کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوتے وقت اپنی جگہ مقرر کیا تھا۔ عبداللہ نے مقاتل سے بیعت لینا چاہی مگر اس نے اسے نامنظور کیا اور اس کے مقابلے کے لیے قلعہ بند ہو گیا، عبداللہ بن علی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس طرح چالیس دن رہا۔ آخر اسے ہتھیار رکھ دینے پڑے اور پھر عبداللہ بن علی نے اسے قتل کر دیا۔

ابو مسلم کی عبداللہ بن علی پر فوج کشی:

اب ابو جعفر نے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے ابو مسلم کو روانہ کیا، جب سے ابو مسلم کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ حران ہی میں ٹھہرا رہا، ابو جعفر نے اس کے بارے میں ابو مسلم سے کہا تھا کہ اس کا مقابلہ یا تم کر سکتے ہو یا میں کر سکتا ہوں، غرض کہ اب ابو مسلم انبار سے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا، عبداللہ بن علی نے حران میں مدافعت کے تمام سامان فراہم کیے، جنگی اسلحہ، سامان خوراک اور چارہ کثیر تعداد میں اکٹھا کیا، اپنے گرد خندق بنائی، اسی طرح ابو مسلم نے بھی کئی سرداروں کو بھیجا، سب کو اپنے ساتھ لیا

اپنے مقدمۃ الجیش پر مالک بن الہیثم الخزاعی کو روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ قحطبہ کے دو بیٹے حمید اور حسن بھی تھے حمید عبداللہ بن علی کا ساتھ چھوڑ کر ابو مسلم سے آ ملا تھا۔ [illegible] کی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ نے اسے قتل کرنا چاہا تھا اس کے ہمراہ ابو اسحاق اور اس کا بھائی ابو حمید اور اس کا بھائی [illegible] ان کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر آئے تھے [illegible] ابو مسلم نے [illegible] پاسبانوں کا افسر مقرر کیا تھا۔

عبداللہ بن علی کی عکی سے مصالحت:

ہیثم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن علی نے حران میں مقاتل عکی کو [illegible] محاصرہ کیے ہوئے تھا [illegible] ابو مسلم کی آمد کی اطلاع ملی تو اب تک اسے مقاتل کے مقابلہ پر فتح نہیں ہوئی تھی اسے خوف پیدا ہوا کہ ابو مسلم اس پر حملہ کرے [illegible] عکی کو امان دی [illegible] اس کے ساتھ [illegible] اس کے بعد عبداللہ بن علی نے اسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقہ الازدی کے پاس رقہ بھیج دیا۔

عکی کا قتل:

عکی نے [illegible] عبداللہ نے عثمان کے نام ایک خط لکھ کر عکی کو دے دیا جب یہ عثمان کے پاس آیا تو اس نے عکی کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس قید کر لیا اس کے بعد جب اسے [illegible] شکست کی اطلاع ملی اس نے ان دونوں کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ عبداللہ بن علی کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل خراسان اس کے [illegible] اس لیے اس نے اپنے [illegible] سترہ ہزار خراسانیوں کو قتل کر دیا۔

حمید بن قحطبہ کے قتل کا حکم:

اسی طرح اس نے حمید بن قحطبہ کو ایک خط دے کر حلب بھیجا جہاں زفر بن عاصم تھا اس خط میں یہ تحریر تھا کہ جب حمید تمہارے پاس پہنچے تو اسے قتل کر دینا۔ حمید اس خط کو لے کر حلب روانہ ہوا [illegible] خط [illegible] مضمون [illegible] اس نے [illegible] اپنے خاص [illegible] دوستوں [illegible] اس نے مضمون سے [illegible] ان سے مشورہ کیا [illegible] عراق جا رہا ہوں جو میرے ساتھ [illegible] سفر کی مشقت نہ برداشت کر سکتا ہو اسے اختیار ہے [illegible] بغیر [illegible] کا حکم دیا گیا ہے پورا ہو جائے۔

حمید بن قحطبہ کی روانگی عراق

اس تجویز کے بعد اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کے نعل لگوائے [illegible] سفر کے لیے تیار [illegible] کی طرف چلا [illegible] چلتے چلتے رصافہ ہشام واقع شام کے قریب پہنچے۔ [illegible] رصافہ میں عبداللہ بن علی کا ایک مولیٰ سعید البربری متعین تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حمید بن قحطبہ عبداللہ بن علی کے خلاف ہو کر عراق کی طرف جا رہا ہے [illegible] اس کے تعاقب میں چلا [illegible] گھوڑے [illegible] اس کی طرف [illegible] تجھے [illegible] ہماری اطلاع نہیں

واپس جاؤ میرے دوستو! یا کو جو تمہارے بھی دوست ہیں قتل مت کرو اس سے کہ قطعی ولی کا عہد ہو گا اس تقریر کو سن کر وہ اس کا مطیع ہو گیا اور ان کی حراست کیے بغیر حمید اپنی جگہ چلا آیا۔ حمید اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق روانہ ہوا اس کے کاتب دستے کے سردار موسیٰ بن یحییٰ نے اس سے کہا کہ رصافہ میں میری ایک لونڈی ہے میں اسے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس سے مل کر بہت جلد آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ حمید نے اجازت دے دی وہ اس کے پاس آ کر ٹھہرا اور پھر حمید کے پاس جانے کے ارادے سے رصافہ سے روانہ ہوا سعید البربری عبداللہ بن علی کے موالی نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

ابو مسلم خراسانی کی حکمت عملی:

عبداللہ بن علی نے جب نصیبین میں فروکش ہو کر اپنے گرد خندق بنالی۔ ابو مسلم مقابلے کے لیے بڑھا۔ ابوجعفر نے اس سے پہلے حسن بن قحطبہ کو جو ان کی طرف سے آرمینیا پر ان کا حاکم تھا لکھ بھیجا تھا کہ وہ ابو مسلم سے آ ملے چنانچہ حسن بن قحطبہ ابو مسلم کے پاس آ گیا جو اس وقت موصل میں تھا۔ اب ابو مسلم عبداللہ بن علی کے سامنے آ کر ایک سمت میں فروکش ہوا اور پھر ان کا تعرض کیے بغیر اس نے شام کا راستہ لیا اور عبداللہ کو لکھ دیا کہ مجھے تمہارے مقابلے پر بھیجا گیا ہے اور نہ تم سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ امیر المومنین نے شام کا والی مقرر کیا ہے میں شام جا رہا ہوں۔

اہل شام کی عبداللہ بن علی سے علیحدگی

اس پر ان شامیوں نے جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے کہا۔ یہ کیا؟ اس صورت میں کہ ابو مسلم ہمارے ملک میں جا رہا ہے جہاں ہمارے اہل و عیال ہیں اور اگر ہم یہاں رہے تو وہ ہمارے بچوں کو قتل کرے گا اور ہماری عورتوں کو لونڈی غلام بنا لے گا ہم کیونکر آپ کا ساتھ دینے کے لیے یہاں قیام کر سکتے ہیں ہم تو اپنے گھروں کو جاتے ہیں وہاں جا کر اپنے اہل و عیال کی حفاظت کریں گے اور اگر ابو مسلم ہم سے لڑے گا تو ہم اس سے لڑیں گے۔ عبداللہ بن علی نے جواب دیا اس کا ارادہ شام جانے کا نہیں ہے وہ تم ہی سے لڑنے بھیجا گیا ہے اگر تم یہاں ٹھہرو تو وہ ضرور تمہارے مقابلے پر آئے گا۔ مگر اہل شام نے اس کا کہا نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابو مسلم خراسانی اور عبداللہ بن علی کی جنگ

ابو مسلم نے آگے بڑھ کر ان کے قریب پڑاؤ ڈالا اور عبداللہ بن علی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا ان کے جاتے ہی ابو مسلم نے اس جگہ پر جہاں عبداللہ بن علی کا پڑاؤ تھا قبضہ کر کے اپنا پڑاؤ ڈالا اور سب جگہ جو اس کے پاس کے تمام گھاٹوں اور چشموں کو اندھا دھند خراب کر دیا ان میں مردار جانور ڈلوا دیے تاکہ دشمن کو پانی میسر نہ ہو۔

جب اس کی اطلاع عبداللہ بن علی کو ہوئی اس نے اپنے شامی سرداروں سے کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ ضرور پلٹ آئے گا اب خود عبداللہ بھی واپس ہوا یہاں آ کر دیکھا کہ ان کے پڑاؤ پر ابو مسلم نے پہلے سے قبضہ کر لیا ہے اب اس نے مجبوراً اس مقام پر چھاؤنی ڈالی جہاں اس سے پہلے ابو مسلم کی چھاؤنی تھی اب جنگ شروع ہوئی پانچ یا چھ ماہ دونوں فریق لڑتے رہے اہل شام کے پاس سوار زیادہ تھے ساز و سامان بھی ان کے پاس بہت زیادہ تھا عبداللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم عقیلی اور میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی تھے عبدالصمد بن علی رسالہ کا سردار تھا اس کے مقابل ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابو نصر

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن علی کا خروج

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابومسلم کی ہدایت:

[illegible]

عبداللہ بن علی کی شکست

[illegible]

بے جگری سے حملہ کیا کہ ان کے پرے کے پرے اڑا دیے ان کو مقابلے سے مار بھگایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا میمنہ اور قلب بھی پسپا ہوا خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا گویا ان پر چڑھے چلے جاتے تھے اب اہل شام کو کامل شکست ہوئی عبداللہ بن علی نے ابن سراقہ الازدی سے جو اس کے پاس کھڑا تھا پوچھا اب کیا کروں؟ اس نے کہا کہ آپ؟ خود مختار ہیں، ویسے اولیٰ یہ ہے کہ آپ قتل ہو جائیں کیونکہ آپ جیسے شخص کا بھاگنا نہایت معیوب ہے اور خود آپ نے مروان کو یہ الزام دیا تھا کہ وہ موت سے ڈر کر بھاگ گیا عبداللہ بن علی نے کہا تو میں عراق جاتا ہوں ابن سراقہ نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں تب اہل شام کو کامل شکست ہوئی اور ان میں عام بھاگڑ پڑی وہ اپنی فرودگاہ کو چھوڑ کر چلے گئے ابو مسلم نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس فتح کی خبر ابو جعفر کو بھیجی ابو جعفر نے اپنے مولیٰ ابو الخصیب کو اس لیے کہ وہ عبداللہ بن علی کی فرودگاہ کی ہر شے اپنے قبضہ میں لے لے مقام جنگ پر بھیجا اس سے ابو مسلم رنجیدہ ہوا۔

عبداللہ بن علی کی مراجعت بصرہ:

عبداللہ بن علی اور عبدالصمد بن علی بھاگ گئے عبدالصمد کوفے آیا عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے امان کی درخواست کی جسے ابو جعفر نے منظور کر لیا اور عبداللہ بن علی بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس آ کر قیام پذیر ہو گیا۔

ابو مسلم نے معافی عام کا اعلان کر دیا اس نے کسی کو اب قتل نہیں کیا اور اپنی فوج کو بھی اہل شام کے تعاقب اور قتل سے روک دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی کے لیے اسمٰعیل بن علی نے امان کی درخواست دی تھی۔

سلیمان بن علی کی عبداللہ بن علی کو امان:

یوں کہا گیا ہے کہ شکست کھا کر عبداللہ اور اس کا بھائی عبدالصمد بن علی رصافہ شام آ گئے تھے۔ عبدالصمد رصافہ ہی میں مقیم تھا کہ منصور کے سوار جمہور بن مرار العجلی کی قیادت میں اس کے لیے آ گئے۔ جمہور نے اسے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور پھر ابو جعفر کے مولیٰ ابو الخصیب کے ذریعہ سے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا۔ یہ ان کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا اس نے عبدالصمد کو امان دی اسے عزت کے ساتھ رہا کر دیا نیز خلعت میں گھوڑا، جبہ اور لباس دیا۔ البتہ عبداللہ بن علی رصافہ میں صرف ایک رات ٹھہرا منہ اندھیرے میں اپنے خاص سرداروں اور موالیوں کو لے کر رصافہ سے نکل کھڑا ہوا اور سلیمان بن علی کے پاس بصرے آ گیا یہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا۔ سلیمان نے انہیں پناہ دی ان کی آؤ بھگت کی یہ جماعت عرصہ تک پوشیدہ طور پر اس کے پاس قیام کرتی رہی۔

اسی سال ابو مسلم قتل کیا گیا۔

ابو مسلم خراسانی اور ابو العباس

۱۳۶ھ میں ابو مسلم نے ابو العباس سے حج کے لیے اجازت طلب کی اور مطلب یہ تھا کہ وہ حج میں خود لوگوں کی امامت کرے ابو العباس نے اس کی اجازت دے دی مگر اپنے بھائی ابو جعفر کو جو جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا کے والی تھے لکھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت لی ہے میں نے اسے اجازت دے دی ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہاں آ کر وہ مجھ سے درخواست کرے گا کہ اس کو اس مرتبہ امیر حج بنایا جائے مناسب یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے حج کی اجازت طلب کرو کیونکہ جب تم مکے میں ہو گے تو پھر وہ تمہارے ہوتے اپنے لیے امارت حج کی خواہش نہ کر سکے گا۔ چنانچہ ابو جعفر نے ابو العباس سے حج کی اجازت مانگی جو منظور کر لی گئی۔

ابن جریر کہتے ہیں: ان سے ملنے پہنچ کر ابو مسلم کہنے لگا کہ اس سال کے علاوہ ہوتا اور سال بھی تو جس میں ابو جعفر حج کے لیے ہوتے ان کو اسی سال حج کے لیے جانا تھا۔ ان کی طرف سے یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

ابو مسلم خراسانی کی دلدہی:

علی کہتے ہیں کہ: پچھلے واقعے سے آگے بڑھتے ہوئے ابو ہاشم نے حسن بن قحطبہ کو اپنا قائم مقام بنا کر [illegible] جب میں نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر نے اپنے [illegible] یحییٰ بن [illegible] کو اپنا جلد واپس [illegible] دونوں کے ساتھ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ابو مسلم کی [illegible] بیماری [illegible] دوست کیا اور ہر منزل پر [illegible] سے [illegible] ہونے سے سوال کرتا [illegible] اس کے [illegible] کو کسی [illegible] راستے کو [illegible] سے [illegible] اس کی [illegible] کے خلاف [illegible] نے اپنے [illegible] سے [illegible] کیا [illegible] اس نے [illegible] کے [illegible] دے کر [illegible] کو [illegible] زیادہ [illegible] باقی [illegible] ہیں۔

ابو مسلم خراسانی کی روانگی عراق:

پچھلے بیان کے مطابق جب مناسک حج ادا کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابو مسلم ابو جعفر سے پہلے ہی عراق کو چل دیا راستے میں اسے ابو العباس کی موت اور ابو جعفر کے خلیفہ ہونے کی اطلاع کا خط ملا اس نے فوراً ابو جعفر کو ایک خط لکھا جس میں ابو العباس کی موت پر صرف تعزیت لکھی تھی مگر ان کی خلافت پر ان کو مبارکباد نہیں دی اور نہ اس منزل پر ٹھہرا رہا کہ وہ اس سے آ ملتے اور نہ خود واپس ہو کر ان کے پاس آیا۔ اس طرز عمل پر ابو جعفر کو سخت غصہ آیا انھوں نے ایک تند خط لکھا جس میں ابو ایوب سے اسے لکھوایا [illegible] ابو مسلم نے ابو جعفر کو خلافت کی مبارکباد [illegible] ابو ایوب کہتے ہیں کہ ابو جعفر نے مجھ سے [illegible] ہوں کر [illegible] آپ [illegible] ایک [illegible] لوگ [illegible] ہیں [illegible] زیادہ [illegible] ہیں اور آپ کے ساتھ [illegible] ابو جعفر نے [illegible] قبول کیا [illegible] چھپے [illegible] بڑھتا گیا۔ ابو جعفر نے اپنے [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] انھوں نے [illegible] ایک [illegible] کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کے [illegible] میں [illegible] چھوڑ دی تھی۔

ابو جعفر کی عبداللہ بن علی کے خلاف شکایت

ابو مسلم ابھی راستے ہی میں تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ [illegible] کے پاس کی بیعت [illegible] ابو جعفر [illegible] ان کو عبداللہ بن علی کی بغاوت کا جب علم ہوا [illegible] آئے [illegible] انھوں نے ابو مسلم کو اپنے پاس بلا کر عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے [illegible] ابو مسلم نے [illegible] عبدالرحمن اور [illegible] بن [illegible] آپ ان کو [illegible] ابو جعفر نے کہا عبداللہ [illegible] سے پہلے وہ [illegible] کا [illegible] بھائی [illegible] تمہارے خراسانی [illegible] سے [illegible] ابو مسلم نے [illegible] آپ کے قلب میں ان کی [illegible] ابو جعفر [illegible] ابو مسلم [illegible] مقصود [illegible] آپ [illegible]

ہو جائیں۔

مسلم بن مغیرہ کا بیان:

مسلم بن مغیرہ بیان کرتا ہے کہ میں آرمینیا میں حسن بن قحطبہ کے پاس تھا۔ جب ابو مسلم شام کی طرف روانہ ہوا ابو جعفر نے حسن کو لکھا بھیجا کہ وہ بھی ابو مسلم کے پاس جا کر اس کے ہمراہ شام رہے۔ تب ہم کوچ کر کے ابو مسلم کے پاس آئے جو اس وقت موصل میں تھا چند روز اس نے یہاں قیام کیا جب اس نے روانگی کا ارادہ کیا میں نے حسن سے کہا کہ آپ تو لڑائی کے لیے جا رہے ہیں لہٰذا اب سر دست آپ کو میری ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں عراق چلا جاؤں اور آپ کے واپس آنے تک وہاں قیام کروں۔ حسن نے میری درخواست منظور کر لی البتہ یہ کہا کہ جب یہ لوٹے تو مجھے خط لکھ دینا۔

حسن بن قحطبہ کا ابو ایوب کو پیغام:

چنانچہ جب میں تہیہ سفر کر چکا تو میں نے اس سے کہا کہ اب میں جا رہا ہوں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں۔ حسن نے کہا تھوڑی دیر کے لیے باہر دروازے پر ٹھہرو میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں میں باہر نکل کر ٹھہر رہا۔ حسن نے باہر آ کر مجھ سے کہا کہ میں تمہارے ذریعہ ابو ایوب کو ایک پیغام بھیجنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے تم پر پورا اعتماد نہ ہوتا اور مجھے تمہارے اور ابو ایوب کے روابط کا علم نہ ہوتا تو میں یہ بات تم سے نہ کہتا امید ہے کہ تم اس پیغام کو ان تک پہنچا دو گے ان سے کہہ دینا کہ جب سے میں ابو مسلم کے پاس آیا ہوں مجھے اس کی وفاداری میں شبہ پیدا ہو گیا ہے جب کبھی امیر المومنین کا خط اس کے پاس آتا ہے یہ اسے پڑھ کر منہ بنا لیتا ہے اور پھر اسے دیکھنے کے لیے ابو نصر کو دے دیتا ہے اور وہ دونوں اس خط کو پڑھ کر ہنستے ہیں میں نے جواب میں کہا آپ کے پیغام کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ میں عراق آیا ابو ایوب سے ملا میرا خیال تھا کہ یہ ایک نئی بات اس سے بیان کروں گا مگر اس پیغام کو سن کر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ہم خود ابو مسلم کو عبداللہ بن علی سے بھی زیادہ قابل اعتبار اور منافق سمجھتے ہیں البتہ ہم دونوں کے لیے ایک بات کو راز میں رکھے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خراسانی عبداللہ بن علی کو اہم نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اس نے بیعت کے بعد اہل خراسان کی مخالفت کے خوف سے اس نے اپنے کوتوال حیاش بن حبیب کو اہل خراسان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے سترہ ہزار خراسانی قتل کر دیے۔

مال غنیمت کے متعلق ابو حفص کا بیان:

ابو حفص الازدی بیان کرتا ہے کہ ابو مسلم عبداللہ بن علی سے لڑا اس نے اسے شکست دی اور اس کی فرودگاہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے اسے ایک محفوظ احاطہ میں جمع کر دیا۔ غنیمت میں سونا چاندی زیورات اور جواہرات جس قدر فاتحوں کے ہاتھ آئے تھے وہ سب چیزیں اس احاطہ میں رکھی ہوئی تھیں۔ ابو مسلم نے اپنے ایک فوجی عہدہ دار کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا تھا میں اسی عہدہ دار کے دستہ فوج میں تھا اس نے باری باری سے ہمارا پہرہ مقرر کر دیا تھا جو شخص اس احاطہ سے باہر جاتا تھا اس کی جامہ تلاشی ہوتی تھی ایک دن میرے اور ساتھی حفاظت سے چلے گئے میں پیچھے رہ گیا اور سو رہا۔ ان سے مجھے پوچھا لوگوں نے کہا کہ ابو حفص احاطہ کے اندر ہے اس نے حفاظت دروازہ سے مجھے نکالا میں نے کہا لو ٹٹولو میں نے اپنے دونوں موزے اتار کر اس کے سامنے جھاڑے وہ ان کے اندر دیکھتا رہا اس کے بعد میں نے اپنا پاجامہ جھاڑا اور کرتے کی آستین جھٹکا دیں پھر میں نے اپنے

[illegible] ان سب [illegible] پھر انھوں نے اپنی مجلس میں [illegible] اور اب میں احاطہ سے نکل آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم احاطہ میں کیوں رو گئے تھے میں نے عرض کیا [illegible] ان کے بعد اس نے تنہائی میں مجھ سے کہا [illegible] تم نے [illegible] میں نے کہا [illegible] اس احاطہ میں ہر طرف [illegible] اور [illegible] پہنچے۔ [illegible] مجھے اندیشہ ہوا کہ [illegible] کوئی سوال [illegible] اس وجہ سے [illegible] بہت [illegible] میں نے [illegible] ترکیب [illegible] اس احاطہ میں آ [illegible] اور [illegible] جب [illegible] نکلے تو میرے [illegible] ساتھیوں کی [illegible] کوئی نہ پوچھتا اس طرح میں نے بہت سی دولت جمع کر لی [illegible] ہاتھ لگایا۔

ابو مسلم کا ابو الخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ:

عبداللہ بن علی کی شکست کے بعد ابو جعفر نے ابو الخصیب کو ابو مسلم کے پاس بھیجا تاکہ وہ مال غنیمت کی فہرست تیار کرے یہ بات ابو مسلم کو سخت ناگوار گزری اس نے ابو الخصیب پر کوئی الزام عائد کر کے اسے قتل کرنا چاہا مگر دوسرے ساتھیوں نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اس کا کیا قصور ہے یہ تو ایلچی ہے اس پر ابو مسلم نے اسے چھوڑ دیا یہ ابو جعفر کے پاس چلا آیا۔ دوسرے سرداروں [illegible] نے ابو مسلم سے آکر کہا کہ آپ نے عبداللہ بن علی کا خاتمہ کر کے [illegible] ہمارے حاصل کردہ غنیمت کے متعلق سوال کیا [illegible] کیونکہ اس میں سے صرف پانچواں حصہ امیر المومنین کا ہے۔

ابو جعفر کو ابو مسلم سے خطرہ:

ابو الخصیب نے ابو جعفر سے آکر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کرنا چاہتا تھا۔ ابو جعفر کو خوف پیدا ہوا کہ اب ابو مسلم خراسان چلا جائے گا انھوں نے یقطین کے ہاتھ ایک خط اسے بھیجا اور اس میں لکھا کہ میں نے تم کو مصر و شام کا صوبہ دار مقرر کر دیا ہے یہ تمہارے لیے خراسان کی صوبہ داری سے اچھا ہے مصر پر تم خود کسی اور کو اپنا نائب بنا دو شام میں تم خود رہو اس طرح تم امیر المومنین کے قریب ہو جاؤ گے اور وہ تم کو جب بلائیں گے تم جلد ان کے پاس آ سکو گے خط پڑھ کر ابو مسلم برہم ہو گیا کہنے لگا ان کی یہ شان کہ وہ مجھے شام و مصر کی ولایت دیں میں ان کی کیا پرواہ کرتا ہوں خراسان پر تو میرا قبضہ ہے اور اب میں خراسان جا رہا ہوں [illegible] یقطین نے ابو جعفر کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔

یقطین بن موسیٰ کی ابو مسلم کے خلاف شکایت:

دوسرے راوی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے متعلق روایت یہ ہے کہ جب ابو مسلم نے عبداللہ بن علی کی فرودگاہ پر قبضہ کر لیا تو منصور نے یقطین بن موسیٰ کو بھیجا کہ وہ اس فرودگاہ میں جو ہے اسے اپنے قبضہ میں لے لے۔ ابو مسلم [illegible] پکارتا تھا ابو مسلم نے اس سے کہا کہ [illegible] لڑائی کے لیے تو میں امین سمجھا جاؤں اور مال کے متعلق مجھے خائن سمجھا جائے۔ اس کے بعد اس نے ابو جعفر کو گالیاں دیں۔ یقطین نے یہ تمام واقعہ ابو جعفر سے آ کر بیان کر دیا۔

ابو مسلم کا ابو جعفر کے نام خط:

ابو مسلم ابو جعفر کی مخالفت پر کمر باندھ کر جزیرہ سے روانہ ہوا اور اس نے سامنے سے بغیر ان کے پاس آئے خراسان کی طرف

نکل دیا۔ ابو جعفر انبار سے مدائن آئے انھوں نے ابو مسلم کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ۔ اس کے جواب میں ابو مسلم نے حسب ذیل خط زاب سے بھیجا جہاں اس نے منزل کی تھی اور وہاں شام و حلوان سے روانہ ہونے والا تھا۔ امیر المومنین کو کوئی دشمن ایسا نہ رہا کہ جس پر اللہ نے ان کو قابو نہ دیا ہو۔ ساسانی بادشاہوں سے یہ روایت ہم سنتے آئے ہیں کہ جب فتنہ و شورش فرو ہو جاتے ہیں تو سب سے زیادہ خوف زدہ وزرا ہوتے ہیں ہم آپ کی قربت سے متنفر ہیں۔ مگر اس کے ساتھ جب تک آپ ہمارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں گے ہم بھی آپ کے وفادار رہنا چاہتے ہیں اور آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہیں مگر اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم آپ سے دور رہیں اسی میں سلامتی ہے اگر آپ اس سے خوش ہیں تو ہم آپ کے بہترین غلام ہیں اور اگر آپ اس تجویز کو نہیں مانتے اور اپنے ارادے پر عمل ہی کرنا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنی جان بچانے کی خاطر اس معاہدہ وفا کو توڑ دوں گا جو میں نے آپ کی وفا کا کیا ہے۔

ابو جعفر کا خط بنام ابو مسلم خراسانی:

جب یہ خط منصور کو ملا انھوں نے یہ جواب اسے لکھا: میں نے تمہارے خط کے مضمون کو سمجھ لیا تمہاری مثال ان منافق وزرا کی نہیں ہے جو اپنے جرائم کی کثرت کی وجہ سے اپنے بادشاہوں کی توجہ ملک میں فتنہ و فساد برپا کر کے اپنی طرف سے ہٹا دیتے ہیں یہ سب ان کی راحت اسی میں ہے کہ جماعت میں اختلاف و انتشار پیدا کرتے رہیں تم نے اپنے تئیں ان کے برابر کیوں کیا کیونکہ تم اپنی اطاعت خیر خواہی اور حکومت کی گراں بار ذمہ داریوں کے اٹھانے میں اپنی آپ نظیر ہو لیکن جو شرط تم نے پیش کی ہے میں اس کے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں کہ اگر تم میری بات قبول کر لو تو اس سے تم کو اطمینان قلب نصیب ہو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو شیطان کے وسوسوں سے بچائے کیونکہ جو خیال تم نے قائم کر لیا ہے اس سے بڑھ کر تمہاری نیت کے بگاڑنے کا ذریعہ وہ دستیاب نہ کر سکے گا۔

جریر بن یزید کی سفارت:

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ البجلی کو جو یکتائے زمانہ تھا اور جو چرب زبانی میں یکتائے روزگار تھا ابو مسلم کے پاس بھیجا یہ اسے بہت سمجھا بجھا کر واپس لے آیا۔ یہ نجومی کہہ چکا تھا کہ میں روم میں قتل کیا جاؤں گا نیز کتب نجوم بھی اس کے متعلق یہی کہہ چکے تھے چنانچہ جب وہ منصور کے پاس آیا تو وہ اس وقت رومیہ میں خیموں میں فروکش تھے تو اس نے ان سے ملاقات کی۔ منصور نے اسے بہ عزت بٹھایا اور چند روز اس کی بہت خاطر و تواضع کی۔

ابو مسلم کا ابو جعفر کے نام خط:

بیان کیا جاتا ہے کہ ابو مسلم نے حسب ذیل خط ابو جعفر کو لکھا تھا: بعد کلام میں نے ایک شخص کو اپنا امام اور دلیل راہ بنایا تھا جو پایہ کے عالم اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی عزیز تھے انھوں نے قرآن سے دلائل پیش کیے اور دنیا کے نفع کی تاویل کی انھوں نے قرآن میں تحریف کی ان کی حالت فریب خوردگی کی سی تھی انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار نیام سے باہر نکالوں اور رحم کو بالکل ترک کر دوں کسی کا کوئی عذر قبول نہ کروں اور نہ کسی لغزش کو معاف کروں میں نے یہ سب باتیں آپ کے خاندان کی حکومت کے قیام کے لیے انجام دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان لوگوں پر آپ کا حق ثابت کر دیا جو اس سے اب تک جاہل تھے اس کے بعد اب اللہ نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوحمید کی اس [illegible] ابومسلم نے [illegible]

ابواسحاق کا ابومسلم کو دربار میں جانے کا مشورہ:

ابومسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

نیزک کا ابومسلم کو رے میں قیام کا مشورہ:

[illegible] [illegible]

ابوجعفر کی ابومسلم خراسانی کو دھمکی:

ابومسلم نے ابوحمید [illegible]

ابو مسلم کی طرف سے ابو جعفر کے خیالات خراب ہو گئے انہوں نے ابو داؤد کو جو خراسان میں ابو مسلم کا قائم مقام تھا اس کی تمام عمر کے لیے امارت خراسان کا فرمان تحریر کر کے بلا واسطہ لکھ بھیجا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو داؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم نے خلفاء اور اہل بیت رسول ﷺ کی نافرمانی کے لیے تمہارے ساتھ خروج نہیں کیا تھا تم اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور بغیر ان کی اجازت کے خراسان واپس مت آؤ جب ابو حمید سے اس کی گفتگو ہوئی اسی زمانے میں ابو داؤد کا یہ خط ابو مسلم کو ملا اس سے اس کے حوصلے اور بھی پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب و خوف زدہ ہوا اس نے ابو حمید اور ابو مالک کو بلا کر کہا کہ اگرچہ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں خراسان چلا جاؤں مگر اب میری رائے بدل گئی ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابو اسحٰق کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں وہ ان کی رائے معلوم کر کے آئے کیونکہ میں ابو اسحٰق پر پورا اعتماد کرتا ہوں چنانچہ اس نے ابو اسحٰق کو منصور کے پاس بھیج دیا۔

ابو اسحٰق کا ابو مسلم خراسانی کو مشورہ:

جب یہ ان کی فرودگاہ میں آیا تو بنی ہاشم نے اس کی ہر اس ذریعہ و طریقہ سے جو اسے محبوب تھا اس کی خاطر و مدارات کی ابو جعفر نے اس سے کہا کہ اگر تم اسے واپس لے آؤ تو خراسان کی ولایت تمہاری ہے اس کے علاوہ اسے خلعت و انعام سے سرفراز کیا ابو اسحٰق نے واپس جا کر ابو مسلم سے بیان کیا کہ میں نے ان سب کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہیں پائی جو قابل اعتراض ہو وہ سب لوگ آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں اور آپ کے لیے وہی چاہتے ہیں جو اپنے لیے چاہتے ہیں مناسب یہ ہے کہ آپ امیر المومنین کے پاس چل کر ان سے معذرت کر لیجیے اس تقریر کے بعد اب ابو مسلم آنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

نیزک کی ابو مسلم خراسانی کو نصیحت:

جب نیزک کو اس کی خبر ہوئی اس نے ابو مسلم سے اس کی تصدیق چاہی ابو مسلم نے اقرار کیا اور یہ شعر اپنی مثال میں سنایا:

ما للرجال مع القضاء محالة   ذهب القضاء بحيلة الاقوام

ترجمہ: "تقدیر کے مقابلے میں انسانوں کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی اور تقدیر قوموں کی عقل کو سلب کر لیتی ہے"۔

نیزک نے کہا کہ اگر جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو اب میں بھی آپ کی بھلائی کے لیے کہتا ہوں میری طرف سے یہ بات گرہ میں باندھ لیجیے کہ ان کے پاس جاتے ہی ان کا کام تمام کر دیجیے پھر جس کی چاہے بیعت کر لیجیے کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔۔۔

ابو جعفر کا ابو مسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ:

ابو مسلم نے ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ابو ایوب کہتا ہے کہ میں ایک دن ابو جعفر کے پاس گیا وہ مقام رومیہ میں ایک اونی خیمہ میں نماز عصر کے بعد مصلے پر بیٹھے تھے ابو مسلم کا خط سامنے رکھا تھا مجھے دیا میں نے اسے پڑھا اس کے بعد کہنے لگے بخدا اب جب وہ میرے سامنے آیا میں اسے قتل کر دوں گا یہ سن کر میں نے اپنے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ ممکن ہے کہ یہ بات نہ ہو سکے جب کسی طرح اس کی تسکین کر لی تو میں خلیفہ کا ہمراز ہو گیا اب لوگوں میں یہ بے اطمینانی سی پیدا ہو گئی کہ اگر ابو مسلم قتل کر دیا گیا تو وہ لوگ اس کے قتل کو ہرگز خاموشی سے گوارا نہ کریں گے وہ اس شخص کو زندہ نہ چھوڑیں گے اور نہ کسی دوسرے انسان کو جو اس سے تعلق رکھنے والا ہو زندہ چھوڑیں گے اس خوف سے میری نیند جاتی رہی پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ شاید ابو مسلم بے خوف و خطر معمولی طرح چلا آئے تو ابو جعفر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں ورنہ اگر وہ خطرے کو محسوس کر کے اپنی

خلافت کے معاملات ساتھ لے کر آیا تو مجھ پر یہ کام بغیر محنت شمار اور شر کے رونما ہوتا ہوا نظر آتا ہے کیوں نہ کوئی تدبیر کروں۔

ابو ایوب کی حکمت عملی:

میں نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اس سے پوچھا تم میرے احسانات کا اعتراف کرتے ہو اس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا میں ایک ایسا عہدہ دینا چاہتا ہوں کہ تم کو اس قدر آمدنی تم کو ہوتی جتنی کل عراق کے مالک کی ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ تم میرے بھائی حاتم بن ابی سلیمان کو اپنے ساتھ شریک کرلو اور اسے نصف حصہ دینا اس نے اسے منظور کرلیا۔ اس شرط کے لگانے سے میرا مدعا یہ تھا کہ اسے اس قدر کثیر المنافع تجویز کے متعلق کوئی شک نہ ہو اور بلا خطر و احتمال وہ اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔ اب میں نے اس سے کہا کہ کسکر کی آمدنی سال گزشتہ میں اس قدر ہوئی تھی۔ امسال اس کے مقابلہ میں دو چند ہے میں چاہتا ہوں کہ سال گزشتہ کی آمدنی پر اس کا ٹھیکہ تمہارے نام کردوں جتنی لگان کے علاوہ تمہارے اور میرے بھائی کے درمیان تم کو آتی آمدنی ہوگی کہ اٹھانے نہ اٹھے گی اس نے مجھ سے کہا مگر اتنا روپیہ حکومت کے لیے میں کہاں سے لاؤں میں نے کہا تم ابو مسلم کے پاس جاؤ اس سے طلب کرو وہ اپنی ضروریات میں جہاں اور تم خرچ کرتا ہے اس میں سے کسکر کی سال گزشتہ کی آمدنی کے مساوی رقم دے دے گا کیونکہ امیر المومنین کا ارادہ ہے کہ وہ ابو مسلم کو ان کے پاس آتے ہی عراق کا والی مقرر کر دیں اور اس طرح اسے اور خود آپ کو اس خلفشار سے سکون دیں اس نے کہا مگر امیر المومنین مجھے ان سے ملنے کی اجازت کیوں دینے لگے میں نے کہا میں تمہارے لیے اجازت لے لوں گا۔

سلمہ بن سعید اور ابو مسلم خراسانی:

میں ابو جعفر کے پاس آیا ان سے اصل حقیقت بیان کی انہوں نے مجھے سلمہ کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے اندر بلایا ابو جعفر نے اس سے کہا کہ ابو ایوب نے تمہارے لیے اجازت مانگی ہے کیا تم ابو مسلم سے ملنا چاہتے ہو اس نے کہا جی ہاں ابو جعفر نے کہا اچھا تم کو اجازت دی جاتی ہے اس سے میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ ہم ان کے مشتاق ہیں۔

سلمہ ابو مسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ امیر المومنین آپ کے متعلق بہت اچھے ارادے رکھتے ہیں اس سے اسے اطمینان ہوا ورنہ اس سے پہلے وہ پریشان اور غمگین نظر آتا تھا جب سلمہ نے اس سے آکر وہ بات کہی جس کے لیے وہ ابو مسلم کے پاس آیا تھا تو ابو مسلم بہت خوش ہوا اور ابو جعفر کے پاس آنے تک برابر خوش رہا۔

ابو مسلم خراسانی کا استقبال:

ابو ایوب راوی ہے کہ جب ابو مسلم مدائن کے قریب آگیا امیر المومنین نے حکم دیا کہ سب اس کا استقبال کریں چنانچہ تمام سرکاری عہدہ داروں نے اس کا استقبال کیا سر شام ابو مسلم مدائن آگیا میں نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا وہ اپنے خیمہ میں مصلّے پر بیٹھے تھے کہ ابو مسلم اسی شام کو آپ کے پاس آنا چاہتا ہے آپ اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں ابو جعفر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جیسے ہی دیکھوں اسے قتل کردوں میں نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس وقت ایسا نہ کیجیے جو اس کی بیعت کیے ہوئے ہیں بہت سے لوگ اس وقت اس کے ساتھ ہوں گے اور چونکہ لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپ کی ملاقات کو گیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آکر باہر نہ جائے گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد برپا ہوگا۔ مناسب ہے کہ اس وقت آنے کے بعد آپ اسے واپس جانے کی

اجازت دے دیجئے اور جب کل آئیں تو آپ کے پاس آنے کی اس وقت ابو نصر کو اجازت نہ دیجئے آخر مشورے سے یہ منصوبہ طے پایا کہ اس وقت اس نے منصور کے خیمہ سے [illegible] اپنی حفاظتی جماعت اور [illegible] امیر المومنین [illegible] امیر المومنین سے ملنے آیا [illegible] ابو نصر کے بعد [illegible] [illegible] بھی وہیں چلے گئے۔

عثمان بن نہیک کو ابو جعفر کا حکم

ابو ایوب کہتے ہیں کہ [illegible] امیر المومنین [illegible] ان سے کہا [illegible] [illegible] ابو الخصیب [illegible] میں عثمان بن نہیک کے بلانے کا حکم دیا [illegible] [illegible] امیر المومنین نے اس سے پوچھا [illegible] [illegible] [illegible] ان کے لیے تیار ہیں۔

ابو مسلم خراسانی کے قتل کا منصوبہ

امیر المومنین نے اسے حکم دیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] امیر المومنین [illegible] عقب میں چھپ کر بیٹھ جائے [illegible] حکم ہو [illegible] جب میں تالی بجاؤں تو تم نکل کر اسے قتل کر دینا۔

ابو مسلم خراسانی کی طلبی

اس انتظام کے بعد ابو جعفر نے [illegible] ابو مسلم کو بلانے کے لیے آدمی بھیجے [illegible] اتنے میں ایک خدمت گار نے آکر [illegible] امیر المومنین سے کہا اجازت مرحمت ہو [illegible] [illegible] ابو مسلم [illegible] [illegible] امیر المومنین نے اس کے قتل [illegible]

پر حملہ کیا۔ نیز ان سے کہا کہ قسم ہے اس کے مخالف ہو جانے پر [illegible] کے قتل کا مشورہ دیتے ہو تو اب آپ [illegible] عیسیٰ بن موسیٰ نے ابومسلم سے قسم لے کر کہا تھا کہ [illegible] واقف نہ [illegible] اس نے [illegible] عصمت دو [illegible] اس نے [illegible] امیرالمومنین [illegible] انہوں نے کہا یہ سب ہے۔

ابوالجہم کا ابوجعفر کو مشورہ:

ابوالجہم نے جا کر یہ کہا آپ خدمت گاروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے حجروں میں سے حجرہ فرش اور سامان معیشت کی دوسری چیزوں سے خالی کر دیں۔ یہ سن کر ابوجعفر نے اس کے مطابق حکم دے دیا اور اب فرش، حجرہ وغیرہ کو اس طرح نکالا گیا کہ گویا کسی اور شخص کے رہنے کے لیے درست کیا جا رہا ہے۔ جب ابوالجہم نے باہر نکل کر ان سے کہا اور ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے مقام پر جائیے امیر (ابومسلم) امیرالمومنین کے پاس دوپہر کو آرام کرنا چاہتے ہیں اس بیان کے ساتھ جب انہوں نے حجرہ فرش کی تیاری ہوتے دیکھا تو ان سب کو یقین آ گیا وہ سب چلے گئے اور اپنے خیموں کو لوٹ گئے۔ ابوجعفر نے ان سب کو ان کے ٹھہرانے کے مقصد سے سرفراز کیا اور ابواسحاق کو ایک الگ کمرے میں ٹھہرایا۔ یہ کہتا ہے کہ خود امیرالمومنین نے مجھ سے کہا کہ جب ابومسلم میرے سامنے آیا میں نے اسے خوب سخت سست کہا اور گالیاں دیں۔ اس وقت عثمان نے اس پر تلوار کا وار کیا مگر اس کا بھرپور وار نہ ہوا۔ اب شبیب بن واج اور اس کے ساتھیوں نے پردے سے نکل کر اس پر ایک ساتھ وار کیے وہ زمین پر گر پڑا جب تلواریں اس پر پڑنے لگیں تو مجھ سے کہنے لگا امیرالمومنین مجھے معاف کیجیے۔ میں نے کہا حرام زادے اب معافی۔ تجھ سے جب کہ چاروں طرف سے گھر لیا ہے تب تو مجھ سے معافی کی درخواست کر رہا ہے۔ سب نے اسے ذبح کر دیا۔

ابوحفص الازدی کا بیان:

ابوحفص الازدی راوی ہے کہ میں ابومسلم کے ساتھ تھا جب ابواسحاق اس کے پاس ابوجعفر کے پاس سے قسم کے عہد لے کر آیا اور اس نے بیان کیا کہ ان لوگوں کی رائے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ تم کو اندیشہ ہے ہر شخص تمہاری اتباع کی عزت افزائی کر رہا ہے اور ہر شخص خیر و برکت کی امید رکھتا ہے اور سب تمہارے آنے کے آرزو مند ہیں۔

ابومسلم کی ابونصر کو ہدایت:

ابواسحاق کے کہنے پر یقین کر کے ابومسلم روانہ ہوا۔ اس نے ابونصر کو اپنے مال اسباب کی حفاظت کے لیے اپنے مقام پر چھوڑا اور کہا کہ میرے خط کے آنے تک یہیں قیام کرو۔ ابونصر نے کہا کہ ایک نشانی مقرر کر کے مجھے بتا جائیے جس سے میں آپ کا خط پہچان لوں۔ ابومسلم نے کہا کہ جب خط پر میری مہر کا نصف حصہ ثبت ہو تو سمجھنا کہ میں نے لکھا ہے اور اگر پوری مہر ہو تو سمجھ لینا کہ کسی نے اسے لکھا ہے اور خود مہر ثبت کی ہے۔

جب یہ مدائن کے قریب پہنچا اس وقت اس کے ایک فوجی سردار نے اس سے کہا آپ جا کر غلطی کر رہے ہیں میرا کہنا مانیے اور واپس چلیے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو دیکھتے ہی آپ کو قتل کر دے گا۔ ابومسلم نے کہا کہ میں ان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہوں اب واپس جانا اچھا نہیں سمجھتا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ میں نے محض لوگوں کی سہولت کی خاطر کی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ آپ سے پہلے اگر کوئی پہنچ جائے گا اس سے آپ کی مخالفت مقصود تھی۔ ابو جعفر نے کہا تو نے عبداللہ بن علی کی باندیوں کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا ابو مسلم نے کہا ہرگز یہ مقصد نہ تھا بلکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ کھو نہ جائیں اس وجہ سے میں نے صرف ایک خصی ان پر لگا دیا اور ان کی حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دیے ہیں۔ ابو جعفر نے سوال کیا اس کا کیا جواب ہے کہ تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اور میری مرضی کے خلاف خراسان روانہ ہو گیا اس نے کہا چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ آپ میری طرف سے بدظن ہو گئے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے خراسان جاؤں اور وہاں سے آپ کو اپنے خراسان آنے کی معذرت لکھ بھیجوں اور اس سے ہرگز میرا مقصود وہ نہ تھا جس کی بنا پر آپ مجھ سے بدظن ہو گئے کہ میں آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا ہوں ابو جعفر کہنے لگے کہ آج کا یہ دن مجھ پر کبھی نہیں گزرا اور تیری ان باتوں سے میرا غضب اور بڑھ گیا اس کے بعد انہوں نے تالی بجائی ان کے ساتھ والے لوگوں نے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا عثمان اور اس کے آدمیوں نے تلواروں سے اس کا کام تمام کر دیا۔

عبدالرحمٰن سے جواب طلبی و قتل:

یحییٰ بن اسد کہتا ہے کہ امیر المؤمنین منصور نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن پر عتاب کیا اور پوچھا کہ وہ مال اور روپیہ کہاں ہے جو تو نے حران میں جمع کیا تھا اس نے کہا کہ اسے میں نے فوج کی حالت درست کرنے کے لیے خرچ کر دیا اور ان کی تقویت کے لیے انہیں دے دیا۔ میں نے پوچھا میری خدمت پر تو خراسان کیوں جا رہا تھا اس نے کہا یہ نہ پوچھیے میں اب خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر مجھے غصہ آ گیا میں نے اسے گالیاں دیں اب سپاہیوں نے عقب سے نکل کر اسے قتل کر دیا۔

ابو مسلم خراسانی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے درخواست:

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ قتل سے قبل ابو مسلم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں اس نے جواب دیا تم آگے چلو اور تمہاری حفاظت میرے ذمہ ہے ابو مسلم ابو جعفر کے خیمے میں آ گیا۔ اس سے پہلے ابو جعفر نے عثمان بن نہیک اپنے صاحب حرس کو ہدایت کر دی تھی اس نے شبیب بن واج المروروذی ایک سپاہی اور ابو حنیفہ حرب بن قیس کو اس کے قتل کے لیے مستعد رکھا تھا ابو جعفر نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم اپنا کام کر دینا ابو مسلم کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔

محمد البخاری کے خلاف ابو جعفر سے شکایت:

اس نے محمد البخاری دربان سے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا خیریت ہے آپ اپنی تلوار مجھے دے دیجیے ابو مسلم نے کہا پہلے تو میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا اس پر دربان نے کہا بھلا آپ کا کیا حرج ہے یہ سب آپ دے دیجیے۔ ابو مسلم نے اس طرح تلوار دی ابو جعفر سے دربان کی شکایت کی انہوں نے کہا جس نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے خدا اس کا برا کرے۔

ابو مسلم خراسانی پر عتاب:

اس کے بعد انہوں نے اس کی طرف پلٹ کر اس پر اپنا عتاب شروع کیا اور کہا کیا تو نے یہ حرکت نہیں کی کہ اپنے خط کی ابتدا اپنے نام سے کی اور کیا تو نے امینہ بنت علی کے لیے پیغام نہیں دیا تو اس بات کا مدعی ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا

ہے۔ تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کر دیا حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ ہماری اس دعوت میں تیری شرکت سے پہلے وہ پوری طرح کی تحریک میں ہمارا ہمنوا، معاون اور ہمارا داعی تھا۔ ابو مسلم نے کہا وہ ہماری مخالفت کرنا چاہتا تھا اور اس نے میری حکم عدولی کی تھی اس وجہ سے میں نے اسے قتل کر دیا۔ ابو جعفر نے کہا حالانکہ ہم بھی یہاں اس کی عظمت و وقعت کرتے تھے جب ہم تھے، پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا اب تو میری حکم عدولی کرتا ہے؟ بجائے میری مخالفت پر کمر بستہ ہے خدا مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کروں۔ ابو جعفر نے گرز سے اس پر ضرب لگائی۔ تب خیمے میں سے نکل آئے اور اسے قتل کر دیا۔ یہ ۲۵ شعبان ۱۳۷ھ کا واقعہ ہے۔

ابو مسلم نے اپنے زمانہ اقتدار اور لڑائیوں میں چھ لاکھ انسانوں کو قتل کیا تھا۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو جعفر ابو مسلم پر عتاب کرنے لگے اور کہا کہ تو نے یہ کیا اور وہ کیا تو اس نے کہا میری ان جانفشانیوں اور خدمات کے بعد جو میں نے آپ کی حکومت کے قیام کے لیے کی ہیں آپ کو ان باتوں کا شکوہ نہیں کرنا چاہیے۔ ابو جعفر نے کہا اے خبیث عورت کے بیٹے! اگر کوئی لونڈی بھی تیری جگہ ہوتی تو وہ اپنے فرائض سر انجام دیتی۔ تو نے جو کچھ کیا وہ ہمارے اقبال اور نصیب کی وجہ سے کیا۔ اگر کسی کام کو تو اپنی خاطر کرتا تو تجھے ذرہ برابر بھی کامیابی نہ ہوتی۔ تو نے اپنے خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور مجھ سے امینہ بنت علی کی نسبت اپنے ساتھ جوڑنا چاہی اور خود کو عبد اللہ بن عباس کے بیٹے سلیط کا بیٹا کہا ہے تو نام و مرتبے کی ایسی منزل پر چڑھ گیا ہے۔ ابو مسلم ان کا غصہ فرو کرنے کے لیے ان کا ہاتھ چومنے لگا اور ان سے معذرت کرنے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن نہیک نے پیچھے آ کر اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کا صرف پرتلہ کٹ گیا۔ ابو مسلم اس میں الجھا تھا اب شبیب بن واج نے ایک ہاتھ میں اس کا پاؤں قطع کر دیا اس کے بعد لوگوں نے متواتر اس پر وار کیے اور قتل کر دیا۔ منصور اس اثناء میں برابر ان کو کہتا تھا، مارو، مارو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے وار پر ابو مسلم نے ابو جعفر سے کہا امیر المومنین آپ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے میری جان بخشی کیجئے۔ منصور نے کہا اللہ مجھے ہلاک کر دے گا اگر میں اب تجھ کو چھوڑ دوں تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہوگا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو ابو جعفر کی نصیحت:

اس کے قتل کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ منصور کے پاس آیا اس نے پوچھا امیر المومنین ابو مسلم کہاں ہے؟ انھوں نے کہا ابھی تو یہیں تھا۔ عیسیٰ نے کہا آپ واقف ہیں کہ وہ ہمارا کیسا مخلص اطاعت شعار ہے۔ امام ابراہیم اسے بہت پسند کرتے تھے۔ منصور کہنے لگے اے احمق! بخدا ساری روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی تیرا دشمن نہ تھا دیکھو وہ اس بستر میں لپٹا ہوا پڑا ہے اسے مقتول دیکھ کر عیسیٰ نے اظہار افسوس میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ عیسیٰ کے دل میں ابو مسلم کی بڑی وقعت تھی اور وہ اسے بہت اچھا کہتے تھا مگر منصور نے اس سے کہا کہ تمہاری تو عقل باقی نہیں رہی ہے کیا ابو مسلم کے ہوتے ہوئے تم کو کسی قسم کا بھی اقتدار حاصل تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے متعلق جعفر بن حنظلہ کی رائے:

اس کے بعد انھوں نے جعفر بن حنظلہ سے بلا کر پوچھا کہ تم ابو مسلم کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا امیر المومنین! اس کے سر کا صرف ایک بال لے کر مجھے دیا تو میں اسے بھی برابر قتل کرتا ہی رہوں گا۔ منصور نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے۔ انھوں نے ابو مسلم کو دکھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو نصر کے نام [illegible]

[illegible]

ابو نصر کی گرفتاری

[illegible]

ابو نصر اور ابراہیم بن عریف کی گفتگو

[illegible]

ابو نصر کی رہائی

[illegible]

ابو نصر کا [illegible]

[illegible]

درست ہے چونکہ اس نے میرے ساتھ بہت احسان کیے تھے جب اس نے مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا اگر جناب والا! بھی مجھ پر احسان فرمائیں تو میں آپ کا بھی سچا خیر خواہ اور مخلص رہوں گا اور ہمیشہ شکر گزار رہوں گا۔ ابو جعفر نے اسے معاف کر دیا چنانچہ راوندیہ جماعت کی شورش کے وقت ابو جعفر قصر کے دروازے پر موجود تھا اس نے کہا میں آج سے دربانی کی خدمت انجام دوں گا جب تک میں زندہ ہوں کوئی شخص قصر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ابو جعفر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ قصر کے دروازے پر حفاظت کے لیے موجود ہے اس سے اس کے خلوص کا ثبوت ملتا ہے۔

مالک بن ہیثم کی گرفتاری و رہائی

بیان کیا گیا ہے کہ جب مالک بن ہیثم ہمدان کی طرف روانہ ہوا تو ابو جعفر نے زہیر بن ترکی کو لکھا کہ اگر مالک کو تو نے روک لیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ زہیر نے مالک سے آ کر کہا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے اگر آپ تشریف لائیں گے تو میری عزت افزائی ہو گی مالک نے دعوت کے لیے اس کے گھر جانے کا اقرار کر لیا اس نے چالیس آدمیوں کو جمع کر کے ایک تہ خانے میں چھپا دیا جس سے ملاقات کے کمرے میں راستہ تھا۔ جب مالک وہاں آیا تو زہیر نے اسے آواز دی کہ جلدی آؤ اس کی آواز سنتے ہی وہ چالیس آدمی نکل کر مالک پر جھپٹے اس کی مشکیں باندھ لیں اور دونوں پیروں میں بیڑیاں ڈال کر اسے منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اسے معافی دے دی اور موصل کا والی مقرر کر دیا۔

سنباذ کی بغاوت:

اسی سال منصور نے ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس کے لیے باقاعدہ فرمان اسے لکھ بھیجا اسی سال خراسان میں ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سنباذ نے خروج کیا۔

سنباذ نیشاپور کے ایک گاؤں آہن کا رہنے والا مجوسی تھا جب اس نے بغاوت کی طرف قدم بڑھایا تو بہت سے آدمی اس کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے تیار ہو گئے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے تیار ہوا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص اس کا ساتھی پرانا تھا خروج کرتے ہی اس نے نیشاپور، قومس اور رے پر قبضہ کر لیا فیروز اصبہبذ اس کا نام تھا رے پہنچ کر اس نے ابو مسلم کے تمام اموال و خزائن پر قبضہ کر لیا۔ یہ وہ خزانے تھے جو ابو مسلم ابو العباس کے پاس جاتے وقت رے چھوڑ گیا تھا اس کے اکثر پیرو اہل جبال تھے۔

سنباذ کا قتل:

ابو جعفر نے جمہور بن مرار عجلی کو دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا ہمدان اور رے کے درمیان دشت کے کنارے فریقین میں لڑائی ہوئی شدید جنگ کے بعد سنباذ کو شکست فاش ہوئی اس شکست میں تقریباً ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے ان کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اس کے بعد خود سنباذ کو لوان الطبری نے طبرستان اور قومس کے درمیان قتل کر دیا منصور نے طبرستان کی ریاست پر جو ابو عمر بن الفرخان کو مقرر کر دیا اصبہبذ کے خروج سے اس کے قتل تک ستر راتیں گذری تھیں۔

ملبد بن حرملہ شیبانی کا خروج:

اسی سال ملبد بن حرملہ شیبانی نے خروج کر کے جزیرہ کی ایک سمت میں خارجیوں کا شعار بلند کیا جزیرے کی قائم سپاہ

فوج جس کی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے اس کے مقابلے پر گئی ملبد ان سے لڑا اس نے انہیں ہرا دیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیے اس کے بعد موصل کی نگہبان فوج تھی جو پہنچی ملبد نے اسے بھی شکست دی پھر یزید بن حاتم المہلبی اس کے مقابلے پر آیا شدید لڑائی کے بعد ملبد نے اسے شکست دی اور اس کی ایک جاریہ پکڑی جس سے وہ متمتع ہوا تھا کہا جاتا ہے اس نے یزید کے ایک فوجی سردار کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابوجعفر نے اپنے آزاد کردہ غلام مہلہل بن صفوان کو دو ہزار منتخب سپاہی دے کر اس کے مقابلے پر بھیجا ملبد نے انہیں بھی ہرا دیا ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس کے بعد منصور نے زیاد بن مشکان کو ایک بڑی فوج دے کر اس کے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اب منصور نے صالح بن صبیح کو ایک بہت بڑی فوج اور کثیر رسالہ دے کر جو تمام سازو سامان جنگ سے پوری طرح آراستہ تھا اس کے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اسے بھی شکست دی۔ اب حمید بن قحطبہ جزیرہ کا حاکم اس کے مقابلے کے لیے گیا ملبد اس سے بھی لڑا اور اسے بھی شکست دی حمید اس کے خوف سے قلعہ بند ہو گیا پھر اس نے ایک لاکھ درہم اسے اس لیے دیے تاکہ وہ اس کے مقابلے سے درگزر کرے۔ واقدی کہتا ہے کہ ملبد کا خروج و تحکیم ۱۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال:

چونکہ اس سال لوگ حجاز کے قضیہ میں مصروف رہے اس وجہ سے موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو موصل کا والی تھا فریضہ حج ادا ہوا اس سال زیاد بن عبیداللہ مدینہ کا والی تھا عباس بن معبد مکہ کا والی تھا۔ حج ختم ہوتے ہی عباس کا انتقال ہو گیا اسمٰعیل نے اس کے علاقے کو بھی زیاد بن عبیداللہ کے ماتحت کر دیا اور اس تقرری کی منصور نے بھی توثیق کر دی۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا سلیمان بن علی بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا عمر بن عامر السلمی بصرہ کے قاضی تھے ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا حمید بن قحطبہ مصر کا والی تھا۔ صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس مصر کا صوبہ دار تھا۔

۱۳۸ھ کے واقعات

صالح بن علی و عباس بن محمد کا جہاد:

اس سال قسطنطین شاہ روم بڑھ کر شہر ملطیہ میں در آیا اس نے شہر کی فصیل گرا دی اور تمام جنگجو آبادی اور ان کے اہل و عیال کو تاراج و پامال کر دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے موسم گرما میں ملک روم سے جہاد کیا صالح بن علی بن عبداللہ کے ہمراہ تھا صالح نے اسے چالیس ہزار دینار دیے اسی مہم کے ہمراہ عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بھی تھا اسے بھی اس نے چالیس ہزار دینار دیے۔ شہر ملطیہ کا جو حصہ بادشاہ روم نے تباہ کر دیا تھا صالح نے اسے پھر بنا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ صالح اور عباس جہاد کے لیے ۱۳۹ھ میں ملطیہ گئے تھے۔

جمہور بن مرار کی بغاوت و قتل:

اس سال عبداللہ بن علی نے جو اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ میں مقیم تھا ابوجعفر کی بیعت کر لی۔ اس سال جمہور بن

مرار العجلی نے منصور سے بغاوت کر دی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب سنباد کو شکست دے کر جمہور نے رے کے [illegible] پر قبضہ کیا تو اس نے [illegible] ابو مسلم نے [illegible] جمع کر رکھے تھے جب وہ آیا تھا اس نے یہ روپیہ منصور کے پاس نہیں بھیجا تھا اور اب اس کے خوف سے اس نے بغاوت کی اور منصور نے محمد بن الاشعث الخزاعی کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ جب مقابلہ ہوا تو [illegible] لڑائی جنگ و قتال گرم رہا جمہور کے ساتھ [illegible] جمہور [illegible] شکست ہوئی اس کے ہزار آدمی مارے گئے [illegible] گرفتار کر لیے گئے جمہور بھاگ کر آذربائیجان چلا گیا پھر اس لڑائی کے کچھ دنوں بعد اصبہان میں گرفتار ہو کر وہ قتل کر دیا گیا۔

ملبد خارجی کا عبدالعزیز پر حملہ:

اسی سال ملبد الخارجی [illegible] جب اس نے حمید [illegible] کو شکست دے کر [illegible] تو ابو جعفر نے عبد العزیز بن عبد الرحمن اخو عبد الجبار بن عبد الرحمن کے بھائی کو اس کے مقابلے پر بھیجا اور زیاد بن مشکان اس کے ساتھ تھا۔ ملبد نے تین سو سواروں کو [illegible] میں ایک کمین گاہ میں متعین کر دیے۔ جب لڑائی شروع ہوئی ان سواروں نے عقب سے حملہ کر کے عبد العزیز کو شکست دے کر اسے مار بھگایا اور اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

خازم بن خزیمہ کی ملبد خارجی پر فوج کشی:

اس پر ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مروزی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ یہ موصل آ کر فروکش ہوا اور یہاں سے اس نے اپنی فوج کے کچھ سواروں کے [illegible] دستے ملبد کی طرف بھیجے یہ جماعت [illegible] آئی جہاں انہوں نے خندق [illegible] اپنے اور اپنی فوج کے لیے [illegible] ملبد کو اس کی اطلاع ہوئی [illegible] فوراً ملبد آیا اور خازم کی [illegible] خندق پر قبضہ کر کے وہیں اس نے پڑاؤ کر دیا۔

ملبد خارجی کی پیش قدمی:

جب اس کی اطلاع خازم کو ہوئی وہ موصل کے مضافات میں [illegible] آ کر فروکش ہوا تھا [illegible] اطلاع ملبد [illegible] اس نے ملبد [illegible] اب اس طرف سے موصل پر حملہ کرنے کے ارادے سے وہ خازم کی طرف چلا اب اس کی پیش قدمی کی اطلاع ایک طرف خازم اور دوسری طرف [illegible] والی موصل کو ہوئی اس نے خازم کو حکم دیا کہ تم فوراً اپنے پڑاؤ سے [illegible] آ [illegible] مورچہ بندی کر دو۔

خازم بن خزیمہ اور ملبد خارجی کی جنگ:

خازم نے اس تجویز کو نہ مانا بلکہ اپنی فرودگاہ کے سامنے ہی دریا پر پل باندھ کر ملبد کے مقابلہ کے لیے اس نے [illegible] اس کی فوج کے مقدمہ اور طلیعہ پر نضلہ بن نعیم بن خازم بن عبد اللہ النہشلی [illegible] افسر تھا میمنہ پر زہیر بن محمد العامری متعین تھا اور میسرہ پر ابو حماد الابرص [illegible] کا مولی سردار تھا خود خازم قلب فوج میں [illegible] جب یہ حالت ہوئی کہ دونوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ایک ہی سمت میں [illegible] تک پہنچیں [illegible] دونوں [illegible] ایک دوسرے کے مقابلے پر [illegible]

نہ ہو سکا دن تمام ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھی پیدل تیزی کی طرف بڑھے خازم اور اس کی فوج بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑھی اور دن ڈھلنے لگے رات ہوئی تب عصر کے دن ملبد اور اس کی فوج نے پیچھا ان پر سے چلنا شروع کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خازم کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہے۔ پھر جب ملبد نے دیکھا کہ خازم اپنی فوج کو لے کر خندق چھوڑ کر ان کے تعاقب کے لیے چلا ہے تو خازم نے اپنے اور اپنی فوج کے گرد خندق بنوالی تھی اس وقت تک خندق چھوڑتے ہی خارجی ان پر پلٹ پڑے۔ خازم نے بھی اس چال کو بھانپ لیا۔ اس نے خندق کو اپنے اور حملہ آوروں کے درمیان آڑ بنا لیا خارجیوں نے خازم کے میمنہ پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اسے بالکل درہم برہم کر کے الٹ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے خازم کے میسرہ پر حملہ کر کے اس کا بھی یہی حشر کیا۔ خارجی قلب تک پہنچ گئے جہاں خازم موجود تھا انہیں دیکھتے ہی خازم نے اپنے ساتھیوں کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا وہ اتر پڑے انہیں دیکھ کر ملبد اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہو گئے۔ خازم نے اپنے تمام سواروں کے گھوڑے ذبح کر دیے اور تلواریں لے کر حریف پر ٹوٹ پڑے۔ ایک شمشیر زنی کی کہ تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔

ملبد خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

جنگ شروع ہوتے ہی خازم نے نضلہ کو ہدایت کر دی تھی کہ جب اس قدر غبار چھا جائے کہ ہم ایک دوسرے کو نہ دکھائی دے سکیں۔ اس وقت تم پیچھے سے میدان مصاف سے کھسک جانا اپنے اور ساتھیوں کے گھوڑوں پر جا کر سوار ہونا اور پھر دشمن پر تیر اندازی کرنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خازم کے ساتھی میمنہ اور میسرہ سے پلٹ کر یہاں آ گئے انہوں نے ملبد اور اس کی فوج پر تیروں کا مینہ برسا دیا۔ ملبد اپنے آٹھ سو آدمیوں کے ہمراہ جو میدان کارزار میں پیدل لڑ رہے تھے مارا گیا اور تقریباً اس کے تین سو آدمی وہ مارے گئے جو بھی گھوڑوں سے اترنے نہ پائے تھے باقی جو بچے انہوں نے راہ فرار اختیار کی نضلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ایک سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امیر حج فضل بن صالح و عمال:

واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس ؓ کی امارت میں حج ادا ہوا یہ حج کرنے کے ارادے سے اپنے باپ کے پاس سے شام سے حجاز روانہ ہوئے راستے میں امیر المومنین کا فرمان ملا کہ انہیں امیر حج مقرر کیا گیا ہے چنانچہ انہوں نے وہیں سے احرام حج باندھا۔

اس سال زیاد بن عبید اللہ مدینہ، مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا بصرہ اور اس کے نواح کا والی سلیمان بن علی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا حاکم تھا اور مصر کا حاکم صالح بن علی تھا۔

* * *

۱۳۹ھ کے واقعات

ام عیسیٰ اور لبابہ کی جہاد میں شرکت:

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد ملطیہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ جب اس کی از سر نو تعمیر مکمل ہو گئی تو یہ دونوں حدث کے درب سے موسم گرما کی مہم لے کر رومیوں کے علاقے میں گھس پڑے صالح کے ہمراہ ان کی دو بہنیں ام عیسیٰ اور لبابہ علی کی بیٹیاں بھی جہاد میں شریک تھیں انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی سلطنت ختم ہو گئی تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی ان کے علاوہ جعفر بن حنظلہ البہرانی ملطیہ کے درب سے جہاد کے لیے بڑھا۔

مسلم قیدیوں کی زرِ فدیہ پر رہائی:

اس سال منصور اور بادشاہ روم میں فدیہ کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے منصور نے ان تمام مسلمانوں کو جو رومیوں کی قید میں تھے فدیہ دے کر رہا کرا لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد ۱۴۶ھ تک کوئی لڑائی رومیوں سے اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ منصور عبداللہ بن الحسن کے بیٹوں کی شورش کے قضیے میں رہا۔ مگر بعض ارباب سیر کہتے ہیں کہ ۱۴۰ھ میں حسن بن قحطبہ نے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کی قیادت میں ایک مہم جہاد کے لیے بھیجی تھی اس کے مقابلے کے لیے شاہ روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ جیحان پر فروکش ہوا۔ مگر جب اسے مسلمانوں کی تعداد کی کثرت کا علم ہوا اس نے ان کو نہیں چھیڑا البتہ اس کے بعد پھر ۱۴۶ھ تک کوئی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی جا سکی۔

عبدالرحمن بن معاویہ کی اندلس میں امارت:

اس سال عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اندلس پہنچا اہل اندلس نے اسے اپنا بادشاہ بنا کر حکومت اس کے سپرد کر دی چنانچہ آج تک اسی کا خاندان اندلس پر فرمانروا چلا آتا ہے۔ اسی سال ابوجعفر نے مسجد حرام کی توسیع کی۔ چونکہ اس سال پیداوار بہت فراواں ہوئی تھی اس وجہ سے اس سال کو عام الخصب کہتے ہیں۔

سلیمان بن علی کی معزولی:

اس سال منصور نے سلیمان بن علی کو بصرہ اور اس کے توابع کی ولایت سے معزول کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۴۰ھ میں اسے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ سفیان بن معاویہ کو مقرر کیا بروز چہارشنبہ نصف ماہ رمضان میں اس نے آ کر اس خدمت کا چارج لیا اس کے معزول ہوتے ہی عبداللہ بن علی اور اس کے ساتھی اپنی جان کے خوف سے روپوش ہو گئے۔

عبداللہ بن علی کی طلبی:

ابوجعفر کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے سلیمان اور عیسیٰ بن علی کے بیٹوں کو حکم بھیجا کہ تم فوراً عبداللہ بن علی کو میرے پاس بھیج دو اس حکم کی بجا آوری کے بغیر چارہ نہیں اس سے اس معاملہ میں کچھ تعرض نہ ہونے پائے اور میں تم دونوں سے عبداللہ بن علی کو امان دیتا ہوں کہ جس طرح تم چاہو اور جس طرح تم کو اطمینان آ سکے عہد کرتا ہوں۔ نیز انہوں نے سفیان بن معاویہ اپنے بصرہ کے والی کو بھی اس حکم کی

اطلاع پا سے دیں اور اسے ہدایت کی کہ وہ خود ان دونوں کو اصرار کر کے مع عبداللہ بن علی اور اس کے خاص لوگوں کو میرے پاس بھیجنے پر آمادہ کرے چنانچہ سلیمان اور عیسیٰ عبداللہ بن علی اس کے تمام سرداروں خاص دوستوں اور موالیوں کو لے کر ۱۸ ذی الحجہ جمعرات کے دن ابوجعفر کے پاس آ گئے۔

اسی سال ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کو مع اس کے ساتھیوں کے قید کر دینے کا حکم دیا اور بعض کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن علی کی گرفتاری:

جب سلیمان اور عیسیٰ بن علی کے بیٹے ابوجعفر کے پاس آئے ابوجعفر نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی انہوں نے عرض کیا کہ عبداللہ بن علی بھی حاضر ہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں ابوجعفر نے ان کی یہ درخواست قبول کی مگر برعکس انہیں اپنے ساتھ باتوں میں مشغول رکھا اس سے پہلے ہی انہوں نے عبداللہ بن علی کو اپنے قصر میں قید کر دینے کا انتظام کر لیا تھا اور یہ حکم دے دیا تھا کہ جب سلیمان اور عیسیٰ میرے پاس اندر پہنچ آئیں عبداللہ بن علی کو فوراً قصر میں لے جا کر قید کر دیا جائے اس حکم پر عمل ہوا ابوجعفر اپنی مجلس اٹھے اور انہوں نے سلیمان اور عیسیٰ سے کہا کہ تم عبداللہ کو جلدی لے آؤ باہر آ کر انہوں نے عبداللہ کو اس جگہ جہاں وہ بیٹھا تھا نہ پایا معلوم ہوا کہ اسے قید کر دیا گیا ہے یہ دونوں ابوجعفر کے پاس جانے لگے مگر اور لوگ ان کے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے اور اب سرکاری عہدے داروں نے عبداللہ بن علی کے موجودہ ساتھیوں کی تلواریں ان کے کندھوں سے اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیں اور انہیں بھی قید کر دیا۔

عبداللہ بن علی کے ساتھیوں کا انجام:

خفاف بن منصور نے اس سلوک سے پہلے ہی ان کو متنبہ کر دیا تھا وہ پچھتائے۔ نیز یہ تمام بھی انہوں نے اس وقت بھی اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میری بات مانو ہم سب مل کر ایک دم ابوجعفر پر حملہ کریں ہمیں ان کے پاس پہنچنے سے کوئی روکنے والا نہیں پھر ہم تلواریں نیام سے نکال کر ان دروازوں پر حملہ کر دیں گے جو ہمارے سامنے آئیں گے ہم ان کا کام تمام کر دیں گے اور اسی طرح ہم یہاں سے بچ کر نکل جائیں گے مگر اس کے ساتھیوں نے یہ بات نہ مانی جب ان کی تلواریں چھین کر اسے قید کر دیا گیا تو غصے کے مارے خفاف اپنی داڑھی پر تھوکتا تھا اور اپنے ساتھیوں کے منہ پر تھوک رہا تھا ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے ہی قتل کرا دیا اور بقیہ کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا جس نے ان کو وہاں ختم کر دیا۔

امیر حج عباس بن محمد اور عمال:

اسی سال عباس بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا زیاد بن عبیداللہ الحارثی مکہ، مدینہ اور طائف کا والی تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا۔

* * *

۱۴۰ھ کے واقعات

ابوداؤد خالد کی ہلاکت

اس سال خراسان کا حاکم [illegible] ہلاک ہوا، اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ [illegible] ایک رات جب [illegible] لشکر کے [illegible] نے [illegible] اس کے گھر [illegible] اس پر حملہ [illegible] ابوداؤد [illegible] چھت سے [illegible] نیچے گر پڑا [illegible] اس کی کمر ٹوٹ گئی [illegible] اور عصر کے وقت مر گیا [illegible] عبدالجبار بن عبدالرحمن الازدی کے خراسان آنے تک اس کی جگہ عصام صاحب الجیش نائب رہا۔

امارت خراسان پر عبدالجبار بن عبدالرحمن کا تقرر

اس سال منصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمن کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اس نے خراسان آ کر بہت سے [illegible] سرداروں کو گرفتار کر لیا [illegible] خلافت بنی عباس کا [illegible] الزام لگایا گیا تھا [illegible] مجاشع بن حریث الانصاری [illegible] خالد بن [illegible] [illegible] قحطبہ [illegible] عبدالجبار نے ان سب کو قتل کر دیا [illegible] ابوداؤد کے مقرر کردہ عمال پر [illegible] مرکزی خزانے کے بقایا جات کی وصولی کے لیے سختی شروع کر دی۔

امیر حج ابوجعفر منصور و عمال:

اس سال [illegible] حج [illegible] بیت المقدس [illegible]

اس سال کے عمال وہی تھے جو گزشتہ سال تھے سوائے خراسان کے [illegible] عبدالجبار تھا۔

ابوجعفر نے بیت المقدس [illegible] مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی [illegible] رقہ آئے [illegible] منصور بن جعونہ [illegible] منصور نے قتل کر دیا [illegible] ہاشمیہ [illegible]

۱۴۱ھ کے واقعات

راوندیہ فرقہ

راوندی [illegible] خراسان [illegible]

سنہ ۱۴۱ھ یا ۱۴۲ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

علی بن محمد کے بیان کے مطابق یہ اہل خراسان کی ایک جماعت تھی جو ابومسلم والی خراسان کے مذہب کی قائل تھی یہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں آ گئی ہے ان کا رب جو ان کو کھلاتا پلاتا ہے وہ ابوجعفر منصور ہے اور ہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے۔

راوندیہ فرقہ کی شورش:

یہ لوگ منصور کے محل پر آئے اور اب اس کا طواف کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ہمارے پروردگار (رب) کا محل ہے منصور نے ان کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور ان میں سے دو سو کو قید کر دیا ان پر ان کے اور ساتھی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں کس وجہ سے قید کیا گیا۔ منصور نے ان کے اجتماع کی ممانعت کر دی انھوں نے ایک جنازہ تیار کیا اور تابوت اٹھا کر جلوس نکالا حالانکہ وہ تابوت بالکل خالی تھا اس طرح انھوں نے سارے شہر کا چکر لگایا جیل خانے کے دروازے پر آ کر اس تابوت کو پھینک دیا اور جیل کے محافظین پر حملہ کر کے زبردستی جیل خانے میں گھس گئے اپنے ساتھیوں کو چھڑا کر اب منصور کی طرف چلے اس وقت ان کی تعداد چھ سو تھی ان کی اس شورش کی بنا پر تمام شہر میں منادی کرا دی گئی اور شہر کے دروازے بند کر دیے گئے تاکہ باہر سے کوئی بھی شہر کے اندر نہ آ پائے۔ چونکہ اس زمانے میں خاص قصر میں کوئی سواری کا جانور نہیں رکھا جاتا تھا اس وجہ سے منصور قصر سے پیدل ہی نکلے۔ اس واقعہ کے بعد انھوں نے یہ حکم دے دیا کہ ایک گھوڑا ہر وقت قصر میں ان کے پاس موجود رہا کرے جب منصور قصر سے باہر آ گئے تو اب ایک گھوڑا ان کے لیے لایا گیا وہ اس پر سوار ہو کر اس جماعت کے مقابلے کے ارادے سے روانہ ہوئے اسی اثنا میں معن بن زائدہ سامنے آیا ابوجعفر کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اس نے اپنی قبا کا دامن اپنے پٹکے میں اڑس لیا اور منصور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض پرداز ہوا کہ میں امیرالمومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم لوگ ان سے نپٹ لیں گے۔ آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ابونصر مالک بن ہیثم بھی قصر کے دروازے پر آ کر ٹھہر گیا اور اس نے کہا کہ آج میں قصر کا دربان ہوں۔

راوندیوں کا انجام:

سب بازار والوں میں اعلان کر دیا گیا کہ ان کا مقابلہ کریں چنانچہ انھوں نے ان پر تیر برسائے اور سنگ باری کر کے ان کا برا حال کر دیا شہر کا دروازہ کھول دیا گیا اب لوگ شہر میں آ گئے خازم بن خزیمہ ایک سیاہ گھوڑے پر سوار ابوجعفر کے پاس آیا اور پوچھا کہ حکم ہو تو ان سے جنگ کروں انھوں نے اس کی اجازت دے دی اس نے راوندی جماعت پر حملہ کیا اور انھیں قصر کی فصیل کی پشت تک ہٹا کر دبا دیا انھوں نے خازم پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ اسے اور اس کی جماعت کو پیچھے ہٹا دیا مگر جب خازم نے دوبارہ ان پر نہایت سخت حملہ کیا تو اس مرتبہ انھیں شہر پناہ تک دھکیل دیا اور ہیثم بن شعبہ کو ہدایت کی کہ اگر اس مرتبہ یہ پھر جوابی حملہ کریں تو تم فوراً شہر پناہ تک ان سے پہلے پہنچ جانا اور اگر اس دفعہ وہ شہر پناہ کی طرف پلٹ کر آئیں تو تم یہاں ان سے لڑ پڑنا اس مرتبہ انھوں نے پھر خازم پر حملہ کیا خازم تو ان کے سامنے سے پسپا ہو گیا اور اب ہیثم ان کے عقب میں جا پہنچا اور اس طرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

عثمان بن نہیک کی ہلاکت

اس سے پہلے ہی دن عثمان بن نہیک ان کے پاس آیا تھا اور اس نے ان کو بہت سمجھایا مگر انھوں نے نہ مانا جب یہ واپس جانے لگا تو انھوں نے ایک تیر اس کے مارا۔ جو اس کے دونوں شانوں کے درمیان پیوست ہو گیا۔ اسی زخم سے چند دن بیمار رہ کر جاں بحق ہو گیا۔ منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی [illegible] اس کے بعد [illegible] منصور نے اس کی جگہ عیسیٰ بن نہیک کو پہرہ کا افسر بنایا [illegible] مرتے دم تک اس عہدے پر رہا۔ اس کے بعد ابو جعفر نے ابو العباس طوسی کو یہ عہدہ سپرد کیا

معن بن زائدہ کی شجاعت و دلیری

اسمٰعیل بن علی اپنی فوج لے کر آیا [illegible] اس وقت [illegible] بچ گئے تھے اس نے [illegible] سے کہا [illegible] کھول دو میں تم کو ایک ہزار درہم [illegible] اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ [illegible] عیسیٰ بن موسیٰ کا [illegible] شہر میں تھا [illegible] ان کے خلاف [illegible] اور [illegible] کر دیا۔ [illegible] جو [illegible] میدان جنگ میں آیا [illegible] منصور [illegible] معن نے اس سے کہا [illegible]

[illegible] منصور [illegible] ابو جعفر [illegible] معن [illegible] ابو جعفر [illegible] منصور [illegible]

معن بن زائدہ کا اعزاز

جب وہ سب قتل کر دیے گئے تو منصور نے [illegible] پڑھی [illegible] کھانا [illegible] بعد انھوں نے خدمت [illegible] معن [illegible] منصور [illegible] معن [illegible] منصور [illegible]

رزامیہ کا بیان

[illegible] ابو جعفر [illegible] باقی رہ گئے [illegible] متعلق [illegible] انھوں نے کہا [illegible]

رکھتا ہے اس کی جگہ پاتے ان [illegible] نے جعفر بن ابی جعفر کی بیوی [illegible] نے [illegible] خط [illegible] اپنے باپ کی خدمت [illegible] دفن کر دیا۔

ابوبکر ہذلی کا بیان:

ابوبکر ہذلی بیان کرتا ہے کہ میں امیر المومنین کے دروازے پر کھڑا تھا جب وہ برآمد ہوئے تو ایک شخص بولا [illegible] فرماتے تھے [illegible] ہمارے [illegible] اللہ [illegible] کھلاتے اور پلاتے ہیں جب امیر المومنین محل کے اندر چلے گئے اور [illegible] میں بھی اندر گیا [illegible] کے بعد میں نے عرض کیا [illegible] نے یہ بات کہی اس کے بعد میں نے ان سے وہ بات نقل کی [illegible] کر رہے تھے [illegible] کہنے لگے [illegible] ہماری جماعت کی [illegible] اللہ تعالیٰ ان لوگوں [illegible] یہ ہماری اطاعت کرتے ہیں کہ جنت میں [illegible]۔

ابوجعفر منصور کی لغزشیں

ربیع کہتا ہے کہ منصور فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے تین غلطیاں سرزد ہوئیں اور اللہ نے ان تینوں کے شر سے مجھے محفوظ رکھا۔ میں نے ابومسلم کو اس حالت میں قتل کیا جب کہ میں [illegible] کے درمیان بیٹھا تھا جو سب میرے [illegible] تھے اور سب کے سب اسے مجھ سے زیادہ چاہتے تھے۔ اس وقت مجھے کوئی بھی [illegible] تو میں مفت میں مارا جاتا۔ اسی طرح [illegible] ان میں [illegible] طریقہ [illegible] مقابلے کے لیے نکل کھڑا ہوا [illegible] تو میں اسی وقت مارا جاتا۔ پھر جب میں شام گیا اس وقت اگر عراق میں [illegible] ساتھ بھی [illegible] ہو جاتا تو خلافت [illegible] ہو جاتی۔

معن بن زائدہ کا ابوجعفر منصور کو مشورہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب معن ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر [illegible] جماعت سے کئی مرتبہ لڑ چکا تھا اس وجہ سے وہ ابوجعفر کے خوف سے مرزوق ابوالخصیب کے پاس چھپا ہوا تھا اور اسے یہ امید تھی کہ مرزوق اس کے لیے معافی حاصل کر لے گا۔ راوندی جماعت کے لشکر کے دن یہ قصر کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ منصور نے اس وقت ابوالخصیب سے [illegible] دریافت کیا کہ قصر کے دروازے پر [illegible] اس نے [illegible] معن بن زائدہ۔ منصور کہنے لگے [illegible] عرب [illegible] اور شریف ہے [illegible] معن اندر آیا۔ منصور نے [illegible] اس وقت [illegible] چاہیے [illegible] جنگ کے لیے [illegible] ان کو [illegible]۔ منصور نے کہا [illegible] اس وقت [illegible] کے مقابلے کے لیے [illegible] معن [illegible] مارے جائیں گے [illegible] مقابلے کے لیے جائیں گے [illegible] ہو جائیں گے۔

معن بن زائدہ کی کارگزاری:

چنانچہ معن نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا [illegible] امیر المومنین [illegible] آپ [illegible] اسی وقت

قتل کر دیے جو [illegible] تھے اس کے بعد ابوالخصیب ان کے پاس آیا اور اس نے بھی ان کی تعریف کی۔ معن نے کہا کہ منصور نے ان دونوں سے پایا تھا پھر اپنا گھوڑا طلب کیا بغیر رکاب کے سوار ہو گئے۔ گھوڑے کی پشت پر معن ہوا اپنے گھوڑے سے [illegible] مقابلے کے لیے نکلے معن اب لوگوں کی نگاہ سے [illegible] تھے اور ابوالخصیب [illegible] ایک شخص [illegible] منصور [illegible] کی طرف بڑھا انہوں نے معن سے [illegible] کا ذکر کیا۔ معن نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا [illegible] کہ ان کو قتل کیا منصور [illegible] اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور جو [illegible] سے بچے ایک گھڑی میں ان سب کا صفایا کر دیا ان کارروائی کے ختم پر معن وہاں سے غائب ہو گئے۔

معن بن زائدہ کا امارت یمن پر تقرر

ابو جعفر نے ابوالخصیب سے اسے دریافت کیا اس نے کہا ابھی تو امیرالمومنین منصور کہنے لگے کہ کیا [illegible] معن کا [illegible] کے بعد بھی اسے یاد ہے کہ امیرالمومنین ان کی خطا معاف فرما دیں گے تو ہم جا کر اسے میری طرف سے امان دو اور یہ [illegible] پاس لے کر آؤ۔ چنانچہ ابوالخصیب اسے لے آیا منصور نے دس ہزار درہم اسے دینے اور یمن کا والی مقرر کر دیا۔ ابوالخصیب نے منصور سے کہا کہ [illegible] آپ نے [illegible] اقبال [illegible] سب تقسیم کر دیا جائے اب اسے کسی سے [illegible] نہیں [illegible] قیمت کے [illegible] دے دیا جائے تو اسے [illegible] جائے۔ [illegible] ہو گئی۔

اسی سال منصور نے اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد خلافت نامزد کر کے [illegible] لوگوں [illegible] بیعت [illegible] قیام کرے۔ محمد نے اس [illegible]۔

عبدالجبار بن عبدالرحمن والی خراسان

اسی سال منصور کے والی خراسان عبدالجبار بن عبدالرحمن نے انکار [illegible] کر کے بغاوت کی۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبدالجبار والی خراسان کے [illegible] قتل کر رہا ہے اور ان میں سے کسی نے منصور کو یہ خط لکھا کہ [illegible] ہو گیا ہے۔ تب [illegible] نے ابوایوب سے کہا کہ عبدالجبار نے [illegible] اس سے اس کی نیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بغاوت کرے گا۔ [illegible] یہ ہے کہ آپ اسے لکھیں کہ آپ رومیوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں اس لیے وہ اہل خراسان کے [illegible] روانہ کر دے جب [illegible] خراسان کی سرحد سے نکل آئیں اس وقت آپ [illegible] کے لیے جسے چاہیں [illegible]۔

عبدالجبار بن عبدالرحمن کی سرکشی

منصور نے اس تجویز کے مطابق [illegible] کیا۔ [illegible] اس نے جواب دیا کہ ترکوں نے [illegible] اگر میں نے [illegible] فوج یہاں سے بھیج دی تو خراسان [illegible] سے نکل جائے گا۔ اس خط کو منصور نے ابوایوب کو دکھایا اور پوچھا اب کیا رائے ہے۔ [illegible] جواب ہے [illegible] آپ [illegible] لکھیے کہ میں خراسان کو [illegible] تمام صوبوں کے مقابلے کی بہت اہم سمجھتا ہوں [illegible] میں خود یہاں سے تمہارے پاس فوج بھیجتا ہوں یہ بات لکھ دینے کے بعد پھر آپ خراسان فوج بھیج دیں [illegible] نیت خلاف [illegible] ہو تو یہ فوج اس کی گردن [illegible] میں۔

[illegible]

عبدالجبار بن عبدالرحمن کی شکست و گرفتاری

[illegible]

عبدالجبار بن عبدالرحمن کا انجام

[illegible]

قلعہ [illegible] کی تعمیر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مہدی کا طبرستان پر فوج کشی کا حکم

[illegible]

[illegible]

اصبہبد اور منصور کی مصالحت

[illegible]

طبرستان کی فتح

[illegible]

اصبہبد کا انتقال:

[illegible]

منصور کی گرفتاری:

[illegible]

امیرِ حج صالح بن علی کا انتقال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۴۲ھ کے واقعات

عیینہ بن موسیٰ کی بغاوت

[illegible]

[illegible]

امارت سندھ پر عمرو بن حفص کا تقرر

[illegible]

اصبہبذ کی عہد شکنی

[illegible]

ابوالخصیب کی خودکشی

[illegible]

گیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے اور یہ بہت مکروہ کام کیا گیا۔ میں آپ کا خیر خواہ ہوں میرا سر اور داڑھی مونڈ دی گئی ہے میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے گرد و نواح سے واقف ہوں جہاں سے ان پر کامیاب حملہ کیا جا سکتا ہے۔ اصبہبذ اس کی باتوں میں آ گیا اور اس نے اسے اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا اس قلعہ بند شہر کا پھاٹک صرف ایک بڑے پتھر کا تھا جسے کھولنے کے وقت اٹھایا جاتا تھا اور بند کرنے کے وقت رکھ دیا جاتا تھا اس کام کے لیے اصبہبذ نے اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر رکھا تھا اور ان کے لیے ان کی باریاں مقرر کر دی تھیں۔

اصبہبذ کے معتمدین میں ابو الخصیب کی شرکت

ایک مرتبہ ابو الخصیب نے اصبہبذ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے ورنہ آپ نے میرا تقرر بھی کیا ہوتا اس نے پوچھا یہ کیونکر، اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کسی کام میں مشورہ نہیں لیتے اور نہ کسی اہم ذمہ داری کے کام کو میرے سپرد کرتے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد سے اصبہبذ اس سے بھی کام لینے لگا ابو الخصیب نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا اور اس طرح وہ اس کے بچہ اعتماد ہو گیا۔ چنانچہ اب اصبہبذ شہر کے پھاٹک کھولنے اور بند کرنے میں اس کی بھی باری مقرر کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اس کام پر اسی کو مامور کر دیا اور اس کی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا۔

طبرستان پر قبضہ:

ابو الخصیب نے روح بن حاتم اور خازم کے نام ایک خط لکھ کر اسے تیر کے ذریعہ ان کے پاس باہر پھینک دیا۔ اس میں ان کو بتایا کہ مجھے اب موقع ہاتھ آ گیا ہے میں فلاں شب شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ چنانچہ شب معہود میں اس نے مسلمانوں کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہو کر جنگجو آبادی کو تہ تیغ کر دیا ان کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنا لیا انہی میں بحتریہ منصور بن مہدی کی ماں بھی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئی۔ کفد بنت الاصبہبذ بھی بیٹی تھی اور یہ اصبہبذ جو طبرستان کا بادشاہ تھا یا کفد کا بھائی تھا نیز علّہ ام ابراہیم بن المہدی کی ماں ہاتھ آ گئی یہ مصمغان کے صاحب کی بیٹی تھی۔ اصبہبذ نے اپنی انگوٹھی کو جس میں زہر تھا چوس کر خودکشی کر لی۔

بیان کیا گیا ہے کہ روح بن حاتم اور خازم بن خزیمہ ۱۴۳ھ میں طبرستان میں داخل ہوئے۔

بصرہ میں عیدگاہ کی تعمیر:

اس سال منصور نے عمان میں اہل بصرہ کے لیے عیدگاہ بنائی۔ سلمہ بن سعید بن جابر جو ابو جعفر کی طرف سے فرات اور ابلہ کا عامل تھا اس تعمیر کا مہتمم تھا۔ ابو جعفر نے رمضان کے روزے بصرہ میں رکھے اور اسی مصلی میں عید الفطر کی نماز پڑھی۔

سلیمان بن علی کا انتقال:

اس سال شب شنبہ ۲۱ جمادی الآخر کو انسٹھ سال کی عمر میں سلیمان بن علی بن عبداللہ نے بصرے میں انتقال کیا۔ عبدالصمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نوفل بن فرات کی برطرفی:

اس سال نوفل بن فرات مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا پھر یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا۔

اس کی جگہ نوفل مقرر ہوگئے پھر وہ بھی برطرف کر دیے گئے اور اب حمید بن قحطبہ مصر کا والی مقرر ہوا۔

امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال:

اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن خالد بن عبداللہ مدینہ کے والی تھے۔ ہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور وہاں کے علاقے کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے اور حمید بن قحطبہ مصر کا والی تھا۔

اس سال واقدی کے بیان کے مطابق ابو جعفر نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ اور سرحدوں کا والی مقرر کیا۔ بعض فوجی دستے بھی ان کے تحت کر دیے۔ یہ بہت مدت تک اس خدمت پر رہا۔

۱۴۳ھ کے واقعات

اس سال منصور نے تمام مسلمانوں کو دیلم سے لڑنے کی دعوت دی اس کی تفصیل یہ ہے۔

دیلم پر جہاد کا اعلان:

جب منصور کو معلوم ہوا کہ دیلم نے مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کے ہزاروں آدمیوں کو قتل کر دیا تو انھوں نے حبیب بن عبداللہ بن رغبان کو بصرہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جس شخص کی آمدنی دس ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہو ان کے نام لکھ لیے جائیں اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود بہ نفس نفیس جہاد کے لیے جائیں اور ایک دوسرے شخص کو انھوں نے اسی غرض سے کوفہ بھیجا۔

ہیثم بن معاویہ کی برطرفی:

اس سال ہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیے گئے اور ان کی جگہ سری بن عبداللہ بن حارث بن عباس بن عبدالمطلب جو پہلے مقرر ہو کر یمامہ میں تھا اسے مکہ کی ولایت کا فرمان تقرر ملا۔ یہ مکہ چلا گیا اور ابو جعفر نے قثم بن العباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یمامہ بھیج دیا۔

امارت مصر پر یزید بن حاتم کا تقرر:

اس سال حمید بن قحطبہ مصر کی ولایت سے معزول کیا گیا۔ اور اس کی جگہ نوفل بن الفرات مقرر ہوا۔ پھر یہ بھی معزول ہوا اور اس کی جگہ یزید بن حاتم مصر کا والی مقرر کیا گیا۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال:

اس سال والی کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ سری بن عبداللہ بن حارث مکہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے علاقے کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

* * *

[illegible]

محمد بن عبداللہ کا خروج

[illegible] کے واقعات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد بن خالد کی برطرفی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد بن حمید اسدی کی روایت

[illegible]

[illegible]

محمد بن اسحٰق کا بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور انہیں مدینہ کے علاقہ میں محمد کی تلاش میں روانہ کیا جن میں سے ہر شخص جب آپ کے پیروکار اور گروہ کی طرف آتا تو وہ یہاں سے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور پھر تلاش شروع کر دیتے تھے۔

عقبہ بن سلم اور ابو جعفر منصور:

محمد بن عبد بن حبیب الحمصی کہتا ہے کہ مجھ سے سندی امیر المومنین کے مولیٰ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ کیوں عقبہ بن سلم کا بھی رسوخ امیر المومنین کے پاس بڑھا میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا امیر یعنی عمر بن حفص ایک وفد کے ساتھ جس میں عقبہ بھی تھا سندھ سے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا جب وفد نے ابو جعفر سے اپنی ضروریات عرض کر دیں اور وہ لوگ وہاں سے اٹھ گئے تو انہوں نے عقبہ کو اپنے پاس واپس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا پھر پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں امیر المومنین کا ایک سپاہی اور خادم ہوں اور عمر بن حفص کے ساتھ رہا ہوں انہوں نے نام پوچھا اس نے کہا عقبہ بن سلم بن نافع پوچھا کس قبیلے سے تعلق ہے اس نے کہا ازد کے خاندان بنی ہناۃ سے کہنے لگے تمہاری صورت سے وجاہت اور قابلیت ٹپکتی ہے میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں جس کا مدت سے ارادہ تھا اور اس کے لیے میں کسی مناسب آدمی کی تلاش میں تھا ممکن ہے کہ تم اسے سرانجام دے سکو اگر ایسا ہوا تو میں تم کو بہت ترقی دوں گا اس نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جو امیر المومنین نے میرے متعلق قیاس فرمایا ہے اسے پورا کر سکوں گا فرمایا تم اپنے تئیں چھپائے رکھو کسی سے اس معاملے کا ذکر نہ کرنا اور فلاں فلاں وقت میرے پاس آنا۔

ابو جعفر منصور کی عقبہ بن سلم کو ہدایات:

وہ اسی وقت پر خدمت میں حاضر ہوا منصور نے کہا میرے یہ بھائی رشتہ دار میری حکومت وخلافت کے خلاف بغاوت پر تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اچانک اس کا خاتمہ کر دیں خراسان کے فلاں گاؤں میں ان کے طرفداروں کی ایک جماعت ہے جو ان سے مراسلت رکھتی ہے اور وہ ان کو اپنے صدقات وزکوٰۃ دیتی ہے۔ نیز اپنے علاقوں کے میوے بھی بھیجتی رہتی ہے جاؤ بہت سے تحفے کپڑے میوے اور نقد روپے لے کر اپنی ہیئت بدل کر اس گاؤں کے باشندوں کی طرف سے ان کے نام ایک خط لکھ کر ان کے پاس جاؤ اور انہیں خط دو اگر وہ اپنے ارادے سے رجوع کر چکے ہیں تو بہت اچھا ہے اور اگر اب بھی وہ اسی ارادے پر قائم ہیں تو یہ بات مجھے معلوم ہو جائے گی اور اس طرح میں اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کر لوں گا اور ہر وقت ان کی طرف سے چوکنا رہوں گا تم جا کر عبداللہ بن الحسن سے نہایت انکساری وعاجزی کے ساتھ ملنا اگر وہ تم کو دھتکار دے اور وہ ضرور ایسا کرے گا تو تم خاموش رہنا اور پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس جانا اگر اس مرتبہ پھر وہی سلوک تمہارے ساتھ ہو تو پھر بھی صبر کرنا۔

اور پھر جانا یہاں تک کہ وہ تم سے مانوس ہو جائے تمہاری بات سن لے اور جب تم کو اس کے دل کا بھید معلوم ہو جائے تم فوراً میرے پاس چلے آنا۔

عقبہ بن سلم اور عبداللہ بن حسن کی ملاقات:

یہ شخص جعلی خط لے کر عبداللہ کے پاس آیا عبداللہ نے اسے دھتکار کر نکلوا دیا اور کہا میں ان لوگوں سے قطعی واقف نہیں دو بار کئی مرتبہ آنے اور واپس جانے کے بعد عبداللہ نے اس کا خط اور تحائف قبول کر لیے اور وہ اس سے بے تکلف ہو گیا عقبہ نے خط کے جواب کی درخواست کی اس نے کہا میں تو کسی کو کوئی خط نہیں لکھتا تم ہی میرے خط ہو واپس جا کر ان لوگوں سے میرا سلام کہنا اور بتانا کہ

میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کرنے والے ہیں عقبہ نے یہ بات ابوجعفر سے آکر بیان کردی ابوجعفر نے فضل بن صالح بن علی کو امیر حج بنا کر مکہ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر تم عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو پاؤ تو انہیں پکڑ کر بھیج دے خود تو وہ مدینہ ہی میں رہنا اگر وہ تم کو وہاں نہ ملیں تو ان کے متعلق تحقیق کرتے رہنا۔

فضل بن صالح اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو

فضل جب مدینہ آیا تو مدینہ کے باشندوں نے جن میں عبداللہ بن حسن اور تمام بنی حسن تھے اس کا استقبال کیا مگر محمد اور ابراہیم عبداللہ بن حسن کے بیٹے ان سب سے ملنے نہیں آئے یہ خاموش رہا جب حج سے فارغ ہو کر مدینہ لوٹا تو اس نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بیٹے اپنے متعلقین کے ساتھ تو میری ملاقات کو آئے نہیں مجھے ان کے نہ آنے کی وجہ کوئی معلوم نہیں ہے عبداللہ نے کہا چونکہ وہ دونوں شکار کے بے حد دلدادہ ہیں اور ہر وقت اسی میں منہمک رہتے ہیں اس وجہ سے وہ کسی بھلائی یا برائی میں اپنے متعلقین کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

یہ جواب سن کر فضل خاموش ہو گیا اور اس کا جو سبب ہوا کہ جیسا جو اس کے لیے بیان میں بتایا گیا تھا عبداللہ نے اپنے چرواہوں کو حکم دیا ہوا تھا اس نے دودھیل بکریوں کو اس کے سامنے لائے اس نے ایک چرواہے اور دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے ایک بڑے پیالے میں دودھ دوہا اور اس میں شہد ملایا اور اسے آگے بڑھایا جب عبداللہ نے اسے کہا کہ یہ پیالہ فضل کو پلاؤ وہ اس کی طرف بڑھا جب اس کے قریب پہنچا فضل نے ترش روئی سے اسے جھڑک کر کہا دور ہٹ جا وہ پیچھے ہٹ گیا یہ دیکھ کر خود عبداللہ نے بہت تک حوصلہ اور خفیف ہو کر پیالہ تھام لیا اور خود اس نے وہ پیالہ چرواہے کے ہاتھ سے لیا اور فضل کی طرف چلا جب فضل نے اسے خود اپنی طرف آتے دیکھا تو تعظیماً کھڑا ہو گیا اور اس نے پیالہ لے کر پی لیا

حفص بن عمر کے خلاف شکایت

حفص بن عمر ایک کوفہ کا باشندہ مدینہ میں مقیم تھا یہ شیعہ تھا اور اسی لیے محمد کی حمایت سے روکتا تھا عبدالعزیز بن سعد نے اس کی شکایت ابوجعفر کو لکھ بھیجی انہوں نے اسے وہاں سے جلا وطن کر دیا اس کے بارے میں عیسیٰ بن موسیٰ اور عبداللہ بن الربیع الحارثی نے سفارش کی ان دونوں نے اسے ابوجعفر کی گرفتاری سے رہائی دلوائی اور وہ محمد بن زیاد کے پاس آ گیا۔

محمد بن عبداللہ کا بنی راسب میں قیام

علی بن محمد نوفلی بیان کرتا ہے کہ محمد چالیس آدمیوں کے ہمراہ چھپ کر بصرہ آیا یہ جماعت عبدالرحمن بن عثمان بن عبدالرحمن بن ابی سبرہ بنی بشام کے پاس آئی عبدالرحمن نے ان سے کہا کہ تم نے مجھے ہلاک کر دیا اور مجھے تمام شہر میں مشہور کر دیا مناسب یہ ہے کہ تم میرے ہاں قیام کرو اور اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دو محمد نے اس بات سے انکار کیا عبدالرحمن نے کہا تو اس صورت میں تم کو بنی راسب میں جا کر قیام کرنا چاہیے چنانچہ یہ جماعت بنی راسب میں جا کر مقیم ہو گئی۔

ابوہبار المزنی کہتا تھا کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ بصرے میں قیام پذیر تھا اور وہ اپنے لیے دعوت دے رہا تھا ابوجعفر کہتے تھے کہ جب مجھے بصرے میں بنی راسب کا مکان یاد آتا تھا تو میرے دل میں کبھی کوئی خواہش اس کے متعلق پیدا نہیں ہوئی تھی اور میں ان کی طرف سے بالکل مطمئن تھا۔

ابن حبیب کا بیان:

ابن حبیب المہلبی راوی ہے کہ میں اور ابن معاویہ جب مہدی کی [illegible] سے [illegible] تو [illegible] پر آ کر [illegible] تھا ان کے ساتھ ایک نوجوان نے مجھ سے [illegible] کیا آپ پہچانتے ہیں ایک شخص کے لیے [illegible] نوجوان کے [illegible] [illegible] ہے پھر انہوں نے ایک [illegible] کی طرف [illegible] جوان [illegible] ہمارے یہاں آ کر [illegible] اتفاق سے [illegible] ہے اور [illegible] کے [illegible] نام سے واقف [illegible] ان کے باپ کے نام سے واقف ہیں اور [illegible] ہے کہ [illegible] خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

محمد بن عبداللہ کی بصرہ سے روانگی

عمر راوی کہتا ہے کہ محمد بصرہ میں عبداللہ بن شیبان (جو بنی مرہ بن عبید کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے ہاں آ کر ٹھہرے [illegible] دن تک قیام کرنے کے بعد وہ یہاں سے چلا گیا اس کے بعد ابوجعفر کو ان کے بصرہ آنے کا حال معلوم ہوا [illegible] سے ملاقات کرنے بصرہ آئے اور [illegible] کے پاس [illegible] ہے کہ ہم نے [illegible] کی کہ [illegible] سے [illegible] چلے تو اس نے انکار کیا [illegible] بات چیت کی اور [illegible] ابوجعفر سے [illegible] ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہ [illegible] سے [illegible] یہ شخص ہے جس سے [illegible] اپنی حکومت کے متعلق خطرہ [illegible] اس نے کہا کوئی نہیں ابوجعفر نے کہا میں صرف تمہارے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور [illegible] ہو جاتا ہوں [illegible] کہا بہتر ہے ابوجعفر واپس چلے گئے۔

ابوجعفر اور عمرو بن عبید کی گفتگو

ابوجعفر نے عمرو بن عبید سے پوچھا کیا تم نے محمد کی بیعت کر لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا اگر تمام امت مجھے اپنا خلیفہ بنا لے تب بھی میں ان دونوں بھائیوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کی طرف اشارہ کروں یا ان کی کوئی خدمت کروں۔

ایوب القزاز راوی ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا جس شخص کے بارے میں [illegible] نے بتایا [illegible] کی [illegible] جاتی ہے اس نے کہا میں خود ایسا شخص ہوں جس کا تم نے اشارہ کیا ہے میں نے پوچھا آپ نے پہچان لیا اگر آپ چاہتے تو تین ہزار آدمی آپ کے ساتھ ہوتے اس نے کہا تمہارا خیال غلط ہے میں تو ایسے تین آدمیوں کو بھی نہیں جانتا جو اپنے عہد کو پورا کرنے کے لیے تیار ہوں اگر مجھ کو ایسے تین آدمی بھی مل جاتے تو میں کسی [illegible] ہوتا بلکہ میں ان میں چوتھا ہوتا۔

محمد بن حفص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ محمد اور ابراہیم ابوجعفر کے خوف سے عدن گئے وہاں سے سندھ چلے گئے اور پھر کوفہ آئے اور وہاں سے مدینہ آ گئے۔

ابوجعفر منصور کی آل ابی طالب میں داروگیر

جب زیاد نے ابوجعفر سے عبداللہ کے دونوں بیٹوں کے بارے میں ذمہ لے لیا تو ابوجعفر نے اسے مدینہ کی ولایت پر بحال رکھا حسن بن زید کو ان کا پتہ چلتا تھا تو اس وقت تک وہ خاموش رہتا جب تک وہ اس جگہ مقیم رہتے اور جب وہاں سے روانہ ہو جاتے تو وہ ابوجعفر کو ان کے مقام کی خبر کر دیتا ابوجعفر اور ان کے [illegible] پیچھے [illegible] اس کے بیان [illegible] بچ نکلتے رہے [illegible] خروج کی نوبت [illegible] حالانکہ وہ خروج کرتے گئے انہوں نے تمام آل ابی طالب میں بہت سے [illegible] تشدد کیا۔

عبداللہ بن حسن اور ابو جعفر منصور میں تلخ کلامی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عقبہ بن سلم کو عبداللہ بن حسن کے متعلق ہدایت

[illegible]

عبداللہ بن حسن سے جواب طلبی

[illegible]

ابوجعفر تو باہر سے چلے آئے اور عبداللہ بن حسن تین سال تک قید رہے۔

ابوجعفر منصور کو قتل کرنے کی سازش

ابو ہبار المزنی بیان کرتے ہیں کہ جب ۱۴۰ھ میں ابوجعفر نے حج کیا تو اس سے پہلے محمد و ابراہیم عبداللہ کے بیٹے روپوش تھے مگر حج کے موسم میں یہ حاضر آئے اور انھوں نے ابوجعفر کو قتل کر دینا چاہا۔ اشتر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ نے ان سے کہا کہ میں اس کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمد نے اسے منع کیا اور صرف اتنا کہا کہ تاوقتیکہ ہم اسے اپنی بیعت کی دعوت نہ دیں تم اسے یکایک قتل نہ کرو۔ اسی اختلاف رائے کی وجہ سے ان کا تمام منصوبہ بگڑ گیا۔ اس سازش میں ابوجعفر کا ایک خراسانی سپہ سالار بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الاعرج ابوجعفر کے سامنے آئے اور انھوں نے اس سازش کی ان کو اطلاع دی۔ ابوجعفر نے اس خراسانی سردار کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیجے مگر وہ ہاتھ نہ آیا البتہ اس کے بعض ساتھی پکڑ لیے گئے۔ اس کا ایک غلام جس کے پاس تقریباً دو ہزار دینار تھے اور خود وہ سردار قتل کیے جانے کے ڈر سے اس روپیہ کو لے کر محمد سے جا ملا۔ محمد نے وہ روپیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

ابو ہبار کا خراسانی سردار کے متعلق بیان:

ابو ہبار کہتے ہیں کہ محمد کے حکم سے میں نے اس شخص کے لیے اونٹ خریدے ان اونٹوں کے لیے تیار کیا اور ایک کجاوے میں سوار کر کے میں اسے مدینہ لے گیا اور مدینہ تک اسے پہنچا دیا۔ جب محمد مدینہ آیا تو اس نے اس شخص کو اپنے باپ عبداللہ کے پاس ٹھہرا دیا اور بعد ازاں ان دونوں کو خراسان کی ایک سمت بھیجا۔ ابوجعفر نے اس سردار کے آدمیوں کو جن پر اس کی وجہ سے بدگمانی تھی قتل کرا دیا۔

زیاد بن عبیداللہ کی معطلی:

محمد بن یحییٰ بن محمد اپنے دادا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں ایک دن صبح سویرے زیاد بن عبیداللہ سے ملنے گیا اس زمانہ میں ابوجعفر مدینہ میں تھے۔ زیاد نے مجھ سے کہا آج رات میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا امیر المومنین کے مدینہ آنے کی وجہ سے زیاد مروان کا قصر چھوڑ کر اپنے مکان واقع قصر بلاط میں ان دنوں سکونت پذیر تھا رات کے وقت امیر المومنین کے حاجب میرے دروازے پر آئے اور اسے کھٹکھٹایا اس وقت سوائے پہرہ داروں کے اور کوئی گھر میں نہ تھا میں ہڑبڑا کر اٹھا خواب گاہ سے نکلا میں نے اپنے غلام سے کہا جا کر دیکھو کہ دروازے پر کون ہے۔ یہ سمجھا کہ دیکھا اور ان کو جواب دے دیا کہ یہ لوگ امیر المومنین کے حاجب ہیں۔ تب بھی تم لوگ آئے۔ یہ ان سے ذکر کر کے وہ بہت دیر تک کھٹکھٹانے کے بعد واپس چلے گئے اور پھر پلٹ کر آئے اور اب انھوں نے ایک گھڑی انتظار کے بعد دروازہ کھٹکھٹایا چونکہ ایسے تھے جو ایک دوسری مرتبہ بھی ان کے پاس رہتے ہوں گے اور اب ان لوگوں نے کہا کہ دروازہ کھولو انھوں نے دروازہ پیٹا اور خوب چیخا چلایا مگر اس مرتبہ بھی کسی نے ان کو جواب نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور ایک گھڑی کے بعد پھر لوٹ آئے اور اس مرتبہ تو انھوں نے اپنا دم بھی کھا دیا کہ اس پر کسی طرح ضبط نہیں ہو سکتا تھا مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید پورا مکان ان کے سر پر گر پڑے گا میں نے مجبوراً دروازہ کھولنے کا حکم دیا میں ان کے پاس گیا انھوں نے مجھ سے فوراً چلنے کو کہا بلکہ وہ تو مجھے کندھوں پر لاد کر لے چلے میں ان کے ہاتھ کی آواز سنتا تھا اسی طرح کشاں کشاں وہ مجھے مروان کے مکان تک لے آئے یہاں سے دو شخصوں نے میرے مونڈھے تھامے اور زمین سے اٹھا کر تھامے ہوئے لے چلے اسی طرح وہ مجھے قبل کے حجرہ میں لائے۔

زیاد سے ریاح کی گفتگو

[illegible]

زیاد بن عبید اللہ سے محمد و ابراہیم کے متعلق استفسار

[illegible]

عبداللہ کا منصور کو قتل کرنے کا ارادہ

[illegible]

ابو جعفر منصور کے جاسوس کی گرفتاری

[illegible]

مدینہ آکر جب تم ابن حسن سے ملاقات کرو اس سے محمد کا پتہ پوچھنا اس نے کہا وہ کیسے کہ وہ جنگل میں ہے پتہ نہیں لگا کہ پہلے تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ بہت عبادت گزار ہیں وہ اغر پکارے جاتے ہیں وہ مقام ذی الجدر میں سکونت پذیر ہیں وہ تم کو محمد کا پتہ بتا دیں گے۔ چنانچہ علی بن حسن کے پاس وہ آیا اور انہوں نے محمد کی طرف اس کی رہنمائی کی۔

محمد کی مدینہ سے روانگی:

ابو جعفر کا ایک کاتب مرتضیٰ شیعہ تھا اس نے محمد عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کے حالات اور اس کے بھیجے جانے کی غرض سے مطلع کر دیا تھا۔ چنانچہ جب وہ خط عبداللہ کو ملا بہت پریشان ہوئے انہوں نے ابو ہبار مزنی کو علی بن حسن اور محمد کے پاس دوڑایا کہ جا کر ان دونوں کو متنبہ کر دے۔ ابو ہبار علی کے پاس آئے علی نے کہا میرے پاس تو ایک شخص آیا تھا جو محمد کے پاس پہنچ گیا ہے جو کہتا ہے۔ جب میں محمد کے پاس ان کے مقام پر پہنچا تو ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عامر اسلمی اور اسلم کے دونوں بیٹے اور دوسرے لوگ اور وہ جاسوس بیٹھے تھے اس کی آواز سب سے بلند تھی۔ ہنس رہا تھا اور وہ دوسروں سے بہت خوشی کا اظہار کر رہا تھا مگر مجھے دیکھتے ہی آثار پریشانی اور اضطراب اس کے چہرے سے نمایاں ہو گئے۔

ابو ہبار کا محمد بن عبداللہ کو جاسوس کے متعلق مشورہ:

میں بھی یاران محبت کے ساتھ مجلس میں آیا اور تھوڑی دیر تک بیٹھ کر باتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد میں نے محمد کے کان میں کہا کہ میں تم سے علیحدہ کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ مجلس سے اٹھ آئے۔ میں بھی ان کے ساتھ اٹھ آیا اور تخلیہ میں میں نے اس شخص کا سارا واقعہ سنایا محمد نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے میں نے جواب دیا کہ تم ان میں سے کسی ایک پر عمل کرو انہوں نے کہا اچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے اجازت دو میں اسے قتل کر دیتا ہوں محمد نے کہا میں بغیر مجبوری کے کسی کے خون کا ارادہ نہیں رکھتا اب اس کے سوا کیا کہنا چاہتے ہو پھر اس نے کہا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تو پھر بہتر ہے کہ اسے بھاری بھاری بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ قید رکھو اور جہاں تم جاؤ اسے بھی لے جاؤ محمد نے کہا کہ خوف و ہراس کی حالت میں ہمیں اتنی فرصت کہاں نصیب ہے کہ ہم اس طرح اسے ساتھ لیے پھریں پھر محمد نے کہا کچھ اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ اسے مقید کر کے جہینہ کے اپنے کسی خاص معتمد آدمی کے پاس چھوڑ دو محمد نے کہا ہاں یہ مناسب ہے ایسا ہی میں کرتا ہوں۔

جاسوس کا فرار:

اب ہم دونوں واپس آئے مگر ہم نے دیکھا کہ وہ شخص غائب ہے وہ بھاگ چکا تھا ہم نے اور لوگوں سے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس نے پانی کی چھاگل اٹھائی اس میں سے کچھ پانی گرا دیا اور پھر اس ٹیکری کے پیچھے طہارت کی غرض سے چلا گیا۔ اب ہم نے اس کی تلاش میں تمام پہاڑ اور اس کے اطراف کا علاقہ چھان مارا مگر اس کا پتہ نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔ دوسری طرف وہ جاسوس اپنے پیروں بھاگ کر شاہراہ پر آ گیا جہاں اسے کچھ اعرابی مدینہ جاتے ہوئے ملے جن کے ساتھ اونٹوں پر سامان بار تھا اس نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تم بوجھ سے خالی کر کے اس میں مجھے بٹھا دو اس طرح میں دوسری جانب کے بوجھ کے ہم پلہ ہو جاؤں گا اور تم کو اس قدر روپیہ معاوضہ میں دوں گا اس اعرابی نے یہ بات مان لی اور ایک جانب کا بوجھ خالی کر کے اس جاسوس کو اس میں سوار کر کے مدینہ پہنچا دیا۔

وبر المزنی کی گرفتاری:

مدینہ سے وہ شخص ابوجعفر کے پاس آیا جس سے سارا ماجرا بیان کیا مگر وہ ابو ہبار کے نام و ولدیت کو بھول گیا اور بجائے اس کے اس نے وبر کہہ دیا ابوجعفر نے وبر المزنی کی تلاش کرائی۔ چنانچہ ایک شخص وبر مزنی اس کے پاس بھیج دیا گیا انھوں نے اس سے محمد کا قصہ دریافت کیا اور جو جاسوس نے واقعہ بیان کیا تھا اس کی تصدیق چاہی اس نے انکار کیا کہ میں ان واقعات سے قطعی نابلد ہوں ابوجعفر کے حکم سے سات سو درے اس کے مارے اور اسے قید کر دیا گیا یہ شخص ابوجعفر کے انتقال تک قید میں رہا۔

محمد بن عبداللہ سے زیاد بن عبیداللہ کا حسن سلوک:

ابوجعفر نے اب محمد کی تلاش میں بہت زیادہ سختی شروع کی۔ اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی سے مطالبہ کیا کہ جو رقم اس نے دی تھی اسے پورا کرے ایک مرتبہ محمد مدینہ آئے ہوئے تھے زیاد کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی زیاد ان کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور اس نے وعدہ امان دے کر اس سے یہ خواہش کی کہ تم میرے ساتھ اہل مدینہ کو اپنا چہرہ دکھا دو۔ محمد نے اس کا وعدہ کیا زیاد بن عبیداللہ صبح سویرے سوار ہوا اور اس نے محمد سے وعدہ لیا تھا کہ میں چوک بازار میں لوگوں کا مجمع کروں گا۔ تمام لوگ دیکھتے رہے محمد اس وقت نمودار ہوئے کہ چہرے پر کپڑا تھا زیاد نے اس کے پاس کھڑے ہو کر زور سے یہ بات کہا کہ دیکھو یہ محمد بن عبداللہ بن حسن موجود ہیں۔ پھر دوسری طرف اس نے محمد سے کہا کہ اب جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اس کے بعد محمد روپوش ہو گیا اس واقعہ کی متواتر خبریں ابوجعفر کو پہنچیں۔

محمد بن عبداللہ کی روپوشی:

ایک دن ابراہیم بن عبداللہ بازار سے چلے تھے اس نے کہا ان کے پیچھے زرہ پوش لوگ تھے زیاد نے جب یہ معلوم کیا وہ کہنے لگا اے اللہ تو گواہ رہنا کہ ابوجعفر مجھ سے بدگمان ہو گئے ہیں میں تمہارے ساتھ کوئی برائی نہیں کروں گا۔

بعض لوگ یہ بھی روایت بیان کرتے ہیں کہ زیاد سوار ہو کر محمد کو بازار میں لے کر آیا تھا۔ دیکھتے ہی لوگوں نے مہدی مہدی کے نعرے بلند کیے محمد روپوش ہو گیا اور پھر خروج تک وہ ظاہر نہیں ہوا۔

زیاد بن عبیداللہ کی گرفتاری:

جب اس واقعہ کی مسلسل خبریں ابوجعفر کو پہنچیں انھوں نے ابوالازہر ایک خراسانی کو ایک خط دے کر مدینہ بھیجا اور اس کو اسے یہ ہدایت کی کہ یہ خط وہ مدینہ کے قریب مقام اعوص پر پہنچ جانے کے بعد پڑھے جب اعوص پہنچ کر اپنا خط پڑھا اس میں عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ کی ولایت مدینہ کا حکم مرقوم تھا جو زیاد بن عبیداللہ کے آدمی تھے زیاد کو قید کیا اور اس کی جائداد ضبط کر لی گئی اور جہاں اس کی کوئی چیز ملی اس پر قبضہ کر لیا گیا اس کے متعلقین و عمال کو گرفتار کر کے زیاد کے ساتھ ابوجعفر کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابوالازہر ۲۳ / جمادی الآخر ۱۴۱ھ میں مدینہ آیا زیاد اس وقت سواری پر تھا ابوالازہر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سواری کے لیے گیا ہے ہرکاروں نے جا کر ابوالازہر کے آنے کی اس کو اطلاع دی وہ فوراً تیزی سے واپس آیا اور مروان کے مکان میں جلوس پذیر ہوا ابوالازہر نے اس کے پاس جا کر ابوجعفر کے خط کا ایک حصہ حوالے کیا جس میں اسے یہ حکم دیا تھا تعمیل ارشاد کا حکم تھا اس نے بصد رنج و غم اس کو قبول کیا اور اس سے کہا کہ جو حکم ہو بجا لاؤ ابوالازہر نے کہا کہ عبدالعزیز بن مطلب

کر بلا بھیجا اس کے آنے کے بعد ابوالازہر نے دوسرا خط عبدالعزیز کو دیا جس میں یہ بات کہی گئی تھی کہ تم ابوالازہر کی ہدایت پر عمل کرو۔ عبدالعزیز نے چابیاں دے دیں اس کے لیے آمادگی ظاہر کی اس کے بعد اس نے تیسرا خط زیاد کے حوالے کیا جس میں یہ عبدالعزیز کو اپنی خدمت کا چارج دینے کا حکم دیا گیا تھا اور اب اس نے عبدالعزیز کو اس کام پر مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ تم ابو یحییٰ کی نگرانی میں چلے جاؤ۔

معزول زیاد بن عبیداللہ کا احترام:

جب محمد زیاد کو بیڑیاں پہنا کر لے گئے اس کے مال و متاع کو ضبط کر لیا گیا سرکاری خزانے میں پچاسی ہزار دینار تھے اس کے تمام عامل بھی یا تو گرفتار کر کے اس کے ساتھ یا بعد میں ابوجعفر کے پاس پہنچا دیئے گئے جب یہ مدینے کی گلیوں سے گزرے تو اس کے دوسرے ماتحت اہل کاروں اور عہدے داروں نے عزت سے جھک کر اسے سلام کیا ان کے اظہار رنج اور دلی ہمدردی سے زیاد اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ میرا باپ تم پر سے قربان ہو اگر ابوجعفر تم کو اس طرح مجھے سلام کرتے دیکھ لیں تو پھر مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے کہ میرا کیا حشر ہوگا۔

محمد بن عبدالعزیز کا فرار:

علی بن عبدالحمید کہتا ہے کہ ہم لوگ زیاد کی معیت کے لیے ساتھ چلے ایک رات میں اس کے محمل کے نیچے تھا تو اس نے مجھ سے کہا کہ سوائے اس کے کہ عبداللہ کے بیٹوں کا معاملہ ہوا ہے کہ میں نے ان کے ناطے کے خون کو بہت عزیز رکھا اور اس کے بدلے میں بیوی بچوں کی بھی پرواہ نہ کی کوئی قصور نظر نہیں آتا جو میں نے امیر المومنین کے خلاف کیا ہو۔ جب یہ جماعت شقرہ پہنچی تو ان میں سے محمد بن عبدالعزیز فرار ہو کر مدینے چلا آیا باقی ان لوگوں کو ابوجعفر نے قید کر دیا اور کچھ عرصے کے بعد رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابوجعفر نے عصمت اور ابن ابی سبرہ کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا عصمت وہ شخص ہے جس نے زیاد کو گرفتار کیا تھا اس وقت زیاد نے یہ شعر پڑھا

اکلفنی ذنب قوم لست منهم — وما جنت الشمال على يميني

ترجمہ: "میں ان لوگوں کے قصور میں پکڑا جا رہا ہوں جن سے میرا اپنا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس قضیہ کی صورت یہ ہے کہ بائیں ہاتھ نے داہنے کے خلاف کاروائی کی ہے"۔

عمران بن ابی فروہ کا بیان:

عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور میرا بھائی ابوجعفر کا ایک فوجی سردار زیاد بن عبیداللہ کے پاس تھے جس وقت کہ ابوجعفر نے ابوالازہر کو محمد و حسن کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا ہم اس کے پاس اکثر جاتے تھے ایک دن میں ابوالازہر کے ہمراہ بیٹھا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر اس سے چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد اور ابراہیم کے بارے میں ایک مخفی بات کہنا چاہتا ہوں ابوالازہر نے کہا دور ہو اس نے کہا اس میں امیر المومنین کی بھلائی ہے ابوالازہر نے کہا دور ہو جواب کیا ہو سکتا ہے جب کہ اس قضیہ میں ایک خلق کثیر کام آ چکی ہے مگر وہ شخص برابر چمٹا رہا اور اس نے چمٹ جانے سے انکار کر دیا ابوالازہر نے بھی اس سے تعارض کرنا چھوڑ دیا اور جب ذرا اندھیری رات آئی ابوالازہر نے اپنی تلوار سے اس کے پیٹ میں اس زور سے ایک ٹھوکا دیا کہ وہ ایک سمت کو جا پڑا۔

محمد بن خالد کا امارت مدینہ پر تقرر:

زیاد کے بعد ابوجعفر نے محمد بن خالد کو مدینہ کا والی مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ محمد کی تلاش میں کوشش کرے اور بیت کی بہت سی دولت اس کام کے لیے جس قدر روپیہ چاہے صرف کرے۔ یہ مطلب بن عبداللہ کے خزانہ دار جب ۱۴۴ھ میں مدینہ آیا اس کے مدینہ آنے کی اہل مدینہ کو اس وقت تک کوئی اطلاع نہیں ملی تھی جب تک کہ اس کے قاصد نے خط دے کر یہ تمام لوگوں اور طرق کے درمیان مدینہ سے صرف ایک دو دن کی مسافت ہے آتے ہی اس نے وہاں کی بیت المال کی اطلاع پا کر بیت المال میں ستر ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کثیر کو محمد کی تلاش کی مد میں صرف کر دیا اور جو حسابات ابوجعفر کو بھیجے ان میں اکثر خرچ اسی مد میں دکھایا مگر اس قدر زر کثیر کے صرف کے بعد بھی جب محمد کی گرفتاری میں کامیابی نہیں ہوئی تو ابوجعفر نے اسے بالکل جعلی تصور کیا اور اس رقم کی وجہ سے وہ محمد بن خالد کی طرف سے مشتبہ ہو گئے۔

اہل مدینہ کی خانہ تلاشی:

ابوجعفر نے اسے مدینہ کی پوری خانہ تلاشی لینے کا حکم دیا محمد بن خالد نے اپنے اہل لشکر کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص سے معاملہ کرو جو محمد کا پتہ بتا دے انھوں نے رباح القاضی کو سے معاملہ کیا یہ ایک ہزار دینار پر لوگوں سے اہم کاموں کے لیے معاملہ کرتا تھا مگر یہ ساری رقم بھی بے کار گئی اور کوئی پتہ نہ چلا اب سرکاری عہدے داروں نے تمام مدینہ کی خانہ تلاشی کی ٹھانی۔ قسری نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ ساٹھ روز تک اپنے گھروں سے قدم باہر نہ نکالیں۔ اس اثناء میں اس کے ہرکارے اور سپاہی گھر گھر کی خانہ تلاشی کرتے پھرے مگر کوئی پتہ محمد کا نہ چلا اس ڈر سے کہ خود اس کے عہدے داروں کو دو اور فریق رشوت دے کر اپنے ساتھ نہ ملا لے قسری نے اپنے تمام عہدے داروں کو چیک لکھ کر دیئے تھے مگر جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور ابوجعفر کو اس قدر رقم کا خرچ محسوس ہوا انھوں نے محمد بن خالد القسری کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔

ابوجعفر کا محمد بن عبداللہ کے متعلق ابوالعلاء سے مشورہ:

ابن قبہ راوی ہے کہ محمد اور ابراہیم کے معاملے کو ابوجعفر بہت ہی اہم خیال کرنے لگے انھوں نے ابو العلاء قیس عیلان کے ایک شخص کو بلا کر اس سے ان دونوں کے معاملے میں مشورہ چاہا اور ان کی طرف سے اپنی فکر و پریشانی کو ظاہر کیا اس نے کہا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لیے آپ زبیر یا طلحہ کی اولاد میں سے کسی شخص کو متعین کیجیے وہ بھلا دے گا کہ ان دونوں کی تلاش کرے گا اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ان دونوں کو تمہارے پاس لے آئے گا۔ انھوں نے کہا تمہاری رائے تو صائب ہے خود میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی مگر میں اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اپنے اور ان کے مشترک دشمن کو اپنے خاندان والوں پر متعین نہ کروں گا البتہ عرب کے ایک شہسوار کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ اس کو سر انجام کرے گا۔

امارت مدینہ پر ریاح بن عثمان کا تقرر:

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ جب ابوجعفر نے محمد بن خالد کو ولایت مدینہ سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایک دن سواری کے لیے چلے اپنے مکان سے نکلے تھے کہ یزید بن اسید السلمی نظر آیا ابوجعفر نے اسے بلایا اور وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا پھر اس نے کہا تم مجھے قیس کا کوئی ایسا نوجوان بہادر آدمی بتاؤ کہ میں اسے دولت مند بنا دوں اس کا مرتبہ بلند کروں اور یمنی عربوں کے سردار

تھی ابن القسری نے جو اس کے حوالے کر دوں تا کہ وہ جس طرح چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے یزید نے کہا مناسب ہے ایک شخص میرے پیش نظر ہے ابو جعفر نے پوچھا کون؟ اس نے کہا رباح بن عثمان بن حیان المری۔ ابو جعفر نے کہا کیا آپ کسی سے اس کا تذکرہ نہ کریں۔ وہ ادھر سے واپس آ گیا۔ انھوں نے بہت تیز رو اونٹنیاں اور ان کے زین سامان اور خود سے تیار کرائے اور اب ان کو حرکت کے لیے تیار کیا گیا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر جب واپس آئے رباح کو بلایا اس سے عبداللہ کے بیٹوں کے معاملہ میں زیاد اور قسری کی مجمل انکاری اور بے دیانتی کی شکایت کی اور اس کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسی وقت اپنے گھر جانے سے پہلے ہی اپنے مستقر حکومت کو چلے جاؤ اور مدینہ جا کر ان دونوں کی تلاش میں پوری جدوجہد کام میں لاؤ۔ رباح پے در پے منزلیں طے کرتا ہوا ۲۳ رمضان ۱۴۴ھ کو جمعہ کے دن مدینہ پہنچ گیا۔

رباح بن عثمان کی منصور سے پیش گوئی

ربیع کہتا ہے کہ جب ان دونوں بھائیوں کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابو جعفر اس کی وجہ سے سخت متردد و پریشان رہنے لگے اس زمانہ میں ایک دن میں ان کے پاس سے باہر آیا تھا یا اپنے گھر سے ان کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا تھا کہ ایک شخص پر میری نظر پڑی اس نے میرے قریب آ کر کہا کہ میں رباح بن عثمان کا قاصد ہوں اور آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہوں انھوں نے آپ کو یہ پیام دیا ہے کہ اسے محمد اور ابراہیم کی ساری کیفیت کا علم ہے اور ان کے معاملہ میں والیوں نے مداہنت سے کام لیا ہے اگر امیر المومنین مجھے مدینہ کا والی بنا دیں تو میں ذمہ لیتا ہوں کہ ان کو پکڑ لوں گا اور سامنے لے آؤں گا میں نے امیر المومنین سے جا کر یہ بات کہہ دی انھوں نے اسی وقت اس کی ولایت کا فرمان لکھ دیا وہاں اور کوئی شخص اس وقت موجود نہ تھا۔

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ رباح مروان کے محل میں پہنچ کر جب اس کے چبوترے کے پاس آیا تو اپنے بعض ہمراہیوں سے کہنے لگا کیا یہی مروان کا محل ہے انھوں نے کہا جی ہاں! کہنے لگا یہ بھی عجیب محل سرا ہے کہ آج ایک یہاں آ کر اترتا ہے اور دوسرے دن یہاں سے کوچ کر جاتا ہے ہم خود سب سے پہلے یہاں سے کوچ کرنے والوں میں ہوں گے۔

رباح بن عثمان کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات:

زبیر بن المنذر، عبدالرحمن بن العوام کا مولی بیان کرتا ہے کہ رباح کے ساتھ اس کا ایک دربان ابو البختری نامی بھی مدینہ آیا چونکہ یہ ولید بن یزید کے زمانے میں میرے باپ کا دوست تھا اس تعلق کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاتا تھا ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ رباح نے مروان کے قصر میں فروکش ہونے کے بعد مجھ سے کہا تھا کہ یہ محل سرا بھی عجیب ہے کہ ادھر یہاں کوئی آ کر فروکش ہوا اور تھوڑے سے ہی عرصہ میں کوچ کر گیا عبداللہ اسی قصر کی ایک کوٹھری میں اس راستے پر جو مقصورہ کو جاتا ہے قید تھا جہاں اسے زیاد نے قید کر رکھا تھا تو جب اور لوگ اس سے ملاقات کر کے چلے گئے تو رباح نے مجھ سے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑو اور ہم اس شیخ کے پاس چلیں چنانچہ وہ مجھ پر سہارا دیے ہوئے عبداللہ بن حسن کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے شیخ! امیر المومنین نے مجھے کسی قرابت کی وجہ سے یا کسی ایسے احسان کی وجہ سے جو میں نے ان کے ساتھ کیا ہو مجھے اس خدمت پر مامور نہیں کیا ہے بخدا! تم اس طرح مجھے اس معاملہ میں بے وقوف نہ بنا سکو گے جیسا کہ تم زیاد اور قسری کے ساتھ کرتے آئے ہو یا تو اپنے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو حاضر کر دو ورنہ میں تمہاری جان نکال لوں گا۔

عبداللہ بن حسن کی ریاح کے متعلق پیشین گوئی:

اس پر اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگا ہاں ٹھیک ہے تم ہی وہ ٹھگنے نیلگوں چشم شخص ہو جو اس قضیے میں بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا۔ ابو البختری کہتا ہے کہ اب ہم وہیں آئے۔ عبداللہ کے کہنے کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا مجھے اس کی سردی محسوس ہو رہی تھی اور اس کے دونوں پاؤں لڑکھڑا رہے تھے میں نے اس سے کہا کہ آپ اس کی بات پر توجہ نہ کیجئے یہ غیب سے واقف تھوڑے ہی ہیں کہنے لگا بخدا جو کچھ انہوں نے اس وقت کہا ہے یہ ضرور انہوں نے لوگوں سے سن کر کہا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ شخص واقعی بکری کی طرح اس فتنے میں ذبح کر دیا گیا۔

محمد بن خالد اور رزام پر بہیمانہ تشدد:

ریاح نے مدینہ آ کر قسری کو قید کیا اور اس سے مروان کے روپے کا حساب مانگا۔ تو اس نے کہا میرا ایک منشی موجود ہے یہ مجھ سے زیادہ روپے کے حساب سے واقف ہے اس نے کہا میں تم سے یہ پوچھتا ہوں تم اپنے منشی کی پناہ لیتے ہو اس کے بعد ریاح کے حکم سے اس کی گردن دبائی گئی اور اس پر بے شمار کوڑے پڑے پھر اس نے اس کے منشی رزام کو جو اس کا مولیٰ بھی تھا گرفتار کیا اس پر سختی کرنے کی صورت یہ تھی کہ ایک دن بیچ اس کے ہاتھ گردن پر باندھ دیئے جاتے تھے اور صبح سے شام تک پندرہ کوڑے لگائے جاتے تھے اسے مسجد نبوی کے صحن اور شہر کے چوک میں پھرا کر کوڑے لگائے جاتے اس سے کہا جاتا کہ تو ابن خالد کے خلاف مواد دے۔ مگر اس نے اس سے قطعی انکار کر دیا۔ ایک رات اسے عمر بن عبداللہ الجہنی نے باہر نکالا اور کوڑے مارنا چاہے مگر دیکھا کہ اس کی دونوں پنڈلیوں سے لے کر گردن تک زخم ہی زخم ہیں مڑ کر اس سے کہا کہ آج صبح سے پیٹھ کی باری ہے تو کہاں کوڑے لگائیں وہ کہنے لگا بخدا! کف دست کے علاوہ میرے تمام جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تم کوڑے لگا سکو کیونکہ ہر جگہ زخمی ہے اگر چاہتے ہو تو یہ ہتھیلیاں موجود ہیں ان پر کوڑے لگاؤ اس نے اپنی ہتھیلیاں سامنے کر دیں اور ان پر پندرہ کوڑے لگائے گئے۔

ریاح بن عثمان اور رزام:

ریاح کے آدمی برابر اس شخص کے پاس آتے اور اسے پھسلاتے رہتے کہ وہ کسی طرح سے ابن خالد کے خلاف مواد دے دے تو پھر اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ اس نے ریاح سے کہلا بھیجا کہ تم مجھے چھوڑ دو میں ایک تحریر لکھتا ہوں ریاح نے رہائی کی ضمانت کر دی اور پھر اس سے اقرار لیا اور کہا کہ آج شام کو وہ تحریر پڑھ کر سب لوگوں کے سامنے سنا دو شام کے وقت ریاح نے پھر اپنا آدمی اس کے پاس بھیجا اور اسے بلایا وہ اس کے پاس آ گیا اس وقت بہت سے لوگ ریاح کے پاس بیٹھے تھے اس نے کہا اے لوگو! تم گواہ رہو کہ امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک تحریر لکھ کر دوں جس میں ابن خالد کی شکایت کروں میں نے اس قسم کی ایک تحریر لکھ دی ہے اور اس میں ابن خالد پر الزام عائد کیا ہے۔ مگر میں اب تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ ریاح نے حکم دیا کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اسے سو کوڑے مارے گئے اور پھر اسے جیل بھیج دیا گیا۔

عبداللہ بن محمد کی مدینہ کے متعلق روایت:

عبداللہ بن محمد بن عمران طلحی راوی ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتار کر جبل ابوقبیس پر کھڑا کیا تو تمام

زمین ان کے سامنے آیا۔ اللہ نے فرمایا [illegible] تمہارے لیے ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شیطان [illegible] [illegible] حضرت سلیمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شیطان [illegible] حضرت سلیمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابوجعفر [illegible] [illegible]

ابوصفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار کہتا ہے کہ ابوجعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ دوست اور دشمن کو پہچان جاتے تھے۔

ریاح بن عثمان کی محمد بن عبداللہ کی تلاش:

حارث بن اسحاق راوی ہے۔ ریاح نے [illegible]

[illegible]

محمد بن عبداللہ کے [illegible] ہلاکت

[illegible]

[illegible]

محمد بن عبداللہ [illegible] کے متعلق روایت

[illegible]

[illegible] محمد بن عبداللہ [illegible]

[illegible]

بنی حسن کی [illegible] کا حکم

[illegible]

گیا۔ عبداللہ بن حسن اس کی قید میں تھا۔ اس وقت عبدالعزیز بن سعید نے ابوجعفر سے کہا کہ ایک طرف تو آپ محمد اور ابراہیم کے پکڑنے کی طرف توجہ دے رہے ہیں اور دوسری طرف بنات حسن [illegible] ان کے [illegible] شخص کا رعب لوگوں کے قلوب پر چھا گیا ہے۔ یہ بات عبدالعزیز ہی نے کی تھی اور یہ بات ان سب کی گرفتاری کا باعث ہوئی۔ ابوجعفر نے اس کے بعد عبدالعزیز سے پوچھا کہ یہ مشورہ تم کو کس نے دیا ہے یہ بات سمجھی تھی اس نے کہا کہ فلیح بن سلیمان نے۔ عبدالعزیز بن سعید کے مرنے کے بعد ابوجعفر کا [illegible] ہوا اور حاکم صدقات ہو گیا تو انہوں نے فلیح بن سلیمان کو اس کی جگہ مقرر کر دیا ابوجعفر نے بنی حسن کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

ابوجعفر نے ریاح کو حکم دیا کہ تم تمام بنی حسن کو گرفتار کر لو اور ان کو قید کر دو اس کے لیے انہوں نے ابو الازہر مہری کو مدینہ بھیجا انہوں نے اس سے پہلے ہی عبداللہ بن حسن کو قید کر دیا تھا اور وہ تین سال تک قید رہا۔ حسن بن حسن نے عبداللہ کے غم میں خضاب لگانا ترک کر دیا تھا اور ابوجعفر کہتے تھے کہ ان ماتم کی شکل بنانے سے کیا فائدہ ہوگا۔

بنی حسن کی گرفتاری:

ریاح نے حسن بن حسن کے بیٹوں ابراہیم اور حسن کو حسن بن جعفر بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کو اور [illegible] بن حسن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کو اور ابراہیم بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹوں محمد، اسماعیل اور اسحاق کو اور عباس بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قید کر لیا آخر الذکر اس کے گھر کے دروازے ہی پر گرفتار کیا گیا تو اس کی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر نے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں اس کے لیے [illegible] اسے چھوڑ دو تاکہ اسے لپٹا کر پیار کر لوں۔ مگر سرکاری عہدہ داروں نے اس سے انکار کر دیا اور کہا قسم [illegible] زندہ رہو [illegible] انہوں نے علی بن حسن بن حسن بن حسن [illegible] کو گرفتار کر لیا۔ ابوجعفر نے ان کے ساتھ علی کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کو بھی قید کر دیا۔

ریاح بن عثمان کی حرکت:

اب ریاح نے اہل مدینہ اور عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو علی الاعلان گالیاں دینی شروع کیں ایک دن منبر پر کہا کہ یہ دونوں [illegible] ایک [illegible] برپا کرنے والے مفسد ہیں پھر ابو عبیدہ کی بیٹی ان کی ماں کا نام لیا اور اسے گالیاں دیں [illegible] سب لوگوں نے [illegible] کے لیے [illegible] اس پر اس نے [illegible] کا طلب کرنے کہا کہ ہمارے ان کو گالیاں دینے کی قسم [illegible] ہوتی ہے۔ تم نے [illegible] کے لیے مجبور کر دیا۔ [illegible] سے کیا تمہارے خلیفہ تمہاری مخالفت [illegible] شکایت لکھتے ہیں اس پر لوگوں نے کہا کہ اس شخص کے بیٹے جس پر [illegible] جاری ہوتی ہے [illegible] سب نے [illegible] پیچھے [illegible] اور [illegible] اس کے [illegible] کنکریاں [illegible] دیں گھر پھر [illegible] چلے گئے۔

علی بن محمد کی گرفتاری کا واقعہ:

مذکورہ بالا بنی حسن کے ساتھ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ بھی قید کر دیے گئے اسی طرح علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن [illegible] بھی مصر سے آنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا، والی مصر نے اس کا پتہ چلا لیا۔ علی چونکہ اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے اسے گرفتار کر کے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ابوجعفر سے اپنے گرفتار ہونے کا اقرار کیا اور اپنے باپ کے طرفداروں کے نام بتا دیئے۔ جن لوگوں کے نام اس نے ابوجعفر کو بتائے تھے ان میں عبدالرحمن بن ابی الموالی اور ابوحنین بھی تھے۔ ابوجعفر نے ان دونوں کو قید کر دیا اور سو درے ابوحنین کو لگوائے۔

ایک مرتبہ حسن بن حسن بن حسن ابراہیم بن حسن کے پاس آیا اس وقت وہ اپنے اونٹوں کو چارہ کھلوا رہا تھا۔ حسن اس سے کہنے لگا کہ عبداللہ تو قید میں ہے اور تم یہاں اونٹ چرا رہے ہو، اے غلام ان کی رسی کھول دو۔ غلام نے ان کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم نے انہیں واپس لانے کے لیے آواز دی مگر ان اونٹوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آیا۔

علی بن عبداللہ کا بیان:

علی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بیان کرتا ہے کہ ہم مقصورہ میں دربان کے دروازے پر حاضر ہوئے۔ نقیب نے آ کر کہا کہ بنی حسین میں سے جو لوگ یہاں ہوں وہ اندر آ جائیں۔ میرے چچا عمر بن محمد نے مجھ سے کہا کہ ذرا دیکھو تو یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ باب مقصورہ سے اندر گئے اور باب مروان سے باہر نکل آئے۔ اس کے بعد نقیب نے کہا کہ بنی حسن یہاں ہوں آپ وہ اندر آ جائیں۔ چنانچہ یہ بھی باب المقصورہ سے داخل ہوئے اور دوسری طرف باب مروان سے لوہار اندر گئے پھر یہ پابجولاں ہو گئے۔

علی بن حسن کی گرفتاری کے لیے پیشکش:

عیسیٰ کا باپ راوی ہے کہ حسن بن زید کا یہ دستور تھا کہ وہ ہر ایک کی تنخواہ پوری کر دیتے اور قدامہ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا لیتا تھا اور ہم لوگ بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور جب روشنی اچھی طرح پھیل گئی کہ ہم ایک دوسرے کی شکل پہچان سکیں اس وقت ایک شخص کپڑے سے منہ چھپائے سامنے آیا۔ حسن نے اسے خوش آمدید کہا اور کہا کہ آپ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی میرے خاندان والوں کے ساتھ قید کر دیجیے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ علی بن حسن بن حسن بن حسن ہے۔ حسن نے کہا مجھے تمہاری یہ بات امیر المومنین تک پہنچا دوں گا اور وہ اس بات پر ضرور تمہارا لحاظ کریں گے۔ اس نے اسے بھی قید کر دیا۔

سعید بن ناشر، جعفر بن سلیمان کا مولی، راوی ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا۔ یہ وہیں گرفتار کر لیا گیا اور ابوجعفر کی قید ہی میں اس کا انتقال ہوا۔

محمد بن عبداللہ کا عبداللہ بن حسن کو پیغام:

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سب قید کر دیئے گئے تو جیل خانہ میں گنجائش نہ رہی اور ہمیں تکلیف ہونے لگی۔ اس وجہ سے میرے باپ عبداللہ بن حسن نے ربیع سے کہا کہ آپ اجازت دیں تو میں ایک مکان خرید لیتا ہوں اور اس میں آپ ہمیں قید رکھیے۔ ربیع نے اسے منظور کر لیا۔ میرے باپ نے ایک مکان خرید لیا اور ہم سب اسی میں منتقل کر دیئے گئے۔ جب قید بہت طویل ہو گئی تو محمد اپنی ماں ہند کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے اپنے باپ اور چچاؤں کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے اب میں یہ برداشت نہیں کر سکتا میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں شاید اسی طرح انہیں رہائی نصیب ہو۔

عبداللہ بن حسن کی محمد بن عبداللہ کو نصیحت:

ان کی ماں نے یہ کیا کہ اپنی ہیئت بدل کر پرانے چیتھڑے گدڑے پہن کر ماماؤں کی طرح جیل آئی اسے اندر آنے کی اجازت دی گئی میرے باپ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور خود اٹھ کر اس کے پاس گئے اس نے محمد کا قصہ کہا انھوں نے کہا اسے منع کردو کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے ہم اپنی جان پر صابر ہیں اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس میں ہمارے لیے بھلائی کرے گا تو چاہیے کہ اس سے کہہ دو کہ وہ اپنی حکومت کے لیے دعوت دے اور اس میں پوری کوشش کرے ہمارے مصائب کی کشائش اللہ کے ہاتھ میں ہے ان کی ماں نے واپس جا کر ساری گفتگو محمد سے بیان کر دی۔ اب محمد اپنے ارادے پر پوری طرح جم گئے۔ اسی سال حسن بن حسن بن علی کے بیٹوں پوتوں کو مدینہ سے عراق بھیج دیا گیا اس واقعہ کی تفصیل اور اس کے اسباب حسب ذیل ہیں۔

حسن بن حسن اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو:

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ابوجعفر حج کرنے گئے تو انھوں نے محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور مالک بن انس کو ہمارے اعزا کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ آپ عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو میرے حوالے کر دیں یہ دونوں آدمی ہمارے پاس آئے اس وقت میرے باپ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے ان دونوں نے ان کو پیام پہنچا دیا اس پر حسن بن حسن نے کہا کہ یہ ان بدبخت کے بیٹوں کی حرکت ہے بخدا! یہ ہماری رائے نہیں ہے نہ ہمارے کنبہ کا ایسا خیال ہے علاوہ اس کے اس میں کچھ دخل ہے اس پر ابراہیم نے حسن کو خطاب کیا کہ آپ ان کے بیٹوں کی وجہ سے اپنے بھائی کو برا کہتے ہیں اور اپنے بھتیجے کو ان کی ماں کی وجہ سے کیوں برا کہتے ہیں اتنے میں میرے باپ نماز پڑھ کر واپس آگئے ان دونوں نے ان سے وہ پیام کہہ دیا انھوں نے ان کے جواب میں کہا بخدا! میں ایک حرف بھی اس کے جواب میں نہیں کہنا چاہتا۔ البتہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں ان دونوں صاحبوں نے یہ پیام ابوجعفر کو پہنچا دیا اس پر ابوجعفر کہنے لگے کہ وہ اپنا جادو کر کے مجھے مسحور کرنا چاہتے ہیں بخدا! جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو حاضر نہیں کریں گے میں ان کو اپنے پاس نہیں بلاؤں گا۔

ابن زبالہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بعض علماء سے یہ بات سنی ہے کہ عبداللہ بن حسن کی تقریر میں یہ جادو بھرا تھا کہ جس کے ساتھ وہ ہم کلام ہوتے انھوں نے اسے اپنی رائے سے پھیر دیا۔

بنو حسن کی طلبی:

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اسی سلسلہ میں ابوجعفر حج کرنے چلے گئے حج سے فارغ ہو کر مدینہ نہیں آئے بلکہ ربذہ چلے گئے اور اس کی سرحد پر پڑاؤ ڈالے حارث بن اسحاق کہتا ہے کہ بنو حسن ریاح کے پاس قید تھے کہ ابوجعفر ۱۴۰ھ میں حج کے لیے آئے ربذہ میں رہے تو ریاح ان سے ملا انھوں نے اسے مدینہ واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ تم سب بنو حسن کو میرے پاس بھیج دو نیز ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی بھیج دو کیونکہ یہ بھی ماں کی طرف سے بنو حسن کا بھائی تھا ان سب کی دادی فاطمہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تھیں۔

بنو حسن کی روانگی ربذہ:

ریاح نے اسے بھی طلب کیا یہ اس وقت بدر میں اپنی کسی جاگیر پر مقیم تھا وہاں سے ریاح نے مدینہ بلایا اور پھر اس کے

جائے [illegible] پڑھ رہے تھے [illegible] ان کے [illegible]
[illegible] عبداللہ بن حسن [illegible] ان کی [illegible]
گئے [illegible] بھائی [illegible]
[illegible] عبداللہ [illegible] پہچانا [illegible]
دو [illegible] جب [illegible] چلا۔

علی بن حسن کا استقلال و استقامت:

[illegible] راوی ہے کہ جب بنی حسن [illegible] لے جائے جا رہے تھے تو بیڑیوں [illegible] علی
بن حسن بن حسن اس وقت نماز پڑھ رہے تھے [illegible] ایک [illegible] کی [illegible]
[illegible] اور سب نے [illegible] جانے سے انکار کر دیا تھا جب [illegible] تو [illegible]
[illegible] معلوم ہو کہ لوگوں کی کیا حالت ہوگی [illegible] آگے [illegible]
بیڑیاں اس کے لئے ایسی ہوئیں۔

عبداللہ بن عمران کہتا ہے کہ ابراہیم بن حسن [illegible] تھا۔

بنی حسن کی شکل پر حسین بن زید کا اظہار تاسف:

حسین بن زید بن علی بن حسین کہتا ہے کہ جب صبح کی نماز کے بعد میں مسجد نبوی گیا تو میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو مروان
کے قصر سے نکالا جا رہا ہے ابوالازہر ان پر متعین تھا اور ان کو [illegible] لے جا رہے تھے میں اپنے گھر واپس آ گیا اسی وقت جعفر بن محمد
نے مجھے بلا بھیجا میں ان کے پاس آیا انہوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا میں نے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو محملوں میں [illegible]
[illegible] ایک [illegible] غلام [illegible] چادر [illegible]
جب وہ [illegible] تھوڑی دیر [illegible] عبداللہ [illegible]
[illegible] آ گئے [illegible] سب سے پہلے عبداللہ بن
حسن کا محمل [illegible] ایک [illegible] طریقہ [illegible] تمام [illegible]
ایک کر کے [illegible] جعفر آپ [illegible] گئے [illegible] میری طرف [illegible]
[illegible] عبداللہ [illegible] نہیں [illegible]

مصعب بن عثمان راوی ہے کہ جب بنی حسن کو قید کر کے لے گئے تو حارث بن عامر بن عبدالرحمن [illegible]
[illegible] کے پاس آ کر کہنے لگا [illegible] خدا کا شکر ہے [illegible] تمہارا [illegible] بنی حسن [illegible]
[illegible] مگر عبداللہ نے کہا [illegible] تم خاموش رہو۔

محمد اور ابراہیم کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات:

[illegible] محمد بن عبداللہ [illegible] بیان کرتا ہے کہ جب بنی حسن [illegible] جا رہے تھے تو محمد اور ابراہیم بدوؤں کے بھیس میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خلاف تھی تو اس کا رنگ بگڑ گیا تھا یہ سب لوگ باہر نکالے گئے تو ربذہ کی راہ میں ابو جعفر کے پاس ایک شخص نے [illegible] پوچھا کہ محمد بن عبداللہ العثمانی کہاں ہے؟ [illegible] جب محمد نے ان کی آواز سنی تو ایوب بن سلمہ المخزومی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ابوجعفر کی نظر [illegible] تو [illegible] کے لیے تیار رہو اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ کرو۔ جب محمد کو باہر نکالا گیا اس کے [illegible] گئے تھے ان کا رنگ جیسا پہلے تھا ویسا ہی معلوم ہوتا تھا گو تمام جسم پر خون جاری تھا [illegible] ان کی ایک آنکھ پر [illegible] سے کی آنکھ باہر نکل آئی تھی وہ اپنے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کے پہلو میں لا کر بٹھا دیا گیا انہوں نے پانی مانگا عبداللہ بن حسن نے کہا اے لوگو! کون ہے جو ابن رسول اللہ ﷺ کو پانی پلائے؟ کسی نے ان کا جواب نہیں دیا۔ سب [illegible] ہو گئے آخر ایک خراسانی نے پانی لا کر انہیں پلایا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابوجعفر ایک محمل کی ایک شق میں سوار ہو کر آیا اور اس کی دوسری جانب [illegible] بیٹھا ہوا تھا [illegible] عبداللہ نے پکارا اے ابوجعفر جنگ بدر میں ہم نے تمہارے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا تھا ابوجعفر [illegible] اور اس کا کوئی جواب ان سے نہیں دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ العثمانی ابوجعفر کے پاس آیا تو اس نے اس سے ابراہیم کو پوچھا اس نے کہا مجھے ان کا کچھ علم نہیں۔ ابوجعفر نے اس کے منہ پر کوڑے سے ضرب لگائی۔

ابوجعفر اور عبداللہ بن محمد میں تلخ کلامی

بیان کیا گیا ہے کہ اس محمد کے بارے میں ابوجعفر کی رائے بہت اچھی تھی مگر ریاح نے ابوجعفر سے ایک مرتبہ کہا کہ امیر المومنین اہل خراسان آپ کے شیعہ اور مددگار ہیں۔ اہل عراق آل ابوطالب کے شیعہ ہیں۔ اہل شام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان کے سوا کسی کو دین کا پیشوا نہیں مانتے مگر ان کو [illegible] محمد بن عبداللہ بن عمرو ہی ہے کہ اگر وہ [illegible] تو ایک شخص بھی ان کی حمایت سے گریز نہ کرے گا۔ اس تقریر نے ابوجعفر کے دل میں جگہ کر لی جب وہ حج کو آئے تو محمد ان کے پاس آیا۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہ تیری بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں نہیں ہے؟ اس نے کہا [illegible] ملاقات [illegible] ابوجعفر نے کہا کیا مجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری بیٹی حاملہ ہے اور [illegible] اس نے کہا [illegible] جانتا ہوں۔ ابوجعفر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] تو آپ اپنی بیٹی کی نسبت ایسا کہتے ہیں ابوجعفر نے اس [illegible] ابوجعفر نے [illegible] اس کے بعد ابوجعفر نے اس کے منہ پر [illegible] مارا۔ محمد کی بیٹی رقیہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیوی تھی۔

سلیمان بن داؤد کا بیان:

سلیمان بن داؤد بن حسن بیان کرتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو کبھی اس قدر بے تاب اور رنجیدہ نہیں دیکھا جتنا کہ اس دن دیکھا جب کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان [illegible] اور خود [illegible] سے [illegible] تھا ان کے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کے گلے [illegible] گئی اور وہ [illegible] ہو گیا [illegible] عبداللہ بن حسن زار و قطار رونے لگے۔

موسیٰ بن عبداللہ پر عتاب:

موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ اپنے دادا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جب ہم ربذہ آئے تو ابوجعفر نے میرے باپ کے پاس اپنا قاصد اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ اپنے بیٹوں میں سے ایک شخص کو بھیج دو جو محمد اور ابراہیم کو ڈھونڈ دے ورنہ وہ کبھی تمہارے پاس واپس نہیں آ سکے گا اس کے تم بھتیجے باپ دادا کو اپنے تئیں اس قربانی کے لیے پیش کرتے تھے ان لوگوں نے ہمارا گھر کسی کو قبول نہیں کیا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری خاطر اپنے بھتیجوں کو مصیبت میں ڈالوں البتہ اے موسیٰ تم جاؤ۔ چنانچہ میں گیا اس وقت میری عمر بہت ہی کم تھی مجھے دیکھ کر ابوجعفر نے کہا اسے کوڑوں سے ٹھیک کرو۔ چنانچہ مجھ پر اتنے کوڑے پڑے کہ میں بے ہوش ہو گیا مجھے مار کی کچھ خبر نہ رہی جب وہ ختم ہوئی تو مجھے ہوش آیا انھوں نے مجھے اپنے بالکل قریب بلایا اور پوچھا جانتے ہو کیا ہے۔ یہ وہ خون تھا جو میرے جسم سے بہا تھا مجھے ایک ڈول اپنا خون پینا پڑا اس کے بعد وقت کا تقاضا کرتے تھا ابا جان اس کے بعد میں نے کہا امیر المومنین! اس معاملہ میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بالکل بے خبر ہوں انھوں نے کہا تم جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لے کر آؤ۔

موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی مدینہ

میں نے کہا آپ مجھے رباح بن عثمان کے پاس بھیج دیجئے میں وہاں جاتے ہی وہ میری نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لیے جاسوس اور مخبر متعین کر دے گا وہ سب جس طرح میرے ساتھ رہیں گے مجھے ڈر ہے کہ میرے بھائیوں کو ان جاسوسوں کا علم ہو جائے گا اور وہ مجھ سے دور بھاگتے رہیں گے ابوجعفر نے رباح کو لکھ دیا کہ تم کو موسیٰ پر کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے اسے آزاد چھوڑ دو اس کے ساتھ خود انھوں نے اپنے آدمی میرے ساتھ کر دیے اور ان کو ہدایت کر دی کہ وہ میری تمام مراسلت ان کو لکھتے رہیں۔ میں مدینہ آ کر جا ٹھہرا میں ابن جشم کے مکان میں فروکش ہوا میں کئی دن اسی مکان میں ٹھہرا رہا۔ رباح نے ابوجعفر کو لکھا کہ موسیٰ اپنے مکان میں آرام سے سکونت پذیر ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ کب امیر المومنین پر مصائب کا نزول ہو۔ ابوجعفر نے اسے لکھا کہ موسیٰ کو میرے پاس بھیج دو چنانچہ رباح نے پھر مجھے ان کے پاس بھیج دیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کی رہائی:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ میرے باپ نے ابوجعفر کو لکھا تھا کہ میں محمد اور ابراہیم کے نام ایک خط لکھتا ہوں آپ موسیٰ کو بھیج دیجئے ممکن ہے کہ وہ اپنے بھائیوں تک اس خط کو پہنچا دے اور اپنے خط میں ان دونوں کو لکھا کہ تم ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ مگر موسیٰ نے ان سے زبانی یہ کہا کہ ہرگز نہ آنا اس ترکیب سے ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح میں ابوجعفر کی گرفت سے نکل جاؤں چونکہ میں بچوں کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس لیے میرے باپ مجھے بہت عزیز رکھتے۔ کہتے ہیں میں مدینہ آ کر ماہ مقیم رہا میرے ساتھ ابوجعفر کے جاسوس متعین تھے جب میرے قیام کو عرصہ گزر گیا اور جس مقصد کے لیے مجھے چھوڑا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو رزام نے ابوجعفر کو میری شکایت لکھ بھیجی ابوجعفر نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔

عمران بن محمد راوی ہے کہ بنو حسن ربذہ روانہ ہوئے ان میں علی اور عبداللہ حسن بن حسن بن حسن بن جعفر کے بیٹے بھی تھے ان کی ماں حبابہ بنت عامر بن عبداللہ بن عامر بن بشیر تھی حسن بن حسن اور عبداللہ بن حسن دونوں قید میں انتقال کر گئے۔ ان کی ماں عائشہ

بنت طلحہ بن عمر بن عبیداللہ تیمی اور عبداللہ بن حسن اور ابراہیم بن حسن تھے ۔

پسرانِ حسن وعلی کی پیش کش:

ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن کو مع اپنے اہل وعیال کے [illegible] کے لیے [illegible] تو عبداللہ نے بعض کی طرف اشارہ کر کے اپنے انہی سے کہا مجھ کو ان [illegible] آیا ہے [illegible] جب سے ہم ان ظالم کے خلاف کاروائی کر رہے [illegible] اتنے میں حسن و علی کے دو بیٹے جو اس مجلس میں تھے عبداللہ بن حسن کے پاس آئے اور ان سے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ہم تمہارے پاس آئے ہیں جو آپ کہیں ہم اسے بجا لائیں۔ عبداللہ نے کہا کہ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اس معاملے میں تم کچھ کارآمد نہیں ہو سکتے تو دونوں واپس چلے گئے۔

محمد بن ابراہیم کا انجام:

ابو جعفر کے حکم سے ابو الازہر نے بنی حسن کو ہاشمیہ میں قید کر دیا۔ جب یہ سب ابو جعفر کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کی نظر محمد بن ابراہیم بن حسن پر پڑی۔ وہ ان کو دیکھ کر کہنے لگے تو ہی دیباج اصغر ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ ابو جعفر نے کہا خدا کی قسم تمہیں اس طرح قتل کروں گا کہ اس طرح کسی نے کسی اور تیرے خاندان والے کو قتل نہ کیا ہوگا۔ ابو جعفر نے ایک چبوترے کے ستونوں کو بیچ میں سے [illegible] کرنے کا حکم دیا جب وہ تیار کر دیا گیا تو محمد بن ابراہیم کو اس میں زندہ چنوا دیا۔ یہ اس قدر حسین تھا کہ اس کی زندگی میں لوگ اس کی صورت دیکھنے جاتے تھے۔

ابو الازہر بیان کرتا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن حسن نے مجھ سے کہا کہ حجام بلوا دو میں نے امیر المومنین سے ان کے لیے اجازت طلب کی فرمایا بہت اچھا حجام بلوا لو۔

بنی حسن جو قید کیے گئے تھے تیرہ تھے ان کے ساتھ عثمانی بھی تھا اور اس کے دو بیٹے بھی تھے۔ یہ سب ابن ہبیرہ کے محل میں جو کوفہ کے مشرق میں بغداد سے متصل واقع ہے قید رکھے گئے ان میں سب سے پہلے ابراہیم بن حسن نے انتقال کیا پھر عبداللہ بن حسن کا انتقال ہوا یہ جہاں مرا تھا اس کے قریب ہی دفن کیا گیا عام طور پر جس قبر کو لوگ اس کی قبر بتاتے ہیں وہ اس کی قبر نہیں ہے بلکہ اس کے قریب دوسری قبر ہے۔

ابو عون کی محمد بن عبداللہ بن عمرو کے خلاف شکایت

محمد بن ابی حرب راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو ابو جعفر کی قید میں تھا وہ اس کی برات کو جانتے تھے اتنے میں ابو عون نے خراسان سے ابو جعفر کو لکھا کہ اہل خراسان پر ہمارا رعب باقی نہیں رہا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں اس پر ابو جعفر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اور اپنا معتمد بیان کرنے کو بھیجا کہ یہ محمد بن عبداللہ ہے اور اس کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو کا قتل:

کہتا ہے کہ ابو جعفر کہتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس فاسق اور دوزخی خاندان والے سے چھٹکارا پاؤں انہوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تو نے اپنی بیٹی عبداللہ کے بیٹے سے بیاہ دی ہے اس نے کہا نہیں ابو جعفر نے پوچھا تو

[illegible]

محمد بن عبداللہ بن عمرو کے سر کی خراسان میں تشہیر

[illegible]

محمد بن عبداللہ کے قتل کی وجہ

[illegible]

عبداللہ بن حسن کے قتل کا حکم:

[illegible]

عبداللہ بن حسن کا قتل:

شعبانی نے کہا وہ خط پڑھتا اور مجھ سے پوچھا جاتا تھا کہ یہ فلاں شخص ہے تم نے کہا گیا ہے میں نے کہا کہ نہیں جانتا اس نے کہا بخدا یہ عبداللہ بن حسن ہیں دیکھو اب یہ کیا کہتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ابوالازہر میرے پاس آیا اور بیٹھ گیا پھر کہنے لگا بخدا عبداللہ بن حسن مر گئے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر وہ اس کے پاس گیا اور وہاں سے نکل کر میرے پاس آیا۔ مجھ سے پوچھا تمہارے خیال میں علی بن حسن کیسا آدمی ہے۔ میں نے کہا کیا آپ مجھے سچا سمجھتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں اس سے بھی بڑھ کر۔ میں نے کہا بخدا وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم آج تک طول طویل تعریف کرتے رہتے ہو۔ ابوالازہر کہنے لگا بخدا وہ بھی ختم ہو گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ قید میں ہمیں نماز کے اوقات صرف ان اوراد و وظائف سے معلوم ہوتے تھے جو علی بن حسن پڑھا کرتے تھے۔

بشیر الرحال کا عہد:

بنی دار کا ایک صوفی کہتا ہے کہ میں نے بشیر الرحال سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس شخص کے خلاف خروج میں جلدی کی۔ اس نے کہا عبداللہ بن حسن کو گرفتار کرنے کے بعد ایک دن اس نے مجھے بلا بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اس کوٹھڑی میں جاؤں۔ میں اس کے اندر گیا تو میں نے عبداللہ بن حسن کو مقتول پڑا ہوا دیکھا اسے دیکھ کر مجھے غشی آ گئی۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے خدا سے یہ عہد کیا کہ ان کا بدلہ لینے کے لیے اگر کبھی کوئی دو آدمی بھی کھڑے ہوں گے تو میں ضرور ان کا ساتھ دوں گا۔ پھر میں نے منصور کے قاصد سے جو میرے ہمراہ تھا یہ درخواست کی کہ وہ میری اس حالت سے منصور کو ہرگز مطلع نہ کرے کیونکہ اگر اسے یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ فوراً مجھے قتل کر دیتا۔

عبداللہ بن حسن کے قتل کی دوسری روایت:

عمر بن شبہ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ روایت ہشام بن ابراہیم بن ہشام بن راشد ہمدانی سے جو عباسی تھا بیان کی کہ جعفر کے حکم سے عبداللہ بن حسن قتل کیا گیا تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ غلط ہے انہوں نے کہا مجھے یاد نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ منصور نے اپنے کسی مخبر کے ذریعے عبداللہ بن حسن کو یہ غلط خبر پہنچائی کہ محمد ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ اس خبر کو سن کر عبداللہ بن حسن کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گئے۔

عیسیٰ بن عبداللہ کا بیان:

عیسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ان سب کو زہر دے کر ختم کر دیا گیا ان میں سے صرف داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اور ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے اسحاق و اسماعیل اور جعفر بن حسن زندہ بچے اور جو ان میں سے قتل ہوئے وہ محمد کے خروج کے بعد قتل کیے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ آل حسن کی ایک شاہزادی جعفر بن حسن کو دیکھ کر کہتی تھی کہ ابو جعفر ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں کہ انہوں نے تجھے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن حسن کو قتل کر دیا۔

* * *

۱۴۴ھ کے واقعات

اسی سنہ میں ابوجعفر منصور نے بنی حسن بن حسن بن علی کی جماعت کو مدینہ سے گرفتار کرالیا۔

بنی حسن کی گرفتاری

اس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن عمر راوی ہے کہ جب ابوجعفر نے ریاح بن عثمان بن حیان المری کو مدینہ کا والی مقرر کیا تو اسے تاکید کی کہ وہ عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد و ابراہیم کی تلاش میں پوری جدوجہد کرے اور کبھی ان سے غافل نہ ہو۔ چنانچہ ریاح نے پوری مستعدی سے ان دونوں کی تلاش شروع کی اس کے خوف سے وہ دونوں چھپتے پھرا کرتے رہے ابوجعفر ان کی وجہ سے سخت پریشان ہو رہا تھا اس نے ریاح کو حکم لکھا کہ وہ ان کے باپ عبداللہ بن حسن اور ان کے بھائیوں حسن بن حسن، داؤد بن حسن، ابراہیم بن حسن اور محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو جو ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین کی وجہ سے ان کا بھائی ہوتا تھا چند اور لوگوں کے ہمراہ گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے اور ان سب کو میرے پاس بھیج دے۔ چنانچہ یہ سب لوگ قید کر کے ابوجعفر کے پاس بھیج دیئے گئے میرے متعلق بھی لکھا کہ اسے بھی بھیج دیا جائے۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ میں دل میں سمجھ گیا تھا کہ مجھے کس لیے بلایا ہے میں ان کا ماں جایا بھائی نہیں اور چونکہ میں بھی ان کے ساتھ تھا میں ان لوگوں سے آملا۔

بنی حسن پر جبر و تشدد

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن اور ان کے گھر والوں کو عصر کے بعد مروان کے قصر سے بیڑیوں میں جکڑا ہوا دیکھا پھر ان کو بغیر کسی زین کے کجاووں میں سوار کیا گیا تھا میں اس وقت بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ اس لیے جو میں نے دیکھا تھا وہ خوب یاد ہے۔

یہی راوی عبدالرحمن بن ابی الموالی سے روایت کرتا ہے کہ بنی حسن کے ساتھ قید ہو جانے والوں میں ابوجعفر نے مجھے بھی گرفتار کر لیا تھا میں نے ان کو بیڑیوں میں جکڑا دیکھا ان کی حالت یہ تھی کہ دھوپ میں کھڑے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں بھی عبداللہ بن حسن اور ان کے اہل بیت کے ساتھ جیل میں ڈال دیا گیا جب ابوجعفر حج سے فارغ ہو کر ربذہ آئے۔ عبداللہ بن حسن نے ابوجعفر سے ملاقات کے لیے اجازت مانگی مگر انہوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر عبداللہ بن حسن نے ان کو مرتے دم تک نہ دیکھا۔

محمد بن عمر پر عتاب

اس کے بعد ان میں سے ابوجعفر نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا انہوں نے ان کے سامنے پیش کیا اس وقت عیسیٰ بن علی ان کے پاس تھے مجھے دیکھ کر عیسیٰ کہنے لگے کیا یہی وہ ہے جس کا ذکر تھا۔ میں نے بیان کیا کہ اگر آپ اس پر سختی کریں گے یہ ان دونوں کا پتہ بتا دے گا۔ میں نے ابوجعفر کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا مجھے بتاؤ وہ دونوں فاسق اور کذاب کے بیٹے کہاں ہیں میں نے کہا امیر المومنین اگر میں سچی بات بیان کروں تو آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوگا انہوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ میں نے کہا میری

یہ نیا پرخاش ہوا اور مجھ پر یہ الزام لگاتے ہوئے کہ میں ان دونوں کے مقام سے واقف ہوں مگر اس نے مجھ سے اس بیان کو ترک کرنے اور گرفتار نہ کرانے کا قسم دیا۔ میں دونوں مقاموں کے درمیان پھنس گیا اور مجھ پر بیچارگی طاری ہو گئی۔ بڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا تھا اس لیے جب وقت آیا مجھے جو معلوم تھا اس کے بعد مجھے اسی حالت میں اٹھا کر یہ سب ... اس کے پاس لے جایا گیا۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو پر جبر و تشدد:

اس کے بعد اس نے اپنے ہاں محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کو جو رقیہ کا باپ اور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیوی کا باپ تھا طلب کیا۔ جب یہ اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے محمد سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ دونوں کذاب کیا کر رہے ہیں اور کہاں چھپے ہیں اس نے کہا امیرالمومنین بخدا مجھے ان کا مطلق علم نہیں ہے اس نے کہا تجھے بتانا پڑے گا۔ محمد نے کہا میں نے عرض کر دیا اور میں اپنے بیان میں سچا ہوں۔ آج سے پہلے میں جانتا بھی تھا مگر آج خدا کی قسم میں اس بات کو جانتا ہوں کہ مجھے ان کا علم نہیں ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں۔ چنانچہ کپڑے اتار کے کوڑے اس کے مارے گئے اس وقت وہ بے گناہ تھا اس کے ہاتھ میں زنجیریں تھیں جو اس کی گردن سے بندھی تھیں۔ اس کے بعد اسے باہر لایا گیا اور ایک قمیص اسے پہنائی اور ہمارے پاس لے آئے اس کے بدن سے اس قدر خون بہا تھا کہ وہ قمیص اس سے چپک گئی اور اتارنی بھی مشکل ہو گئی جب ایک بکری کو ذبح کر کے اس کی کھال اس کے جسم پر ڈالی گئی تب وہ قمیص اتری اس کے بعد اس کی مرہم پٹی کی گئی۔

بنو حسن کی ہاشمیہ میں اسیری:

اب ابوجعفر نے ہم سب کو عراق لے جانے کا حکم دیا اور ہمیں ہاشمیہ میں لا کر قید کر دیا گیا۔ ہم میں سب سے پہلے اس قید کی حالت میں عبداللہ بن حسن نے انتقال کیا یہ بنو علی کے افراد تھے کہ کہا گیا کہ جو حسن کا قریب ترین عزیز ہو وہ نماز جنازہ پڑھے۔ چنانچہ حسن بن حسن بن حسن بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان مر گئے اس کا سر کاٹ کر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان بھیجا گیا تاکہ خراسان کے شہروں میں اس کی تشہیر کی گئی جہاں وہ پھرایا گیا وہ شیعہ حلفیہ اس بات کو بیان کرتے کہ یہ سر محمد بن عبداللہ بن فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا ہے اس سے ان کی مراد محمد بن عبداللہ بن حسن ہوتی تھی۔ ان کے متعلق ان کے باپ کی یہ روایت مشہور تھی کہ وہ ابوجعفر کے خلاف خروج کرے گا۔ محمد بن عبداللہ کا بھائی ... بن عثمان ... تھا حسن بن حسن کی ماں ... کا اور حسن بن حسن ... تھا۔ محمد بن عبداللہ بن عمرو کے ماموں یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۴۵ھ کے واقعات

ریاح بن عثمان کی محمد بن عبداللہ کی تلاش

اس سال محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ میں اور ان کے بھائی ابراہیم نے ان کے بعد بصرہ میں خروج کیا اور دونوں مارے گئے۔

ابوجعفر بنی حسن کو قید کر کے اپنے ساتھ عراق لے گیا ریاح مدینہ واپس آیا اس نے اب محمد کی تلاش میں اپنی مستعدی دکھائی

دیا جائے [illegible] محمد [illegible] سے ظاہر ہونے کا [illegible] ذکر کرتا ہے کہ جب [illegible] محمد بن عبداللہ الجعفری سے یہ بات کی [illegible] کی وجہ سے محمد [illegible] وقت مقررہ [illegible] ان کے بھائی ابراہیم کے [illegible] نصرت کی [illegible] آئے تھے [illegible] کی وجہ سے وقت مقررہ پر خروج نہ کر سکے۔

ریاح بن عثمان کی روانگی [illegible]

[illegible] بیان کرتا ہے [illegible] کی لڑائی کے خوف سے [illegible] معلوم [illegible] آیا ہے [illegible] کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا [illegible] سے پہلے ہی [illegible] ہونے کے ارادے سے [illegible] عبداللہ بن [illegible] عبداللہ بن [illegible] دروازے کے [illegible]

عبیداللہ اور عبدالحمید کا محمد بن عبداللہ کو مشورہ:

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ (از بنی عامر بن لؤی) نے [illegible] روایت یہ ہے کہ عبیداللہ بن عمرو بن ابی ذئب اور عبدالحمید بن جعفر [illegible] سے پہلے [illegible] کیا انتظار کر رہے ہو [illegible] اور اچھا وقت [illegible] ہے تم خروج کرنے میں [illegible]

علی بن حسین بن جعفر کی [illegible]

حسین اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے [illegible] جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن حسین [illegible] علی بن [illegible] حسین بن علی [illegible] بن اسمٰعیل بن ایوب [illegible] ولید [illegible] ان کے پاس آئے [illegible] یہ خیال کیا گیا [illegible] کے اندر سے آ رہی ہے۔

ابن مسلم بن عقبہ کا علی بن حسین بن جعفر کو قتل کرنے کا مشورہ:

[illegible] مسلم بن عقبہ [illegible] اور سب کو قتل کر دیں۔ علی بن عمر کہتا ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضرور پوچھوں گا کہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ یہ سن کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ پڑھتا ہوا منخرق الخفین یشکو الوجی (اس کے دونوں پاؤں پتھریلی اور ناہموار سرزمین پر چلتے چلتے پھٹ گئے ہیں اور وہ درد سے کراہ رہا ہے) آناً فاناً نظر سے اوجھل ہو گیا۔ نظر سے غائب ہو جانے کے بعد اس کا حال معلوم کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دینے پر مجھے ندامت ہوئی میں اس کے پیچھے چلا کہ اس سے پھر پوچھوں مگر اسے نہ پایا۔ معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں سما گیا ہے کہ اسے آسمان کھا گیا۔ پھر مدینہ آیا۔ مدینہ آنے کے ایک دن اور رات گزری تھی کہ میں مدینہ میں صبح کی نماز میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے جس کی آواز سے میں آشنا تھا نماز میں اس نے سورہ انا فتحنا لک فتحا مبینا تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر وہ منبر پر بیٹھا تب مجھے معلوم ہوا کہ یہی محمد بن عبداللہ تھے جو مجھے ویران شہر میں ملا تھا۔

اسمٰعیل بن ابراہیم اور ابوجعفر کا حکم:

اسمٰعیل بن الحکم بن عوانہ نے ایک اور شخص کا جس کا نام اس نے لیا تھا اسی قسم کا قصہ نقل کیا اور وہ کہتا ہے کہ جب اس واقعہ کو میں نے اعراب کے ایک شخص سے جس کی کنیت ابوسعید تھی بیان کیا تو انہوں نے یہ بیان کیا کہ محمد اور ابراہیم نے بنی ضبہ کے ایک شخص اسمٰعیل بن ابراہیم بن ہود کو ابوجعفر کے پاس اس غرض سے متعین کر کے روانہ کیا کہ یہ ان کی خبریں پہنچاتا رہے یہ شخص مسیب کے پاس پیش کیا گیا جو اس وقت ابوجعفر کا کوتوال تھا اس نے اپنی قرابت جتائی مسیب نے کہا جو کچھ ہو مگر تم کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ابوجعفر نے پوچھا تم نے اسے کیا کہتے سنا ہے اس نے کہا:

شرده الخوف فازری به   کذاک من یکره حر الجلاد

ترجمہ: "خوف اس کا دشمن بن گیا ہے کہ اسے کہیں چین نہیں اور جو تلوار کی گرمی کو برا سمجھتا ہے اس کا حال خوف سے یہی ہو جاتا ہے۔

وخطة ذل نجعل الموت دونها   نقول بها للموت اهلا و مرحبا

ترجمہ: ہم موت کو ذلت پر ترجیح دیتے ہیں اور ذلت کے موقع پر موت کو خوش آمدید کہتے ہیں تم جاؤ اور یہ عمر اسے نہ دو۔"

ازہر بن سعید کا بیان:

ازہر بن سعید بن نافع جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ پھر جب ۱۴۵ھ میں محمد نے خروج کیا اس نے مع اپنے ساتھیوں کے رات مذاد میں بسر کی اور رات ہی میں وہ مدینہ آیا جیل اور خزانہ پر قبضہ کر کے انہوں نے ریاح اور ابن مسلم کو ایک ساتھ ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

خروج کے وقت محمد بن عبداللہ کا لباس:

علی بن ابی طالب راوی ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ محمد نے خروج کیا عمر بن راشد کہتا ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں ابھی باقی تھیں جب محمد نے خروج کیا۔ میں نے خروج کی رات میں اسے زرد رنگ کی مصری ٹوپی زرد رنگ کا جبہ اور عمامہ پہنے دیکھا۔ عمامے سے اس نے اپنی دونوں کوکھیں باندھ رکھی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے پہلو

دہلیز میں اس نے تلوار بے نیام کر لی تھی۔ یہ پا پیادہ ان سے کہہ رہا تھا کہ تم مت ڈرو مگر جب سرکاری قصر کی [illegible] آئے تو اسے [illegible] گیا تو ان سے [illegible]۔ کہ باب المقصورہ سے قصر کی راہ پر آیا۔ انہوں نے اسے بند کر دیا [illegible] نے اس دروازے سے پیچھے باب المقصورہ تک [illegible] کوئی شخص ادھر سے نہ جا سکا۔

ریاح بن عثمان کی گرفتاری

[illegible] نے [illegible] جب [illegible] آپ [illegible] گئی [illegible] سے [illegible] لوگوں [illegible] ہمراہی تھی اور اس کی طرف اس دروازے سے جو قصر میں کھلتا ہے۔ اسی دوران میں ریاح کے سپاہیوں نے مقابلہ بھی کیا تب جو لوگ ریاح کے سامنے تھے وہ محمد کے [illegible] گئے۔ [illegible] محل کے [illegible] ریاح [illegible] جا چھپا اور [illegible] سے [illegible] چھوڑ کر [illegible] چھوٹے دروازے سے نکال لے گئے اور اب خود وہ قصر مروان میں قید کر دیا گیا اس کے [illegible] بھائی عباس بن عثمان کو بھی قید کر دیا گیا۔ محمد بن خالد [illegible] یزید اور رزام [illegible] تھے محمد نے [illegible] سب کو [illegible] کر دیا اور [illegible] دیا گیا کہ وہ ریاح اور اس کے ہمراہیوں کی حفاظت کرے۔

ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کی اسیری

عیسیٰ کہتے ہیں کہ محمد نے ریاح، ابن [illegible] کے بھتیجے اور ابن مسلم بن عقبہ کو قصر مروان میں قید کر دیا تھا۔ راشد بن حفص کا بیان ہے کہ رزام نے [illegible] درخواست کی کہ مجھے [illegible] لوگوں میں جو [illegible] ریاح کے ساتھ سلوک کروں کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے مجھے کیا کیا تکلیفیں اور سزائیں دی ہیں [illegible] یہ بات [illegible] تم کو اس کا اختیار دیا جاتا ہے [illegible] نے [illegible] تمہارے ساتھ [illegible] کیا [illegible] تمہارے [illegible] اور [illegible] غیرت سے جواب دیا کہ [illegible] یہ ٹھیک ہے جو [illegible] تم میں تھی اس کا اظہار تم نے کیا اب ہم [illegible] ہے اس کے مطابق کریں گے۔ رزام نے [illegible] کی سخت مذمت کرتا [illegible] اور [illegible] اپنی حکومت و اقتدار کے زمانے میں [illegible] بہت جلد مشتعل ہو جاتا تھا اور اب مصیبت [illegible] اس قدر [illegible] ہے کہ [illegible] خوشامد کرتا ہے۔

موسیٰ بن عبداللہ [illegible] ریاح نے [illegible] محمد بن [illegible] بن ابی [illegible] انصاری ([illegible]) کو قید کر دیا تھا انہوں نے قید ہی میں اس کی مذمت میں اشعار کہے تھے۔

محمد بن عبداللہ کا خطبہ

اسمٰعیل بن یعقوب التیمی کی روایت ہے کہ محمد نے منبر پر [illegible] حمد و ثنا کے بعد کہا لوگو! تم کو معلوم ہے کہ [illegible] ابو جعفر نے جو عبد ہے اللہ کے مقابلے میں اس نے اپنی تعظیم کے لیے ایک قبہ خضراء بنایا ہے جیسا فرعون نے [illegible] تھا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں [illegible] اللہ نے اسے [illegible] دین کے قیام کے لیے سب سے زیادہ وہ [illegible] مہاجرین اور [illegible] انصار کی اولاد کا حق ہے۔ اے اللہ! تیرے دشمن نے تیرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے تیرے دشمنوں کو انہوں نے امان دی اور تیرے دوستوں کو انہوں نے خوف زدہ کر دیا۔ اے اللہ تو ان سب کو ہلاک کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ [illegible] تمہارے مقابلے میں [illegible] خروج نہیں کیا ہے کیونکہ میرے [illegible] کوئی [illegible] وقت [illegible] ہیں۔ تم کو [illegible] بنایا ہے [illegible] زمین میں کوئی

[illegible] ہے پہلے ہی بہت [illegible] ہو۔

موسیٰ بن عبداللہ کی [illegible] مراجعت مدینہ

موسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے [illegible]

[illegible]

ابوجعفر کے محمد بن عبداللہ کے نام جعلی خطوط

علی بن [illegible] کہتا ہے کہ ابوجعفر [illegible]

[illegible]

محمد بن عبداللہ کے عمال

حارث بن اسحاق کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

عبدالحمید بن جعفر [illegible]

[illegible] ابوالخطاب اور [illegible] کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی

ازہر بن سعید بن نافع کہتا ہے [illegible]

لوگ ان کے شریک نہ ہوئے وہ یہ تھے۔ ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام، عبداللہ بن المنذر بن المغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام، ابو سلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر تھے۔

کلثم بنت وہب کے اشعار

کلثم بنت وہب کہتی ہے کہ جب محمد نے خروج کیا اور مدینہ والے شہر چھوڑ کر چلے گئے ان میں میرا شوہر عبدالوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر بھی تھا یہ بھی بھاگ کر چلا گیا تھا میں اس وقت حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھی میرے شوہر نے بھاگتے ہوئے جو شعر کہے تھے اس کے جواب میں میں نے یہ اشعار کہے

رحم اللہ شبابا قاتلوا یوم الثنیہ قاتلوا عنہ بنیات

واحساب نقیہ صرعت الناس صبرا غیر عیس الاسدیہ

ترجمہ: "اللہ ان جوانوں پر اپنا رحم نازل فرمائے جو ثنیہ کی لڑائی میں مصروف کارزار ہوئے۔ ان لوگوں نے اپنی بیٹیوں کی حمایت میں بڑے عجیب اعمال کیے، ان جوانوں نے جب کہ اسدی جماعت کے علاوہ وہ سب لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے"۔

ان اشعار پر لوگوں نے یہ شعر اضافہ کیا:

قتل الرحمن عیسی قاتل النفس الزکیہ

ترجمہ: "خدا عیسیٰ کو قتل کرے جو نفس زکیہ کا قاتل ہے"۔

امام مالک بن انس کا فتویٰ:

سعید بن عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن الحکم بن سنان الحکمی نے جو انصار کے بھائی تھے اپنی روایت کو ایک سے زیادہ آدمیوں سے سنا ہے کہ محمد کے ہمراہ خروج کرنے کے متعلق امام مالک بن انس سے فتویٰ پوچھا گیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ ہم ابوجعفر کی بیعت کر چکے ہیں امام مالک نے کہا کہ تم نے بادل نخواستہ بیعت کی تھی اور اس صورت میں جبراً بیعت کرنے کی حالت میں تمہارا یمین عائد نہیں ہوتا اس فتویٰ کی بنا پر اب لوگ جوق در جوق محمد کے پاس جانے لگے امام مالک اپنے گھر میں بیٹھے رہے۔

اسمٰعیل بن عبداللہ کا بیعت کرنے سے انکار:

ابن ابی مطیع عبداللہ بن جعفر کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ خروج کے بعد محمد نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بیعت کرنے کے لیے بلایا یہ بہت معمر تھے اسمٰعیل نے کہا اے میرے بھتیجے خدا کی قسم تم مارے جاؤ گے پھر میں کیوں بیعت کروں؟ یہ سن کر تھوڑی دیر کے لیے لوگ ان کی بیعت کرنے سے رک گئے چونکہ خروج کے بعد محمد کی بیعت کرنے میں بنی معاویہ سب سے پیش پیش تھے۔ اس لیے حمادہ بنت معاویہ اسمٰعیل کے پاس آئی اور کہنے لگی چچا جان آپ کیا کر رہے ہیں سب سے پہلے میرے بھائی اپنے ننھیالی رشتہ داروں کی مدد کے لیے تیار ہوئے اگر آپ نے ایسا کہا تو تمام لوگ ان کی مدد کرنے سے رک جائیں گے مجھے یہ ڈر ہے کہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے بھائی سب مارے جائیں گے۔ مگر اس پر بھی بعض لوگوں نے ان کے کہنے پر کوئی التفات نہیں کیا اور محمد کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حمادہ ان کی دشمن ہو گئی اور اس نے ان کو مروا ڈالا۔ محمد چاہتا تھا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھے عبداللہ بن اسمٰعیل اس سے بحث کرنے لگا اور اس نے جھگڑا برپا کیا اور کہا کہ ایک طرف تو میرے باپ کو قتل کراتا ہے

[illegible]

عبداللہ بن الحسین اور محمد بن عبداللہ

[illegible]

محمد بن خالد القسری کی گرفتاری

محمد بن خالد القسری [illegible]

عبدالحمید کی محمد بن عبداللہ کے دعوے پر تنقید

[illegible]

محمد کے مکہ اور شام پر عاملوں کا تقرر

محمد نے حسن بن معاویہ [illegible] کو مکہ کا عامل [illegible] کے روانہ کیا۔

محمد نے قاسم بن اسحاق کو یمن [illegible] اور موسیٰ بن عبداللہ کو شام کا عامل مقرر کیا [illegible]

سے دعوت دی لیکن قبل اس کے کہ یہ دونوں اپنی اپنی منزل مقصود کو پہنچیں خود انہی کو قتل کر دیا گیا۔ نیز محمد نے عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کو سکوں کا نگران مقرر کیا۔

محمد آدم رنگ تھے شدید سیاہ فام ان کا قد لمبا تھا بہت جسیم اور فربہ تھے کالے ہونے کی وجہ سے لوگ انہیں قاری کہتے تھے یہاں تک کہ ابو جعفر بھی اسے محمد کے بجائے محمم پکارتے تھے۔

ابراہیم بن زیاد کا بیان:

ابراہیم بن زیاد بن منبہ کہتا ہے کہ جب بھی محمد منبر پر چڑھا کرتا۔ کہتے ہیں نے کئی بار اس کے گلے میں [illegible] تھا۔

ایک مرتبہ محمد منبر پر بیٹھا تقریر کر رہا تھا کہ اس کے حلق میں بلغم اٹک گیا اسے نگل گیا پھر دوسرا آیا اسے بھی نگل گیا پھر تیسرا آیا اسے نگل گیا پھر چوتھا آیا محمد نے ادھر ادھر دیکھا کہ تھوکنے کی کوئی جگہ نظر نہ آئی تو اس نے اپنا بلغم مسجد کی چھت پر تھوک مارا اور وہ وہیں چپک کر رہ گیا۔ یہ بہت ہکلا تھا بعض مرتبہ اس کے سینے میں آ کر بات رک جاتی تھی اور وہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر ادا کرتا۔

ایک دن عیسیٰ بن موسیٰ ابو جعفر سے ملنے آیا اور کہنے لگا امیر المومنین میں آپ کو بہت خوش کروں گا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کے مکان کا ایک حصہ ابن ابی معاویہ یعنی حسن بن یزید اور معاویہ سے خرید لیا ہے ابو جعفر نے کہا کیا اس بات سے تم کو خوشی ہوتی ہے یہ بات قابل خوشی نہیں ہے تم کو معلوم ہے کہ یہ حصہ معاویہ نے صرف اس لیے فروخت کیا ہے کہ اس کی جو قیمت ان کو ملے اس سے وہ تمہارے خلاف بغاوت میں مدد کریں۔

عبداللہ بن ربیع اور ابو جعفر کی گفتگو:

عبداللہ بن ربیع بن عبیداللہ بن عبدالمدان بیان کرتا ہے کہ جس وقت محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اس وقت منصور نے شہر بغداد کی بنیادوں کے نشان بنا کر خط کھینچ دیئے تھے وہ کوفہ جانے کو روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا مجھے نکال کر اپنے [illegible] کے پاس پہنچا۔ دیر تک خاموش رہے اس کے بعد مجھ سے کہا اے ابن ربیع محمد نے خروج کر دیا ہے میں نے پوچھا کہاں؟ انہوں نے کہا مدینہ میں۔ میں نے کہا خدا کی قسم یہ [illegible] ہو گیا اور میں نے [illegible] اس نے ایسی حالت میں خروج کیا ہے کہ نہ مال کے پاس ہے نہ [illegible] ہیں اور نہ ساز و سامان۔ امیرالمومنین میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدہ المخزومی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جنگ زاب کے دن مروان کے پاس کھڑا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا سعید تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جو دشمن کے سامنے ہے مجھ سے لڑ رہا ہے میں نے کہا یہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس ہیں مروان نے پوچھا ان میں وہ کون سا ہے ذرا مجھے اس کا حلیہ بتاؤ میں نے کہا وہ اشقر گندم گوں [illegible] ڈاڑھی والا ہے۔ وہ تم سے سخت عداوت رکھتا ہے عبداللہ بن معاویہ کو شکست کھا جانے پر [illegible] کہتے ہیں مروان کہنے لگا ہاں میں اسے پہچان گیا۔ خدا میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ علی بن ابی طالب کا بیٹا مجھ سے لڑتے تو مجھے کوئی پرواہ نہ تھا۔ کیونکہ علی اور ان کی اولاد کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور [illegible] اس سے بہرہ ور نہ ہوں گے البتہ یہ بنی ہاشم رسول اللہ ﷺ کے چچا کی اولاد میں ہیں ان کا یہ حق ہے۔ اس کے ساتھ شام کی ہوا ہے اور شامی ہی اس کی مدد ہے [illegible] اے ابن جعدہ تم جانتے ہو کہ میں نے عبدالملک کو چھوڑ کر جو عبداللہ سے بڑا ہے کیوں اپنے بیٹے عبداللہ اور

[illegible]

[illegible]

محمد بن عبداللہ کے خروج کی ابوجعفر کو اطلاع

[illegible]

[illegible]

حارث منجم کی پیشین گوئی

[illegible]

[illegible]

عبیداللہ بن علی کا مشورہ

[illegible]

نے کہا [illegible] ۔ اس نے تحقیق کر کے [illegible] سے معلوم ہوا [illegible] تھا ان سے کہا کہ میں قید میں [illegible] ہے ۔ بیٹا مجھے آزاد کرا دو [illegible] کی آرزو ہے [illegible] ۔ اس نے جواب میں ابوجعفر نے [illegible] آپ کی تحریر [illegible] اب بھی تمہارے دل میں محمد سے [illegible] ہے ۔ [illegible] نے لکھ بھیجا [illegible] ان کے [illegible] تھا ۔ [illegible] کی طرف [illegible] تھا اور جو شخص وہاں سے کسی طرف نکل [illegible] محمد بن قحطبہ [illegible] وقت سے [illegible] محمد کے مقابلہ پر بھیجا ۔ ابوجعفر نے [illegible]

عبداللہ بن علی کی روایت

جب محمد کے ظاہر ہونے کی اطلاع ابوجعفر کو ملی اس وقت عبداللہ بن علی قید تھے ۔ ابوجعفر نے [illegible] ۔ [illegible] معاملات میں [illegible] ان کے پاس بھیجا [illegible] مجھے [illegible] اجازت مانگی انھوں [illegible] انھوں نے [illegible] خروج کیا ہے ۔ اس نے پوچھا [illegible] ابوجعفر [illegible] کامیابی ہوئی تو مجھے [illegible] کامیابی نصیب ہوئی تو [illegible]

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے پر ابوجعفر نے [illegible] ۔ [illegible] ابوجعفر نے [illegible] کے مطابق [illegible]

ابوجعفر منصور اور محمد بن عبداللہ کی خط و کتابت

محمد بن یحییٰ راوی ہے [illegible] عراق [illegible] ۔ [illegible] ابوجعفر کے پاس [illegible] جواب [illegible] ابوجعفر [illegible] جواب [illegible] ابوجعفر نے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا جاتا ہے

﴿ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ. إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾

"ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے۔ سولی پر لٹکا دیا جائے ان کے ہاتھ اور پاؤں خلاف ترتیب کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دیا جائے۔ دنیا میں تو ان کی یہ رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا سخت عذاب ان پر ہوگا۔ البتہ وہ لوگ اس سے بچ سکیں گے جو قبل اس کے کہ ان پر تمہاری دسترس ہو سکے وہ توبہ کر لیں اس صورت میں تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ اگر تم قبل اس کے کہ میرا قابو تم پر چلے تائب ہو کر اپنی حرکات سے باز آ جاؤ تو میں تم کو تمہاری اولاد کو تمہارے تمام بھائی اہل خاندان اور تمام پیروؤں کو ان کی جان و مال کے متعلق امان دیتا ہوں اور اب تک تم نے جو خون بہایا ہے یا جو کچھ قبضہ کیا ہے اسے چھوڑ دوں گا اور اس کے متعلق کوئی مطالبہ نہ کروں گا اس کے علاوہ میں تم کو دس لاکھ درہم نقد دوں گا اور تمہاری دوسری ضروریات جن کا تم مطالبہ کرو گے پوری کروں گا اور جس علاقہ میں تم سکونت اختیار کرنا چاہو گے وہاں تم کو ٹھہراؤں گا نیز تمہارے خاندان سب اعزاء و اقرباء جو میرے پاس قید ہیں رہا کر دوں گا جس شخص نے تمہاری اگر بیعت کی ہو یا جس نے تمہارا ساتھ دیا ہوگا اور اس معاملے میں تمہارے شریک رہا ہوگا اسے بھی امان دوں گا پھر اس سے اس وجہ سے کبھی کسی قسم کا کوئی مواخذہ یا مطالبہ نہیں کروں گا اگر تم اپنے لیے اس وعدہ امان کی توثیق چاہتے ہو تو جسے چاہو میرے پاس بھیج دو کہ وہ اس طرح عہد و پیمان کرا لے جس پر تم کو اعتماد ہو سکے"۔

سرنامہ پر تھا "یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا گیا ہے"۔ محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل خط اس کے جواب میں ابو جعفر کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ خط عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے نام لکھا جاتا ہے:

﴿ طسم. تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ. نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَإِ مُوسَى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ. إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ. وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ. وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں تمہیں دی جانے والی کے لیے امان دیتا ہوں اور آپ تو میں سوائے اللہ کے کام اور حقوق عباد کے جو سب ہے وہ مسلمانوں کے عوض یا معاہدین کے بدلے کیا ہو گا اس پر سے کوئی باز پرس نہ کروں گا البتہ اللہ کے کام اور حقوق العباد سے متعلق تو یہی ذمہ داری سے واقف ہو گیا ہے میں تو معاف نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارے مقابلہ میں اس خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں نیز مجھے اپنے عہد کا تم سے زیادہ پاس ہے کیونکہ تم نے مجھ سے پہلے کئی آدمیوں کو عہد امان دیا تھا مگر ان کا لحاظ نہیں کیا۔ اب تم مجھے کس قسم کا عہد امان دیتے ہو، ابن ہبیرہ والا یا اپنے چچا عبداللہ بن علی یا ابو مسلم والا"۔

اس کے جواب میں ابو جعفر نے حسب ذیل خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"میں نے تمہارا خط پڑھا اور مجھے تمہارے مطلب سے آگاہی ہوئی۔ تم نے اپنے فخر کی بنیاد زیادہ تر عورتوں کی قرابت پر رکھی ہے تاکہ اس سے اوباش اور گنوار دھوکا کھائیں حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے عورتوں کو وہ حق نہیں دیا ہے جو چچا، باپ یا عصبات اور سرپرست کا ہے، اللہ نے چچا کو باپ کا مرتبہ دیا ہے اور اپنی کتاب میں قریبی ماں پر اس کو ترجیح دی ہے۔ اگر اللہ عورتوں کے حق ان کی قرابت کی وجہ سے قائم کرتا تو سب سے زیادہ حق دار حضرت آمنہ ہوتیں اور آخرت میں دخول جنت کا شرف اولاد رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ کو عطا فرماتا۔ لیکن اللہ نے اپنے علم کے باوجود یہ شرف دوسروں کو دیا۔ تم نے ابی طالب کی ماں فاطمہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد سے یہ فخر کرتے ہو حالانکہ ان کی اولاد میں سے چاہے بیٹا ہو یا پوتی کسی کو اسلام لانے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اگر کسی کو محض قرابت رسول ﷺ کی وجہ سے شرف اسلام نصیب ہوتا تو عبداللہ کو ہوتا جو رسول اللہ ﷺ کے آباء میں اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب سے قریب تر ولی رسول تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین کے لیے پسند فرماتا ہے، فرمایا

﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴾

"آپ جس کو دوست رکھتے ہو اسے ہدایت نہیں کر سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے"۔

جب اللہ نے محمد ﷺ کو نبی مبعوث فرمایا اس وقت آپ کے چار چچا موجود تھے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾

"اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ"۔

چنانچہ آپ نے ان کو اللہ کا پیغام پہنچایا اور دعوت اسلام دی۔ دو نے قبول کیا ان میں سے ایک میرے دادا تھے اور دو نے انکار کیا ان میں سے ایک تمہارے دادا تھے۔ اللہ نے ان دونوں کا تعلق اسلام اور اسلام لانے والوں سے منقطع کر دیا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی ولایت میراث اور ذمہ داری سے محروم کر دیا۔

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم اس شخص کی اولاد میں ہو جسے دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا اور جو اشرار میں بہترین تھا

[illegible]

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ○

[illegible] محمد (ﷺ) کسی کے باپ نہ تھے۔

[illegible]

[illegible]

نے دوسرے شخص کو اپنا امام بنایا اور علی رضی اللہ عنہ کو امام تسلیم نہ کیا۔ اسی وجہ سے وہ ان دو آدمیوں میں ممتاز ہو گئے تھے اور ان سب نے انہی کی خلافت اور امامت کو قبول کیا۔ پھر تیسرے نمبر پر بھی ان کو نہیں چنا گیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ پر ان کے قتل میں شرکت کا شبہ تھا۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما تو ان سے لڑے بھی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور پھر ان کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت نہ کی۔ پھر اس کے بعد بھی علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے بیعت لینے کے لیے اصرار نہ کیا بلکہ جنگ کی جس میں خود ان کے ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور حکومت حاصل ہونے سے پہلے خود ان کی شیعہ جماعت نے ان کی امامت پر شبہ ظاہر کیا۔ پھر انہوں نے دو حکموں کے فیصلے پر اپنا معاملہ چھوڑ دیا ان کے انتخاب پر رضامند ہو کر ان لوگوں کے سامنے یہ عہد کیا کہ وہ ان کے فیصلہ کو مان لیں گے۔ ان دونوں نے متفقہ طور پر ان کی معزولی کا فیصلہ کیا۔ ان کے بعد حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چند ٹھیکروں اور درہموں کے عوض خلافت بیچ دی۔ خود حجاز چلے گئے۔ اپنے طرفداروں کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا، اس طرح انہوں نے حکومت ایسے شخص کے حوالے کر دی جو اس کا اہل نہ تھا اور ایک شخص سے خلافت کے عوض قیمت کیوں لے لی؟ اس کا جواب دو۔ اگر خلافت کا تم کو کوئی حق تھا تو وہ پہلے ہی تم نے دو پیسوں کے عوض فروخت کر دیا تھا۔ تمہارے چچا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ابن مرجانہ کے مقابلہ پر خروج کیا مگر لوگ تمہارے حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ابن مرجانہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور خود ان کا سر لے کر اس کے پاس حاضر ہوئے۔ پھر تم نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے تم کو بری طرح قتل کر کے کھجور کے تنوں پر سولی دی اور تم کو آگ میں جلایا اور اپنے تمام علاقوں سے نکال دیا۔ یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا۔ انہوں نے تمہارے مردوں کو قتل کر کے بچوں اور عورتوں کو قید کیا اور بغیر گدے اور تکیے کے کجاووں پر سوار کر کے حاصل کردہ لونڈی غلاموں کی طرح شام لے گئے۔ ہم نے ان پر خروج کر کے تمہارے خون کا مطالبہ کیا اور قتل ہم نے کیا۔ اور عوض ان سے لے لیا۔ ہم نے تم کو ان کے علاقوں اور زمینوں کا مالک بنایا۔ تمہارے آباء کی صفت بیان کی اور اس طرح ہم نے ان کی بڑائی ظاہر کی، اب تم ہمارے اس فعل کو ہمارے خلاف حجت کے طور پر پیش کرتے ہو اور کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہارے ابا کا جو ذکر کیا یا ان کی فضیلت کا اظہار اس لیے کیا تھا کہ ہم ان کو حمزہ و عباس اور جعفر رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھتے ہیں؟ تمہارا یہ خیال بے جا ہے۔ کیونکہ یہ سب تمہارے بزرگوں سے جب اس دنیا کو چھوڑ کر گئے تو اپنی موت مرے اور ان کو کسی نے قتل نہیں کیا نہ انہوں نے کسی کو نقصان پہنچایا۔ سب لوگ بالاتفاق ان کی بزرگی کے قائل تھے اس کے برخلاف تمہارے دادا ہمیشہ جنگ و جدل ہی میں مشغول رہے۔ چنانچہ بنی امیہ ان پر اس طرح لعنت بھیجتے تھے جس طرح کفار پر فرض نمازوں میں لعنت کرتے ہیں۔ ان کی حمایت میں ہم نے ان سے جھگڑا کیا اور بنی امیہ کو تمہارے دادا کی فضیلت یاد دلائی اور ان پر سختی کر کے ان کو اس حرکت سے روک دیا۔ تم کو معلوم ہے کہ عہد جاہلیت میں بھی موسم حج میں حاجیوں کو پانی پلانے کا شرف ہم کو حاصل تھا، بعد میں زمزم کی تولیت ان کے اور بھائیوں میں سے صرف عباس رضی اللہ عنہ کو ملی تھی۔ اس میں تمہارے دادا نے ہم سے تنازعہ کیا مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا۔ اس طرح یہ ہم جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں زمزم کے مالک رہے۔ ایک مرتبہ مدینہ میں بارش نہ ہونے سے قحط پڑا، عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے باپ عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ کی جناب میں وسیلہ بنایا اور ان سے دعا کرائی۔ اللہ نے اہل مدینہ کو قحط کی مصیبت سے نجات دی اور رحمت کی بارش نازل فرمائی۔ اس وقت اگرچہ تمہارے دادا بھی موجود تھے مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس کام کے لیے وسیلہ نہیں بنایا تم کو

معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف عباس ہی زندہ تھے اس وجہ سے وہ اپنے بھائی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے وارث بنے بنی ہاشم کے ایک سے زیادہ آدمی نے اس حق کو طلب کیا مگر ان کے بیٹے کے سوا اور کسی کو وہ نہ ملا۔ اس لیے سقایہ بھی انہیں کو حاصل رہا اور نبی کی میراث بھی ان کو پہنچی۔ اب خلافت بھی انہی کی اولاد میں آئی اس طرح جو بھی حق ہوا یا اسلام میں پیدا ہوا، آج تک کوئی شرف ہو، فضل ایسا نہ تھا کہ ہم اس کے وارث اور مورث نہ ہوئے ہوں۔

تم نے بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت عباس ہی تھے جو ابو طالب کی ناداری اور تنگ عسرت میں وہ ابو طالب کے گھر کے کفیل رہے اور اگر عباس مجبوراً بدر میں نہ آتے تو دونوں ... طالب اور عقیل بھوک سے مر جاتے اور ان کو ... کی دیگیں چڑھاتے تھے مگر چونکہ عباس ہمیشہ سے فدیہ دینے والے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس ذلت سے تم کو بچایا اور تمہارے سارے اخراجات خود برداشت کیے پھر جنگ بدر میں انہوں نے عقیل کا فدیہ دے کر رہائی دلوائی، اب تم کس بات کی وجہ سے ہم پر فخر کرتے ہو؟ کفر کے زمانے میں ہم تمہارے کفیل تھے اور ہم نے تم کو فدیہ دے کر قید سے رہائی دلوائی اور جو مکارم اور شرف ہمارے آبا کو حاصل ہوئے وہ تم کسی طرح ... خاتم الانبیاء کے وارث بنے تم نے تمہارے ... کو طلب کیا اور ... کے لیے ... تم خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز رہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔"

موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی شام:

حارث بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ابن الاصم ... نے محمد سے قریب ہونا چاہا اور اس سے کہا کہ آپ موسیٰ بن عبداللہ کو میرے مولیٰ رزام کے ہمراہ شام بھیج دیجئے تا کہ وہ وہاں آپ کے لیے دعوت دیں۔ محمد نے ان دونوں کو شام روانہ کیا۔ جب رزام موسیٰ کو لے کر شام روانہ ہو گیا تو محمد پر یہ بات کھلی کہ قسری نے ابو جعفر سے اس کے معاملہ میں کچھ سازش کی ہے۔ محمد نے اسے مع اس کے چند ہمراہیوں کے ابن ہشام کے گھر میں جو ... کے سامنے واقع تھا ... قید کر دیا۔ رزام موسیٰ کو لے کر شام آیا اور وہاں اس کو بے خبر چھوڑ کر ابو جعفر کے پاس چلا گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا محمد بن عبداللہ کے نام خط:

موسیٰ نے محمد کو لکھا کہ یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے پہلی بات جو یہاں مجھ سے کہی گئی یہ ہے کہ جنگ کے مصائب سے ہم سخت پریشان ہیں اور ہم کو اب اس کی قطعاً ضرورت نہیں، آپ کی دعوت کے ... عافیت کے ساتھ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ... ایک جماعت نے تو طیش میں آ کر کہا کہ اگر آپ ... ہم نے یہاں ... ہماری شکایت کر دیں گے اور ... آپ کو لکھ دیا ہے کہ اب میں ... اور مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ، رزام اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن بن المسور ایک جماعت کے ساتھ شام روانہ ہوئے جب ... پہنچے تھے کہ رزام ... کی خبر دینے کے بہانے جماعت سے پیچھے رہ گیا اور عراق چل دیا۔ موسیٰ اور ان کے ساتھی وہیں سے مدینہ آ گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کی گرفتاری

[illegible]

نافع بن ثابت اور محمد بن عبداللہ:

[illegible]

امارت مکہ پر حسن بن معاویہ کا تقرر

[illegible]

محمد بن عبداللہ کی حسن بن معاویہ کو ہدایات

[illegible]

[illegible]

موسیٰ بن عبداللہ کی [illegible] تعاقب کو روانگی

[illegible]

موسیٰ بن عبداللہ کی ابن معاویہ پر لشکر کشی

[illegible]

حسن بن معاویہ اور موسیٰ بن عبداللہ کی جنگ:

[illegible]

موسیٰ بن عبداللہ کی شکست:

[illegible]

فوج پر سوار ہوا یہ وہ جماعت تھی جسے وہ خود اپنے ساتھ لے کر نکلا تھا اور ان سے اپنی امداد کا عہد لے لیا تھا۔ سری کو وہ سری پہنچا ہوئے وہاں جماعت کو دیکھ کر ان قریشیوں نے کہا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں تمہاری فوج تو پہنچ گئی۔ سری نے کہا ابھی جلدی مت کرو یہ تو دس ہی سوار اور پیدل فوج جو پیچھے آ رہی ہے ابھی آ جائے گی وہاں سے کہا گیا کہ وہاں اب کوئی نہیں۔ یہ سن کر اس نے کہا تو مجھے اب اللہ کا نام لے کر پہنچ جاؤ چنانچہ جب تمام فوج پہنچ گئی تو سرکاری کل میں در آئی تب انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ بھاگے اور سری ابو رزام کے گھر کی دیوار پر چڑھ کر اس کے گھر میں اتر آئے اور وہیں چھپے رہے۔ حسن بن معاویہ نے مسجد الحرام میں: کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ابو جعفر کی موت کی خبر بیان کی اور محمد کے لیے دعوت دی۔

ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جب حسن کے مکہ پر قبضہ کرنے اور سری کے بھاگنے کی خبر ابو جعفر کو ہوئی تو کہنے لگے ابن ابی العتقی پر لعنت ہے۔

سری بن عبداللہ کا حسن بن معاویہ سے حسن سلوک:

ابن ابی مساور بن عبداللہ بن مساور مولیٰ بنی نوفل جو بنی عبداللہ بن نجیح کے خاندان سے تھا راوی ہے کہ میں سری بن عبداللہ کے امراء کے میں تھا محمد کے خروج سے پہلے حسن بن معاویہ سری کے پاس آیا وہ ان دنوں طائف میں تھا اور ان کی طرف سے ابن مراقہ جو عدی بن کعب کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا مکے پر ان کا قائم مقام تھا عتبہ بن خداش اللحمی نے حسن بن معاویہ پر اپنے قرضہ کی ادائیگی کا دعویٰ پیش کیا اور حسن کو قید کرا دیا۔ سری نے ابن ابی خداش کو لکھا کہ تم نے ابن معاویہ کو گرفتار کرنے میں غلطی کی ہے اور اس کا نتیجہ خود تمہارے لیے نقصان ہوگا کیونکہ تم کو وہ رقم اس کے بھائی سے وصول ہو سکتی ہے۔ نیز سری نے ابن مراقہ کو حکم بھیجا کہ وہ ابن معاویہ کو رہا کر دے اور حسن بن معاویہ کو لکھا کہ تم میرے آنے تک ٹھہرو جب میں آؤں گا اس معاملہ کو تصفیہ کر دوں گا۔ اسی اثناء میں محمد ظاہر ہو گیا اور حسن بن معاویہ مکہ کا والی مقرر ہو کر چلا تو لوگوں نے سری سے کہا کہ یہ ابن معاویہ ہے جو تمہارے مقابلہ پر آ رہا ہے۔ سری کہنے لگا کہ یہ ہرگز میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا کیونکہ جو احسان میں نے اس پر کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح اہل مدینہ بھی میرے خلاف کیوں خروج کرنے لگے۔ مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو مگر جب اس سے کہا گیا کہ آپ کس خیال میں ہیں وہ تو آ کے پہنچ گیا ہے تب سری طائف سے مکے آیا۔

ابن جریج کا حسن بن معاویہ کو مشورہ:

ابن جریج حسن بن معاویہ سے ملا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز نہیں پہنچ سکتے تمام اہل مکہ سری کے ساتھ ہیں کیا وہ اس بات کو گوارا کریں گے کہ تم قریش پر غلبہ پا کر بیت اللہ پر قبضہ کر لو۔ حسن نے کہا اسے جانے دیجیے کیا تم مجھے اہل مکہ سے ڈراتے ہو۔ بخدا میں آج رات مکے میں بسر کروں گا یا اس سے پہلے اپنی جان دے دوں گا۔

سری بن عبداللہ کی روپوشی:

جب وہ اپنی جماعت کو لے کر نکلا سری اس کے مقابلہ کے لیے آیا۔ مقام فخ پر مقابلہ ہوا۔ حسن کی فوج کے ایک شخص نے مسکین بن ہلال سری کے میر منشی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ چکرا کر گر پڑا۔ سری اور اس کی فوج پسپا ہو کر لوٹ گئے۔ آل خاندان عبدالدار کے ایک شخص ابو رزام نے اور بنی شیبہ کے ایک شخص نے سری کو پکڑ کے لا کر اپنے گھر میں چھپا لیا اور حسن کے

میں داخل ہو گیا اس نے چند روز تک مکہ میں قیام کیا تھا کہ محمد کا خط اس کے پاس آیا جس میں اسے فوراً مدینہ آنے کی ہدایت لکھی تھی۔

حسن بن معاویہ کا مکہ پر قبضہ

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب حسن اور قاسم نے مکے پر قبضہ کر لیا تو انھوں نے جنگی ضروریات کی خاطر اہل مکہ سے مدد لیں اور ایک بڑی جمعیت تیار کر کے دونوں محمد کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف ان کی مدد کریں انھوں نے ایک انصاری کو مکے پر اپنا قائم مقام بنا دیا۔ اور جب قدید پہنچے تو انھیں محمد کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی یہ خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام لوگ ان کو چھوڑ کر اپنے اپنے راستے ہو لیے حسن نے بصرہ کی راہ اختیار کی یہاں تک کہ جب میں ایک نہایت خاموش قوم ہے اور بصرہ پہنچ کر یہ مشہور ہے کہ وہ ابراہیم سے جا ملا اور ابراہیم کے قتل ہونے تک ان کے ساتھ ہی مقیم رہا۔ قاسم بن اسحاق بھی ابراہیم کے ارادے سے چلا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ پہنچ سکے ابراہیم کے قتل کی اطلاع مل گئی۔ یہ مدینہ پلٹ آیا اور جب تک عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی پوتی نے جو عیسیٰ بن موسیٰ کی بیوی تھی ان کے اور ان کے بھائیوں کے لیے امان نہ لے لی وہ روپوش رہا۔ بعد میں بنو معاویہ نے ان سے رشتہ مناکحت قائم کیا اور اب قاسم ظاہر ہو گیا۔

حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی:

عمر بن راشد محمد کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب حسن بن معاویہ نے سرف پر پڑاؤ کیا تو یہ تھوڑے ہی دن مکے میں قیام کرنے پایا تھا کہ محمد کا خط اس کے نام آیا جس میں اسے ہدایت کی گئی تھی کہ تم فوراً میرے پاس چلے آؤ اور لکھا تھا کہ چونکہ عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ہے اس لیے تم تمام جمعیت کے ساتھ میرے پاس پہنچ جاؤ۔ یہ خط پڑھ کر یہ وہاں سے روانہ ہوا اور جب یہ قدید پہنچا اس وقت محمد قتل ہو چکا تھا اور اس کی ابھی خبر نہ ملی تھی۔ قدید عسفان اور قدید کے درمیان واقع ہے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈاک کے ہرکاروں سے اسے محمد کے قتل ہونے کی خبر ہوئی اور یہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے۔

ابراہیم کے خروج کی محمد بن عبداللہ کو اطلاع

ابو ... بیان کرتا ہے کہ میں محمد بن عبداللہ کا حاجب تھا ایک وقت ایک شخص بصرہ سے ان کے پاس آیا اس نے کہا میں بصرہ سے آیا ہوں اور ابراہیم نے خروج کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے میں تیز قدم وہاں آیا اور اس گھر سے آیا جہاں محمد شب باش تھے میں نے دروازے پر دستک دی اس نے دروازے سے پوچھا کون ہے میں نے کہا ابو ... اس نے ... اور کہا کہ میں رات میں آنے والوں کی ... سے ... آیا ہوں۔ البتہ میں کوئی خبر لانے والا ہوں۔ اس نے پوچھا کیا خبر ہے محمد نے کہا کیا خبر ہے اس نے جو کچھ کہا تھا میں نے کہا ابراہیم نے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ محمد کی یہ عادت تھی کہ نماز مغرب کے بعد ان کا ایک نقیب تمام نمازیوں سے درخواست کرتا تھا کہ وہ اپنے بصرہ کے بھائی ابراہیم اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لیے دعا مانگیں۔

ابو عمرو دمشقی کی محمد بن عبداللہ کے متعلق رائے

عیسیٰ کہتا ہے کہ ایک شامی ... ابو عمرو ان کی کنیت تھی میرے باپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو دیکھا

اس نے کہا کہ میں ان سے ملوں تو معلوم ہو کہ وہ کیا کہتے ہیں [illegible] وہ ان کو اس کے گھر والوں کے [illegible] سے باہر [illegible] سے اور کہا پوچھا اس نے کہا کہ میں تم سے خوب واقف ہوں [illegible] ان کی [illegible] کیونکہ [illegible] نہیں ہوا ان سے جدا ہوا [illegible] بیعت کی [illegible] محمد بن [illegible] ہے۔ ابو جعفر نے اسمٰعیل کے [illegible] محمد کی طرف سے خط بھیجا [illegible] اسمٰعیل نے کہا [illegible] ابو جعفر سے [illegible] ابو جعفر کہنے لگے۔ بے شک یہ [illegible] کا کلام ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ

محمد بن [illegible] بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ نے مدینہ پر قبضہ کیا [illegible] ابراہیم [illegible] اس وقت [illegible] شباب [illegible] ان کے پاس آنے کی [illegible] قریب [illegible] دیکھا [illegible] ان کا [illegible] اور انھوں نے اس کے [illegible] قبضہ کر لیا [illegible] اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ [illegible] بصرہ بھیجا اس نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اس [illegible] اس کی [illegible] قبضہ کر لیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی مدینہ

امیر المومنین ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد کے مقابلہ پر بھیجنے کا فیصلہ کیا اور [illegible] کہا [illegible] کون اپنے حریف کو قتل کرتا ہے [illegible] طرح [illegible] ہے [illegible] فوج اس کے ساتھ کی [illegible] محمد بن ابی العباس امیر المومنین کو اس کے ساتھ کر دیا۔

جب ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے ابو جعفر سے کہا کہ آپ اپنے چچاؤں سے بھی اس امر میں مشورہ [illegible] ابو جعفر نے [illegible] کے [illegible] مقابلہ [illegible] [illegible] عراق سے [illegible] اس وقت مدینہ میں تھے۔

جعفر بن حنظلہ کی محمد بن عبداللہ کے خروج پر پیشگوئی:

عبدالملک بن [illegible] ابو جعفر نے [illegible] جعفر بن حنظلہ [illegible] سے [illegible] کہ محمد اور [illegible] کے [illegible] محمد نے خروج کر دیا [illegible] نے پوچھا کہ محمد نے کس جگہ خروج کیا ہے۔ ابو جعفر نے [illegible] جعفر نے کہا اب تم اطمینان [illegible] نے کس جگہ خروج کیا ہے [illegible] بخدا [illegible] خراب ہے [illegible] اور [illegible] ہو جائے اور [illegible] کے [illegible] جلا وطن [illegible] ابو جعفر نے اس [illegible] کیا

کثیر بن حصین کا فید میں قیام:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوجعفر نے کثیر بن الحصین العبدی کو عیسیٰ کے آگے بھیج دیا تھا اس نے فید میں اپنی چھاؤنی ڈال دی اور وہاں اس نے ایک خندق بنائی۔ جب عیسیٰ یہاں آئے تو کثیر بھی ان کے ساتھ مدینہ کو گیا۔ عباس بن راشد اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس خندق کو دیکھا تھا یہ بہت مدت تک باقی رہی مگر کچھ عرصے کے بعد وہ پٹ گئی اور مٹ گئی۔

ابوجعفر کی عیسیٰ بن موسیٰ کو ہدایت:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ابوالعسکر مسلم بن محمد بن نجم الباہلی اور مالک بن مسلم کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ کیونکہ اس کے اثر کا یہ حال ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس نے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ کو مروان کے دنوں میں اہل بصرہ سے بچایا تھا تا آنکہ وہ رسالے لے کر اس پر چڑھ آئے تھے۔

ابوالعسکر اور مسعود کی عیسیٰ بن موسیٰ سے علیحدگی

سعید اس وقت ابوالعسکر کے پاس تھا جو بنی کلاب کے چار سو سواروں کے ساتھ سوار ہوکر آیا تھا عیسیٰ نے اسے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ بطن نخل پہنچے تو ابوالعسکر اور مسعود بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود عیسیٰ کا ساتھ چھوڑ کر وہیں ٹھہر گئے یہاں تک کہ محمد مارا گیا اور ابوجعفر کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے عیسیٰ سے کہا کہ تم نے ہی ان کو قتل کروا دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد بن عبداللہ کے متعلق ہدایت:

عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے وقت ابوجعفر نے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تم اس کی طرف بھیجے جا رہے ہو جو میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اگر تم محمد کو زندہ گرفتار کرو تو اپنی تلوار نیام میں کر لینا اور امان دے دینا اگر وہ روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو اس کی حاضری کا ضامن بنانا کیونکہ وہ اس کی آمد و رفت سے واقف ہیں چنانچہ مدینہ پہنچ کر عیسیٰ نے ایسا ہی کیا۔

میر مقدمۃ الجیش حمید بن قحطبہ:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو جب محمد بن عبداللہ کے مقابلے کے لیے مدینہ بھیجا تو اس کے ساتھ محمد بن ابی العباس امیر المومنین اور کثیر العدد دوسرے خراسانی سرداروں کو بھی کر دیا اور ان سرداروں کی فوج بھی ان کے ساتھ تھی عیسیٰ بن موسیٰ کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ سردار تھا۔ اس وقت اس کے ساتھ گھوڑے، خچر، ہتھیار اور سامان خوراک اور رسد اتنی کافی مقدار میں تھی کہ ان سب کو کسی چیز کی ضرورت نہ پڑی تھی اس کے ہمراہ ابوجعفر نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بھیج دیا یہ ابوجعفر کے مصاحبین میں تھا ویسے یہ آل ابی طالب کی طرف مائل تھا ابوجعفر اس سے بچنا چاہتا تھا اسی وجہ سے انہوں نے اسے بھی عیسیٰ کے ساتھ کر دیا۔

ابوطالب کی دولت کی ضبطی:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ آل ابی طالب میں سے جو شخص تم سے ملنے آئے تو اس کا نام مجھے لکھ بھیجو اور جو نہ آئے اس کی املاک ضبط کر لو چنانچہ عین ابی زیاد کو بھی ضبط کر لیا گیا اس لیے کہ جعفر بن محمد ان سے ملنے نہیں آئے اور جب ابوجعفر مدینہ آئے تو اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ
وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایوب بن عمر کی روایت

[illegible] ایوب بن عمر اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ محمد نے مجھے اور میرے بھائی کو گرفتار کرا کے اپنے پاس بلایا اور ہمیں تین تین سو کوڑے مارے گئے جب وہ مجھے مار رہا تھا تو وہ کہتا جاتا تھا کہ تم نے مجھے قتل کرنا چاہا تھا میں نے کہا میں نے کس وقت تم کو چھوڑا یا تھا جب کہ تم پہاڑوں اور ان کی گھاٹیوں میں چھپے پھرتے تھے جب مدینہ پر تمہارا قبضہ ہو گیا اور تمہاری حکومت برقرار ہو گئی تو میں تمہاری حمایت میں کھڑا ہو گیا اب تم کس کے بل بوتے پر کھڑے ہو اپنی طاقت کے بل بوتے پر یا اپنی دولت کے بل بوتے پر یا اپنے خاندان کے بل پر۔

اس کے بعد اس نے ہم کو قید کر دینے کا حکم دیا اور ہمیں بھاری بھاری بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنائی گئیں جن کا وزن اتنا [illegible] تھا۔ محمد بن خالد نے محمد سے جا کر کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو بہت تنگ کر رکھا ہے اور ان کو کافی بھاری بیڑیاں پہنا دی ہیں۔ وہ تاوقتیکہ نہیں چھوڑے گئے عیسیٰ کے مدینہ میں داخل ہونے تک یہ دونوں قید رہے۔

محمد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت

عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ان دنوں ایک رات میں محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ آیا اس وقت خروج کروں یا نہیں ہم ابھی اس معاملہ پر اختلاف رائے کر رہے تھے کہ محمد نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے کہا اے ابوجعفر تم اتفاق رائے کیوں نہیں کرتے میں نے کہا کیا آپ اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ آپ اس شہر میں ہیں جہاں گھوڑے، سامان خورد و نوش اور ہتھیار بہت کم ہیں اور جہاں کے باشندے سب سے زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں محمد نے کہا بے شک میں اس بات سے واقف ہوں میں نے کہا اور آپ اس بات سے واقف ہوں گے کہ آپ اس ملک کے مقابل ہیں جہاں کے باشندے بڑے طاقتور ہیں اور جہاں اسلحہ اور [illegible] کی افراط ہے اس نے کہا ہاں میں یہ جانتا ہوں۔ میں نے کہا ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو لے کر مصر چلے جائیں وہاں کوئی آپ کے مقابلہ میں مخالفت نہ کرے گا اور وہاں سے پھر آپ اپنے حریف کا اس سازو سامان اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے جو وہ آپ کے مقابل میدان کارزار میں لائے گا۔ اس پر حنین بن عبداللہ نے چلا کر کہا میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ آپ مدینہ سے چھوڑ کر باہر چلے جائیں پھر اس نے محمد سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ میں نے اپنے تئیں ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ وہ زرہ مضبوط مدینہ ہے۔

محمد بن عبداللہ سے قیسی قبائل کی برہمی

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد جب مدینہ اور اس کے مضافات کے باشندے اس کے ساتھ ہو گئے تو قبائل عرب میں سے جہینہ، مزینہ، سلیم، بنو بکر، اسلم اور غفار بھی اس کے ساتھ تھے محمد بنی جہینہ کو سب سے مقدم رکھتا تھا اسی وجہ سے قیسی قبائل برہم ہو گئے۔

جابر بن انس کی خندق بنانے کی مخالفت:

عبداللہ بن معروف بنی ابی بکر بن کلاب کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ قبیلہ بنو سلیم اپنے سرداروں کے ساتھ محمد کے پاس آئے ان کے وکیل خطیب جابر بن انس الریاحی نے محمد سے کہا آپ کے ننہیالی رشتہ دار اور آپ کے حصہ دار ہیں ہمارے پاس ہتھیار اور سواری

[illegible]

نبی ﷺ کا [illegible] کی تجویز سے اتفاق:

[illegible]

مدینے کے گرد خندق کی کھدائی

[illegible]

[illegible] کا اپنی جماعت سے خطاب

[illegible]

[illegible]

اہل مدینہ کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی یہ ان سب کو لے کر ایک میدان میں آیا اور یہاں اس نے اس کا ساتھ دینے کے لیے ان سے سخت عہد و پیمان لیے مگر جب [illegible] عیسیٰ اور حمید بن قحطبہ مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے آپ سب کو لڑنے کے لیے اکٹھا کیا تھا اور میری بیعت کے لیے [illegible] عہد و پیمان لیے تھے۔ اب یہ دشمن زبردست فوج کے ساتھ آپ کے قریب آ پہنچا ہے۔ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر شے کی باگ ہے اب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو اجازت دے دوں اور ان عہدوں سے بری الذمہ کر دوں اب جو چاہے میرا ساتھ دے اور ٹھہرے اور جو چاہے چلا جائے۔ اس اجازت کے بعد ہزارہا آدمی مدینے سے نکل گئے جب یہ [illegible] پہنچے جو مدینے سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں انہیں حمید کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کا مقدمۃ الجیش ملا ان کی پیدل سپاہ ایک ٹڈی دل معلوم ہوتی تھی تاہم بغیر تعرض ان کے پہلو سے لوٹ گئے اور وہ ہمارے پہلو سے مدینہ کے رخ چلے گئے۔

مدینے کے بہت سے لوگ اپنے اہل و عیال کو لے کر پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں جا چھپے محمد نے ابو القلمس کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو مدینہ واپس لائے جس پر اس کی دسترس ہو گی ان کو وہ واپس لے آیا مگر اکثر پر اس کا قابو نہ چل سکا اور اس نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

محمد بن عبداللہ اور عاخری:

عاخری کہتا ہے کہ محمد نے مجھ سے کہا کہ میں تم کو ہتھیار دیتا ہوں اور تم میرے ساتھ ہو کر لڑو۔ میں نے کہا بہت اچھا اگر آپ مجھے نیزہ دیں گے تو میں اس سے ان پر نیزہ چلاؤں گا اور اگر تلوار بانٹیں گے تو جب وہ صف میں ہوں گے تب ان پر ضرب لگاؤں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد محمد نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ اب کیا ارادہ ہے میں نے جواب دیا کہ آپ کو معلوم ہے؟ آپ کے نزدیک تو یہ بات بالکل معمولی ہے کہ میں اس ہنگامہ میں مارا جاؤں اور حرم سے دوسرے لوگ بھی اور اس وقت کہا جائے کہ چونکہ اس نے جنگ کی ابتدا کی تھی اس لیے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ محمد نے کہا تم کو کیا ہوا ہے کیوں متردد ہو اہل شام عراق اور خراسان نے میری حمایت میں علم سفید بلند کر دیا ہے میں نے کہا جناب والا میں تو اس دنیا کو سفید سلک سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو موت کی صف میں بھیج دیا گیا ہوں جب کہ عیسیٰ اعوص پہنچ گیا ہے مجھے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

ابن الاصم کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ

ابو جعفر نے عیسیٰ کے ہمراہ ابن الاصم کو بھیجا تھا اس کے مشورہ سے فوراً اس نے قیام گاہ کا انتخاب کر لیا تھا پہلے یہ آ کر مسجد ابو الجراح سے ایک میل کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے مگر ابن الاصم نے کہا کہ یہاں پیدل سپاہ کے ساتھ سوار کوئی حرکت نہ کر سکے گا اور مجھے خوف ہے کہ وہ تمہاری صفوں میں شگاف پیدا کر کے تمہارے فرودگاہ میں گھس آئیں گے اس خطرے کا احساس کر کے وہ اس تمام فوج کو یہاں سے اٹھا کر جرف لے گیا جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ان کو سلیمان بن عبدالملک کے سقایہ کے پاس فروکش کیا اور کہنے لگا کہ پیدل سپاہ ایک ہلے میں دو تین میل سے زیادہ آگے نہ بڑھ پائے گی کہ سوار اسے آ لے گا۔

محمد بن ابی الکرام کا جرف میں قیام کا مشورہ:

محمد بن ابی الکرام کہتا ہے کہ جب عیسیٰ طرف القدوم پر فروکش ہوا اس نے آدھی رات کو مجھے بلا بھیجا میں نے اس وقت سے بیٹھا ہوا پایا پاس شمع روشن تھی اور دراہم کا ڈھیر تھا مجھ سے کہا کہ مخبروں نے لکھا ہے کہ محمد کی حالت منتشر ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ راہ فرار اختیار کرے گا اور اب سوائے مکے کی سمت کے اور کوئی راستہ اس کے لیے کھلا ہوا نہیں ہے تم اپنے ساتھ پانچ سو پیدل سپاہی لو اور شاہراہ عام کو چھوڑ کر مکے کی سمت جاؤ جرف تک پہنچ کر ٹھہرے رہو پھر اس نے شمع کے سامنے ان کو بٹھا دیا۔ میں ان کو لے کر روانہ ہوا بطحا ابن ازہر کے مقام بعرا سے جو مدینے سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے گزرا میں نے دیکھا کہ اس مقام کے باشندے ہم سے ڈر گئے میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ تم کچھ خوف مت کرو تم کو ہم سے کوئی گزند نہ پہنچے گا میں محمد بن ابی الکرام ہوں بھوکے ہیں ستو ہوں تو لاؤ وہ لوگ ہمارے لیے ستو لائے ہم نے اسے پی لیا اور محمد کے قتل ہونے تک ہم وہیں قیام پذیر رہے۔

قاسم بن حسن کی سفارت:

مدینے کے قریب پہنچ کر عیسیٰ نے قاسم بن حسن بن زید کو محمد کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے سمجھائے کہ اس مقابلے سے باز رہے اور محمد کو اطلاع دے کہ امیر المومنین ابو جعفر نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دے دی ہے محمد نے قاسم سے کہا کہ اگر سفراء کا قتل نہ کیا جاتا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا میں بچپن سے تجھے دیکھتا ہوں کہ جب دو فریق ایک صاحب خیر اور دوسرا شر پر ہوتا ہے تو ہمیشہ خیر کے مقابلہ میں شر کا ساتھ دیتا رہا ہے۔

محمد بن عبداللہ کی عیسیٰ کو بیعت کی دعوت:

نیز محمد نے عیسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ سے قرابت قریبہ حاصل ہے میں تم کو کتاب اللہ کی اطاعت اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اور اللہ کے انتقام سے اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں تم خود میرے مقابلے سے باز رہو میں خود اس فرض سے جو اللہ نے عائد کیا ہے دست بردار نہیں ہو سکتا تم اس شخص کے باعث جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے قتل ہونے سے باز رہو ورنہ تم بہت برے مقتول ہو گے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی ذمہ داری بھی تم پر بہت بڑی عائد ہو گی اور اس کا گناہ بھی بہت ہو گا۔ محمد نے یہ خط ابراہیم بن جعفر کے ہاتھ عیسیٰ کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسے پہنچایا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم اپنے صاحب سے جا کر کہہ دو کہ اب ہمارے درمیان سوائے جنگ کے اور کوئی صورت باعث تصفیہ نہیں رہی۔

ابن ابی الکرام کی سفارت:

ابراہیم بن محمد ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر اپنے باپ کی روایت کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینے کے قریب آ گیا اس نے مجھے محمد کے لیے امان کا عہد دے کر اس کے پاس بھیجا محمد نے کہا یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں میرے خون کو حلال کرتے ہو میں تو خود لڑائی سے بھاگتا ہوں میں نے کہا کہ ہماری جماعت اب تم کو امان دیتی ہے اگر تم اسے قبول نہ کرو گے اور پھر ان سے لڑنے سے باز نہ رہو گے تو پھر ان کو بھی مجبوراً تم سے اسی بنا پر لڑنا پڑے گا جس بنا پر تمہارے اشرف ترین دادا علی ابن ابی طالب طلحہ اور زبیر سے لڑے تھے کیونکہ انہوں نے ان کی بیعت سے انحراف کر کے ان کی حکومت لینا چاہی اور خود ان کی جان کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ جب میں نے ابو جعفر سے اس گفتگو کو نقل کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر اس کے علاوہ تم اور کوئی بات اس

سے کہتے تو مجھے خوشی ہوتی۔ ورنہ تم نے خوب کیا جو یہ کہہ دیا۔ اب میں تم کو اس معاملہ میں بااختیار بناتا ہوں۔

ابراہیم بن جعفر بن مصعب:

ابان بن بخت قحطبہ کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ابراہیم بن جعفر بن مصعب بطور طلیعہ ہمارے پاس آیا اس نے ہمارے پورے پڑاؤ کا چکر لگایا اور پھر واپس چلا گیا۔ اس کی اس جرأت سے ہم لوگ سخت مرعوب ہوئے یہاں تک کہ خود عیسیٰ اور حمید بھی اس کی اس دلیری پر تعجب کرنے لگے کہ صرف ایک شخص تن تنہا اپنی فوج کے لیے طلیعہ کی خدمت انجام دینے چلا آیا۔ جب وہ ہماری حد نظر کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ٹھہر گیا ہے۔ حمید نے کہا ذرا دیکھو تو سہی کہ اس شخص پر کیا گذری مجھے اس کا گھوڑا وہیں کھڑا ہوا نظر آ رہا ہے اور وہ جنبش ہی نہیں کرتا۔ خود حمید نے اپنے دو شخص دریافت واقعہ کے لیے روانہ کیے انھوں نے جا کر دیکھا کہ گھوڑے سے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے سوار اوندھے منہ گر پڑا ہے اور ایک ٹھوکر سے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔ ان دونوں شخصوں نے اس کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور اس گھوڑے کو بھی ہمارے پاس لے آئے۔ معلوم ہوا کہ یہ خود مصعب بن الزبیرؓ کا تھا اس میں طلائی کام تھا کہ اس جیسا پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا جرف میں قیام:

۱۲ رمضان ۱۴۵ھ پنجشنبہ کے دن عیسیٰ مقام جرف میں قصر سلیمان میں آ کر فروکش ہوا۔ جمعہ اور ہفتہ کی صبح کو وہیں مقیم رہا البتہ پیر کے دن اس نے کوہ سلع پر چڑھ کر مدینہ کو دیکھا اور وہاں آنے جانے والوں پر نظر کی پھر اس نے تمام ناکے رسالہ اور پیدل سپاہ سے بند کر دیے البتہ مسجد ابی الجراح کی سمت جو بطحان پر واقع ہے بھاگنے والوں کے لیے خالی چھوڑ دی اور اہل مدینہ کے ساتھ مقابلہ کے لیے برآمد ہوا۔

محمد بن زید راوی ہے کہ ہم عیسیٰ کے ہمراہ مدینہ آئے اس نے تین دن جمعہ، ہفتہ اور اتوار محمد کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی اہل مدینہ کو امان کی پیشکش:

ربیع مسیح کا مولیٰ راوی ہے کہ عیسیٰ نے جب پڑاؤ ڈال دیا تو وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے گرد تقریباً پانچ سو سپاہی تھے اور اس کے آگے آگے ایک علم ساتھ چل رہا تھا مدینہ کی سمت بڑھا ثنیہ پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا اور اس نے اہل مدینہ کو مخاطب کیا کہ اللہ نے ہمارا خون ایک دوسرے کے لیے حرام کر دیا ہے میں تم کو امان دیتا ہوں اسے قبول کرو جو ہمارے علم کے نیچے آ جائے وہ مامون ہے جو اپنے گھر بیٹھ رہے گا مامون ہے جو مسجد نبوی میں چلا جائے گا مامون ہے جو اپنے ہتھیار رکھ دے گا مامون ہے جو مدینہ سے نکل جائے مامون ہے تم ہمارے اور ہمارے مدمقابل کے درمیان سے الگ ہو جاؤ ہم آپس میں سمجھ لیں گے اب چاہے جس کو کامیابی ہو۔ اس کے جواب میں لوگوں نے اسے گالیاں دیں۔ پھر تیسرے دن وہ رسالہ اور پیدل سپاہ کی اس قدر کثیر جمعیت کے ساتھ مدینہ پر بڑھا کہ میں نے کبھی ایسی فوج نہیں دیکھی تھی ان کے پاس ہتھیار، سواری اور سامان کثرت سے اور بہت عمدہ تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ ہم پر چھا گیا اس نے پھر امان کی دعوت دی اور اپنی فرودگاہ کو واپس ہو گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی محمد بن عبداللہ کو امان کی پیشکش:

عثمان بن محمد بن خالد راوی ہے کہ ہمارا مقابلہ ہوا تو خود عیسیٰ نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے

کہ جب تک تم کو امان کی ضمانت نہ دے دوں تم میرے خلاف کچھ نہ کرو۔ قال یا بنی ہاشم! تمہارے خاندان کا تمہاری [illegible] تمہارا۔ [illegible] میں تمہیں وہی امان پیش کرتا ہوں جو تم کو اپنے [illegible] کی جانب سے [illegible] اور میرے [illegible] تمہارے ہاتھ کی بیعت [illegible] انتظار [illegible] تم [illegible] معلوم ہوتا کہ [illegible] کی بیعت سے انکار [illegible] ہے اور [illegible] کی شکل میں [illegible] کے [illegible] کو [illegible] سے [illegible] اب [illegible] انہیں اور ہم اطمینان سے کہ [illegible] ان کے اپنے ہاتھ سے قتل کیے۔

آلِ ابی طالب کی سفارت:

محمد بن عبداللہ کی جب [illegible] ابن حسین [illegible] جب [illegible] اس نے محمد بن معاویہ کے ایک [illegible] کے [illegible] لشکر کو [illegible] اور کہا کہ اپنے [illegible] آل ابوطالب [illegible] بتایا کہ ہم [illegible] سے [illegible] کے [illegible] عیسیٰ [illegible] ساتھ محمد بن عمر بن علی کے دونوں بیٹے [illegible] اور [illegible] محمد بن [illegible] قاسم بن اسحاق [illegible] حسن بن علی [illegible] اور [illegible] اسماعیل بن عبداللہ جعفر [illegible] نے اس جماعت [illegible] عیسیٰ کے پاس [illegible] کے [illegible] اس مقصد [illegible] ان لوگوں [illegible] انہوں نے [illegible] کہنے لگے کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کے فرزند [illegible] ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ہم تمہاری امانت کی پرواہ نہیں کرتے۔

آلِ ابی طالب کی مراجعت:

تو محمد بن حسن بن زید نے ان سے کہا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کا فرزند ہوں اور جو لوگ تمہارے سامنے موجود ہیں ان میں بیشتر رسول اللہ ﷺ کے پوتے ہیں۔ ہم تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دیتے ہیں [illegible] مال محفوظ رہے گا۔ اس پر انہوں نے [illegible] جواب دیا [illegible] تیر چلائے تو [illegible] نے کہا: [illegible] غلام کو [illegible] اس نے [illegible] کو [illegible] اپنے [illegible] اٹھتے ہوئے [illegible] کے پاس آیا اور اس سے کہا [illegible] انتظار ہے؟ [illegible] نے ہمارے ساتھ [illegible] کیا ہے۔ [illegible] نے [illegible] کو [illegible] ان کے مقابلہ پر بھیجا۔

مدینہ منورہ کی ناکہ بندی:

دوسرے دن قاسم بن حسن [illegible] کے ہمراہ آل ابی طالب میں سے ایک اور شخص تھا [illegible] پر مقرر ہوا اور اس نے محمد کے سامنے عیسیٰ کا پیغام پیش کیا [illegible] نے ان کو کچھ جواب نہ دیا۔ دونوں پلٹ گئے۔ [illegible] مختلف مقامات پر متعین کر دیے تھے۔ [illegible] ابی [illegible] کے مقام پر متعین کیا تھا [illegible] بن [illegible] ان کے [illegible] مقرر کیا تھا [illegible] الغرض [illegible] محمد بن ابی العباس [illegible] کے دروازے پر متعین کیا [illegible] اس نے اپنے تمام [illegible] مدینے کے تمام [illegible] اپنی فوج کے ساتھ [illegible] ٹھہر گیا۔

اہل مدینہ کی عیسیٰ بن موسیٰ پر تیر اندازی:

اہل مدینہ نے جب [illegible] پہنچ جانے [illegible] سمجھے۔ [illegible] پر [illegible] سے [illegible] کے لیے [illegible] ہوائی

تھیں مسعود بن [illegible] کے شامیانوں کو کاٹ کر محمد نے اپنی فوج کے لیے [illegible] کے دو شخص لڑائی میں شریک ہونے اس کے پاس آئے ان میں سے ایک کو اس نے ایک نیزہ دے دیا اور دوسرے کو [illegible] تھا وہ جنگ میں شریک ہوا اور حملہ کر دیا معرکہ جنگ میں ایک تیر آ کر اس کے [illegible] بے ہوش ہو کر گر پڑا [illegible] اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر یہ شعر پڑھا

[illegible]

ترجمہ: ”اے میرے رب! تو مجھے ایسا نہ کر جو جلد بھاگ گیا اور اس نے تھوڑی زندگی ایک لمبے عرصے کی خاطر بیچ دی۔“

محمد بن عبداللہ کو ایک حبشی کا پیغام:

اشعب بن ابی عمرو راوی ہے کہ میں بنی غفار کی خندق پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص گھوڑے پر سوار جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں سامنے سے آیا اور کہا امان دو دونوں نے اسے امان دی [illegible] قریب آ کر [illegible] میں پہچان گیا اور کہنے لگا کون شخص محمد کو میرا یہ پیغام پہنچا سکے گا۔ میں نے کہا میں اس کے لیے موجود ہوں اب اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سن رسیدہ آدمی ہے جس نے داڑھی پر خضاب کر رکھا ہے اس نے مجھ سے کہا کہ تم محمد کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ فلاں حبشی نے جو کہ جہینہ میں چٹان کے نیچے تمہارا انتظار کیا ہے کہ [illegible] نے کہا تم صبر کرنا اور مقابلہ پر ڈٹے رہنا اس کے بعد تم کو فتح ہوگی کیونکہ اللہ کا کچھ حصہ تمہارے ساتھ ہے۔

صبح ہونے سے قبل دو شنبہ کے دن جس روز کہ وہ قتل ہوا میں محمد کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ سفید شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک شخص اس شہد کی ایک کپی ان کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے۔ ایک دوسرا آدمی اس کے پیچھے پر کاٹ باندھ رہا ہے میں نے وہ پیغام اسے پہنچا دیا۔ اس نے کہا تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے میں نے کہا میرے دونوں بھائی آپ کے لشکر میں ہیں اس نے کہا جہاں وہ ہیں وہ جگہ ان کے لیے مناسب ہے۔

عثمان بن خالد کی علمبرداری:

محمد بن عثمان بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میرے باپ محمد کے علمبردار تھے مگر ان کے بجائے میں علمبرداری کرتا تھا۔ عیسیٰ کہتا ہے [illegible] حسن بن [illegible] حسین کے پاس ایک زرد [illegible] تھا جس میں سانپ کی تصویر تھی اسی طرح [illegible] سے جو جو شخص اس کے ساتھ تھا اس کے پاس علیحدہ علیحدہ نشان تھے اور ہر ایک کا شعار جنگ بھی جدا جدا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کا شعار جنگ بھی ایسا ہی تھا۔

محمد بن عبداللہ کی جمعیت کی تعداد:

عبدالحمید بن جعفر بیان کرتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں ہماری تعداد وہی تھی جو اہل بدر کی مشرکین کے مقابلہ میں تھی۔ ہماری تعداد تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا لشکر:

عیسیٰ بن موسیٰ ۱۴۵ھ میں [illegible] ہوا تھا محمد و ابراہیم کے مقابلے میں جب وہ [illegible] ہوا اس وقت اس کی عمر [illegible] سال تھی اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ میمنہ پر محمد بن ابی العباس [illegible] میسرہ پر داؤد بن کرار [illegible] اور ساقہ لشکر پر ہیثم بن

شہید ہو گئے تھے۔

ابوالعمیس اور [illegible] بن المرزبان کا مقابلہ

[illegible] ابوالعمیس [illegible] کا مقابلہ [illegible] بھائی سے ہوا [illegible] دونوں [illegible] اور [illegible] بھائی نے [illegible] اور ابوالعمیس نے ایک [illegible] اپنے [illegible] دونوں [illegible] قریب ہوئے [illegible] ابوالعمیس نے [illegible] اس نے [illegible] کا سر کاٹ دیا۔

قاسم بن وائل کی مبارزت

[illegible] قاسم بن وائل [illegible] مبارزت کا [illegible] کے مقابلے کے لیے [illegible] مقابلہ [illegible] ابوالعمیس نے اس [illegible] اپنے [illegible] مقابلے [illegible] (ابن وائل) اس کے مقابلے کے لیے [illegible] ابوالعمیس اس کے مقابلہ پر [illegible] اس نے اسے قتل کر دیا۔

ابوالعمیس اور جرار مرد کا مقابلہ

[illegible] کے مقابلے میں [illegible] ابوالعمیس اس کے مقابلہ پر [illegible] ابوالعمیس [illegible] کے [illegible] ایک شخص نے [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible]۔

مسعود کا بیان

مسعود [illegible] کے قتل کے دن [illegible] کے [illegible] دونوں [illegible] سے [illegible] دونوں صفوں کے درمیان آ گیا [illegible] مبارزت طلب [illegible] ایک شخص اس کے مقابلہ پر [illegible] اس نے [illegible] سے [illegible] اس کے سر پر [illegible] ضرب لگائی [illegible] اس کے بعد [illegible]

[illegible]

حمید بن قحطبہ کی [illegible]

[illegible]

قتل حمید کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبید اللہ بن جعفر کا محمد بن عبد اللہ کو [illegible] جانے کا مشورہ

[illegible]

ہے کہ جہاں یہ بیٹھے ہوئے تھے ان سے ساتھ ہو گئے۔ جب وہ ابن [illegible] کے [illegible] پہنچے جو زوراء میں واقع تھا تو انہوں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی [illegible] لیا وہ بھاگ گیا اس نے باقی لوگوں سے پہلے [illegible] جب عصر کا وقت آ گیا تو انہوں نے نماز پڑھی۔

ریاح بن عثمان کا قتل

ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے محمد [illegible] کے مکانات کے درمیان [illegible] ابن خضیر [illegible] ان کے پیچھے [illegible] کہ وہ [illegible] چلا جائے محمد ان کے جواب میں [illegible] کہیں [illegible] ہلاک ہو جاؤ [illegible] جہاں چاہو چلے جاؤ ابن خضیر نے کہا کہ [illegible] اب کہاں جاؤں۔ اس گفتگو کے بعد ابن خضیر نے [illegible] ریاح کو قتل کر دیا اور [illegible] محمد کے پاس [illegible] مار گیا۔

محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان:

محمد بن عمر راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ مصعب بن الزبیر کے بیٹوں میں سے ایک شخص ابن خضیر بھی تھا جس [illegible] محمد [illegible] کہ ان کے ساتھیوں میں خلل واقع ہو گیا ہے اور لوگوں نے ان کا ساتھ [illegible] اس نے محمد سے [illegible] جانے کی اجازت [illegible] محمد نے اسے اجازت دے دی [illegible] یہ معلوم نہ ہوا [illegible] جانا چاہتا ہے اس نے ریاح بن عثمان بن حیان المری اور اس کے بھائی [illegible] جیل میں گھس کر ذبح کر دیا [illegible] پھر آ کر [illegible] اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

عباس بن عثمان کا قتل:

(روایت سابقہ کے سلسلہ میں) ابن خضیر نے [illegible] ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کر دیا۔ حارث بن اسحاق کہتا ہے کہ ابن خضیر نے ریاح کو ذبح کر دیا [illegible] ٹکڑے ٹکڑے کر کے [illegible] ریاح کے بھائی عباس کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ یہ ایک نہایت شریف [illegible] تھا [illegible] اس کے قتل کو لوگوں نے [illegible] فارغ ہو کر ابن خضیر [illegible] کی طرف چلا [illegible] ابن خضیر [illegible] کی اطلاع [illegible] ابن خضیر نے ان کے [illegible] بہت کوشش کی [illegible] محمد کے پاس واپس آ گیا [illegible] کے ساتھ [illegible]

رجیحہ بنت ابی الشفاء کی محمد بن عبداللہ سے درخواست

جب عصر کا وقت آیا محمد نے نماز عصر [illegible] کی مسجد میں [illegible] نماز [illegible] کے بعد [illegible] بنت ابی الشفاء القرشیہ نے [illegible] اپنا [illegible] محمد [illegible] مسجد [illegible] جب [illegible] اپنے [illegible]

[illegible]

محمد بن عبداللہ کی استقامت

[illegible]

[illegible]

عبدالعزیز بن عبداللہ:

[illegible]

ہشام [illegible] کی محمد بن عبداللہ سے گفتگو

[illegible]

جہینہ کے چرواہوں کا کوہ سلع سے فرار:

[illegible]

مسجد نبوی پر سیاہ علم

دوسری طرف سے [illegible] بن عبداللہ بن [illegible] بن عباس بن عبدالمطلب [illegible] عثمان بن [illegible] عبداللہ بن عباس [illegible] مسجد نبوی [illegible] خلافت [illegible]

لٹکا دیا ہے۔

[illegible] کے لیے [illegible]

[illegible] کے قریب [illegible] گئے۔

محمد بن عبداللہ کی حمید بن قحطبہ کو مقابلہ کی دعوت

عبدالعزیز بن [illegible] نے [illegible] حمید بن قحطبہ [illegible] آپ [illegible] خود آپ کے مقابلے پر آ جاتا۔

ابن خضیر کی شجاعت وخاتمہ

[illegible] ابن خضیر [illegible] حمید بن قحطبہ [illegible]

[illegible]

ابن خضیر کے سر کی کیفیت

[illegible] ابن خضیر [illegible] سب اس کے [illegible] ہو گئے۔

[illegible] ابن خضیر [illegible]

[illegible]

محمد بن عبداللہ پر حمید بن قحطبہ کا حملہ

[illegible]

بے خبری میں آیا اور محمد کو قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر عیسیٰ کے پاس لایا۔ حمید نے محمد کے ساتھ اور سب لوگوں کو قتل کر دیا۔

مسعود الرحال بیان کرتا ہے کہ اس دن میں نے خود محمد کو نہایت ہی شدید لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس کے بائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسی وقت بہت سے آدمیوں نے ایک دم اس پر حملہ کر دیا مگر حمید نے آواز دے کر منع کیا کہ اسے قتل مت کرو اس پر لوگ رک گئے پھر حمید نے آ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

حارث بن اسحاق ناقل ہے کہ جب محمد اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا تو اس وقت بھی اس نے اپنی مدافعت جاری رکھی وہ کہتا جاتا تھا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تمہارے نبی کا مظلوم اور مجروح فرزند ہوں۔

عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے ابن قحطبہ نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا محمد گر پڑا ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا۔

محمد بن عبداللہ کی شجاعت۔

ابوالحجاج المنقری بیان کرتا ہے میں نے اس روز محمد کو دیکھا تھا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی جو حالت بیان کی گئی ہے اس وقت محمد کی وہی حالت تھی وہ اپنی تلوار سے اسی طرح انسانوں کو کاٹ رہا تھا جو شخص اس کے قریب پہنچا محمد نے اسے قتل کر دیا اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی مگر اس کی کاٹ اس بلا کی تھی کہ کوئی چیز اس کے آگے ٹھہرتی ہی نہیں تھی ایک سرخ رنگ کے گھوڑے والے شخص نے اس کے تیر مارا اس کے بعد رسالہ کی زبردست جمعیت ہم پر آ پڑی محمد دیوار کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ اس سے دور ہٹ گئے جب اس نے محسوس کیا کہ اب موت سے مفر نہیں ہے تو اس نے اپنی تلوار پر زور ڈال کر اسے توڑ ڈالا۔

رسول اللہ ﷺ کی شمشیر ذوالفقار:

اس بیان کا آخری راوی محمد بن اسمٰعیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے سنا کہ محمد کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی۔

عمرو بن المتوکل جس کی ماں فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی خادمہ تھیں بیان کرتا ہے کہ اس دن محمد کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی جب اس نے دیکھا کہ اب موت سر پر آ گئی ہے اس نے وہ تلوار ایک تاجر کو جو اس کے ہمراہ تھا اور جس کے چار سو دینار محمد پر قرض تھے دے دی اور کہا کہ یہ تلوار اپنے قرضے کے عوض میں قبول کر لو آل ابی طالب کے جس شخص کے پاس تم اس تلوار کو لے جاؤ گے وہ اسے لے لے گا اور تمہاری رقم ادا کر دے گا چنانچہ جعفر بن سلیمان کے مدینہ کا والی مقرر ہونے تک وہ تلوار اسی تاجر کے پاس رہی جب جعفر کو اس کی خبر ہوئی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس تلوار کو لے کر چار سو دینار اسے دے دیئے مہدی کے برسر اقتدار آنے اور جعفر کے مدینہ کا والی ہونے تک وہ تلوار جعفر بن سلیمان کے پاس رہی۔ جب جعفر مر گیا اس کے چچازاد بھائی نے اسے لے لیا پھر وہ موسیٰ کے پاس پہنچی۔ موسیٰ نے اسے ایک کتے پر آزمایا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی۔

عبدالملک بن قریب الاصمعی کہتا ہے ایک مرتبہ طوس میں میں نے امیر المومنین رشید کو ایک تلوار باندھے دیکھا انہوں نے مجھ سے کہا اصمعی میں تم کو ذوالفقار دکھاتا ہوں۔ میں نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے ضرور مجھے اس کی زیارت کرائیے انہوں نے کہا یہ میری تلوار نیام سے نکالو۔ جب میں نے اسے نکالا تو اس میں اٹھارہ دندانے پڑے دیکھے۔

فضل بن سلیمان کی حملہ میں پہل کی ترغیب:

فضل بن سلیمان النمیری کا بیان ہے کہ ہم محمد کے ساتھ تھے جب [illegible] نے ہم کو [illegible] ہم سے کہا کہ زمین پر [illegible] قرآن [illegible] اور ان میں [illegible] محمد نے [illegible] لے کر [illegible] ہو جائے [illegible] بات کا [illegible] پایا [illegible]

محمد بن عبداللہ کی پیشین گوئی

عبداللہ بن عامر کا بیان ہے کہ میں محمد کے ساتھ عیسیٰ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا اتنے میں ایک بادل ہم پر چھا گیا محمد نے مجھ سے کہا اگر یہ بادل برسا تو ہمیں فتح ہوگی اور اگر یہ ہم سے نکل گیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور احجار الزیت کے چٹانوں پر میرا خون پڑا ہوا دیکھو گے۔ دیکھتے دیکھتے وہ بادل ہم پر آ گیا کہ ہم نے خیال کیا کہ یہ ضرور برسے گا مگر وہ نکل کر گزر گیا اور عیسیٰ اور اس کی فوج پر جا برسا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے محمد کو احجار الزیت کی چٹانوں کے پاس مقتول دیکھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ اور حمید بن قحطبہ میں تلخ کلامی:

عصر کے وقت عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم ان لوگوں کے معاملہ میں [illegible] خود ابن مالک کو اس سے لڑنے پر مقرر کرو۔ حمید نے برہم ہو کر کہا: آپ مجھ کو [illegible] بخدا اگر آپ نے یہ بغاوت کی ہوتی تو میں آپ کو بھی نہ چھوڑتا اب جب کہ میں نے [illegible] کا قتل کر دیا ہے اور فتح سامنے ہے آپ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں یہ کہہ کر اس نے جنگ کی بہت زیادہ جد و جہد شروع کر دی یہاں تک کہ محمد قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبداللہ کا خاتمہ:

اس جنگ میں حمید [illegible] کا اس پر شبہ ہوا اور اس نے [illegible] الزام اس پر لگایا اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم اس معرکہ میں پوری سرگرمی نہیں دکھا رہے۔ حمید نے کہا کیا آپ مجھ پر اتہام لگاتے ہیں۔ بخدا اب جہاں کہیں میں نے محمد کو پایا میں اسے قتل کر دوں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب حمید محمد کے پاس [illegible] پہنچا [illegible] کے لیے [illegible] کا ایک ہاتھ اور اس کے [illegible] دیا۔

۱۴ رمضان بروز دوشنبہ بعد عصر محمد مارا گیا۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی شناخت

[illegible] اپنے باپ کا بیان نقل کرتا ہے کہ [illegible] جب [illegible] عیسیٰ کے پاس لائے گئے اس وقت تک فریقین میں جنگ ہو رہی تھی اور ہم عیسیٰ کے سامنے کھڑے تھے [illegible] محمد کا سر ان کے پاس لایا گیا میں نے اپنے بھائی یوسف سے کہا کہ عیسیٰ ضرور ہمیں اس کی شناخت کے لیے بلائے گا مگر ہمیں شناخت نہ کرنا چاہیے کیونکہ [illegible] چنانچہ جب اس کا سر آیا اس نے ہم دونوں سے پوچھا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا [illegible] اس نے کہا اچھا دیکھو کیا یہ اسی کا سر ہے۔ میں نے یوسف کے [illegible] کہ [illegible] پہلے [illegible] خون [illegible] ہیں کہ [illegible]

مقام کیا ہے کا سر ہے اس کے بعد عیسیٰ نے مدینہ کے بازار کو لوٹ لیا ہم نے تمام مکانات اس کے پڑوس کے لوٹ لیے پھر انہوں نے مجھے گرفتار کر کے مدینہ سے ... بعد میں جعفر بن سلیمان نے ... جب کبھی ... تھا انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور مدینہ بھیج دیا۔

محمد بن عبداللہ کی سیرت و کردار:

ابو کعب بیان کرتا ہے جب محمد کا سر عیسیٰ کے سامنے رکھا گیا میں اس وقت عیسیٰ کے پاس موجود تھا اسے دیکھ کر اس نے اپنے مصاحبین سے محمد کے متعلق رائے دریافت کی سب نے ان کی برائی کی ان کے ایک فوجی سپہ سالار نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سب جھوٹے ہو اور تم نے بڑی بدزبانی کی ہے ہم ان کی ذاتی بری عادات کی وجہ سے ان سے جنگ نہیں کر رہے تھے بلکہ محض اس لیے کہ انہوں نے امیر المومنین سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے شیرازہ کو توڑ دیا ورنہ وہ بہت ہی عابد و زاہد اور صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا یہ سن کر وہ سب مصاحبین دم بخود رہ گئے اور کسی نے جواب نہیں دیا۔

علی کا قول ہے ایک شخص نے مدینہ سے آ کر ابو جعفر سے کہا کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا انہوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو ہم اہل بیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابو الحجاج الجمال کا بیان:

ابو الحجاج الجمال کہتا ہے میں ابو جعفر کے سر پر کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے خروج کا حال پوچھ رہے تھے اتنے میں ان کو خبر پہنچی کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی وہ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور ایک عصا سے جو ان کے پاس تھا اپنی جانماز پر ضرب لگائی اور کہا اب ہماری اولاد بھلا کہاں اس عصا سے منبر پر کھیلا کرے گی اور عورتوں سے باتوں کا لطف اٹھائے گی۔ اب میں اس کا اہل نہیں رہا۔

ابو القلمس کا میدان جنگ سے فرار:

ایک تیر ابو القلمس کے گھٹنے میں لگا اور اس کا پھل اس میں رہ گیا اس نے اس کا بہت علاج کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کو لوگوں نے کہا کہ اسے یونہی چھوڑ دو جب وہ مٹی میں پڑ کر بڑھ جائے گا تو پھل خود نکل آئے گا کیونکہ گوشت کے بڑھنے سے جب ایک سال گزر گیا تو زخم جاتا رہا ... اس کے گھٹنے کا زخم مندمل نہ ہوا تھا اور وہ تیر کا پھل بدستور اس میں پیوست تھا آخر اس نے اسے نکلوایا اور پھر گھٹنے کے بل بیٹھ کر اپنا ترکش سامنے رکھ دیا اور دشمن پر تیر برسانے لگا تعاقب کرنے والوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور بچ کر نکل گیا۔

ابو القلمس کی فوج میں روپوشی:

ابو القلمس بن عمر القاری کہتا ہے جب اس دن ہم نے شکست کھائی تو میں اس جماعت میں تھا جس میں ابو القلمس تھا میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ وہ بھی کسی کے مارے لوٹ پوٹ رہا ہے میں نے کہا بھلا یہ کیا آفت کا موقع تھا ... میری نظر ایک اور معتبر شخص پر پڑی جس کو کرتے اس طرح چھپایا تھا کہ اس کا صرف گریبان اور آنکھیں باقی تھیں جس سے اس کا صرف چہرہ پہچانا جاتا تک مستور تھا ... اس کا تمام ستر ننگا تھا اور وہ اسے ہاتھوں سے چھپا رہا تھا ... یہ تماشا دیکھ کر ابو القلمس کے چہرے کی

بہت سے لوگ بھی اس کے ساتھ آ گئے۔ ابو القلمس عرصہ تک فرار میں روپوش رہا۔

ابو القلمس کا قتل:

پھر ایک زمانے کے بعد اس کے ایک غلام نے عداوت کی بنا پر ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ وہ اس کی ام ولد سے جا کر کہنے لگا کہ میں نے تمہارے آقا کا کام تمام کر دیا ہے اب تم میرے ساتھ شادی کر لو۔ اس نے کہا اچھی بات ہے ذرا ٹھہرو میں تیرے لیے بناؤ سنگھار کر لوں۔ اس غلام نے اسے مہلت دے دی۔ اس نے سرکار میں جا کر اس کی خبر دی۔ سرکاری مردوں نے اس غلام کو گرفتار کر کے اس کا سر پتھر سے کچل دیا۔

ابو الشدائد فالج بن معمر کا قتل:

جب بنو فزارہ کے دستے عیسیٰ کے رسالہ میں داخل ہوئے تو چند آدمیوں نے ابو الشدائد کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اس کی بیٹی ام الحمد بنت ابی الشدائد نے دیکھ کر چلائی اے میرے لوگو! فزارہ کے ایک سپاہی نے پوچھا تیرے کون لوگ ہیں جن کو مدد کے لیے پکارتی ہے اس نے کہا بنی فزارہ اس سپاہی نے کہا خدا کی قسم یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو میں بھی تیرے گھر میں نہ گھستا اب تم خوف زدہ مت ہو کسی قسم سے تم تو ان کے ہی قبیلہ کا ایک فرد ہو۔ اس سپاہی نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دیا اس عورت نے اسے اپنے دروازے سے لٹکا دیا۔

جب اس کا سر عیسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ابن ابی الکرام اور محمد بن لوط بن مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب اس کے پاس بیٹھے تھے سر دیکھ کر ان دونوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے اب مدینہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا یہ ابو الشدائد فالج بن معمر الفزاری کا سر ہے جو بنی لیث سے بندھا ہوا ہے۔ اس کے بعد عیسیٰ نے اعلان کر دیا جو شخص ہمارے پاس اب کسی کا سر لے کر آئے گا ہم اس کا سر کاٹ دیں گے۔

ابن ہرمز کی گرفتاری:

عبداللہ بن عمرو بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک قاصد اپنی جماعت کے ساتھ ابن ہرمز کے پاس پہنچا ہم بھی اس کے ساتھ تھے اس نے اسے پوچھا کہ آپ ابن ہرمز ہیں ایک بار پکڑے جا چکے ہیں پھر آیا ہے اپنے گھوڑے سے اتر کر اس پر ابن ہرمز کو سوار کیا اور خود پیدل چلتے ہوئے اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے مگر اب تک اس پر خوف و پریشانی کا اثر ظاہر ہو رہا تھا۔

قدامہ بن محمد کہتا ہے عبداللہ بن یزید بن ہرمز اور محمد بن عجلان نے بھی محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خروج کیا تھا ان دونوں نے تلوار بھی حمائل کی تھی۔ ہم کو یہ خیال ہوا کہ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ وہ اس کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔

ابن ہرمز سے جواب طلبی اور رہائی:

حسن بن زید کہتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد جب ابن ہرمز عیسیٰ کے پاس پیش ہوا تو عیسیٰ نے اس سے کہا شیخ آپ کی تمام فقاہت بیکار ہو گئی اور آپ نے باغیوں کی شرکت سے اپنے کو باز نہیں رکھا اس نے کہا ایک ایسا فتنہ رونما ہوا جس میں سب ہی شریک ہو گئے لہٰذا ہم نے بھی اس میں شرکت کی عیسیٰ نے کہا اچھا خیریت سے اپنے گھر جائیے اور اسے چھوڑ دیا۔

امام مالک اور ان پر جبر:

امام مالک کہتے ہیں [illegible] انھوں نے سب محمد کے ساتھ خروج کیا۔ [illegible] لوگوں نے کہا [illegible] بیعت [illegible] ہے۔ [illegible] اس لیے [illegible] مجبور [illegible] ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مراجعت عراق

محمد بن زید کہتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ کے قتل کے بعد [illegible] عیسیٰ بن موسیٰ [illegible] اعلان کر دیا [illegible] کی بیعت کے علاوہ [illegible] مدینہ میں [illegible] قیام نہ کرے [illegible] فتح کی خوشخبری [illegible] کے لیے عراق روانہ کیا اور محمد کا سر [illegible] عراق بھیج دیا۔

محمد بن عبداللہ کی تدفین:

محمد کے قتل کے دوسرے دن [illegible] زینب بنت عبداللہ اور ان کی بیٹی فاطمہ نے عیسیٰ سے کہا [illegible] قتل کر کے تمہاری غرض پوری ہو گئی۔ اگر تم اجازت دو تو ہم [illegible] دفن کر دیں۔ [illegible] ان کے قتل کا حکم دیا [illegible] خوشی سے [illegible] چنانچہ انھوں نے آدمی بھیج کر [illegible] بیان کیا جاتا ہے [illegible] بقیع میں دفن کیا [illegible] علی بن ابی طالب [illegible] کے سامنے [illegible] ہے۔

مدینہ میں امان کا اعلان:

عیسیٰ نے چند جھنڈے [illegible] مدینہ میں [illegible] ان میں سے ایک [illegible] حسن بن [illegible] عبداللہ کے دروازے پر، ایک عباس بن [illegible] کے دروازے پر، ایک محمد بن عبدالعزیز [illegible] زہری کے دروازے [illegible] ایک عبداللہ بن محمد [illegible] کے دروازے پر ایک [illegible] الغفاری کے دروازے پر نصب کروا دیے اور [illegible] اعلان کر دیا کہ جو شخص ان جھنڈوں کے پاس آ جائے [illegible] کے مکان میں داخل ہو جائے گا اس کو امان ہے۔

[illegible] اپنے [illegible] مصروف ہو گئے [illegible] مدینہ میں [illegible] رمضان کی [illegible] ہو گیا

ابن خضیر کی تدفین:

محمد کے قتل کے دوسرے دن [illegible] ان کے قتل کی [illegible] عبد العزیز [illegible] کے مکان [illegible] کے پاس

چہرہ بگڑوا دیا گیا تھا کہ [illegible] کے وقت پہچانے نہ جا سکیں۔ [illegible] انھوں نے اپنے [illegible] بھی۔ تھا اس کے علاوہ اور لاشیں نہیں ملیں۔ [illegible] تھے۔ [illegible] لوگوں نے ان کو [illegible] سے مقبرہ بقیع پر [illegible] کا قبرستان تھا [illegible] لاشیں [illegible] دفن کر دی گئیں۔

جعفر بن محمد کی محمد و ابراہیم کے متعلق پیش گوئی:

ام حسین بنت عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمد سے پوچھا کہ آپ محمد بن عبداللہ کے معاملے کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ایک فتنہ ہے جس میں محمد بیت رومی کے پاس قتل ہوں گے اور ان کا بھائی عراق میں اس حالت میں قتل ہوگا جب کہ اس کے گھوڑے کے سم پانی میں ہوں گے۔

حمزہ بن عبداللہ بن محمد:

محمد کے ہمراہ حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی نے بھی خروج کیا تھا حالانکہ ان کے چچا جعفر نے ان کو منع کیا تھا اور [illegible] کی اس کوشش میں بہت بڑا حصہ تھا اور جعفر اس سے کہا کرتے تھے کہ تم ضرور اس فتنے میں قتل ہو گے [illegible] خود جعفر سے [illegible]۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی روانگی:

ابن ابی الکرام کہتے ہیں کہ عیسیٰ نے مجھے محمد کے سر کے ساتھ روانہ کیا اور سو سپاہی میرے ساتھ کر دیئے جب ہم نجف کے سامنے آئے ہم نے تکبیر کہی عامر بن اسمٰعیل نے ابن [illegible] کا واسطہ میں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ابوجعفر نے ربیع سے پوچھا یہ تکبیر کیسی ہے؟ اس نے کہا ابن ابی الکرام محمد بن عبداللہ کا سر لے کر آئے ہیں۔ ابوجعفر نے کہا اسے اور اس کے دس ہمراہیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے اندر جا کر ایک ڈھال میں سر رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا۔ ابوجعفر نے پوچھا اس کے خاندان میں سے اور کون کون اس کے ساتھ قتل ہوئے میں نے کہا اور کوئی شخص نہیں ابوجعفر کہنے لگے بے شک ایسا ہی ہوا تھا۔ ربیع کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ ربیع اس سے پہلے جو شخص آیا تھا اس نے کیا اطلاع دی تھی۔ ربیع نے کہا اس نے تو بیان کیا تھا کہ اس کے خاندان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ میں نے عرض کیا یہ بالکل غلط ہے اس کے علاوہ دوسرا شخص کام نہیں آیا۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی کوفہ میں تشہیر:

علی بن اسمٰعیل بن صالح بن میثم راوی ہے کہ جب محمد کا سر ابوجعفر کے پاس کوفے لایا گیا تو انھوں نے ایک سفید طباق میں رکھ کر اسے تمام شہر میں گشت کرایا۔ میں نے بھی اسے دیکھا تھا اس کا رنگ سانولا اور چہرے پر چیچک کے داغ تھے [illegible] دن تمام [illegible] کے وقت وہ تمام عراق اطراف سلطنت میں تشہیر کے لیے بھیج دیا گیا۔

ابوجعفر کی بنو شجاع کی تعریف:

جب بنو شجاع کے سر ابوجعفر کے سامنے پیش ہوئے تو وہ کہنے لگے لوگوں کو ایسا ہونا چاہیے۔ میں نے محمد کی سخت تلاش کی [illegible] انھوں نے اسے چھپائے رکھا پھر اس سے لے کر نکلے اور اس کے ساتھ ہو کر قتل ہو گئے [illegible] جب [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کی طرح سب کے سب مارے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کا بیان

موسیٰ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ محمد کے خروج سے قبل جب [illegible] سے [illegible] تھا [illegible] کے [illegible] نے [illegible] میں [illegible] اس [illegible] بیٹھے [illegible] کے [illegible] پیچھے [illegible] سے [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible]

ترجمہ: "جب [illegible] کے [illegible] پانی [illegible] ہوگئی ہے" [illegible] مجھے معلوم ہوگیا کہ [illegible] گئے۔

محمد کے قتل کے بعد عیسیٰ نے بنی حسن کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا ابوجعفر نے بھی عیسیٰ کے اس فعل کی توثیق کی۔

جعفر بن محمد کا بیان:

ایوب بن عمر بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن محمد ابوجعفر سے ملے اور کہا امیر المومنین آپ میری جاگیر عین ابی زیاد مجھے واپس دے دیجیے [illegible] ابوجعفر نے کہا تم اور مجھ سے [illegible] گفتگو کرتے ہو خدا کی قسم تمہاری جان نکال دوں گا۔ جعفر نے کہا میرے بارے میں جلدی نہ کیجیے [illegible] میرے باپ اور دادا علی بن ابی طالب [illegible] نے [illegible] تمہارے [illegible] کے خلاف [illegible] جعفر [illegible] معاف [illegible]۔

اپنی زندگی میں تو ابوجعفر نے یہ جاگیر [illegible] کے بعد مہدی نے وہ جعفر کی اولاد کو واپس کر دی۔

اہل مدینہ کو بحری تجارت کی ممانعت:

محمد کے قتل کے بعد اہل مدینہ [illegible] ابوجعفر نے بحری [illegible] مہدی نے [illegible] اور اب [illegible] آنے لگیں۔

محمد بن عبداللہ کی املاک و جائداد کی بحالی:

موسیٰ بن عبداللہ [illegible] ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبید اللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر [illegible] قتل [illegible] کے [illegible] علی بن [illegible] حسن کے [illegible] محمد [illegible] حسن کے [illegible] کے متعلق [illegible] تمہارے باپ محمد قتل ہوچکے [illegible] امیر المومنین ابوجعفر [illegible] جب تم [illegible] محمد کے [illegible] واپس [illegible] ہیں۔

ابوجعفر کا خروج محمد بن عبداللہ پر اظہار تعجب

بنی ہاشم کے حسب ذیل لوگ محمد کے ہمراہ شریک جنگ تھے۔ معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن، یزید اور صالح، زید بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسین اور عیسیٰ ان آخر الذکر دونوں کے خروج پر ابوجعفر کہا کرتے تھے کہ ان پر مجھے سخت تعجب ہے کہ انہوں نے میرے خلاف کیوں خروج کیا حالانکہ میں نے ان کے باپ کے قاتل کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا اسی طرح سولی دی۔ جس طرح اس نے ان کو سولی دی تھی اور اسی طرح جلا دیا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔

علی و زید کے متعلق ابوجعفر کی حسن سے گفتگو:

عمر بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے علی اور زید ابوجعفر نے حسن بن زید سے ایک مرتبہ کہا گویا میں تمہارے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تلواریں لیے ہوئے محمد کے سرہانے کھڑے ہیں۔ حسن بن زید نے جواب دیا امیر المومنین میں ان کی سرتابی اور سرکشی کی بابت آپ سے شکایت کیا کرتا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے انہوں نے کہا ہاں ٹھیک کہتے ہو اسی وجہ سے انہوں نے تمہاری مرضی کے خلاف اس کا ساتھ دیا ہے۔

ابوجعفر کا المرجی کے متعلق استفسار:

قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور المرجی علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر نے جعفر بن اسحاق سے پوچھا یہ مرجی کون ہے اللہ اسے برباد کرے اس نے کہا امیر المومنین یہ میرا بیٹا ہے حکم ہو تو خدا کی قسم میں اسے اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کروں۔ بنی عبد شمس میں سے یہ لوگ محمد کے ساتھ شریک جنگ تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس۔

ابن عجلان کی رہائی:

عباد بن کثیر بیان کرتا ہے ابن عجلان نے بھی محمد کے ساتھ خروج کیا یہ ایک ادھم خچر پر سوار تھا جب جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے اسے قید کر دیا میں نے اس سے جا کر کہا فرمائیے کہ اس شخص کے متعلق اہل بصرہ کی کیا رائے تھی جس نے حسن کو قید کر دیا تھا اس نے کہا بخدا ان کی بری رائے تھی میں نے کہا تو بس ابن عجلان کی حالت یہاں بھی وہی ہے جو بصرہ میں حسن کی تھی یہ سن کر جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ یہ محمد بن عجلان فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کا مولیٰ تھا۔

عبداللہ بن عمر بن حفص اور ابوجعفر منصور:

عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم نے بھی ان کے ہمراہ خروج کیا تھا۔ محمد کے قتل کے بعد جب یہ ابوجعفر کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے اس سے سوال کیا کیا تم نے بھی محمد کے ساتھ میرے خلاف خروج کیا تھا اس نے کہا میں ایسا کرنے پر مجبور تھا ورنہ جو اللہ نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا اس کا انکار لازم آتا۔ مگر کہتے ہیں کہ یہ قول وہم ہے۔

مگر عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے یہ بیان کیا ہے کہ عبیداللہ نے خروج کے لیے محمد سے وعدہ کیا مگر ان کے خروج سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا ہے۔

محمد بن عبداللہ کے ساتھی

محمد کے ہمراہ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد [illegible] ہاشم بن عبدالعزیز بن ابی قیس [illegible] [illegible] عبداللہ [illegible] ابو جعفر [illegible] عبداللہ بن عطا کے بیٹے تھے۔

ابن ہرمز کا جہاد کا شوق

[illegible] عبداللہ بن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لیا۔

ابو جعفر منصور کی آل زبیر اور آل عمر بن خطاب کے متعلق رائے:

ابو جعفر [illegible] [illegible] [illegible] دیں۔

موسیٰ بن عبداللہ اور محمد بن عثمان کی [illegible]

محمد بن عثمان [illegible] [illegible] [illegible] گیا۔

عثمان بن محمد کی جرأت و بے باکی

دوسری سند سے عمر بن راشد بیان کرتا ہے جب عثمان ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا میں ان کے پاس تھا انھوں نے عثمان کو ان کے سامنے کر کے کہا کہ یہ عثمان بن محمد بن خالد ہے ابوجعفر نے اس سے دریافت کیا وہ مال کہاں ہے جو تو نے لیا تھا اس نے کہا کہ وہ میں نے امیر المومنین رحمہ کو دے دیا ابوجعفر نے پوچھا امیر المومنین کون؟ اس نے کہا محمد بن عبداللہ ابوجعفر نے کہا تو نے اس کی بیعت کی تھی؟ عثمان نے جواب دیا ہاں جس طرح آپ نے ان کی بیعت کی تھی ابوجعفر نے اسے [illegible] کہا اس نے جواب دیا یہ وہ ہے جس کی ماں [illegible] ابوجعفر کو غصہ آ گیا اور انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا لوگ اسے کھینچ کر لے گئے اور اس کی گردن مار دی۔

محمد بن عبداللہ کے طرفداروں کی تلاش:

محمد بن عثمان بن خالد زبیری ایک دوسرے سلسلہ سے روایت بیان کرتا ہے جب محمد نے خروج کیا تو میرے والد اور خاندان زبیر بن العوام کا ایک شخص بھی شریک جنگ ہوا تھا محمد کے قتل اور ان کی فوج کی ہزیمت کے بعد بقیہ لوگ روپوش ہو گئے تھے ہم لوگوں میں میرا باپ اور یہ شخص بھی تھے ایک عرصہ تک پہاڑوں میں روپوش رہے جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے محمد کے طرفداروں کی تلاش اور گرفتاری میں بڑی سختی کی ہم بصرہ کو چلے اور ہم نے جہنی سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اب ہم گرفتاری کے خوف سے بصرہ چلے جعفر کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بھائی محمد کو ہمارے بصرہ جانے کا حال لکھ دیا اور حکم دیا کہ وہ ہماری تاک میں رہے اور ہمارے بصرہ آنے سے ہوشیار رہے۔

عثمان بن محمد کے قتل کی دوسری روایت:

چنانچہ جب ہم بصرہ آئے محمد کو ہمارے آنے اور ٹھہرنے کا علم ہو گیا اس نے اپنے آدمی بھیج کر ہم سب کو گرفتار کر لیا ہم سب اس کے سامنے پیش ہوئے۔ میرے والد نے اس سے کہا کہ آپ ہم کو اس وقت والے کے حوالہ نہ کیجیے اللہ سے خوف کیجیے اس بچارے کا کیا قصور ہے یہ ایک عرب ہے جس کو ہمارا حال بالکل معلوم نہیں۔ محض پیٹ بھرنے کے لیے اس نے اپنا اونٹ ہم کو کرایہ پر دے دیا اگر اسے ہمارے جرم کا علم ہوتا تو وہ کبھی ہم کو اونٹ نہ دیتا آپ اسے بھی ابوجعفر کے سامنے پیش کر رہے ہیں حالانکہ ابوجعفر کی طبیعت سے آپ خوب واقف ہیں اس لیے اس کے خون کا گناہ آپ کے سر ہوگا محمد بہت دیر تک سر نیچا کیے سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا بخدا یہ ابوجعفر کا معاملہ ہے میں اس میں قصور وار نہیں ہوں گا۔ اب محمد نے ہم سب کو ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ہم اس کے سامنے پیش کیے گئے اس وقت ابوجعفر کے پاس حاجب [illegible] بیٹھا ہوا تھا اور کوئی شخص نہ تھا جہنی کو سامنے کیا ابوجعفر نے حاجب سے کہا یہ ہے وہ جس نے امیرالمومنین کے دشمن کو کرایہ پر اونٹ دیا ہے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتا رہا ہے کبھی تو نے اسے چھپایا اور کبھی ظاہر کیا۔ اس نے کہا امیرالمومنین مجھے اس کا علم نہ تھا معلوم نہیں کہ یہ کون ہے اس کا کیا قصور ہے۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا دشمن ہے مجھے تو بالکل معلوم نہیں میں نے اسے ایک خوش اخلاق مسلمان سمجھ کر اپنا اونٹ کرایہ پر دے دیا اگر اس کا حال مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا اس تمام دوران میں حسن بن زید ابوجعفر کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اب ابوجعفر نے جہنی کو غضب آلود نگاہ سے دیکھا۔ پھر مجھ پر نظر ڈالی اور اس سے مخاطب ہو کر کہا اب وہ میرا باپ ہی جس نے تمہیں جھٹلایا ہے اور کہا

ابو عثمان تم نے امیر المومنین کے خلاف خروج کیا اور ان کے دشمن کی مدد کی۔ انہوں نے کہا جیسے میں نے اور آپ نے مکہ میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی تھی میں نے اسے پورا کیا اور آپ نے اس کی خلاف ورزی کی ابو جعفر نے ان کے قتل کا حکم دیا ان کی بیوی آزاد ہو گئی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ کی رہائی

محمد اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر بن الخطاب کو ابو جعفر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر وہ کہنے لگا اگر میں تم ایسے آدمی کو قتل کر دوں تو پھر وہ مرا کون جسے میں معاف کروں۔ یہ کہہ کر ابو جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد عثمان بن محمد بن خالد پیش ہوا ابو جعفر نے اسے قتل کر دیا مگر بہت سے قریشیوں کو چھوڑ دیا اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو جعفر سے کہا۔ جناب والا یہ تو ان لوگوں سے زیادہ خطاوار تھا ابو جعفر کہنے لگے نہیں مگر یہ میرے گھرانے والے ہیں۔

علی بن المطلب اور عبدالعزیز بن ابراہیم پر عتاب۔

محمد کہتا ہے کہ میں نے حسن بن زید کو یہ کہتے سنا کہ ایک دن صبح کو میں ابو جعفر سے ملنے گیا۔ میں نے ایک چبوترہ بچھا ہوا اور اس پر جلاد کھڑا ہوا پایا۔ اب علی بن المطلب بن عبداللہ بن حنطب ان کے سامنے پیش کیا گیا ان کے حکم سے پانچ سو کوڑے اسے مارے گئے اس کے بعد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف پیش کیے گئے ان کے بھی انہوں نے پانچ سو کوڑے لگوائے ان دونوں میں سے ایک نے بھی جنبش نہیں کی مجھ سے کہنے لگے : پہچانتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں اور ایسے تم نے بھی دیکھے ہیں۔ خدا کی قسم میرے سامنے ایسے شخص پیش ہوئے ہیں جن کی ساری زندگی سخت محنت و جفاکشی میں بسر ہوئی تھی مگر وہ مار کے مقابلہ میں اپنے صبر و تحمل کو نہ سنبھال سکے مگر یہ وہ ہیں جن کی ساری زندگی عیش و آرام اور ناز و نعم میں بسر ہوئی مگر پھر بھی یہ اس قدر مستقل مزاج ثابت ہوئے میں نے کہا امیر المومنین یہ آپ کی قوم کے جلیل القدر ذی عزت و شرف اصحاب ہیں ان میں یہ خوبیاں ہونی ہی چاہئیں اس پر انہوں نے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے تم میں وہی خاندانی عصبیت اب تک باقی ہے۔

عبدالعزیز بن ابراہیم کو معافی:

اس کے چند روز کے بعد انہوں نے عبدالعزیز بن ابراہیم کو مارنے کے لیے پھر اپنے سامنے طلب کیا اس نے کہا امیر المومنین ہم اپنے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں میں تو پہلے ہی روز سے علیحدہ ہو گیا تھا اس لڑائی میں اللہ کی تلوار کی ایک بات کی تھی یاد ہے کہنے لگے یہ تمہارا ہے کوئی عذر ہے تو خود اس نے ذمہ دار عبدالعزیز نے کہا تو پھر کہاں کہا کہنے لگے چھوڑو ہم نے معاف کر دیا اور ابو جعفر نے اسے رہا کر دیا۔

امارت مدینہ پر عبداللہ بن ربیع کا تقرر:

محمد بن عمر نقل کرتا ہے کہ کثیر الشہداء فوج محمد پر ٹوٹ پڑی اور اس نے جنگ میں پوری جدوجہد صرف کر دی۔ نصف ماہ رمضان ۱۴۵ھ کو محمد مارا گیا اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ نے مدینہ پہنچ کر اس نے اپنی اگر امر کو بلا کر مدینہ پر اس نے

کہا عیسیٰ نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کیا اور سب مدینہ میں داخل ہو گئے۔ اور عام امان کا اعلان کر دیا۔ محمد بن عبداللہ کے ظاہر ہونے سے قتل تک دو ماہ سترہ دن گزرے۔ اس سنہ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے محمد کے قتل کے بعد مدینہ چھوڑتے وقت کثیر بن حصین کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ یہ ایک ماہ تک اس خدمت پر رہا۔ اس کے بعد ابو جعفر منصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینہ کا والی مقرر کر کے بھیجا۔

اسی سال مدینہ کے حبشی عبداللہ بن الربیع الحارثی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عبداللہ ان سے ڈر کر بھاگ نکلا۔

* * *

باب ۵

مدینہ میں حبشیوں کی یورش

(از)

تعمیر بغداد

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کی گرفتاری:

رباح بن عثمان نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کو بنی سعد اور بنی طے کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کیا تھا۔ محمد کے خروج کے وقت ابوبکر صدقات کی وصول شدہ رقم لے کر ان کے پاس آ گیا اور ان کے ہمراہ جنگ کے لیے مستعد ہو گیا۔ جب منصور نے کثیر بن حصین کو مدینہ کا عارضی والی مقرر کیا تو اس نے ابوبکر کو پکڑ کر ستر کوڑے اس کے لگوائے اور بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔

عبداللہ بن ربیع کی مدینہ میں آمد:

عبداللہ بن ربیع ابوجعفر کی طرف سے مدینہ کا والی مقرر ہو کر بدھ کے دن شوال ۱۴۵ھ کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا۔ اس کی فوج کے سپاہیوں کی بعض خرید و فروخت اشیاء کے متعلق ان کے تاجروں سے تکرار ہوئی۔ انہوں نے قصر مروان میں جہاں ابن ربیع فروکش تھا سپاہیوں کی شکایت کی۔ ابن ربیع نے تاجروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے نکلوا دیا۔ اس واقعہ سے سپاہی شہر والوں پر اور چیرہ دست ہو گئے۔ جس سے تمام تاجروں میں ان کی بدنامی ہوئی اور ہر شخص ان کو بری نظر سے دیکھنے لگا۔

مدینہ میں حبشیوں کی شورش:

بعض سپاہیوں نے بغیر قیمت ادا کیے بازار سے کچھ سامان لے لیا۔ اور ایک شخص کو دھکا دے دیا۔ یہ تمام صراف کے پاس آئے اور ان کی شکایت کی۔ عثمان نے فریادیوں کے پیچھے بڑی ہی دوڑ دھوپ کی۔ جب اس کا کچھ نتیجہ نہ نکلا تو ابن ربیع سے ان کی شکایت کی مگر اس نے ان حرکات کو ناروا سمجھا اور نہ ان کی روک تھام کی۔ اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ ایک سپاہی نے جمعہ کے دن ایک قصاب سے گوشت خریدا اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کیا اور قصاب پر تلوار نکال لی۔ اس نے ترازو کے نیچے سے ایک چھری نکال کر اس سے سپاہی کی پنڈلی پر حملہ کیا۔ وہ سپاہی اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ بہت سے قصاب اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے حبشیوں کو بلایا۔ جمعہ کے لیے جا رہے تھے۔ سپاہیوں پر حملہ کیا۔ حبشیوں نے ان کو ہر طرف جہاں وہ ملے لکڑیوں سے مار مار کر قتل کرنا شروع کیا۔ شام تک یہ ہنگامہ برپا رہا اور دوسرے دن صبح ابن ربیع مدینہ سے بھاگ گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان حبشیوں نے [illegible] چیزوں پر قبضہ کر لیا [illegible] کی وجہ سے تمام [illegible] ان سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ [illegible] کسی [illegible] سے [illegible] ہو جاتی [illegible] طرف [illegible] بیٹھ [illegible] حبشی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ان کے [illegible] ساتھ [illegible] قتل [illegible] ان [illegible] سب [illegible] تھے [illegible] ۔

ابن ابی سبرہ کی مدینہ میں امامت:

مسور بن عبدالملک راوی ہے کہ جب ابن الربیع نے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] ۔ [illegible] حبشیوں [illegible] کا [illegible] ابن ابی سبرہ [illegible] قید [illegible] ابن الربیع کے خلاف [illegible] ابن ابی سبرہ [illegible] سے نکال کر ان کے سامنے [illegible] اور [illegible] حکومت [illegible] اور ابن الربیع کے مدینہ واپس آنے تک نماز پڑھاتے رہے۔

ابن ابی سبرہ کا اہل مدینہ سے خطاب:

حارث بن اسحاق راوی ہیں ابن ابی سبرہ [illegible] قید خانہ سے نکل کر مسجد [illegible] آئے [illegible] سب لوگ ان کے [illegible] ان سے [illegible] اللہ [illegible] ساتھ [illegible] امیر المومنین کے [illegible] ہو گئے [illegible] تمام [illegible] جماعت [illegible] آپ حضرت [illegible] اطاعت [illegible] ان کے [illegible] اور ان [illegible] نظام [illegible] تم [illegible] آپ [illegible] ان کے [illegible] سب [illegible] حضرات [illegible] کے [illegible] آپ [illegible] کے [illegible] آئے۔

حسین بن مصعب کی حبشیوں سے گفتگو:

حسین بن مصعب راوی ہے حبشیوں کے فرار کے بعد ابن الربیع [illegible] ان [illegible] حبشیوں [illegible] اس وقت [illegible] ان سے [illegible] اور [illegible] حبشی [illegible] ابن الربیع [illegible] آپ [illegible] کی [illegible] بات [illegible] جا کر [illegible] سب [illegible] ہے۔

عمر بن شبہ کا بیان:

عمر بن راشد [illegible] حبشی [illegible] عمران نے [illegible] سے [illegible]

کے حکمران بنانا چاہتے ہو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے چار شخص قریش کے چار انصار کے چار اور موالیوں میں سے چار آدمی، اس مشورہ سے حکومت کریں۔ ابن عمران نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر چہ ہماری حکومت میں تم کو شریک کرے تو وہ تمہارے معاملہ سے ہمیں بری رکھے وہ کرتا رہے وثیق نے کہا کہ اللہ نے پہلے ہی حکومت ہمارے سپرد کر دی ہے۔

ابن عمران کا خطبہ:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے ابن ابی سبرہ کے ہمراہ حبشی مسجد نبوی میں جمع ہوئے وہ جونہی وہاں پہنچے منبر پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر متمکن ہوا اس کے بعد محمد بن عمران منبر پر چڑھا اور ابن ابی سبرہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھا ان کے بعد محمد بن عبدالعزیز ان دونوں سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اس کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ ان سب سے نیچے منبر پر جا بیٹھا۔ اب گفتگو شروع ہوئی۔ جھگڑے کی باتیں بڑی سخت سخت تقریریں ہوتی رہیں مگر ابن ابی سبرہ تمام وقت اس گفتگو میں بالکل خاموش بیٹھا رہا ابن عمران نے کہا میں بازار جاتا ہوں یہ کہتے ہی وہ منبر پر سے اتر آیا جو لوگ اس سے نیچے بیٹھے تھے وہ بھی اتر آئے مگر ابن ابی سبرہ اپنی جگہ بیٹھا رہا اب اس نے تقریر شروع کی اور اس میں لوگوں کو امیر المومنین کی اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب و تحریص کی اور محمد بن عبداللہ کی شورش کا مفصل ذکر کیا۔ محمد بن عمران بازار آیا یہاں اس نے گیہوں کے ایک ٹاٹ پر کھڑے ہو کر عوام کو خطاب کیا اس کی تقریر سن کر تمام لوگ مسجد سے چلے آئے۔

اصبغ بن سفیان کی امامت:

اس روز صرف مؤذن کی امامت میں نماز ادا ہوئی عشاء کی نماز کے وقت تک بہت سے لوگ مسجد آ گئے قریشی مقام مقصورہ میں جمع ہو گئے تھے اب جماعت کھڑی ہوئی محمد بن عمار مؤذن نے جس کا لقب کساکس تھا قریشیوں سے پوچھا کون نماز پڑھائے گا کسی نے سے جواب نہیں دیا اس نے پھر کہا کیا آپ کو سنائی نہیں دیتا اس پر بھی کسی نے اسے جواب نہیں دیا اب اس نے ہر شخص کا نام لے کر کہا اے ابن عمران اے ابن فلاں کون نماز پڑھائے گا جب اس کا بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو اب وہ خود کھڑا ہوا اس کے بعد اصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں اس نے امام کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ صفیں برابر کر لو جب صفیں برابر ہو گئیں تب اس نے بلند آواز سے پکارا لوگو! میں اپنا تعارف کرا کے کہتا ہوں کہ میں اصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان ہوں اور میں ابو جعفر کی اطاعت کے ساتھ تم سب کو نماز پڑھاتا ہوں اس جملہ کو اس نے دو یا تین مرتبہ کہا پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔

ابن ابی سبرہ کی ہدایت:

دوسرے دن صبح کو ابن ابی سبرہ نے لوگوں سے کہا کہ کل شام تم نے جو حرکت کی وہ سب کو معلوم ہے تم نے بیت المال کے قصر کی ہر شے کو لوٹ لیا ہے تم نے امیر المومنین کی فوج کے آذوقہ کو بھی لوٹ لیا میں سب سے تاکید کرتا ہوں کہ جس کے پاس جو شے ہو وہ لا کر واپس کر دے اور اس کے لیے میں نے حکم بن عبداللہ بن المغیرہ بن موہب کو متعین کیا ہے کہ وہ لوٹ کا سامان وصول کریں چنانچہ لوگوں نے لوٹ کا سامان لا کر اس کے سپرد کیا اور اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار مالیت کا سامان اس کے پاس واپس آ گیا۔

ابن ابی سبرہ کی گرفتاری

[illegible] منصور [illegible]

ابن ربیع مدینہ چلا گیا۔

عبداللہ بن ربیع کی مراجعت مدینہ

حارث بن اسحاق کہتے ہیں عبدالعزیز [illegible] ابن ربیع کے پاس [illegible] جہاں وہ اس وقت مقیم تھا [illegible] عبدالعزیز [illegible]

[illegible] مدینہ [illegible]

منصور کو [illegible]

[illegible] منصور [illegible]

بغداد کی خصوصیت

[illegible]

جس پر تم کو سامان معیشت بحری راستے سے وصول ہو سکتا ہے۔ اسی طرح تمام سامان خوراک جزیرہ اور آرمینیا اور ان کے [illegible] علاقوں سے یہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہ فرات بھی ہمارے قریب ہی واقع ہے اس کے ذریعہ شام و رقہ اور اس کے گرد و نواح کی ہر قسم کی پیداوار ہمیں وصول ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد تمام فوج وہیں اتر پڑی اور منصور نے صراۃ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اس نے شہر کی داغ بیل ڈال دی اور اسے چار حصوں پر تقسیم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک سپہ سالار کو تعمیرات کی نگرانی کر دیا۔

بغداد کے متعلق پیشین گوئی:

سلیمان بن مجالد راوی ہے کہ کوفے والوں نے جب منصور کی فوج کی اطاعت میں خرابی پیدا کی تو اس نے اپنا مستقل مکان کے لیے منصور پہاڑی علاقہ کی طرف نکلا کہ وہاں جا کر اپنے قیام کے لیے انتخاب کرے۔ اس زمانے میں راستہ مدائن سے ہو کر آتا تھا چنانچہ ہم ساباط کی راہ سے ہوتے ہوئے چلے۔ میں آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اور اپنی آنکھوں کا علاج کرنے لگا۔ طبیب نے اس سے امیر المومنین کے ارادے کی نسبت دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ وہ اپنی حکومت کے لیے کوئی مستقر مقام کی تلاش میں ہیں۔ اس نے کہا کہ ہمارے یہاں کتب میں یہ مذکور ہے کہ ایک شخص مقلاص نامی دجلہ اور صراۃ کے درمیان زوراء آباد کرے گا۔ اور جب وہ اس کی تھوڑی بنیاد ڈالے گا اور ابھی بنیاد بھر جائے گی اس وقت اسے حجاز میں فتنہ پیدا ہونے کی خبر ملے گی وہ اس کی تعمیر چھوڑ کر اس کے فرو کرنے میں مصروف ہو جائے گا اور جب حجاز کے فتنہ سے اسے اطمینان ہو جائے گا اسے بصرہ میں بغاوت برپا ہونے کی اطلاع ملے گی اس واقعہ کا اس پر پہلے سے بڑا اثر ہوگا مگر تھوڑی ہی مدت میں یہ دونوں فتنے دب جائیں گے وہ اس کی پھر تعمیر شروع کرے گا اسے مکمل کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہے گا اور حکومت اس کے خاندان میں باقی چلی جائے گی۔

سلیمان کہتا ہے کہ امیر المومنین مقام مدائن کے اطراف جس میں ٹھہرے ہوئے تھے میں امیر المومنین سے آ ملا اور یہ واقعہ ان سے بیان کیا میں نے اس کی اطلاع امیر المومنین کو دی انہوں نے میرے طبیب کو بلایا اس نے ان کے سامنے پورا واقعہ نقل کیا۔ کہنے لگے بخدا وہ شخص میں ہوں بچپن میں مجھے مقلاص کہہ کر پکارتے تھے بعد میں یہ لقب جاتا رہا۔

ابوجعفر کا اپنے مصاحبوں سے مشورہ:

ابن عیاش کا بیان ہے کہ جب ابوجعفر نے ہاشمیہ سے منتقل ہونا چاہا تو انہوں نے معززین کا ایک وفد ایک مقام کے انتخاب کے لیے بھیجا جس کی آب و ہوا عمدہ ہو اور اس کے اطراف میں کسی کو کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ بارما کے قریب ایک جگہ کی ان سے نشاندہی کی جس کی انہوں نے بہت تعریف کی تھی منصور خود اس کے ملاحظہ کے لیے روانہ ہوا اور اسی جگہ شب بسر کی صبح ہونے تک وہ اسی مقام پر رہا اور اچھی طرح دیکھا بھالا یہ مقام اس کو پسند آیا انہوں نے اپنے مصاحبوں سلیمان بن مجالد، ابو ایوب خوزی اور میر منشی عبد الملک بن حمید وغیرہ سے بھی اس مقام کے متعلق رائے دریافت کی۔ سب نے بالاتفاق اس کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے بہتر جگہ دیکھنے میں نہیں آئی یہ مقام خوش فضا ہے اور یہاں کی آب و ہوا بہت معتدل اور اچھی معلوم ہوتی ہے۔ منصور نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی آبادی نہیں ہے اور میری جماعتیں آ جائیں تب بھی ممکن ہے کہ یہاں ان کی ضروریات معیشت کو کافی نہیں ہو سکتی میں ایسی جگہ انتخاب کرنا چاہتا ہوں جو مناسب ہو اس کے علاوہ خود لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کے لئے ادھر سے

حران کے بیچ میں واقع ہے جہاں رسد اشیاء ملتی ہیں۔ یہاں تکلیف نہ ہوگی [illegible] بحری اور خشکی راستے سے سامان معیشت بہم پہنچ سکے گا تو ضروری بات ہے کہ یہاں [illegible] ضروریات زندگی کم ہوں گی اور اس وجہ سے معیشت گراں ہو جائے گی اور اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی [illegible] یہاں یہ تمام [illegible] ہو گیا کہ یہ مقام فوج اور عوام کی ضروریات کے لیے [illegible]۔

ابو جعفر منصور کا موضع قصر میں قیام:

بشر بن عدی راوی ہے کہ منصور دجلہ کی سمت آکر وہاں خیمہ زن ہوئے جہاں اب قصر السلام ہے [illegible] انھوں نے عصر کی نماز پڑھی یہ گرمی کا زمانہ تھا موضع قصر میں ایک راہب کی خانقاہ تھی انھوں نے یہیں رات بسر کی یہ رات ان کو نہایت خوش گوار معلوم ہوئی۔ صبح تک سوئے اور اس مقام سے بہت لطف اندوز ہوئے [illegible] پہلا اتفاق تھا [illegible] دوسرے دن [illegible] خیال کے مطابق [illegible] یہی جگہ ہے [illegible] فرات، دجلہ اور دوسرے راستوں [illegible] بالکل کافی ہوگی۔ اب انھوں نے اس کی [illegible] اس کی تعمیر کا اندازہ قائم کیا [illegible] پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی اور رکھتے وقت یہ کہا:

بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔

پھر کہنے لگے:

بنو علی برکۃ اللہ۔

"اب بناؤ اللہ کی برکت سے"۔

ابو جعفر منصور کی بطریق سے ملاقات:

بشر بن میمون الشروی اور سلیمان بن مجالد سے روایت ہے کہ جب منصور جبل کی سمت سے چلے تو انھوں نے [illegible] اطلاع [illegible] جس نے ایک طبیب کی روایت بیان کی تھی [illegible] ذکر آیا ہے [illegible] کے مقابل واقع ہے [illegible] منصور نے [illegible] اپنے پاس آنے کی دعوت دی [illegible] رحاء البطریق کا مالک تھا بغداد اور مخرم کے [illegible] سے ان کے مواضع کا حال پوچھا کہ گرمی اور سردی میں اور بارش میں ان مقامات کی کیا حالت ہوتی ہے [illegible] کیڑے مکوڑوں کا کیا حال ہے ہر شخص نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا۔ منصور نے اپنے کئی آدمی ان کے ہمراہ بھیجے اور حکم دیا کہ ہر ایک ان کے موضع میں رات بسر کرے۔ چنانچہ ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ موضع میں رات گزاری اور پھر منصور کو آکر اس کی کیفیت بیان کی اب منصور نے ان سب سے جن کو انھوں نے بلایا تھا مشورہ لیا اور ہر شخص کی اطلاعات کی تحقیق و تنقید کی۔ سب نے بالاتفاق بغداد کے رئیس کو اختیار کیا۔ منصور نے اسے بلایا اس سے مشورہ لیا اور اس کے گاؤں کا حال

یہ جماعت اس کی زمیندار ہے جس کا گاؤں اب تک اس مربع میں جو ابو العباس الفضل بن سلیمان الطوسی کے نام سے مشہور ہے قائم ہے۔ گاؤں کے کچھ نشانات کی صرف بنیادیں ہیں اور اس زمیندار کا پورا مکان بدستور اب تک قائم ہیں۔

بطریق کا ابو جعفر منصور کو مشورہ

اس نے منصور سے کہا کہ جناب والا نے ان مقامات کی آب و ہوا اور فضا کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ کون سا مقام آپ کے لیے اختیار کیا جائے میری یہ رائے ہے کہ آپ ان چار پرگنوں کے درمیان سکونت پذیر ہوں۔ مغرب میں دو پرگنے قطربل اور بادوریا اور مشرق میں نہر بوق اور کلواذی ہوں اس طرح آپ ایک ایسے دلکش مقام میں سکونت پذیر ہو جائیں گے جہاں کثرت سے گلستان ہیں اور پانی بالکل قریب ہے اگر کبھی ایک پرگنے میں خشک سالی ہوگی یا اس کی وجہ سے اس کی فصل بگڑ گئی تو دوسرے پرگنوں میں کافی پیداوار ہو جائے گی اور اس طرح آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی آپ صراۃ پر قیام کریں گے۔ دریائے فرات کے ذریعہ شام سے سامان خوراک کشتیوں میں بھر کر آپ کو پہنچتا رہے گا نیز مصر و شام کے میوے آپ کو ہم دست ہوتے رہیں گے دوسری طرف سے دجلہ کے ذریعہ چین، ہند، بصرہ اور واسط سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچے گا آرمینیا اور اس کے ملحقہ علاقہ کا سامان خوراک دریائے تامرا کی راہ دریائے زاب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچا کرے گا اسی طرح روم آمد جزیرہ اور موصل کی پیداوار دجلہ کے راستے آپ تک پہنچ سکتی ہے۔

بغداد کی دفاعی حیثیت:

چونکہ آپ بہت سے دریاؤں کے بیچ میں ہوں گے اس وجہ سے کوئی دشمن دریا کو کشتیوں کے پل یا پختہ پل کے ذریعہ عبور کیے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر آپ دشمن کے لیے ان پلوں کو قطع یا برباد کر دیں گے تو کسی طرح بھی وہ دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا آپ دجلہ اور فرات کے درمیان ہوں گے جو کوئی بھی مشرق یا مغرب سے آپ کے خلاف پیش قدمی کرے گا اسے بہر حال دریا کا عبور کرنا لازمی ہوگا۔ نیز یہاں سکونت پذیر ہونے سے آپ ایک طرف بصرہ واسط اور کوفہ اور دوسری طرف موصل اور تمام علاقہ سواد کے درمیان رہیں گے نیز آپ صحرا سمندر اور کوہستان سے قریب رہیں گے تاکہ جس کی ضرورت واقع ہو اس سے کام لیا جائے یہ مشورہ سن کر منصور کا ارادہ اس مقام پر فروکش ہونے کا پختہ ہو گیا اسی شخص نے منصور کے لیے انتخاب کی اور جو کچھ کہا اس سے پہلے اس نے منصور سے یہ بھی کہا کہ ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اللہ کے فضل و احسان سے امیر المومنین کی فوج اور جمعیت بہت کثیر ہے اس وجہ سے آپ کے کسی دشمن کو آپ پر ہاتھ اٹھانے کی جرات نہیں ہو سکتی شہروں کی تعمیر میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ اس کی فصیلیں ہوں خندق ہوں اور قلعے ہوں یہاں یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر دجلہ اور فرات آپ کے شہر کے لیے خندق کا کام دیں گے۔

حماد الترکی کا بیان:

حماد الترکی کہتا ہے کہ ۱۴۵ھ میں منصور نے کئی آدمیوں کو مضافات میں ایک ایسے مقام کے انتخاب کے لیے بھیجا جہاں وہ اپنا شہر بسائیں ان اصحاب نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں پوری جدوجہد کی مگر منصور کو کوئی جگہ پسند نہ آئی اور اس لیے وہ خود سواری کے لیے نکلے اور اس کرخ میں جو صراۃ پر واقع ہے آ کر شب باش ہوئے کہنے لگے کہ میں اسی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بغداد کی تعمیر کا حکم

[illegible]

بغداد کی ترتیب و تقسیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خروج سے ایک سال یا کچھ کم ایک سال قبل ۱۴۴ھ میں اس جماعت نے موضع بغداد کو جو صراۃ کے کنارے قصر سے متصل واقع تھا اس کام کے لیے انتخاب کر لیا جہاں محمد واقع ہے وہاں پہلے ایک گاؤں تھا جس کا نام آزاد تھا جو خلد سے متصل جانب شرق ایک اور قریہ تھا جہاں باقی نہ رہا اور اب وہ قریہ حصہ بغداد ہے وہ قریہ ... جس پر نے شہر کا یہ حصہ تعمیر کیا ہے۔

ابوجعفر کا لقب ابوالدوانیق

منصور اس گرجا میں آکر اترا جو مقام قرن الصراۃ کے کنارے واقع تھا یہاں ان کو ٹھہرنا مکمل ہو گئے کہاں بہت سی باتیں معلوم ہو گئیں کہنے لگے میں ایسے ہی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں تمام ضروریات زندگی فراوانی سے مل جائیں گے۔ یہ بہتر جگہ ایک بڑے شہر کے بسانے کے لیے مناسب معلوم ہوتی ہے منصور نے اس گرجے کے راہب سے بات کر کہا کہ میں یہاں ایک شہر بسانا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے کہنے لگا آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں وہ بادشاہ شہر بسائے گا جس کا لقب ابوالدوانیق ہوگا۔ یہ سن کر منصور اپنے دل ہی دل میں ہنسنے لگے کہ میں ہی ابوالدوانیق ہوں اب ان کے حکم سے شہر کی داغ بیل قائم کی گئی اس کے چار حصے کر کے ہر ایک حصہ ایک منتظم کے سپرد کر دیا گیا۔

ابوجعفر منصور اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

سلیمان بن مجالد راوی ہے منصور نے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کو قاضی بنانا چاہا انہوں نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھائی کہ میں ضرور ان کو سرکاری عہدہ دوں گا ان کے مقابلہ میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی قسم کھائی کہ میں کبھی قبول نہ کروں گا۔ چنانچہ جب قضا کے عہدے سے انہوں نے انکار کر دیا تو اب منصور نے راوی کے قول کے مطابق اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو شہر کی تعمیر کے سامان کی اینٹ کا شمار اور مزدوروں سے کام لینے کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ چنانچہ شہر کی خندق سے متصل دیوار کی تکمیل تک انہوں نے اس خدمت کو انجام دیا اس دیوار کی تکمیل ۱۴۹ھ میں ہوئی۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عہدہ قضا قبول کرنے سے انکار:

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے منصور نے قضا اور تصفیہ مظالم کا عہدہ ابوحنیفہ کو دینا چاہا انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے قسم کھائی کہ وہ ان کو سرکاری عہدہ دیئے بغیر نہیں چھوڑیں گے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی اس کی خبر ہوئی انہوں نے ایک بانس لے لیا اور خود کھڑے ہو کر اینٹیں گننے لگے وہ بانس سے اس کا شمار کر لیتے اس طرح بانس سے اینٹ کا شمار سب سے پہلے انہوں نے کیا ہے اس طرح انہوں نے ابوجعفر کی قسم بھی پوری کر دی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے اور بغداد ہی میں انتقال کر گئے۔

بغداد کی تعمیر کا التوا:

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور نے خندق کے کھودنے اور بنیاد کے قائم کرنے اور خوب مضبوط بنانے کا حکم دیا تو یہ چاہا کہ فصیل کا عرض نیچے سے پچاس گز ہو اور اوپر بیس گز ہو اور بنیاد کی بھرتی میں لکڑی کے بجائے صندل کے لیے بانس کی تیلیاں رکھوائیں جب فصیل قد آدم بلند ہو گئی یہ ۱۴۵ھ کی بات ہے تو اسے محمد کے خروج کی اطلاع ملی یہ سن کر انہوں نے شہر کی تعمیر رکوا دی۔

احمد بن حمید بن جبلہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ مدینہ ابوجعفر کی تعمیر سے پہلے بغداد یوں کا ایک جزیرہ تھا اس کو مبارکہ کہتے تھے اس کے ساٹھ مالک تھے ابوجعفر نے اس کے عوض ان کو دوسری زمین دی اور قیمت بھی دے کر ان کو راضی کر لیا

میرے دادا کو بھی ان میں سے ایک حصہ ملا تھا۔

بغداد کے نواحی مواضعات:

حماد ترکی کہتا ہے کہ بغداد سے پہلے مدینہ ابو جعفر کے گرد گاؤں تھے۔ باب الشام کی طرف خندق کے پاس ایک گاؤں واقع تھا۔ باب [illegible] سے [illegible] آباد تھا اس کے بعض حصے شہر بننے کے بعد تک باب الشام کی جانب [illegible] میں قائم تھے پھر وقت کے زمانہ میں [illegible] ہو گئے اس قریہ کے مالک بعض زمیندار تھے جو [illegible] کے نام سے مشہور تھے اسمٰعیل بن دینار یعقوب بن سلیمان اور ان کے متعلقین انہی میں سے ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات راوی ہے کہ جو قریہ مربعہ ابو العباس طوسی [illegible] واقع تھا وہ میرے نانا کا تھا اور یہ لوگ زمیندار تھے ان کو [illegible] کہتے تھے [illegible] کا [illegible] اور قریہ مربعہ ابو فروہ کے متصل تھا جو اب تک قائم ہے۔

ابراہیم بن عیسیٰ کہتا ہے کہ جو مقام سعید خطیب کے نام سے مشہور ہے یہاں [illegible] نام [illegible] تھا [illegible] کے متصل اس قریہ کے [illegible] اب تک [illegible] میں [illegible] قریہ [illegible] تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ربیع کے قطیعہ میں [illegible] کے باشندوں سے بہت سے [illegible] تھے۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات اپنے باپ یا دادا کی روایت بیان کرتا ہے (راوی کو اس معاملہ میں شبہ ہے) یا دادا کا ایک کسان میرے پاس آیا جس کو [illegible] میں نے اس کے [illegible] کی وجہ دریافت کی اس نے کہا [illegible] کے [illegible] بہت [illegible] یہ [illegible] جہاں میں نے مدت تک [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اس کی مراد باب الحرب تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] ربیع کا قطیعہ [illegible] میں کا ایک [illegible] جو اسے مہدی نے عطا کیا منصور نے اسے [illegible] دیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] طاق [illegible] اسمٰعیل [illegible] ایک [illegible] کی جاگیر تھی جس پر اب [illegible] کا قصر واقع ہے [illegible] جعفر [illegible] جو ابو جعفر نے اپنے بیٹے [illegible] کی [illegible] ساتھ ہے۔

ابو جعفر منصور کا کرخا میں قیام:

حماد ترکی کہتا ہے منصور [illegible] دجلہ کے کنارے والے کرخا میں [illegible] تھے جو اب قصر الخلد کے نام سے مشہور ہے اس دن گرمی شدید تھی ۱۴۵ھ کا واقعہ ہے میں اپنے [illegible] قیام [illegible] نکل کر [illegible] اور ان کے مصاحبوں کے ساتھ [illegible] آیا [illegible] سے [illegible] منصور تک چلا آیا اور اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی [illegible] منصور سے اس کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگی اس وقت سعید بن ابی [illegible] اس کے پاس تھا منصور نے اجازت دے دی۔

ابو جعفر منصور کی روانگی کوفہ:

اس شخص نے محمد کے خروج کی اطلاع دی [illegible] منصور کہنے لگے ہم [illegible] بھیجتے ہیں کہ وہاں سے [illegible] کا سامان [illegible] دیکھا جائے پھر کہنے لگے کہ اگر [illegible] ہو جائے تو [illegible] کی [illegible] جائے گی اور [illegible] جائے گا [illegible] انہوں نے حکم دیا۔ عباس بن محمد [illegible] ایک خط [illegible] جائے اس میں محمد کے خروج کی اطلاع کی جائے اور یہ بھی لکھا جائے کہ اس خط کو [illegible] بعد [illegible] یہاں سے [illegible] جا رہے [illegible] اہل [illegible]

بھیجے۔ رزام اور شامی [illegible] کی شکستوں کے متعلق [illegible] کہ ہم کو چاہیے کہ [illegible] آزادی [illegible] بھیج کر [illegible] [illegible] بیان سے [illegible] نقصان قوموں [illegible] جب [illegible] اعلان [illegible] ان کو مطلع [illegible] کے بعد [illegible] شوری کا [illegible] ہوئے اور [illegible] کے بعد جب [illegible] ابراہیم [illegible] کے بعد وہ [illegible] گئے۔

ابو جعفر کے متعلق اس کے مصاحبین کی آراء:

ابو جعفر کو بغداد میں یہ خبر ملی کہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کیا ہے وہ بغداد سے کوفہ روانہ ہو گیا۔ اس کے راوی محمد بن [illegible] کہتے ہیں کہ اسحاق بن مسلم العقیلی اور عبداللہ بن الربیع المدائنی نے اس کی طرف نظر کی یہ لوگ اس کے مصاحبین میں تھے منصور اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار [illegible] رہے تھے [illegible] ان کے گرد تھے ان دونوں میں سے [illegible] نے کہا چونکہ [illegible] چالاک [illegible] ہوشیاری [illegible] اپنی [illegible] خیال ہے کہ [illegible] کے خاندان کی [illegible] معاملے میں ناکامی ہوگی [illegible] جس کے لیے [illegible] منصور بن [illegible] الطائی کے ان شعروں کا مصداق ہے

فكم من [illegible] خيال   [illegible]

[illegible]   [illegible] يرى فيه [illegible]

ترجمہ: "شدید جنگ میں بہت سے حملوں اور رسالوں کے دستوں کا اس نے تدارک کیا ہے اور اس کے [illegible] اس نے قدم آگے بڑھائے [illegible] کی ضرب سے مار بھگایا ہے۔"

اسحاق بن مسلم کہنے لگا میں نے منصور کو [illegible] کی طرح جانچا اور پرکھا ہے وہ سخت [illegible] ہے مضبوط [illegible] ہے ان کے [illegible] نے [illegible] شعروں کے مصداق ہیں

[illegible] فرسان كأن وجوههم   مصابيح تبدو في الظلام زواهر

يقودهم كبش أخو مصمئلة   عبوس [illegible] قد لاح منه الهواجر

ترجمہ: "ایسے شہسوار [illegible] سامنے آئے [illegible] ان کے چہرے [illegible] روشن تھے [illegible] قیادت ایک [illegible] مضبوط [illegible] جس کا چہرہ [illegible] میں [illegible] رہا تھا۔"

ابو جعفر کی کوفہ میں آمد:

عبداللہ بن الربیع کہنے لگا جب [illegible] کہیں [illegible] مثال [illegible] بیان [illegible] ہے اور جنگ کے وقت تو اس کی حالت [illegible] کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے۔

[illegible] الحرب [illegible]   [illegible] الإقدام في [illegible]

ترجمہ: "[illegible] کہ شدید جنگ میں [illegible] سب سے آگے نظر آتا ہے۔"

چلتے چلتے منصور [illegible] کوفہ میں [illegible] اقامت اختیار کی اور وہاں سے اپنی فوج [illegible] کے مقابلے [illegible] جنگ کے ختم کے بعد وہ پھر بغداد آگئے اور اب اس کی تعمیر مکمل کی۔

باب ۱

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج

اس سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے جو محمد بن عبداللہ بن حسن کا بھائی تھا، منصور کے خلاف بصرہ میں علم بغاوت نصب کیا منصور سے لڑا اور مارا گیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ:

جب ابوجعفر نے عبداللہ بن حسن کو گرفتار کیا تو اس واقعہ سے محمد اور ابراہیم اور زیادہ ڈر گئے اور عدن چلے گئے یہاں بھی ان کو اپنے متعلق خوف دامن گیر ہوا وہ سندھ کی راہ سے چلے آئے یہاں کسی نے عمر بن حفص کو ان کا پتہ دے دیا انہوں نے سندھ بھی چھوڑا اور کوفے آ گئے اس وقت ابوجعفر کوفہ میں موجود تھے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ میں روپوشی:

ام جعفر ابی الصعبان کہتی ہے کہ ابراہیم بن عبداللہ ایک مدت تک حارث بن عیسیٰ کے مکان میں روپوش ہو کر رہے جب وہ باہر نکلتا تو اس کے ہمراہ اس کی ایک ام ولد بھی ہوتی تھی یا کوئی اس کے ساتھ ہوتا تھا جب تک وہ بیٹھے ہوتے ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں ان کے چلے جانے کے بعد میں ان کی ام ولد کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ آپ کس سے باتیں کر رہی تھیں اس نے کہا ہاں وہ ان کا مسئلہ پوچھ رہی تھی اس نے کہا کہ ان کا نام نہیں بتایا اور ان کا نہیں پتہ چلا اور یہی حال رہا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ:

مطہر بن الحارث کہتا ہے بصرہ جانے کے ارادے سے ہم مکہ سے ابراہیم کے ہمراہ چلے راستے میں کسی مقام سے کچھ اہل بصرہ نے ساتھ ہو لیے ہم نے ان سے نام پوچھا انہوں نے ابن ابی العصام بتایا بصرہ کے قریب پہنچنے تک ہمارے ساتھ رہا ایک دن اس نے مجھ سے کہا کیا یہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نہیں ہے میں نے کہا نہیں یہ شام کا شخص ہے جب ہم بصرہ سے ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو ابراہیم ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے اور ان کی دوسری منزل پر ہم لوگ بصرہ میں داخل ہو گئے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی بصرہ میں آمد:

ابو صفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار روایت کرتے ہیں کہ ۱۴۳ھ میں ابراہیم اس وقت بصرہ آئے جب کہ حاجی حج سے فارغ ہو کر اپنے وطن پلٹے۔ یحییٰ بن زیاد بن حسان النبطی اسے لے کر آیا تھا اس نے ان کو کرایہ پر لیا اور ان کے ساتھ وہ بصرہ آیا پھر انہیں بنی لیث کے ایک مکان میں اتارا اور ایک سندھی جاریہ خرید کر ان کو دی یحییٰ بن زیاد کے گھر میں اس جاریہ کے بطن

سے ابراہیم کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ لیکن خود اس بچے کے زمانے میں مر گیا تھا۔ یحییٰ بن زیاد نے اس کی نماز پڑھی تھی۔

ابراہیم بن عبداللہ کے متعلق ابوجعفر منصور کو اطلاع:

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے فضل نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب ہم دونوں شام میں تھے تو بنی ظہیر العبسی کی اولاد کے پاس فروکش ہوا فضل بن صالح بن علی وہاں مقیم تھے۔ ابوجعفر کو اس کی اطلاع ایک تحریر سے ہوئی جو پرچہ پر تھی جس نے وہ [illegible] کے پیچھے لکھی۔ یہ واقعہ ہے کہ اس اطلاع میں لکھا تھا کہ ابراہیم یہاں آیا تھا میں نے اسے تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ چلا گیا۔ جب یہ خط ابوجعفر کو موصول ہوا انہوں نے اس کا ابتدائی حصہ پڑھا مگر چونکہ اس میں کوئی خاص بات نہ تھی انہوں نے وہ خط ابوایوب موریانی کے حوالے کر دیا اس نے بھی اسے بغیر پڑھے طومار کے بیچ میں داخل دفتر کر دیا۔ جب مشرقی والے شہروں کے خطوط کا جواب دینے کے لیے طومار منگوائے تو ابان بن صدقہ نے جو اس وقت ابوایوب کا رفیق تھا ان کے خطوط کو دیکھنے کے لیے کھولا۔ پڑھتے پڑھتے اس کی نظر اس پرچہ پر بھی پڑی جب اس نے اس کا بقیہ حصہ پڑھا جس میں تحریر تھا "میں امیرالمومنین کو اطلاع دیتا ہوں" اس نے اس خط کو جسے بے معنی سمجھ کر داخل دفتر کر دیا گیا تھا ابوجعفر کے پاس لے گیا۔ ابوجعفر نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ ابراہیم کی خبر کے لیے جاسوس متعین کر دیئے جائیں اور پھر سے ان کا پتا لگایا گیا۔

بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کی تلاش:

خود ابراہیم سے روایت ہے کہ مجھے موصل میں سرکاری طلب نے اس قدر مضطر کر دیا کہ ایک مرتبہ مجھے ابوجعفر کے دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا پڑا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں موصل پہنچا تو میری تلاش اس قدر شروع کی گئی کہ میں پریشان ہو گیا زمین میرے قدموں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی میرے لیے کوئی مفر کی صورت باقی نہ رہی تھی ہر طرف میری گرفتاری کے لیے ہم [illegible] اور نگہبان متعین تھے لوگوں کو یہ حکم تھا کہ کسی نئے آدمی کو بغیر تفتیش نہ گزرنے دیں۔ مگر میں سرکاری دستر خوان پر جا بیٹھا اور ان کے ساتھ کھانا کھا کر نکل آیا اس اثناء میں تلاش ختم ہو چکی تھی۔

ابونعیم الفضل بن دکین کہتا ہے کہ ایک شخص نے مطر بن الحارث سے کہا کہ ابراہیم تو قرقیسیا میں تھا اور میں اس وقت اس کے ساتھ تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ نہیں وہ کبھی وہاں نہیں آیا۔ البتہ وہ پہلے موصل میں تھا وہاں سے انبار آیا پھر بغداد ہو کر مدائن اور نیل اور واسط آیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے فوجی عہدیداروں کے نام خطوط:

نصر بن قدید بن نصر بیان کرتا ہے کہ ابراہیم نے بصرہ سے بہت سے شیعہ فوجی عہدہ داروں کے نام خطوط لکھے تھے انھوں نے جواب میں لکھا کہ آپ خروج کریں ہم ابوجعفر پر حملہ کر دیں گے۔ اسی وعدہ کی بنا پر ابراہیم نے خروج کیا جب وہ ابوجعفر کے پڑاؤ تک پہنچ گیا۔ ابوجعفر اس زمانے میں بغداد کے ایک سرے پر مقیم تھے انہوں نے بغداد کی داغ بیل ڈالی تھی اور اس کی تعمیر ہو رہی تھی۔ ابوجعفر کے پاس اب ایسا آدمی نہ تھا جس پر وہ بھروسہ کر کے دشمن اور دوست میں تمیز کر سکتے۔ اس کے متعلق ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حسب دستور ایک دن ابوجعفر نے آئینہ میں دیکھا کہنے لگے عجیب حال ہے میں ابراہیم کو اپنے پڑاؤ میں دیکھ رہا ہوں ہوئے زمین پر اس سے زیادہ میرا دشمن اور کوئی نہیں ہے اب تم کیا کرتے ہو۔

ابراہیم بن عبداللہ اور سفیان العمی کی گفتگو:

عیسیٰ بن محمد بن ابو حبیب [illegible] کہتے ہیں کہ ابوجعفر نے [illegible] ابراہیم [illegible] ڈھونڈنے کے لیے گئے اور ان [illegible] ابوجعفر [illegible] ایک مکان میں [illegible] ہے تب [illegible] ابوجعفر نے ان کی تلاش [illegible] بڑے عجیب [illegible] ابوجعفر نے ان کی تلاش میں [illegible] پہنچ گئے۔ [illegible] ان کا پتہ نہ چلا۔ اسی وقت سفیان العمی ان کے پاس تھا انہوں نے ان سے کہا کہ کب تک اسی طرح چھپ کر [illegible] چاہیے جائے [illegible] ابراہیم نے کہا کہ جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔

سفیان العمی کی ابوجعفر منصور سے ملاقات

سفیان ربیع کے پاس آیا اور اس سے ابوجعفر سے ملنے کی اجازت چاہی۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ سفیان نے اپنا نام بتا دیا۔ ربیع نے اسے ابوجعفر کے سامنے پیش کر دیا۔ اس پر نظر پڑتے ہی انہوں نے اسے خوب گالیاں دیں۔ سفیان نے کہا کہ آپ کے اس عتاب کا مستحق ہوں مگر اب توبہ کر کے آپ کی خدمت میں معافی کا خواستگار ہوں۔ [illegible] آیا ہوں میری درخواست قبول کر لیں تو میں آپ کو ایک بات بتاؤں جو آپ دل سے چاہتے ہیں۔ ابوجعفر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ ابراہیم بن عبداللہ کو آپ کے پاس لے آؤں۔ [illegible] ان کے خاندان والوں کو بھی [illegible] نہیں ملے گی [illegible] آپ مجھے کیا صلہ دیں گے؟ ابوجعفر نے پوچھا ابراہیم کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اب وہ بغداد پہنچ گیا ہوا ہوگا۔ [illegible] آپ میرے لیے، میرے ایک غلام کے لیے اور ایک فوجی افسر کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجئے [illegible] گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دے دیجئے۔

سفیان العمی کے لیے پروانہ راہداری:

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ سفیان نے منصور سے کہا کہ ایک دستہ فوج اب میرے ساتھ کر دیجئے۔ میرے ساتھ میرے ایک غلام کے لیے پروانہ راہداری لکھوا دیجئے [illegible] آپ کے پاس لے آؤں گا۔ جب ابوجعفر نے یہ پروانہ راہداری لکھوا دیا [illegible] اس کے ساتھ کر دی [illegible] زندگی میں [illegible] سفیان نے کہا کہ مجھے اس [illegible] کے لیے وہ اس [illegible] ابراہیم کے پاس آیا جو ایک کوٹھری میں تھا اس نے جبہ [illegible] پہن رکھا تھا [illegible]

ابراہیم بن عبداللہ کا فرار:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت [illegible] آیا جب [illegible] تھا۔ سفیان نے اسے آواز دی [illegible] جواب پر حکومت [illegible] اس طرح [illegible] ایک افسر نے [illegible] سفیان نے پروانہ راہداری [illegible] پوچھا کہ تمہارا غلام کہاں ہے؟ سفیان نے [illegible] افسر [illegible] اس غلام کے چہرے کو دیکھ [illegible] ابراہیم بن عبداللہ بن حسن [illegible] اس نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم بھاگ گیا۔

سفیان العمی کی روپوشی:

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر عبادی آئے وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر بصرہ آ گئے اور روپوش ہو گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابوجعفر کے پاس سے نکل کر بصرہ آئے۔ وہ اپنے مکان میں جس کے دو دروازے تھے سپاہیوں سے آ کر ملتا اس کو ایک دروازے پر بٹھاتا اور کہتا کہ جب تک میں اندر سے نہ آؤں تم یہیں سے نہ جانا اور خود دوسرے دروازے سے نکل جاتا اسی طرح اس نے اس فوج کو جو ابوجعفر نے اس کے ساتھ کر دی تھی منتشر کر دیا اور جب تنہا رہ گیا تو اب وہ روپوش ہو گیا۔ سفیان بن معاویہ کو اس کی خبر پہنچی اس نے ان سرکاری سپاہیوں کو اپنے پاس بلا لیا۔ اب اس نے عمی کو تلاش کیا مگر اس کا پتہ نہ لگ سکا۔

وہب بن مالک اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ اصل میں عمرو بن شداد نے ابراہیم کے لیے یہ چال چلی تھی اور اسی طرح اس نے ان دونوں کو ابوجعفر سے بچا دیا۔

عمرو بن شداد پر عتاب:

عمرو بن شداد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے روپوشی کی حالت میں ابراہیم میرے پاس مدائن آیا میں نے اسے اپنے ایک مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع تھا اتار دیا۔ کسی شخص نے عامل مدائن سے اس واقعہ کی بنا پر میری شکایت کر دی اس نے سو کوڑے میرے لگوائے مگر میں نے ابراہیم سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اسے سن کر ابراہیم بصرہ کی سمت نکل گیا۔ جب وہ شام سے بصرہ جا رہا تھا تو عبدالرحیم بن صفوان اس کے پاس گیا اور ہم رکاب ہو گیا تمام سفر طے کر کے واپس آیا۔ ایک دیکھنے والے نے آ کر بیان کیا کہ میں نے عبدالرحیم کو ایسے شخص کے ساتھ جاتے دیکھا ہے جو بدو معلوم ہوتا تھا صحرائی ازار پہنے تھا ہاتھ میں جلاہوں کی کمان تھی جس سے وہ تیر اندازی کر رہا تھا۔ جب عبدالرحیم واپس آیا تو اس سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون شخص تھا۔ اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ روپوشی کی حالت میں ابراہیم اسی قسم کا لباس پہن کر بصرہ میں رہا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی دعوت بیعت:

نصر بن قدید کہتا ہے کہ بغداد سے پلٹ کر ابراہیم بنی ضبیعہ میں ابو فروہ کے پاس فروکش ہوا۔ وہ چھپا رہا یہاں اس نے خروج کے لیے لوگوں کو اپنے سفراء کے ذریعے دعوت دینی شروع کی۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جزیرہ میں تلاش:

عبداللہ بن الحسن بن حبیب اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ شہر اہواز کی ایک سمت میں ابراہیم دریائے دجیل کے کنارے میرے پاس مقیم تھا اور محمد بن الحصین اس کی تلاش کر رہا تھا ایک دن اس نے کہا کہ امیرالمومنین نے مجھے لکھا ہے کہ نجومیوں نے ان کو بتایا ہے کہ ابراہیم اہواز میں دو دریاؤں کے درمیان ایک جزیرہ میں مقیم ہے۔

میں نے اس جزیرہ کو تلاش کیا وہ جزیرہ جو شابور اور دجیل کے درمیان واقع ہے جہاں ہمارا لشکر پڑا ہے تو اس کا پتہ نہ لگا اب میرا ارادہ ہے کہ میں کل شہر میں اسے تلاش کروں کیونکہ ممکن ہے کہ جزیرہ سے امیرالمومنین کی مراد وہ جگہ ہو جو دجیل اور مرقان کے درمیان ہو میں نے ابراہیم سے جا کر کہہ دیا کہ کل اس مقام میں تم کو تلاش کیا جائے گا میں نے بقیہ دن اسی کے ساتھ گزارا اوقات

[illegible] ایک [illegible] خبر آئی [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible] لیا ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ [illegible]

محمد بن [illegible] موسیٰ بن عبداللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابراہیم بن عبداللہ کی بیعت:

[illegible] سب سے پہلے [illegible]

[illegible]

کی دعوت کو قبول کیا۔ بعض راویوں کا خیال ہے کہ چار ہزار آدمیوں کے نام اس کے دیوان میں لکھے گئے اور اب اس کی تحریک علانیہ شروع ہوئی لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ بصرہ کے وسط میں نقل مکان کریں کیونکہ وہاں سب لوگ بآسانی آپ کے پاس آ سکیں گے ابراہیم ابو فروہ کے مکان سے منتقل ہو کر اب بنی سلیم کے مولی ابو مروان کے مکان میں جو اہل نیسابور میں سے تھا آ کر اقامت گزیں ہوا۔

یونس بن نجدہ کہتا ہے کہ ابراہیم ان راتوں میں عبدالرحمن بن حرب کا مہمان تھا یہاں سے اس نے اپنے طرف داروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں عبداللہ بن سفیان، برد بن لبید، الیشکری، مضاء التغلبی، الطہوی، مغیرہ بن الفزر، نمیر بن عمرو اور یحییٰ بن عمرو الہمدانی تھے خروج کیا۔ بنی لیث کی گلی سے گزرتے ہوئے طفاوہ آئے وہاں سے کرزم اور نافع الجبس کے مکانات سے گزرتے ہوئے بنی یشکر کے مقبرہ میں پھر ابو مروان کے مکان میں آ گئے۔

محمد بن عبداللہ کا ابراہیم بن عبداللہ کے نام خط:

عبداللہ بن سفیان کہتا ہے کہ میں ایک دن ابراہیم سے ملنے آیا وہ پریشان خوف زدہ بیٹھا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کا خط آیا ہے اس میں انھوں نے اپنے خروج کی اطلاع دی ہے اور میرے خروج کی تحریک کی ہے اور اس کے بعد دیر تک سر جھکائے غمگین صورت بنائے سوچتا رہا۔ میں یہ سمجھ کر کہ یہ بالکل معمولی بات ہے اسے تسلی دیتا رہا۔ میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا فکر ہے آپ کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے مضاء، الطہوی، مغیرہ میں اور بہت سے اور آپ کے ساتھ ہیں ہم رات کو جیل خانہ پر دھاوا کر دیں گے صبح کو ایک عالم آپ کے ہمراہ ہو گا۔ یہ سن کر اسے اطمینان ہو گیا۔

جعفر بن حنظلہ کا ابو جعفر منصور کو مشورہ:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے جعفر بن حنظلہ البہرانی کو جو بڑا صاحب الرائے اور تجربہ کار مدبر تھا بلایا اور کہا کہ محمد مدینہ میں ظاہر ہو گیا ہے تم مشورہ دو کہ اس موقع پر میں کیا کروں اس نے کہا جس قدر ممکن ہو کثیر تعداد میں اپنی فوج بصرہ بھیج دو۔ ابو جعفر نے کہا اچھا اب تم جاؤ جب میں پھر بلاؤں تو آنا چنانچہ جب ابراہیم بصرہ آ گیا تو ابو جعفر نے پھر اسے بلایا اور یہ خبر سنائی اس نے کہا کہ مجھے اسی بات کا خوف تھا بہتر یہ ہے کہ فوراً اس کے مقابلے کے لیے فوج بصرہ روانہ کرو۔ ابو جعفر نے پوچھا کس بنا پر تم کو یہ خدشہ پیدا ہوا تھا اس نے کہا اس لیے کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا تھا چونکہ اہل مدینہ ایسے جنگ آزما نہیں ہیں کہ وہ اپنی شان و شرافت نسبی کے مطابق لڑ سکیں اب رہے اہل کوفہ وہ آپ کے زیر قدم ہیں وہ آپ کے خلاف خروج کرنے کی جرأت نہ کریں گے اہل شام وہ آل ابی طالب کے پرانے دشمن ہیں وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔ اب صرف بصرہ رہ گیا۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے ابو جعفر نے عقیل کے دونوں بیٹوں کو جو جرنیل تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کر لی تھی اور مشہور سپہ سالار تھے بصرہ روانہ کیا اس وقت سفیان بن معاویہ بصرہ کا عامل تھا اس نے ان دونوں کے قیام کا انتظام کر دیا۔

بدیل بن یحییٰ کی اہواز فوج بھیجنے کی تجویز:

یحییٰ بن بدیل بن یحییٰ بن بدیل راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے ابو ایوب اور عبدالملک بن حمید سے پوچھا کیا تم کسی ایسے ہوشیار صاحب الرائے کو جانتے ہو جس سے ہم مشورہ کر سکیں انھوں نے کہا بدیل بن یحییٰ کوفہ میں موجود ہے

وہ ان تمام لوگوں سے مشورہ لیتے تھے آپ ان کو بلا بھیجیے۔ ابوجعفر نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے کیا مشورہ دیتے ہو؟ اس نے کہا اہواز کو اپنی فوجوں سے بھر دو۔ ابوجعفر کہنے لگے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ محمد نے تو مدینہ میں خروج کیا ہے اس نے کہا: اس بات کو جانتا ہوں مگر یاد رکھو اہواز اس کا دروازہ ہے جس سے وہ داخل ہوں گے ابوجعفر نے کہا: جس طرح تمہاری رائے ہے عمل کیا جائے گا۔

جب ابراہیم بصرہ آ پہنچا تو اب پھر ابوجعفر نے بدیل کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا جہاں تک جلد ممکن ہو اس کے خلاف فوجیں روانہ کیں اور اہواز سے اسے دور ہی رکھیں۔

محمد بن حفص کا بیان:

محمد بن حفص الدمشقی (مولیٰ قریش) بیان کرتا ہے محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابوجعفر نے اہل شام کے ایک سن رسیدہ صاحب رائے اور تجربہ کار شیخ کو مشورہ کے لیے بلایا اس نے کہا فوراً چار ہزار جوان شامی فوج بصرہ بھیج دو۔ ابوجعفر نے اس مشورہ پر کوئی التفات نہیں کی کہنے لگے کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔ اس کے بعد جب ابراہیم بصرہ آیا تو پھر انہوں نے اس بڈھے کو طلب کیا اور کہا کہ بصرہ میں ابراہیم نے خروج کر دیا ہے اس نے کہا کہ شام کی فوج بصرہ بھیجو۔ ابوجعفر کہنے لگے کہ اس کا کون انجام ہو؟ اس نے کہا کہ تم اپنے شام کے صوبہ دار کو حکم بھیجو کہ وہ روزانہ تین سو آدمی ڈاک کے ذریعہ تمہارے پاس روانہ کرتا رہے۔ ابوجعفر نے اس کے لیے حکم لکھ بھیجا۔ محمد بن حفص کہتا ہے کہ مجھے یہ واقعہ خوب یاد ہے کیونکہ اس زمانے میں میرے باپ فوج کو عطا تقسیم کرتے تھے کیونکہ وہ رات کو تقسیم ہوتی تھی اس وجہ سے میں چراغ لیے کھڑا رہتا تھا اس وقت میں بالکل نوجوان تھا۔

شامی فوج کی روانگی کوفہ:

مسلم بن قرقد کہتا ہے کہ جب جعفر بن حنظلہ نے ابوجعفر کو شام سے فوج بلانے کو مشورہ دیا تو اب شام کی فوجیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں پے در پے ان کے پاس آنے لگیں اس غرض سے رعب قائم رکھنے کے لیے انہوں نے یہ کیا کہ جب اہل شام یہاں کی چھاؤنی میں رات گزاری ہوتی تھی دوسرے دن انھیں حکم دیتے تھے کہ شام کا عام راستہ چھوڑ کر پھر تھوڑی دور تک شام کی سمت چلے جاؤ اور وہاں سے دوسری صبح کو شاہراہ عام سے کوفہ آؤ اس ترکیب سے اہل کوفہ کو بالکل یقین تھا کہ یہ فوج ہے جو تازہ وارد ہوئی ہے۔

محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد:

عبدالحمید ابوالعباس کا ایک غلام بیان کرتا ہے کہ محمد بن یزید ابوجعفر کا ایک سپہ سالار تھا اس کے پاس شہری کمیت گھوڑا تھا جب ہم کوفہ میں تھے ہم نے اسے دیکھا اسی گھوڑے پر سوار اپنے پاس سے گزرتے دیکھا تھا اس شہسوار کا سر گھوڑے کے سر سے مل جاتا تھا ابوجعفر نے اسے بصرہ بھیج دیا تھا یہ ابراہیم کے خروج تک بصرے میں مقیم تھا پھر ابراہیم نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔

مجالد و محمد کی روانگی بصرہ:

سعید بن نوح بن مجالد الضبعی کہتا ہے کہ ابوجعفر نے میرے دادا عمران کے بیٹوں مجالد اور محمد کو جو امیروں کے ساتھ تھے اور فوجی افسر تھے بصرہ روانہ کیا مجالد محمد سے پہلے بصرہ آ گیا محمد اس رات بصرہ پہنچا جس رات کہ ابراہیم نے خروج کیا تھا سفیان نے ان دونوں کو اپنے پاس روک رکھا اور پھر اپنے ہی یہاں دارالامارۃ میں قید کر دیا۔ ابراہیم کے ظاہر ہونے کے بعد پھر اس نے ان دونوں کو

کچھ کرنا ان کے بس کا کام نہیں ہے تو اس میں ابوجعفر نے ان کے ہمراہ عبداللہ کا ایک فوجی سردار معمر نامی بھی بھیجا تھا۔

مجالد بن یزید الفقیمی ابوجعفر کی طرف سے پندرہ سو سوار اور پانچ سو پیدل کے ہمراہ سفیان کے پاس آیا تھا۔

ابوجعفر منصور کو کوفہ میں قیام کا مشورہ:

ابراہیم کے بارے میں ابوجعفر نے مشورہ لیا لوگوں نے کہا کہ اہل کوفہ اس کے شیعہ ہیں اور کوفہ کی حالت ایک دیگ کی سی ہے جو فوراً جوش زن ہو جاتی ہے تو آپ اس کا طباق ہیں کہ اگر وہ اس کے منہ پر رکھ دیا جائے تو اس کا جوش فرو ہو جائے اس لیے آپ خود کوفہ چل کر وہاں مستقل اقامت اختیار کریں۔ ابوجعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

کوفہ میں کرفیو کا نفاذ:

محمد بن سلیمان کا مولیٰ مسلم الخصی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم کے ہنگامے کے وقت میری عمر دس سال کی تھی۔ یاد ہے میں اس وقت ابوجعفر کی خدمت میں تھا انھوں نے ہم سب کو تمام کوفہ میں ہاشمیہ میں: اور خود اس کی پشت پر رصافہ میں فروکش ہوئے اس وقت ان کی تمام چھاؤنی میں کل پندرہ سو فوج تھی مسیب بن زہیر ان کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس نے فوج کو پانچ پانچ سو کے تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا مسیب ہر شب سارے کوفہ کا گشت کرتا تھا اور یہ عام منادی کر دی گئی تھی کہ عشاء کے بعد جو شخص چلتا پھرتا ملے گا اسے پکڑ کر مناسب سزا دی جائے گی چنانچہ عشاء کے بعد مسیب کو جو شخص ملتا اسے ایک عبا میں لپیٹ کر گھوڑے پر لاد دیتا۔ رات بھر اپنے پاس رکھتا صبح کو اس سے بازپرس کرتا اگر اطمینان بخش صفائی ہوتی تو اسے چھوڑ دیتا ورنہ قید کر دیتا۔

سیاہ لباس پہننے کا حکم:

ابوجعفر نے تمام لوگوں پر سیاہ لباس لازم کر دیا لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ وہ سیاہی سے اپنے کپڑے رنگ لیتے تھے۔ اس زمانے میں یہ حال تھا کہ بقال تک سیاہ لباس پہنتے تھے کوئی اتفاق سے کپڑا رنگ کر ہی کو پہن لیتا تھا۔

مشتبہ کوفیوں کا قتل:

عباس بن سلم قحطبہ کا مولیٰ راوی ہے کہ امیر المومنین ابوجعفر کو ابراہیم کی طرف میلان کا جس کوفہ والے پر شبہ ہوتا وہ میرے باپ سلم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیتے یہ رات کے آنے تک خاموش رہتا۔ جب رات اچھی طرح تاریک ہو جاتی اور خواب کی وجہ سے گھر میں سناٹا چھا جاتا یہ چپکے سے اس مشتبہ شخص کے مکان پر جاتا اور سیڑھی لگا کر اچانک گھر میں کود پڑتا اسے باہر لا کر قتل کر دیتا اور اس کی مہر پر قبضہ کر لیتا اس واقعہ کی بنا پر محمد بن ابی العباس کا مولیٰ جبلہ عباس بن سلم سے کہا کرتا تھا کہ اگر تیرے باپ نے اپنے ورثہ میں تیرے لیے ان مقتولوں کی صرف مہریں چھوڑی ہیں تب بھی اس کے تمام بیٹوں میں تو ہی سب سے زیادہ دولت مند ہوگا۔

سلیمان بن مجالد کی ابوجعفر کو اہل کوفہ کے متعلق اطلاع:

سلیمان بن مجالد کا صاحب مسلم بن فرقد بیان کرتا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک دوست تھا ایک دن اس نے مجھ سے آ کر کہا کہ اہل کوفہ تمہارے آقا پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دینے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ممکن ہو تو تم اپنے اہل کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دو۔ میں نے سلیمان بن مجالد سے آ کر یہ خبر سنائی اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی۔ اس زمانے میں کوفہ کا ایک صراف ابن مقرن نامی ابوجعفر کا جاسوس تھا ابوجعفر نے اسے طلب کیا اور کہا کہ اہل کوفہ تیاری کر رہے ہیں اور تم نے اب تک مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اس نے کہا

امیر المومنین یہ خبر بالکل غلط ہے میں ان کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ ابو جعفر نے اس کی بات پر یقین کیا اور اہل کوفہ سے مطمئن ہو گیا۔

بصرے کی ناکہ بندی:

ابو جعفر کی طرف سے فلاں بن معقل الحرابی کو اس لیے قادسیہ پر متعین کیا گیا تھا کہ دیکھے کہ کوئی ابراہیم کے پاس نہ جانے دے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ چونکہ بصرے کے راستہ پر یہ متعین تھا اس لیے لوگ بیابان سے جاتے تھے کہ پہلے وقت تو یہ آتے وہاں سے عذیب اور وادی السباع آتے ہوئے بائیں جانب صحرا کا راستہ اختیار کر کے بصرہ آجاتے ایک مرتبہ لوگوں کے بارہ آدمی اس غرض سے روانہ ہوئے جب یہ وادی السباع پہنچے وہاں ان کو بنی اسد کا ایک مولیٰ بکر نامی ملا جو واقصہ سے دو میل ادھر واقع ہے رہتا تھا اور محمد بن سلیمان کے موالی سے تھا اس نے ان مختصر لوگوں کی خبر کر دی اس نے ان کا تعاقب کیا قادسیہ سے چار فرسخ دور مقام شقان پر ان کو جا لیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابراہیم بن سلم کہتا ہے کہ فرافصہ عجلی نے چاہا کہ علانیہ طور پر کوفہ پر دھاوا کر دے چاہا تھا مگر ابو جعفر کی موجودگی سے اس کی جرات نہ ہوئی۔ اور ابن ماعز الاسدی خفیہ طور پر ابراہیم کے لیے بیعت کرتا پھرتا تھا۔

تجار کا قتل:

غزوان پہلے تجعان بن ضرار کی والدہ کا غلام تھا پھر اسے ابو جعفر نے خرید لیا تھا ایک دن اس نے ان سے کہا کہ یہ کشتیاں جو موصل سے آرہی ہیں ان میں سفید نشان والے ہیں اور یہ ابراہیم کے پاس جا رہے ہیں ابو جعفر نے فوج کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی موصل اور بغداد کے درمیان مقام باسما پر اس نے انہیں جا لیا اور سب کو قتل کر دیا۔ یہ مسافر تاجر تھے جن میں بعض بڑے عابد و زاہد اور دوسرے پرہیزگار لوگ بھی تھے ان میں ایک شخص ابو العرفان شعیب الصمانی کی والدہ کا تھا اور وہ کہتا تھا کہ اے غزوان کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے میں تو ابو العرفان تمہارا ہمسایہ ہوں میں تو تجارت کے لیے آیا تھا وہ کہتا ہے کہ اس جماعت کے ہاتھ فروخت کیا ہے مگر غزوان نے کسی کی کچھ نہ سنی بلا استثنا سب کو تہ تیغ کر دیا اور ان کے سروں کو نصب کر دیا جہاں وہ شہر کے باب الشام کے پاس باب الازرق اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے درمیان مدینہ ابن ہبیرہ کے منظر عام پر سولی پر لٹکا دیے گئے ابو العباس عبداللہ بن راشد کہتا ہے کہ میں نے ان سروں کو کشتی کے تختوں پر نصب دیکھا۔

حرب الراوندی کی کارگزاری:

کمانداروں کی ایک جماعت راوی ہے کہ ہم موصل میں مقیم تھے وہیں حرب الراوندی دو ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے جنہوں نے جزیرے میں سر اٹھایا تھا چھاؤنی ڈالے پڑا ہوا تھا تب ابو جعفر کا حکم ملا کہ تم میرے پاس واپس آ جاؤ یہ موصل سے روانہ ہوا جب یہ باحمشا پہنچا تو اس مقام کے باشندوں نے اس سے تعرض کیا اور کہنے لگے کہ ابراہیم کے خلاف ابو جعفر کی مدد کے لیے ہم تم کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے اس نے کہا کہ تم پر کیا مصیبت ہے میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا میں تو مسافر ہوں میرا پیچھا چھوڑ دو مجھے جانے دو مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم ہرگز ہرگز تم کو آگے نہ بڑھنے دیں گے حرب الراوندی نے ان سے لڑ کر ان کا بالکل قلع قمع کر دیا پانچ سو سر لے کر ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ساری روئیداد سنائی ابو جعفر کہنے لگے بشارت ہو یہ ہماری پہلی فتح ہے۔

وقیف بن راشد کی روانگی مصر:

یحییٰ بن حاتم کا بیان ہے کہ وقیف بن راشد نے ابراہیم کے خروج سے ایک رات پہلے سفیان بن معاویہ سے آ کر کہا کہ آپ سواروں میں سے [illegible] مجھے دے دیجیے [illegible] آپ کے پاس لے آتا ہوں یا اس کا سر [illegible] سفیان نے کہا ایسا مجھے اور کوئی کام نہیں [illegible] وقیف اسی رات عراق سے روانہ ہو کر یزید بن حاتم کے پاس آ گیا جو مصر میں تھا۔

جابر بن حماد کی سفیان سے شکایت:

جابر بن حماد کا بیان ہے کہ ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے میں نے سفیان کو اعلان کرتے سنا [illegible] جب نبی ﷺ کے منبر سے اتر رہا تھا تو ان لوگوں نے اسے آوازے کسے اور [illegible] سفیان کہنے لگا کیا آپ کے [illegible] اور کوئی راستہ تمہارے لیے نہ تھا۔

سفیان بن معاویہ اور ابوجعفر منصور:

سفیان کی کوتوالی کے سپاہیوں کا ایک افسر ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے جمعہ کے دن نبی ﷺ کے منبر سے گزرے۔ وہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ ابراہیم موجود ہے اور خروج کی تیاری کر رہا ہے مگر اس نے اس خبر پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنی راہ لی۔

ابو عمرو [illegible] کہتا ہے کہ جب سفیان محصور ہو گیا تو ابراہیم کے ساتھیوں نے اسے پکارنا شروع کیا کہ [illegible] کے مکان میں تم نے جو بیعت کی تھی اسے یاد کرو۔

ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد سفیان ایک کشتی میں گزر رہا تھا اس وقت ابوجعفر اپنے قصر پر بیٹھا تھا اسے دیکھ کر کہنے لگے یہ سفیان معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ [illegible] طرح ہمارے [illegible] سے نکل جاتے۔ اس پر سفیان نے ابراہیم کے [illegible] کیونکہ تمہارے [illegible] اس معاملے سے آگاہ نہیں ہیں۔ [illegible] اور ابراہیم کے درمیان پیش آیا ہے۔

سفیان بن معاویہ کی ابراہیم بن عبداللہ سے چشم پوشی:

نصر بن فرقد کہتا ہے [illegible] ابراہیم [illegible] آنے والوں کی اطلاع سفیان سے کرتا رہتا تھا مگر سفیان نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور [illegible] تحقیق و تفتیش کی بات [illegible] ہے کہ سفیان بن معاویہ جو ان دنوں منصور کی جانب سے بصرے کا عامل تھا ابراہیم بن عبداللہ سے مل گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ [illegible] رہا تھا۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے وقت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ یکم رمضان ۱۴۵ھ کو بصرہ آیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی دعوت:

محمد بن عمر کہتا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے ظاہر ہو کر مدینے اور مکے پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے اسے خلیفہ تسلیم کر لیا تو

نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اپنے بھائی [illegible] کے لیے [illegible]

سفیان بن معاویہ کی محصوری:

جن دو سرداروں کو ابو جعفر نے سفیان کی مدد کے لیے بھیجا تھا، ابراہیم کے خروج سے پہلے سفیان [illegible] اپنے پاس بلا لیتا [illegible] کسی قسم کی کارروائی کرنے کا موقع [illegible] جب ابراہیم نے اس سے خروج کا وعدہ کیا تو سفیان نے اسی رات ان دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس بلا کر روک لیا اسی وقت ابراہیم نے خروج کیا اور انہوں نے سفیان اور ان دونوں کا محاصرہ کیا اور گرفتار کر لیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر نے [illegible] جو جعفر [illegible] ابراہیم کے ظاہر ہونے سے پہلے [illegible] ساتھ [illegible] انہوں نے اپنی فوج [illegible] [illegible] خروج کر دیا۔

[illegible] رمضان [illegible] خروج [illegible] ساتھ سفیان کی مدد کے لیے [illegible]

سفیان بن معاویہ کو امان

[illegible] کامیابی [illegible]
[illegible]
[illegible] ابراہیم کے پاس [illegible]
[illegible] امان کی درخواست [illegible]
[illegible] ابراہیم کے پاس [illegible]
[illegible]
[illegible]

کے قتل کی خبر میں اور اس اثنا میں [illegible] پہنچ گیا اور [illegible] کا اثر اس کے چہرے پر نمایاں تھا۔

سفیان بن معاویہ کی نظر بندی:

عمر بن شبہ [illegible] سفیان بن معاویہ کے [illegible] کی روایت [illegible] نظر بند کر دیا اور [illegible] کے [illegible] پہلے [illegible] ابراہیم [illegible] کر دیا [illegible] اسے قید [illegible]۔

آل سلیمان کو امان کا اعلان:

سلیمان بن علی کے بیٹے جعفر اور محمد جو اس وقت بصرہ میں تھے ابراہیم کے بصرہ پر قابض ہونے اور سفیان کو قید کر لینے کی خبر معلوم ہوئی تو اس کے مقابلہ پر [illegible] کے ساتھ [illegible] چھ سو سوار [illegible] بڑھے ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضاء بن القاسم الجزری کو صرف اٹھارہ سوار [illegible] کی جمعیت کے ساتھ بھیجا۔ مضاء نے ان دونوں کو شکست دی اس کے ایک ساتھی نے محمد کو [illegible] ابراہیم کے نقیب نے منادی کر دی کہ کسی مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے [illegible] سلیمان کے [illegible] آیا [illegible] کہ آل سلیمان کو امان دی جاتی ہے کوئی آدمی ان سے تعرض نہ کرے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا بصرہ پر قبضہ:

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے جب ابراہیم نے جعفر اور محمد پر فتح پائی اور بصرہ پر قبضہ کر لیا تو اسے بیت المال میں چھ لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کو محفوظ رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے دو کروڑ درہم ملے۔ بہر حال اس رقم سے ان کی طاقت بہت بڑھ گئی اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے۔

محمد بن حصین عامل اہواز کو شکست:

بصرہ پر قبضہ کے بعد ایک شخص [illegible] ان کے لیے بیعت کرنے [illegible] ابراہیم کے پاس [illegible] آیا۔ جب ابراہیم نے [illegible] پر قبضہ کرنے بھیجا [illegible] اس کے پاس جمع ہو گئے اس وقت ابو جعفر کی طرف سے محمد بن الحصین اہواز کا عامل تھا جب اسے مغیرہ کی پیش قدمی کا علم ہوا تو [illegible] چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی [illegible] اہواز سے [illegible] کے فاصلہ پر [illegible] دونوں کا مقابلہ ہوا ابن حصین [illegible] کو شکست ہوئی [illegible] اہواز میں داخل ہو گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم [illegible] بصرہ [illegible] جانے کے بعد [illegible]۔

ابراہیم بن عبداللہ کا اہواز و فارس پر قبضہ

محمد بن خالد المربعی کہتا ہے کہ بصرہ پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے [illegible] اس نے [illegible] حبیب [illegible] کے [illegible] محمد بن الحصین العبدی ان دنوں اہواز کا عامل تھا۔ ابراہیم نے عمرو بن شداد کو فارس کا عامل مقرر کر کے [illegible] بھیج دیا [illegible] تو وہاں

یعقوب بن الفضل سے [illegible] ابراہیم کا عامل تھا [illegible] فارس کی جانب [illegible] یعقوب اس کے ساتھ ہو گیا۔ عمرو بن شداد فارس آیا۔ اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ فارس کا حاکم تھا اور عبدالصمد بن علی ان کا بھائی بھی اس وقت ان کے پاس تھا۔ جب عمرو [illegible] یعقوب بن الفضل [illegible] اسمٰعیل اور عبدالصمد نے فارس کی جانب پیش قدمی کرنے کی اطلاع [illegible] اصطخر [illegible] قلعہ بند ہو گئے [illegible] یعقوب بن الفضل کے [illegible] فارس پر ابراہیم کی حکومت قائم ہو گئی۔

مغیرہ بن الفزع کی پیش قدمی

[illegible] ابراہیم [illegible] مغیرہ بن الفزع [illegible] ایک سو آدمیوں کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا [illegible] محمد بن الحصین بن [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] مغیرہ کے پاس آئے [illegible] مقابلہ کیا [illegible] شکست کھائی [illegible] اہواز پر مغیرہ نے قبضہ کر لیا۔

ابراہیم بن عبداللہ اور ہارون بن سعد:

عمر بن عبدالقدوس [illegible] فضل [illegible] ہارون بن سعد [illegible] ابراہیم کے پاس آیا [illegible] کہا کہ مجھے آپ واسط بھیج دیجئے [illegible] ہارون نے [illegible] ابراہیم نے اس کو واسط کی طرف روانہ کیا۔

ہارون بن سعد عجلی واسط

[illegible] ہارون بن سعد [illegible] واسط [illegible] عامر بن اسمٰعیل [illegible] ہارون بن سعد کے مقابلہ [illegible]

[illegible]

ابن ابی کرام سے روایت ہے [illegible] عامر بن اسمٰعیل نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور مختلف شہروں کو فوجیں بھیجتے تھے وہ اسی کام میں مصروف تھا کہ اسے اپنے بھائی محمد کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔

بصرہ میں عامل قوانین کا نفاذ:

نصیر بن قدید کہتا ہے ابراہیم نے بصرے میں بہت سے عامل قوانین نافذ کر رکھے تھے عید الفطر سے تین دن پہلے اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ہوئی یہ سب لوگوں کو لے کر عید گاہ گیا اس وقت اس کے چہرے سے رنج و غم کے آثار ہویدا تھے اور اس نے سب کو محمد کے قتل کی خبر سنائی اسے سن کر اب اس کے ساتھی ابو جعفر کے مقابلہ میں پہلے سے زیادہ عزم و حوصلے سے لڑنے لگے دوسرے دن صبح کو اس نے بصرہ سے روانگی کے لیے شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ نمیلہ کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے حسن کو بھی بصرے میں چھوڑ دیا۔

علی بن داؤد کہتا ہے جب عید کے دن ابراہیم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو میں نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا موت کے آثار نمایاں تھے نماز سے فارغ ہو کر میں نے اپنے گھر والوں سے آ کر کہہ دیا تھا کہ یہ شخص مارا جائے گا۔

ابو جعفر منصور کے پاس فوج کی کمی:

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے جب سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد بصرہ سے چلے گئے تو انھوں نے مجھے ابراہیم کی خبر دے کر ابو جعفر کے پاس روانہ کیا میں نے ابو جعفر سے پوری کیفیت وہاں کی کہہ دی کہنے لگے اب میں کیا کروں میرے پاس اس وقت صرف دو ہزار فوج ہے میری فوج کا بڑا حصہ یعنی تیس ہزار فوج رے میں مہدی کے ساتھ ہے اسی طرح محمد بن الاشعث کے پاس افریقہ میں چالیس ہزار فوج ہے اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہے بخدا اگر میں اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تو آئندہ ہمیشہ کم از کم تیس ہزار فوج اپنے پاس متعین رکھوں گا اور اسے اپنے پڑاؤ سے باہر نہ جانے دوں گا۔

عبداللہ بن راشد کہتا ہے اس وقت ابو جعفر کے پاس کچھ فوج نہ تھی تھوڑے سے حبشی اور دوسرے لوگ تھے ان کے حکم سے پہاڑوں میں رات کے وقت آگ کے الاؤ روشن کیے جاتے تھے جو رات بھر جلتے رہتے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ بہت فوج ہے حالانکہ وہاں اس آگ کے سوا اور کوئی نہ ہوتا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی:

جب ابراہیم کے خروج کی اطلاع ابو جعفر کو ہوئی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ لکھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم وہاں کے تمام کام چھوڑ کر فوراً میرے پاس آؤ عیسیٰ بن موسیٰ کچھ دنوں کے بعد ابو جعفر کے پاس پہنچ گیا اس نے اسی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا نیز مسلم بن قتیبہ کو رے سے بلا کر جعفر بن سلیمان کے پاس بھیج دیا۔

ابو جعفر منصور کی ابراہیم کے متعلق پیشین گوئی:

سلم بن قتیبہ سے مذکور ہے کہ جب میں ابو جعفر کے پاس آیا انھوں نے کہا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ عبداللہ کے بیٹوں نے خروج کیا ہے تم ابراہیم کا رخ کرو اس کی جمعیت سے خوف نہ کھانا بخدا یہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں یہ سب مارے جائیں گے دل کھول کر قتل کرنا جو بات میں تم سے اس وقت کہہ رہا ہوں اس پر پورا بھروسہ رکھو تم میری اس بات کو آئندہ یاد رکھو گے چنانچہ واقعی یہی ہوا کہ تھوڑی مدت میں ابراہیم مارا گیا۔ اس پر مجھے ابو جعفر کی وہ بات یاد آتی تھی اور میں تعجب کرتا تھا کہ ان کی پیشین گوئی کس قدر سچی

ثابت ہوئی۔

خازم بن خزیمہ کی روانگی اہواز

سعید بن عمرو کہتے ہیں: ابوجعفر نے اسے فوج کے ساتھ اہواز بھی مقرر کر دیا۔ یہاں [illegible] ابراہیم کی طرف سے عامل [illegible] ان سے [illegible] شکست کھا کر [illegible] چلے گئے۔ [illegible] اہل بصرہ کے نام خط لکھے جن میں ان کو اطاعت حکومت کی دعوت دی چنانچہ کئی [illegible] عرب اور ان کے سردار اس سے آ ملے [illegible] روایت کرتے ہیں [illegible] جیسا کہ بیان کیا گیا ہے [illegible] کے ساتھ خازم [illegible] آ کر مغیرہ بصرہ چلا آیا۔ اور خازم اہواز میں داخل ہو گیا اس نے تین دن تک شہر کو لوٹا اور غارت کیا۔

ابراہیم کے خروج کے بعد ابوجعفر کی حالت

[illegible] کہتے ہیں کہ محمد کے قتل کے زمانے میں منصور کا قیام [illegible] تھا [illegible] جب ابراہیم کی خبر [illegible] ان کا بصرہ، فارس، اہواز اور واسط پر [illegible] ہو گیا تو میں نے منصور کو دیکھا کہ اس نے پچاس راتوں سے بھی زیادہ مصلّے پر [illegible] پر سوتا تھا اور اسی پر بیٹھتا تھا۔ ایک [illegible] رنگ کا جبہ [illegible] اس کا گریبان میلا ہو گیا تھا [illegible] جب تک فتح [illegible] اس نے [illegible] نہ مصلّے کو چھوڑا [illegible] اسی زمانے میں [illegible] دربار کے لیے [illegible] اس جبہ پر [illegible] سیاہ [illegible] جاتا تھا [illegible] مدینہ سے [illegible] فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ [illegible] امۃ الکریم بنت عبداللہ [illegible] خالد بن اسید بن ابی العیص کی اولاد میں تھیں (یہ [illegible] تھی) منصور کی بیویاں تھیں ان سے [illegible] منصور نے ان دونوں عورتوں کی طرف نظر تک بھی نہیں کی۔ کہتا تھا کہ یہ وقت [illegible] نہیں [illegible] اور دوسری [illegible] ان دونوں پر بہت [illegible] منصور نے اسے [illegible] جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ ابراہیم کا سر میرے پاس آتا ہے یا میرا سر ابراہیم کے پاس جاتا ہے [illegible] نہ ہوں گا۔

ابوجعفر منصور کا محمد بن جعفر کے نام خط:

پھر [illegible] کے بعد سلیمان کے بیٹے محمد اور جعفر نے ایک [illegible] کے [illegible] پر [illegible] اسی وقت اس کام کے لیے دستیاب ہو سکا منصور کو [illegible] بصرہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع [illegible] جب [illegible] اس نے قاصد کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا [illegible] کہ [illegible] عبدالرحمن [illegible] اور ابو یعقوب [illegible] بن [illegible] کے [illegible] جمعیت کے ساتھ محمد اور جعفر کے پاس [illegible] دونوں کو ہدایت کی کہ [illegible] اپنے پاس [illegible] جہاں [illegible] تمام [illegible] ان کے [illegible] کر دیا۔ یہ منصور نے ان دونوں کے [illegible] ان کو [illegible] اور [illegible] بصرہ پر [illegible] کرنے کی [illegible] ہوئی [illegible] اس کے [illegible] شعر لکھ کر آخر میں پڑھے

[illegible] … [illegible]
[illegible] … [illegible]

ترجمہ: "یا [illegible] ہم سے [illegible] جب ان کی [illegible] تو اب تک یہ قاعدہ [illegible] کی بات ہے جس روز کے حوادث کے پیچھے [illegible] ہوتے [illegible] اور جس روز کے ہونے والے واقعات [illegible] ہوتے ہیں مجھے [illegible] ان کے پاس کوئی نہیں آتے"۔

ابو جعفر منصور اور حجاج بن قتیبہ کی گفتگو

حجاج بن قتیبہ بن مسلم بیان کرتا ہے کہ میں ان دنوں میں منصور کے پاس [illegible] ابراہیم کے فتنہ میں مشغول تھے میں ان سے ملنے گیا۔ اسی زمانے میں ان کو بصرہ، اہواز، فارس، مدائن، واسط اور عراق سواد کے اپنے قبضے سے نکل جانے کا حال معلوم ہوا تو اس وقت منصور ایک چھڑی کو زمین پر مارتے تھے اور یہ شعر [illegible] ان کے ورد زبان تھا:

ونصبت نفسي للرماح دريئة … إن الرئيس لمثل ذاك فعول

ترجمہ: "میں نے اپنی جان نیزوں کے لیے بطور نشانہ پیش کر دی ہے اور بے شک سردار ایسا ہی کیا کرتا ہے"۔

میں نے کہا: خدا امیر المومنین کے اعزاز کو ہمیشہ قائم رکھے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی نصرت کرے آپ پر شاعر کے یہ شعر صادق آتے ہیں:

وإن حربهم أوقدت بينهم … فحرت لهم بعد إبرادها
وجدت صبورا على [illegible] … وكر الحروب وتسعارها

جب جنگ کے شعلے ان میں روشن ہو جاتے ہیں اور ان کی خفیف ٹھنڈک کے بعد وہ ان کے لیے پھر بہت گرم ہو جاتی ہے اس وقت تم پاؤ گے ان کی حدت اور متواتر بھڑک اٹھنے کے تحت بہت ہی صابر اور مستقل مزاج۔ منصور نے کہا: اے حجاج! ابراہیم کو میری شجاعت، بہادری اور ناقابل تسخیر ہونے کا علم ہے مگر اس معاملہ [illegible] میری [illegible] آنکھیں لگائے ہوئے ہے اور اس وجہ سے کہ اہل [illegible] میری سرکشی اور مخالفت پر [illegible] ہو کر اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اسے یہ جرأت ہوئی کہ وہ مجھ سے [illegible] مجھ پر چڑھائی کر دوڑے مگر میں نے ہر جگہ کا نہایت مناسب و معقول انتظام کر دیا ہے اور خود اہل بصرہ کے مقابلہ پر مشہور و معروف بہادر، اقبال مند، سعید، مبارک سردار عیسیٰ بن موسیٰ کو اپنی فوج کثیر کے ساتھ جو ہر طرح تمام ضروریات جنگ سے مسلح ہے بھیج دیا ہے۔ مگر میں اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں وہی ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا اور جو طاقت و قوت مجھے حاصل ہے وہ سب اسی کی بدولت ہے۔

ابو جعفر منصور کی استقامت و مستقل مزاجی:

ایک دوسرے سلسلہ سند سے بھی حجاج بن قتیبہ بیان کرتا ہے جب ان دنوں میں منصور کے سلام کی غرض سے حاضر ہوا تو میرا گمان تھا کہ چونکہ پے در پے نقصان کی خبریں موصول ہو رہی ہیں نیز بے شمار شہروں نے ان کو گھیر لیا ہے اس کے علاوہ خود کوفہ میں ان کی قرارگاہ کے سامنے ایک لاکھ تلوار ایک اشارے پر ان کے خلاف اٹھنے کے لیے تیار ہیں وہ میرے سلام کا جواب بھی نہ دے سکیں

[illegible]

[illegible] کا بیان

[illegible]

ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

[illegible]

ابراہیم بن عبداللہ کی اپنی فوج سے مایوسی

[illegible]

ابراہیم بن عبداللہ کی [illegible]

[illegible]

[illegible] کے بیان میں ایک آدمی [illegible] تھے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی

ابوجعفر نے [illegible] عیسیٰ بن موسیٰ [illegible] کے مقابلہ پر روانہ کیا [illegible] حمید بن قحطبہ [illegible] کے مقدمہ پر [illegible] ابراہیم [illegible]

بنی ربیعہ کی ابراہیم بن عبداللہ کو پیش کش

جب [illegible] ان سے خوب واقف ہیں [illegible] ابوجعفر [illegible] شب خون [illegible]

ہریم کا ابراہیم بن عبداللہ کو مشورہ

[illegible] ابراہیم [illegible] ابوجعفر [illegible]

بشیر الرحال کی ابراہیم کے مشورہ کی مخالفت

ابراہیم نے [illegible]

میں کہتا ہوں کہ تم تو یہاں ابوجعفر اور اس کی فوج سے لڑنے آئے ہو پھر تم نے بصرہ کو ضعیف حالت میں کیوں چھوڑا اور وہاں کے لوگوں کو قتل سے کیونکر بچاتا ہے جبکہ تم کو یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جہاد کیا اور اس میں قتل عام کیا تھا تم چند لوگوں کو قتل کرنے سے گریز کرتے ہو۔ ابراہیم نے کہا کہ ان کا معاملہ علیحدہ ہے وہ سب مشرک تھے ہمارا حریف مسلمان ہے ہمارا اور ان کا دین اور قبلہ ایک ہے ان کے ساتھ مشرکوں کا سلوک نہیں کیا جا سکتا۔ ابراہیم نے تجویز کی۔ اس نے کہا کا اچھا کیا اور مجھے کوفہ جانے کی اجازت نہیں دی اور تم وہاں سے روانہ ہو کر باخمریٰ آیا۔

سلم بن قتیبہ کا ابراہیم بن عبداللہ کو پیغام:

محمد بن اسد الباہلی کہتا ہے جب ابراہیم نے باخمریٰ پر پڑاؤ کیا تو سلم بن قتیبہ نے حکیم بن عبد کریمہ کے ذریعہ سے پیام بھیجا کہ تم کھلے ہوئے میدان میں اترے ہو اور تمہارے دشمن اس سے بہت زیادہ ہیں کہ وہ اس طرح خطرے میں ہیں جبکہ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے گرد خندق بنا لو تاکہ صرف ایک ہی سمت سے تم پر کوئی حملہ کر سکے اور اگر ایسا نہیں کرتے تو میں تم کو بتاتا ہوں کہ ابوجعفر نے اپنی فرودگاہ کو بالکل خالی کر دیا ہے حفاظت کا کوئی ذریعہ وہاں نہیں ہے تم ایک چھوٹی سی جماعت لے کر چلو اور اس کی پشت سے جا آلو

ابراہیم کے مصاحبین کی خندق بنانے کی مخالفت:

ابراہیم نے اپنے مصاحبین سے اس رائے کے بارے میں مشورہ کیا وہ کہنے لگے کہ ہم لوگ اس پر غالب ہیں ہمیں اپنے گرد خندق بنانے کی کیا ضرورت ہے بلکہ ہم بھی ایسا کریں گے۔ ابراہیم نے کہا تو اچھا ہم تو پھر ان کی فوج کا ایک حصہ ہے ہم اس پر قبضہ کر لیں۔ کہنے لگے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں وہ ہماری مٹھی میں ہے نکل کر نہیں جا سکتا ہم جب چاہیں گے اس کو قطع کر دیں گے۔ ابراہیم نے سلم سے کہلا بھیجا کہ میں دیکھ رہا ہوں اب میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔

ابراہیم بن عبداللہ کی صف بندی:

ابراہیم بن مسلم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ہمارا اور دشمن کا مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے دشمن کے مقابلے پر ایک ہی صف قائم کی۔ میں نے صف سے نکل کر ابراہیم سے کہا کہ ایک صف میں سب کو نہ رکھیے کیونکہ اگر صف کا کوئی حصہ پسپا ہوتا ہے تو وہ پیچھے سمٹ جاتا ہے اور پھر کوئی ترتیب باقی نہیں رہتی بہتر ہے کہ اسلامی طریقہ جنگ کے مطابق دستے بنا دیجیے کہ اگر ایک دستے کو شکست ہو تو دوسرا تو مقابلے پر قائم رہے۔ اس پر سب چلا اٹھے کہ نہیں ہم تو اہل اسلام کے طریقہ ہی پر جنگی ترتیب قائم کریں گے اس سے ان کا اشارہ اللہ کے اس قول کی طرف تھا۔

﴿ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا ﴾ وہ ایک صف بنا کر اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔

ابراہیم بن عبداللہ کی شب خون مارنے کی ممانعت:

مسلم کہتا ہے کہ جب ہم باخمریٰ پر فروکش ہوئے تو میں نے ابراہیم سے جا کر کہا کہ کل صبح تک ان تمام کی قریبی سمت کا راستہ ہم پر آسان ہے دشمن گرد سے گا کہ اطلاع اور سواری کے جانور ادھر سے ہم دو تین تنگ کر دیں میرے ساتھ اہل بصرہ کے بہت سے آدمی ہیں۔ مجھے اجازت دیجیے کہ دشمن پر شب خون مارتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی جماعتوں کے پرخچے اڑا دوں گا۔ ابراہیم نے کہا

تم ہٹ جاؤ میں لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اس پر کسی نے جواب دیا کہ آپ حکومت بھی چاہتے ہیں اور زندگی کا خاتمہ بھی پھر یہ کیسے ممکن ہے؟

عیسیٰ بن موسیٰ اور ابراہیم بن عبداللہ کی جنگ

محمد بن یحییٰ راوی ہے۔ جب ابراہیم نے اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر سنی۔ یہ ابوجعفر منصور سے لڑنے کوفہ کی طرف بڑھا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی اطلاع دی کہ وہ لکھ دیا کہ تم میرے پاس آ جاؤ ابوجعفر کا قاصد ایسے وقت عیسیٰ کے پاس پہنچا جب کہ وہ مدینہ سے عمرہ کا احرام باندھ چکا تھا اس نے عمرہ ترک کر دیا اور ابوجعفر کے پاس چلا آیا انھوں نے اسے بہت سے سرداروں اور بڑی فوج اور پورے سازوسامان کے ساتھ ابراہیم بن عبداللہ کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ ابراہیم بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ جو اگرچہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی مگر ان میں زیادہ تر معمولی آدمی تھے مقابلہ پر آیا مقام باخمریٰ پر جو کوفہ سے سولہ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے دونوں حریف نبرد آزما ہوئے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی۔ حمید بن قحطبہ عیسیٰ بن موسیٰ کے لشکر مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اس کے ساتھ تمام فوج نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو روکا بہت قتال و جان نثاری کے لیے خدا کا واسطہ دیا مگر کسی نے اس کی نہ سنی اور بھاگے چلے گئے۔

حمید بن قحطبہ کا فرار

اب حمید بن قحطبہ بھاگتا ہوا عیسیٰ کے سامنے آیا عیسیٰ نے اس سے کہا اے حمید اللہ اللہ جاں نثاری اور وفاداری کے اظہار کا یہی تو موقع ہے اس نے کہا جناب والا اس ہزیمت میں اطاعت کا خیال کسے ہے؟ اسی طرح ساری فوج دشمن کے مقابلہ سے فرار ہو کر عیسیٰ کے پاس سے گزر گئی اس کے اور ابراہیم کی فوج کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہا مگر عیسیٰ بن موسیٰ بدستور اسی مقام پر جہاں وہ ابتدائے جنگ سے کھڑا ہوا تھا اپنے مخصوص خدمت گاروں اور دوستوں کے ساتھ جما رہا کسی نے اس سے کہا کہ حضور آپ کی فوج چلی گئی آپ اس مقام کو عارضی طور پر چھوڑ دیجیے اور جب فوج پلٹ آئے تو پھر اسے لے کر جنگ کیجیے مگر عیسیٰ نے کہا میں اس مقام سے کبھی نہ ہٹوں گا اب چاہے یہیں مارا جاؤں یا اللہ مجھے فتح دے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عیسیٰ بھاگ گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا استقلال و دلیری

عیسیٰ بن موسیٰ نے خود اپنے باپ سے ایک مرتبہ کہا کہ جب امیرالمومنین نے مجھے ابراہیم کے مقابلہ پر بھیجنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ نجومی کہتے ہیں کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہو گا تو ابتدا میں تمہاری فوج کو شکست ہو گی مگر پھر وہ دوبارہ تمہارے پاس آ جائے گی اور انجام تمہارے موافق ہی ہو گا چنانچہ یہی واقعہ پیش آیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دشمن نے ہمیں شکست دی اس وقت میں نے اپنے گرد دیکھا تو صرف تین یا چار آدمی میرے ساتھ رہ گئے تھے میرے غلام نے جو میرے گھوڑے کی لگام تھامے تھا مجھ سے کہا کہ جب سب چلے گئے تو آپ کیوں ٹھہرے ہیں میں نے کہا میں ہرگز نہیں مڑوں گا اگر اب میں اپنے خاندان کے دشمن کے مقابلہ سے منہ موڑ دوں گا تو میرے خاندان والے کبھی میری صورت دیکھنا نہیں پسند کریں گے زیادہ سے زیادہ جو اس وقت مجھ سے ہو سکتی تھی کہ اس غلام سے جو میرے پاس سے گزرا اور وہیں سے میری تمام ... لوگوں کے لیے

چونکہ میں اپنی جگہ سے ذرا بھی نہیں ہلا اور تیر انداز میں نے سامنے رکھا تھا اس لیے وہ آپ کی خاطر میں نے لگا دی۔

جعفر و محمد کا ابراہیم بن عبداللہ پر حملہ

میں اسی پریشانی میں تھا اور لوگ برابر بھاگے چلے جا رہے تھے کہ اتنے میں سلیمان کے بیٹے جعفر و محمد نے ابراہیم کی پشت پر سے ان پر حملہ کیا۔ ابراہیم کی جو فوج ہمارا تعاقب کر رہی تھی اسے اس پشت کی طرف کا کچھ پتہ نہ تھا جب بعض نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انہیں معلوم ہوا کہ ان کے عقب میں لڑائی ہو رہی ہے یہ دیکھتے ہی وہ ہماری فوج کا تعاقب چھوڑ کر ابراہیم کی طرف پلٹے اب ہماری فوج ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ پلٹ کر ہم نے ان پر حملہ کر دیا۔ غرض نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں کامیابی اور فتح ہوئی یہ بات ضرور ہے کہ اس روز اگر سلیمان کے بیٹے نہ ہوتے تو ہماری ذلت و رسوائی میں کچھ شبہ نہ تھا۔ قدرت کا یہ عجیب کرشمہ تھا خدا کی یہ مہربانی ملاحظہ کیجئے کہ جب ہماری فوج والے بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے تو راستہ میں دو نہریں ان کے سامنے حائل ہو گئیں ان ہی نہروں کی وجہ سے وہ اس میں کود نہ سکے اور نہ کسی اور مقام کی پایابی کا حال ان کو معلوم تھا اس وجہ سے مجبوراً وہ سب کے سب پھر پلٹ آئے۔

محمد بن اسحاق کا بیان:

اس کے متعلق محمد بن اسحاق بن مہران کہتا ہے کہ محمد کی اولاد میں کچھ لوگ اس وقت باخمریٰ میں سکونت پذیر تھے انہوں نے ابراہیم اور اس کی فوج کو پریشان کرنے کے لیے اس نہر کا ان کی سمت کاٹ دیا تھا چنانچہ جو بھی کہ اس کے فرودگاہ میں پانی ہی پانی بھر گیا مگر دوسرے راوی یہ کہتے ہیں کہ خود ابراہیم نے اس خیال سے کہ ایک ہی جانب سے دشمن ان پر حملہ کر سکے اس نہر کا پانی چھوڑ دیا تھا اور اسی نے فراری حالت میں اس کے دشمن کو بھاگنے سے روک دیا۔ اب جب کہ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی ابراہیم نے اپنے طرفداروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان میں جما رہا۔ یہ جماعت ان کی حمایت میں کٹ کٹ کر گرتی رہی اس کی تعداد میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچ سو تھی بعض نے چار سو اور دوسرے راوی نے صرف ستر بیان کی ہے۔

حمید بن قحطبہ کی مراجعت:

محمد بن حفص کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی اور لڑائی ابراہیم کی مرضی کے مطابق ختم ہونے لگی تو ابراہیم بن عبداللہ اپنی فوج کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بڑھا اس کی فوج کا غبار قریب تر ہوتا گیا یہاں تک وہ قریب آیا کہ عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے ابراہیم کو دیکھ لیا اتنے میں ایک شہسوار سامنے آیا اور ابراہیم کی طرف سے پلٹ پڑا اور میدان کی طرف بڑھا یہ حمید بن قحطبہ تھا اس نے اپنے سر کے بال لپیٹ رکھے تھے اور ایک زرد رنگ کی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی اس کے پیچھے اس کی فوج تھی اس کے ساتھ پلٹ پڑی چنانچہ جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے اور سب کے سب پھر میدان جنگ میں واپس آ گئے اور دشمن سے بھڑ گئے۔ یہاں پر سے نہایت گھمسان کا معرکہ ہوا جدال و قتال کرتے رہے اور بعض نے ایک دوسرے کے ہزاروں آدمی قتل کر دیے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا قتل

اب حمید بن قحطبہ نے عیسیٰ بن موسیٰ کو تیروں سے مقتولین کے سر بھیجنا شروع کیا۔ ابراہیم کی طرف سے ایک تیر آ کر ابراہیم کے لگا جس سے ہمراہیوں سے لوگ جو ان کے ساتھ تھے۔ لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کو سر پر چوٹ آئی ابن ابی الکرام جعفری کو اور ان کو ان کے ساتھ

اس کا ذکر نہیں ہے اس کے بعد دوبارہ شدید جنگ مزید شدت و استقلال سے پھر شروع ہوگئی اور تمام رات ہوتی رہی یہاں تک کہ ایک بے اندازہ تیر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کس نے چلایا تھا ابراہیم کے حلقوم میں آکر پیوست ہوا اس نے اسے گویا ذبح کر دیا ابراہیم اپنے مقام سے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اتار دو لوگوں نے اسے سواری پر سے اتارا اس وقت وہ کہہ رہا تھا جو اللہ نے مقدر کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ہم نے کچھ ارادہ کیا اللہ نے ہمارے خلاف ارادہ فرمایا۔ اب وہ زخمی خون میں لت پت زمین پر لٹا دیا گیا اس کے تمام خاص دوست اور ہمراہی اس کے گرد جمع ہو گئے اور نہایت بہادری سے اسے بچانے کے لیے جان فروشی کرنے لگے اس مجمع کو دیکھ کر حمید بن قحطبہ کھٹک گیا اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس جماعت پر حملہ کرو اور جس طرح بنے اسے اس مقام سے ہٹا کر دیکھو کہ یہ کون ایک جگہ اس طرح جمع ہوئے ہیں حمید کی فوج نے اس جماعت پر نہایت دلیری اور بے جگری سے حملہ کیا اور بڑی سخت خونریزی کے بعد ان کو ابراہیم سے ہٹا دیا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر حملہ آوروں نے اس کا سر کاٹ لیا اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے آئے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو سر دکھایا اس نے کہا ہاں یہ ابراہیم کا سر ہے یہ سنتے ہی فرط انبساط میں عیسیٰ زمین پر اتر کر سربسجود ہو گیا اس نے اس سر کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ بروز دوشنبہ ۱۴۵ھ کے ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم قتل ہوا قتل کے وقت اڑتالیس سال عمر تھی خروج سے قتل تک پانچ دن کم تین ماہ زندہ رہا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے قتل کی دوسری روایت:

ابو صلابہ سے دریافت کیا گیا کہ ابراہیم کیونکر مارا گیا کہنے لگا یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ابراہیم اپنے گھوڑے پر سوار عیسیٰ بن موسیٰ کی اس فوج کو جو اس کے مقابلے سے شکست کھا کر بھاگ رہی تھی دیکھ رہا تھا ابراہیم کی فوج والے بھگوڑوں کو بری طرح قتل کر رہے تھے خود عیسیٰ نے اپنے گھوڑے سے اتر کر پڑاؤ کیا تھا ایک بجے ہوئے دھوپ کڑی ہوئی تو ابراہیم کے جسم پر بھی اس کی وجہ سے اسے سخت گرمی محسوس ہونے لگی اس نے اپنی قبا کے بند کھول دیے جس کی وجہ سے وہ اس کے سینے سے اتر گئی اور اس کا پیٹ نظر آنے لگا اتنے میں ایک بے نشانہ تیر اس کے شکم میں آکر پیوست ہو گیا اس وقت میں نے اس کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے سے لپٹ گیا اور اس مقام سے پلٹ آیا زیدیوں نے ہر طرف سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی شکست کی وجہ:

محمد بن ابی الکرام راوی ہے جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی تو ابراہیم کی فوجیں اس کے تعاقب میں چلیں اتنے میں ابراہیم کے نقیب نے اعلان کیا کہ مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے اس حکم کو سن کر تمام فوجیں اپنے اپنے نشانات لیے ہوئے پلٹ آئیں ان کو واپس جاتا دیکھ کر عیسیٰ کے شکست خوردہ فوج نے یہ خیال کیا کہ یہ شکست کھا کر پسپا ہو رہے ہیں اس خیال کے ساتھ ان کے حوصلے بڑھ گئے وہ انہیں کے پیچھے خود پلٹ آئے اور جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر ابراہیم کو شکست ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر کو عیسیٰ کی فوج کی پسپائی کی خبر ہوئی انہوں نے رے چلے جانے کا عزم کر لیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی شکست کی ابوجعفر کو اطلاع:

مسلم بن فرقد سلیمان بن مجالد کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہوتے ہی عیسیٰ کی فوج کو بری طرح شکست ہوئی ان میں

کوئی ترتیب یا قوت مقاومت باقی نہ رہی تھی یہ شکست کی خبر ان کی فوج کے بعض سپاہیوں کو نہ تھی آ پہنچے تھے مجھ سے میرے ایک کوفی دوست نے کہا کہ تم کو خبر بھی ہے تمہارے ساتھی وقت آ گئے ہیں یہ دیکھو ابو ہریرہ کا بھائی فلاں مکان میں موجود ہے اور وہ فلاں فلاں شخص کے گھر میں موجود ہے جاؤ تم اپنی جان اہل و عیال اور مال بچانے کا انتظام کرو۔ میں نے سلیمان بن مجالد سے یہ حال بیان کیا اس نے ابوجعفر سے جا کر بیان کیا کہنے لگے کہ خبردار! اس بات کو کسی پر ظاہر ہونے نہ دینا مجھے اس کا خیال ہے کہ ترک کر دو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ خود کوفہ والے مجھ پر حملہ کر دیں گے شہر کے ہر دروازے پر اونٹ اور گھوڑے تیار رکھے جائیں تاکہ اگر ایک سمت سے ہم پر دھاوا ہو تو ہم دوسری سمت سے بچ کر بھاگ نکلیں راوی کہتا ہے جب دریافت کیا گیا کہ بصورت مجبوری ابوجعفر کہاں جانے کا ارادہ کرتے تھے کہنے لگا وہ رے جانا چاہتے تھے۔

ابراہیم بن عبداللہ کے سر کی تشہیر:

انجمعہ تھم ابوجعفر کے پاس آیا کہنے لگا امیر المومنین فتح! آپ کی فتح ہوئی اور ابراہیم مارا گیا ابوجعفر نے اس کی بات نہ مانی اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے پاس روک لیجیے اگر میرا کہنا سچ نہ ثابت ہو تو آپ میری گردن اڑا دیں ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابوجعفر کو ابراہیم کے شکست کھانے کی اطلاع ملی اس وقت انھوں نے معقر بن اوس بن حمار البارقی کا یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا۔

"اس نے اقامت کے لیے لکڑی ڈال دی اور اس طرح جدائی جاتی رہی جیسے کہ مسافر کی مراجعت سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے"۔

ابوجعفر نے اس صلے میں اسی وقت نجیح کو دو ہزار جریب زمین نہر بہر کے کنارے دے دی۔ شب سہ شنبہ کو جب کہ ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں ابراہیم کا سر ان کے پاس لایا گیا اس کی دوسری صبح کو انھوں نے اسے بازار میں تشہیر کے لیے نصب کرا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سر دیکھ کر ابوجعفر اتنا روئے کہ ان کے آنسو ابراہیم کے رخسار پر گرے اور کہنے لگے کہ بخدا میں بھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ابراہیم قتل ہو مگر مجبوری تھی کیونکہ صورت یہ ہو گئی تھی کہ یا وہ رہتا اور یا میں۔

ابراہیم بن عبداللہ کے قتل پر ابوجعفر کو صدمہ:

منصور کا مولیٰ صالح بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم کا سر ان کے سامنے لایا گیا انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھوا کر دربار عام کیا اب جو شخص آتا وہ پہلے منصور کو سلام کرتا پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ابراہیم کی برائی کرنے لگتا ابوجعفر اس اثنا میں خاموش بیٹھے رہے ان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے متغیر تھا اتنے میں جعفر بن حنظلہ البہرانی دربار میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر پہلے اس نے سلام کیا اور پھر اس نے کہا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو آپ کے چچیرے بھائی کی موت کا اجر عطا فرمائے اور مرنے والے کی خطا کو جو اس نے آپ کے حق کے بارے میں کی تھی معاف کر دے یہ سن کر اب ابوجعفر کا رنگ زرد پڑ گیا اور انھوں نے اسے مخاطب کر کے

کہا سے ابو خالد آ ذیہاں؟ کہ انھوں نے اس واقعہ سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابوجعفر کو اس کے قتل کا علم پہلے سے تھا چنانچہ جب لوگ آئے ان سب نے تعزیت کی اور دین کہا جو ابوجعفر نے خطبہ دیا تھا۔

امیر حج سری بن عبداللہ و عمال:

اس سال باب الابواب میں ترک اور خزر نے یورش کر کے آرمینیہ کے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اس سال سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس بن عبدالمطلب جو اس وقت مکہ میں ابوجعفر کی طرف سے مکہ کا والی تھا فریضۂ حج ادا کیا۔ اس سال عبداللہ بن الربیع الحارثی مدینہ کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقے کا والی تھا۔ مسلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ کا والی تھا عباد بن منصور بصرے کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

* * *

باب ۷

تعمیر بغداد اور تکمیل

۱۴۶ھ کے واقعات

اس سال ابو جعفر نے اپنے شہر بغداد کو پورا کیا۔ محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال ماہ صفر میں ابو جعفر مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد منتقل ہوئے اب یہیں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کی اور شہر بغداد آباد کیا۔

تعمیر کے سامان کا اتلاف:

منصور نے بغداد کی تعمیر کے لیے حسب ضرورت لکڑی، ساگوان کے شہتیر وغیرہ وصول کر رہے تھے مگر جب انہیں محمد بن عبداللہ کے خروج کی اطلاع ملی وہ بغداد سے کوفہ کو روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت وہ اپنے ایک مولیٰ اسلم کو بغداد میں اس لیے چھوڑ آئے کہ یہ اس سامان کی تعمیر کے لیے تیار کرتے رہیں جب اسلم کو یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم نے ابو جعفر کی فوج کو شکست دے دی ہے اس نے اس تمام ساگوان اور لکڑی کو جس کی نگرانی کے لیے ابو جعفر اسے مقرر کر آئے تھے اس اندیشے سے کہ مبادا اس کے آقا کے مغلوب ہونے کی صورت میں یہ تمام سامان اس سے چھین لیا جائے جلا ڈالا۔ جب ابو جعفر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انہوں نے اسے اس فعل پر ملامت لکھ بھیجی اس کے جواب میں اسلم نے لکھا کہ چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ ابراہیم کو آپ پر فتح ہو جائے گی اور پھر وہ اس تمام سامان پر قبضہ کر لے گا اس لیے میں نے اس سامان کو جلا دیا۔ اس جواب کو دیکھ کر پھر ابو جعفر نے کچھ نہ کہا۔

ابن برمک کی نصیحت:

ابراہیم الحرانی کہتا ہے کہ جب منصور نے بغداد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس وقت میں اپنے دوستوں سمیت خالد بن برمک کے ساتھ تھا۔ اس نے بغداد کا نقشہ [illegible] اس نے بغداد کی داغ بیل ڈالی [illegible] جب منصور کو ملبے کی ضرورت ہوئی انہوں نے خالد بن برمک سے مشورہ لیا کہ [illegible] مدائن کے ایوان کسریٰ کا ملبہ [illegible] اس شہر کی تعمیر کے لیے لے آؤں تو کیسا ہے اس نے کہا میں اس کا مشورہ نہیں دیتا منصور نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا یہ اسلام کی [illegible] یادگار ہے [illegible] اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک مصلیٰ بھی ہے [illegible] باقی ہے۔

قصر ابیض کا انہدام:

منصور نے قصر ابیض کے انہدام کا حکم دیا اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اور اس کا سامان [illegible] بغداد لے آیا گیا مگر جب اس کے توڑنے اور [illegible] منتقل کرنے کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی لاگت [illegible] زیادہ آئی۔ اس لیے

طلاع باقاعدہ طور پر منصور کو دی گئی انھوں نے خالد بن برمک کو بلایا اس نے ملبے کی شکست اور پھر بار برداری کے کچھ اخراجات کا ذکر کیا اور کہا کہ اب مشورہ دو کہ کیا کیا جائے اس نے کہا کہ میں نے تو جناب والا سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ نہ لگائیے جب آپ نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے بنیادوں تک منہدم کرائے بغیر نہ چھوڑیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ پائے کہ آپ تو اسے توڑ بھی نہ سکے مگر منصور نے اب اس کے انہدام کا خیال ترک کر دیا اور انہدام کی مسدودی کا حکم جاری کر دیا۔

واسط کے فولادی دروازوں کی منتقلی:

موسیٰ بن داؤد المہندس کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مامون نے مجھ سے کہا اے موسیٰ تم جو عمارت میرے لیے تعمیر کرو اسے اس قدر پائیدار مستحکم بنانا کہ لوگ تمہارے بعد اسے توڑ نہ سکیں تاکہ تم اور ہم اس کے کھنڈر اور آثار باقی رہ جائیں شہر کے لیے ابوجعفر کو دروازوں کی ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمٰن الحمانی کے خیال کے مطابق حجاج کے بنائے ہوئے شہر واسط کے قریب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک شہر زندورد نام تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے شیاطین نے فولاد کے پانچ جوڑ ایسے زبردست کواڑ تیار کیے تھے کہ آج ایسے بنے ہوئے کواڑوں کی ساخت لوگوں کے امکان سے باہر ہے کواڑوں کی یہ پانچوں جوڑیاں حجاج کے شہر واسط کی تعمیر تک زندورد اس شہر میں لگی رہیں واسط کی تعمیر کے بعد چونکہ یہ شہر اجڑ گیا تھا حجاج ان فولادی کواڑوں کو زندورد سے واسط لے آیا اس نے ان کو نصب کر دیا۔ اب جب کہ ابوجعفر نے اپنا شہر بنایا انھوں نے انھیں کواڑوں کو لے کر اپنے شہر کے دروازوں میں لگا دیا جو اب تک وہیں نصب ہیں۔

بغداد کے ابواب:

اس شہر کے آٹھ دروازے ہیں چار اندرونی اور چار بیرونی ان کواڑ کی جوڑیوں میں سے چار تو انھوں نے شہر کے چاروں اندرونی دروازوں پر نصب کر دیں اور پانچویں باب القصر کے بیرونی دروازے میں لگا دی۔ باب خراسان کے بیرونی در پر اس نے وہ جوڑی نصب کی جو فراعنہ کی بنائی ہوئی شام سے اسے موصول ہوئی تھی۔ باب الکوفہ کے بیرونی در پر وہ جوڑی نصب کی جسے خالد بن عبداللہ القسری نے تیار کیا تھا اور جو کوفہ سے منتقل کی گئی تھی البتہ باب الشام کے دروازے میں نصب کرنے کے لیے ان کے حکم سے خود بغداد میں ایک جوڑ کواڑ بنائے گئے جو دوسرے دروازوں کے کواڑوں سے بہت کمزور ہیں۔

قصر منصور و جامع مسجد:

شہر کو گول دائرے کی شکل میں اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہر حصہ شہر کی مسافت بادشاہ سے مساوی فاصلہ پر رہے اس میں کمی بیشی نہ ہو جس طرح چوک میں زمین کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی مناسبت سے انھوں نے شہر کے چار دروازے رکھے دو فصیلیں بنوائیں اندرونی فصیل بیرونی سے زیادہ بلند ہے وسط شہر میں اپنا قصر بنایا اور اس کے گرد جامع مسجد بنائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابوجعفر کے حکم سے حجاج بن ارطاۃ نے جامع مسجد کا نقشہ مرتب کیا تھا اور اس کی بنیاد قائم کی کہا جاتا ہے کہ اس کا قبلہ درست نہیں ہے اور مصلی میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے باب البصرہ کی سمت تھوڑا سا پھیر دیا جائے رصافہ کی مسجد کا قبلہ شہر کی مسجد کے قبلہ سے زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شہر کی مسجد قصر کی تعمیر کے بعد اس کی مناسبت میں تعمیر کی گئی اور مسجد رصافہ قصر سے پہلے بنی تھی اور پھر قصر مسجد

کے لحاظ سے بنا دیا گیا اسی وجہ سے یہ فرق پڑ گیا۔

خالد بن الصلت نگرانی:

ابو جعفر نے تعمیر کے لیے شہر کے چار حصے کر دیئے ایک حصہ ایک منتظم تعمیر کے متعلق کر دیا تھا تاکہ جلد سے جلد تعمیر مکمل ہو جائے انھوں نے خالد بن الصلت کو ایک حصہ کے اخراجات کا خزانچی مقرر کیا تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اس حصہ کی تعمیر سے میں فارغ ہوا تو میں نے تمام اخراجات کا حساب ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے انگلیوں کے ذریعہ حساب کر کے پندرہ درہم میرے ذمہ نکالے اور اس کی پاداش میں چند روز تک انھوں نے مجھے شرقیہ جیل میں قید کر دیا یہاں تک کہ میں نے وہ رقم ادا کر دی۔ جو اینٹیں شہر کے لیے بنائی گئی تھیں ان کا عرض و طول ایک ایک گز تھا۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ باب المحول کے قریب فصیل کا ایک حصہ منہدم کر دیا گیا اس میں ایک اینٹ نکلی جس پر سرخ رنگ سے اس کا وزن ایک سو سترہ رطل لکھا ہوا تھا جب اسے ہم نے تولا تو ٹھیک وہی وزن نکلا جو اس پر مندرج تھا۔ ابو جعفر کے اکثر قریبی عہدے دار اور کاتبوں کے مکانوں کے دروازے مسجد کی طرف تھے۔

عیسیٰ بن علی کی ابو جعفر منصور سے شکایت:

عیسیٰ بن علی نے ابو جعفر سے شکایت کی کہ مجھے چوک کے دروازے سے قصر تک پیدل چل کر آنے میں زحمت ہوتی ہے میں بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں ابو جعفر نے کہا تم کاٹھی میں بیٹھ کر آیا کرو اس نے کہا کاٹھی میں بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے ابو جعفر نے کہا اب بھی کوئی ایسا شخص زندہ ہے جس سے شرم آتی ہے عیسیٰ نے کہا آپ مجھے کسی پیدل پانی لانے والے کا ایک مکان سمجھ لیجیے کہنے لگے شہر میں جس قدر آبادی ہے وہ سب عسکری کی جگہ ہے پیدل آئیں جائیں۔

بغداد کے متعلق رومی بطریق کی رائے:

مگر اب منصور نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے دروازے مسجد کے چوک کی سمت کے بجائے کوچوں کے راستوں کی سمت نکالیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب چوک میں جو شخص آتا وہ پیدل ہی ہو کر آ سکتا اس تبدیلی کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کی چاروں محرابوں پر جو مکانوں کے بجائے قائم تھے بازار بن گئے ہر محراب میں ایک ایک بازار لگ گیا۔ ایک مدت تک شہر کی یہی صورت قائم رہی اس کے بعد یہ رومی بطریق سرکاری کام پر ابو جعفر کے پاس آیا ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ وہ اسے شہر اور حوالی شہر کی سیر کرائے تاکہ یہ شہر کی آبادی اور مسافت کو دیکھ لے ربیع نے اسے سب جگہ پھرایا جب وہ واپس آیا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ شہر کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے یہ شہر کی فصیل اور دروازوں کی برجوں پر چڑھا تھا اس بطریق نے کہا عمارت نہایت عمدہ ہے مگر صرف یہ خرابی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ اس شہر میں موجود ہیں۔ ابو جعفر نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگا یہ بازاری ہیں تب ہی اس وقت سے ابو جعفر کے دل میں بازاریوں کی نفرت پیدا ہو گئی بطریق کے واپس جانے پر انھوں نے بازاروں کو شہر سے منتقل کر دینے کا حکم دے دیا۔

بازاروں کی منتقلی:

جب یہ دونوں بازار بن گئے تو اب ابو جعفر نے بازاروں کو وہاں منتقل کر دیا اور ہر گز کے اعتبار سے اس کا کرایہ مقرر کیا۔ جب آبادی کی کثرت ہوئی تو لوگ ایسے مقامات پر بھی دکانیں بنانے لگے جہاں ابراہیم بن حبیش اور جوانوں کو ان کے بنانے کا خیال نہ تھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوزکریا یحییٰ کا قتل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں اس سے قبل واقف نہیں ہوں اور نہ یہ جانتا ہوں کہ اس پر کیا آفت نازل ہوئی ہے۔ منصور نے اس کا ذکر کیا ہے وہ بالکل بری ہے [illegible] [illegible] [illegible] جو اس کی بجائے چند [illegible] دوسری [illegible] رہا کر دیا گیا ہے اسے انھی خبر دی کہ وہ اس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لگا دی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ چاہتے ہیں۔ منصور نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا اعزاز [illegible] ہوں گا۔

میر عمارت مسیب کی برطرفی

ابن [illegible] نے کہا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] قدر [illegible] اور [illegible] صرف [illegible] منصور سے [illegible] لیے تعمیرات کی تعمیر میں ایک دن تمام اور دوسرے دن کا [illegible] حساب [illegible] تو اسے بھی انھوں نے اجرت کی تشخیص کے لیے [illegible] [illegible] کے بعد مسیب کو بلا کر [illegible] کہ اب تک تم نے اجرت دی ہے وہ اب [illegible] حساب کرنے سے پانچ درہم ہوئے منصور کو یہ قلیل رقم معلوم ہوئی انھوں نے اسے منظور نہیں کیا اور [illegible] پر اصرار کر کے ایک درہم کم کر دیا۔ جب یہ شہر تیار ہو گیا تو انھوں نے اس کے [illegible] ہر [illegible] سے [illegible] کی مقدار معلوم کر لی۔ اور [illegible] دار الامارت اور مسیب کو بلا کر حساب پیش کرنے کا حکم دیا اور [illegible] سے [illegible] باقی پندرہ [illegible] انھوں نے [illegible] کم کر دی [illegible] معیار پر منصور نے مسیب سے ایک ایک چیز کا حساب [illegible] یا [illegible] طاق [illegible] معیار [illegible] احتیاط [illegible] حساب سے مسیب پر جو [illegible] [illegible] کے [illegible] انھوں نے مطالبہ کیا اور اسے قید کر دیا اور جب تک اس نے یہ رقم ادا نہ کر دی اسے قید سے رہائی نہ ملی۔

بعض بنی منصور بیان کرتے ہیں کہ ابو جعفر کے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] یہ بات معلوم ہوئی [illegible] [illegible] جامع قصر الذہب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوتے تھے [illegible] کا حساب اس طرح [illegible] کہ [illegible] ایک قیراط اور [illegible] دو حبہ [illegible] اجرت ملتی تھی اور [illegible] عمل روزانہ اجرت ملتی تھی۔

سلم بن قتیبہ کی معزولی

اسی سال منصور نے سلم بن قتیبہ کو بصرہ کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا۔

بصرہ کا والی مقرر کرنے کے بعد منصور نے سلم کو لکھا کہ ابراہیم کے ہمراہ خروج کرنے والوں کے مکانات منہدم کر دو اور ان کی کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالو [illegible] سلم نے منصور کو لکھا کہ [illegible] پہلے کس چیز سے شروع کروں مکانات سے یا کھجوروں سے؟ اس کے جواب میں منصور نے سلم کو لکھا کہ اگر میں نے تم کو حکم دیا ہوتا کہ ان کے [illegible] خراب کر دو تو اس کے جواب میں تم مجھ سے سوال کرتے کہ کس چیز سے [illegible] پہلے شروع کروں [illegible] یا [illegible] والسلام [illegible] منصور نے سلم کو بصرہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے حامیوں پر ظلم وستم:

محمد نے بصرہ آ کر خوب ظلم ڈھائے۔ ابراہیم کی ہزیمت کے بعد سلم بن قتیبہ بصرہ کا والی مقرر ہوا اس نے ابو برقہ یزید بن سلم کو اپنا کوتوال مقرر کیا جو پانچ ماہ اس عہدہ پر برقرار رہا پھر علیحدہ کر دیا گیا اور محمد بن سلیمان اس کی جگہ بصرہ کا والی مقرر ہو کر آیا۔ محمد نے آتے ہی یعقوب بن الفضل اور ابو مروان کے مکانوں کو جو بنی یشکر کے محلہ میں واقع تھے منہدم کرا دیا۔ نیز عون بن مالک، عبدالواحد بن زیاد اور خلیل بن الحسین کے مکانوں کو جو محلہ عدی میں واقع تھے اور عفو اللہ بن سفیان کے مکان کو منہدم اور ان سب کے نخلستانوں کو قطع کرا دیا۔

عبداللہ بن ربیع کی برطرفی۔

اس سال موسم گرما کی مہم نے جعفر بن حنظلہ البہرانی کی قیادت میں کفار سے جہاد کیا اس سال عبداللہ بن الربیع مدینہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا آخر ماہ ربیع الاول میں مدینے پہنچ گیا۔

امیر حج عبدالوہاب بن ابراہیم:

نیز اسی سال سری بن عبداللہ مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر ہوا۔ عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس سال حج ادا ہوا۔

۱۴۷ھ کے واقعات

ترکوں کی یورش:

اس سال استرخان الخوارزمی ترکوں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ آرمینیا کی سمت میں مسلمانوں پر یورش کر کے بڑھا اور مسلمانوں اور ذمیوں کو گرفتار کر کے لے گیا۔ ترکوں نے حرب بن عبداللہ الراوندی کو جس کے نام سے بغداد کا حربیہ مشہور ہے قتل کر دیا۔ یہ ان خارجیوں کے ہنگامے کو فرو کرنے کے لیے جنہوں نے جزیرے میں اودھم مچا رکھا تھا دو ہزار کی فوج کے ساتھ موصل میں مقیم تھا جب ابوجعفر کو ترکوں کی یورش کا علم ہوا انہوں نے جبرئیل بن یحییٰ کو ان سے لڑنے روانہ کیا اور اس کے ساتھ حرب کو بھی اس کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ حرب جبرئیل کے ساتھ ہو لیا اور لڑائی میں مارا گیا جبرئیل نے شکست کھائی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

ابوجعفر کا عبداللہ بن علی کو قتل کرنے کا حکم:

اس سال عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا ان کی وجہ موت میں اختلاف ہے ایک بیان یہ ہے کہ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر ولی عہدی کے لیے مقدم کرنے کے تین ماہ بعد ۱۴۷ھ میں ابوجعفر حج کے لیے گئے اس سے پہلے ہی انہوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو والی مقرر کر کے اسے اپنی جگہ نائب بنا کر مدینۃ السلام بھیج دیا اب انہوں نے عیسیٰ کو بلا کر آدھی رات کو خفیہ طور پر عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور کہا کہ اس شخص نے اس نعمت خلافت سے مجھے اور تم کو محروم کرنے کی کوشش کی مہدی کے بعد تم میرے ولی عہد ہو اور خلافت تم کو ملنے والی ہے تم اسے

سے جاؤ اور اس کی گردن مار دو۔ اس معاملہ میں ہرگز ہرگز کمزوری اور بزدلی کا اظہار مت کرنا ورنہ میری ساری محنت برباد جائے گی۔ یہ ہدایت کر کے ابو جعفر وہاں سے حج پر روانہ ہو گئے اور اثنائے راہ سے انہوں نے تین مرتبہ عیسیٰ کو اس بابت پوچھ بھیجا اور ہر طرح تاکید لکھی۔ عیسیٰ نے جواب میں لکھا: "میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی ہے" اس جواب پر ابو جعفر کو یقین ہو گیا کہ عیسیٰ نے ضرور میرے حکم کی متابعت میں عبداللہ کا کام تمام کر دیا ہے۔

یونس بن فروہ کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ:

دوسری جانب جب عبداللہ، عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا اس نے اسے اپنے پاس چھپا لیا۔ اپنے منشی یونس بن فروہ کو بلا کر اس سے کہا کہ منصور نے اپنے چچا کو میرے سپرد کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کی ہے۔ یونس نے کہا اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ تم دونوں کو قتل کرا دے اسی وجہ سے انہوں نے تم کو عبداللہ کے خفیہ طور پر قتل کر دینے کا حکم دیا ہے تاکہ جب تم ان کا کام تمام کر دو تو علانیہ تم سے اس کا مواخذہ کریں اور قصاص لے لیں۔ عیسیٰ نے کہا تو پھر کیا کیا جائے؟ اس نے کہا کہ تم عبداللہ کو اپنے پاس اس طرح چھپائے رکھو کہ کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تاکہ اگر منصور علانیہ طور پر ان کو تم سے طلب کریں تو اس وقت سب کے سامنے عبداللہ کو ان کے سامنے لا کر پیش کر دو مگر یہ خیال رکھنا کہ کبھی اسے خفیہ طور پر دوبارہ منصور کے حوالے نہ کرنا کیونکہ یہ بات گو اس نے عبداللہ کو خفیہ طور پر قتل کیے جانے کے لیے تمہارے حوالے کیا ہے مگر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی۔ عیسیٰ نے اسی کی رائے پر عمل کیا۔

عبداللہ بن علی کے متعلق سفارش:

حج سے واپس آ کر منصور نے اپنے چچاؤں کو اشارہ کیا کہ تم مجھ سے عبداللہ کی معافی کے لیے سفارش کرو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے منظور کر لوں گا۔ اس قرارداد کے مطابق یہ سب کے سب منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت ہی لجاجت کے ساتھ اور اپنی قرابت قریبہ کا اظہار کر کے اس کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے عبداللہ بن علی کی طلبی:

منصور نے کہا اچھا عیسیٰ بن موسیٰ کو میرے پاس بلاؤ۔ وہ آ گیا۔ منصور نے اس سے کہا میں نے اپنے اور تمہارے چچا عبداللہ بن علی کو حج کو جانے سے پیشتر تمہارے سپرد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اسے اپنے مکان میں رکھنا۔ عیسیٰ نے کہا بے شک امیر المومنین نے ایسا ہی کیا تھا۔ منصور کہنے لگا ہاں! اب تمہارے یہ سب چچا اس کی معافی کے لیے سفارش کرنے میرے پاس آئے ہیں اور میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے معاف کر دیا جائے اور رہا کر دیا جائے تم اسے میرے پاس لے آؤ۔ عیسیٰ نے کہا امیر المومنین! آپ نے تو مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور میں نے ارشاد کی تعمیل کی اور اسے قتل کر دیا۔ منصور نے کہا نہیں ہرگز نہیں میں نے اس کے قتل کر دینے کا تم کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ اسے اپنے مکان میں قید رکھو۔ عیسیٰ نے کہا آپ نے مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا۔ منصور نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے میں نے کبھی اس کے قتل کر دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر انہوں نے کہا دیکھئے یہ شخص آپ کے بھائی کے قتل کا اقرار کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اسے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ بالکل جھوٹا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کیجیے ہم عبداللہ کے عوض میں اسے قتل کریں گے۔ منصور نے کہا اچھی بات ہے جو تمہارا جی چاہے کرو۔

عبداللہ بن علی کی حوالگی:

اب جب عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے [illegible] میں [illegible] ۔ [illegible] نے [illegible] تو [illegible] میں [illegible] ۔ ذکر [illegible] ابن [illegible] تم [illegible] کی طرف [illegible] کر [illegible] ۔ عیسیٰ نے [illegible] بات [illegible] باقی [illegible] ۔ [illegible] عیسیٰ نے [illegible] تم [illegible] موت [illegible] عیسیٰ کے [illegible] ۔ [illegible] منصور [illegible] عیسیٰ نے [illegible] قتل [illegible] آپ [illegible] منصور [illegible] آپ کے چچا [illegible] آپ [illegible] ان [illegible] منصور [illegible] عیسیٰ نے اسے حاضر کر دیا اور کہا کہ آپ نے [illegible] اور اب [illegible] آپ [illegible] آپ نے چچا منصور [illegible] ہوگا [illegible] دیں گے ۔

عبداللہ بن علی کی ہلاکت:

اس کے تمام چچا جو سفارش کے لیے آئے تھے واپس چلے گئے ۔ منصور نے عبداللہ بن علی کو [illegible] میں قید کر دیا جس کی بنیادوں میں [illegible] منصور نے اس پر پانی بہا دیا جس کی وجہ سے وہ [illegible] اور عبداللہ اس میں دب کر مر گئے ۔ اسی سال ان کی وفات ہوئی ۔ باب الشام کے مقبروں میں دفن کیے گئے [illegible] پہلے شخص ہیں جو وہاں دفن ہوئے [illegible] باون سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ۔

ان کی موت کے بعد [illegible] منصور [illegible] عبداللہ [illegible] تھا اور اس کے [illegible] منصور نے [illegible] پانچ خلیفہ [illegible] کے نام [illegible] انہوں نے [illegible] یہ بات بالکل غلط ہے اور عبدالملک بن مروان نے عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث [illegible] عمرو بن سعید کو قتل کیا اور عبداللہ بن علی [illegible] منصور نے [illegible] عبداللہ بن علی [illegible] ہے ۔ عبداللہ بن [illegible] نے [illegible] بات [illegible] اس معاملہ میں آپ کی [illegible] ہے ۔

* * *

باب ۹

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم

اس باب میں منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو منصب ولی عہدی کی نیابت سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کے لیے ولی عہدی کی
اور عیسیٰ کو مہدی کے بعد ولی عہد قرار دیا۔

ابو جعفر کا مہدی کو ولی عہد اول بنانے کا ارادہ

ابو العباس کی وفات کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو تو اس کے عہد کے مطابق ولی عہد قائم رکھا اور عیسیٰ کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے، دربار میں اسے اپنی داہنی جانب بٹھاتے اور اپنے بیٹے مہدی کو بائیں۔ یہ ایک عرصہ تک یونہی چلتا رہا۔ خلافت ملنے کے ایک عرصہ بعد ابو جعفر منصور نے اپنے بعد بجائے عیسیٰ کے مہدی کو ولی عہد خلافت بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ابو العباس نے اپنے بعد منصور کو اور ان کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد مقرر فرمایا تھا۔ جب منصور نے اس تبدیلی کا عزم کر لیا تو عیسیٰ سے اس بارے میں خود گفتگو کی۔ بہت ہی نرم الفاظ میں گفتگو کی۔ عیسیٰ نے جواب دیا مگر یہ تو فرمائیے کہ اس منصب کو قبول کرتے وقت جو میں نے اور تمام مسلمانوں نے لونڈی غلام آزاد کرنے اور بیوی کو طلاق دینے کی اس معاہدے کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں جو عہد و پیمان اور حلف قسمیں اپنے اوپر عائد کر لی ہیں ان کا کیا ہوگا۔ امیر المؤمنین یہ بات نہیں ہو سکتی اس کا کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔

ابو جعفر اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی:

جب ابو جعفر نے دیکھا کہ وہ ان کی اس بات کو کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں تو ان سے تعلقات بگاڑ لیے اور انہوں نے اسی وقت سے اپنے دربار کے تعلقات میں تھوڑی سی تبدیلی اور کشیدگی کا اظہار شروع کر دیا اور حکم دیا کہ ملاقات کے لیے جب سب آیا کریں تو عیسیٰ سے پہلے مہدی کو اندر آنے کی اجازت دی جایا کرے۔

ابو جعفر کا عیسیٰ بن موسیٰ سے بات آگے بڑھانا

چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ جب مہدی آتا تو اسے پہلے دربار میں آنے کی اجازت ملتی اور وہ منصور کی داہنی جانب عیسیٰ کی جگہ بیٹھتا اس کے بعد عیسیٰ کو اجازت ملتی اور وہ مہدی سے نیچے بیٹھ جاتا مگر عیسیٰ اس دستور سے کبھی مہدی کی جگہ نہ بیٹھتا، منصور کے بائیں جانب بیٹھتا اس کو یہ بات کہ منصور اس کی بے عزتی اور تحقیر کرنا چاہتے ہیں بہت ناگوار گزرتی اب اس نے یہ دستور بنا لیا کہ سب سے پہلے مہدی دربار میں آنے کی اجازت پاتا اس کے تھوڑی دیر بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اجازت ملتی ہے اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو دربار میں آنے کی اجازت ملتی اور بعض اوقات تو اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے بعد بھی دستور کے بعد یہ ہوا کہ مہدی کو تو ہر حال میں سب سے پہلے اندر آنے کی اجازت ملتی مگر دوسرے حضرات بھی جب تک نہیں آ جاتے تھے عیسیٰ کو اجازت نہ ملتی بلکہ بیچ کے کسی وقت میں بلا کر اندر آنے کی اجازت ملتی۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے بدسلوکی:

عیسیٰ بن موسیٰ اس تمام اثناء میں یہی گمان کرتا رہا کہ یہ بعض ان اصحاب ترک کی خاص ضرورت کی وجہ سے ہر کسی معاملہ میں مشورے کی غرض سے پہلے بلاتے ہیں اس خیال کی بنا پر وہ بالکل خاموش رہا اس نے اس کے متعلق ایک حرف بھی شکایت کا زبان سے نہیں نکالا مگر اب حالات بد سے بدتر ہوگئے اس کے ساتھ بدسلوکی کی یہ نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں جانے سے پہلے جب وہ اپنی مقررہ نشست میں آ کر بیٹھا اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا بھی تھا اس نے دیوار کی جڑ میں سے کھودے جانے کی آواز سنی اور اس دیوار کے گرد چونے کا غبار پیدا ہوا حتیٰ کہ اس پر گری اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ چھت کی کڑی ایک سمت سے ہلائی گئی ہے اس درز کی وجہ سے اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر مٹی گرنے لگی اس نے اپنے بیٹے کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہوا اس کے بعد اسے اندر بلا لیا گیا یہ اسی طرح گرد جھاڑے بغیر منصور کے پاس آیا منصور کہنے لگا کیا کوئی شخص آج تک اس طرح خاک آلود کپڑوں کے ساتھ میرے پاس آیا ہے؟ کیا یہ تمام خاک راستے کی ہے؟ عیسیٰ نے جواب دیا۔ میرا خیال یہی ہے کہ راستے کی خاک ہے اس استفسار کی وجہ تھی منصور کی یہ نیت تھی کہ یہ کسی طرح کوئی شکایت اپنی زبان سے کرے مگر عیسیٰ نے ایک حرف شکایت کا زبان سے نہیں نکالا۔

منصور نے ولی عہدی کے مسئلہ کو اپنی منشاء کے مطابق طے کرانے کے لیے عیسیٰ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا تھا عیسیٰ بن موسیٰ کو اس معاملہ میں اس کا دخل دینا گوارا نہ ہوا اور اس سے وہ یہ سمجھا کہ منصور اس طرح اسے ذلیل کر رہا ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی علالت:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی جھٹکا سا لگا وہ مجلس سے ایک دم اٹھ کر جانے لگا منصور نے پوچھا اے ابو موسیٰ کہاں جاتے ہو اس نے کہا مجھے سخت گھبراہٹ معلوم ہو رہی ہے انہوں نے کہا تو گھر میں چلے جاؤ۔ عیسیٰ نے کہا مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ میں گھر میں بھی نہیں ٹھہر سکتا منصور نے پوچھا تو پھر کہاں؟ اس نے کہا میں اپنے مکان جانا چاہتا ہوں تاکہ لیٹ جاؤں۔ ڈیوڑھی سے اٹھ کر عیسیٰ اپنے مکان کے صحن میں آیا منصور بھی اس کی طرف سے بہت پریشان صورت بنائے اس کے پیچھے ہی آ گیا یہاں تک آ کر عیسیٰ نے کوفہ جانے کی اجازت مانگی منصور نے کہا بہتر یہ ہے کہ یہیں رہ کر علاج کرو مگر اس نے نہ مانا اور کوفہ جانے پر اصرار کیا تو منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دے دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی کوفہ

اس اصرار پر اسے اس کے طبیب معالج بختیشوع بن جبرئیل نے جرات دلائی تھی اور کہہ دیا تھا کہ منصور کے سامنے میں تمہارا علاج کرنے کی جرات نہیں کروں گا کیونکہ مجھے خود اپنی جان کا خطرہ ہے۔ جب منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دی اور کہا کہ چونکہ اس سال میں خود حج کرنے جا رہا ہوں تو میں تمہارے پاس بھی آ کر مہمان رہوں گا اس وقت تک ان شاء اللہ تمہاری طبیعت بھی سنبھل جائے گی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی صحت یابی

اب حج کا زمانہ قریب آ گیا منصور مدینۃ السلام سے کوفہ آئے اور یہاں رصافہ میں کئی روز تک قیام پذیر رہے۔ گھوڑ دوڑ بھی

کئی کئی مرتبہ عیسیٰ کی عیادت کو بھی گئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے گئے اور مکہ کے راستے میں پانی کی قلت کا بہانہ کر کے حج کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ اس مرض سے عیسیٰ کی حالت نہایت زبوں ہو گئی یہاں تک کہ اس کے تمام بال گر پڑے مگر بہر حال اسے افاقہ ہو گیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو ابو جعفر کی دھمکی:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا کہ عیسیٰ بن موسیٰ اس وجہ سے مہدی کی بیعت سے رکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے اس خلافت کا منتظر ہے اور درحقیقت موسیٰ ہی اسے مہدی کی بیعت سے روک رہا ہے منصور نے اس سے کہا کہ تم جاؤ اور موسیٰ بن عیسیٰ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو اس کے باپ اور بیٹے دونوں کی جان خطرے میں پڑ جائے گی عیسیٰ نے موسیٰ سے جا کر اس بارے میں گفتگو کی اسے حکومت کے بیٹے کی طرف سے مایوس کر دیا اور منصور کے غضب سے خوب ڈرایا دھمکایا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی عباس بن محمد سے درخواست:

جب موسیٰ کو اس بات کا خوف پیدا ہو گیا کہ اس معاملہ میں اسے تکلیف اٹھانا پڑے گی وہ عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میرے چچا میں آپ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو اب تک میں نے کسی دوسرے سے کہی ہے اور نہ آئندہ زبان سے نکالوں گا مگر چونکہ میں آپ پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے مجھے قطعی اطمینان ہے اس وجہ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ بات ایسی ہے کہ میں اپنی جان آپ کے ہاتھ میں دے رہا ہوں عباس نے کہا اے میرے برادرزادے تم میری طرف سے بالکل اطمینان رکھو اور بلا خوف جو کہنا چاہتے ہو کہو موسیٰ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مہدی کے حق میں اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائیں اور اسی وجہ سے ان کو ہر قسم کی تکلیف دی جا رہی ہے کبھی ان کو دھمکی دی جاتی ہے کبھی ان کو دربار میں آنے کے لیے دوسروں کے بعد اجازت ملتی ہے کبھی دیواریں ان پر ڈھائی جاتی ہیں اور کبھی مہلک اشیاء ان کو کھلائی جاتی ہیں مگر ان تمام مصائب کے ہوتے ہوئے بھی میرے باپ اب تک انکار پر مصر ہیں اور آئندہ بھی کبھی وہ اسے منظور نہیں کریں گے۔ البتہ ایک شکل میری سمجھ میں آتی ہے کہ اگر اس طرح انھوں نے دست برداری دے دی تو دے دیں ورنہ اور کوئی دوسری صورت ان کو مجبور کرنے والی نہیں ہے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز:

عباس نے پوچھا وہ کیا ہے جلد بتاؤ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو بات سوچی ہو گی وہ درست ہو گی موسیٰ نے کہا آپ میرے سامنے میرے والد کو امیر المومنین کے پاس لے جائیے اور وہاں ان سے کہیے کہ عیسیٰ میں خوب واقف ہوں کہ تم ولی عہدی سے مہدی کے حق میں دست بردار ہونے کے لیے جو انکار کر رہے ہو اس کی وجہ یہی ہے کہ تم خود خلیفہ بننا چاہتے ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تمہاری عمر اتنی ہو گئی ہے کہ اب موت کا وقت قریب ہے اور تم کو معلوم ہے کہ اگر خلافت مل بھی گئی تو وہ کتنے دن کے لیے ہو گی تمہارا اپنا انکار اپنے بیٹے موسیٰ کی خاطر معلوم ہوتا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اسے زندہ چھوڑ دوں گا کہ وہ تمہارے بعد میرے بیٹے مہدی پر حکومت کرے گا! یہ ہرگز نہیں ہو گا میں تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کا کام تمام کر رہا ہوں تاکہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اسے میرے بعد میرے بیٹے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں رہا اور تم بھی اس سے مایوس ہو جاؤ کیا تم اس خام خیالی میں ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو

اپنے بیٹے سے زیادہ چاہتا ہوں اس گفتگو کے بعد امیر نے قتل کا حکم دیا اس وقت ربیع نے اس کا گلا گھونٹ دینے کے لیے بالکل قریب جا کے اس نے وہ اس بات کو منظور کرنے والے نہیں ہیں شاید اس کی یہ ہے کہ آخر [illegible] موسیٰ بن عیسیٰ نے اس کام سے ان کو مجبور پا کے

ابوجعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز سے اتفاق:

موسیٰ نے کہا اے میرے چچا! اور تم نے بڑی عمدہ تجویز سوچی ہے اب تم کو اس کی تدبیر خود کرنی ہے تم اپنے اپنے باپ کے عوض پیش کرنے سوا اور اس کی زندگی کی خاطر اپنے حق سے دست بردار ہو جاؤ بیعت کو عمدہ جانتے ہیں موسیٰ نے ابوجعفر سے آ کر یہ بات بیان کی انہوں نے موسیٰ کو دعا دی اس کی تجویز کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ میں اتنا ہی اس پر عمل کروں گا سب لوگ دربار میں جمع ہو گئے اور عیسیٰ بن علی بھی حاضر تھا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہاری رائے سے واقف ہو گیا ہوں تم اس خلافت کو اپنے بیٹے کے لیے چھوڑ دو اپنے اور تمہارے دونوں کے لیے بہتر ہے یہ عمل کرنا چاہیے اس وقت عیسیٰ بن علی نے کہا امیر المومنین مجھے پیشاب معلوم ہوا ہے منصور نے کہا ہم تمہارے لیے کسی پیشاب کا برتن منگائے دیتے ہیں عیسیٰ نے کہا مجھ سے یہ گستاخی نہیں ہو سکتی کہ میں آپ کے دربار میں بیٹھ کر پیشاب کروں البتہ مجھے قریب کی کسی کوٹھڑی میں جانے کی اجازت دیجئے کہ وہاں بیٹھ کر پیشاب کروں منصور نے اس کام کے لیے ایک خادم کو حکم دے دیا۔ عیسیٰ اٹھ کر چلا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ اور ان کے کپڑے ان کے پیچھے سے اٹھا لینا اور اگر کوئی صندلی تمہارے پاس ہو تو وہ ان کو پیشاب کرنے کے لیے دے دینا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کا عیسیٰ بن علی کے قتل کا ارادہ:

جب پیشاب کرنے بیٹھا موسیٰ نے چاہا کہ ان کے کپڑے ان کے پیچھے سے اٹھائے اتفاق سے کسی وجہ سے عیسیٰ نے اسے مڑ کر دیکھا پوچھا کون ہے۔ اس نے اپنا نام بتایا۔ عیسیٰ کہنے لگا میرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے خدا! میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس خلافت میں کوئی خیر نہیں اور تم دونوں اس کے سب سے زیادہ اہل اور حق دار ہو مگر منصور تو اس ولی عہدی کے معاملہ میں حد سے گزر گیا ہے موسیٰ نے اپنے جی میں کہا خدا! اس وقت یہ میرے قابو میں ہے یہی منصور کو میرے باپ سے [illegible] ہے اور اس کے اس قول کی بنا پر میں اس کا کام تمام کر دوں اس کے بعد مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ امیر المومنین مجھے قتل کر دیں اس کے قتل کر دینے میں دونوں فائدے ہیں کہ میرے باپ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر اس کے عوض میں قتل کیا گیا تو ان کو میری طرف سے بھی تسلی ہو جائے گی۔

موسیٰ بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ کی گفتگو:

جب یہ دونوں دربار میں اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے تو موسیٰ نے کہا امیر المومنین میں اپنے باپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں منصور اس اجازت طلبی سے خوش ہوا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اس بارے میں اس سے ذکر کرنا ہو گا انہوں نے موسیٰ کو دربار سے اٹھ جانے کی اجازت دے دی وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جناب والا! معلوم ہے کہ عیسیٰ نے میرے اور آپ کے قتل میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی آج اس نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ میں اس کا خاتمہ کر دوں۔ عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا موسیٰ

نے ہمارا وقت سنایا کہ عیسیٰ بن علی نے مجھ سے یہ بات کہی ہے کہ میں امیر المومنین کو اس کی اطلاع کر دیتا ہوں وہ اس کی پاداش میں اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح آپ کا بھی اس کی طرف سے قصہ ختم ہو جائے گا اور اگر اس نے کر دیا تو پھر وہ مجھے قتل کرے گا تو آپ اس طرح ان کا کام تمام کر چکے ہوں گے اس کے بعد کیا ہوگا اس کی کسی کو کوئی پروا نہ ہوگی۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا مجھے تمہاری اس نیت اور ارادے پر بہت افسوس ہے تمہارے چچا نے تم کو قتل کرنے کے لیے راز میں تم سے ایک بات کہی اور تم اس کو بیان کر کے ان کو مروا دینا اور ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خبردار! آئندہ یہ بات تمہاری زبان سے نہ نکلے جاؤ اپنی جگہ بیٹھو۔

ابوجعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کو قتل کرنے کا حکم:

موسیٰ بن عیسیٰ پھر اپنی جگہ جا بیٹھا ابوجعفر اس اثناء میں اس بات کے منتظر تھے کہ موسیٰ کی اپنے باپ سے جو گفتگو ہوئی ہے اس کا ضرور کوئی اثر نمایاں ہوگا مگر جب انہوں نے اس کا کوئی اثر نہ دیکھا تو اب پھر حسب سابق اسے ڈرانے اور دھمکی دینے لگے کہنے لگے میں تیرے سامنے ہی تیرے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ تجھے اپنے ارادے میں قطعی مایوسی ہو جائے ربیع تم جا کر موسیٰ کے پرتلے سے اس کی گردن گھونٹ دو۔ ربیع اٹھا اس نے موسیٰ کے پرتلے سے اس کی گردن باندھی اور آہستہ آہستہ گھونٹنا شروع کیا۔ موسیٰ چلانے لگا اے امیر المومنین میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو خیال اس معاملہ میں میرے متعلق کیا جاتا ہے میں اس سے کوسوں دور ہوں میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے علاوہ بریں اگر مجھے قتل بھی کر دیا جائے تو عیسیٰ کو اس کی کیا پروا ہوگی اس کے بارہ تیرہ بیٹے موجود ہیں جن سے وہ وہی تعلق خاطر رکھتا ہے جو اسے میرے ساتھ ہے بلکہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے میرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی اوّل سے دستبرداری:

اس دوران میں ابوجعفر برابر کہتے جاتے تھے ہاں ربیع اس کا خوب گلا گھونٹ اسی طرح مار ڈال ربیع کو بھی اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ منصور واقعی اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنی گرفت کو ڈھیلا دیتا رہا موسیٰ چیخ رہا تھا یہ حالت دیکھ کر عیسیٰ بن موسیٰ سے نہ رہا گیا کہنے لگا امیر المومنین مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ یہاں تک بڑھ جائیں گے مہربانی فرما کر اسے چھوڑنے کا حکم دیجیے اگر اسی معاملہ کی وجہ سے میرا ایک غلام بھی قتل ہوتا تو میں گوارا نہیں کر سکتا تھا چہ جائیکہ میرا بیٹا۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لیے اسی وقت تیار ہوں اگر اس کے خلاف کروں تو میری بیویاں مطلقہ میرے مملوک آزاد اور میری ساری جائیداد اللہ کے راستے میں وقف کی جائے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی دوم کی بیعت:

منصور نے اپنے حسب منشاء عیسیٰ سے مہدی کے لیے بیعت لے لی جب یہ مکمل ہو گئی تو اب منصور نے اس سے کہا کہ بیٹا تم نے بادل ناخواستہ میرے لیے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ ایک کام اپنی خوشی سے میرے لیے اور کر دو تاکہ اس فعل کی ندامت جو میں اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں وہ دور ہو جائے۔ عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا؟ منصور نے کہا میری یہ خواہش ہے کہ اب مہدی کے بعد تم ولی عہدی خلافت قبول کرو۔ عیسیٰ نے کہا ایک مرتبہ اس منصب جلیلہ سے علیحدہ ہونے کے بعد میں دوبارہ اسے قبول کرنا نہیں چاہتا مگر منصور اور اس کے اہل خاندان نے جو دربار میں موجود تھے اس پر اس حد تک اصرار کیا کہ اسے قبول کرنا پڑا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے متعلق دوسری روایت:

کوفہ کا ایک شخص جس کے سامنے عیسیٰ ان دنوں کے دربار میں جاتے تھے یہ واقعہ کہتا ہے کہ ولی عہدی سے علیحدگی کا قضیہ دوسرے دن طے ہو گیا۔ محمد بن داؤد بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس معاملہ کو اس طرح بیان کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی کہتے ہیں کہ اس معاملہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ منصور نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے فوجی عہدہ داروں سے اس معاملہ میں گفتگو کی۔ ان کے بعد سے فوج والوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ عیسیٰ کو دیکھتے تو اس پر آوازہ فقرے کستے۔ عیسیٰ نے منصور سے ان کی شکایت کی۔ منصور نے عیسیٰ سے کہا کہ میرے بھتیجے! حالانکہ میں ان سے بہت خوف کھاتا ہوں اگر چہ یہ بات میں نے تم سے پہلے سے کہہ دی ہے کہ اس کی وجہ سے تم ان کو چپ کرا دو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کا اتفاق ہوا کہ پھر سے وہ لوگ خاموش رہے پھر دوبارہ آوازے کسنے لگے۔

ابو جعفر منصور کا عیسیٰ بن موسیٰ کے نام خط

ایک عرصہ کے بعد ابو جعفر منصور نے یہ خط عیسیٰ کو لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط عبد اللہ عبد اللہ منصور امیر المومنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا جاتا ہے

سلام علیک! میں تمہارے سامنے اس ذات پاک کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی ذات عبادت کے قابل نہیں ہے۔ اما بعد! اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس کا احسان عظیم ہے جس کا فضل عظیم ہے جس نے اس عالم کو ایک خوبصورت انداز کے ساتھ بنایا جس نے مخلوق کو اپنے علم سے پیدا کیا اور اپنے حکم سے اس کے متعلق فیصلہ کر دیا۔ مخلوق کا کوئی فرد اس کی ذات کی حقیقت کو نہیں پا سکتا اور نہ کوئی اس کی عظمت کا اندازہ کر سکتا ہے جو چاہتا ہے اپنے حکم سے کر بیٹھتا ہے۔ اپنے فیصلے کو نافذ کرتا ہے کوئی اس کا رد کرنے والا ہے نہ اس سے مشورہ لینے والا جو بات کہنا چاہتا ہے وہ اس پر حکم کرتا ہے بندے چاہے پسند کریں یا ناپسند کریں وہ ان کے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ اس کے حکم کو وہ ٹال نہیں سکتے نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنی ذات سے کسی شے کا دفاع کر سکتے ہیں۔ وہی ہے جس کے لیے پیدا کرنا اور حکم دینا ہے۔ تبارک اللہ رب العالمین۔

تم کو معلوم ہے کہ لوگوں نے عہد حکومت میں بادشاہت کی ایک طویل مدت ان اجداد کے طور پر حکومت کرتا تھا جس کو انہوں نے والی مقرر کیا ہم ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے ہم اپنے دشمن کے مقابلہ اور مخالف ہوتے مگر ان کا کوئی چارہ نہ کر سکتے ہم دوسرے حقوق سے محروم کر دیے گئے تھے ہم انتقام لینے سے عاجز ہو گئے تھے اور نہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے۔ مگر جب ان کا وقت آ پورا اور ان کی حکومت کی مدت بھی پوری ہو گئی اللہ نے اپنے دشمن کو ہلاک اور اپنے نبی کی اہل بیت پر اپنی رحمت و برکت کا تحفہ بھیجا مختلف اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کا بدلہ لیا اور ان کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے ان کے مددگار پیدا کر دیے ان کی محبت کے والی اور ان کی وراثت کے ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ نے ہمارا

دوستی اور نصرت نے ہی ان کے دل یک جا کر دیے اور ہماری نصرت سے ان کی عزت افزائی کی حالانکہ ہم نے بھی ان سے مدد لی اور ہم بھی ان کے ہمراہ ہر معرکۂ جنگ میں شریک شمشیر زنی ہوتے تھے مگر پھر بھی اللہ نے ان کے دلوں میں ہماری محبت ہمیشہ ڈال رکھی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ ہماری طرف سبقت کر کے وہ مخلصانہ اطاعت کے جذبات کو اپنے قلوب میں لیے ہوئے اپنے علاقوں سے ہماری مدد کے لیے امنڈ آئے یہاں تک کہ فتح و ظفر ہم رکاب ہوئی ان کا رعب ایسا تھا کہ جس سے مقابلہ ہوا اسے شکست ہی ہوئی جو بھی ہمارا مقابل آیا وہ ہار گیا اس طرح اللہ نے ہمیں وہ اجتماعی کامیابی عطا کی جس کی ہمیں آرزو تھی اور جس کے لیے ہم نے پہلے ہی سے جدوجہد کی تھی یہ اللہ کا ہم پر سب سے بڑا احسان و فضل ہے اور محض اس کی عطا ہے جس میں ہماری طاقت و قوت کو کچھ دخل نہ تھا۔

اللہ کے اس فضل سے ہم کو حاصل ہوا ہم برابر زندہ رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس شعور کو پہنچا دیا ہے اس مرتبہ پھر ہمارے ان موالی اور مددگاروں کے دلوں میں جن کی وجہ سے ہمیں یہ نعمت خلافت حاصل ہوئی ہے اس امر کے لیے پھر اپنی محبت و رغبت جاگزیں کر دی ہے اور ہر وقت اس کی بزرگی و سعادت کا ذکر کرتے ہیں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور اس کو خلافت کا صرف اسی کا حق سمجھتے ہیں جب امیر المومنین نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی محبت اپنے دوستوں اور مددگاروں کے دلوں میں جاگزیں کر دی ہے ان کی زبانوں پر اس کا ذکر جاری کر دیا ہے وہ اس کی خلافت اور نام کی وجہ سے اس خلافت کا اس کو اہل اور مستحق سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کا میلان بھی اسی کی جانب ہے تو امیر المومنین کو یقین آ گیا کہ یہ منصب اللہ نے ہی اس کو عطا کیا ہے اور اسے دیا ہے اور اس نے ہی اس کا انتخاب کیا ہے اب بندوں کے لیے اس معاملہ میں دخل دینے یا مخالفانہ مشورہ دینے کا بھی کوئی حق نہیں رہا۔ اگرچہ پہلے ہی سب لوگ بالاتفاق اس کا نام لے رہے تھے اسی وجہ سے امیر المومنین کو یہ گمان ہے کہ چونکہ یہ امر خلافت پہلے سے مہدی کے لیے مقدر ہو چکا ہے اس وجہ سے اگر آپ کی طرف سے یہ امر اس وقت نہ پہنچتا تب بھی وہی خلیفہ ہوتا اور جب کہ تمام لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے تو امیر المومنین نے بہتر سمجھا کہ اس کے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا امیر المومنین کے خاص احباب اور معتمدین میں جاہ و منزلت کی وجہ سے وہ دونوں یعنی جو سب سے زیادہ قرابت اور ان کے مزاج شناس اور خیر خواہ سمجھے جاتے ہیں وہی اس معاملہ میں سب سے زیادہ مستحق ہیں آپ سے اس لیے کہ امیر المومنین ان کی صلاحیت مان کر اس پر عمل درآمد کر سکتے ہیں علاوہ ازیں یہ بھی اور زائد طور پر خود امیر المومنین اور ان کے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلہ میں آپ سے اس کا زیادہ حق ہے کہ وہ آپ ایک زندگی اس خلافت فضیلت و سعادت کو تسلیم کرے اس کی برکت کے منتظر ہوں وہ اس کے بارے میں بہت معقول ہے۔ اس کی تصدیق کریں اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کی اولاد میں ایک ایسا مرد صالح پیدا کیا ہے جس کے لیے انبیاء نے ان سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿ رَبِّ هَبْ لِی مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ﴾

”اے اللہ تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اسے میرے رب! تو

[illegible]

عیسیٰ بن موسیٰ کا ابو جعفر کے نام خط

عیسیٰ بن موسیٰ نے اس خط کا جواب یہ لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب سے بندۂ خدا ابو جعفر امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے۔ السلام علیک [illegible] کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔

امابعد مجھے آپ کا خط ملا جس میں آپ نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے [illegible]

[illegible]

﴿ واللہ یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ﴾

[illegible]

عہد کی تکمیل یا کسی چیز کی حفاظت کا پکا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ تمام اسباب وعلل بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے اور خود ہی اسے مستحکم و مکمل کر دیتا ہے جس شے میں اللہ نے تاخیر کی ہے بندوں کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے جلد وقوع پذیر کرا سکیں اور جس شے کے پورے ہونے کا وقت آ چکا ہے کوئی مخلوق ٹال نہیں سکتا۔ اس شیطان نے جو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عداوت سے ڈرایا اور اس کی عداوت کو ظاہر کر دیا ہے مگر پھر بھی یہ ارباب حق و طاعت کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے تاکہ ان کا خوشگوار تعلق پراگندہ ہو جائے اور درمیان میں دشمنی ڈال دے اور جب معاملات کی اصلی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور مصیبت پڑتی ہے اس وقت شیطان ان سب سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

"ہم نے کوئی رسول یا نبی تم سے قبل دنیا میں نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ ڈال دیا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی نشانیاں مضبوط کر دیتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا دانشمند ہے" پھر اللہ نے اہل تقویٰ کی یوں تعریف کی ہے:

﴿إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾

"جب کوئی وسوسہ شیطانی ان کے قلب پر طاری ہوتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کر لیتے ہیں"۔

اور پھر ان کو سمجھ آ جاتی ہے۔ اب اگر امیر المومنین کی نیت اور منشا یہی ہو کہ اپنے پیش رووں کے فیصلہ کی خلاف ورزی کریں تو بھی آپ کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے قبل اپنے بیٹوں کی درخواست اور خود اپنی خواہشات کی وجہ سے ان لوگوں نے یہی کرنا چاہا تھا جس کا ارادہ اب آپ نے کیا ہے مگر پھر انہوں نے غور و خوض کے بعد حق کو اختیار کر لیا اور دوسرے خیالات دل سے نکال ڈالے۔ ان کو معلوم تھا کہ اللہ کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی عطا کو کوئی دور کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نعمتوں کے بدل جانے اور مصائب کے وقوع پذیر ہو جانے سے وہ اپنے کو مامون نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے موخر شے کو اختیار کیا اور موجودہ کے مقابلے میں اسی کو قبول کر لیا اور اپنے عہود و قیود میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ کی اس قول جمیل کی وجہ سے اللہ نے ان کے تمام معاملات پورے کر دیے جو اہم واقعہ پیش آیا اللہ نے خود ہی اس کا تدارک کر دیا ان کی حکومت و اقتدار کی حفاظت کی ان کے یار اور مددگاروں کی عزت بڑھائی ان کی عمارت کو اور بلند کر دیا اور اپنی نعمتوں اور سرفرازیوں سے ان کو مالا مال کر دیا۔ اس پر وہ ہمیشہ شکر ادا کرتے رہے اللہ کو جو منظور ہوا وہ پورا ہوا حالانکہ اس کے دشمن اسے پسند نہ کرتے تھے۔ والسلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ"۔

عیسیٰ بن موسیٰ کے خط سے ابو جعفر کی برہمی:

ابو جعفر اس خط کو پڑھ کر سخت برہم ہوئے اس سے بات کرنا چھوڑ دی فوجیوں نے اس کے ساتھ زیادہ سختی کی اور بے ادبی

شروع کر دی۔ اسد بن المرزبان، عقبہ بن سلم اور نصر بن حرب بن عبداللہ وغیرہ وغیرہ اس میں پیش پیش تھے۔ یہ عیسیٰ کی ڈیوڑھی پر آتے اور کسی کو اس کی ملاقات کے لیے اندر نہ جانے دیتے جب خود عیسیٰ سوار ہو کر جاتا تو اس کے پیچھے ہو لیتے اور کہتے کہ تو ہی وہ گائے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ (آخر کار انھوں نے وہ گائے ذبح کر ڈالی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) عیسیٰ نے منصور سے آ کر ان کے اس طرزِ عمل کی شکایت کی اس نے کہا اے میرے بھتیجے! چونکہ یہ لوگ میرے بیٹے کی محبت میں سرشار ہو رہے ہیں اس وجہ سے ان کی طرف سے مجھے بھی اور تمہاری دونوں کی جان کا خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ تم اسے اپنے پر مقدم کر دو اس طرح وہ میرے اور تمہارے درمیان مقرر ہو جائے گا تب یہ لوگ باز آ جائیں گے عیسیٰ نے ان کی بات کے ماننے پر آمادگی ظاہر کی۔

ربیع کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس سے منصور کو اپنے خط کا جواب موصول ہوا انھوں نے اس جواب کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھ دیا: ”اس ولی عہدی خلافت سے کنارہ کشی کر کے دنیا میں اس کا عوض تم کو ملے گا اور آخرت میں خلافت کی ذمہ داریوں کی جواب دہی سے مامون رہو گے“۔

ابو جعفر کا خالد بن برمک سے مشورہ:

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق متذکرہ بالا دو بیانوں کے علاوہ حسن بن عیسیٰ الکاتب نے حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب ابو جعفر نے اس بات کا قصد کیا کہ وہ اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر مقدم کر دے تو اس نے خود عیسیٰ سے اس بات کی خواہش کی مگر اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا جب ابو جعفر کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انھوں نے خالد بن برمک سے بلا کر کہا کہ تم جا کر عیسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کرو ہم سے تو اس نے قطعی انکار کر دیا ہے اور ہمیں اب کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔ تم سے کوئی تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو خالد نے کہا بہتر ہے آپ تیس سربرآوردہ شیعوں کو منتخب کر کے میرے ساتھ کر دیجیے۔

خالد بن برمک کی حکمت عملی:

خالد اس جماعت کے ساتھ سوار ہو کر عیسیٰ کے پاس آیا اور انھوں نے منصور کا خط اسے دیا عیسیٰ نے کہا چونکہ اللہ نے مجھے اس منصب پر فائز کر دیا ہے اس لیے اب میں خود اس سے دست بردار نہیں ہوں گا خالد نے خوف و طمع کی تمام تدبیریں ختم کر دیں مگر وہ اپنے انکار پر جما رہا۔ مایوس ہو کر خالد اس کے پاس سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد وہ شیعہ بھی اٹھ آئے۔ خالد نے ان سے پوچھا کہ اس معاملہ میں اب آپ کیا کریں گے کہنے لگے کہ ہم اس کا حال امیر المومنین کو لکھ دیتے ہیں اور ہمارے اور ان کے درمیان جو واقعہ پیش آیا ہے اس کی ان کو اطلاع کر دیں گے خالد نے کہا نہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ عیسیٰ نے آپ کی تجویز کو قبول کر لیا ہے اور اگر بعد میں وہ اس سے انکار کرے گا تو ہم اس کے خلاف شہادت دیں گے انھوں نے کہا تم بھی کرو ہم بھی تیار ہیں خالد نے کہا بس یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور میں امیر المومنین کو ان کے منشاء کے مطابق تصفیہ کی اطلاع دیتا ہوں یہ سب ابو جعفر کے پاس آئے خالد بھی ہمراہ تھا انھوں نے کہا کہ عیسیٰ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے منصور نے اسی وقت مہدی کی بیعت کے لیے ایک فرمان لکھا اور اسے تمام حدود سلطنت میں ارسال کر دیا جب اس کی اطلاع عیسیٰ کو ہوئی اس نے ابو جعفر کے پاس آ کر اس معاملہ سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ میں نے ہرگز ہرگز مہدی کو اپنے اوپر مقدم نہیں کیا ہے اور میں اس معاملہ میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ ابو جعفر

نے اس جماعت کو بلا کر ان سے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ انھوں نے یہ بات منظور کر لی ہے ابوجعفر نے اپنا فرمان نافذ کر دیا اور اس کارروائی پر خالد کا شکریہ ادا کیا۔ مہدی بھی ہمیشہ خالد کی اس خدمت کا اعتراف کرتا تھا اور اس معاملے میں اس کی دانائی کی تعریف کرتا تھا۔

ابونخیلہ شاعر کی سلیمان بن عبداللہ سے ملاقات:

عبداللہ بن حارث بن نوفل کا مولیٰ عبداللہ بن مسلم کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرنے کا عزم کر لیا تو اس زمانے میں ایک مرتبہ میں سلیمان بن عبداللہ بن حارث بن نوفل کے ساتھ سیر کے لیے جا رہا تھا اتنے میں ابونخیلہ شاعر جس کے ہمراہ اس کے دونوں بیٹے اور دونوں غلام اپنے گھر کا کچھ سامان اٹھائے ہوئے تھے ہمیں ملا۔ ان کو دیکھ کر سلیمان بن عبداللہ ٹھہر گیا اس نے ابونخیلہ سے پوچھا کیا ہے تم کس حال میں ہو اس نے کہا میں خاندان زرارہ کے قعقاع نامی ایک شخص کے پاس جو عیسیٰ بن موسیٰ کا صاحب شرط تھا مقیم تھا اس نے مجھ سے کہا کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کا نمک پروردہ ہوں اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس بیعت کے قصے میں مہدی کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسے اس کی خبر ہو گئی تو تمہارے میرے پاس مہمان ہونے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہو جائے گی اس بات میں اس نے اتنا اصرار کیا کہ مجھے وہاں سے نکلنا ہی پڑا۔

ابونخیلہ کی ابوجعفر کے دربار میں باریابی:

سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم ابونخیلہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ میرے مکان میں کسی اچھی جگہ ٹھہرا دو۔ خادموں سے کہہ دینا کہ وہ اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں اور خوب خاطر مدارات کریں اس کے بعد سلیمان نے ابوجعفر کو بھی ابونخیلہ کے وہ شعر سنائے جو اس نے مہدی کے لیے کہے تھے جس روز ابوجعفر نے اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کر کے اس کے لیے بیعت لی ابوجعفر نے ابونخیلہ کو دربار میں بلایا اور اشعار سنانے کی فرمائش کی اس نے شعر سنائے۔ سلیمان بن عبداللہ نے ابوجعفر سے سفارش کی کہ ان اشعار کا آپ معقول صلہ دیں کیونکہ یہ بات ہمیشہ کے لیے کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر یادگار رہ جائے گی۔ اور دس ہزار درہم ان سے دلوا کر ہی چھوڑا۔

ابونخیلہ کا بیان:

ابونخیلہ کہتا ہے میں ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک ماہ اس کی ڈیوڑھی پر حاضر رہا مگر اس تک رسائی نہ ہوئی ایک دن عبداللہ بن الربیع الحارثی نے مجھ سے کہا کہ امیرالمومنین چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کر دیں اور عیسیٰ پر اسے مقدم کر دیں مناسب ہوگا کہ تم ایسی نظم کہو جس میں ان کو اس کام پر برانگیختہ کرو اور اس میں مہدی کی فضیلت اچھی طرح ظاہر کرو۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ اور ان کے صاحبزادے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کر جائیں میں نے کئی نظمیں ان کی مدح میں کہیں اور ان کو خادموں کے سامنے پڑھا اور ان کو یاد ہو گئیں ابوجعفر نے کسی سے پوچھا یہ کس کے شعر ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا قائل بنی سعد بن زید مناۃ کا ایک شخص ہے ابوجعفر خوش ہوئے انھوں نے مجھے بلایا میں ان کے پاس پیش کیا گیا عیسیٰ بن موسیٰ ان کے داہنے بیٹھا تھا اور تمام بڑے فوجی اور ملکی عہدے دار دربار میں حاضر تھے جب میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں ان کو نظر آتا تھا۔ میں نے بلند آواز سے عرض کیا

میں لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ جب وہ اپنے [illegible] ابو جعفر منصور کے ہاتھ کے اشارے سے قریب آتے [illegible] ان کے [illegible] خوب بلند آواز سے [illegible]

[illegible]

[illegible] ان [illegible] لیے [illegible]۔

[illegible] کا قول:

جب عیسیٰ بن موسیٰ [illegible] آیا [illegible] ہاتھ [illegible] اور کہا [illegible] امیر المومنین کو [illegible]

[illegible] ان کا [illegible] اور [illegible] کو [illegible] بیان کیا گیا ہے کہ جب [illegible] اسی وقت قتل کیا گیا۔

ولید بن محمد العنبری کی روایت:

ولید بن محمد العنبری کہتا ہے کہ عیسیٰ کے مہدی کو اپنے پر مقدم کرنے کی [illegible] مسلم بن قتیبہ نے اس سے [illegible] مہدی کو اپنے پر مقدم [illegible] اور ان کی [illegible] عیسیٰ نے پوچھا [illegible] اس نے کہا ہاں [illegible] عیسیٰ نے کہا [illegible] اس کے لیے تیار [illegible] مسلم نے منصور سے [illegible] کہا عیسیٰ اس بات کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہے [illegible] منصور بہت خوش ہوا اور اسی وقت [illegible] لوگوں نے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کی [illegible] منصور نے اس معاملہ پر تقریر کی اور کہا کہ عیسیٰ مہدی کو اپنے اوپر مقدم [illegible] منصور نے [illegible] سے کیا [illegible]۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دستبرداری کی تیسری روایت:

اس معاملہ کے متعلق ابو جعفر کے [illegible] کاتب [illegible] عیسیٰ بن موسیٰ ولی عہدی سے [illegible] منصب خلافت [illegible] حکومت [illegible] منصب [illegible] اختیار [illegible] اسلام [illegible] عیسیٰ [illegible] مہدی [illegible] امیر المومنین [illegible] عیسیٰ [illegible]

[illegible]۔

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم پر عیسیٰ بن موسیٰ کی رضامندی:

عیسیٰ نے کہا اچھا عبداللہ امیر المومنین نے اپنے بیٹے محمد المہدی کو ولی عہدی میں جو تقدیم دی ہے میں اس شرط پر کہ اس کے عوض میں ایک کروڑ درہم مجھے دیے جائیں تیس لاکھ میرے فلاں فلاں بیٹوں کو دیے جائیں اور سات لاکھ میری فلاں بیوی کو دیے جائیں اپنی دلی رضامندی اور خوشی سے تیار ہوں کہ مہدی کو ولی عہد مقدم کر دیا جائے کیونکہ وہ باعتبار اہلیت "حق" اور قوت کے خلافت کے بار گراں کو اٹھانے کے لیے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں ان کی تقدیم کی وجہ سے اب آئندہ مجھے اس معاملہ میں کوئی حق نہ رہے گا اور اگر میں اس کا ادعا کروں تو وہ باطل تصور ہوگا۔

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم کا عہد نامہ:

اس معاہدے کو لکھتے ہوئے کئی مرتبہ وہ مجلس کو یکجا بتاتا تھا ابو عبید اللہ بار بار اٹھاتا تھا کہ عہد نامہ میں کسی قسم کا قانونی نقص باقی نہ رہے۔ عہد نامہ کی تحریر کے بعد اس پر مہر اور گواہی کے ثبت کے بعد عیسیٰ نے اپنے دستخط اس پر کیے اور مہر لگائی جس سے لوگ اس وقت موجود تھے عہد کی تکمیل کے بعد سب لوگ باب المقصورہ سے قصر میں آئے امیر المومنین نے بارہ لاکھ درہم کی مالیت کا قطعہ عیسیٰ اور اس کے بیٹے موسیٰ کو عطا فرمایا۔

امارت کوفہ پر محمد بن سلیمان کا تقرر:

عیسیٰ بن موسیٰ تیرہ سال کوفہ اور سواد کوفہ کا والی رہا اس کے بعد جب عیسیٰ نے مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرنے سے انکار کیا تو منصور نے اسے کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد کو مقرر کرنے سے منصور کا مقصد یہ تھا کہ یہ عیسیٰ کی تحقیر و تذلیل کرے گا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ عیسیٰ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

محمد بن ابی العباس کا استعفیٰ و وفات:

اس سال ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس اپنے بھتیجے کو بصرہ کا والی مقرر کیا محمد نے اس عہدے سے استعفیٰ پیش کیا جسے منظور کر لیا گیا اور وہ مدینۃ السلام بغداد آ گیا اور یہیں مر گیا اس کی بیوی بغوم بنت علی الربیع نے "واقعا" کہہ کر اس پر نوحہ کیا۔ ایک پہرہ دار نے ایک مشعل اس کی پشت پر پھینک ماری محمد بن ابی العباس کے خدام اس پر پل پڑے اور انہوں نے اس کا کام تمام کر دیا اس مقتول کے خون کا کوئی معاوضہ نہیں لیا گیا محمد بن ابی العباس نے بصرہ چھوڑتے وقت عقبہ بن سلم کو نائب مقرر کر دیا تھا منصور نے پھر اسی کو ۱۵۱ھ تک بصرہ کی ولایت پر بحال رکھا۔

امیر حج ابو جعفر منصور و عمال:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ اس کا چچا عبدالصمد بن علی مکہ اور طائف کا عامل تھا جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کا والی تھا۔ عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

* * *

۱۴۸ھ کے واقعات

ترکوں کا آرمینیا سے فرار:

اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو ان ترکوں کے مقابلے کے لیے آرمینیا بھیجا جنہوں نے حرب بن عبداللہ کو قتل کر کے تفلیس میں قتل عام کیا تھا۔ حمید آرمینیا پہنچا مگر اس کے آنے سے پہلے ہی ترک تفلیس سے چلے گئے تھے۔ حمید واپس آ گیا اور کسی ترک سے اس کا مقابلہ نہ ہوا۔

امیر حج جعفر بن ابی جعفر منصور:

اس سال صالح بن علی نے دابق میں جہاد کے لیے پڑاؤ ڈالا اور فوجیں روانہ کیں۔ اس سال جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ممالک کے صوبیدار اس سال وہی لوگ تھے جو حسب سابق کام کر رہے تھے۔

۱۴۹ھ کے واقعات

اس سال عباس بن محمد نے روم کے علاقہ میں موسم گرما کی مہم کے ساتھ جہاد کیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ اور محمد بن اشعث بھی تھے۔ آخر الذکر راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔

بغداد کی فصیل و خندق کی تکمیل:

اس سال منصور نے بغداد کی فصیل اور خندق وغیرہ کی تعمیر سے فراغت پائی۔ نیز وہ اس سال موصل کے حدیثہ تشریف لے گئے اور پھر مدینۃ السلام واپس آ گئے۔

امیر حج محمد بن ابراہیم و عمال:

محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ عبدالصمد بن علی کو مکہ کی امارت سے معزول کر دیا گیا اور ان کی جگہ محمد بن ابراہیم مقرر کیا گیا۔ مکہ اور طائف کے علاوہ دوسرے تمام ممالک کے صوبیدار اس سال وہی لوگ تھے جو ۱۴۷ھ اور ۱۴۸ھ میں تھے۔ البتہ مکہ و طائف کا والی اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہو گیا تھا۔

۱۵۰ھ کے واقعات

استاذ سیس کی بغاوت:

اس سال استاذ سیس نے صوبہ خراسان کے اضلاع ہرات، بادغیس اور سجستان کے باشندوں کے ساتھ جن کی تعداد تقریباً تین لاکھ بیان کی جاتی ہے حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ یہ لوگ خراسان کے بڑے حصہ پر قابض ہو گئے اور اب وہ آگے بڑھے۔ اہل مرو الروذ کا ان سے مقابلہ ہوا۔ اجثم مروروذی اہل مرو الروذ کے ساتھ مقابلہ پر نکلا۔ انہوں نے اس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا۔ اجثم اور

[illegible] کے [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] کی شکایت

مہدی کا وزیر معاویہ بن عبیداللہ [illegible] سے [illegible] [illegible] خازم نے [illegible] اس بات سے انکار کیا اور کوئی بات [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

خازم کی فوجی ترتیب

خازم [illegible] [illegible]

حصے میں اپنی فوج لے کر میسرہ کی سمت سے اور بکار بن مسلم اپنی سمت سے اپنی فوج لے کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کو مار بھگایا۔

استاذ سیس کی شکست و فرار:

ہزیمت کے بعد مسلمانوں نے دل کھول کر قتل کرنا شروع کیا صرف اس معرکہ میں دشمن کے تقریباً ستر ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل اور چودہ ہزار مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو گئے استاذ سیس نے جس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے آدمی رہ گئے تھے بھاگ کر پہاڑ میں پناہ لی۔ اسی جگہ ابوعون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ اپنی جمعیتوں کے ہمراہ خازم سے آ ملے۔ خازم نے ان کو ایک سمت فروکش کرا دیا اور کہا کہ آپ دونوں یہیں ٹھہرے رہیں جب ہم کو ضرورت ہوگی ہم آپ کو مدد کے لیے بلا لیں گے۔

استاذ سیس کا محاصرہ و گرفتاری:

اس کے بعد خازم نے استاذ سیس اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا آخر کار انھوں نے ابوعون کے فیصلہ پر ہتھیار رکھ دیے چونکہ سوائے اس شرط کے انھوں نے دوسری کسی شرط پر ہتھیار رکھنے سے بے آمادگی ظاہر نہیں کی تھی اس وجہ سے مجبوراً خازم نے اسے منظور کر لیا اور ابوعون کو حکم دیا کہ تم جا کر ان سے وعدہ کر لو کہ وہ تمہاری صواب دید پر ہتھیار رکھ دیں۔ ابوعون نے ان سے جا کر اپنی صواب دید کا اقرار کر لیا انھوں نے ہتھیار رکھ دیے اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کے حکم سے استاذ سیس اس کے بیٹوں اور اقربا کے لوگوں کی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور دوسروں کو چھوڑ دیا گیا یہ تیس ہزار تھے۔ خازم نے بھی ابوعون کے اس فیصلہ کو برقرار رکھا اور ان کے ہر شخص کو دو دو کپڑے دیے اس نے اس فتح کی خوشخبری اور دشمن کی تباہی کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے امیر المومنین منصور کو اس کی اطلاع کی۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ استاذ سیس اور حریش نے ۱۵۰ھ میں خروج کیا اور ۱۵۱ھ میں استاذ سیس کو ہزیمت ہوئی۔

امارت مدینہ پر حسن بن زید کی تقرری:

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب جزیہ کو والی مدینہ مقرر کیا۔

جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی وفات:

اس سال جعفر الاکبر بن ابی جعفر المنصور نے مدینۃ السلام میں وفات پائی منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ رات کے وقت قریش کی قبروں میں دفن کیا گیا۔

امیر حج عبدالصمد بن علی و عمال:

اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال صائفہ پر منصور نے اسید کو سپہ سالار مقرر کیا تھا مگر وہ دشمن کی سرزمین پر اپنی فوج لے کر حملہ آور نہیں ہوا بلکہ مرج دابق میں پڑا رہا۔ اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی بحیثیت والی مکہ اور طائف کی امارت میں حج ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال ان مقامات کا والی محمد بن ابراہیم بن محمد تھا اور مدینہ کا والی حسن بن زید العلوی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا، عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا، سوار بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۱ھ کے واقعات

عمر بن حفص کی امارت سندھ سے علیحدگی:

اس برس قوم کرک نے جدہ پر براہ سمندر غارت گری کی تھی۔ اس سال عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ سندھ کی امارت سے علیحدہ ہو کر افریقہ کا والی مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ سندھ پر ہشام بن عمرو التغلبی والی مقرر ہوا۔ اس عزل و نصب کے اسباب اور واقعات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

منصور نے عمر بن حفص اصغر بن ہزار مرد کو سندھ کا حاکم مقرر کیا تھا یہ محمد بن عبداللہ و ابراہیم بن عبداللہ کے خروج تک اپنے فرائض بخوبی انجام دیتا رہا۔ محمد بن عبداللہ نے خروج کرنے کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ الاشتر کو چند زیدیوں کے ساتھ بصرہ بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں سے نہایت عمدہ تیز رو گھوڑے خرید کر عمر بن حفص کے پاس سندھ چلے جاؤ اس شخص کے پاس بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی منصور کے ان سپہ سالاروں میں تھا جنھوں نے محمد کے لیے بیعت کی تھی اور نیز اس لیے کہ یہ آل ابی طالب کی طرف رجحان بھی رکھتا تھا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت کو عمر بن حفص کی امان:

یہ جماعت ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ آئی یہاں انھوں نے عجیب سے اصیل ونجد کے گھوڑے خریدے سندھ تک بحری گھوڑوں کی تجارت کی حیثیت سے بحری راستے سے سفر کرتے اور عمر بن حفص کے پاس پہنچے اور بیان کیا کہ ہمارے پاس بہت عمدہ گھوڑے ہیں عمر نے کہا کہ وہ گھوڑے میرے سامنے پیش کیے جائیں انھوں نے وہ گھوڑے اس کے سامنے پیش کیے۔ جب یہ لوگ عمر کے قریب آ گئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ مجھے اپنے پاس آنے دیجیے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس نے پاس بلا لیا اس شخص نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایک شے لے کر آئے ہیں جو آپ کے لیے ان گھوڑوں سے بہتر ہے وہ جس میں آپ کی دنیا اور دین دونوں کی بھلائی ہے آپ ہمیں اس بات پر امان دیجیے کہ یا تو جس غرض سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اسے قبول فرمائیں اور یا اگر قبول نہ کریں تو آپ اس وقت تک اس معاملہ کو بالکل پوشیدہ رکھیں اور ہمیں کوئی اذیت نہ دیں اس کی جب تک کہ ہم پھر خود ہی آپ کے علاقے سے واپس نہ چلے جائیں گے۔

عمر بن حفص کی عبداللہ بن محمد کی بیعت:

عمر نے ان کو امان دے دی انھوں نے کہا کہ ہم گھوڑے لے کر آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ یہ دیکھیے رسول اللہ ﷺ کے پوتے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی آپ کے پاس موجود ہیں۔ ان کے والد نے ان کو آپ کے پاس بھیجا ہے انھوں نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے اور اپنی خلافت کی دعوت عام ہو رہی ہے ان کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے عمر نے ان کی دعوت پر خوشی خوشی لبیک کہا اور محمد کے لیے ان کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن محمد کے لیے حکم دیا کہ انھیں مہمان بنایا جائے چنانچہ وہ اس کے پاس فروکش ہو گیا عمر نے اپنے اہل خاندان اور فوج کے سرداروں اور اپنے علاقے کے سربرآوردہ لوگوں کو اس کی

بیعت کی دعوت دی تھی انھوں نے قبول کر لیا اور بیعت کر لی اب ان سب سے خفیہ طور سے اور کچھ ذرائع اختیار کیے گئے خفیہ تدبیریں اور خفیہ کارروائیاں شروع کی گئیں اور مدینہ پہنچنے کے لیے کئی خفیہ راستے مہیا کر لیے ایک جمعرات کے دن ان لوگوں نے اس خفیہ اجلاس کا اہتمام کیا۔

عمر بن حفص کو عبداللہ بن محمد کا مشورہ

چند دن کے بعد بصرہ سے ایک تجارتی جہاز سندھ آیا اس میں عمر بن حفص کی بیوی کا غلام عمر کے نام ایک خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ محمد بن عبداللہ قتل کر دیے گئے عمر نے عبداللہ بن محمد سے یہ واقعہ بیان کیا اور ان کے باپ کی ہلاکت پر تعزیت کی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد کے لیے بیعت لی تھی مگر اب ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آ گیا۔ عبداللہ نے کہا میرا معاملہ اب شہرت پا چکا ہے میرا خون معلوم ہو گیا ہے اب میرے خون کی ذمہ داری تمہاری گردن پر ہے اب تم جیسا مناسب خیال کرو اپنے لیے راستہ تجویز کر لو چاہے میری حفاظت کرو یا اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا ایک بات میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سندھ کا ایک بڑا زبردست رئیس ہے جس کا ملک وسیع اور جس کی رعایا کثیر ہے وہ باوجود شرک کے رسول اللہ ﷺ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اپنے عہد کا پکا ہے میں اسے خط لکھ دیتا ہوں تمہارے اور اس کے درمیان رشتہ مودت قائم کر دیتا ہوں اور تم کو اس کے پاس بھیج دوں گا تم وہیں رہنا اس کے ساتھ قیام کی حالت میں تم پر کسی کی دسترس نہیں ہو سکے گی۔

عبداللہ بن محمد کی رخصت:

عبداللہ نے کہا جو آپ مناسب خیال کرتے ہوں اس پر عمل کیجیے عمر نے اپنی تجویز پر عمل کیا عبداللہ اس رئیس کے پاس چلا گیا اس نے ان کی بڑی تعظیم و خاطر داری کی اور تواضع کی اور بہت سلوک کیا اب زیدیہ دور دراز سے ان کے پاس آ کر جمع ہونے لگے اس طرح چار سو اشخاص ذی اثر اور بہادر ان کے پاس جمع ہو گئے۔ عبداللہ اس جماعت کی معیت میں میر شکار کے لیے شہزادوں کی طرح پورے تزک و احتشام کے ساتھ سواری میں نکلتا تھا۔

عمر بن حفص کے ایک رشتہ دار کا قتل

جب محمد اور ابراہیم دونوں مارے گئے تو خلیفہ منصور کو عبداللہ کی اطلاع ہوئی منصور کو اس سے بڑی اذیت ہوئی اسے سخت غصہ آیا اس نے عمر بن حفص کو اپنی اطلاع بھیجی کہ اپنے تمام رشتہ داروں کو قتل کر دے۔ عمر کو خط ملا اور یہ کہنے لگا اگر میں اس واقعہ کا اقرار کرتا ہوں تو وہ مجھے معزول کر دیں گے اگر ان کے پاس جاؤں قتل کرا دیں گے اگر مقابلہ کروں تو وہ مجھے پکڑ لیں گے ان کے خاندان کے ایک شخص نے کہا کہ تم اس واقعہ کی ذمہ داری میرے سر ڈال دو اور اسی وقت اس کی اطلاع امیر المومنین کو لکھ کر بھیجو مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دو اور قید کر دو وہ یقیناً میری حاضری کا حکم دیں گے تم مجھے بھیج دینا میرا خیال ہے کہ سندھ میں جو قوت و دبدبہ تم کو حاصل ہے نیز بصرہ میں تمہارے خاندان کا جو اعزاز و وقار ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ میرے خلاف کوئی کارر

واپس نہیں کریں گے مجھے یہ کہ تمہارا بیان غلط ہے مجھے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس معلومات پہنچی ہیں وہ کہنے لگا اگر میں ایسا کیا تو میں خوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ میری جان تم پر قربان ہو جائے الغرض وہ خدا کی قسمیں کھاتا رہا منصور نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا وہ جیل میں ڈال دیا گیا پھر اس نے منصور کو اس کی طرف سے کوئی خبر نہ دی منصور نے اس کی حاضری کا حکم بھیجا جب یہ اس کے سامنے پیش ہوا انھوں نے اسے قتل کر دیا۔

امارت سندھ پر ہشام بن عمرو کا تقرر:

اس کے بعد وہ ایک طویل مدت تک غور کرتے رہے کہ کسے سندھ کا حاکم مقرر کریں جس کسی کا نام لیتے اور پھر خاموش ہو جاتے۔ ایک دن میں ان کے ساتھ جا رہا تھا ہشام بن عمرو التغلبی ان کے ہمراہ تھا منصور جب تک اس روز سواری میں رہا برابر اسے غور سے دیکھتے رہے اپنی قیام گاہ واپس آ کر جب کپڑے اتار دیے تو ربیع نے آ کر ہشام کی باریابی کی اجازت چاہی منصور نے کہا کہ ابھی وہ میرے ساتھ تھا مجھے کیا ایسی کیا ضرورت پیش آئی ربیع نے کہا اسے ایک نہایت اہم بات آپ سے عرض کرنا ہے منصور ایک کرسی منگوا کر اس پر بیٹھ گئے اور اب ہشام بن عمرو کو باریاب کیا۔ اس نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب سواری سے میں اپنے مکان واپس گیا تو میری فلاں بہن بنت عمرو میرے سامنے آئی اس کے حسن و جمال، ذہانت و فراست اور عقل کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ تو امیر المومنین کے لائق ہے اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ اسے آپ کی نذر کروں منصور دیر تک سر جھکائے بیٹھے زمین کریدتے اور سوچتے رہے اور پھر کہا کہ اچھا اس وقت تم جاؤ جو فیصلہ ہو گا اس کے متعلق میرا حکم تم کو بعد میں مل جائے گا اس کے جانے کے بعد منصور نے ربیع کو مخاطب کر کے کہا اگر بنی تغلب کی ہجو میں جریر نے یہ شعر

لا تطلبن خؤولة في تغلب فالزنج أكرم منهم أخوالا

ترجمہ: "بنی تغلب میں کبھی ننھیال نہ تلاش کرنا کیونکہ ننھیالی رشتہ داروں کی حیثیت میں زنگی ان سے کہیں اچھے ہیں"۔

نہ کہا ہوتا تو میں ضرور اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سے میری اولاد ہوئی تو اس شعر کی وجہ سے ان کو عار دلائی جائے گی اچھا تم خود جاؤ اور اس سے جا کر کہو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر ان کو رشتہ مناکحت کی ضرورت ہوتی تو وہ اور وہ تم سے بیان کرتے امیر المومنین اس کے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے اگر خود مجھے اس رشتہ مناکحت کی ضرورت ہو گی تو میں تمہاری پیش کش کو قبول کر لوں گا خدا تم کو اس کی جزائے خیر دے میں اس بات کے عوض میں تم کو سندھ کا والی مقرر کرتا ہوں تم وہاں سے مراسلت کرو اگر وہ تمہاری اطاعت منظور کر لے اور عبداللہ بن محمد کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ہے ورنہ تم اس کے خلاف جنگ کرو۔

امارت افریقہ پر عمر بن حفص کا تقرر:

دوسری طرف منصور نے عمر بن حفص کو افریقہ کا والی مقرر کر کے اسے اس کے متعلق تحریر بھیج دی ہشام بن عمرو التغلبی نے سندھ آ کر اپنے عہدے کا چارج لے لیا اور عمر بن حفص بعید المسافت مسافت طے کر کے افریقہ پہنچ گیا سندھ آ کر ہشام کو کچھ پتہ چلا

کہ وہ عبداللہ کو پکڑ کے گرفتار کر کے ہمارے حوالہ کر دے۔ اپنے مصاحبین سے کہہ رہا کہ میں اس رئیس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ صلح و آشتی سے کام نکل جائے اسی وجہ سے میں اپنی تحریر میں نرم لہجہ اختیار کر رہا ہوں تاکہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے ابوجعفر کو اس کے اس پس و پیش اور تاخیر کی مسلسل اطلاعیں ملیں انھوں نے اپنے خط میں اس معاملہ کے لیے بار بار اسے اصرار سے لکھا کہ اس پر جلد عمل کرو۔

سفیح کی روانگی سندھ:

اس اثناء میں سندھ کے ایک علاقہ میں کسی شخص نے شورش برپا کی ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا یہ اپنی فوج لے کر اس سمت چلا جس راستے سے یہ پیش قدمی کر رہا تھا وہ اس رئیس کی سرحد سے بالکل ملحق واقع ہوا تھا یہ بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اسے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا۔ اصل میں تو یہ غبار عبداللہ بن محمد کی سواری کا تھا مگر سفیح کو یہ خیال گزرا کہ یہ اس دشمن کا مقدمۃ الجیش ہے جس کے مقابلہ پر یہ جا رہا ہے اس خیال کی وجہ سے دریافت حقیقت کے لیے اس نے پہلے طلائع روانہ کیے انھوں نے آ کر بیان کیا کہ یہ وہ دشمن تو نہیں ہے جن کے مقابلے کے لیے آپ جا رہے ہیں یہ عبداللہ بن محمد الاشتر العلوی سیر کے لیے دریائے سندھ کے کنارے جا رہا ہے۔

عبداللہ بن محمد اور اس کی جماعت کا خاتمہ۔

یہ سنتے ہی سفیح نے اس کی گرفتاری کے لیے اس سمت جانے کا ارادہ کر لیا اگرچہ اس کے مشیروں نے کہا بھی کہ یہ ابن رسول اللہ ﷺ ہیں آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی نے عمداً ان سے کنارہ کشی کی ہے کہ ان کے خون کا وبال اسے اپنے سر نہ لینا پڑے علاوہ بریں وہ آپ کے مقابلہ پر نہیں آئے بلکہ محض سیر و تفریح کے لیے نکلے ہیں اور آپ خود بھی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ دوسرے کے لیے آئے ہیں مناسب ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں اور ان کو نہ چھیڑیں مگر سفیح نے کہا میں یہ کبھی نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا ان کو پکڑ کر ان کی گرفتاری اور قتل کو منصور کی خدمت میں ذریعہ تقرب و رسائی بنائے لہٰذا میں خود کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں۔ عبداللہ کے ہمراہ اس وقت دس آدمی تھے۔ سفیح ان کی طرف بڑھا اس نے اپنے مشیروں کی ملامت کی مذمت کی اور عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے بہادری سے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا لڑے اور سب کے سب مارے گئے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ بچا جو اس واقعہ کی خبر کو اطلاع دیتا چونکہ عبداللہ دوسرے مقتولین میں خلط ملط پڑا ہوا تھا اس وجہ سے سفیح کو اس کا پتہ نہ چلا مگر اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خوف سے کہ اس کا سر کاٹ لیا جائے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے دریائے سندھ میں ڈال دیا۔

سندھ کے رئیس پر حملہ کرنے کا حکم:

ہشام بن عمرو نے اس فتح کی اطلاع کے لیے منصور کی بارگاہ میں ایک عریضہ ارسال کیا اور اس میں یہ ظاہر کیا کہ میں خود ارادتاً اس کے مقابلہ پر گیا تھا۔ منصور نے اپنے جواب میں اس کی اس کارروائی کو خوب سراہا اور ہدایت کی کہ اب تم اس رئیس کے

خلاف جنگ کی، جس نے عبداللہ بن محمد کو پناہ دی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ عبداللہ نے اس رئیس کے ہاں قیام کے زمانے میں چند لونڈیاں رکھی تھیں ان میں ایک سے ان کے ہاں محمد بن عبداللہ جو ابوالحسن محمد العلوی ابن الاشتر کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا تھا۔ ہشام نے اس رئیس سے لڑا، اس پر فتح یاب ہوا، اس نے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا اور اس رئیس کو قتل کر دیا۔ اس نے عبداللہ بن محمد کی ام ولد کو مع اس کے فرزند کے منصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ منصور نے اپنے والی مدینہ کو اس لڑکے کی صحت نسب لکھ بھیجی اور خود اس بچے کو بھی اس کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ تم آل ابی طالب کو جمع کر کے میرا یہ خط جو اس بچے کی صحت نسب سے متعلق ہے سنا دینا اور اسے اس کے عزیزوں کے سپرد کر دینا

مہدی کی بغداد میں آمد:

اسی سال ماہ شوال میں منصور کا بیٹا مہدی خراسان سے اس کے پاس آیا۔ مہدی کی ملاقات اور اس کے کامیاب واپس آنے پر منصور کو مبارک باد دینے کی غرض سے منصور کے تمام امرا شام، کوفہ اور بصرہ وغیرہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مہدی نے صلے کے طور پر تحفے دیئے اور سواریاں ان کو دیں۔ منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا اور ان میں سے ہر شخص کو مہدی کا مصاحب مقرر کیا اور ان کا پانچ پانچ سو درہم منصب مقرر کر دیا۔

* * *

باب ۹

رصافہ اور رافقہ کی تعمیر

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے مدینۃ السلام کے مشرق میں رصافہ کی تعمیر شروع کی۔

جب مہدی خراسان سے آیا تو منصور نے اس کو جانب شرق فروکش کیا اور اس کے لیے رصافہ تعمیر کرایا اس کی ایک فصیل اور خندق بنوائی، میدان قائم کیا اور اس میں باغ لگوایا، نیز اس کے لیے پانی جاری کرایا، یہ پانی نہر مہدی سے رصافہ پہنچتا تھا۔

راوندیہ فتنہ کے متعلق ابو جعفر کی قثم بن العباس سے گفتگو:

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب راوندیہ جماعت نے منصور کے حکم کے خلاف شورش برپا کیا اور جب اہل مذہب پر منصور سے ان کی لڑائی ہوئی تو قثم بن العباس بن عبیداللہ بن العباس جو ان دنوں بہت ضعیف العمر ہو چکا تھا اور جس کی سب لوگ بہت عزت کرتے تھے منصور سے ملنے آیا منصور نے اس سے کہا آپ نے دیکھا کہ یہ باغی کس طرح ہم پر شیر بن گئے مجھے تو یہاں تک اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر ان سب میں اتفاق رائے ہو گیا تو حکومت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی اس معاملہ میں آپ کا کیا مشورہ ہے؟ اس نے کہا ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ اگر میں آپ کے سامنے اس کا اظہار کر دوں تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور اگر آپ مجھے میری اپنی تجویز پر عمل کرنے کی اجازت دیں تو میں ایسے کر گزروں گا اس طرح آپ کی خلافت پائیدار و مستحکم ہو جائے گی اور فوج پر آپ کا رعب و داب قائم رہے گا۔ منصور کہنے لگے کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میری خلافت کے عہد میں تم کوئی کام میرے علم کے بغیر کر گزرو؟ لیکن قثم نے کہا: اپنی حکومت کے بارے میں آپ کو میری نیت پر کچھ شبہ ہے؟ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو آپ مشورہ طلب نہ کریں اور اگر آپ مجھ پر کامل اعتماد رکھتے ہیں تو پھر آپ مجھے میری تجویز پر عمل کرنے کی اجازت دیں اور اس کے لیے مجھے اختیار بھی دے دیں۔ منصور نے کہا: اچھا جو تم نے سوچا ہے اسے پورا کر ڈالو۔

قثم بن العباس کی حکمت عملی۔

اس ملاقات کے بعد قثم اپنے مکان آیا اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ کل جب میں سوار ہو کر دربار میں جانے سے پہلے امیر المومنین کے قصر میں جاؤں تو جب تم دیکھو کہ میں دربار میں آ گیا ہوں اور اپنے ذی رتبہ ہمسروں میں بیٹھ گیا ہوں تو آ کر میرے خچر کی باگ پکڑ کر مجھ سے ٹھہرنے کی درخواست کرنا اور اس سے پہلے تم مجھے رسول اللہ ﷺ عباس اور امیر المومنین کے حق کا واسطہ دے کر کہنا: ذرا جب تک رک جاؤں گا تو میں تمہاری درخواست سن کر اس کا جواب دے دوں گا اس کے بعد میں تم کو سخت سست کہوں گا اور برا بھلا کہوں گا تم ان باتوں سے پریشان نہ ہونا اور پھر مجھ سے اپنی درخواست بیان کرنا اس وقت میں تم کو گالیاں دوں گا اس سے بھی تم خائف نہ ہونا اور پھر اپنی بات پر اصرار کرنا اس وقت میں تم کو اپنے کوڑے سے ماروں گا اسے بھی برداشت کرنا اور پھر پوچھنا کہ یمن اور مضر میں کون شریف تر ہے جب میں اس بات کا جواب دے دوں اس وقت تم میرے خچر کی باگ چھوڑ دینا اور پھر تم آزاد ہو۔

یمنی و مضری کی مناقشت:

اس کے غلام نے دوسرے دن صبح خچر لیا اور امیر المومنین کے قصر میں اس خچر پر بیٹھا جہاں بیٹھنے کا اس سے آقا نے حکم دیا تھا جب قثم آئے تو اس غلام نے اس کے سامنے آ کر ان سے ایک بات دریافت کرنی چاہی قثم نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا بتائیے کہ قبیلہ یمن اور مضر میں کون اشرف ہے قثم نے کہا مضر زیادہ قریب ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ان ہی میں کتاب اللہ نازل ہوئی ان ہی میں بیت اللہ واقع ہے اور ہمارے خلفاء بھی انہی مضر سے ہیں یہ جواب سن کر یمنی سرداروں نے بہت پیچ و تاب کھایا اس نے دوسرے شرف کی کوئی بات بھی بیان نہیں کی تھی ایک یمنی سردار نے کہا کہ یہ بات غلط ہے کہ یمن میں کوئی خوبی و شرف موجود ہی نہیں ہے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ تم اس بڈھے کے خچر کی باگ پکڑ کر اس کو زور سے جھٹکا دے کر روکو اور جب تک کہ وہ اس معاملے میں تمہارا اطمینان بخش جواب نہ دے اسے آگے نہ بڑھنے دو۔

فوج میں افتراق:

غلام نے اپنے آقا کے حکم کی بجا آوری میں اس زور سے اس کے خچر کو روکا کہ قریب تھا کہ وہ پچھلے پیروں بیٹھ جائے یہ گستاخی دیکھ کر مضری سردار سخت برہم ہوئے وہ کہنے لگے غضب ہے کہ ہمارے شیخ کی ایسی توہین کی جائے ان میں سے ایک سردار نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو اس غلام کا (جس نے قثم کو روکا تھا) ہاتھ کاٹ دے اس غلام نے پلک جھپکنے میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا اب کیا تھا اس واقعہ سے دونوں فریق ایک دوسرے سے متنفر ہو گئے قثم نے اپنے خچر کی باگ موڑی اور ابو جعفر کے پاس چلا آیا فوج میں افتراق پیدا ہو گیا کئی فرقے بن گئے مضر کا ایک فرقہ یمن کا ایک خراسانیوں کا ایک اور بنی ربیعہ کا ایک فرقہ ہو گیا تھا۔

قثم بن العباس کا رصافہ تعمیر کرنے کا مشورہ:

قثم نے ابو جعفر سے جا کر کہا کہ لیجیے میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈال دی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں اس طرح اب یہ فوج آپ کے خلاف کارروائی کرنے سے اس لیے ڈرتی رہے گی کہ آپ دوسری جماعت کی مدد سے اسے کچل دیں گے اب صرف ایک بات اور باقی ہے منصور نے پوچھا وہ کیا انہوں نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کی دوسری سمت ایک قصر میں فروکش کر دیجیے اور اس کے ساتھ اپنی فوج کا ایک حصہ اس قصر کو منتقل کر دیجیے اس طرح آپ کے پاس دو علیحدہ شہر ہو جائیں گے اگر اس کنارے کے باشندے کبھی آپ کے خلاف سر اٹھائیں تو آپ دوسرے کنارے کے شہر والوں سے ان کا مقابلہ کر سکیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو اس کنارے والوں سے ان کا مقابلہ کریں اگر کبھی بنی مضر آپ کے مخالف ہو جائیں تو آپ یمن خراسانی اور ربیعہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں اور جب یمن مخالف ہوں تو اپنے مضری حمایتیوں کی مدد سے آپ ان کا مقابلہ کریں۔

رصافہ تعمیر کرنے کی وجہ:

منصور نے اس رائے کو قبول کر لیا اس پر عمل کرنے سے اس کی حکومت مستحکم و استوار ہو گئی اصل میں یہ وجہ ہوئی جس کے لیے منصور نے دجلہ کے شرقی ساحل پر رصافہ کی عمارتیں بنائیں اور فوجی سرداروں کو علیحدہ علیحدہ بسا دیا۔ منصور نے صالح صاحب المصلیٰ کو باب شرقی کی حد بندی، شوارع اور تعمیرات کا متولی مقرر کیا جس طرح کہ ابو حنیفہ النحوی کو انہوں نے مغربی سمت کا منتظم تعمیرات مقرر کیا تھا۔ جب انہوں نے سوق یحییٰ، مسجد نجم، رصافہ اور دجلہ کے کنارے تک دار الرقیق کی سڑک پر اس کی تکمیل تعمیر

زمینیں موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جو کلوں اور عاملوں سے زائد بچ رہی تھی اور اسے اس نے اپنے لیے مانگ لیا تھا صالح خراسان کا باشندہ تھا۔

محمد المہدی و عیسیٰ بن موسیٰ کی تجدید بیعت:

اس سال منصور نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد المہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے اپنے تمام خاندان سے بیعت کی تجدید کرائی۔ ایک جمعہ کو انھوں نے اس غرض سے دربار منعقد کیا تمام اہل خاندان دربار میں آئے اور بیعت کے بعد ہر شخص منصور اور مہدی کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیتا مگر عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھو لیتا اور بوسہ نہیں دیتا۔

سلم کی بحرین پر فوج کشی:

اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔ اس سال عقبہ بن سلم بصرہ پر اپنے بیٹے نافع بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے بحرین آیا یہاں اس نے سلیمان بن حکیم العبدی کو قتل کر کے اہل بحرین کو لونڈی غلام بنا لیا۔ ان میں سے بعض لونڈی غلاموں اور کچھ جنگی قیدیوں کو اس نے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا ابو جعفر نے ان میں سے بعض کو قتل کرا دیا اور بقیہ مہدی کو بخش دیے مہدی نے ان پر احسان کر کے ان کو آزاد کر دیا اور ہر ایک مرد کو دو دو کپڑے دیئے۔ اس کے بعد عقبہ بن سلم بصرہ کی ولایت سے علیحدہ ہو گیا۔

سلم کے خلاف تحقیقات:

اسد بن المرزبان کی بیوہ افریک بیان کرتی ہے کہ اس کو قتل کرنے کے بعد منصور نے تحقیق حال کے لیے اسد بن المرزبان کو عقبہ بن سلم کے پاس بحرین بھیجا تاکہ اس کے اعمال و کام کی جانچ پڑتال کرے سلم نے خوشامد درآمد سے اسے اپنا ہمدرد بنا لیا اسد نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا بلکہ اس کے اعمال کی پردہ پوشی کی منصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسد نے اس معاملہ میں رشوت لی ہے انھوں نے ابو سوید خراسانی کو جو اسد کا گہرا دوست اور رشتے کا بھائی تھا اسد کے پاس بھیجا جب یہ ڈاک کے ذریعہ آتا ہوا دکھائی دیا تو اسد بہت خوش ہوا اگرچہ یہ عقبہ کے پڑاؤ کی ایک سمت فروکش تھا مگر وہ کچھ دیر تک اس کی ملاقات کے لیے نہیں گیا اور کہنے لگا کہ یہ میرا دوست ہے خود ابو سوید اس کے پاس آ گیا۔

اسد بن المرزبان کا انجام:

اسد مستعدی سے اس کے استقبال کے لیے اٹھنے لگا مگر ابو سوید نے کہا آپ بیٹھے رہیے۔ اسد بیٹھ گیا ابو سوید نے اس سے پوچھا جو کچھ میں دوں گا تم اسے بلا جھجک مان لو گے اس نے کہا جی ہاں۔ ابو سوید نے کہا ہاتھ پھیلاؤ۔ اس نے ہاتھ پھیلا دیا ابو سوید نے ایک ہی وار میں اسے قطع کر دیا پھر اس نے پاؤں آگے کیے پھر دوسرا ہاتھ اور پھر دوسرا پاؤں اسی طرح جب اس نے باری باری سے چاروں ہاتھ پاؤں قطع کر دیے تو اب کہا کہ گردن آگے کرو اس نے گردن بڑھا دی ابو سوید نے گردن اڑا دی۔ افریک کہتی ہے کہ میں نے اس کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا ابو سوید نے وہ مجھ سے چھین کر منصور کے پاس بھیج دیا اسد کے مرنے کے بعد اپنے مرنے تک افریک نے گوشت نہیں کھایا۔

واقدی کہتا ہے کہ اس سال ابو جعفر نے معن بن زائدہ کو سجستان کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ابراہیم:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا۔ جابر بن توبہ الکلابی بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۲ھ کے واقعات

حمید بن قحطبہ کی کابل پر فوج کشی:

اس سال خارجیوں نے بست سجستان میں معن بن زائدہ کو قتل کر دیا۔ اس سال حمید بن قحطبہ نے جسے منصور نے ۱۵۱ھ میں خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ کابل پر جہاد کیا۔ عبدالوہاب بن ابراہیم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے روانہ ہوئی مگر یہ فوج درہ سے آگے نہ بڑھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم محمد بن ابراہیم کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی تھی۔

منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن منصور کو مقرر کیا۔

ہاشم بن الاشتاخنج کی سرکشی و قتل:

اس سال ابوجعفر نے ہاشم بن الاشتاخنج کو جس نے افریقہ میں سرکشی و نافرمانی کی تھی قتل کیا یہ اور خالد المروزی کا بیٹا گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں لائے گئے۔ منصور نے قادسیہ میں آ جانے کے بعد ابن الاشتاخنج کو قتل کر دیا۔

امیر حج ابوجعفر منصور:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ یہ ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے مگر ان کی روانگی کی اطلاع محمد بن سلیمان حاکم کوفہ اور عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ دوسرے عمائد کوفہ کو اس وقت تک نہ ہوئی جب تک کہ منصور خود کوفہ کے قریب نہ آ گئے۔

عمال:

اس سال یزید بن حاتم مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور محمد بن سعید مصر کا والی مقرر کیا گیا۔ بصرہ کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ بصرہ کا والی یزید بن منصور تھا نیز مصر کا والی بھی اس سال یزید بن حاتم کے بجائے محمد بن سعید تھا۔

۱۵۳ھ کے واقعات

ابوجعفر منصور کی بصرہ میں آمد:

منصور حج سے فارغ ہو کر مکہ سے بصرہ واپس آئے یہاں انھوں نے قوم کرک سے جنگ کرنے کے لیے بحری بیڑہ تیار کر کے ان کے مقابل بھیجا۔ کرک نے جدہ پر غارت گری کی تھی۔ جب منصور اس سال بصرہ آئے انھوں نے کرک سے لڑنے کے لیے

ویک فوج تیاری کی اس مرتبہ جو ان کے بحری بیڑے نے کی تو آخری موقع تھا وہ جزیرے پر قابض ہوتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آخری مرتبہ ۱۵۵ھ میں بحری بیڑے آئے تھے سب سے پہلے ۱۴۵ھ میں بحری بیڑے آئے تھے وہاں انھوں نے چالیس دن قیام کیا ایک قصر تعمیر کیا اور پھر مدینۃ السلام واپس آ گئے۔

ابو ایوب الموریانی پر عتاب

ابو ایوب الموریانی پر منصور کا غضب نازل ہوا انھوں نے اسے، اس کے بھائی اور بھتیجوں سعید، مسعود، مخلد اور محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور بازپرس کی ان کے مکانات مناذر میں ہوتے تھے ان کے غضب کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابان بن صدقہ ابو ایوب کے کاتب نے منصور سے اس کی شکایت کر دی تھی۔

عمر بن حفص کا قتل:

عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ افریقیہ میں ابو حاتم اباضی ابو عاد اور ان کے تابع بربروں کے ہاتھوں جن کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار بیان کی جاتی ہے جن میں پینتیس ہزار صرف سوار تھے قتل ہوا اس بڑی جماعت کے ساتھ ابو قرۃ الصفری بھی چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شریک کارزار تھا اس معرکہ سے پہلے چالیس دن تک اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا رہا۔

منصور کا مولیٰ عباد، ہرثمہ بن اعین اور یوسف بن علوان خراسان سے پابہ زنجیر بارگاہ خلافت میں لائے گئے ان پر عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب داری کا الزام تھا۔

لمبی ٹوپیاں پہننے کا حکم:

منصور نے لوگوں کو بہت ہی لمبی لمبی ٹوپیاں پہننے کا حکم دیا بیان کیا گیا ہے کہ ان کا طول نمایاں کرنے کے لیے لوگ ٹوپیوں کے اندر سرکنڈے رکھ دیتے تھے اس پر ابو دلامہ نے یہ شعر کہے:

وكنا نرجي من امام زيادة　　فزاد الامام المصطفى في القلانس
تراها على هام الرجال كأنها　　دنان يهود جللت بالبرانس

ترجمہ: ”ہم امام سے اضافے کی توقع رکھتے تھے ہمارے برگزیدہ امام نے ٹوپیوں میں زیادتی کر دی اب وہ ٹوپیاں اس قدر طویل ہو گئی ہیں کہ لوگوں کے سروں پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے شراب کے مٹکے ہیں جن کے اوپر برنس منڈھا ہے“۔

معیوف بن یحییٰ کا رومی قلعہ پر حملہ:

عبیدہ بن [illegible] ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا انتقال ہوا ان کی جگہ شریک بن عبداللہ نخعی کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے معیوف بن یحییٰ الحجوری کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی اس مرد نے ایک رومی قلعہ پر اہل قلعہ کی بے خبری میں جب کہ وہ سوتے پڑے تھے شب خون مارا اور جتنے جنگ جو اس میں تھے ان سب کو قید کر کے یہاں سے روانہ ہو کر لاذقیہ گیا جو جلایا جا چکا تھا اسے بھی اس نے فتح کیا اور یہاں سے اسے بالغ مردوں کے علاوہ چھ ہزار لونڈی غلام ملے۔ منصور نے بکار بن مسلم العقیلی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ابی جعفر المہدی اور عمال

محمد بن ابی جعفر المہدی نے اس سال امارت میں حج ادا کیا۔ محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید بن حسن مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا، یزید بن منصور بصرہ کا والی تھا۔ [illegible] محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق یزید بن منصور اس سال ابو جعفر کی جانب سے یمن کا والی تھا۔

۱۵۲ھ کے واقعات

خوارج کے خلاف فوج کی روانگی

منصور شام ہوتے ہوئے بیت المقدس آئے انہوں نے یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا جنہوں نے افریقیہ میں ادھم مچا رکھا تھا اور وہاں کے عامل عمر بن حفص کو قتل کر چکے تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج پر انہوں نے ترسٹھ لاکھ درہم خرچ کیے۔

شہر رافقہ تعمیر کرنے کا ارادہ

اس سال منصور نے شہر رافقہ بسانے کا ارادہ کیا۔ اہل رقہ ان کی مزاحمت پر لڑنے کے لیے تیار ہو گئے وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر کے آباد ہونے سے ہمارے بازار کی رونق ختم ہو جائے گی اور ذریعہ معاش جاتا رہے گا انہیں اپنے موجودہ گھروں میں رہنا دشوار ہوگا۔ ان کی ضد کی وجہ سے منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے انہوں نے ایک راہب کو جو وہاں کی خانقاہ میں رہتا تھا بلایا اور پوچھا کیا تم کو پتہ ہے کہ تمہارے ہاں کوئی ایسی خبر ملی ہے کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا اس نے کہا ہاں مجھے روایت پہنچی ہے کہ مقلاص نامی ایک شخص یہاں شہر آباد کرے گا۔ منصور نے کہا تو ٹھیک ہے بخدا میرا لقب مقلاص ہے۔

محمد بن عمر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

ابو ایوب موریانی کے خاندان کا خاتمہ

ابو ایوب موریانی اور اس کا بھائی خالد مر گئے۔ منصور نے ابو العباس الطوسی کے حاجب موسیٰ بن دینار کو ابو ایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں قطع کرنے اور قتل کر دینے کا حکم دیا اور مہدی کے نام ان کے متعلق باضابطہ تحریر لکھا۔ موسیٰ نے اس حکم کی حسب فرمان بجا آوری کر دی۔

امیر حج محمد بن ابراہیم اور عمال

منصور نے اس سال عبد الملک بن ظبیان النمیری کو بصرہ کا والی بنایا اور حمید بن قحطبہ کی قیادت میں کابل کی مہم پر فوج بھیجی۔ یہ فوج حملہ کرتی ہوئی فرات تک جا پہنچی۔ اس سال محمد بن ابراہیم کی امارت میں حج ادا ہوا جو ابو جعفر کی طرف سے مکہ و طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا، محمد بن سلیمان کوفہ کا اور عبد الملک بن ایوب بن ظبیان بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ ہشام بن عمرو سندھ کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیہ کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۵ھ کے واقعات

یزید بن حاتم نے افریقیہ فتح کر لیا۔ اس نے ابو عاد اور ابو حاتم اور ان کے تمام ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور مغرب میں عباسی حکومت کا اقتدار دوبارہ قائم ہو گیا۔

رافقہ کی تعمیر:

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رافقہ کی تعمیر کے لیے بھیجا۔ مہدی نے اس شہر کو بغداد کی ترتیب پر بنایا۔ بیٹے دروازے کے ... فصیلیں ... کشادہ سڑکیں اور گلیاں ... اس کا کام ... کر کے وہ اپنے مستقر واپس آ گیا۔

کوفہ و بصرہ کی خندق و فصیل بنانے کا حکم:

محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اسی سال منصور نے کوفہ اور بصرہ کی خندق اور فصیل تعمیر کرائی اور ان کی لاگت یہاں کے باشندوں کی مالگزاری سے وصول کی۔

اسی سال منصور نے عبدالصمد بن علی کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ہیثم بن معاویہ عتکی کو والی مقرر کیا۔ ... اور اسے حکم دیا کہ بصرہ کے گرد ایک فصیل بنائے اور خندق کھودے۔ اس کے بعد ہیثم نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

اہل کوفہ سے ٹیکس کی وصولی

جب منصور نے کوفہ کی فصیل بنانے اور خندق کے کھودنے کا حکم دیا تو ... پانچ پانچ درہم ... دے دیے۔ جب ... تعداد معلوم ہو گئی تو ... ہر شخص سے چالیس چالیس درہم وصول کیے جائیں ... چنانچہ ... وصول کر کے فصیل اور خندق کی تعمیر میں صرف کیا گیا۔ اس پر ان کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے:

یا لقومی ما لقینا ۔ من امیر المومنینا
قسم الخمسۃ فینا ۔ وجبانا الاربعینا

ترجمہ: اے میری قوم! ہم نے امیر المومنین سے کیا پایا، انہوں نے ہم میں پانچ پانچ درہم تقسیم کیے اور چالیس چالیس درہم وصول کیے۔

قیصر روم کی جانب سے صلح کی درخواست

قیصر روم نے ... منصور سے صلح کی درخواست کی ... جزیہ ادا کرنے ... اسی سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ ... سے معزول ... کیا ... اور اسے قید کر دیا۔

عباس بن محمد پر عتاب و اسیری:

اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن اسید کے بعد منصور نے عباس بن محمد کو جزیرہ کا والی مقرر کیا مگر کسی وجہ سے ان سے ناراض ہو گئے وہ خفگی بڑھتی رہی آخر ان کو قید کر دیا۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹوں میں سے اپنے کسی چچا پر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسمٰعیل بن علی ہیں یا کوئی اور ہیں ناراض ہوئے اس موقع پر ان کے تمام بھائی اور قرابتدار جن میں ان کے تمام بچے اور ان کی عورتیں بھی شامل تھیں اس کی سفارش کے لیے منصور کے پیچھے پڑ گئے ہر وقت کہتے تھے انھیں تو بخش دیجئے آخر انھوں نے اسے معاف کر دیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔

عباس بن محمد کو معافی:

اس موقع پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا دیکھئے باوجودیکہ آپ کا احسان ان سب کے لیے برابر پہنچتا رہا ہے مگر یہ بنی علی بن عبداللہ کی اولاد تم سے حسد کرنے لگتی ہے۔ آپ اسمٰعیل بن علی پر خفا ہوئے کچھ دن نہ گزرے تھے کہ انھوں نے اس کی سفارش کر کے آپ کو مجبور کر دیا۔ عباس بن محمد پر آپ کو خفا ہوئے مدت ہو گئی ہے مگر اس کے بارے میں کسی نے ان میں سے کوئی آپ سے کچھ کہتے تک نہیں۔ یہ سن کر منصور نے عباس کو بلا بھیجا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

یزید بن اسید کی معزولی و اہانت:

جب عباس نے یزید بن اسید کو جزیرہ کی نیابت سے معزول کیا تھا تو اس زمانہ میں اس نے یزید کی توہین کی تھی یزید نے ابوجعفر سے اس کی شکایت کی انھوں نے اس سے کہا کہ تم میرے احسانات اور اس کی توہین کا موازنہ کر لو تو تم کو شکایت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی اس کے جواب میں یزید نے کہا امیرالمومنین خطا معاف ہو اگر آپ کا احسان آپ کی بدی کے کفارے میں ہے تو پھر ہم آپ کی جو اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں وہ گویا ہماری طرف سے آپ پر احسان عظیم ہے۔

محمد بن سلیمان والی کوفہ

اس سال منصور نے موسیٰ بن کعب کو جزیرہ کا والی مقرر کیا جس کے ماتحت تمام علاقے اور کل شہر تھے بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر کو مقرر کیا مگر عمر بن شبہ کہتا ہے کہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی نیابت سے ۱۵۳ھ میں علیحدہ کر دیا تھا مگر مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر الضبی کو انھوں نے اس سال ۱۵۵ھ میں کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اسی نے کوفہ میں خندق بنائی۔

ابن ابی العوجاء کی گرفتاری:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی کے عہد ولایت میں عبدالکریم بن ابی العوجاء جو معن بن زائدہ کا ماموں تھا اس کے پاس پکڑ کر لایا گیا اس نے اسے قید کر دیا اس کے سفارش کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت مدینۃ السلام آئی انھوں نے ابوجعفر پر اس قدر زور ڈالا کہ آخر کار انھوں نے محمد کو لکھ بھیجا کہ میرے دوسرے حکم ثانی تک تم اس کے معاملہ میں کوئی کارروائی نہ کرنا۔ ابن ابی العوجاء نے ابو الجبار سے جس نے اپنی ملازمت ابوجعفر محمد اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے یہاں کی تھی کہا اگر امیر مجھے تین دن کی مہلت دے دیں تو میں ان کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تم کو اتنے ہی درہم دوں گا۔ ابو الجبار نے اس بات کا ذکر محمد سے کیا اس نے کہا اچھا ہوا تم نے مجھے اس کی یاد دلا دی

[illegible]

ابن ابی العوجاء کا قتل

[illegible]

ابو جعفر منصور اور ابن ابی العوجاء [illegible]

[illegible]

محمد بن سلیمان کی معزولی کا فرمان

[illegible]

محمد بن سلیمان کی بحالی

[illegible]

[illegible] الجرشی

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: "[illegible]"۔

حسن بن زید کی معزولی

نیز اسی سال منصور نے حسن بن زید کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے ان کی جگہ عبدالصمد بن علی کو مقرر کیا اور فلیح بن سلیمان کو بھی ان کا مشرف مقرر کر کے ان کے ساتھ مدینہ میں متعین کر دیا۔

عمال

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عمرو بن زہیر کوفہ کا، ہیثم بن معاویہ بصرہ کا، یزید بن حاتم افریقیہ کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

* * *

باب ۱

خالد بن برمک

۱۵۱ھ کے واقعات

عمرو بن شداد کا قتل:

اس سال ابراہیم بن عبداللہ کا عامل فارس عمرو بن شداد ابوجعفر کے عامل بصرہ ہیثم بن معاویہ کے ہاتھ آ گیا اسے بصرے میں قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عمرو بن شداد نے اپنے ایک غلام کو مارا اس نے عامل بصرہ ابن دعلج یا ہیثم بن معاویہ سے آ کر اس کا پتہ دیا عامل بصرہ نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور مربد میں اس مقام پر جہاں اب اسحاق بن سلیمان کا مکان واقع ہے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ عمرو بن شداد بنی جمح کا مولیٰ تھا۔

عمرو بن شداد کے قتل کی دوسری روایت:

بعض راویوں نے اس واقعہ کے متعلق یہ بات بیان کی ہے کہ ہیثم بن معاویہ نے اسے پکڑ لیا اب وہ اسے لے کر مدینۃ السلام کے ارادے سے روانہ ہوا تھا کہ راستہ میں وہ پہنچا ایک قصر میں جو نہر معقل پر واقع تھا قیام کر رہا تھا سو وہاں اس کے پاس ڈاک نے خط پہنچایا جو ابوجعفر کی طرف سے ہیثم بن معاویہ کے نام لکھا ہوا تھا اور اس خط میں ہیثم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمرو بن شداد کو اس کے حوالے کر دے۔ ہیثم نے عمرو کو اس کے حوالے کر دیا۔ جب وہ روانہ ہوئے تو وہ کوفہ کی سمت میں ایک مقام پر لا کر خلوت میں اس سے کچھ باتیں دریافت کرنے لگا مگر اس نے کوئی کام کی بات ظاہر نہ کی سرکاری ہرکارے نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کرا کے گردن اڑوا دی اور مربد میں اس کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔

ہیثم بن معاویہ کی معزولی:

اس سال منصور نے ہیثم بن معاویہ کو بصرہ اور اس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور سوار بن عبداللہ قاضی کو بصرہ کا صدر الصدور مقرر کر دیا اس طرح قضا اور صدارت دونوں ان کے تفویض کر دی گئیں نیز منصور نے سعید بن دعلج کو بصرہ کی کوتوالی اور عامل مقرر کیا۔

ہیثم بن معاویہ کا انتقال:

اس سال ہیثم بن معاویہ نے دفعۃً مدینۃ السلام میں بصرہ کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد انتقال کیا۔ انتقال کے وقت وہ اپنی ایک جاریہ سے مباشرت کر رہا تھا۔ منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور بنی ہاشم کی قبروں میں دفن کیا گیا۔

امیر حج عباس بن محمد و عمال:

زفر بن عاصم الہلالی نے قیقیات میں موسم گرما کی مہم سے جہاد کیا۔ العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال مکہ کا والی محمد بن ابراہیم تھا، کوفہ و مدینہ، سابقہ عمال ہی تھے۔ اس کا بیٹا ابراہیم کوفہ میں اس کا نائب تھا۔ کوفہ کا محمد بن سلیمان جانشین بھی اس کے تحت تھا۔ عمرو بن شداد والی تھا۔ بصرہ کا عبدالملک بن ظبیان النمیری تھا۔ بصرہ کے صدقات کا محصل سعید بن دعلج تھا۔ سوار بن عبداللہ القاضی بصرہ کے قاضی اور داروغہ تھے۔

حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا۔ ہشام بن عمرو سندھ کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیہ اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۷ھ کے واقعات

قصر خلد کی تعمیر

منصور نے دجلہ کے کنارے اپنا قصر خلد بنوایا۔ انہوں نے اس کی تعمیر کی نگرانی اپنے مولیٰ ربیع اور ابان بن صدقہ کے سپرد کی۔

اس سال یحییٰ ابو زکریا محتسب قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ نیز اس سال منصور نے تمام بازار مدینۃ السلام سے باب الکرخ میں منتقل کر دیئے۔ اس تبدیلی کی وجہ بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امارت بحرین پر سعید بن دعلج کا تقرر:

منصور نے جعفر بن سلیمان کو بحرین کا والی مقرر کیا مگر انہوں نے اپنے منصب کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ منصور نے سعید بن دعلج کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔ سعید نے اپنے بیٹے تمیم کو بحرین بھیج دیا۔

ابو جعفر منصور کا فوج کا معائنہ:

اس سال منصور نے اپنی تمام فوج کا پوری طرح مسلح حالت میں معائنہ کیا۔ وہ خود بھی مسلح تھا اور معائنہ میں شریک تھا۔ معائنہ کے لیے انہوں نے دجلہ کے کنارے ایک چبوترہ بنایا تھا۔ اس روز کے لیے انہوں نے اپنے تمام اعزا اقربا اور مصاحبین اور دوستوں کو باقاعدہ پورا فوجی لباس پہنے اور مسلح ہو کر آنے کا حکم دیا تھا اور خود بھی انہوں نے زرہ پہنی تھی کلاہ کے اوپر ایک سیاہ معمولی خود پہنا جس سے گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

عامر بن اسمٰعیل و سوار بن عبداللہ کا انتقال

عامر بن اسمٰعیل المسلی نے مدینۃ السلام میں انتقال کیا۔ منصور نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بنی ہاشم کی قبروں میں دفن کیا گیا۔ سوار بن عبداللہ نے انتقال کیا، ان کی نماز جنازہ محمد بن سلیمان نے پڑھائی۔ منصور نے ان کی جگہ عبیداللہ بن الحسن بن الحصین العنبری کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال منصور نے باب الشعیر کے پاس دجلہ پر ایک پل بنوایا۔ ربیع حاجب کے حکم سے حمید بن قاسم الصیرفی کی نگرانی میں اس کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ محمد بن سعید کاتب مصر کی امارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی جگہ ابو جعفر منصور کا مولیٰ مطر مصر کا والی مقرر ہوا۔ معبد بن الخلیل سندھ کا والی مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ معبد

دونوں خراسان میں تھے۔ کہیں اسے خراسان تقرر منسوب ہوا ہے جو یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اس نے بطال کے مولیٰ سنان کو بعض قلعوں پر یورش کے لیے بھیجا سنان نے وہاں مال غنیمت اور قیدی حاصل کیے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ اس سال موسم گرما کی مہم نے زفر بن عاصم کی قیادت میں جہاد کیا تھا۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ابراہیم مدینہ کا والی تھا مگر اس کے علاوہ دوسرے ارباب سیر و تاریخ کہتے ہیں کہ اس سال مدینے کا والی عبدالصمد بن علی تھا مکہ اور طائف کا والی محمد بن ابراہیم تھا۔ فارس اور اہواز پر عمارہ بن حمزہ تھا، کرمان اور سندھ کا والی معبد بن الخلیل اور مصر کا والی منصور کا مولیٰ مطر تھا۔

۱۵۸ھ کے واقعات

خالد بن برمک پر عتاب:

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ موصل کی والی سے موسیٰ بن کعب کو برطرف کر کے اس کے بجائے یحییٰ بن خالد بن برمک کو موصل کا والی مقرر کر دیا۔ اس تقرری کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ منصور نے خالد بن برمک پر تیس لاکھ درہم جرمانہ کیا اور ادائیگی کے لیے تین دن کی مہلت دی، عدم ادائیگی کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا کہ مجھ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اس کی ادائیگی میری طاقت سے باہر ہے اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ اتنی بڑی رقم میں اتنی مدت میں ادا نہ کر سکوں گا اس بہانے سے میری جان لے لی جائے۔ اب تم اپنے حرم اور اہل و عیال کے پاس جاؤ اور جو سلوک میرے بعد تم ان کے ساتھ کرو گے وہ ابھی کر دو۔ پھر اس کے بعد خالد نے یحییٰ سے کہا کہ میری یہ حالت تمہارے لیے باعث یاس نہ ہونا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میرے عزیز دوستوں سے اس معاملہ میں جا کر ملو۔ عمارہ بن حمزہ، صالح (صاحب المصلیٰ) اور مبارک الترکی سے تم ضرور جا کر ملو اور ان سے ہماری حالت بیان کرو۔

یحییٰ بن خالد کی عمارہ بن حمزہ سے امداد طلبی:

یحییٰ کہتا ہے کہ باپ کی ہدایت کے مطابق میں ان لوگوں سے ملا ان میں سے بعض تو بہت ترش روئی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے مگر انہوں نے خفیہ طور پر مجھے روپیہ بھیج دیا بعض ایسے بھی تھے کہ انہوں نے مجھ سے ملنا تک گوارا نہیں کیا مگر میرے پیچھے روپیہ بھیج دیا۔ میں عمارہ بن حمزہ سے ملنے آیا وہ اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا میری طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا جب میں نے سلام کیا تو اس نے معمولی طور پر سلام کا جواب دے دیا اور پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں میں نے کہا خیریت سے ہیں آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میں آپ سے کہہ دوں کہ ان پر اس قدر روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ایک لاکھ درہم قرض دے دیجیے۔ میری اس بات کا اس نے مطلقاً کوئی جواب نہیں دیا اس کی اس سرد مہری کو دیکھ کر زمین میرے پاؤں کے نیچے سے نکل گئی میں نے دوبارہ اپنے آنے کی غرض بیان کی اس نے کہا اگر مجھ سے ہو سکا تو میں تم کو بھیج دوں گا۔

عمارہ بن حمزہ کی اہانت:

جب میں آپ کے پاس سے چلا تو راستے میں میں نے خیال کیا [illegible] عمارہ [illegible] بیٹھے۔ میں نے عمارہ کو [illegible] واقعہ [illegible] معلوم ہو [illegible] ان کی قدر [illegible] اب [illegible]

سارا حال [illegible] بیان کیا

ایک نجومی کی پیشین گوئی:

میں بغداد کے پل سے بہت فکر و رنج اور غمگین چلا جا رہا تھا [illegible] ایک [illegible] کہا کہ [illegible] میرے پاس آیا [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] تمہاری پریشانی [illegible] دور ہو جائے گی اور تم کل اسی مقام سے پوری شان و شوکت اور [illegible] کے ساتھ [illegible] اب مجھ کو اس کی بات سے تعجب ہوا [illegible] اس نے کہا اگر میری یہ بات پوری ہو تو آپ مجھے پانچ ہزار درہم دیں میں نے کہا منظور ہے چونکہ مجھ کو یقین تھا کہ اس بات کا پورا ہونا [illegible] اگر وہ پچاس ہزار کہتا تو [illegible] اسے بھی مان لیتا [illegible] چلا گیا۔

ابوجعفر منصور کو موصل میں شورش کی اطلاع:

اسی دن منصور کو اطلاع ملی کہ موصل [illegible] اور کردوں نے شورش برپا کی ہے منصور نے پوچھا کون شخص اس کے انتظام کے لیے موزوں ہوگا مسیب بن زہیر نے کہا خالد بن برمک [illegible] اس موقع کے متعلق میری [illegible] رائے ہے [illegible] آپ [illegible] مگر چونکہ [illegible] آپ [illegible] بیان کروں [illegible] کروں گا۔

مسیب بن زہیر کی خالد بن برمک کی سفارش:

[illegible] خالد [illegible] منصور [illegible]

امارت موصل پر خالد بن برمک کا تقرر:

منصور نے [illegible] معاف کر دیئے [illegible] موصل کا والی [illegible] آپ [illegible] پانچ ہزار [illegible]

واقعات پیش آتے رہتے ہیں تو ہم راستے میں سلام کہنا کہ حضرت امیرالمومنین کی رائے کو ہمارے حق میں بدل دیا ہے انھوں نے بقیہ رقم معاف کر دی ہے اور مجھے موصل کا والی مقرر کر دیا ہے نیز انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کا قرض ادا کر دوں میں عمارہ کے پاس آیا اس وقت بھی وہ میرے ساتھ اسی سرد مہری سے پیش آیا جس طرح کہ پہلی مرتبہ، تو میں نے سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب بھی نہیں دیا صرف تیوری چڑھا کر کہا ہے: آپ کیسے ہیں؟ میں نے کہا خیریت سے ہیں انھوں نے یہ کہا کہ آپ کے باپ اب وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تم نے مجھے اپنے باپ کا صرف ساہوکار سمجھا ہے کہ جب چاہا اس سے لیا اور جب چاہا ادا کر دیا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میں نے اپنے باپ سے آ کر سارا واقعہ سنایا کہنے لگا عمارہ کی بات درست ہے۔ منصور کی وفات تک خالد موصل کا اور یحییٰ آذربائیجان کا والی رہا۔

احمد بن محمد بن سوار الموصلی کہتا ہے کہ کسی بھی والی کا سزا دیے بغیر جو رعب و دبدبہ اور ہیبت ہم سب پر خالد کی تھی وہ کسی دوسرے حاکم کی نہ ہوئی اس کی ہیبت اور رعب دلوں میں جاگزیں تھی۔

موسیٰ بن کعب کی معزولی و اسیری:

احمد بن معاویہ بن بکر الباہلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابوجعفر اپنے عامل جزیرہ اور موصل موسیٰ بن کعب سے ناراض ہو گئے انھوں نے رقہ کی تعمیر کے لیے مہدی کو رقہ روانہ کیا مگر ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس جا رہا ہے اور اسے ہدایت کی کہ وہ موصل ہوتے ہوئے جائے جب مہدی موصل آیا تو اس نے موسیٰ بن کعب کو پکڑ کر قید کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن برمک کو موصل و جزیرے کا والی بنا دیا۔ خالد کو موصل پر چھوڑ کر خود مہدی آگے بڑھ گئے خالد کے دو بھائی حسن اور سلیمان مہدی کے ہمراہ ہو گئے۔

امارت آذربائیجان پر یحییٰ بن خالد کا تقرر:

اس سے قبل منصور نے یحییٰ کو حاضر دربار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ میں ایک نہایت اہم کام تم سے لینا چاہتا ہوں اور ایک اہم سرحدی مقام کی حکومت کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے تم جلدی تیاری کر لو تا کہ تمہیں میں فوراً روانہ کر دوں تم کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ یحییٰ نے اپنے باپ سے بھی یہ بات پوشیدہ رکھی۔ دوسرے دن یحییٰ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسب ہدایت رخصت ہونے کے لیے حاضر ہوا۔ یحییٰ نے اسے بھی پسند کیا اور دن بھر تیار ہوا رخصتی اس کام کے لیے منصور کی خدمت میں لے گیا اور اس سے جب بڑھ کر ہوئی کی یہ شان تھی کہ آذربائیجان کی امارت کا علم اس کے لیے آ گیا تھا تمام درباری ساتھ تھے اس کا باپ بھی موجود تھا اس نے سب لوگوں کو اپنے گھوڑوں پر چلنے کی دعوت دی چنانچہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے اور سبھوں نے اس کے باپ خالد کو ان سرفرازیوں پر مبارک باد دی اس طرح ان دونوں کا تقرر ساتھ ساتھ ہوا۔

محمد بن معاویہ کہتا ہے کہ منصور یحییٰ کو بہت چاہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ باپ اپنی اولاد کے لیے باعث شرف ہوتے ہیں مگر یہ اپنے باپ کے لیے باعث فخر ہے۔

حبیب بن زہیر کی گرفتاری و رہائی:

اسی سال منصور نے اپنے قصر خلد میں اقامت اختیار کی۔ اسی سال وہ حبیب بن زہیر سے ناراض ہو گیا اسے گورنری کی خدمت سے برطرف کر دیا اور پکڑ کر قید کر دیا۔ اس ناراضی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ابان بن بشیر الکاتب کو سو کوڑے لگوائے کہ وہ اسی

عہدے سے معزول کیا۔ اس پر الزام یہ تھا کہ جب مسیب ابن زہیر کا بھائی عمرو بن زہیر کوفہ کا والی اور افسر پولیس [illegible] تھا تو اس کی طرف سے عمن نے کوئی بے جا بات کی تھی۔ منصور نے اس کی جگہ عمر بن عبد الرحمن برادر عبد الجبار کو والی مقرر کیا۔ کچھ دنوں کے بعد مہدی نے اپنے باپ سے مسیب کی سفارش کی اور پھر اس سے خوش ہو گئے۔ اسے چند روز قید میں رکھا تھا۔ انہوں نے پھر اسے حاکم پولیس مقرر کر دیا۔

ابوجعفر منصور کا جرجرایا میں قیام:

اس سال منصور نے نصر بن حرب تمیمی کو صوبہ فارس کا والی مقرر کیا۔ اس سال منصور مقام جرجرایا میں اپنے محل سے گئے۔ بیٹے دونوں اور ان کے درمیان تلخی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا واقعہ یہ پیش آیا کہ جب انہوں نے مہدی کو رقہ روانہ کیا تو ان کی مشایعت کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر [illegible] جب ساتھ تھے [illegible] کی سمت چلے گئے یہاں سے [illegible] اختیار کیا [illegible] جیسا کہ [illegible] چلے جاتے ہیں کہ ایک رات [illegible] کی سمت پہنچے [illegible] مقام [illegible] جرجرایا آئے [illegible] کے لیے وہاں [illegible] تھے کہ گھوڑے سے گر پڑے اس کی وجہ سے ان کے منہ پر چوٹ آئی۔

ہندوستانی قیدیوں کی جرجرایا میں آمد:

اسی مقام جرجرایا کے قیام کے زمانے میں ہندوستان سے براہ ملتان کچھ قیدی ان کے سامنے پیش کیے گئے جن کو تقسیم کر انھوں نے اپنے بیٹے کے ہمراہ ان کو خلافت میں بھیجا تھا۔ پہلے تو منصور نے ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا مگر جب ان سے سوالات کیے گئے تو انھوں نے ایسے جوابات دیئے جن سے ان کے معاملے میں شبہ پیدا ہو گیا اور اس بنا پر انھوں نے ان کے قتل سے ہاتھ روک لیا البتہ ان کو اپنے فوجی سرداروں اور اعیان میں تقسیم کر دیا۔

قصر ابیض کی مرمت کا حکم:

اس سال مہدی رقہ سے رمضان کے مہینے میں مدینۃ السلام واپس آ گیا۔ اس سال منصور نے کسریٰ کے قصر ابیض کی مرمت کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ جس شخص کے پاس پرانے بادشاہوں کی عمارتوں کی اینٹیں ہوں چونکہ وہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ حق ہے اس وجہ سے وہ سب ضبط کر لیا جائے گا مگر یہ حکم پورا نہ ہو سکا اور نہ یہ قصر کی مرمت ہوئی۔

اس سال معیوف بن یحییٰ موسم گرما کی مہم سے [illegible] دشمن کے علاقے میں رومی بادشاہ کے لشکروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ جنگ ہوئی مگر بغیر کسی نتیجے کے دونوں فریق علیحدہ ہو گئے۔

ابن جریج، عباد بن کثیر اور ثوری کی گرفتاری:

اس سال محمد بن ابراہیم امیر مکہ نے منصور کے حکم سے ابن جریج، عباد بن کثیر اور ثوری کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر بغیر ابوجعفر کی اجازت کے ان کو رہا کر دیا۔ اس وجہ سے منصور ان سے ناراض ہو گئے۔ محمد بن ابراہیم کا مولیٰ محمد بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ منصور نے محمد بن ابراہیم کو حکم بھیجا کہ آل علی بن ابی طالب کے فلاں فلاں شخص کو جو مکہ میں مقیم ہیں قید کر دو۔ نیز ابن جریج، عباد بن کثیر اور ثوری کو قید کر دو۔ محمد بن ابراہیم نے ان سب کو قید کر دیا۔ ان کے پاس کئی افسانہ گو تھے جو رات میں ان سے قصے کہانیاں بیان کرتے تھے۔ جب ان کا وقت مقررہ ہوا وہ مجلس میں بیٹھا [illegible] گئے۔ اس

نے ایک حرف اس معاملہ میں اپنی زبان سے نہیں نکالا۔

محمد بن ابراہیم کی پریشانی:

جب مجلس برخاست ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے ان سے [illegible] آپ [illegible] تھیں میں اسے [illegible] ہوں [illegible] انہوں نے [illegible] ایسا ہی [illegible] نہایت زبردست افراد [illegible] مجھے معلوم نہیں کہ ان کا [illegible] نہیں ہے کہ وہ ان سب کو قتل [illegible] اور میری آخرت برباد ہو جائے گی۔

علوی قیدیوں کی رہائی:

میں نے کہا تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ کہنے لگا میں امیر المومنین کے مقابلہ میں اللہ کی خوشنودی کو اختیار کرتا ہوں اور دل سے گوارا کرتا ہوں تم میرے آدمیوں میں سے ایک عمدہ سواری کی اونٹنی اور یہ پچاس دینار بھی ساتھ لے جاؤ اور یہ دے کر اس علوی کے پاس جاؤ میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ آپ کا ابن عم آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے خون کی ذمہ داری سے اسے بچائیں اس اونٹنی پر سوار ہو کر جہاں جی چاہے چلے جائیں تم یہ پچاس دینار اسے دے دو۔ راوی کہتا ہے جب اس علوی نے مجھے اپنے پاس آتا دیکھا تو میری جانب سے اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید میں اس کے قتل کے ارادے سے آتا ہوں اس نے میرے شر سے اللہ کی پناہ مانگی۔ میں نے محمد بن ابراہیم کا پیام اس سے بیان کیا اس نے کہا وہ میرے معاملہ میں بری ہیں ان پر کوئی ذمہ داری نہیں اور مجھے نہ اس سواری کی ضرورت ہے اور نہ اس زادراہ کی۔ میں نے کہا مگر ان کے دل کی خوشی یہ ہے کہ آپ اسے قبول کر لیں اس نے محمد کی درخواست منظور کر لی۔ اب میں ابن جریج سفیان بن سعید اور عباد بن کثیر کے پاس آیا اور محمد کا پیام ان لوگوں کو پہنچایا انہوں نے کہا کہ وہ بری الذمہ ہے۔ میں نے کہا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک منصور یہاں مقیم رہے آپ لوگوں میں سے کوئی باہر نہ نکلے۔

محمد بن ابراہیم سے ابوجعفر منصور کی خفگی:

منصور مکہ کے قریب آ گئے محمد بن ابراہیم نے بہت سا تحفہ تیار کیا اور مٹھائیاں دے کر مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا [illegible] انہوں نے ہمارے اونٹوں کو ہنکایا اور اپنی فرودگاہ میں [illegible] آنے دیا جب وہ بئر میمون آ گئے تو خود محمد بن ابراہیم استقبال کے لیے یہاں آئے ان کو اس کی خبر ہوئی انہوں نے اپنی سواری کے جانوروں کے منہ پر ضرب لگوائی کہ سامنے سے ہٹ گیا اور ایک سمت کو ہو کر ساتھ ساتھ چلتا رہا ابوجعفر کو [illegible] بائیں جانب [illegible] ایک جگہ [illegible] اس وقت محمد بن ابراہیم اپنے طبیب کو ساتھ لیے ان کے سامنے کھڑا ہوا [illegible] رات ان کے [illegible] پر ان کی دوسری طرف [illegible] بیٹھا ہوا تو محمد نے اپنے طبیب کو حکم دیا کہ [illegible] طبیب اس مقام پر آیا جہاں ابوجعفر اترے تھے اس نے ان کا [illegible] دیکھا پھر محمد سے آ کر کہا کہ میں نے ایسے شخص کا [illegible] دیکھا ہے جو زیادہ عرصہ تک جینے والا نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مکہ میں داخل ہونے سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے سے محمد بن ابراہیم ان کی ایذا رسانی سے بچ گئے۔

ابوجعفر منصور کی فریضہ حج کے لیے روانگی:

اس سال ماہ شوال میں ابوجعفر مدینۃ السلام سے مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اثنائے سفر میں قصر عبدویہ کے قریب

فروکش ہوئے یہاں ایک رات ذہب کی، شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ پیمانۂ عمر ان کے لبریز ہونے کے بعد ایک پڑاؤ ... رات کو جس کی روشنی کو ڈھلنے آفتاب ... ابو جعفر وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ آئے اور رصافہ میں ٹھہرے اور یہاں سے حج اور عمرے کی نیت کر کے جب کہ ماہ ذی قعدہ کے چند روز گزر رہے تھے روانہ ہوئے انھوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لیے ان کے ہاں نحر کر اور ان کے گلوں میں قلادہ ڈال کر لے چلے چند منزل آگے گئے ان کے پیٹ میں درد اور انتڑیوں کے مرض سے دوچار بھی ہو گئے۔

ابوجعفر منصور کی علالت:

اس درد کے سبب میں اور اس بیماری کا اختلاف ہے علی بن محمد بن سلیمان نوفلی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ ایک زمانے سے منصور کو ضعف معدہ کی شکایت تھی وہ طبیبوں سے اس کی شکایت کرتے تھے اور ان سے جوارشیں بنانے کے لیے خواہش کرتے مگر طبیب اس بات سے گھبراتے تھے اور ان کو غذا کم کرنے کا مشورہ دیتے اور کہتے کہ تمام جوارشیں فوری اثر تو کرتی ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے مگر ان سے معدے میں زیادہ حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اس وقت لینے کے دینے پڑ جائیں گے اسی زمانے میں ہندوستان سے ایک وید ان کی خدمت میں حاضر ہوا منصور نے اس سے بھی اپنے مرض کی شکایت کر کے کسی دوا کی تجویز کی خواہش کی اس نے ان کے لیے ایک سفوف اور جوارشیں تجویز کیں جن کے اجزاء سخت گرم تھے منصور نے ان کو کھانا شروع کیا اور ان کا کھانا ہضم ہونے لگا جس بنا پر انھوں نے اس وید کی تعریف کی۔

عراقی طبیب کی رائے:

عراق کے مشہور طبیب ... نے مجھ سے یہ بات کہی کہ منصور معدے کی بیماری سے مریں گے میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے علم ہوا اس نے کہا یہ جوارشیں کھاتے ہیں وہ کھانے کو ہضم کر دیتی ہیں مگر ان سے معدے کے اجزاء میں روزانہ ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے جو ان کی آنتوں میں ... پیدا ہوتی ہے اس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ معدے ہی کے مرض سے ہلاک ہوں گے اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لیے میں ایک مثال بیان کرتا ہوں فرض کرو کہ تم پانی کے مٹکے کو ایک اینٹ پر رکھو اور اس کے نیچے ایک نئی اینٹ رکھ دو اس مٹکے سے پانی رستا ہو تو اب بتاؤ کہ تمہارا زمانہ ... اور رستا ہو ... اس اینٹ میں شگاف پیدا کر دے گا اور کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر قطرہ جو ٹپکتا ہے وہ اپنا نشان بناتا جاتا ہے۔ چنانچہ ابو جعفر معدے ہی کے مرض سے ہلاک ہوئے اور اس طبیب کا کہا پورا ہوا۔

ابوجعفر منصور کی وفات:

ایک اور شخص ... نے یہ بات بیان کی ہے کہ موسم گرما کی سخت گرم دوپہروں میں منصور نے ... سے ان کو بہت تکلیف تھی اور اس سبب سے یہ درد پیدا ہو گیا تھا باوجود گرمی کے ... سخت گرم ... واقع ہوئے تھے ... اس نے ان کے معدے کے فعل کو بگاڑ دیا تھا۔ بہت روز تک یہی کیفیت رہی جب وہ ابن عامر کے باغ میں فروکش ہوئے تو مرض نے بہت شدت اختیار کر لی یہ وہاں سے بھی کوچ کر گئے مکہ پہنچنے میں دیر لگ گئی۔ ایک دن ابن الربیع سے کہا ... کہ وہاں سے چل کر بیر میمون آئے ... وقت پوچھتے تھے کہ ہم کب حرم میں داخل ہوں گے ... صبح کو ... اور اسی ... پر ... ذی الحجہ کی رات

صبح ہونے کے یا آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ وفات کے وقت سوائے خادموں اور ان کے موالی ربیع کے اور کوئی شخص ان کے پاس نہ تھا۔ ربیع نے ان کی موت کو چھپایا عورتوں اور لونڈی باندیوں کو رونے اور نوحہ کرنے سے منع کر دیا۔

محمد المہدی کی بیعت:

اب صبح ہوگئی حسب قاعدہ ان کے تمام اہل خاندان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مخصوص جگہوں میں بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے عیسیٰ بن علی کو اندر آنے کے لیے بلایا گیا اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اندر بلایا گیا چونکہ اس دن سے پہلے ہمیشہ دربار کا یہ دستور تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو عیسیٰ بن علی سے پہلے بلایا جاتا تھا اس وجہ سے آج اس تقدیم و تاخیر سے عیسیٰ بن موسیٰ کے دل میں خطرہ پیدا ہوا اگرچہ وہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی اس کے بعد خاندان کے دوسرے اکابر و اعیان کو اندر بلایا گیا پھر اہل خاندان کے عام افراد کو اجازت ملی۔ ربیع نے موسیٰ ابن المہدی کے ہاتھ پر اولاً امیر المومنین مہدی کے لیے اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے سب سے خلافت کی بیعت لی جب بنی ہاشم بیعت کر چکے تو اب اس نے دوسرے سرداران فوج اور سپہ سالاران سپاہ کو بیعت کے لیے بلایا عیسیٰ بن ماہان کے علاوہ اور ایک شخص نے بھی اس بیعت سے انحراف نہیں کیا البتہ اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کا نام سنتے ہی اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ محمد بن سلیمان نے ایک طمانچہ اس کے رسید کیا اور کہا کہ یہ کون کافر بچہ ہے اور اس سے چمٹ گیا وہ تو اس کی گردن مروڑ دینا چاہتا تھا یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ بن ماہان نے بیعت کر لی اس کے بعد دوسرے تمام لوگوں نے بیعت کی۔ مسیب بن زہیر پہلا شخص ہے جس نے بیعت کرتے وقت یہ استثناء کی کہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کرتا ہوں: اگر ایسا ہوا۔ اس پر منصور کے تمام خاندان والے اس کے سر ہو گئے اب موسیٰ بن مہدی دربار عام کے لیے برآمد ہوا اور یہاں تمام بقیہ سرداران فوج اور دوسرے عمائد نے اس کی بیعت کی۔ عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ روانہ ہوئے تاکہ جو لوگ وہاں ہوں ان سے مہدی کے لیے بیعت لیں ان دونوں عباس اپنے خاندان کا معمر تھا اس نے رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان تمام لوگوں سے مہدی کے لیے بیعت لے لی۔ مہدی کے خاندان کے کچھ لوگ نواح مکہ اور فوج میں اس کی بیعت لینے کے لیے پھیل گئے اور سب لوگوں نے مہدی کی بیعت کر لی۔

ابوجعفر منصور کی تدفین:

اب منصور کی تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی اس کام کے لیے ان کے گھر والوں میں سے عباس بن محمد ربیع ریان چند خدمت گار اور دوسرے غلام مقرر ہوئے نماز عصر کے وقت ان کا جنازہ تیار ہوا ان کا چہرہ اور تمام بدن سر کے بالوں کی انتہا تک کفن کی تہوں سے ڈھانک دیا گیا تھا احرام کی وجہ سے سر کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا اب ان کے تمام گھر والے افراد اور خاص موالی ان کا جنازہ لے کر چلے۔ واقدی کے بیان کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ نے خوز کی گھاٹی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

ابراہیم بن یحییٰ کی امامت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود منصور نے اس کی وصیت کی تھی کہ ابراہیم ان کی نماز جنازہ پڑھائے کیونکہ یہ بھی مدینۃ السلام میں ان کے بجائے نماز میں امام ہوتا تھا۔

عیسیٰ بن محمد النوفلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ نے ان کے فرزندوں کے مجمعوں میں قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا جائے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیع نے کہہ دیا کہ جو شخص خلافت کا آرزومند ہو وہ نماز نہ پڑھے بنا بریں سب نے ابراہیم بن یحییٰ کو جو اس وقت بالکل نوجوان ہی تھا امامت کے لیے آگے بڑھا دیا۔ منصور ثنیۃ المدنیین کے پاس والے قبرستان میں جو کہ ... سے مشہور ہے دفن کیے گئے اس وقت ان کا سر کھلا ہوا تھا کیونکہ وہ محرم تھے۔ لوگ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلندی پر واقع ہے عیسیٰ بن علی عباس بن محمد، عیسیٰ بن موسیٰ، ربیع اور ریان ان کے خادم اور یقطین بن موسیٰ منصور کی قبر میں ان کو دفن کرنے کے لیے اترے تھے۔

ابوجعفر منصور کی عمر و مدت حکومت

ان کی مدت عمر میں اختلاف ہے بعض راویوں نے چونسٹھ سال بیان کی ہے بعض نے تریسٹھ اور بعض نے اڑسٹھ سال بیان کی ہے۔ ہشام بن الکلبی نے اڑسٹھ سال بیان کی ہے اور کہا ہے چھ دن کم بائیس سال ان کا عہد حکومت رہا ہے۔ مگر ابو معشر کا اس بارے میں ہشام بن الکلبی سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ان کا عہد حکومت صرف تین دن کم بائیس سال ہے۔ مگر ابو معشر ہی سے ایک دوسرے راستے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ منصور کا عہد حکومت سات راتیں کم بائیس سال رہا ہے واقدی کہتا ہے کہ چھ دن کم بائیس سال ابو جعفر کی مدت خلافت ہے۔ عمر بن شبہ صرف دو دن کم بائیس سال بتاتا ہے۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا اس سال رومیوں کا ظالم بادشاہ ہلاک ہوا۔

* * *

باب ۱

ابو جعفر منصور کی سیرت و وصایا

ابو جعفر منصور کا سن:

[illegible] پیدا ہوئے تھے۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے منصور کی [illegible]:

[illegible]

[illegible] کے متعلق منصور کا خط [illegible]:

منصور نے اس معاملہ کے متعلق [illegible] لکھا

"[illegible]

[illegible]"

عبد العزیز کا بیان:

[illegible]

اور انھوں نے جس وقت اس کے خلاف [illegible] بھی [illegible] نہیں دیکھا۔ وہ خود میرے پاس آتے چلا گیا۔ جب [illegible] کرکے مصافحہ میں مہدی نے پیش آیا اور جب ہم نے مہدی کو بیعت کی تو انھوں نے [illegible] مہدی سے اسے قرض لیا اور اس کے [illegible] ہو گئی [illegible] دونوں کے درمیان [illegible] آیا تب یہ قول معلوم ہوا کہ یہ ایک شخص [illegible] کیا کرتے ہیں۔

ایک خدمت گار کا ماجرا

حماد الترکی بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن منصور کے سر پر کھڑا ہوا تھا انھوں نے محل میں ایک شور سنا تھا۔ کہا کہ دیکھو یہ کیا شور ہے۔ میں اس طرف آیا جہاں سے آواز آ رہی تھی میں نے دیکھا کہ ان کا ایک خدمت گار چھوکریوں میں بیٹھا ہوا طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ سب ہنس رہی ہیں۔ میں نے منصور کو آ کر اس کی اطلاع دی انھوں نے پوچھا طنبورہ کیا شے ہے میں نے کہا کہ وہ لکڑی کا ایک آلہ ہے جس کی شکل ایسی ہوتی ہے اور اس طرح اسے بجاتے ہیں میں نے پوری طرح اسے بیان کیا۔ کہنے لگے تم نے اس کی تعریف تو خوب بیان کر دی مگر تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسے طنبورہ کہتے ہیں میں نے کہا میں نے خراسان میں دیکھا تھا کہنے لگے ہاں وہاں دیکھا تھا اچھا میری جوتیاں لاؤ میں نے جوتیاں لا کر پیش کیں یہ کھڑے ہو گئے اور آہستہ آہستہ چل کر اس مجمع کے پاس آئے وہ سب چھوکریاں اور خادم انھیں دیکھتے ہی پریشان ہو کر بھاگ گئے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو چنانچہ جب اسے پکڑ کر پیش کیا گیا حکم دیا کہ یہی طنبورہ اس کے سر پر مارو میں نے طنبورہ سے اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا پھر حکم دیا کہ اسے میرے قصر سے نکال دو اور کرخ میں حمید کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ اسے بیچ ڈالے۔

ابوجعفر منصور کی ترش روئی:

سلام الابرش بیان کرتا ہے کہ میں منصور کا شاگرد پیشہ تھا میں اور ایک دوسرا ان کا غلام قصر کے اندر ان کی خدمت کیا کرتے تھے ان کا ایک حجرہ تھا جس میں ایک خیمہ تھا وہاں گدا بچھا ہوا تھا اور ایک لحاف رکھا تھا اسی میں وہ شب باشی کرتے تھے جب تک وہ دربار کے لیے باہر نہیں آتے تھے اس وقت تک وہ نہایت عمدہ با مروت اور خوش خلق رہتے تھے بچوں کی شرارتوں یا کھیل کود سے ناخوش نہیں ہوتے تھے بلکہ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے تھے البتہ جب وہ کپڑے پہن کر دربار کے لیے برآمد ہوتے تو اسی وقت سے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ترش رو ہو جاتے آنکھیں لال ہو جاتیں۔ چنانچہ جب اسی ہیئت سے دربار میں جلوس کرتے تو پھر جو ان کا حال ہوتا ہے اس سے سب ہی واقف ہیں دربار کے بعد پھر جب وہ اندر محل آتے تو اسی وقت بھی ان کی ترش روئی کی وہی کیفیت رہتی جب تک آتے وقت ہم ان کے سامنے [illegible] تھے [illegible] وہ اسی حالت میں ہم پر عتاب کرتے تھے ایک دن مجھ سے کہا اے میرے لڑکے جب تم دیکھو کہ میں نے دربار کے کپڑے پہن لیے ہیں یا میں دربار سے واپس آ رہا ہوں اس وقت تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے کیونکہ ممکن ہے کہ میں کسی وقت اپنی جھلاہٹ میں تم کو ایذا پہنچا دوں۔

ابوجعفر کے دربار میں مراتب کا احترام

معن بن زائدہ بیان کرتا ہے کہ منصور کے دربار سے متعلق جب ہم لوگ ان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے میں نے ایک مرتبہ ربیع سے کہا کہ تم مجھے سب کے آخر میں [illegible] میں آنے کی اجازت دیا کرو اس نے کہا تم تمام درباریوں میں سب سے شرف

نہیں ہو کہ سب سے پہلے تم کو اذن حاصل ہو سکے اور چونکہ نسب کے اعتبار سے سب سے کمتر بھی تم ہو کہ اس کی وجہ سے سب سے آخر میں تمہاری نوبت مقرر کی جائے تمہارا مرتبہ تمہاری شرافت نسب کے مطابق رکھا گیا ہے۔

المنصور اور معن بن زائدہ:

ایک دن میں منصور کی جناب میں اس صورت میں حاضر ہوا کہ میں نے ایک ڈھیلا ڈھالا جبہ پہن رکھا تھا ایک ہندی تلوار حمائل تھی جس کی نیام زمین سے گھسٹتی ہوئی تھی ایک بڑا عمامہ باندھے تھا جس کا شملہ میرے پیچھے اور آگے لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور پچھلے پاؤں پلٹ آیا باہر نکلنے کے لیے سراپردۂ سلطانی کے قریب پہنچا تھا کہ انہوں نے اس زور سے میرا نام لے کر مجھے پکارا کہ میں ڈر گیا میں نے عرض کیا لبیک یا امیر المومنین! فرمایا میرے پاس آؤ جب میں ان کے قریب آ گیا تو وہ اپنی مسند سے اتر کر زمین پر دوزانو بیٹھ گئے اور مسند کے دونوں گدوں کے نیچے سے ایک گرز کھینچ لیا اس کے ساتھ ہی ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور تیوریاں چڑھ گئیں کہنے لگے جنگ واسط میں تو ہی میرے مقابل لڑا تھا اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تیرا خاتمہ نہ کر دوں۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین اس جنگ میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر جو باطل کے لیے لڑ رہے تھے میں نے جو جوانمردی دکھائی تھی اس سے آپ واقف ہیں اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جب میں آپ کے مقصد حق کے لیے لڑوں گا تو کیا کچھ نہ کر گزروں گا۔ فرمایا پھر کہو کیا کہا۔ میں نے اعادہ کیا اسی طرح کئی مرتبہ اسی جملہ کا اعادہ کراتے رہے اب گرز واپس گدے کے نیچے رکھ کر پالتی بیٹھ گئے اور اب رنگ بدل چکا تھا۔

والی یمن کی سرکشی کا خدشہ:

فرمایا معن! یمن میں کچھ گڑبڑ ہے۔ میں نے عرض کیا بے خبری کی رائے کیا؟ فرمایا اچھا تم تو اپنا مقصد جانتے ہی بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا ربیع سے کہا کہ کوئی نہ رہے جس قدر آدمی ہیں سب کو باہر کر دو۔ ربیع اس کام کے لیے باہر چلا گیا اب مجھ سے کہا کہ والی یمن مجھ سے سرتابی کرنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کر لوں اور اس کے روپیہ میں سے ایک حبہ بھی میری دسترس سے نکل نہ سکے بتاؤ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ مجھے یمن کا والی بنا دیں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ مجھے اس کی مدد کے لیے اس کے پاس بھیج رہے ہیں ربیع کو حکم دیا کہ وہ میرے لیے تمام ضروریات سفر کی فوراً مہیا کر دے تا کہ میں آج ہی روانہ ہو جاؤں اور یہ خبر شہرت نہ پا سکے۔

معن بن زائدہ کی امارت یمن پر تقرری:

انہوں نے گدوں کے نیچے سے ایک فرمان تقرر نکالا اس میں میرا نام اپنے ہاتھ سے درج کر کے وہ فرمان میرے حوالے کر دیا۔ پھر ربیع کو بلا کر کہا کہ میں نے معن کو والی یمن کی مددگاری پر مقرر کر دیا ہے تم ان کے سفر کے لیے جتنے سواری کے جانور اور اسلحہ کی ضرورت ہو ان کو فوراً بندوبست کر دو تا کہ شام سے پہلے ہی یہ یمن روانہ ہو جائیں۔ پھر فرمایا آؤ مجھ سے رخصت ہو لو۔ میں ان کو خیر باد کہہ کر چلا آیا دہلیز تک پہنچا تھا کہ ابو الوالی مجھ سے ملاقی ہوا کہنے لگا اے معن! مجھے اس میں تمہاری توہین نظر آتی ہے کہ تم اپنے بھتیجے کے ماتحت بنائے جا رہے ہو میں نے کہا اگر خود سلطان کسی کو اس کے بھتیجے کا ماتحت مددگار مقرر کرے تو اس میں اس شخص کے لیے کوئی عار نہیں ہے۔ میں یمن کی طرف روانہ ہو گیا وہاں پہنچ کر میں نے والی یمن کو پکڑ کر قید کر دیا اپنا فرمان تقرر اسے پڑھ کر سنا دیا اور اب میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حجاج کی غلطی

[illegible]

حجاج کی خوش بیانی کی تعریف

[illegible]

حجاج کی معن بن زائدہ کی وکالت

[illegible]

معن بن زائدہ کو معافی

[illegible]

حجاج کی تین خواہشوں کی تکمیل

[illegible]

[illegible] جاتا ہے [illegible] آدمی نے [illegible] اپنے [illegible] پانی [illegible] بہت سے [illegible] [illegible] سب سے پہلے [illegible] آپ [illegible] ساتھ [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] سے [illegible] کیا جاتا ہوں [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] بیان [illegible] [illegible] اس طرح [illegible] کر دیا۔

سلاطین کے چار ارکان کی اہمیت

ابو جعفر [illegible] الثقفی [illegible] کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر کو کہتے سنا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے دروازے پر [illegible] لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین [illegible] فرمایا [illegible] ارکان ملک [illegible] کے بغیر [illegible] حفاظت کا انتظام درست نہیں [illegible] چارپائی [illegible] اگر ایک پایہ بھی خراب ہو جائے تو [illegible] ایک قاضی [illegible] کسی [illegible] ملامت [illegible] دوسرے [illegible] قوی کے مقابلہ میں ضعیف کے [illegible] تیسرے افسر مال [illegible] وصول کرے [illegible] ظلم نہ کرے کیونکہ میں اس بات سے بے نیاز ہوں [illegible] ظلم کیا جائے۔ چوتھے [illegible] اس کے بعد منصور نے اپنی انگلی تین مرتبہ [illegible] دریافت کیا [illegible] چوتھا [illegible] وہ [illegible] ان عمال کی بابت درست داری سے [illegible] خبریں مجھے لکھتا رہے۔

ایک عامل سے باز پرس و معافی

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے اپنے ایک عامل [illegible] کی بابت [illegible] سے طلب کیا [illegible] کہا [illegible] اس نے کہا [illegible] میرے پاس [illegible] منصور نے [illegible] امیر المومنین [illegible] [illegible] اللہ [illegible] منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ایک شامی عامل کو نصیحت

ایک مرتبہ انہوں نے ایک شامی کو کسی ایک علاقہ کا عامل مقرر کیا اس وقت اس کو نصیحت کی اور اس کی طرف بڑھ کر فرمایا اس وقت تو بہت [illegible] تمہارے دل میں [illegible] واقف ہوں [illegible] میرے پاس سے اس وقت باہر نکل کر [illegible] دیانت اور انداز میں [illegible] اختیار کرو [illegible] خدمت پر [illegible] رہو گے۔

ایک عراقی عامل کو ہدایت

پھر ایک مرتبہ ایک عراقی کو ساتھ [illegible] کسی ایک علاقہ کا عامل مقرر کیا اسے بھی نصیحت کی اور اس کی طرف آگے بڑھ کر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منصور کی ایک [illegible]

[illegible]

مہدی کو ابوجعفر کا انتباہ

[illegible]

[illegible]

منصور کی زبان سے حقیقی رائے

[illegible]

ابوجعفر منصور کی ایک یمنی سے ملاقات:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منصور کی مہدی کو نصیحت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مہدی کی لاعلمی پر افسوس

[illegible]

چنانچہ [illegible] تم کو [illegible] کی خود ہی معلوم نہیں خیر میں نے تمہارے لیے اتنی دولت مہیا کر دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تمہیں روپیہ کی اس عدم موجودگی سے تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا مگر یہ بے پروائی اور بے خبری بہت بری بات ہے آئندہ سے [illegible]۔

منصور کی مصنوعی علالت:

خالد کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ منصور کی خدمت میں [illegible] دیکھا کہ دونوں ہاتھ سر پر رکھے ہوئے بیٹھے ہیں [illegible] تمہارے پاس اس وقت مال ہے میں نے [illegible] فرمایا [illegible] تمہارے پاس سے [illegible] میرے پاس سے [illegible] ان کے پاس [illegible] مہدی نے اپنے پاس سے مجھے [illegible] دیا اور کہا [illegible] ان کے پاس [illegible] بات یہ ہے کہ [illegible] ان سے روپیہ مانگا تھا اس مطالبہ کی وجہ سے [illegible] اب جو تم نے ان سے [illegible] روپیہ [illegible] مہدی ان کے پاس آ گیا [illegible] اپنی ضرورت بیان کی تھی تو پھر خالد کے پاس سے [illegible] پوری ہوئی۔

المنصور کی کفایت شعاری:

ربیع [illegible] بیان کرتا ہے کہ ایک دن مجھ سے فرمایا کہ تمہارے پاس پھٹے پرانے کپڑے ہیں [illegible] مہدی کے میرے پاس آنے کا [illegible] ان کے آنے سے پہلے وہ کپڑے میرے پاس لے آنا [illegible] میں پرانے کپڑے [illegible] مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا منصور [illegible] امیر المومنین [illegible] منصور نے کہا [illegible] اپنے پھٹے پرانے [illegible] اپنے بال بچوں کے لیے [illegible] مہدی نے کہا کہ امیر المومنین [illegible] بچوں کے لباس کا [illegible]۔

ایک شاعر کو مہدی کا انعام:

مؤمل بن امیل شاعر مہدی کی خدمت میں مقام رے پر ان کی ولی عہدی کے زمانے میں حاضر ہوا اس نے مہدی کی مدح میں چند شعر کہے تھے مہدی نے اس کے صلہ میں بیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا [illegible] منصور کو اس [illegible] کی اطلاع [illegible] منصور نے مہدی کو ایک خط لکھا [illegible] ایک سال [illegible] بیس ہزار [illegible]۔

مؤمل شاعر کی رہائی:

ابو محمد اسحاق روایت کرتا ہے [illegible] مہدی کے [illegible] مجھ سے کہا [illegible] امیر المومنین کی خدمت میں [illegible] منصور نے [illegible]

ار کہلا دیا۔ اس فوجی سردار نے مجھے دیکھ کر مؤمل سے اس کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا میں مؤمل بن امیل ہوں امیر مہدی کا ملنے والا ہوں۔ اس نے کہا ہاں مجھے تمہاری ہی تلاش تھی۔ مؤمل کہتا ہے کہ یہ سن کر مارے خوف کے میرے ہوش اڑ گئے۔ [illegible] ساتھ لے گیا اور ربیع کے حوالے کر دیا۔

مؤمل شاعر کے انعام کی تخفیف

ربیع نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا کہ وہ شاعر پکڑا ہوا آیا ہے۔ اجازت ملی۔ ربیع نے مجھے پیش کیا۔ میں نے سلام کیا اس کا انھوں نے جواب دیا۔ جب میری جان میں جان آئی اور میں نے خیال کیا کہ خیریت ہے۔ فرمایا تم مؤمل بن امیل ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیوں تم نے ایک نادان بچے کو پا کر اسے دھوکا دیا۔ میں نے عرض کیا ہاں اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے میں ایک غریب پردیسی آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اگر انھوں نے دھوکا دیا یا انھیں دھوکا ہو گیا تو کیا مجھے معلوم تھا کہ میرے اس جواب کو انھوں نے پسند کیا۔ جو اشعار تم نے ان کی مدح میں کہے ہیں وہ سناؤ۔ میں نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنا دیا۔ کہنے لگے بے شک تم نے خوب کہا ہے مگر قصیدے سے [illegible] تمہارے اس کا صلہ بیس ہزار بہت زیادہ ہے۔ اچھا وہ روپیہ کہاں ہے۔ میں نے کہا یہ موجود ہے۔ ربیع کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاؤ اور چار ہزار دے کر باقی ضبط کر لو۔ چنانچہ ربیع میرے ساتھ ہو لیا اس نے میرا سامان اتروا لیا۔ چار ہزار مجھے واپس دیے باقی لے کر چلا گیا۔

مؤمل شاعر کی درخواست کی منظوری

اس کے بعد جب مہدی برسر اقتدار آئے اور خلافت ہوئی انھوں نے ابن ثوبان کو افسر شکایات مقرر کیا۔ یہ رصافہ میں اجلاس عام کرتا تھا جب اس کی جلد درخواستوں سے پر ہو جاتی وہ ان کو مہدی کی خدمت میں پیش کرتا۔ ایک دن میں نے بھی ایک عرضی اپنا سارا قصہ لکھ کر پیش کی۔ جب ابن ثوبان نے تمام عرضیاں پیش کیں تو مہدی نے ان کو پڑھنا شروع کیا۔ میری درخواست دیکھ کر ہنسا۔ ابن ثوبان نے پوچھا کہ امیر المومنین صرف اسی درخواست پر ہنس رہے ہیں؟ کہا اس درخواست کی وجہ میں ہی جانتا ہوں۔ اس شخص کو بیس ہزار درہم واپس دے دیئے جائیں۔ یہ مجھے مل گئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

منصور کی مہدی کو چند نصائح

منصور کا مولیٰ واضح بیان کرتا ہے ایک دن میں ان کے سرہانے کھڑا تھا کہ مہدی ملاقات کے لیے آئے وہ اس وقت ایک نئی سیاہ قبا پہنے تھے۔ انھوں نے امیر المومنین کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر وہ اٹھ کر جانے لگا۔ منصور کی نظر ان کی محبت اور پدری شفقت کی وجہ سے برابر اس کے ساتھ ساتھ لگی رہی۔ جب وہ ایوان دربار کی دہلیز میں پہنچا اس نے اپنی تلوار سے ٹھوکر کھائی جس کی چادر پھٹ گئی۔ مہدی کھڑا ہوا اسی وقت نئی قبا کی پروا کیے بغیر اپنے راستے ہو لیا۔ منصور نے کہا کہ ابو عبداللہ کو میرے پاس واپس بلاؤ جب وہ آئے تو منصور نے [illegible] مصیبت کی شکل [illegible] سے عقل کی بنا پر [illegible] معلوم ہوتے ہو کہ تم اپنے نفع و ضرر سے [illegible] جو اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تم اس کا شکر بجا لاؤ گے اللہ اس میں زیادتی کرے گا اور [illegible] حقیقت سے تم واقف ہو جاؤ کہ مصیبت انھوں کے لیے آتی ہے تو [illegible] مہدی نے کہا اللہ [illegible] امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہم آپ کے ان ارشادات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سست بھی کہا۔

قثم کے نام کی توجیہ

بنی ہاشم کا ایک شخص ایک مرتبہ قثم بن عباس کی ضرورت سے ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے کہ اپنی ضرورت تو ایک طرف رکھو پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام قثم کیوں رکھا گیا؟ اس نے کہا میں اس کے معنی سے واقف نہیں۔ کہنے لگے قثم وہ شخص کو کہتے ہیں جو کھاتا ہے اور خوب کھاتا ہے۔ کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا۔

وللكبراء أكل كيف شاؤوا وللصغراء أكل واقتثام

ترجمہ: ''بڑے لوگ جس طرح چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور کم سن کھاتے ہیں اور لوٹاتے ہیں۔''

محمد بن سلیمان کے متعلق منصور کی رائے

ایک مرتبہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کسی بات پر بیس ہزار درہم دیے اور اس کے بھائی جعفر کو دس ہزار درہم دیے۔ جعفر نے عرض کیا کہ جناب والا نے بارہا اس بات کے کہ محمد کو مجھ سے بڑھا چڑھا کر زیادہ دیتے ہیں اور مجھے کم۔ کہنے لگے اور کیا تم اس جیسے ہو؟ ہم جس طرف جاتے ہیں ہمیں محمد کے دروازے کے کاموں کے آثار نظر آتے ہیں۔ خود ہمارے گھر میں اس کے تحائف اب تک کچھ نہ کچھ موجود ہیں اور تم نے ان میں سے کوئی بات بھی کبھی نہیں کی۔

ابن ہبیرہ کی منصور کے متعلق رائے

ایک دن ابن ہبیرہ اپنی مجلس میں بیٹھا بیان کر رہا تھا کہ میں نے جنگ و امن دونوں حالتوں میں کسی شخص کو منصور سے زیادہ ہوشیار و چالاک، بیدار اور چوکنا نہیں پایا باوجودیکہ میرے ساتھ عرب کے مشہور بہادر سردار تھے انھوں نے میرے شہر میں مجھے نو ماہ تک محصور رکھا۔ ہم نے اپنی تمام کوششیں اس بات میں صرف کر دیں کہ کوئی موقع ایسا میسر ہو جائے کہ ہم اس کے پڑاؤ پر کسی گوشہ اور کونے سے یورش کریں اور اس طرح اس کی طاقت کو توڑ دیں مگر کبھی ایسا موقع ہمیں نصیب نہ ہوا۔ جب انھوں نے مجھے محصور کیا تھا اس وقت میرے سر میں ایک بال بھی سفید نہ تھا اور جب میں محاصرہ سے نکل کر ان کے پاس آیا ہوں اس وقت ایک بال بھی سیاہ نہ رہا تھا۔

شقی کے یہ شعر اس پر صادق آتے ہیں:

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

ترجمہ: ''وہ اپنی قوم کے نظام کے خلاف ان کے مقابل میں ہوتا ہے۔ جب چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انتقام لے لیتا ہے وہ بڑا مشہور بہادر ہے کہ وہ بڑا دلیر ہے اور اس نے پیچھے پردہ [illegible] رکھے ہیں۔''

منصور اور ازہر السمان

ایک دفعہ ابو جعفر ازہر السمان کے پاس اپنے خلیفہ ہونے سے قبل مہمان رہے تھے (یہ ازہر السمان محدث نہیں ہے بلکہ دوسرا شخص ہے) ان کے خلیفہ ہونے کے بعد یہ مدینۃ السلام میں آیا اور ان کی جناب میں پیش کیا گیا۔ پوچھا کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا

چار ہزار درہم مجھ پر قرض ہیں۔ میرا مکان شکستہ ہو گیا ہے۔ اور میرا لڑکا اپنی شادی کرنا چاہتا ہے۔ ابو جعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوا دیے اور پھر کہا اب پھر کوئی غرض لے کر ہمارے پاس نہ آنا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ پھر آیا پوچھا کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا محض آپ کے سلام کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ کہنے لگے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس مرتبہ تم اتنی رقم کی ضروریات کے لیے آئے ہو گے جتنی کے لیے پہلی مرتبہ آئے تھے۔ اس مرتبہ پھر انہوں نے بارہ ہزار درہم اسے دلوا دیے اور کہا اب پھر تم کبھی کسی ضرورت کو لے کر آنا اور نہ سلام کے لیے آنا۔ اس نے کہا بہت بہتر ہے۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ پھر آیا۔ پوچھا اب کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دعا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ مجھے بتا دیں۔ کہنے لگے تم اس کا ورد نہ کرنا وہ مستجاب نہیں ہے میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے تمہارے بار بار آنے سے بچائے مگر اس نے قبول نہیں کی۔ اس مرتبہ انہوں نے بغیر کچھ دیے اسے جانے کی اجازت دے دی۔

ابن ہبیرہ کے نام منصور کا خط:

جب ابن ہبیرہ واسط میں محصور تھا اور ابو جعفر اس کے مقابلے میں پڑے ہوئے تھے اس نے ان سے کہلا بھیجا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ میں فلاں دن باہر آ کر تم سے مبارزت طلب کروں گا۔ منصور نے اس کے جواب میں لکھا اے ابن ہبیرہ تو اپنے غرور و نخوت میں حد سے تجاوز ہو گیا ہے اللہ نے جو وعدہ تجھ سے کیا ہے وہ اس کو پورا کر دکھائے گا اور شیطان نے تجھے جو امیدیں دلائی ہیں وہ ان کی بھی پروا نہ کرے گا جس شے کو اب تک اللہ نے دور رکھا ہے شیطان اسے قریب کر رہا ہے۔ وقت آتا ہے پھر خود ہی تجھ کو معلوم ہو جائے گا۔ میری اور تیری مثال اس قصے کے مصداق ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شیر کی ملاقات سور سے ہوئی سور نے کہا میرے مقابلے پر آؤ شیر نے جواب دیا تو سور ہے میرا ہمسر نہیں اگر میں تجھ سے لڑوں اور قتل کر دوں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ تو نے سور کو مار ڈالا اس سے شرف و فضیلت حاصل نہیں ہو گی اور اگر مجھے تیرے ہاتھوں تکلیف پہنچی تو وہ میرے لیے رسوائی ہے سور نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے نہیں لڑتے تو میں جا کر سب درندوں سے کہہ دیتا ہوں کہ تم میرے سامنے سے بزدل نکلے اور میرے مقابلے پر نہ آئے شیر نے کہا تیری اس جھوٹی رسوائی کا برداشت کرنا میرے لیے اس بات سے آسان ہے کہ میری مونچھیں تیرے خون سے آلودہ ہوں۔

منصور کی ایک وفادار شخص کی تعریف:

ایک مرتبہ کسی نے ابو جعفر سے ہشام بن عبد الملک کی ایک لڑائی میں کامیاب تدبیر و انتظام کا ذکر کیا ابو جعفر نے اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے ایک شخص کو جو ہشام کے ساتھ اس کے مقام رصافہ ہشام میں قیام پذیر ہو گیا تھا بلا بھیجا وہ شخص آیا ابو جعفر نے اس سے پوچھا تم ہشام کے ساتھ تھے اس نے کہا جی ہاں۔ پوچھا بتاؤ فلاں جنگ میں ہشام نے جو لڑائی لڑی اس میں اس نے کیا تدبیر اختیار کی تھی اس شخص نے کہا اللہ ان پر رحم کرے۔ انہوں نے یہ تدبیر کی تھی پھر اس کے بعد اس شخص نے کہا انہوں نے ایسا انتظام کیا تھا رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر منصور کو غصہ آ گیا کہا اٹھ جا اللہ کا غضب تجھ پر نازل ہو تو میرے فرش پر بیٹھا ہوا میرے دشمن پر اللہ کی رحمت بھیج رہا ہے۔ وہ بڑھا یہ کہتا ہوا کہ آپ کے دشمن کا احسان میری گردن پر ہے جو موت سے پہلے کسی طرح نہیں اتر سکتا اٹھ کھڑا ہوا۔ منصور نے اسے واپس بلا لیا کہ بیٹھ جاؤ اور بیان کرو کہ یہ بات تم نے کس بنا پر کہی۔ اس نے کہا کہ جب میرا ان کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے حسن سلوک:

[illegible]

اصبغ کی بغاوت و قتل:

عمر کہتا ہے اس کے بعد وہ دوبارہ مرتد ہو گیا پھر گرفتار کر کے لایا گیا، میں نے حسب سابق اسے امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اب وہ اس سے روبرو جا کر کھڑا ہوا تو امیر المؤمنین نے تیز نگاہوں سے اسے دیکھا اور کہا "اصبغ" اس نے کہا جی امیر المؤمنین کہنے لگے تو نے ہماری حکومت کے خلاف دو مرتبہ بغاوت کی اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا مجھ سے غلطی ہوئی۔ مگر اس مرتبہ امیر المؤمنین نے اسے قتل کرا دیا۔

منصور کی ایک اعرابی سے جواب طلبی:

ابو جعفر زعفرانی خضاب اپنی داڑھی میں لگاتے تھے جو ان کی [illegible] تھی کہ ان کے بال [illegible] تھے کہ وسمہ اور خضاب دونوں قبول نہیں کرتے تھے داڑھی بھی بکھری ہوئی تھی۔ یہ لکھا گیا ہے کہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے اس میں [illegible] بالوں کی اور داڑھی کی وجہ سے تیزی کے ساتھ داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خطبہ دیتے تھے۔ بنی امیہ کا ایک بوڑھا اعرابی گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ منصور نے اس سے کہا میں تم سے چند باتیں پوچھتا ہوں تم ان کا ٹھیک جواب دو تو [illegible] امان ہے۔ اس نے کہا بہتر ہے سوال کیجئے۔ پوچھا بنی امیہ کے زوال کی حقیقی وجہ کیا ہوئی؟ اس نے کہا "خبروں کا ضائع کرنا" پوچھا کس مال کو انہوں نے زیادہ مفید پایا؟ اس نے کہا "جواہرات کو" پوچھا کون جماعت وفادار ثابت ہوئی؟ اس نے کہا "ہمارے موالی"۔ یہ سن کر پہلے منصور نے خبروں [illegible] کا انتظام اپنے خاندان والوں کے سپرد کیا مگر جب اس میں ان کی تقصیر نظر آئی تو پھر اس نے اس کام میں اپنے موالیوں سے مدد لی۔

ابو جعفر منصور کی سادہ زندگی:

محمد بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ منصور نے کوئی دوا کھائی ہے یا [illegible] اور [illegible] دونوں بہت [illegible] مزاج پرسی میں ان کے پاس گیا تا کہ مزاج پرسی کروں اور [illegible] کروں کہ [illegible] باتیں۔ میں قصر کے ایسے راستے سے قصر میں داخل کیا گیا جہاں سے پہلے کبھی اندر جانے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا تھا۔ میں ایک حجرے سے حجرے میں پہنچا جس میں صرف ایک کوٹھڑی تھی اس کے عرض میں ایک [illegible] تھا اور [illegible] کا ایک ستون [illegible] تھا۔ [illegible] مساجد کی طرح [illegible] پڑا ہوا تھا۔ میں اندر گیا دیکھا کہ یہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا ہے اور یہاں سوائے ان کے بستر اور لحاف و تکیہ کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے کہا امیر المؤمنین اس حجرے کو آپ کی مدد کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کہنے لگے چچا جان میں تو رات یہیں بسر کرتا ہوں۔ میں نے کہا کیا یہاں سوائے ان چیزوں کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کوئی چیز ہے۔ کہنے لگے کہ یہاں بس یہی چیز ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

بیت مال المظالم:

منصور جس والی کو معزول کرتے اسے خالد البطین کے مکان میں جو صالح المسکین کے مکان سے بالکل ملا ہوا تھا لے کر رکھتے اور [illegible] قید کر دیتے پھر اس معزول سے جرمانہ وصول کرتے اس کے بعد اس شخص کا نام تھیلی پر تحریر کر دیتے۔ اس طرح جو روپیہ جمع ہوتا اس پر معزول کا نام لکھ کر بیت المال میں رکھوا دیتے۔ جس جگہ یہ رقم جمع کی جاتی اس کا نام انہوں نے بیت مال المظالم رکھا تھا۔ مہدی سے کہا میں نے تمہارے لیے ایک چیز مہیا کر رکھی ہے وہ یہ [illegible] اس کے ذریعے سے سب کو خوش کر سکو گے میرے مرنے کے بعد تم ان سب لوگوں کو اپنے پاس بلانا جن سے میں نے یہ رقم وصول کی ہے۔ جن کا نام میں نے رقم مظالم پر لکھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور کچھ خیال نہیں کرتا۔ اس نے کہا آپ کا ارشاد درست ہے۔ ان شاء اللہ میں کبھی آپ کا کہنا نہ ٹالوں گی۔ غرض پھر تو میری یہی حالت رہی کہ جو چیز کہ اپنے باپ کے مرنے تک خود اپنی ذات کے واسطے حاصل نہیں کرتی۔

خیش کا رواج:

اکاسرۂ ایران کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں ان کے کمرے کا فرش روزانہ گیلی مٹی سے لیپا جاتا تھا کہ اس میں وہ دوپہر کے وقت آرام کرتے۔ اس کے علاوہ کمرے کے چاروں طرف بانس کی ٹٹیاں ہوتی تھیں جن پر خس لگی ہوتی تھی اور ان کے بیچوں بیچ میں قد آدم برف کے ٹکڑے رکھ دیئے جاتے۔ بنی امیہ بھی یہی کرتے تھے۔ منصور پہلا شخص ہے جس نے موسم گرما میں خیش کا استعمال شروع کیا۔ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اپنے ابتدائی عہد میں منصور بھی روزانہ اپنے کمرے کو لپوایا کرتے تھے اور اسی میں دوپہر گزارتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد ابو ایوب الموریانی نے ان کے لیے موٹے موٹے کپڑے پانی میں تر کر کے ان کو قبے پر لٹکا دیا۔ یہ بات منصور کو بہت خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ اگر ان کپڑوں کے مقابلے میں زیادہ کثیف کپڑے ہوں تو وہ پانی کو زیادہ جذب کریں گے اور اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوگی۔ اس کے بعد ان کے لیے خیش لائے گئے۔ یہ ان کے قبے پر ڈال دیا جاتا تھا۔ ان کے بعد دوسرے خلفاء نے خیش کی خوب بکثرت استعمال کیں اور ان کو دیکھ کر سب لوگوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔

ابلق راوندی:

علی بن محمد بیان کرتا ہے۔ "راوندی جماعت میں ایک برص زدہ شخص تھا جس کا لقب ابلق تھا۔ یہ اپنے عقائد میں نہایت راسخ تھا۔ ان کی اشاعت کرتا تھا اور ان عقائد کو اپنی طرف منسوب کرتا تھا۔ اس کا دعوی تھا کہ وہ روح جو عیسیٰ ابن مریم میں تھی وہ علی بن ابی طالب میں منتقل ہوئی۔" پھر ان کے بعد دوسرے ائمہ میں ایک دوسرے سے منتقل ہوتی ہوئی ابراہیم بن محمد میں آئی۔ یہ سب خدا ہیں۔ انہوں نے محرمات کو اپنے لیے حلال کر لیا تھا۔ اس جماعت کا ایک شخص پوری جماعت کو اپنے گھر بلا کر ان کو کھانا کھلاتا، شراب پلاتا اور پھر سب کو اپنی بیوی سے ہمبستر کرتا۔ اسد بن عبداللہ کو ان کی خبر لگی اس نے ان سب کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ دستور ان میں آج تک باقی تھا۔

ابوجعفر منصور اور راوندیہ فرقہ:

پھر انہوں نے ابوجعفر کی پرستش شروع کی۔ خضراء پر چڑھ کر اس سے اس طرح کودنے لگے گویا وہ اڑ رہے ہیں۔ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر علی الاعلان نمودار ہوئی یا ابوجعفر کے دروازے کے نعرے لگاتے ہوئے "تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے" قصر کی سمت آئے تو ابوجعفر ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اور ان سے لڑے۔ راوندی ان سے لڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے۔ ان کی ایک جماعت خضراء پر چڑھ کر اس طرح کود پڑی گویا وہ اڑ رہی ہے مگر ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو زمین پر پہنچنے سے پہلے پاش پاش نہ ہو گیا یا اس کی روح نہ نکل چکی ہو۔

عبداللہ بن علی کا ایک اموی کو قتل کا حکم:

جب عبداللہ بن علی منصور کے خوف سے بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس روپوش تھا ایک دن وہ کمرے پر بیٹھا ہوا تھا اس وقت اس کے ساتھ اس کے بعض موالی اور سلیمان بن علی کا ایک موالی تھے۔ اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو نہایت حسین و جمیل اور وجیہ تھا۔

[illegible]

[illegible] ابو جعفر منصور سے معذرت

[illegible]

مثنیٰ بن یزید [illegible] سے منصور کا حسن سلوک

[illegible]

منصور کی اپنے خاندان پر نوازشات

[illegible]

[illegible]

ایک عربی جوان کی منصور سے شکایت:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آل حرب کی مال کی واپسی

[illegible]

ابو جعفر منصور اور رعایا

[illegible]

[illegible] ضرورت [illegible] کی حاجت [illegible] اور جب [illegible] ضرورت باقی [illegible] ان کے [illegible] کے لیے [illegible] تو [illegible] سے [illegible] رات [illegible] ان کے بعد [illegible] نے ان کو [illegible]

ابو جعفر کی محمد بن ابی العباس سے عداوت

علی بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس کو [illegible] بدنام کرنے کے لیے [illegible] کے ساتھ [illegible] نے زینب بنت سلیمان کے ساتھ اپنا عشق ظاہر [illegible] اس [illegible] ایک [illegible] ہے

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

راوی کہتا ہے کہ [illegible] منصور [illegible] میرے باپ کے پاس مہمان [illegible] تھے اس وجہ سے میں اس کے طبیب [illegible] کے پاس آنے کی وجہ سے خوب جانتا تھا۔ [illegible]

محمد بن ابی العباس کی وفات

منصور نے اپنے ایک خاص آدمی کے ذریعے اس سے کہلا بھیجا کہ تم محمد کے لیے [illegible] تیار کیا [illegible] بات کو [illegible] طبیعت [illegible] اپنا کام کر دے۔ چنانچہ ایک مرتبہ [illegible] حرارت [illegible] طبیب نے کہا [illegible] کے لیے ایک شربت [illegible] زہر [illegible] اس کے اثر سے [illegible] قتل ہو گیا۔ اس کی [illegible] محمد بن ابی العباس نے منصور کو لکھا کہ [illegible] میرے بیٹے [illegible] منصور نے [illegible] طبیب حاضر [illegible] منصور نے [illegible] ان کے [illegible] قید [illegible] دیا۔

ابو جعفر منصور کا ام موسیٰ الحمیریہ سے معاہدہ

یہ راوی بیان کرتا ہے۔ منصور نے اپنی بیوی ام موسیٰ [illegible] سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ ان کی زندگی میں دوسری شادی نہ کرے گا اور [illegible] نے [illegible] قاضی [illegible] کر دیئے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوجعفر منصور کی دولت کے متعلق رائے

[illegible]

[illegible]

بخشش سے تو آپ کی [illegible] [illegible] نہیں رکھتے۔

ابوجعفر منصور کی ایک عالم سے ملاقات

ایک مرتبہ ایک عالم ملاقات کے لیے آئے [illegible] ابوجعفر نے ان [illegible] موضوعات پر [illegible] انھوں نے ہر سوال کا [illegible] جواب دیا [illegible] معلوم تھا ان کے جانے کے بعد میں نے [illegible] ہے۔

ابوجعفر منصور کے اقوال

منصور کہا کرتے تھے۔ [illegible]

یہ بھی کہا کرتے تھے [illegible] ہیں۔ ان کے [illegible] متعلق [illegible] چاہیے۔

عبدالجبار بن عبدالرحمن اور منصور:

عبدالجبار بن عبدالرحمن الازدی نے منصور سے بغاوت کی تھی جب یہ گرفتار ہو کر پیش ہوا [illegible] عزت کی موت [illegible]

ابوجعفر منصور کے خطبات:

[illegible] ایک روز منصور بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے تھے [illegible] اے اللہ کے بندو! [illegible]

منصور کہا کرتے تھے [illegible]

کے پاس آزاد ہو کر بھی نوکر رہے تھے۔

اسحاق بن عیسیٰ کہتا تھا۔ تمام عباسیوں میں صرف ابو جعفر، داؤد بن علی اور عباس بن محمد ایسے تھے جو ولی العہد بھی اپنے منصب کو خوبی سے ادا کرتے تھے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم الفہری کہتا ہے کہ عرفہ کے دن منصور نے بعد میں اور بعض راوی کہتے ہیں ایام تشریق میں منیٰ میں یہ تقریر کی۔ صاحبو! میں اللہ کی زمین پر اس کا حکمران ہوں۔ اللہ کی توفیق و رہنمائی کے ذریعہ تم پر حکومت کرتا ہوں۔ میں اس کے اموال کا خزانہ دار ہوں۔ اس کی مشیت کے ساتھ عمل کرتا ہوں۔ اس کے ارادے سے تقسیم کرتا ہوں۔ اس کی اجازت سے دیتا ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے روپیہ کا قفل بنایا ہے جب وہ چاہتا ہے تمہاری عطایا اور روزینوں کی تقسیم کے لیے وہ مجھے کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے بند کر دیتا ہے۔ صاحبو! اللہ کی اطاعت کی طرف آؤ اور آج ایسے مقدس دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے تم کو وہ بشارت دی جس کے متعلق وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

’’آج میں نے تمہاری شریعت تمہارے لیے مکمل کر دی اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین اختیار کیا‘‘۔

اللہ سے دعا مانگو کہ وہ مجھے حق و صداقت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہدایت پر قائم ہونے کے لیے میری مدد کرے مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کی تلقین کرے اور وہ تمہیں عطایا اور روزینوں کی تقسیم کے لیے میرے ہاتھ کو وا کرے کیونکہ وہ سنتا ہے اور پاس ہے۔

ایک مرتبہ منصور نے اپنے خطبہ میں کہا ’’تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ اس سے مدد طلب کرتا ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں اس پر بھروسہ کرتا ہوں میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں‘‘۔ اس مقام پر ان کی داہنی جانب سے کسی معترض نے کہا ’’اے شخص جس کا تو ذکر کرتا ہے میں اس کی تجھے یاد دلاتا ہوں‘‘۔ منصور نے خطبہ روک دیا اور کہا کہ میں اس شخص کی بات سننے کے لیے ’’حاضر ہوں جس نے اللہ کو یاد رکھا اور اس کی یاد دہانی کی میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ سرکش و متکبر بن جاؤں اور معصیت کے قریب ہوں؟ یوں اگر میں ایسا ہوں تو گویا میں گمراہ ہو گیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گیا۔ مگر اے ٹوکنے والے بندہ! اس ٹوکنے سے تیرا ارادہ اللہ کی خوشنودی کا حصول نہ تھا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو جائے کہ فلاں شخص نے خطبہ کے دوران کھڑے ہو کر یہ بات کہہ دی۔ اس پر عتاب ہوا مگر اس نے صبر کیا۔ میں تجھے معاف کر چکا ہوں ورنہ اس گستاخی کے بعد میرے لیے یہ بات بالکل آسان تھی کہ میں چاہتا تو تجھے قتل کر کے تیرے مال کو تباہ و برباد کر دیتا مگر اب آئندہ تم سب لوگ اس قسم کی حرکت سے اجتناب کرو۔ اللہ نے اپنے دین کو ہم میں نازل فرمایا ہے اور ہم سے اس کی تفصیل و تشریح کرائی ہے تو صاحبو! معاملات کے جو سرے ہیں وہ اسی کے سرا ہاتھ ہیں جو اس کے اہل ہیں وہ تم کو حسب موقع اس کے اتار چڑھاؤ پر لے آئیں گے اور لے جائیں گے۔ یہاں سے اب انہوں نے پھر خطبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ٹوک کا ان پر ذرا اثر نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ لکھا ہوا متن ان کے سامنے رکھا ہے، دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾

[illegible]

[illegible]

جماعت باقی رہ گئی جنھوں نے [illegible] تھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس موقع پر [illegible] آئے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

اس کے بعد انھوں نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

ان شعروں کو پڑھ کر بیٹھ گئے پھر یہ شعر پڑھا

[illegible]

ترجمہ: "اب میں نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو جعفر منصور کا اہل خراسان سے خطاب

[illegible]

جب اللہ نے تمہیں عزت و کرم اور ہمارے حق میں تمہارے معاملات فیصلہ کن بنائے [illegible] اس طرح [illegible] تو ان کے بعض لوگوں نے چاہا جو شخص اس کا اہل نہیں [illegible] اللہ نے اپنی خلافت [illegible] نبی ﷺ [illegible] سے [illegible] تم پر [illegible] ہے حسد کی وجہ سے تم پر [illegible]

[illegible]

سو اللہ تعالیٰ نے [illegible] اس معاملہ میں [illegible] متعلق [illegible] حکایت [illegible] اپنا [illegible] تھا [illegible] اور [illegible] سب [illegible] ہے [illegible] جس نے ان لوگوں کی [illegible] بیعت [illegible] نے [illegible] جب انہوں نے بیعت [illegible] تو [illegible] رکھتے ہوئے تم پر [illegible]

یہ تقریر کرنے کے بعد منبر سے اترتے ہوئے منبر کے زینہ پر یہ پڑھا:

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ

”اور رکاوٹ ڈال دی گئی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جن کی ان کو خواہش تھی جیسا کہ ان سے پہلے ان جیسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا بے شک وہ لوگ ایسے شک میں (مبتلا) تھے [illegible]۔“

ابو مسلم خراسانی کے قتل کے بعد منصور کی تقریر

ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے مدائن میں تقریر کی اور کہا: لوگو! اطاعت کے [illegible] معصیت کی طرف نہ جاؤ [illegible] ابو مسلم [illegible] ہماری بیعت [illegible] جو شخص [illegible] بیعت [illegible] اس کا خون مباح ہو جائے گا [illegible] نے ہم سے انحراف کیا تو ہم نے اس کے [illegible] ہم نے اس کی حرمت کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

منصور اپنے [illegible] بن عبداللہ [illegible]

کاتب محمد بن جمیل سے منصور کی ناراضگی:

ایک مرتبہ منصور اپنے کاتب محمد بن جمیل پر ناراض ہوئے (اصل میں [illegible]) [illegible]

دیا جائے۔ جاہلی بزرگیاں بیان کریں۔ غلام نے کہا: ہم کمالات پر فخر کیا جاتا ہے جب کوئی سوال کرے تو دیکھا جائے کہ کس کی گردن کو ان کی ہے اس منصور نے اور بھی خلیفہ کی ہوئے تھے۔ یہ یاد رہے کہ زمین پر گر کر پھر دوبارہ جڑ جاتے ہیں۔ اس حکمت کی بنا پر درگزر کی گئی۔ پھر اس سے کہا کیا تم کو ان کا پتہ ہے جو درست ہوتا ہے اعتراف ہے۔

ابوجعفر منصور کا آلِ ابی طالب کے نام خط:

جب ابوجعفر نے محمد بن عبداللہ کو مدینہ میں اور ابراہیم بن عبداللہ کو عراق میں قتل کر دیا تو اب ابراہیم بن حسن بن حسن نے مراکش خروج کیا اور گرفتار کر کے ان کے پاس بھیج دیا گیا تو ابوجعفر نے ان کے خروج کی اطلاعات کے لیے علی بن ابی طالب جعفر کے اہل خاندان کو جو مدینہ میں تھے ایک خط لکھا اس میں ابراہیم بن حسن بن حسن کے خروج کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کا یہ خروج تمہارے اشارے اور مشورے سے ہوا ہے۔ تم لوگ حکومت کے طالب ہو، ہوس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ میں تمام متعلقین تم سے قطع کر دوں گا اور آئندہ کوئی تعلق قائم نہ رکھوں گا۔ تم سے پہلے بھی یہی ہے کہ مقابلہ میں حکومت کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے اور یہ بات تمہارے نزدیک تو بڑی ایسے ہی جو ہو گزرے تھے ان کے انجام کے یہ تمہارے سب جو لوگ اٹھے اور نے تم ہر طرح ان کا ان سے بچاؤ کیا اور حکومت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ حد کے ... لکھی ہے ... لیے دل کے چند شعر مناسب حال لکھے۔

منصور کے عہد میں شیعوں اور عباسیوں کی تحریک بہت زوروں پر تھی۔ اس کے عہد تک ... سب سے پہلے فضل بن سہل نے اس کی حفاظت کی۔ اس سے پہلے تمام ... اور اس سے پہلے بنی عباس کے عہد میں ان عہدوں کی تنخواہیں تین سو اور اس سے کم ہوا کرتی تھیں۔ حجاج بن یوسف پہلا شخص تھا جس نے سلطنت میں ... منصور نے اپنے عہد خلافت کے زمانے میں ... اسی طرح قاضی جو فیصلے کرتے یا والی جو احکام نافذ کرتے اس کی بھی اطلاع دار الخلافت میں لکھ بھیجتے تھے جو روپیہ بیت المال میں داخل ہوتا تھا اور کوئی کام یا نیا واقعہ پیش آتا اسے بھی لکھ دیتے تھے۔ منصور نماز مغرب کے بعد یہ خطوط پڑھا کرتے ... سے مغرب تک جو واقعات رونما ہوتے وہ مغرب کے بعد قلم بند کر لیتے اور پھر شب میں جو واقعات پیش آتے ... صبح لکھ دیتے۔ ان تمام ... منصور خود پڑھتے ... ہوتے اور نرخ میں فرق نظر آتا تو اس علاقے کے والی یا عامل کو اس طرف توجہ دلاتے اور اس کی وجہ دریافت کرتے اس کا جواب موصول ہونے کے بعد ... اختیار کرتے جس کی وجہ سے نرخ اعتدال پر آ جائے ... اگر قاضی کے کسی فیصلے سے تشفی نہ ہوتی تو خود اس کا فیصلہ ... دوسرے ... کے متعلق دریافت کرتے اگر کوئی بات خلاف ضابطہ نظر آتی تو ... تحقیق کرتے۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی کا واقعہ:

محمد اور ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہو کر جب منصور بغداد کی تعمیر کے بعد اس میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے تو کسی شخص نے ان کے سامنے خاندان بنی امیہ کے ولید کا ذکر کیا ... منصور ... اس وقت ابوبکر الہذلی اتفاق سے ... منصور کے خاص مصاحب ... موجود تھے ابوبکر الہذلی نے فرزدق کی یہ روایت اس وقت

بیان کیا ہے کہ میں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ [illegible] کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] ان کے پاس موجود تھے ان نے [illegible] کے وقت خوب شراب پی رکھی تھی۔

ولید بن یزید کی ابن عائشہ سے گانے کی فرمائش

ابن عائشہ نے [illegible] ابن الزبعری کے یہ شعر گا کر سنائے:

ليت أشياخي ببدر شهدوا جزع الخزرج من وقع الأسل
وقتلنا الضعف من ساداتهم وعدلنا ميل بدر فاعتدل

ترجمہ: "کاش میرے بزرگ جو بدر میں [illegible] خزرج کی بے قراری [illegible] دیکھتے [illegible] جب ہم نے ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کر دیا اور بدر کی [illegible] اس طرح [illegible] برابر ہو گئی"۔

ابن عائشہ نے جب [illegible] یہ اشعار ولید کو سنائے تو ولید نے کہا [illegible] اس نے مجبور [illegible] خوش [illegible] تعریف کی [illegible] ابن الزبعری [illegible] جس نے یہ شعر کہے تھے۔ یہ واقعہ [illegible] منصور نے اس [illegible] منصور نے کہا [illegible] کا شعر ہے جس نے اپنی [illegible] کو [illegible] ہے۔

المنصور کا والی آرمینیا کے نام فرمان

ابو بکر ہذلی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ والی آرمینیا [illegible] نے [illegible] ابو جعفر منصور کو [illegible] لکھا [illegible] منصور نے اس کے خط پر [illegible] لکھا [illegible] اگر تم میں عقل ہوتی تو فوج کی اطاعت میں بھی کوئی فرق نہ پڑتا اور اگر تم قوی ہوتے تو ان کو سرتابی کرنے کی جرأت نہ ہوتی"۔

ایک ضعیف باغی سے منصور کا حسن سلوک:

ایک بہت بوڑھے شخص نے فلسطین میں ابو جعفر کے خلاف خروج کیا۔ انہوں نے وہاں کے عامل فلسطین کو لکھا "میری جان اس کے [illegible] ہے اگر تم نے اسے پکڑ کر میرے پاس نہ بھیجا تو میں تجھے قتل کر دوں گا"۔ عامل فلسطین نے اس کی گرفتاری کی پوری جدوجہد کی اور آخر کار وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے ابو جعفر کی خدمت میں بھیج دیا۔ ابو جعفر نے اسے اپنے پاس بلایا جب وہ سامنے آ کر کھڑا ہوا تو منصور نے کہا "تو نے میرے عامل پر یورش کی تھی۔ خدا کی قسم میں تیرا [illegible] کروں گا"۔ اس شخص نے ان کے جواب میں [illegible] نہایت پست آواز میں یہ شعر پڑھا

أتروض عرسك بعد ما هرمت : ومن العناء رياضة الهرم

ترجمہ: "کیا اب بڑھاپے میں تو اپنی بیوی کو سدھارنا چاہتا ہے حالانکہ بڑھاپے میں [illegible] بڑی مشقت ہے [illegible]"۔

اس کی پست آواز کی وجہ سے منصور اس کی طرف جھک گئے اور پوچھا کیا کہتا ہے [illegible]

[illegible]

ترجمہ: "میں آپ کا غلام ہوں یہ میرا مال ہے تو یہ آپ ہی کا ہے [illegible] آپ کی سزا سے [illegible]؟"۔

[illegible] ہم نے اسے معزول کر دیا ہے پھر دوبارہ اسے بحال کر دیا اور اسے کسی مقام کا والی مقرر کر دیا۔

منصور کی عامل کو مسجد کی تلقین:

ایک شخص نے منصور سے اپنے عامل کی شکایت کی کہ اس نے میری زمین میں مسجد بنانے سے پہلے زمین میں [illegible] کی ہے منصور نے اس [illegible] عامل کو [illegible] کرنے [illegible] کہ اس شخص کی شکایت رفع کر دے۔

ایک شخص نے درخواست دی کہ مجھے اپنے محلہ میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے اس درخواست پر لکھا گیا کہ [illegible] میں مسجدیں [illegible] بہت ہیں [illegible] تمہاری [illegible] کرو اور ثواب حاصل کرو۔

ابو جعفر کے عمال کے نام احکامات:

مدائنی کہتا ہے کہ ایک شخص نے کسی عامل کی شکایت میں ایک درخواست پیش کی [illegible] ہم تم کو اجازت دیتے ہیں کہ اس [illegible] پر عمل کرو۔

ابوالعباس الطوسی روایت کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ابو جعفر نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ [illegible] (راوی کہتا ہے [illegible] ۱۴۱ھ [illegible]) انتقال کیا ہے وہ اس مقام کے باشندوں نے اسے قتل نہیں کیا [illegible] کسی قوم میں اس مقام کو [illegible] بیان کیا جاتا ہے۔

[illegible] نے مہدی کے زمانہ میں [illegible] انتقال کیا تھا [illegible] قتل کرنے میں [illegible] مہدی نے اس کام [illegible] اور [illegible] تم ان کے [illegible] کی نوبت نہیں آئی۔

مدائنی کی روایت:

مدائنی کہتا ہے جب منصور عبداللہ بن علی، عبدالجبار بن عبدالرحمن کے قتل سے فارغ ہو گیا اور بغداد آ [illegible] سب اہم معاملات ان کے حسب منشاء طے پا گئے تو انہوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا

[illegible] من [illegible] مرارة [illegible] حائف

ترجمہ: ''بسا اوقات تم ایسی مصیبت میں پڑ جاتے ہو کہ اس کی وجہ سے تم کو کسی طرح نکلنے کی [illegible] نہیں آتا [illegible] مصیبت کو رفع کر دیتا ہے [illegible] تھے''۔

عبداللہ بن ربیع نے کہا کہ منصور نے ان دشمنوں کی سرکوبی کے بعد یہ شعر پڑھا تھا:

ورب امور لا تضيرك ضيرة وللقلب من مخشاتهن وجيب

ترجمہ: ''بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ قلب ان کے خوف سے دھڑکتا ہے مگر حقیقت میں ان سے تم کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا''۔

محمد بن عبداللہ بن حسن کے متعلق منصور کے اشعار:

محمد بن عمر کہتا ہے۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس کے خوف سے دور دراز مختلف مقامات میں چھپے

پھر سے ہیں میں نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا

ان فتی [illegible] لا [illegible] [illegible] [illegible] ولا [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اصحابکم [illegible] [illegible] [illegible]

ترجمہ: "میرے [illegible] [illegible] [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی خوف زدہ [illegible] [illegible] ان کے تمام [illegible] [illegible] کے راستے ان کے [illegible] [illegible] ہوگیا ہے اور جب میں کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible] میں وہ [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے۔ جب میرے پاس چلے آؤ اور شرم سے آنکھیں [illegible] [illegible] شخص کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوں۔"

ابو جعفر کے صوفی واعظ کا بیان

ابو جعفر کا [illegible] بیان کرتا ہے کہ مجھے منصور نے [illegible] [illegible] کپڑے کے [illegible] [illegible] [illegible] دیا۔ میں ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پوچھنے لگے میں اسے "میں نے [illegible] [illegible] [illegible] کہتے [illegible] ہیں [illegible] کی قیمت [illegible] [illegible] ایک مرتبہ جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کے پاس [illegible] [illegible] ہے [illegible] اس کی قیمت [illegible] [illegible] ہے میں نے دونوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے لے [illegible] [illegible] [illegible] کو لے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اچھا تم [illegible] [illegible] میں نے [illegible] [illegible] دونوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] درہم [illegible] [illegible] تم نے [illegible] [illegible] اچھا [illegible] میں سے ایک کی قیمیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں نے حسب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

منصور کی اپنے خاندان کو ہدایات

وہ ہمیشہ اپنے اہل خاندان کو اچھی بہت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے اگر کوئی شخص [illegible] [illegible] کہ [illegible] نے ان باتوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible] [illegible] اور کہتے [illegible] داڑھی کے بالوں میں خلال کی [illegible] نہیں کرتی [illegible] اس کے [illegible] فلاں شخص [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] اس [illegible] سے [illegible] ہوتا تھا کہ ان کے اہل خاندان [illegible] [illegible] استعمال [illegible] ظاہری شکل و صورت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] بالوں کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنے [illegible] [illegible] بال [illegible] [illegible] [illegible] تعریف کرتے۔

ابو جعفر کی عجلان بن سہل کی تعریف

احمد بن خالد بیان کرتا ہے کہ منصور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] بن سہل کے بھائی عجلان بن سہل کے [illegible] پوچھا کرتے تھے۔ [illegible] نے بیان کیا کہ ایک دن [illegible] کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہشام بن عبدالملک ہمارے سامنے سے گزرا [illegible] میں سے ایک شخص نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گزرا۔ عجلان نے پوچھا کس سے مراد ہے اس نے کہا ہشام عجلان کہنے لگا امیر المومنین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اگر تم سے [illegible] کی قرابت کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ منصور نے کہا [illegible] ایسے شخص کے ساتھ [illegible] زندگی [illegible] ہے۔

ابو جعفر اور ایک غلام عرب:

منصور کا ایک [illegible] [illegible] کا رنگ زرد [illegible] [illegible] [illegible] تھا [illegible] کام میں بہت ہوشیار تھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک

بن فضالہ نے اس سے اس کی تعریف بھی کی اس نے بیان کیا جب میں نے پوچھا کون ہیں؟ انہوں نے کہا قبیلہ خولان سے تعلق رکھتا ہے۔ [illegible] پھر میں ایک عرصہ [illegible] میں آپ کے پاس [illegible] [illegible] کی خدمت [illegible] [illegible] جب چاہیں بلا لیں۔

فضیل بن عمران کے قتل کا حکم:

منصور نے فضیل بن عمران کو اپنے بیٹے جعفر کا کاتب اور [illegible] مقرر کر رکھا تھا [illegible] جعفر نے [illegible] منصور [illegible] جعفر کو مہدی کے بعد ولی عہد خلافت مقرر کرے۔ [illegible] کے خلاف [illegible] کے لیے [illegible] بات [illegible] فضیل جعفر سے [illegible] منصور نے اپنے مولیٰ ریان اور ہارون بن غزوان [illegible] فضیل کے [illegible] جعفر کے ساتھ [illegible] قتل کر [illegible] کے لیے منصور نے [illegible] قتل [illegible] جعفر کے [illegible] سے [illegible]۔

فضیل بن عمران کا قتل:

یہ دونوں منصور کے پاس سے روانہ ہو کر جعفر کے پاس آئے اور اندر جانے کی اجازت کے انتظار میں اس کے دروازہ پر بیٹھ گئے اتنے میں فضیل باہر نکل کر ان کے پاس آیا انہوں نے اسے پکڑ لیا اور [illegible] کسی نے ان کا تعاقب نہیں کیا انہوں نے وہیں اس کا کام تمام کر دیا [illegible] جعفر کو اس واقعہ کی کوئی خبر نہیں ہوئی۔ فضیل ایک نہایت متقی پرہیزگار اور دیندار آدمی تھا۔ منصور سے لوگوں نے کہا کہ فضیل تو نہایت پاک باز اور عفیف شخص تھا [illegible] اس سے [illegible] کے مقابلے میں کتنی بڑی تھی آپ نے اس کے خلاف بدگمانی کرنے میں بہت جلدی کی اس پر منصور نے ایک دوسرا ایلچی روانہ کیا اور اس سے کہا کہ اگر فضیل کے قتل سے پہلے تم اسے پالو تو [illegible] مگر جب یہ قاصد اس وقت پہنچا کہ ابھی فضیل کا خون بھی خشک نہ ہوا تھا۔

سوید پر عتاب و معافی:

جعفر کا مولیٰ سوید بیان کرتا ہے کہ جعفر نے مجھے بلا بھیجا اور کہا بتاؤ امیر المومنین ایک متقی پرہیزگار شخص کے بلا جرم و قصور قتل کا کیا جواب دیں گے۔ میں نے کہا وہ امیر المومنین ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اس کے اسباب اور علل سے وہی خوب واقف ہوتے ہیں۔ جعفر نے کہا [illegible] مجھ سے عام لوگوں کی طرح [illegible] کلام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اپنے متعلق آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جعفر نے کہا اچھا کہو۔ میں نے کہا [illegible] فضیل کے متعلق [illegible] اپنے چچا عبداللہ بن علی عبداللہ بن الحسن وغیرہ اور دوسرے اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] ظلم سے قتل کرا دینے کے متعلق سوال ہوگا جن

کے بعد جب فضل کی نوبت آئے گی تو شاہ فارس کے قول پر آپ کی طرف سے جواب دے سکیں۔ یہ جواب سن کر جعفر بیٹھ گیا اور اس پر اس کی اہانت ہوئی اسے چھوڑ دیا۔

ابو جعفر منصور اور حفص اموی:

منصور کا اموی غلام مروان کے موالی میں حفص ابو حفص بن ابی جعد کے نام سے مشہور ہے چونکہ یہ اموی تھا منصور نے اپنے بیٹے مہدی کا اتالیق مقرر کر دیا تھا کہ ان کی جوانی میں ادب کی حیثیت سے اس نے کام کیا۔ یہ بنو مروان کی اولاد میں تھے منصور کے عہد میں بنی امیہ کا یہ واحد آدمی تھا۔ مگر اس کے باوجود منصور نے ان کے قتل کا کوئی ارادہ نہیں کیا۔ یہ مہدی کے عہد تک زندہ رہا اور ان کے مقرب ہوا مگر ان کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حفص الاموی منصور کے پاس آیا اور اس سے ہم کلام ہوا چونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے انہوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا امیر المومنین میں آپ کا مولیٰ ہوں انہوں نے کہا تمہارا سا کوئی مولیٰ میرا نہیں ہے۔ مجھے بھی بتاؤ۔ اس نے کہا میں آپ کا مولیٰ اور خادم ہوں۔ میں عبد مناف کا مولیٰ ہوں۔ یہ جواب منصور کو بہت پسند آیا اور اب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بنی امیہ کا مولیٰ ہے انہوں نے اسے مہدی کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھو۔

منصور کی اولاد و ازواج:

ان کی اولاد میں مہدی ہے جس کا نام محمد ہے اور جعفر الاکبر ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور ہے جو یزید بن منصور الحمیری کی بہن تھی۔ جعفر منصور ہی کے سامنے فوت ہو گیا تھا۔

عیسیٰ بن منصور اور یعقوب ان کی ماں فاطمہ بنت محمد تھیں جو طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں تھیں۔

جعفر الاصغر اس کی ماں ام ولد ایک کردیہ لونڈی تھی منصور نے اسے خرید لیا تھا اس لیے اس کے بیٹے کو ابن الکردیہ کہتے تھے۔

صالح المسکین اس کی ماں بھی ایک رومیہ ام ولد تھی جو قالی قلا کی شہزادی سے مشہور تھی۔

قاسم یہ منصور سے پہلے ہی دس سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا اس کی ماں ام ولد تھی جو ام القاسم کے نام سے مشہور ہے۔ بغداد کے باب الشام پر جو ایک باغ آج تک ام القاسم کے باغ کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔

عالیہ اس کی ماں ایک اموی تھی۔ منصور نے اسحاق بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی۔ محمد بن اسحاق بن سلیمان سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ بات بیان کی کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے فرزند میں نے شریف ترین عورت عالیہ بنت امیر المومنین سے تمہاری شادی کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ہمارے کفو کون ہیں انہوں نے کہا ہمارے دشمن بنی امیہ ہمارے کفو ہیں۔

* * *

منصور کی وصایا

منصور کا قصر عبدویہ میں قیام:

جب اس سال یعنی ۱۵۸ھ کے ماہ شوال میں منصور حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے تو قصر عبدویہ میں آ کر فروکش ہوئے۔ کئی دن یہاں مقیم رہے۔ مہدی ان کے ساتھ تھا۔ اثنائے سفر میں یہ اسے وصیت کرتے جاتے تھے۔ اسی قصر کے قیام میں ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین دن باقی تھے کہ طلوع سحر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی طلوع شمس تک نمایاں رہی۔ اب وہ صبح و شام روزانہ مہدی کو خزانہ اور ملک کی حمایت و حفاظت کے متعلق وصیت کرتے تھے۔ اس قصر میں قیام کے دوران میں وہ اور مہدی ہر وقت ساتھ رہے کسی ضرورت ہی سے جدا ہوتے تھے۔

محمد المہدی کو تلقین:

جب وہ دن آیا جس میں ان کا وقت کوچ کر جانے کا ہوا انھوں نے مہدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تمام باتیں پہلے ہی تمہارے لیے مہیا کر دی ہیں تم کو کچھ کرنا نہیں ہے۔ ابتدا سے میں اور چند نصیحتیں تم کو کرتا ہوں مگر امید نہیں کہ تم ان پر عمل کرو گے۔ ان کے پاس ایک پٹارہ تھا جس میں ان کے علم کا سارا دفتر محفوظ تھا۔ وہ مقفل رہتا تھا۔ اپنے سوا کسی دوسرے کو کھولنے نہ دیتے تھے اور نہ اس کی کنجی دیتے تھے بلکہ اس کی کنجی اپنی قمیص کی جیب میں محفوظ رکھتے تھے جب اس کی ضرورت ہوتی تھی تو صرف خادم خاص کا یہ منصب تھا کہ وہ اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔ اگر وہ کسی وقت ان کے پاس نہ ہوتا اور بلایا ہوتا تو پھر خود خادم اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔

علمی ذخیرہ کی حفاظت کی نصیحت:

مہدی سے کہا کہ اس پٹارے کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا کیونکہ اس میں تمہارے آباء کا سارا علمی ذخیرہ محفوظ ہے جو واقعات ہو چکے ہیں اور جو واقعات آئندہ قیامت تک پیش آنے والے ہیں وہ سب اس میں درج ہیں۔ اگر کسی معاملہ میں تم کو دشواری پیش آئے تو اس کے متعلق پہلے بڑے دفتر میں دیکھنا اگر تمہیں وہ بات اس میں معلوم ہو جائے جسے تم تلاش کرو تو خیر ورنہ دوسرے اور تیسرے دفتر میں تلاش کرنا یہاں تک کہ ساتوں دفتر ختم کر دو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بات معلوم نہ ہو تو پھر وہ چھوٹی بیاض دیکھنا جس میں تم کو ضرور وہ بات معلوم ہو جائے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو گے۔

ابو منصور کا خزانہ:

اس شہر پر نظر رکھنا اور اس سے مت ہٹنا یہ تمہارا گھر اور تمہاری عزت ہے میں نے اس میں اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک بھی خراج وصول نہ ہو تو یہ اندوختہ باقاعدہ فوج کی تنخواہ، نظام مملکت کے اخراجات، اہل و عیال اور اہل خاندان کی معاش اور سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت و صیانت کے لیے بالکل کافی ہوگا۔ تم اس شہر کا خیال رکھنا۔ جب تک خزانہ معمور رہے گا تمہاری عزت برقرار رہے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر کاربند نہ ہو گے۔

اہل خاندان سے حسن سلوک کی تلقین

میں تم کو اپنے خاندان والوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں تم ہمیشہ لوگوں کے سامنے ان کی عزت افزائی کرتے رہنا۔ ان کو امیروں پر مقدم رکھنا ان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہنا۔ ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا رہا۔ مجلس میں سب سے پہلے ان کو آنے کی اجازت دینا۔ ان کو ابھارنا کیونکہ ان کی عزت اصل میں تمہاری عزت ہے اور ان کی نام آوری درحقیقت تمہاری نام آوری اور شہرت ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

موالیوں کے متعلق ہدایت

اپنے موالیوں کا بہت خیال رکھنا ان پر احسان کرنا انہیں قربت کا شرف دینا ان میں اضافہ کرنا کیونکہ ضرورت کے وقت یہی تمہارا ساتھ دیں گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل خراسان کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا یہ تمہارے انصار اور شریک کار ہیں۔ یہی وہ ہیں جنھوں نے تمہاری حکومت کے قیام کے لیے جانیں اور مال قربان کیا ہے اگر تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو گے تو کبھی بھی ان کے دلوں سے تمہاری محبت زائل نہ ہوگی ان کے خطا کار سے درگزر کرنا ان کی خدمات کا صلہ دینا۔ جو ان میں سے مر جائے اس کی جگہ اس کی اولاد یا اقربا میں سے کسی کو مقرر کرنا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔

مدینہ شرقیہ کی تعمیر کی ممانعت

مدینہ شرقیہ کبھی مت بنانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکو گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم میری اس وصیت پر بھی عمل نہ کرو گے۔ بنی سلیم کے کسی شخص سے امداد نہ لینا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔ حکومت کے معاملات میں عورتوں کو مشیر نہ بنانا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔

قرض کی ادائیگی کی ہدایت

وصایا کے متعلق یہ روایات جن کا بیان ہم نے کیا ہے ان کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ کوچ کرتے وقت منصور نے مہدی کو بلا کر کہا کہ میں اب جا رہا ہوں اور واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ بہرحال ایک دن سب کو اللہ کے یہاں جانا ہے میں اپنے اس خط کو اللہ کی برکت کے ساتھ مہربند تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جب تم کو میری وفات کا علم ہو اور تم حکمران ہو جاؤ اس وقت اس خط کو دیکھ لینا۔ مجھ پر قرض ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ تم ادا کرو۔ مہدی نے کہا امیرالمومنین میں اس کے لیے حاضر ہوں۔ کہنے لگے تین لاکھ درہم سے کچھ زیادہ ہے میں اچھا نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے یہ قرض ادا ہو۔ یہ تم اپنے ذمے لو کیونکہ جس منصب پر تم فائز ہوئے اس کی قدر و قیمت اس روپے سے کہیں زیادہ ہے۔ مہدی نے کہا میں اس کے لیے حاضر ہوں۔

املاک کے متعلق وصیت:

پھر کہا یہ میرا قصر میری ذاتی ملک ہے اسے میں نے اپنے روپے سے بنوایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میں تمہارا جو حصہ ہے وہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ کہنے لگے میرے جو خاص خادم ہیں ان کو تم اپنی خدمت میں لے لینا۔ ان سے غرض نہ کرنا کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد تم کو ان کی بڑی ضرورت ہے گی مگر ان کو اس وقت ہر کارو بار

کی اب سے زیادہ ضرورت ہو جائے گی۔ مہدی نے اس کے لیے بھی اقرار کیا۔ کہنے لگے البتہ میری ذاتی جائداد کے متعلق میں تم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتا ہوں البتہ اگر تم ایسا کرو تو یہ بات میری خوشی کا باعث ہوگی۔ مہدی نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا تو وہ تمام اپنے بھائی نے بیٹوں کو جو تم نے کہا ہے دے دینا اور جائداد میں بچے تم ان کے معاملہ کے شریک رہو گے۔ میرے کپڑے وہ دوسرا سامان اپنے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا خدا تمہیں خلافت کو تمہارے لیے مبارک اور فراخ کرے اور ہمیشہ تمہارا کار ساز رہے۔ حکومت ملنے کے بعد ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان وصایا کے بعد وہ کوفہ کی سمت روانہ ہو گئے۔ قربانی کے اونٹ ساتھ تھے اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں قلادہ باندھا۔ ابھی ماہ ذی قعدہ کے کچھ دن گزر رہے تھے۔

ریطہ بنت ابی العباس کو ہدایات:

جمرۃ العطارۃ جو منصور کی عطارہ تھی بیان کرتی ہے کہ جب وہ حج کے لیے جانے لگے تو انہوں نے ریطہ بنت ابی العباس مہدی کی بیوی کو پاس بلایا۔ مہدی اس وقت رے میں تھا جو وصایا کرنی تھیں وہ سب ان سے کہہ دیں اور ایک عہد لکھ کر ان کے سپرد کیا۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسے دے دیں۔ یہ بات بھی طرح سمجھا دی اور سخت قسم دے کر یہ اقرار ذاتی لے لیا کہ ان خزانوں کے کوٹھوں میں سے بعض کو بھی نہ کھولا جائے اور سوائے مہدی کے اور کسی دوسرے کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے اور یہ بھی صرف اس وقت ہو جب کہ تم کو میری موت کی صحیح خبر معلوم ہو۔ میرے مرنے کے بعد صرف وہ اور مہدی ان کوٹھوں کو کھولیں نیز وہاں کوئی تیسرا شخص بھی نہ ہو۔ جب مہدی رے سے مدینۃ السلام آیا تو ریطہ نے خزانوں کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہہ دیا کہ منصور مجھے یہ کہہ گئے ہیں اور تاکید کر دی ہے کہ جب تک تمہیں ان کے مرنے کی صحیح اطلاع نہ پہنچے اس وقت تک تم نہ تو مجھے کھولنا اور نہ اس کی کسی دوسرے کو اطلاع دینا چنانچہ جب مہدی کو ان کے مرنے کی خبر ہوئی اور وہ خود اب خلیفہ ہو گیا تو اس نے اس کوٹھے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی ان کے ہمراہ تھی۔ مقتولوں کا ایک بڑا گھر نظر آیا جس میں آل ابی طالب کے مقتول لوگوں کی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے تھے جن میں ان کا نسب درج تھا۔ ان کی تعداد مقتولوں میں کمسن بچے جوان اور بوڑھے سب ہی تھے اس منظر کو دیکھ کر مہدی لرز گیا۔ اس نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان سب لاشوں کو اس میں دفن کر کے ان پر ایک قبہ بنوا دیا۔

منصور کی اپنی موت کی پیشین گوئی:

اسحاق بن عیسیٰ بن علی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے اس نے کہا کہ میں نے ۱۵۸ھ میں حج کو جاتے ہوئے منصور کو مہدی سے رخصت کے وقت یہ کہتے سنا اے ابو عبداللہ! میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا تھا اور ذی الحجہ میں مجھے خلافت ملی اب میرے قلب میں یہ بات جم گئی ہے کہ اس سال کے ذی الحجہ میں میری موت واقع ہو اسی خیال نے مجھے حج پر آمادہ کیا ہے۔

ابو جعفر کی مہدی کو وصیت:

میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے بعد مسلمانوں کی حکومت کی باگ تمہارے ہاتھ میں آئے تم ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہاری مشکل کو آسان کر دے گا۔ تم کو سلامتی اور نجات کا سامان دے گا اور غیر متوقع طریقوں سے تم کو کامیابی ہوتی رہے گی۔ اے میرے فرزند! مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے میں محمد ﷺ کا خیال رکھنا۔ اللہ تمہارے معاملات کی حفاظت کرے گا۔ کسی کو بلاوجہ قتل کرنے سے اجتناب کرنا کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک بڑا سخت گناہ ہے اور دنیا میں مستقل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان کے متعلق ارشاد ہے

﴿ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ﴾ ([illegible])

"بے شک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں ([illegible])"۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

راوی کہتا ہے کہ یہ وصیت منصور نے مہدی کو تحریر کی [illegible] کے قلب [illegible] ہے۔

وصایا کے متعلق سعید بن ہریم کی روایت

سعید بن ہریم کی روایت ہے کہ [illegible] نے وفات کی جب [illegible] حج کے لیے روانہ ہونے لگا تو مہدی نے اس کی مشایعت کی۔ منصور نے کہا اے میرے بیٹے میں نے تمہارے لیے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تمہارے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

ابو جعفر کی قیام گاہ پر اشعار

موسیٰ بن ہارون [illegible] کہتے ہیں کہ جب منصور آخری منزل میں [illegible] اترے تو ان کی قیام گاہ کے صدر [illegible] پر وہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابا جعفر حانت وفاتك وانقضت ۔۔۔۔ سنوك وامر الله لا بد واقع

ابا جعفر هل كاهن او منجم ۔۔۔۔ لك اليوم من حر المنية مانع

ترجمہ: "اے ابو جعفر تمہاری موت قریب آ گئی ہے اور تمہاری عمر پوری ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہتا ہے۔ کیا کوئی کاہن یا نجومی تم کو موت کی تکلیف سے بچا سکتا ہے۔"

[illegible] عبارت کی نفی

ربیع [illegible] کہتے ہیں کہ منصور نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ تب منصور نے وہ دونوں شعر [illegible] [illegible]۔

مہدی کو [illegible] وصیت [illegible]

اس کے بعد منصور نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خلافت [illegible] اشتیاق پیدا [illegible]

[illegible]

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبدالعزیز بن مسلم کا بیان:

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۱۲

خلیفہ محمد بن عبداللہ مہدی

علی بن محمد نوفلی کا بیان:

علی بن محمد نوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے جس سال ابو جعفر کا انتقال ہوا۔ میں بھی بصرہ کے راستے سے حج کے لیے روانہ ہوا۔ ابو جعفر نے کوفہ کا راستہ اختیار کیا تھا میں ذات عرق میں ان سے جا ملا۔ یہاں سے میں ان کے ساتھ ہو گیا جب وہ سوار ہوتے میں ان کے سامنے آکر سلام کرتا۔ یہ بیماری کی وجہ سے بہت نحیف ہو گئے تھے۔ صورت سے موت کے آثار ہویدا تھے پھر بستان پہنچ کر انھوں نے منزل کی اور بستان میں داخل ہو گئے۔ میں [illegible] کے دوران ان کی قیام گاہ پر جایا کرتا تھا اور وہاں [illegible] کے قریب تک [illegible] جاتا۔ دوسرے لوگوں [illegible] کی جرأت نہ تھی۔

ابو جعفر منصور کی شدید علالت:

ان کا مرض اور شدید ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اسی حالت میں وہ رات آگئی جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ مجھے ابھی ان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے حسب معمول علی الصباح [illegible] نماز صبح میں پڑھی اور اپنے ہمراہ دونوں بچوں (ابراہیم) کو [illegible] ان کے [illegible] محل [illegible] مجھ سے [illegible] ان کا [illegible] انھوں نے [illegible] بنی ہاشم کے بزرگ حضرات [illegible] عبداللہ بن [illegible] کے [illegible] حضرت علی [illegible] کی وجہ سے [illegible] رنگ کا [illegible] پہنے ہوتے تھے۔

ابو جعفر منصور کی وفات کی اطلاع:

جب ہم محل پہنچے تو وہاں عیسیٰ بن علی عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ [illegible] بیٹھے ہوئے تھے ہم نے ان کی طرف [illegible] سلام کیا اور [illegible] محمد بن عمران نے مجھ سے پوچھا ان دونوں لڑکوں کی بابت [illegible] داخل ہونے سے [illegible] میں نے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ [illegible] واقعہ بھی یہی تھا۔ [illegible] تھے کہ ایک شخص [illegible] جس کی صورت [illegible] دونوں [illegible] کے درمیان سے [illegible] قریب آیا اور اس نے یہ بات کہی کہ خلیفہ منصور کا انتقال ہو گیا [illegible] غائب ہو گیا [illegible] اپنے ساتھ چلے ہوئے ان کی چھاؤنی آنے [illegible] سے جہاں آکر ہم بیٹھے تھے وہیں دیکھا کہ [illegible] شامیانے کے ستونوں کے پاس ہم سے پیچھے آکر [illegible] اسی طرح آج ہم [illegible] منصور کی [illegible] کے ایک کونے [illegible] ہے جب سے ہم [illegible] عراق کی منصور کے ساتھ ہوتے تھے کہنے یہ

[illegible]

ابوجعفر [illegible] آواز [illegible]

[illegible]

ابوجعفر کی وصیت کا اعلان

[illegible]

[illegible]

حسن بن زید کی بیعت کے وقت تقریر

[illegible]

بہر حال اس کے بعد اس نے لوگوں کے چہروں پر نظر دوڑائی۔ بنی ہاشم کے قریب آ کر حسن بن زید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے ابو محمد اٹھو اور بیعت کرو۔ حسن اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ربیع انہیں موسیٰ کے پاس لایا اور ان کے سامنے بٹھایا۔ حسن نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا: حضرات! امیر المومنین منصور نے مجھے مارا تھا میری جائداد ضبط کر لی تھی مہدی نے ان سے میری سفارش کی وہ مجھ سے خوش ہو گئے تھے مہدی نے ان سے میری جائداد کی واپسی کے لیے بھی کہا مگر اس بات کو انہوں نے نہ مانا اس پر مہدی نے اپنے پاس سے میری تمام املاک کی قیمت یا ان کی مثل ایک ایک کے عوض دو چند عطا کیں اس لیے مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو خلوص دل اور طیب خاطر سے ان کے لیے بیعت کرے۔

ابوجعفر منصور کے جنازہ کی روانگی:

جب اس نے مہدی کے لیے موسیٰ کی بیعت کر لی تو اس کے بعد ربیع محمد بن سلیمان کے پاس آیا اور ان کی کم سنی کی وجہ سے ان کو اس نے مقدم نہ کیا ان کے بعد وہ میرے پاس آیا مجھ سے کہا تم اس طرح بیعت کرنے والوں میں ان دونوں کا تیسرا تھا ہمارے بعد جو دوسرے تمام حاضرین نے بیعت کی اس سے فارغ ہو کر وہ خیموں میں چلا گیا وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر بنی ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے چلیے۔ ہم سب بنی ہاشم اس کے ساتھ اندر گئے۔ اس وقت ہماری کثیر تعداد وہاں موجود تھی ہم میں اہل عراق اہل مکہ اور اہل مدینہ سب ہی تھے جو اس سال حج کے لیے آئے تھے اندر گئے۔ دیکھا کہ منصور اپنے تخت پر کفن پہنے پڑے ہیں۔ چہرہ کھلا ہوا ہے ہم نے ان کو اٹھایا اور اسی طرح تین میل تک لے گئے۔ اس وقت بھی ان کی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے تھے ہی نہ قریب ہو کر جب میں کاندھا دیتا تو ان کا چہرہ نظر آتا چونکہ وہ محرم مرے تھے اس لیے انہوں نے اپنے بال بڑھا دیے تھے اس لیے ہوا سے ان کی داڑھی کے بال اڑ رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم وہاں سے انہیں ان کی قبر پر لائے اور ان کو اتار دیا۔

علی بن عیسیٰ کی عیسیٰ بن موسیٰ کو دھمکی:

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس رات ابوجعفر نے انتقال کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے سب سے پہلے بیعت لینی شروع کی۔ اس نے سب سے پہلے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ آپ مہدی کی ولی عہدی کی بیعت کریں ورنہ تمہاری گردن اڑا دی جائے گی تو عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سے انکار کیا ان کا یہ جواب سن کر جو سردار ان قوم وہاں موجود تھے وہ ان کے پاس آتے اور جاتے رہے۔ آخر کار علی بن عیسیٰ بن ماہان اٹھا اس نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور ننگی کر کے عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بڑھا کہنے لگا سیدھی طرح سے بیعت کرو ورنہ ابھی کام تمام کیے دیتا ہوں۔ یہ دیکھ کر عیسیٰ نے بیعت کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔

موسیٰ بن ہارون کا بیان:

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن مہدی اور ربیع منصور کے موالی نے منارہ منصور کے دوسرے موالی کو ان کی خبر مرگ اور مہدی کے لیے بیعت لیے جانے کی خبر پہنچانے کے لیے مہدی کے پاس روانہ کیا ان کے جانے کے بعد حسن الشروی کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا عصا مبارک اور وہ چادر جو خلفاء میں متوارث چلی آتی تھی مہدی کے پاس بھیجی۔ نیز ربیع نے ابو العباس الطوسی کو بھی خاتم خلافت دے کر منارہ کے ہمراہ کیا ان انتظامات کے بعد سب کے سب مکہ سے نکلے۔ عبداللہ بن المسیب بن زہیر حسب

دستور بحال رہا۔ یہاں تک کہ ربیع بن المنصور کے آنے کے بعد۔ منصور کی زندگی میں یہ خدمت اسی کے متعلق تھی۔ تا آنکہ عبداللہ بن مالک نے جو اس وقت موسیٰ بن المہدی کا صاحب شرطہ تھا۔ بھالے کو توڑ ڈالا۔

علی بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی:

اس کے علاوہ وجہ تنفر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھوں جو صدمہ پہنچا تھا اور یہ اذیت اس کے دادا کو فرقہ میں ہونے کی وجہ سے پہنچی تھی اس کے دل میں عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف سے عداوت باقی تھی اس وقت بیٹھے بیٹھے اس نے عیسیٰ بن موسیٰ پر طعن آمیز ملامت پھبتی چست کیے۔ ابو خالد مروزی اس جماعت کا سرغنہ تھا قریب تھا کہ بات کا بتنگڑ بن جائے اور آپس میں تلوار چل جائے لوگوں نے ہتھیار نکال لیے تھے مگر محمد بن سلیمان نے اس موقع پر بڑی سرگرم کوشش کی اور سب کو خاموش کر دیا۔ اگرچہ اس کے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس معاملہ میں پڑ گئے مگر محمد کا طرز عمل اور روش نہایت ہی قابل تحسین تھی اس کی وجہ سے یہ شور و غوغا دب گیا اور سب خاموش ہو گئے۔

علی بن عیسیٰ کی برطرفی:

محمد بن سلیمان نے اس تمام واقعہ کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے علی بن عیسیٰ کو موسیٰ بن المہدی کے گارد دستے کی سرداری کی خدمت سے برطرف کر دینے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی جگہ ابو حنیفہ حرب بن قیس کو مقرر کیا۔ اس طرح فوج میں جو فتنہ پیدا ہونے کو تھا وہ دب گیا۔ عمر بن محمد اور محمد بن سلیمان دوسروں سے پہلے مہدی سے جا ملے ان میں بھی عباس بن محمد سب سے پہلے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ منارہ منگل کے دن نصف ذی الحجہ میں مہدی کے پاس آیا۔ اس نے ان کے خلیفہ ہونے کی ان کو خبر دی نیز ان کے باپ کی موت پر تعزیت کی اور تمام اطراف و اکناف سلطنت سے اسی مضمون کے خطوط ان کو موصول ہوئے۔ اب مدینۃ السلام کے تمام باشندوں نے ان کی بیعت کر لی۔

منصور کی مکہ معظمہ پہنچنے کی خواہش:

ربیع کہتا ہے کہ جس سفر میں منصور نے انتقال کیا اس میں مکہ کے راستہ میں قریب ہی کسی منزل میں انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ اثنائے سفر میں ربیع ان کا ہمدم تھا۔ اس خواب سے وہ بہت متوحش ہو گئے مجھ سے کہا ربیع! اب میں زندہ نہیں رہوں گا۔ موت سر پر آ پہنچا ہے۔ اب تم ابو عبداللہ المہدی کے لیے بیعت لے لینا۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ آپ کو طول حیات دے گا۔ اور ان شاء اللہ آپ خود ابو عبداللہ سے ملیں گے۔ کہنے لگے۔ اس وقت ان کی حالت زیادہ خراب ہو چلی تھی جس طرح سے ہو سکے مجھے جلد سے جلد میرے رب کے حرم اور امن میں پہنچا دو اپنی تمام کوشش صرف کر دو۔ برابر اعادہ کرتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد مجھے پہنچا دو اور اپنے نفس پر زیادتیوں کے بار سے سبکدوش ہو کے اپنے رب کے حرم میں پہنچ جاؤں۔ اسی حالت میں بیر میمون پہنچ کر میں نے کہا لیجیے۔ یہ بیر میمون آ گیا ہے آپ اب حرم میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر الحمد للہ کہا اور اسی دم جان بحق تسلیم ہوئے۔

مہدی کی بیعت کے لیے ربیع کی حکمت عملی:

میں نے حکم دیا کہ خیمے نصب کیے جائیں اور قناتیں کھڑی کی جائیں۔ جب یہ سب ہو گیا تو اب میں امیر المومنین کی خدمت میں

حاضر ہونے کے ارادے سے اندر گیا میں نے ان کو ایک بڑی اور ایک چھوٹی کلنگی پہنا دی تکیے کے سہارے بٹھا دیا ان کے چہرے پر ایک باریک نقاب ڈال دی جس میں ان کی صورت تو نظر آتی تھی مگر ان کا اصلی حال معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی زیادہ قریب آ کر ان کی حالت معلوم نہ کر سکے ان کی بیوی کو اس نقاب کے پاس بٹھا دیا۔ یہ فضل بتاتا ہے کہ اب میں ان کے پاس گیا اور اسی مقام پر کھڑا ہو گیا جہاں سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں پھر میں نے باہر آ کر کہا خدا کا احسان ہے کہ امیر المومنین کی طبیعت اب بہ افاقہ ہے وہ آپ سب کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہاری حکومت مضبوطی سے برقرار رکھے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے اور تمہارے دل کو خوش کرے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم اب پھر ابو عبداللہ المہدی کے لیے تجدید بیعت کرو تا کہ کسی دشمن یا باغی کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کا لالچ نہ پیدا ہو۔ اس پر تمام حاضرین نے کہا اللہ امیر المومنین کو توفیق حسن عطا فرمائے ہم اس کے لیے بسر و چشم حاضر ہیں۔ میں اندر گیا اور پھر نکلا اب میں نے سب سے کہا بیعت کے لیے تشریف لائیے۔ سب نے بیعت کی۔ حاضرین میں جس قدر ہاشمی، قائد اور سردار تھے سب نے بلا استثناء مہدی کے لیے بیعت کی جب بیعت سے فراغت ہو گئی۔ اس بیان کا پہلا راوی ہیثم بن عدی کہتا ہے تو اب ربیع اندر گیا اور وہاں سے روتا پیٹتا گریبان چاک کرے سر پیٹتا ہوا باہر آیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا اے بکری کے بچے تجھ پر ترس آتا ہے اس سے قائل کی مراد ربیع تھا۔ کیونکہ جب یہ بالکل بچہ تھا جب ہی اس کی ماں مر گئی تھی اور یہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا تھا اس کے مرنے کے بعد پھر اس نے بکری کے دودھ پر پرورش پائی۔

منصور کے لیے سو قبروں کی کھدائی۔

منصور کے لیے سو قبریں کھودی گئیں وہ ان سب میں اس خوف سے کہ مبادا بعد میں کوئی اس کے جسد کے ساتھ بے حرمتی کرے دفن کیا گیا اس کے باوجود ظاہری طور پر اس کی ایک معروف قبر ہونے کے اس کی اصلی قبر کا حال مشتبہ ہی رکھا گیا۔

مہدی کی ربیع سے خفگی:

تمام خلفائے بنی عباس کی قبروں کا یہی حال ہے ان کی اصلی قبر کا حال کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اس تمام سرگزشت کی اطلاع مہدی کو ہوئی جب ربیع ان کے پاس آیا تو مہدی نے اسے ڈانٹ کر پوچھا۔ اے غلام زادے امیر المومنین کی جلالت تیری ان حرکات میں جو تو نے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیں مانع نہ تھی بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی نے اسے مارا۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔

ایک ایسا شخص جو اس حج میں منصور کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے کہ جاتے ہوئے میں نے یہ رنگ دیکھا کہ تمام لوگ صالح بن المنصور کے جو اپنے باپ کے ہمراہ تھا جلو میں تھے اور خود موسیٰ بن مہدی بھی اس کے پیچھے تھا جب مکہ سے واپسی ہوئی تو اب سب موسیٰ کے جلو میں تھے اور خود صالح بھی اسی کے ہم رکاب تھا۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

بصرہ میں سب سے پہلے خلف الاحمر نے منصور کی خبر مرگ پہنچائی۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ منصور نے اس کے لیے وصیت کر دی تھی۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اس سال تک

کا عامل تھا۔ عبد الصمد بن علی مدینہ کا والی تھا۔ عمرو بن زہیر ضبی مسیب بن زہیر کا بھائی کوفہ کا والی تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسمٰعیل بن ابی اسمٰعیل ثقفی کوفہ کا والی تھا اس کے متعلق یہ بھی ایک ضعیف روایت ہے کہ یہ قیس کے کسی شخص کا مولیٰ تھا۔ شریک بن عبد اللہ بھی کوفہ کے قاضی تھے اور ثابت بن موسیٰ کوفہ کا ناظم مال تھا۔ حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا کوفہ کے ساتھ بغداد کی قضا بھی شریک بن عبد اللہ ہی کے تعلق تھی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ منصور کی موت کے وقت عبید اللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بغداد کے قاضی تھے اور شریک صرف کوفہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قضا کوفہ کے ساتھ شریک اہل کوفہ کے امام نماز بھی تھے۔ منصور کی موت کے وقت بغداد کا کوتوال عبد الجبار بن عبد الرحمن کا بھائی عمر بن عبد الرحمن تھا۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ موسیٰ بن کعب بغداد کا کوتوال تھا بصرہ اور اس کے علاقہ کا افسر مال عمارہ بن حمزہ تھا عبید اللہ بن الحسن العنبری بصرہ کے قاضی اور یہی امام تھے۔ سعید بن دعلج بصرہ کی مہماتی فوج کا سردار تھا۔ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال ایسا شدید قحط ہوا کہ تمام [illegible] بندگان خدا لاچار ہو گئے۔

۱۵۹ھ کے واقعات

انگورہ کی مہم:

اسی سال عباس بن محمد نے موسم گرما کی مجاہدانہ مہم کی قیادت کی۔ اس مرتبہ پیش قدمی کرتے ہوئے یہ انگورہ تک پہنچا اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن وصیف موالیوں کی جماعت کے ساتھ متعین تھا۔ مہدی نے عباس کے ہمراہ اہل خراسان اور دوسرے عرب سرداروں کی ایک جماعت بھی ساتھ کر دی تھی۔ خود مہدی نے بغداد سے نکل کر بردان میں پڑاؤ ڈالا اور جب تک عباس اور اس کے ساتھ جانے والی مہماتی فوج اپنے مقصد پر روانہ ہو گئی یہ اسی مقام پر رہا۔ اگرچہ حسن اس غزوہ میں عباس کے ہمراہ تھا مگر مہدی نے اسے عباس کے ماتحت نہیں کیا تھا بلکہ عزل و نصب اور دوسرے جنگی امور میں وہ آزاد تھا اس مہم میں اس جماعت نے روم کے ایک شہر اور اس کے ساتھ ہی ایک تہ خانے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ جماعت ایک مسلمان کا بھی نقصان برداشت کیے بغیر صحیح سالم واپس آ گئی۔

عمال کا عزل و نصب:

اسی سال حمید بن قحطبہ جو مہدی کی جانب سے خراسان کا عامل تھا مر گیا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابو عون عبد الملک بن یزید کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ اسی سال حمزہ بن مالک سجستان کا والی بنایا گیا۔ جبرئیل بن یحییٰ سمرقند کا والی مقرر کیا گیا۔

اسی سال مہدی نے رصافہ کی مسجد بنوائی اور اسی سال رصافہ کی فصیل اور خندق بنائی۔ انھوں نے عبد الصمد بن علی کو مدینہ رسول اللہ ﷺ کی ولایت سے ایک شکایت کی بنا پر برطرف کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن صفوان الجمحی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

باربد کی مہم:

اسی سال مہدی نے عبد الملک بن شہاب المسمعی کو فوج کے ساتھ بحری راستہ سے ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم کے لیے انھوں نے تمام فوجی دستوں میں سے دو ہزار اہل بصرہ اور ان رضاکاروں میں سے جو پہلے سرحدوں پر رہتے تھے پندرہ سو آدمی شامل کر دیے ان کی امداد کی

سے ایک سردار ربیع بن حیان الداخلی کو سات سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا نیز عبدالملک کے ہمراہ اہل بصرہ کے ایک ہزار دو سو رضاکار اپنے خرچ سے جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ ان میں ربیع بن صبیح بھی تھا۔ دو سو اسواری اور سبابجہ کے چار ہزار آدمی عبدالملک کے ساتھ ہو گئے اس نے اسد بن محمد الہیثم کو اہل بصرہ کے ایک ہزار رضا کاروں کا سردار مقرر کیا اور اپنے بیٹے غسان بن عبدالملک کو اہل بصرہ کی دو ہزار مسامعی فوج کا سردار بنایا اپنے دوسرے بیٹے عبدالواحد بن عبدالملک کو ان چودہ سو رضا کاروں کا سردار مقرر کیا جو چھاؤنیوں میں جہاد کے لیے قیام کرتے تھے یعنی یزید بن الحباب اپنی شامی جماعت کے ساتھ ان کو رخصت کیا۔ یہ تمام فوج روانہ ہوئی۔ مہدی نے ابوالقاسم محرز بن ابراہیم کو اس مہم کی تمام ضروریات کی سربراہی اور انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ یہ فوج اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئی اور ۱۶۰ھ میں ہندوستان کے شہر باربد پہنچی۔

قیدیوں کی رہائی:

اس سال معبد بن خلیل مہدی کے عامل سندھ نے انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابوعبداللہ وزیر کے مشورے سے روح بن حاتم کو سندھ کا عامل مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو رہا کر دیا جائے جن کو منصور نے قید کیا تھا البتہ اس وعدہ معافی سے وہ لوگ مستفید نہیں ہو سکتے جو کسی ضرب شدید یا قتل کی پاداش میں ماخوذ ہوں یا جو مشہور فتنہ انگیز مفسد ہوں یا جو کسی کے قتل کے جرم یا مطالبات حقوق میں ماخوذ ہوں۔ چنانچہ اس حکم کی بنا پر تمام لوگ رہا کر دیئے گئے ان میں یعقوب بن داؤد بنی سلیم کا مولیٰ بھی تھا نیز اس کے ہمراہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب جیسا بھی قید تھا۔

یعقوب بن داؤد کی رہائی:

اس سال مہدی نے حسن بن ابراہیم کو اس جیل خانہ سے جہاں وہ قید تھا نصیر خادم کی نگرانی میں منتقل کر دیا۔ نصیر نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ جب مہدی نے منصور کے عہد کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا اور اس حکم کی بنا پر یعقوب بن داؤد بھی جو حسن بن ابراہیم کے ہمراہ قید تھا رہا کر دیا گیا تو حسن کو اب اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید میں قتل کیا جاؤں گا۔ اس خوف کی وجہ سے اس نے قید سے رہائی کی یہ ترکیب سوچی کہ اپنے بعض خاص معتمد دوستوں سے سازش کی جس مقام پر وہ قید تھا اس کی سیدھ میں باہر کی جانب سے ایک سرنگ اس کے نکالنے کے لیے کھودی گئی۔

یعقوب بن داؤد کی مہدی سے ملاقات کی خواہش:

رہائی کے بعد یعقوب بن داؤد ابن علاثہ کے پاس جو مدینۃ السلام میں مہدی کے قاضی تھے بہت جایا کرتا تھا اور اسی ملاقات کی وجہ سے ابن علاثہ اس پر اعتماد کرنے لگا۔ یعقوب کو معلوم ہوا کہ حسن بن ابراہیم اس طرح قید سے بھاگنے کی فکر کر رہا ہے اس نے ابن علاثہ سے ذکر کیا کہ میں مہدی کے ساتھ کچھ خیر خواہی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ابوعبیداللہ سے ملا دیجیے۔ ابن علاثہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے جو تم امیر المومنین سے بیان کرنا چاہتے ہو یعقوب نے اس کے اظہار سے انکار کیا اور کہا اس معاملہ میں جلدی کرنا چاہیے۔ اگر یہ موقع نکل گیا تو اس کے بعد آپ تعجب کرتے رہیں گے۔ ابن علاثہ نے ابوعبیداللہ سے مل کر یعقوب کی اس خواہش کو بیان کیا ابوعبیداللہ نے اسے اپنے سے ملنے کی اجازت دے دی جب یعقوب اس کے پاس آیا تو اس نے ابوعبیداللہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے مہدی کی خدمت میں پیش کر دیجیے تاکہ میں ان سے ان کے نفع کی بات کہہ دوں۔

یعقوب کی حسن بن ابراہیم کے متعلق مہدی کو اطلاع

ابوعبید اللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں باریاب کر دیا۔ اس نے مہدی کے پاس جا کر سب سے پہلے اپنی رہائی پر ان کے احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ میں آپ سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ابوعبید اللہ اور ابن علاثہ کی موجودگی میں اس کے بیان کرنے کی اجازت دی یعقوب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں حضرات یہاں سے چلے جائیں۔ مہدی نے کہا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے مگر یعقوب نے کہا کہ [illegible] مہدی نے ان دونوں کو چلے جانے کا حکم دیا جب تخلیہ ہوا تو اب یعقوب نے حسن بن ابراہیم کے فرار ہونے کی اطلاع دی اور کہا کہ یہ بات آئندہ شب ہونے والی ہے۔

حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے منتقلی:

مہدی نے اس اطلاع کی تحقیق کے لیے چند معتمد آدمی بھیجے انہوں نے تحقیق کر کے یعقوب کی خبر کی تصدیق کی اس بنا پر مہدی نے حسن کو جیل خانہ سے منتقل کر کے نصیر کے پاس قید کر دیا۔ حسن جب تک زندہ رہے اس کے پاس قید رہے۔ [illegible] نے ان کے آدمیوں نے ان کی رہائی کے لیے قید خانہ میں نقب لگائی اور وہ نصیر کی قید سے نکل بھاگا [illegible] اس کے بھاگنے کے بعد اس کی تلاش کی گئی اور ہر چند اس کی جستجو کی گئی مگر وہ نہ ملا۔ اب مہدی کو یہ بات یاد آئی کہ اس سے پہلے یعقوب نے حسن کے بھاگنے کی اطلاع دی تھی ممکن ہے کہ اس وقت بھی اسے اس معاملہ کی کوئی پتے کی بات معلوم ہو سکے اس نے ابوعبید اللہ سے یعقوب کو دریافت کیا اس نے کہا وہ حاضر ہے یعقوب اب بھی خلیفہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

یعقوب بن داؤد سے حسن بن ابراہیم کے متعلق استفسار

مہدی نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس کو وہ بات یاد دلائی جو اس نے پہلے حسن بن ابراہیم کے فرار کے متعلق ان کو مطلع کر کے اپنی خیر خواہی کی تھی اور کہا کہ اب وہ جس طرح بھاگ کر روپوش ہو گیا ہے اگر تم کو معلوم ہو تو بتاؤ۔ اس نے کہا کہ اس وقت مجھے اس کے مقام کے متعلق واقفیت نہیں ہے لیکن اگر آپ مجھ سے عہد و پیمان کریں کہ اگر میں اسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس عہد کو پورا کریں گے تو اس خدمت کو سرانجام دے سکتا ہوں [illegible] امان دیں گے۔ مہدی نے اس کی خواہش کے مطابق اس سے عہد کر کے اس کے لیے ایک لاکھ درہم منظور کر لیا۔

یعقوب بن داؤد کا مہدی کو مشورہ

یعقوب نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ اس کی تلاش ترک کر دیں اور اس کی طلب و تلاش چھوڑ دیں [illegible] جب سے وہ روپوش ہو گیا ہے [illegible] اب اس کے معاملہ میں آپ تفتیش نہ کیجیے [illegible] اسے آپ کے پاس حاضر کر دیتا ہوں۔ مہدی نے اس کی یہ بات بھی مان لی۔ یعقوب نے کہا امیرالمومنین آپ نے اپنی رعایا کے ساتھ بہت انصاف کیا ہے اور ان پر اپنے فضل و کرم کی بارش کی ہے کہ ان کی امیدیں آپ کی ذات [illegible] بہت وسیع ہو گئی ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو آپ سے بیان کروں تو آپ ان پر اپنی رائے قائم کریں [illegible] دینی و دنیوی [illegible] آپ نے [illegible] آپ کا [illegible]

نہیں ہوگی اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے دیں اور آپ نے کل اجازت دی تو میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔

یعقوب بن داؤد کا عروج و زوال:

مہدی نے اس کی یہ درخواست بھی منظور کی اور اسے عرض معروض کی خدمت کا عہدہ دیا جو منصور کا بھی خود ہی تھا یہ کام حقیقتاً یوں کرتا کہ جب یعقوب ملنے کے لیے آتے تو وہ امیر المومنین کو ان کے آنے کی اطلاع کرتے۔ اس کے بعد سے یعقوب کا یہ دستور تھا کہ وہ رات کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور شام تک سلطنت کے معاملات پر بحث کرتا مہدی کی خلافت' قلعوں کی تعمیر' کام ہی کی تقریب' ناداروں کی شادی' قیدیوں کی رہائی' گرفتاروں کی آزادی' اہل ضرورت کی رفع حاجت اور باغیرت سفید پوشوں کی دستگیری کیا۔ سب موقع نہایت عمدہ اور نیک مشورہ دیتا اسی لیے اس علاقہ سے کہتے ہیں ہر ایک سے مہدی کی جناب میں بڑا قدر اور اعزاز حاصل تو ہو گیا تھا کہ اسے یہ تمام ترقی کر کے حسن بن ابراہیم پرتاب ہوا کہ قتل کے اس سے بہت زیادہ ہو گئی پھر مہدی نے اسے اللہ کے لیے اپنا بھائی بنا لیا اور اس کے لیے ایک خط جاری فرمان شائع کر دیا جو سرکاری دفاتر میں ثبت کر لیا گیا اسے ایک لاکھ درہم دیے گئے۔ یہ پہلا صلہ تھا جو مہدی نے یعقوب کو دیا تھا غرض کہ اسی طرح اس کی قدر و منزلت دن دونی رات چوگنی مہدی کے پاس بڑھتی رہی یہاں تک کہ اس نے حسن بن ابراہیم کو مہدی کے حوالے کر دیا اور پھر ایک عرصہ بعد یعقوب کی حمایت کی اور مہدی نے اسے پھر قید کر دیا۔ اس کی انقلاب زمانہ پر علی بن خلیل نے یہ شعر کہے۔

والی کوفہ ابن اسمٰعیل کی برطرفی:

اس سال مہدی نے اسمٰعیل بن اسمٰعیل کو کوفہ کی ولایت اور جنگی فوج کی سرداری سے برطرف کر دیا اس کے جانشین کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ مہدی نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ کے مشورے سے اسحٰق بن صباح الکندی ثم الاشعثی کو اس عہدے پر مقرر کیا عمر بن شبہ کہتا ہے کہ مہدی نے عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کو کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے اپنے بھتیجے عثمان بن سعید بن لقمان کو کوفہ کا کوتوال بنایا۔

قاضی کوفہ شریک بن عبداللہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شریک بن عبداللہ قاضی اور نماز کے امام بھی تھے اور عیسیٰ کوتوال تھا مگر اب جبکہ صرف شریک والی مقرر ہوئے اور انھوں نے اسحٰق بن الصباح الکندی والی کو کوتوال مقرر کر دیا۔ اس زمانے میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا:

[illegible]

ترجمہ: ''تو کسی طرح شریک نے احسان کا بدلہ کیسا دیا [illegible]''

بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اسحٰق نے شریک کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی اس پر شریک نے یہ شعر اس کے لیے کہے۔

[illegible]

ترجمہ: ''اس نے دنیا کی خاطر نماز چھوڑ دی اور روزہ رکھنا چھوڑ دیا [illegible]''

عمر بن شبہ نے جعفر بن محمد [illegible] کوفہ سے یوں بیان کیا ہے کہ خود مہدی نے قضاء کے ساتھ امامت نماز بھی شریک کے تفویض کر دی

تھی وہ [illegible] کا عامل مقرر کیا اور اس کے بعد [illegible] کو [illegible] سے برطرف کیا [illegible] کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے ان کی جگہ [illegible] کو مقرر کیا اور سعید بن دعلج ان کی جگہ عامل [illegible]۔

اسی سال مہدی نے سعید بن دعلج کو بصرہ کی چوکیداری سے برطرف کر دیا اور عبید اللہ بن حسن [illegible] کو قضاء بصرہ سے برطرف کر دیا اور ان دونوں کی جگہ انھوں نے عبد الملک بن ایوب [illegible] کو مقرر کیا [illegible] انھوں نے عبد الملک کو تحریر کیا کہ اہل بصرہ کو سعید بن دعلج [illegible] کا انصاف کرے پھر [illegible] عبد الملک کی [illegible] سے نکال [illegible] کے ماتحت کر دیا۔ [illegible] بصرہ کے ایک شخص مسور بن عبد اللہ بن مسلم الباہلی کو اس خدمت پر متعین کیا اور عبد الملک کو جنگ و نماز پر برقرار رکھا۔

عمال کا عزل و نصب

اسی سال مہدی نے قثم بن العباس کو یمامہ کی ولایت سے معزول کر دیا۔ [illegible] جب [illegible] کا انتقال ہو چکا تو مہدی نے ان کی جگہ بشر بن المنذر البجلی کو یمامہ کا عامل مقرر کیا۔ [illegible] منصور بن یزید [illegible] سے علیحدہ کر کے [illegible] کو متعین کیا اور یحییٰ بن سعید [illegible] کو برطرف کر کے فضل بن صالح کو جزیرہ کا عامل مقرر کیا۔ اسی سال مہدی نے اپنی ام ولد خیزران کو آزاد کر کے ان کے ساتھ باقاعدہ نکاح کیا۔ اسی سال مہدی نے ام عبد اللہ بنت صالح [illegible] سے [illegible] اور عبد اللہ [illegible] کی بہن [illegible] سے شادی کی۔ اسی سال [illegible] بصرہ کے پاس [illegible] تمام [illegible] سالم منصور [illegible] سے برطرف کیا گیا اور [illegible] مقرر کیا گیا۔

موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی تحریک

اسی سال بنو ہاشم اور [illegible] نے عیسیٰ بن موسیٰ کی بیعت سے علیحدگی اور ان کے بجائے موسیٰ بن مہدی کے ولی عہد مقرر کرنے کے لیے تحریک ہوئی۔ جب مہدی کو یہ علم ہوا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو جو اس وقت کوفہ میں تھے اپنے پاس طلب کیا۔ [illegible] مقصد [illegible] اس اندیشے سے انھوں نے مہدی کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا ولی عہدی سے دستبرداری سے انکار

اور جب خلیفہ مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ خواہش کی [illegible] تو انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ [illegible] مہدی نے [illegible] کو کوفہ کا [illegible] مہدی [illegible] بات [illegible] کا [illegible] ماہ رمضان [illegible]

نماز جمعہ پڑھتے اور عید میں کوفہ آتا یا اور ذی الحجہ کے اوائل میں کوفہ میں آ جاتا اور عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھ کر اپنی جاگیر کو چلا جاتا جمعہ کے دن جب وہ کوفہ آتا تو اپنی سواری پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں پر آتا اور دروازوں کی چوکھٹ پر اترتا اور وہیں نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔

روح حاتم بن قبیصہ کی عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف شکایت:

روح نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ سال کے صرف دو ماہ میں کوفہ آتا ہے اس کے علاوہ وہ جمعہ پڑھنے آتا ہے اور مرض کی وجہ سے کوفہ آتا ہے۔ جب جمعہ کے لیے آتا ہے تو مسجد کے چوک میں ہو کر جو نماز کی جگہ ہے اپنی سواری کے ساتھ وہاں تک لیے ہوئے مسجد کے دروازوں تک چلا آتا ہے اس کے جانور نماز کی جگہ بول و براز کر دیتے ہیں اس کے سوا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ مہدی نے لکھا کہ مسجد کے متصل جو راستے ہیں ان کے ناکوں پر لکڑیاں لگا دو۔ روح نے اس کی ابتدا کر دی۔ یہی جگہ خشبہ کہلاتی ہے۔ بعد سے پہلے ہی عیسیٰ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ مختار بن ابی عبیدہ کا مکان مسجد سے ملا ہوا تھا عیسیٰ نے منہ مانگی قیمت دے کر اسے ان کے ورثہ سے خرید لیا اسے آباد کیا اور اس میں ایک حمام بنوایا۔ جمعرات ہی کے دن وہ اس مکان میں آ جاتا اور وہیں ٹھہرتا اور جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں آتا تو ایک گدھے پر سواری کرتا اور گدھا ان لکڑیوں پر سے کود کر اسے مسجد کے دروازے تک لے آتا تھا عیسیٰ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ کر پھر اپنے مکان میں واپس ہو جاتا کچھ عرصے کے بعد پھر اس نے کوفہ ہی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دست برداری:

استحقاقات ولایت عہد کے متعلق مہدی مسلسل عیسیٰ پر زور دیتا رہا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تاکہ وہ اپنے بعد موسیٰ و ہارون کو ولی عہد بنائے۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو وہ سزا دوں گا جو مجرم کو دی جاتی ہے اور اگر تم یہ بات مان جاؤ تو میں تم کو وہ معاوضہ دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ اور اس کا نفع فوراً تم کو پہنچے۔ آخر کار عیسیٰ نے ان کی بات مان لی اور ہارون کے لیے بیعت کر لی۔ مہدی نے اسے ایک کروڑ درہم یا حسب روایت دوسروں کے دو کروڑ درہم نقد دیئے اس کے علاوہ بہت بڑی جاگیر دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی:

عمر کے علاوہ دوسرے ارباب سیر روایت کرتے ہیں کہ جب مہدی نے چاہا کہ عیسیٰ ولی عہدی سے علیحدہ کر دیئے جائیں تو انہوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ تعلقات اس قدر کشیدہ ہو گئے کہ اس کی جانب سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا اس اندیشے کی بنا پر مہدی نے اپنے چچا عباس بن محمد کو لکھا کہ آپ عیسیٰ کے پاس جائیں اور میری طرف سے یہ اور یہ باتیں اس سے کہیں۔ عباس مہدی کا خط لے کر عیسیٰ کے پاس آیا اور ان کی طرف سے جو پیام پہنچایا تھا وہ اس نے پہنچا دیا نیز اس معاملے میں عیسیٰ نے جو جواب دیا وہ عباس نے مہدی سے آ کر بیان کر دیا۔ عباس کے آ جانے کے بعد مہدی نے محمد بن فروخ ابو ہریرہ افسر فوج کو ایک ہزار ہوشیار شیعوں کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بھیجا ان میں سے ہر شخص کو ایک طبل دیا گیا اور یہ حکم دیا کہ کوفہ پہنچنے کے ساتھ سب اپنے اپنے طبل بجائیں۔ رات کے بالکل آخری حصے میں جب صبح نمودار ہونے لگی یہ جمعیت کوفہ

میں داخل ہوئی تو منصور کے مرنے کے بعد سب سے پہلے [illegible] اپنے محل پر [illegible] شہر سے [illegible] بہت [illegible] کرنے کے لیے [illegible] اپنی [illegible] نے [illegible] وقت [illegible] دیا۔

امیرِ حج یزید بن منصور و عمال

اس سال مہدی کے ماموں یزید بن منصور کی امارت میں حج ہوا جب کہ وہ یمن سے مدینۃ السلام آ رہا تھا۔ خود مہدی نے اسے اپنے پاس حاضری کا حکم دیا تھا اور لکھا تھا کہ اس سال تم ہی امیر حج بن کر جاؤ۔ مہدی نے اپنے خط میں اس سے ملاقات کا اشتیاق اور اپنی قرابت کا بھی اظہار کیا تھا۔

اس سال عبید اللہ بن صفوان الجمحی مدینہ کا امیر تھا۔ اسحاق بن صباح الکندی کوفہ میں نماز، امامت اور احداث پر تھے۔ ثابت بن موسیٰ وہاں کے خراج پر تھا۔ شریک بن عبداللہ قاضی تھے۔ عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری بصرہ کا [illegible] تھا۔ عمارہ بن حمزہ [illegible] احداث پر تھا اور اس کی [illegible] قائم مقام تھا۔ عبید اللہ بن الحسن العنبری بصرہ کے قاضی تھے۔ [illegible] کا عامل تھا۔ [illegible] کا والی [illegible] یمامہ کا [illegible] تھا۔

ابو عون عبدالملک بن یزید خراسان کا حاکم تھا۔ فضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان [illegible] والی تھا۔

۱۶۰ھ کے واقعات

یوسف البرم کی بغاوت و قتل

اس سال یوسف بن ابراہیم جو البرم کے لقب سے مشہور تھا اور اس کے متبعین نے مہدی کے طرز حکومت اور طرز زندگی سے ناراض ہو کر خراسان میں بغاوت کر دی۔ ایک خلقت کثیر اس کے جھنڈے کے نیچے آ گئی۔ مہدی نے یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ یزید نے اس سے نہایت شدید جنگ کی [illegible] ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ یزید نے اسے گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس کے ساتھیوں کو بھی اس کے ساتھ روانہ کیا۔ جب یہ نہروان پہنچے تو یوسف البرم اور اس کے ساتھیوں کو اسی طرح اونٹوں پر سوار کیا گیا کہ ان کے منہ دم کی طرف کر دیے گئے۔ اسی حالت میں ان کو رصافہ لایا گیا اور مہدی کے سامنے پیش کیا گیا۔ مہدی نے ہرثمہ بن اعین کو ان کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے یوسف کے دونوں ہاتھ اور پاؤں پہلے قطع کر کے اس کی گردن اڑا دی اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا اور پھر ان سب کو عسکر مہدی کے متصل دجلہ کے پل پر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ اس یوسف نے ہرثمہ کے ایک بھائی کو خراسان میں قتل کیا تھا اسی وجہ سے مہدی نے یوسف کو ہرثمہ کے سپرد کیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مدینۃ السلام میں آمد

اس سنہ میں ۶ محرم کو عیسیٰ بن موسیٰ [illegible] کے ہمراہ [illegible] مدینۃ السلام آیا اور محمد بن سلیمان کے اس مکان میں جو عسکر مہدی میں دجلہ کے کنارے واقع تھا فروکش ہوا۔ چند روز تک یہ مہدی کے پاس آتا جاتا رہا [illegible]

بیٹھا یا کرتا تھا۔ زبان سے کچھ نہ کہتا مگر اس نے دربار میں کسی قسم کی بے رخی یا بے اعتنائی یا خلاف مزاج کوئی بات یا ادب میں کمی بھی محسوس نہیں کی اس طرح مہدی سے کچھ تھوڑا سا فرق بھی کرنے لگا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی نظر بندی:

ایک دن مہدی کے برآمد ہونے سے پہلے وہ ایوان آیا اور چھوٹے کوٹھے پر ربیع کی جو نشست گاہ تھی وہاں آ کر بیٹھ گیا اس کمرے میں ایک دروازہ بھی تھا دوسری طرف تمام قبیلہ تھا سب نے آپس میں اتفاق کر لیا تھا کہ عیسیٰ کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا جائے اور اس پر حملہ کیا جائے اس ارادے کو پورا کرنے کے لیے یہ سب کے سب بڑھے۔ اس وقت عیسیٰ مقصورہ میں ربیع کی نشست میں موجود تھا ان کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے مقصورہ کو بند کر لیا اس جماعت نے اپنے گرز اور ڈنڈوں سے . . مار کر دروازہ توڑ دیا قریب تھا کہ وہاں اسے بھی قتل کر ڈالتے۔ انھوں نے نہایت مغلظات اور فحش گالیاں دیں اور وہیں اسے محصور کر لیا۔ اگرچہ بعد میں مہدی نے ان کے اس فعل کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا مگر ان پر اس کا ذرا اثر نہ ہوا۔ چونکہ انھوں نے اپنے طرز عمل میں اور شدت کر دی چند روز اسی طرح گزرے آخر کار اس کے خاندان کے تمام بڑے اور دوسرے لوگوں نے مہدی کے سامنے صاف صاف حقیقت کے لیے اس مسئلہ کو اٹھایا۔

محمد بن سلیمان کی شدید مخالفت:

اس کے مخالفین اس کی علیحدگی کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئے اور مہدی کے روبرو انھوں نے عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ مخالفین میں سب سے پیش پیش محمد بن سلیمان تھا جب مہدی نے محسوس کیا کہ یہ سب کے سب عیسیٰ اور اس کی ولایت عہد کے اس قدر مخالف ہیں انھوں نے موسیٰ کو ولی عہد بنانے کے لیے ان سے کہا اور اب وہ خود بھی انھی کے ہم خیال اور ہم زبان ہو گئے۔ انھوں نے عیسیٰ اور اس جماعت پر زور ڈالا کہ وہ بھی اس تجویز کو قبول کر لیں اور وہ ولایت عہد سے دستبردار ہو کر لوگوں کو اپنی بیعت کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ مگر عیسیٰ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس عہد کو قبول کرتے وقت میں نے اپنے اہل و عیال کے متعلق نہایت سخت قسم کھائی ہے اس سے میں کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

فقہاء و قضاۃ کا فتویٰ:

مہدی نے چند فقہاء اور قضاۃ کو دربار میں طلب کیا ان میں محمد بن عبداللہ بن علاثہ اور زنجی بن خالد مکی وغیرہ شامل تھے۔ انھوں نے صورت حالات کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ دے دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسیٰ کی بیعت کی جو ذمہ داری لوگوں پر عائد تھی اس سے بری کرنے کے لیے جس قدر روپیہ درکار ہو وہ مہدی ادا کریں نیز چونکہ عیسیٰ پر عہد کی پابندی مطلقاً قسموں سے واجب تھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جس قدر روپیہ کی ضرورت لاحق ہو اسے بھی مہدی دیں اس کی مقدار دس کروڑ درہم تھی اس کے علاوہ زاب اعلیٰ اور کسکر پر جاگیر دینے کا اقرار کیا انھوں نے کہا عیسیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

خلیفہ مہدی کا خطبہ:

جس وقت سے مہدی نے عیسیٰ سے استعفائے عہدہ کی خواہش کی تھی یہ انھیں کے پاس رصافہ میں جعفر کی عمارت میں محبوس تھے آخر کار اس نے استعفا دے دیا۔ خاندانی شاہزادے اور بدھ کے دن۔ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں کہ نماز عصر کے بعد عیسیٰ نے اپنی ولایت عہد سے قطعی براءت کر لی دوسرے دن بروز پنجشنبہ جب کہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی رہ گئی تھیں دن چڑھے

اس نے اب مہدی کے لیے اور ان کے بعد موسیٰ کے لیے بیعت لی۔ جب سب سے اسی طرح بیعت لے لی تو اب وہ رصافہ کی جامع مسجد آئے منبر پر چڑھے۔ موسیٰ بھی چڑھا مگر اس طرح کہ مہدی سے نیچے بیٹھا۔ اس کے بعد عیسیٰ منبر کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوا۔ مہدی نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے حاضرین مسجد کو عیسیٰ بن موسیٰ کی علیحدگی کے متعلق اس تفصیل سے جو ان کے اہل بیت جانشین سرداران فوج اور خراسان کے اعوان و انصار نے کیا تھا اطلاع دی اور بتایا کہ ولایت عہد جو سب نے ان کو دلوائی تھی جو ذمہ داری آپ حضرات کے سپرد کی گئی تھی اب وہ موسیٰ بن امیر المؤمنین کی طرف ان کے حق میں منتقل ہو گئی ہے کہ ان تمام فوائد کا لحاظ کر کے جو اس منصب جلیلہ کے لیے موسیٰ کو حاصل ہیں اسے اختیار کیا ہے۔ میں نے بھی ان کی خدمات اطاعت اور نکالت کے مد نظر ان کی اس حق پر مصلحت تجویز کو قبول کیا کیونکہ انکار میں اختلاف و افتراق جماعت کا پورا اندیشہ تھا۔ نیز خود عیسیٰ اپنے حق تقدم سے دست بردار ہو گیا ہے اس وجہ سے اب آپ حضرات جیسے وہ آج کے بعد یہ ذمہ داری ولایت عہد کی اب تک آپ پر عیسیٰ کے بارے میں تھی وہ اب موسیٰ بن امیر المؤمنین کے حق میں منتقل ہو گئی۔ کیونکہ ہم نے اور سب اہل بیت اور تمام دوسرے اعوان و انصار نے اب موسیٰ کو ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے۔ لہٰذا آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ موسیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے بالکل مطابق عمل کرے گا اب آپ حضرات نہایت دل سے ان کی بیعت کیجیے جس طرح کہ دوسروں نے اس کی بیعت کی تمام بھلائیاں جماعت میں ہیں اور تفریق برائیوں کا معدن ہے میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو اپنی رحمت سے حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور وہ عمل کرائے جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو میں اپنے لیے اور آپ کے لیے اللہ سے اپنے برے اعمال کی معافی کا خواستگار ہوں۔

موسیٰ ان کے نیچے منبر سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا تاکہ جو شخص مہدی کی بیعت اور ان کے ہاتھ کو مس کرنے کے لیے آئے وہ اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو نیز اس خیال سے بھی کہ ان کا چہرہ چھپ نہ جائے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی موسیٰ بن مہدی کی بیعت:

عیسیٰ اپنی جگہ اسی طرح کھڑا رہا اب وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی جس میں ولایت عہد سے اس کی علیحدگی کا ذکر تھا نیز یہ بھی ذکر تھا کہ عیسیٰ نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر و اکراہ کے صرف اپنے تئیں ولایت عہد کی ذمہ داری سے علیحدہ کر لیا ہے بلکہ وہ تمام اشخاص بھی جنھوں نے اس کی ولی عہدی کے لیے بیعت کی تھی اب اپنی قسموں اور معاہدوں کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہیں۔ عیسیٰ نے اس بیان کا اقرار کیا پھر منبر پر جا کر مہدی کی بیعت کی ان کے ہاتھ کو چھوا اور اپنی جگہ پلٹ آیا۔ اس کے بعد مہدی کے خاندان والوں نے قدیم سن کے اعتبار سے فرداً فرداً پہلے مہدی اور پھر موسیٰ کی بیعت کی دونوں کے ہاتھوں کو چھوا جب سب خاندان والے بیعت کر چکے تو اب حاضرین میں جو دوسرے سربرآوردہ امراء تھے انھوں نے اور عام شیعہ تھے انھوں نے اسی طرح بیعت کی۔

موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی عام بیعت:

مہدی منبر سے اتر آئے اور اپنی جگہ بیٹھ گئے بقیہ خواص و عوام سے بیعت لینے کا کام انھوں نے اپنے ماموں یزید بن منصور کے سپرد کر دیا اس نے اس خدمت کو بہت اچھی طرح انجام دیا اور سب سے بیعت لے لی مہدی نے اس کے معاوضہ میں جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے پورا کیا اور آئندہ شہادت اور حجت کے لیے اس کی علیحدگی کے متعلق ایک باقاعدہ تحریر لکھوائی جس پر اس کے اہل بیت کی ایک

بعد میں نے مسلمانوں سے تمام شہروں کا [illegible] اور [illegible] نے اپنی [illegible] ثبت کی یہ تحریر سرکاری دفتر میں بحفاظت رکھی ہوئی ہے [illegible] اس [illegible] کے متعلق [illegible] سے جو روایت [illegible] ہے کہ [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] تحریر [illegible] خلافت [illegible] لفظ [illegible] ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا تحریری عہد نامہ

عیسیٰ بن موسیٰ کی تحریر حسب ذیل ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر عبداللہ مہدی امیر المومنین اور ان کے اہل بیت کے لیے عیسیٰ بن موسیٰ نے الہاشمی کے لیے ان کے خاندان والوں کے لیے ان کی خراسانی فوج کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے جو مشرق میں ہیں یا مغرب میں [illegible] لکھی ہے [illegible] تھا اب میں نے موسیٰ بن مہدی کو امیر المومنین کو [illegible] دیا ہوں کہ تمام مسلمانوں نے [illegible] ان کی ولی عہدی کو پختہ کیا ہے۔ اس تحریر کے [illegible] مسلمانوں کی [illegible] اپنی خوشی اور رضامندی سے امیر المومنین [illegible] کو [illegible] نے ان کی بیعت کر لی ہے [illegible] ولی عہدی سے قطعی [illegible] ہوں اور اسی طرح تمام مسلمان [illegible] بات آئندہ اس کے متعلق مجھے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہ ہوگا اور نہ کوئی حق [illegible] اسی طرح تمام مسلمانوں [illegible] امیر المومنین مہدی کی زندگی میں یا ان کے بعد [illegible] سے اب ولی عہد خلافت موسیٰ کے بعد جب تک میں بقید حیات رہوں مجھے کوئی [illegible] ان کے [illegible] کے متعلق [illegible]

میں نے امیر المومنین مہدی اور ان کے بیٹے موسیٰ کے لیے ان کے بعد خلافت کی بیعت کر لی ہے [illegible] تمام مسلمانوں [illegible] کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے [illegible] اپنی [illegible] کے متعلق [illegible] دست بردار ہو چکا ہوں [illegible] اللہ کے سامنے [illegible] اس کے متعلق [illegible] امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد موسیٰ [illegible] قطع [illegible] اور [illegible] ان کے متعلق [illegible] تکلیف [illegible] مصیبت [illegible] ان کے دشمنوں [illegible] کے متعلق [illegible] دست بردار ہو چکا ہوں [illegible] اس عہد [illegible] کے خلاف [illegible] یا کوئی بات [illegible] امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد موسیٰ بن امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنے [illegible] کیا ہے اس کی خلاف ورزی کروں [illegible] طرح [illegible] تحریر [illegible] آزاد ہے۔

میری تمام [illegible] اور [illegible] قرآن [illegible] کی شکل میں ہو یا [illegible] سے [illegible] حاصل [illegible] کے لیے صدقہ [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] بیت اللہ [illegible] اسلام سے [illegible] ہوں [illegible] کوئی [illegible]

کرنے کے قابل نہیں ہوگا۔ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان تمام امور کی جو آپ کی میرے ذمہ ہے اور اسی کی شہادت کافی ہے بجز مجبوری۔ رقم الحروف عیسیٰ بن موسیٰ نے مندرجہ امور کے متعلق چار سو تیس بنی ہاشم، اعوان، قریش کے معززین، وزراء، ملکی عہدہ داران اور قضاۃ نے شہادت ثبت کی ہے۔

یہ تحریر صفر ۱۶۰ھ میں لکھی گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اپنی مہر ثبت کر دی اس پر کسی شاعر نے طنز آمیز شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ نے موت سے ڈر کر جس میں نجات اور عزت تھی خلافت سے دست کشی کی اور اس طرح ملامت کا ایسا لباس پہن لیا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

باربد کی تسخیر:

اس سال ۱۶۰ھ میں عبدالملک بن شہاب المسمعی اپنے ہمراہی مجاہد رضا کاروں وغیرہ کے ساتھ باربد آیا۔ وہاں پہنچنے کے دوسرے ہی دن اس نے اہل شہر پر محاصرہ کر دیا اور دو دن مسلسل اس پر حملہ کرتے رہا۔ پھر انھوں نے منجنیقیں نصب کیں اور تمام آلات جنگ سے حملہ آور ہوا۔ مجاہدین کا یہ حال تھا کہ وہ شرکت جنگ کے لیے بے چین تھے اور کلام پاک اور اللہ کے ذکر سے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔ اللہ نے بزور شمشیر یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھوں مسخر کر دیا۔ ان کا رسالہ ہر طرف سے اس طرح شہر میں در آیا کہ اہل شہر کو سوائے اپنے معبد کے کہیں جائے پناہ نظر نہ آئی۔ مسلمانوں نے روغن نفط چھڑک کر اس میں آگ لگا دی جس سے بعض جل مرے بعض نے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ نے ان سب کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں بیس بائیس مسلمان شہید ہوئے اللہ نے بہت سی غنیمت بھی ان کو دی جنگ کے بعد سمندر متلاطم ہو گیا۔ چونکہ بحری سفر خطرناک خیال کیا گیا اس لیے مسلمان اس تلاطم کے کم ہو جانے کے انتظار میں وہیں ٹھہر رہے۔

مجاہدین کی مراجعت:

دوران قیام میں مسلمانوں کے منہ میں ایک مرض حمام قر پیدا ہوا جس سے تقریباً ایک ہزار مجاہد جاں بحق ہو گئے ان میں ربیع بن صبیح بھی تھے۔ جب انھوں نے بحری سفر کا امکان پایا تو اب وہ سب واپس پلٹ پڑے ساحل فارس پر جسے بحر حمران کہتے ہیں پہنچے تھے کہ یہیں ان کو ایک رات شدید طوفان باد نے آ گھیرا اس طوفان میں مسلمانوں کے اکثر جہاز تباہ ہو گئے کچھ غرق ہو گئے اور کچھ بچ کر ساحل مراد پر پہنچے۔ ان قیدیوں میں جن کو مسلمان اپنے ساتھ لائے تھے باربد کے بادشاہ کی ایک بیٹی بھی تھی جسے انھوں نے محمد بن سلیمان والی بصرہ کے حوالے کر دیا۔

امارت خراسان پر معاذ بن مسلم کا تقرر:

اس سال ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کا کاتب اور وزیر مقرر ہوا۔ مہدی نے ابوعون کو کسی بات پر ناراض ہو کر خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ معاذ بن مسلم کو مقرر کیا اسی سال ثمامہ بن الولید العبسی کی قیادت میں صائفہ نے جہاد کیا۔ نیز غمر بن العباس الخثعمی نے بحر شام میں جہاد کیا۔

آل ابی بکرہ کی مہدی سے درخواست:

اس سنہ میں مہدی نے آل ابی بکرہ کو ان کے ثقفی نسب سے نکال کر پھر ولائے رسول اللہ ﷺ کی فضیلت سے مشرف کر دیا

اس تبدیلی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس خاندان کا ایک شخص کسی شکایت کو پیش کرنے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا اور اس نے اپنے تقرب کے لیے اسے رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دیا۔ مہدی نے یہ کہا کہ یہ نسبت اور تعلق وہ ہے جس کا اقرار تم اس وقت ہمارے سامنے کرتے ہو جب کسی شدید ضرورت کی وجہ سے تم لوگوں کو ہماری جناب میں تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا امیر المومنین جناب جس نے اس بات سے انکار کیا ہو تو اس کا یہ حق ہے ہم اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آل ابی بکرہ کو پھر ولاء کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے شرف سے متعلق کرنے کے لیے حکم دیں۔ اور آل ابی زیاد بن عبید کے متعلق تحریر کریں کہ وہ اس جھوٹے نسب سے خارج کر دیئے جائیں جس میں حضرت معاویہ نے ان کو شامل کر دیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے حکم سے بچانے کے لیے کہ ان الولد للفراش وللعاہر الحجر (بچہ تو بیوی والے کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے) شامل کر دیا تھا۔ آپ حکم دیں کہ ان کی نسبت ثقیف کے موالی میں کی جائے۔

آل ابی بکرہ کے نسب کے متعلق مہدی کا فرمان:

اس درخواست کے مطابق مہدی نے حکم دیا کہ آل ابی بکرہ اور آل ابی زیاد دونوں اپنے صحیح نسب کے ساتھ موسوم کیے جائیں۔ ان کے متعلق انھوں نے محمد بن سلیمان کو ایک فرمان لکھا کہ تم جامع مسجد میں سب کے سامنے اس بات کا اعلان کر دو کہ آل ابی بکرہ وہ ان کی رسول اللہ ﷺ کی ولاء سے مشرف ہوتے اور ثقیف بن عمرو کی اولاد میں ہونے کا اعلان کرو پھر ان میں جو اس نسبت کا اقرار کرے رہنے دو اور ان کی وہ جائیداد جو بصرہ میں ہے اس کام کے لیے متعینہ افسروں کے ذریعہ واپس کر دو جو اس نسبت سے انکار کرے اسے بھی واپس نہ دیا جائے اور تم حکم بن سمرقند کو اس معاملہ کی بابت ان کے لیے کسی شخص کو مقرر کر دو۔ محمد نے آل ابی بکرہ کے تمام افراد کے متعلق سوائے ان کے جن کا حال خود اس خاندان والوں کو معلوم نہ تھا اور وہ غائب تھے اس حکم کو نافذ کر دیا۔

آل زیاد کے نسب کے متعلق سلیمان کی روایت:

البتہ آل زیاد کے متعلق جس بات نے مہدی کی رائے میں شدت پیدا کر دی وہ یہ واقعہ ہے جو علی بن سلیمان کے بیٹے نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ استغاثے پڑھ رہے تھے اتنے میں آل زیاد کا ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کا ابن عم ہوں۔ انھوں نے پوچھا کیسے؟ اس نے زیاد سے اپنی نسبت بھی بیان کی۔ مہدی نے کہا اے سمیہ زانیہ کے بیٹے تو کب سے ہمارا ابن عم ہو گیا۔ وہ غضب آلود ہوئے اور انھوں نے اس کی گردن پکڑوا کر اسے دربار سے نکلوا دیا۔ سب لوگ دربار سے اٹھ گئے میں بھی باہر نکلا۔

آل زیاد کے متعلق مہدی کا فرمان:

عیسیٰ بن موسیٰ یا موسیٰ بن عیسیٰ میرے ساتھ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو بلا بھیجوں کیونکہ آپ کے اٹھ آنے کے بعد امیر المومنین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم میں کون آل زیاد کی تاریخ سے واقف ہے مگر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کے حال سے پوری طرح واقف ہوتا۔ اے ابو عبداللہ آپ جو کچھ جانتے ہیں ہمیں بتائیے۔ میں زیاد اور آل زیاد کے بارے میں ذکر کرتا ہوا اس کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں اس کے مکان واقع باب المحول پر آ گئے اس نے مجھ سے کہا کہ میں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سب واقعہ آپ لکھ کر دیجیے تاکہ میں آج ہی شام کو امیر المومنین

کی خدمت میں پیش کر دوں اور آپ کا بھی تذکرہ کر دوں۔ میں نے اپنے مکان آ کر سارا واقعہ لکھ دیا اور اپنی تحریر ان کے پاس بھیج دی وہ اسی شام کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی اطلاع دی۔ ابو عبیداللہ نے وہ تحریر ہارون الرشید کو جو ان کی طرف سے بصرہ کا والی تھا بھیج دی اور حکم دیا کہ تم اپنے والی کو ہدایت کر دو کہ وہ آل زیاد کو قریش اور ان کے دیوان اور عربوں سے خارج کر دے اور نیز یہ کہ آل ابی بکرہ کے سامنے وہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت کو پیش کرے جو ان میں سے اس نسبت کا اقرار کرے اس کی وہ جائداد جو وہاں سرکار کے قبضہ میں ہو اس کو واپس دے دے اور جو ان میں سے اپنے آپ کو ثقیف کے ساتھ منسوب کرے اس کی جائداد بحق سرکار ضبط رہے۔ والی بصرہ نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی تین آدمیوں کے سوا سب نے اس نسبت کا اقرار کیا۔ جن تین آدمیوں نے اقرار نہیں کیا ان کی جائداد ضبط کر لی گئی۔ اس کے بعد آل زیاد نے سرکاری دفتر کو رشوت دے دی اس نے ان کو پھر حسب سابق ان کے معروف نسب میں شامل کر دیا۔

خالد النجار کے اشعار:

خالد النجار نے اس بارے میں یہ دو شعر کہے:

ان زیادا و نافعا و ابا　　بکرۃ عندی من اعجب العجب
ذا قرشی کما یقول و ذا　　مولیٰ و ھذا بزعمه عربی

ترجمہ: ”مجھے زیاد، نافع اور ابوبکرہ پر نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک یہ اپنے آپ کو قریشی کہتا ہے اور یہ دوسرا مولیٰ ہے۔ اور یہ تیسرا اپنے دعوے کے مطابق عرب بنتا ہے۔“

والی بصرہ کے نام مہدی کا فرمان:

ذیل میں وہ خط جو مہدی نے اس بارے میں والی بصرہ کو لکھا نقل کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم! اما بعد! مسلمانوں کے صاحبان امر اپنے خاص لوگوں اور عوام کے امور میں تصفیہ کے لیے اس بات کے سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق احکام نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس اتباع میں استقامت اور دوام قائم رکھیں اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ ان احکام کی خواہ وہ اس کے موافق ہوں یا مخالف خوشی کے ساتھ بجا آوری کرے کیونکہ صرف اسی طرح اللہ کے حقوق و حدود کی اقامت ہو سکتی ہے۔ اس کے حقوق کی معرفت ہو سکتی ہے۔ اس کی خوشنودی کی اتباع ہے۔ اسی طرح اس کا ثواب ملتا اور جزا حاصل ہو سکتی ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا جو غلبہ خواہش نفس کی وجہ سے ان احکام سے روگردان ہو گا اسے دین و دنیا میں خسارہ و نقصان ہے۔

زیاد بن عبید کو (جو ثقیف کے غیر عرب کا ایک غلام تھا) اگرچہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب میں شامل کر لیا تھا مگر اس کے بعد ہی تمام مسلمانوں نے جن میں اکثر اس زمانہ میں زیاد ابن زیاد اور اس کی ماں کی اصل نسل سے اچھی طرح واقف تھے اور خود وہ لوگ جو صاحب فضل و زہد و تقویٰ اصحاب تھے۔ معاویہ ؓ کی اس کارروائی کو غلط سمجھ کر اس کے ادعائے نسب سے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ ؓ نے یہ کارروائی کسی نیک نیتی اتباع سنت یا گزشتہ ائمہ حق کے طریقہ محمودہ کی پیروی میں نہیں کی تھی بلکہ اپنے دین اور آخرت کو برباد کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں کی تھی۔ اس وجہ سے کہ اسے زیاد کی جلادت اور

ہوشیاری اور چالاکی کا اس پر بہت اثر ہوا تھا اس نے اس ترکیب سے اپنے اعمال بد اور ظالمانہ طرز حکومت میں اس کی مدد اور اعانت حاصل کرنے کے لیے یہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الولد للفراش وللعاهر الحجر اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا یا اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنے کو منسوب کرے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام مسلمانوں کی لعنت ہو اور اللہ اس کے کسی عمل کو شرف قبولیت نہ بخشے گا یہ بھی یقینی امر تھا کہ سب جانتے ہیں کہ زیاد نہ تو ابو سفیان کے گھر اس کے بستر پر پیدا ہوا تھا اور نہ عبید ابوسفیان کا غلام تھا اور نہ سمیہ اس کی لونڈی تھی نہ یہ دونوں اس کے کسی تصرف میں رہے اور نہ کسی اور سبب سے ان کا اس سے کوئی تعلق پیدا ہوا تھا مگر معاویہ اس سے پوری طرح واقف ہیں کہ نصر بن الحجاج ابن علاط السلمی کے متعلق اس کے عزیز اقربا بنی سلیم نے جھگڑا کیا اور اس کو جب انھوں نے حکم دیا اپنے میں شامل کرنا چاہا اور اپنے لڑکے کو ثابت کرنا ہے تو معاویہ نے یہ جواب دیا کہ اپنی مسند کے نیچے سے ایک پتھر جسے پہلے سے اس نے چھپا رکھا تھا نکال کر ان کے سامنے ڈال دیا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ آپ نے زیاد کے بارے میں جو کچھ کیا ہے ہم نے مان لیا مگر اب آپ ہمارے آدمی کے متعلق اس امر کے تصفیہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ معاویہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کا تصفیہ تمہارے لیے معاویہ کے فیصلے سے بہتر ہے مگر زیاد کے حق میں جو کارروائی اس نے کی ہے۔ پس نسب میں شامل کر کے اس نے صریحی طور پر اللہ کے حکم اور اس کے رسول کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی اور یہ اس نے محض اپنے ذاتی منفعت اور خود غرضی کی بنا پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾

"اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے بغیر خدا کے حکم کے اپنی خواہش کی اتباع کی اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھائے گا"۔

حضرت داود علیہ السلام سے جن کو اللہ نے حکومت نبوت دولت اور خلافت عطا کی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ ﴾ آخر آیۃ تک

"اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا"۔

امیر المومنین اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کے نفس اور دین کو ضرر و آفت سے بچا رہے اور ہر بات میں انھیں توفیق نیک عطا فرمائے۔ جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب امیر المومنین نے اس امر کو مناسب سمجھا ہے کہ زیاد اور اس کی اولاد کو ان کی اپنی ماں اور نسب معروف کے ساتھ منسوب کیا جائے اور اپنے باپ عبید اور اپنی ماں سمیہ سے منسوب کر دیئے جائیں تاکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے وہ واضح ہو جائے کہ آپ کے قول کی تعمیل کا پتا چلتا ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی میں معاویہ نے اس معاملہ میں جو جرأت کی ہے وہ کسی طرح جائز قرار نہیں دی جا سکتی۔ اور امیر المومنین رسول اللہ ﷺ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں ان کے اقوال کی اتباع کرتے ہیں ان کی سنت کا احیاء چاہتے ہیں اور بدعات کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ میں جائز کارروائی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴾

"حق کے بعد تو سب ضلالت ہے تو اب کہاں پلٹے جا رہے ہو"۔

اس بارے میں امیرالمومنین کی رائے اب تم کو معلوم ہو چکی ہے اس لیے تم زیاد بن ابی سفیان کی اولاد کو ان کے باپ عبید اور اس کی ماں سمیہ کے ساتھ منسوب کرو، ان کو مجبور کرو کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کریں۔ یہ امر تم کو اس لیے پکار کر بتایا ہے کہ تمام مسلمانوں کے سامنے ان سب کے بارے میں اعلان کر دو تاکہ ان کو بھی اس کی اصل معلوم ہو جائے۔

ہم نے بصرہ کے قاضی اور صاحب دیوان کو بھی اس کے مطابق احکام بھیج دیئے ہیں والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عبدالملک بن ایوب کی فرمان مہدی کی خلاف ورزی:

اس مراسلہ کو معاویہ بن عبید نے لکھا تھا۔ جب یہ حکم محمد بن سلیمان کے پاس پہنچا اس نے اس کے نافذ کرنے کے انتظام جاری کر دیئے مگر پھر کچھ لوگوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی اور محمد بن سلیمان نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ مہدی نے اس مضمون کا فرمان عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کے نام بھی بھیجا تھا لیکن قیس کا بڑا ادب تھا۔ عبدالملک نے سمجھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی شخص ان سے نکل کر دوسروں میں شامل کر دیا جائے۔ اور اسی خیال سے اس نے اس فرمان کو نظر انداز کیا۔

امارت مدینہ پر زفر بن عاصم کا تقرر

اسی سال والی مدینہ عبداللہ بن صفوان الجمحی نے انتقال کیا۔ اس کی جگہ محمد بن عبداللہ الکثیری مقرر ہوا۔ یہ تھوڑے ہی دن اپنے منصب پر رہ سکا تھا کہ برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے زفر بن عاصم الہلالی مقرر ہوا۔ اسی سال مہدی نے عبداللہ بن محمد بن عمران الطلحی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی سال عبدالسلام یشکری نے خروج کیا اور وہ قتل کیا گیا۔ بسطام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ روح بن حاتم مقرر ہوا۔

امیر حج خلیفہ مہدی:

اسی سال خود مہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اپنے شہر سے روانہ ہونے کے بعد انہوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے ماموں یزید بن منصور کو ان کے ساتھ وزیر و مشیر مقرر کر کے چھوڑا۔ اس سال ان کے ہمراہ ان کا بیٹا ہارون اور بہت سے دوسرے خاندان والے حج کے لیے ساتھ ہوئے۔ اپنے عہدہ کی اہمیت اور رسوخ کی وجہ سے یعقوب بن داؤد بھی مہدی کے ہمراہ ہوا۔ جب یہ مکہ پہنچ گئے تو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن جس کے لیے یعقوب نے مہدی سے امان لی تھی مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ مہدی نے بہت سا مال و متاع صلہ میں دیا اور حجاز میں اپنے صرف خاص کے علاقہ سے جاگیر بھی دی۔

خانہ کعبہ کی غلاف پوشی:

اسی سال مہدی نے کعبہ کے غلاف کو تبدیل کیا اور نیا غلاف چڑھایا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاجبوں نے ان سے شکایت کی کہ اس قدر غلاف کعبہ پر چڑھ جانے سے ہیں کہ ان کے بوجھ سے انہدام کا اندیشہ ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ تمام غلاف اتار لیے جائیں چنانچہ تمام غلاف اتار لیے گئے اور کعبہ کھلا رہ گیا اب خلوق (ایک خوشبو) کی دھونی دی گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب غلاف اتارے گئے تو ہشام کے چڑھائے ہوئے غلاف کی نوبت آئی تو دیکھا کہ وہ نہایت مضبوط اور موٹے دیباج کا تھا اس کے علاوہ اور تمام غلاف یمن کے ساختہ تھے۔

منبر رسول اللہ ﷺ کو اصلی حالت پر لانے کی تجویز:

مہدی نے مکہ اور مدینہ میں بے انتہا روپیہ خیرات کیا۔ حساب لگانے سے معلوم ہوا کہ تین کروڑ درہم تو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے تین لاکھ دینار مصر سے اور دو لاکھ یمن سے اور ان کو راہ میں وصول ہوئے تھے۔ یہ تمام رقم انہوں نے صرف کر دی۔ ڈیڑھ لاکھ تھان کپڑے کے تقسیم کیے۔ مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ مقصورہ کو مسجد نبوی سے نکال دیا۔ ارادہ تھا کہ منبر رسول اللہ ﷺ کو نیچا کرا دیں تاکہ وہ پھر اپنی اصلی حالت اور ساخت پر ہو جائے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو زیادتی کی تھی وہ نکل جائے۔

امام مالک کی تجویز سے مخالفت:

مگر امام مالک کے بیان کے مطابق جب انہوں نے اس بارے میں علماء و فقہاء سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا منبر میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیادتی کی ہے اس کی کیلیں اس بہت پرانی لکڑی سے جو منبر کی لکڑی تک سرایت کر گئی ہیں اس لیے اندیشہ ہے کہ چونکہ یہ لکڑی بہت پرانی ہو چکی ہے مبادا اس اضافہ کو توڑنے سے اصلی منبر کو صدمہ پہنچے اور وہ ٹوٹ پڑے۔ اس بیان سے مہدی نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔

انصاریوں کا محافظ دستہ:

انہوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران میں پانچ سو انصاریوں کو اپنی ذات کی حفاظت کے لیے بھرتی کیا تاکہ یہ عراق میں ان کی محافظت کریں اور بوقت ضرورت فوجی خدمت انجام دیں ان کی مقررہ عطا کے علاوہ اور مزید نقد دیا گیا۔ جب یہ جماعت ان کے ہمراہ بغداد آ گئی تو مہدی نے ان کو ایک جاگیر بھی دی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قیام مدینہ کے زمانے میں مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔

اسی سال محمد بن سلیمان نے مہدی کے لیے برف کی جوال مکہ میں لادی۔ مہدی پہلے خلیفہ ہیں جن کے لیے برف مکہ بھیجی گئی ہے۔ مہدی نے اپنے خاندان والوں اور دوسرے لوگوں کی وہ جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں پھر انہیں واپس دے دیں۔

عمال:

اس سال اسحاق بن صباح الکندی کوفہ کا حاکم اور اس کا افسر احداث تھا۔ شریک قاضی تھے۔ محمد بن سلیمان بصرے کا حاکم اس کے متعلقہ صوبوں اور اضلاع دجلہ بحرین عمان اہواز اور فارس کا والی تھا یہی ان تمام علاقوں کا افسر احداث تھا۔ عبیداللہ بن الحسن بصرے کے قاضی تھے معاذ بن مسلم خراسان کا حاکم تھا۔ فضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا روح بن حاتم سندھ کا اور یزید بن حاتم افریقیہ کا والی تھا اور محمد بن سلیمان ابو ضمرہ مصر کا حاکم تھا۔

۱۶۱ھ کے واقعات

مقنع کا خروج:

اس سال حکیم المقنع نے خراسان میں مرو کے ایک قریہ میں خروج کیا۔ یہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور اپنے آپ کو ارواح کا مرکز خیال کرتا تھا۔ ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ گمراہ ہو گئی۔ اس کی تحریک نے بڑی طاقت حاصل کر لی اور وہ اپنی جماعت کو لے

کر ماوراءالنہر کے علاقہ میں ہو گئے۔ مہدی نے ان سے لڑنے کے لیے اپنے کئی سپہ سالار بھیجے ان میں معاذ بن مسلم بھی جو اس وقت خراسان کا حاکم تھا شریک تھا اس کے ہمراہ عقبہ بن مسلم ہرشی، جبرئیل بن یحییٰ اور لیث مولیٰ مہدی کا دستہ بھی تھا۔ اس کے بعد مہدی نے سعید حرشی کو اس کے مقابلہ پر متعین کیا اور [illegible] مقنع [illegible] قلعہ بند ہو گیا [illegible] قلعہ میں محاصرہ کر لیا گیا۔

نصر بن محمد خزاعی کی گرفتاری

اسی سال نصر بن اشعث الخزاعی نے شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کیا اور اسے مہدی کے پاس لے آیا۔ یہ نصر ولایت شام سے پہلے آ چکا تھا۔ مہدی نے عبداللہ کو مطبق کے قید خانہ میں قید کر دیا۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کی پہچان کی جرأت

ابوالخطاب سے بیان ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مروان مہدی کے پاس پیش کیا گیا اور ابوالحکم اس کی کنیت تھی۔ مہدی نے دربار منعقد کیا اور پوچھا کون اسے جانتا ہے۔ عبدالعزیز بن مسلم العقیلی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور کہا ابوالحکم کیا تم ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہی ابوالحکم امیر ابن امیر ہوں۔ عبدالعزیز نے پوچھا تم کہاں سے آ رہے ہو۔ اس کے بعد اس نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا امیر المومنین بے شک یہ عبداللہ بن مروان ہے۔ تمام حاضرین دربار اس کی اس جرأت پر تعجب کرنے لگے اور مہدی نے کسی بات کا بھی برا نہ مانا۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کے خلاف مقدمہ

جب مہدی نے اسے قید کر دیا تو ایک شخص اس کے قتل کے لیے پیش ہو گیا یعنی عمرو بن سہلہ اشعری نے مہدی کے سامنے استغاثہ دائر کیا کہ عبداللہ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ مہدی نے اس استغاثہ کو تحقیق کے لیے قاضی کے پاس بھیج دیا۔ قاضی نے عبداللہ کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ مقتول کے عوض میں اسے قتل کیا جائے۔ قریب تھا کہ اس حکم کی تعمیل ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کی برأت:

مگر عین وقت پر عبدالعزیز بن مسلم العقیلی قاضی کے اجلاس میں لوگوں کے سروں پر پھاندتا ہوا قاضی کے سامنے آیا اور اس نے کہا عمرو بن سہلہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے باپ کو عبداللہ بن مروان نے قتل کیا ہے۔ یہ الزام محض بے بنیاد اور افترا ہے۔ مدعی جھوٹا ہے [illegible] اس کے باپ کو میں نے قتل کیا تھا میں نے مروان کے حکم سے اس کو قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن مروان اس کے خون سے بری ہے اس طرح اس کی جان بچ گئی۔ چونکہ عبدالعزیز نے عمرو بن سہلہ کے باپ کو مروان کے حکم سے قتل کیا تھا اس لیے مہدی نے اس بات سے تعرض نہ کیا اور اسے کسی قسم کی سزا نہیں دی۔

ثمامہ بن الولید کا جہاد

اسی سال موسم گرما میں ثمامہ بن الولید العبسی نے جہاد کیا [illegible] دابق میں جا کر اترا۔ تمام سلطنت [illegible] میں کہیں [illegible] کی [illegible] پہنچ گئے [illegible] کے مسلمانوں نے [illegible]

پر حملہ کر کے اطاعت پر مجبور کر دیا تھا مگر اس نے اس پر بغاوت کی اور رومی علاقے کی طرف چلا گیا۔ میخائیل روم کا شہنشاہ تھا۔ یہ مقابلے کے لیے نہایت تیزی سے مرج الشحم پر حملہ آور ہوا۔ مسلمان اس جنگ میں ہار گئے۔ چونکہ اس وقت فوج میں مرض میں پھیلی ہوئی وبا بیمار تھا اس کی وجہ سے اس مرض سے کئی ہزار کی تعداد میں مسلمان شہید ہو گئے تھے۔

مہدی کا عمارات تعمیر کرنے کا حکم:

مہدی نے حکم دیا کہ مکہ کے راستہ میں قادسیہ سے زبالہ تک جو مکان ابوالعباس نے بنوائے تھے ان سے زیادہ وسیع مکان بنائے جائیں اس نے فیصلہ دیا کہ ابو جعفر کے ساختہ مکان اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں اور ابوالعباس کے ساختہ مکانوں میں اضافہ کر دیا جائے نیز اس نے ہر چشمہ آب پر عمارات بنانے کا حکم دیا اور علامات میل قائم کیے تالابوں کو پھر کھدوایا نیز جدید کنوئیں کھدوائے۔ یہ کام یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام کیا گیا اور جب تک یہ کام اس شخص کے تفویض رہا اس کام کے لیے اس کا بھائی ابو موسیٰ اس کا مددگار اور نائب تھا۔

جامع مسجد بصرہ کی توسیع:

موسیٰ نے بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع کرائی جس سے قبلہ کے متصل تک اضافہ کیا گیا اور مسجد کے داہنے حصہ میں بھی جو بنی سلیم کے چوک سے متصل ہے اضافہ کیا گیا۔ اس تعمیر کا اہتمام محمد بن سلیمان والی بصرہ کے سپرد تھا۔ مہدی نے حکم دیا تھا کہ تمام جامع مساجد سے مقصورے نکال دیئے جائیں۔ منبر بھی چھوٹے کر کے منبر رسول اللہ ﷺ کے برابر کر دیئے جائیں۔ اس کے لیے انہوں نے اپنی تمام سلطنت میں فرامین بھیج دیئے جن کے مطابق عمل درآمد ہوا۔

یعقوب بن داؤد کے اختیارات میں اضافہ:

اسی سال مہدی نے یعقوب بن داؤد کو تمام آفاق سلطنت میں امین مقرر کر کے بھیجنے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اب طریقہ کار یہ ہوا کہ مہدی کا کوئی فرمان جو ان کے ماتحتوں کے نام جاری ہوتا تھا وہ اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یعقوب اپنے خاص امین اور معتمد لوگوں کو اس کے نفاذ کے لیے تحریر نہ بھیج دیتا۔

عمال:

اس سال ابو عبیداللہ مہدی کے وزیر کی منزلت میں فرق پڑ گیا۔ یعقوب نے بصرہ کوفہ اور شام کے متعدد اشخاص مہدی کے دربار میں متعین کر دیئے اسمٰعیل بن علیہ الاسدی اور محمد بن میمون العنبری قبیلہ بصرہ کے رئیس اور معمر تھے۔ عبدالاعلیٰ بن موسیٰ الحمصی اہل کوفہ و اہل شام کے فقہا کا رئیس تھا۔

ابو عبیداللہ کے خلاف شکایات:

مہدی کو رے بھیجتے وقت جس وجہ سے منصور نے ابو عبیداللہ کو ان کے ہمراہ کر دیا تھا اسے ہم بیان کر چکے ہیں اب اس کے زوال کے متعلق فضل بن الربیع کہتا ہے کہ موالی ہمیشہ مہدی سے ابو عبیداللہ کی شکایت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی موقع ان کو ایسا مل جائے کہ وہ اسے ذلیل کریں۔ مگر منصور ابو عبیداللہ کے مراسلات کے موافق ہی احکام نافذ کر دیتے تھے اس سے موالی اور چڑ جاتے تھے اور پھر وہ ہمیشہ مہدی سے ہر وقت اس کی شکایت کرنے اور انہیں اس کے خلاف بھڑکاتے۔

ابو عبیداللہ کے زوال کا سبب:

ابو عبیداللہ کے خطوط میرے باپ کے پاس مسلسل موالیوں کی شکایت میں آئے۔ وہ منصور سے اس کی اور اس کے حسن انتظام کی تعریف کرتے اور مہدی کو لکھواتے کہ وہ ابو عبیداللہ کے ساتھ مہربانی اور عزت سے پیش آئیں۔ وہ اس کے متعلق کسی کی شکایت کو قبول نہ کریں۔ مگر جب عبیداللہ نے موالیوں کے اثر کو مہدی کے مزاج میں روز بروز بڑھتا دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اس نے مختلف قبائل کے چار معمر اور ادیب اشخاص کو منتخب کر کے مہدی کی مصاحبت میں شریک کیا اور یہ انتظام کیا کہ اب صرف موالیوں کو ہی مہدی سے تخلیے کا موقع نہ ملے گا۔ ان میں سے کسی نے جب مہدی کی کسی بات پر اعتراض کیا تو مہدی نے ابو عبیداللہ سے اس گستاخی کی شکایت کی مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ خاموش رہا ان کی مجلس سے اٹھ آیا اور اس شخص کو دربار میں جانے کی ممانعت کر دی اس واقعہ کی خبر میرے باپ کو بھی ہوگئی۔

ابو عبیداللہ اور ابوالفضل ربیع کی ملاقات:

جس سال منصور نے انتقال کیا اس سال میرے والد بھی ان کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد میرے باپ ہی نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا تمام کام سرانجام دیا۔ اور وہی منصور کے گھر، موالی اور فوجی سرداروں کی افسری کرتے رہے جب واپس آئے تو میں مغرب کے بعد قصر میں ان سے ملنے گیا واپس ہوتے ہوئے میں ان کے ساتھ تھا چلتے چلتے وہ اپنے مکان سے بھی آگے نکل گئے مہدی کا قصر بھی چھوڑا ابو عبیداللہ سے ملنے کے لیے چلے مجھ سے کہا چونکہ وہ امیرالمومنین کے خاص آدمی ہیں اس لیے اب ہمارے لیے ان کے ساتھ اس طرح پیش آنا مناسب نہیں جس طرح کہ ہم پہلے آتے تھے۔ نیز ان کے نفوذ و اثر کے قیام میں جو مدد ہم نے ان کی کی ہے اس کا کہنا بھی اب ہمارے لیے مناسب نہیں۔ یہی باتیں کرتے کرتے ہم اس کے دروازے پر پہنچے۔ میرے باپ کھڑے رہے اندر آنے کی اجازت نہ ملی یہاں تک کہ ہم نے وہیں عشاء کی نماز پڑھ لی۔ مگر اس کے بعد دربان نے نکل کر ان کو اندر بلایا۔ اور ہم دونوں اندر جانے کے لیے بڑھے۔ حاجب نے کہا ابوالفضل میں نے صرف آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ہے۔ انھوں نے حاجب سے کہا کہ ابو عبیداللہ سے کہو کہ فضل میرے ساتھ ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرز عمل میں تبدیلی کی توجیہ میں تم سے کر چکا ہوں۔ اتنے میں حاجب نے باہر آ کر ہم دونوں کو اندر بلا لیا۔ ہم دونوں اندر گئے۔

ابو عبیداللہ کا ربیع سے ناروا سلوک:

ابو عبیداللہ صدر مجلس میں اپنے مصلی پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرے والد اس کے سامنے آ گئے گے تو یہ ضرور ان کی تعظیم کے لیے اٹھے گا مگر وہ نہیں اٹھا پھر میرا خیال ہوا کہ کم از کم سیدھا ہو کر بیٹھے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میں نے سوچا کہ ان کے لیے کوئی مصلی منگوا دے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میرے والد اس کے روبرو فرش ہی پر بیٹھ گئے اور وہ اسی طرح تکیے لگائے بیٹھا رہا اب عبیداللہ میرے باپ سے سفر کے حالات پوچھنے لگا۔ میرے باپ کو توقع تھی کہ وہ ان سے مہدی کی خلافت اور بیعت کے لیے جو کام انھوں نے انجام دیا تھا اس کے متعلق سوالات کرے گا۔ مگر اس نے تو پوچھا بھی نہیں خود انھوں نے اس کے ذکر کی ابتدا کی تھی کہ اس نے یہ کہہ کر کہ مجھے سب اطلاع ہے بات کاٹ دی۔ میرے والد نے اٹھنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ مکان کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی تم جانا چاہتے ہو تو تم کو اختیار ہے۔ میرے والد نے کہا کوئی میری راہ میں سد باب نہیں

ہو سکتا۔ اس نے کہا ہاں! مگر سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس سے میرے باپ کو یہ خیال ہوا کہ شاید حالات و واقعات سفر دریافت کرنے کے لیے روکنا چاہتا ہے۔ ذرا ٹھہر! انہوں نے کہا اچھا میں ٹھہر جاتا ہوں۔ ابوعبیداللہ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور محمد بن ابی عبیداللہ کی خواب گاہ میں ابوالفضل کے سونے کا انتظام کر دو۔ یہ دیکھ کر جب میرے باپ نے محسوس کیا کہ یہ تو اس مجلس سے اٹھانا چاہتا ہے وہ فوراً ہی کھڑے ہو گئے اور کہا اب میں جاتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے پورے ارادے سے کھڑے ہو گئے۔

ربیع کا ابوعبیداللہ سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ:

جب ہم اس مکان سے نکل آئے تو میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! تم احمق ہو۔ میں نے عرض کی مجھ سے کیا حماقت سرزد ہوئی۔ کہنے لگے تم اپنے دل میں کہتے ہوگے کہ آپ کو چاہیے تھا کہ میں ان کے پاس ملنے ہی نہ آتا اور اگر آ گیا تھا اور ہم روک دیے گئے تھے اس وقت تم کو پھر اس کے دروازے پر اتنی دیر توقف کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ میں نے نماز عشاء پڑھی اس وقت تم کو واپس ہو جانا چاہیے تھا اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہیے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہیے تھا۔ اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہیے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اس وقت پلٹ آنا چاہیے تھا۔ مگر تم نہیں سمجھے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ سب ٹھیک ہے بخدا اب میں ابوعبیداللہ سے اس کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا چاہے اس میں میری عزت اور دولت سب کچھ قربان کیوں نہ ہو جائے۔

ربیع کا ابوعبیداللہ کے متعلق قشیری سے استفسار:

اس واقعہ کے بعد ان کا یہ دستور ہو گیا کہ وہ اس کے خلاف کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور آپ تا عمر اس کے درپے تھے۔ اس اثناء میں ابن ورد قشیری آیا جسے ابوعبیداللہ نے مہدی کے دربار میں جانے کی ممانعت کر دی تھی۔ میرے والد نے اسے بلایا اور کہا جو سلوک ابوعبیداللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تم خوب واقف ہو اس نے میری بے عزتی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ میں نے تو اس کی بربادی کے لیے پوری کاوش کی مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تم تو ابتدا سے اس کے خلاف کام کرتے رہے ہو۔

قشیری کا ربیع کو مشورہ:

اس نے کہا میں یہاں چند باتیں وہ بیان کرتا ہوں کہ ان کے ذریعہ اس پر حملہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اپنے عہدے کی قابلیت نہیں رکھتا تو یہ بات کسی کو اس لیے باور نہیں آئے گی کہ وہ اپنے کام میں سب سے زیادہ ہوشیار اور اس سے واقف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے منصب کی حالت کی وجہ سے اس کی دیانت مشتبہ ہے تو یہ بات بھی اس لیے کسی کو باور نہیں آئے گی کہ وہ سب سے زیادہ امین اور باعفت ہے۔ اگر مہدی نے ہزاروں بھی اس کے گھر بھیج دیں تو وہ ان کی عصمت کی نگہبانی اور دیانت کو مشتبہ نہ ہونے دے گا۔ اگر کہا جائے کہ وہ حکومت کی مخالفت پر مائل ہے تو اس پر کوئی اعتبار نہیں کرے گا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ وہ تھوڑا سا قدریہ عقائد کی طرف رجحان رکھتا ہے۔ مگر یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ اس سے اسے نقصان پہنچایا جا سکے۔ البتہ یہ تمام باتیں اس کے بیٹے میں جمع ہیں۔ یہ سن کر ربیع نے اسے گلے سے لگایا اس کی پیشانی چومی اور اب اس نے ابوعبیداللہ کے بیٹے کے خلاف مسلسل سازش کرنا شروع کی اور مہدی سے یہ شکایت کرتا رہا کہ یہ ان کے بعض حرم سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔

محمد بن عبیداللہ کا قتل:

بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات مہدی کے دل میں بھی جاگزیں ہو گئی اور وہ محمد بن ابو عبیداللہ سے بدگمان ہو گئے۔ اسے دربار میں طلب کیا جب وہ آیا تو انھوں نے ابو عبیداللہ کو دربار سے اٹھ جانے کا حکم دیا۔ اب محمد سے قرآن پڑھنے کی فرمائش کی۔ اس نے قرأت قرآن کا ارادہ بھی کیا مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ گویا قرآن اس کے حافظہ سے بھلا دیا گیا۔ مہدی نے ابو عبیداللہ سے ملا کر کہا اے معاویہ! تم نے تو مجھ سے بیان کیا تھا کہ تمہارا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ اس نے کہا بے شک امیر المومنین میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی مگر یہ کئی سال سے مجھ سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ اس مدت میں اس نے قرآن بھلا دیا۔ مہدی نے حکم دیا کہ اچھا اب تم ہی اللہ کے تقرب کے لیے اس کی گردن مارو وہ اٹھے مگر لڑکھڑا کر گر پڑا۔ عباس بن محمد نے اس کی سفارش کی کہ امیر المومنین صاحب مناسب سمجھیں تو خود اس شیخ کو اس امر سے معاف فرمائیں مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو قتل کرا دیا۔

مہدی کی ابو عبیداللہ سے بدگمانی:

اب مہدی کے دل میں ابو عبیداللہ کی طرف سے سوءظن پیدا ہو گیا ربیع نے بھی اس سے کہا کہ آپ نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اب مناسب نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہے یا آپ اس پر اعتماد کریں ربیع کی اس بات نے مہدی کو زیادہ بدگمان کر دیا۔ اس طرح ربیع نے ابو عبیداللہ سے اچھا پورا بدلہ لے کر اپنا دل ٹھنڈا کیا۔

ایک اشعری پر مہدی کا عتاب:

یعقوب بن داؤد نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے ایک اشعری کو بہت پٹوایا چونکہ یہ شخص ابو عبیداللہ کے خاندان کا مولیٰ تھا اس وجہ سے اس نے اس کی حمایت کی جب یہ متاثر ہو کر مہدی سے کہا کہ امیر المومنین اس کے مقابلہ میں تو قتل اولیٰ ہے انھوں نے کہا اے یہودی تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو اسی وقت میری چھاؤنی سے نکل جا اس نے کہا "اب سوا دوزخ کے میرا ٹھکانا اور کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین مناسب ہے کہ آپ اسے جہنم دکھا دیں کیونکہ یہ اسی کا آرزو مند ہے۔" اس پر انھوں نے مجھ سے کہا۔ ابو عبداللہ آپ کا بھی کیا کہنا۔

امارت سندھ پر نصر بن محمد کا تقرر:

اس سال عمرو بن اصحاب نے سندھ میں جہاد کیا۔ روح بن حاتم کی جگہ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا والی مقرر ہوا اور اس نے سندھ آ کر اپنی خدمت کا چارج لے لیا۔ مگر پھر یہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان سندھ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو اپنے سے پہلے سندھ بھیج دیا۔ مگر نصر نے حکومت اس کے حوالے کر دینے سے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھانی۔ پھر عبدالملک نے اسے سندھ سے چلے جانے کی اجازت دے دی یہ روانہ ہو کر منصورہ سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر دریا کے کنارے فروکش ہو گیا۔ یہیں سندھ پر اس کی صوبہ داری کا فرمان اسے موصول ہوا۔ یہ پھر اپنے علاقے کو پلٹ گیا۔ عبدالملک صرف اٹھارہ دن سندھ میں مقیم رہا۔ نصر نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور وہ بصرہ واپس آ گیا۔

عمال کا عزل و نصب:

اس سال مہدی نے عافیہ بن یزید الازدی کو قاضی مقرر کیا۔ یہ اور ابن علاثہ رصافہ میں مہدی کی چھاؤنی میں قضا کے فرائض

تعلیم دیتے تھے اور محمد بن حبیب العدوی مدینہ شریف کے قاضی تھے۔ اسی سال فضل بن صالح جزیرہ کی ولایت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔ عیسیٰ بن لقمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا، حسان الشروی موصل کا اور بسطام بن عمرو التغلبی آذربائیجان کا عامل مقرر کیا گیا۔ اسی سال ابوایوب سلیمان المکی دیوان خراج سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابو الوزیر عمر بن مطرف مقرر کیا گیا۔

امیر حج موسیٰ بن محمد و عمال:

اس سال نصر بن مالک نے مرض فالج میں انتقال کیا۔ یہ بنی ہاشم کی ہزرواز میں دفن کیا گیا۔ مہدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کی اتالیقی سے موسیٰ بن المہدی کی مصاحبت میں منتقل کیا گیا۔ مہدی نے ابان کو موسیٰ کا وزیر اور میر منشی مقرر کیا اور اس کی جگہ ہارون کے پاس یحییٰ بن خالد بن برمک مقرر کیا گیا۔ اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں مہدی نے ابو ضمرہ محمد بن سلیمان کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ سلمہ بن رجاء کو مقرر کیا۔ موسیٰ بن محمد بن عبداللہ ہاشمی کی امارت میں جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا فریضۂ حج ادا ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان طائف، مکہ اور مدینہ کا عامل تھا۔ اسحاق بن الصباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا عامل تھا۔

۱۶۳ھ کے واقعات

عبدالسلام خارجی کا خروج:

اس سال عبدالسلام الخارجی قنسرین میں قتل کیا گیا اس کے قتل کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اس سال عبدالسلام بن ہاشم الیشکری نے جزیرہ میں خروج کیا۔ ہزاروں آدمی اس کے پیرو ہو گئے اور اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی۔ مہدی کے متعدد سپہ سالاروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ان میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھا۔ عبدالسلام نے اسے مع اس کے بہت سے ساتھیوں کے قتل کر دیا اور اس کے ساتھ دوسرے سپہ سالاروں کو شکست دی۔ مہدی نے اس کے مقابلہ پر متعدد فوجیں روانہ کیں مگر ایک سے زیادہ سپہ سالار عبدالسلام کے مقابلے میں ناکام رہے بار بار انہیں پسپا ہونا پڑا۔

عبدالسلام خارجی کا قتل:

ان میں شبیب بن واج المروروذی بھی تھا۔ جب شبیب بھی اس کے مقابلہ پر ناکام ہو کر پسپا ہوا تو اب مہدی نے ایک ہزار شہسواران کو ان کی رضامندی سے منتخب کر کے اور ہر ایک کو بطور معاونت کے ایک ایک ہزار درہم دے کر شبیب کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس جا پہنچے تو وہ اب عبدالسلام کی تلاش میں چلا۔ اس جماعت سے مرعوب ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی قنسرین آیا شبیب نے یہیں اسے جا پکڑا اور قتل کر دیا۔

محکمہ پیمائش و بندوبست کا قیام:

اس سال مہدی نے محکمہ پیمائش اور بندوبست قائم کیا عمر بن بزیع اپنے مولیٰ کو افسر بندوبست مقرر کیا اس نے نعمان بن عثمان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

۱۶۳ھ کے واقعات

مقنع کی ہلاکت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قطبہ وہاں آیا اس نے مجھے سلام کیا اور میرے باپ کی مسند پر بیٹھ گیا پھر اس نے ان کو مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ وہ کہیں سوار ہو کر گئے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ جب آ جائیں تو میرے آنے کا ذکر کرنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں پوچھتا ہوں کہ آپ امیر المومنین سے یہ بات کہیں کہ حسن بن قحطبہ کہتا تھا کہ امیر المومنین نے اللہ مجھے ان پر فدا کرے ہارون کو جہاد کے لیے بھیجا ہے اور مجھے اور ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا ہے مناسب یہ ہے کہ میں ان کا مصاحب رہوں اور معتمد علیہ مصاحب رہوں اور ربیع ان کا مصاحب ہو کر اور معتمد علیہ حاجب ہے۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ ہم دونوں ان کے پاس سے غیر حاضر ہوں۔ یا وہ مجھے ہارون کے ساتھ کر دیں اور ربیع کو اپنے پاس رہنے دیں یا ربیع کو بھیج دیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہوں۔ جب میرے باپ آئے تو میں نے حسن کا یہ پیام ان کو سنا دیا۔ انھوں نے اسی وقت مہدی سے جا کر یہ بات کہہ دی۔ کہنے لگے بخدا اس نے بڑی خوبی سے اس خدمت سے سبکدوشی اختیار کی۔ اس نے نوح بن حیان کی طرح انکار نہیں کیا۔ اس سے مراد عامر بن اسمٰعیل تھا جس نے ابراہیم کے ساتھ جہاد پر جانے سے انکار کیا تھا۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کی جائداد ضبط کر لی تھی۔

ہارون الرشید کی جہاد کے لیے روانگی:

ابو بدیل بیان کرتا ہے کہ مہدی نے رشید کو جہاد کے لیے بھیجا۔ موسیٰ بن عیسیٰ عبدالملک بن صالح بن علی اور اپنے باپ کے دونوں موالی ربیع اور حسن حاجب کو اس کے ساتھ کیا۔ رشید کے روانہ ہونے کے دو یا تین روز بعد میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے تم کیوں ولی عہد کا ساتھ چھوڑ کر رہ گئے اور خاص طور پر تم نے اپنے دو دوستوں ربیع اور حسن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ میں نے کہا جناب والا کے حکم کی بنا پر چونکہ آپ نے مجھے مدینۃ السلام میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس لیے میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔ اب اگر ارشاد ہو تو میں جانے کے لیے آمادہ ہوں۔ کہنے لگے اچھا جاؤ اور ولی عہد اور ربیع و حسن سے جا ملو جس بات کی ضرورت ہو بیان کرو میں نے عرض کیا مجھے سفر کے لیے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے امیر المومنین مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیں۔ پوچھا کب جاؤ گے میں نے کہا کل تو میں ان سے رخصت ہو آیا اور اپنے دوستوں سے جا ملا۔

ابو بدیل کی تجویز:

چھاؤنی میں آ کر میں نے رشید کو دیکھا کہ وہ خیمے سے باہر نہیں نکلتے رہتے ہیں اور موسیٰ بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح دونوں اس پر مسلط رہتے ہیں۔ میں نے ربیع اور حسن سے جا کر کہا (ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے) خدا کرے کہ وہ شخص جس نے تم کو بھیجا ہے اور وہ شخص جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو تم کو تمہاری خدمات کی جزائے خیر دے۔ انھوں نے کہا خیر ہے کیا بات ہے۔ میں نے کہا موسیٰ بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح امیر المومنین کے صاحبزادے کی کل کائنات بنے ہوئے ہیں۔ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ان دونوں کی باریابی کا ایک خاص دن مقرر کر دو کہ صرف اسی مقررہ دن میں وہ اور دوسرے ہمراہی سرداران فوج ان سے مل سکیں۔ اور جمعہ کا دن ملاقات کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ ہاں دوسرے دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں بغیر اجازت باریاب نہ ہو سکے۔

ابو بدیل کا حسن اور ربیع کو مشورہ:

اس سفر میں ایک رات ان دونوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس آیا ایک اور شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کہا کہ یہ عربی زبان کا امام ہے۔ ہمیں اس کے پاس خلفاء کے عہد حکومت کا نوشتہ ملا ہے ہم نے اس تحریر کو کھول کر پڑھا ہے اور مہدی کی مدت

خلوت دیکھی تو اس میں وہ رسال لکھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا تم دونوں سے زیادہ بڑا احمق روئے زمین پر شاید کوئی اور نہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اس غلام کی خبر اور اس تحریر کا مضمون پردۂ خفا میں رہے گا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ ہوگی۔ انھوں نے کہا ہم یوں ہی اپنا خیال ظاہر کرتے۔ میں نے کہا تو اب جب کہ امیر المومنین کو اس قدر جلد معلوم ہو گیا ہے تو ان کے متعلق یہ ہے کہ تم ہی نے سب سے پہلے خبر مرگ ان کو سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سرد پڑ گئے۔ وہ تحریر ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔ میں نے اس غلام سے کہا کہ تم ابھی ٹھہرو۔ (اس کے قائل کی مراد ورقاء ہے جو مولیٰ آل ابی بکرہ تھا) کو میرے پاس بلالاؤ۔ وہ اسے بلالایا۔ میں نے اس سے کہا بیٹھ جاؤ اور اس خط کے مطابق ایک دوسری تحریر لکھو اور اس میں بجائے دس کے چالیس لکھو۔ وہ حسب [illegible] تحریر لکھ دی۔ جو اصل سے اس قدر مشابہ تھی کہ اگر میں نے اصل میں اس کا مضمون نہ دیکھا ہوتا تو مجھے اصل اور نقل کی شناخت بھی نہ ہو سکتی۔

آل برمک کی جہاد میں شرکت:

جب مہدی نے اپنے ولی عہد رشید کو رومیوں سے جہاد کے لیے بھیجا تو اس کے ہمراہ خالد بن برمک، حسن بن برمک اور سلیمان بن برمک کو بھی بھیجا۔ فوج کا انصرام، اخراجات کی نگرانی، سرکاری مراسلات اور خود رشید کے ذاتی کاروبار کا انصرام یہ سب کچھ یحییٰ بن خالد کے متعلق تھا۔ خود مہدی کی جانب سے جہاد میں شریک ہونے کے لیے اس کا حاجب ربیع ہارون کے ساتھ گیا تھا۔ ربیع اور یحییٰ کو خاص اقتدار حاصل تھا۔ ہارون ہر معاملہ میں ان کا مشورہ لیتا اور اسی پر عمل کرتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ ان کو بہت مال غنیمت ملا اور ان کی عزت و شوکت میں اضافہ ہوا۔ سمالو کی جنگ میں خالد نے جو خدمات انجام دیں وہ کسی دوسرے سے میسر نہ آسکیں۔ اس جماعت کا جو نجم تھا اب اس کا نام بھی خالد بن برمک کے اقبال مندی کی وجہ سے لوگوں نے برمکی رکھ دیا۔

یحییٰ بن خالد برمکی کا انتخاب:

جب مہدی نے ہارون کو جہاد کے لیے بھیجنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دعوت عباسیہ کے داعیوں کی اولاد میں جو جو شخص بھی ہوں حاضر کیے جائیں تاکہ ان میں سے وہ کسی شخص کو ہارون کے ساتھ بھیجنے کے لیے انتخاب کریں۔ اس سلسلہ میں خود یحییٰ بیان کرتا ہے کہ دوسرے شخصوں کے ہمراہ میں بھی پیش کیا گیا۔ وہ سب تو ان کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے مگر میں اور وہ اس جماعت کے عقب میں ہو گیا۔ مجھ سے مہدی نے کہا یحییٰ ایک سامنے آؤ۔ تو میں سامنے آگیا۔ کہا بیٹھ جاؤ۔ میں دو زانو سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا میں نے اپنی سلطنت کے ارکان و اعیان اور داعیوں کی اولاد میں سے اپنے بیٹے ہارون کی معیت و مصاحبت، فوج کے انتظام و انصرام اور تمام معاملات سرکاری کی نگرانی کے لیے ایک مناسب شخص کے انتخاب کے لیے کافی غور و خوض کرنے کے بعد تم کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ تم اس کے اہل ہو، [illegible] آدمی ہو۔ میں نے تم کو اس کا میر فوج اور میر منشی مقرر کیا۔

یحییٰ بن خالد کی روانگی:

یحییٰ کہتا ہے اس حکم کو سن کر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا ہاتھ چوما۔ روانہ ہونے کے لیے انھوں نے ایک لاکھ درہم مجھے عطا کیے اور اب میں اس فوج سے جا ملا جو اس مہم پر بھیجی گئی تھی۔ ربیع نے سلیمان بن برمک کو کسی معاملہ پر گفتگو کرنے کے لیے مہدی کی

خدمت میں ایک وفد نے [illegible] بھیجا [illegible] اور [illegible] بہت [illegible]

[illegible] چلا آ رہا ہے۔

عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب:

اس سال جب کہ مہدی اپنے بیٹے ہارون [illegible] تھے انھوں نے جزیرہ کی [illegible] سے عبدالصمد بن علی کو برطرف کر دیا۔ اس کی [illegible] ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] مہدی [illegible] موصل [illegible] اختیار کیا [illegible] اس وقت عبدالصمد بن علی جزیرہ کا صوبہ دار تھا۔ جب مہدی موصل سے روانہ ہو کر [illegible] پہنچے تو عبدالصمد [illegible] ان کے [illegible] کے لیے [illegible] مہدی [illegible] عبدالصمد [illegible] مہدی نے [illegible] قبول نہیں کیا اور عبدالصمد [illegible] انھوں نے عبدالصمد کو [illegible] ملاقات [illegible]

عبدالصمد کی اسیری

[illegible] مہدی [illegible] عبدالصمد [illegible] مہدی نے [illegible] عبدالصمد [illegible] جواب [illegible] مہدی [illegible] ہو گئے۔

زندیقوں کا قتل

[illegible] مہدی [illegible] پہنچے [illegible] زندیقوں [illegible] مہدی نے [illegible] زندیق [illegible] قتل [illegible] مہدی [illegible] انھوں نے [illegible] مہدی [illegible]

[illegible]

قلعہ سمالو کی فتح

اب ہارون [illegible] رومیوں کے علاقے میں [illegible] یہاں [illegible] ایک قلعہ تھا [illegible]

[illegible]

[illegible] نے [illegible] مسلمانوں کے بھی بہت سے آدمی اس معرکہ میں مقتول و مجروح ہوئے چونکہ [illegible] کے ساتھ [illegible] سے [illegible] ہو گئے [illegible] مسلمانوں نے [illegible] اس معرکہ میں [illegible] ہو گئے [illegible] ہو گئے۔

اسی سال [illegible] کے [illegible] مہدی بیت المقدس گئے [illegible] عباس بن محمد [illegible] اور ان کے ماموں یزید بن منصور بھی ان کے ہمراہ تھے۔

عمال کا عزل و نصب

اسی سال مہدی نے [illegible] کو [illegible] کی ولایت سے معزول کر دیا [illegible] یزید بن منصور نے ان کی سفارش کی اور [illegible] پھر بحال کر دیا۔ اسی سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون کو تمام مغربی ممالک آذربائیجان اور آرمینیا کا حاکم مقرر کیا۔ ثابت بن موسیٰ کو ان کا [illegible] اور یحییٰ بن خالد [illegible] کو [illegible] مقرر کر دیا۔

اسی سال [illegible] کو جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ [illegible] مقرر کیا [illegible] بیت المقدس جاتے ہوئے مہدی کا گزر [illegible] مقام [illegible] اس نے [illegible] معزول [illegible] خراسان [illegible] مسیب بن زہیر [illegible] کیا [illegible] اصفہان [illegible] کی ولایت سے [illegible] کو [illegible] طبرستان اور رویان کی ولایت سے [illegible] عمر بن العلاء مقرر ہوا مہلہل بن صفوان کو جرجان سے علیحدہ کیا [illegible] مقرر ہوا۔

امیر حج علی بن المہدی:

علی بن المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال جعفر بن سلیمان [illegible] مدینہ مکہ اور طائف کا عامل [illegible] اور [illegible] کے [illegible] محمد بن سلیمان [illegible] خراسان کا [illegible] محمد بن الاشعث [illegible] عامل تھے۔

۱۶۳ھ کے واقعات

عبدالکبیر بن عبدالحمید کی پسپائی

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب [illegible] درب الحدث [illegible] رومیوں [illegible] عبدالکبیر [illegible] مہدی نے [illegible] قتل کرنا چاہتے تھے مگر [illegible] نے ان کی سفارش کی اور [illegible] قتل نہ کیا [illegible] قید کر دیا۔

محمد بن سلیمان کی برطرفی

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو ان کی خدمت سے علیحدہ کر دیا اور وہ صدقات جو محمد کے ماتحت تھا اب انھوں نے [illegible] کے قبضہ میں دے دیا۔ [illegible] کا افسر بنا کر ان کو مقرر کر کے ان سے کہہ دیا کہ وہ [illegible] محمد کے کاتب [illegible] اور ان کے نائب اور دوسرے تمام عمال کو گرفتار کر کے ان کے [illegible] تحقیقات کرے۔

قصر سلام کی تعمیر

اس سال مہدی نے عیسا باذ الاعلیٰ میں کچی اینٹوں کا ایک قصر تعمیر کرایا۔ [illegible] سلام [illegible] کچی اینٹوں سے اس کام کے شروع کرنے کے بعد [illegible] تک [illegible] جب [illegible] پہنچے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو [illegible] کا فیصلہ ہو گیا۔

مہدی کی حج سے مراجعت

[illegible] مہدی [illegible] آ گیا اور عقبہ سے واپس ہو گئے۔ [illegible] پانی کی کمی کی وجہ سے یقطین پر [illegible] تھے جو منزلوں کا داروغہ تھا [illegible] پانی [illegible] اور جانوروں [illegible] یقطین [illegible] کہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اس سال نصر بن محمد الاشعث نے سندھ کی ولایت پائی۔

عبداللہ بن سلیمان کی معزولی

مہدی نے عبداللہ بن سلیمان کو کسی بات پر ناراض ہو کر یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور [illegible] کو وہاں بھیجا [illegible] عبداللہ پر مقدمہ [illegible] تحقیقات کر کے ان کی [illegible] بند کر لے۔ جب [illegible] تک [illegible] ان کے تمام [illegible] قید کر لیا۔ اور سب [illegible] مہدی نے [illegible] چھوڑ دیا اور ان کی جگہ منصور بن یزید بن منصور کو یمن کا والی مقرر کیا۔

امیر حج صالح بن ابی جعفر و والیان

اس سال انھوں نے صالح بن ابی جعفر المنصور کو عقبہ سے واپسی میں مکہ بھیجا تھا [illegible] امارت میں حج ہوا۔

جعفر بن سلیمان مدینہ، مکہ، طائف اور یمامہ کے والی تھے۔ ہاشم بن سعید بن منصور کوفہ کے [illegible] اور [illegible] شریک بن عبداللہ [illegible] تھے۔ [illegible] عبیداللہ بن الحسن [illegible] اور [illegible] صالح بن داؤد [illegible] تھے۔ [illegible] بن محمد [illegible] یزید بن منصور [illegible] افریقیہ [illegible] یزید بن حاتم [illegible] عبداللہ [illegible] سعید بن دعلج تھا۔

۱۹۰ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی فتوحات

اس سال ہارون بن محمد المہدی نے روم پر حملہ کیا اور جہاد کیا اتوار کے دن جب کہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں بیس راتیں باقی تھیں کہ ہارون نے اس سے پہلے روم کے علاقے پر جہاد کے لیے روانہ کیا۔ [illegible] اس نے ساتھ کر دیا۔ ہارون روم کے علاقے میں بہت دور تک گھس گیا اور اس نے ہرقلہ فتح کر لیا۔ [illegible] اس کے مقابلے پر آیا۔ [illegible] سے پہلے [illegible] کا محاصرہ [illegible] سے [illegible] کر دیے۔ تو رومیوں کی فوج میدان سے الگ ہو گئی۔ [illegible] ان کے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے [illegible] اپنی طرف [illegible] [illegible] (۹۳ [illegible])

ملکہ روم کی ہارون الرشید سے صلح کی درخواست

اس مہم میں ہارون کے ساتھ [illegible] فوج تھی اس کے اخراجات کے سوا اس کے ساتھ [illegible] ہزار [illegible] اور [illegible] تھے۔ ہارون روم کے علاقے میں بڑھتے بڑھتے [illegible] اس کا باپ اس وقت مر چکا تھا جب [illegible] کے دوران حملہ [illegible] شروع ہوا [illegible] ایک دوسرے کے پاس صلح اور [illegible] کے لیے [illegible] کرنے کے لیے آنے لگے۔

ہارون الرشید اور ملکہ روم کی مصالحت

ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لی [illegible] کر دی کہ جو عہد [illegible] اس نے کیا ہے وہ اسے پورا کرے گی۔ [illegible] کے لیے [illegible] مناسب مقامات پر [illegible] اور [illegible] کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ [illegible] تھے اور [illegible] کا خدشہ ہو گیا تھا۔ ملکہ روم نے یہ شرائط مان لیں۔

صلح نامہ کی شرائط

[illegible] سال کے [illegible] ہزار دینار [illegible] ہارون نے یہ تجویز منظور کر لی۔ ملکہ نے صلح [illegible] کے لیے ان کی [illegible] ہارون نے ہارون کے [illegible] ایک خاص [illegible] کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس صلح کے لیے باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا۔ [illegible] کر دیے گئے۔

مال غنیمت

ہارون [illegible] جہاد میں [illegible] کے [illegible] کرتے تھے [illegible]

[illegible]

مروان بن ابی حفصہ کے اشعار

مروان بن ابی حفصہ نے اسی واقعہ کے متعلق یہ شعر کہے

أطفت بقسطنطينة الروم مسنداً إليها القنا حتى اكتسى الذل سورها

وما رمتها حتى أتتك ملوكها بجزيتها والحرب تغلي قدورها

ترجمہ: [illegible]

[illegible] صالح بن ابی جعفر [illegible]

اس سال [illegible]

۱۶۶ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی مراجعت

اس سال ہارون الرشید [illegible]

ہارون الرشید کی ولی عہدی کی بیعت

اس سال مہدی نے [illegible]

عبیداللہ بن الحسن و جعفر بن سلیمان کی معزولی

اس سال مہدی نے عبیداللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضا سے برطرف کر کے ان کی جگہ خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر اس سے کچھ مقدمے ٹھیک نہیں ہوئے اس لیے بصرہ والوں نے اس سے استعفا لے لیا۔ اس سال جعفر بن سلیمان مکہ مدینہ اور تمام متعلقہ علاقوں کی ولایت سے جو ان کے زیر نگیں تھے معزول کر دیے گئے۔

داؤد بن طہمان

اس سال مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہو گئے۔

علی بن محمد النوفلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد بن طہمان (یعنی ابو یعقوب بن داؤد) اور اس کے بھائی نصر بن سیار کے کاتب تھے۔ داؤد نصر سے پہلے کئی دوسرے والی خراسان کا کاتب بھی رہ چکا تھا۔ یحییٰ بن زید کے زمانے میں یہ دونوں بھائی نصر سے جو بات سنتے یحییٰ کو خبر کر دیتے اور اس طرح سے نصر کی گرفت سے بچا دیا۔ جب ابومسلم نے یحییٰ کے انتقام کے لیے بغاوت کر دی تو اس نے ان کے قاتلوں اور نصر کے ان لوگوں کو جنہوں نے یحییٰ کے قتل میں اعانت کی تھی قتل کر دیا تو ابن داؤد بن طہمان اس مار دھاڑ کی وجہ سے جو پہلے سے اس کے متعلق گئی تھی بے خوف و خطر ابومسلم کے پاس چلا آیا۔ ابومسلم نے اسے امان دی اس کی ذات کے متعلق تو کوئی تعارض نہیں کیا البتہ اس کا مال جو اس نے نصر کے عہد حکومت میں حاصل کیا تھا ضبط کر لیا اس کے علاوہ اس کے دوسرے مکانات اور موروثی جائداد بحال رکھی۔

یعقوب بن داؤد کے آل حسین بن علی سے تعلقات:

داؤد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے جو صاحب فضل ادیب اور مورخ نکلے انہوں نے محسوس کیا کہ چونکہ ان کا باپ نصر کا کاتب رہ چکا ہے اس وجہ سے بنی عباس کے دور میں ان کی کوئی وقعت اور عزت نہ ہوگی اس خیال سے انہوں نے کبھی عباسی دربار میں رسوخ حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا۔ بلکہ زیدیہ کی تحریک کی حمایت کا ارادہ کر کے انہوں نے آل حسین بن علی سے اپنے تعلقات قائم کیے تاکہ اگر حکومت ان کو مل جائے تو یہ لوگ بھی عزت حاصل کریں۔ اپنی اس غرض کی تکمیل کے لیے یعقوب نے تمام ملک کا دورہ کیا اور اکثر اوقات ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ بھی رہے جنہوں نے محمد بن عبداللہ کی بیعت لینے کے لیے تمام ملک کے سفر کیے۔ محمد اور ابراہیم کے خروج پر علی بن داؤد نے جو یعقوب سے عمر میں بڑا تھا ابراہیم کی حمایت میں تلوار اٹھائی خود یعقوب نے اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ابراہیم کی حمایت میں خروج کیا۔

یعقوب بن داؤد کی گرفتاری و رہائی

محمد اور ابراہیم کے قتل کے بعد یہ منصور کی گرفت سے بچنے کے لیے روپوش ہو گئے مگر منصور نے ان کا کھوج لگا لیا اور یعقوب اور علی دونوں گرفتار ہو گئے۔ منصور نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ یہ کچھ مدت المطبق میں قید رہے۔ ان کے انتقال کے بعد مہدی نے اپنے جلوس کی خوشی میں جہاں اور قیدی رہا کیے وہاں ان دونوں کو بھی رہا کر دیا۔ ان کے ہمراہ جیل میں اسحاق بن الفضل بن عبدالرحمن بھی قید تھا یہ ہر وقت اس کے اور اس کے ساتھ ان دوسرے بھائیوں کے ساتھ رہتے جو اسحاق کے ساتھ قید تھے اس طرح ان میں نہایت گہری اور سچی محبت پیدا ہو گئی۔ اسحاق بن الفضل بن عبدالرحمن کا یہ خیال تھا کہ خلافت تمام بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت کا حق ہے

ہوتا ہے۔ یہ گروہ کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت صرف بنی ہاشم کا حق تھی اور آپ کی وفات کے بعد سب سے زیادہ مستحق علی تھے اور ان کے بعد وہ وراثتاً آپ کی اولاد عبدالمطلب میں جو کوئی سب سے [illegible] ہو۔ وہ لوگ خلیفہ مہدی یا یعقوب کی دعوت کی اشاعت کرتے تھے۔

یعقوب بن داؤد اور خلیفہ مہدی:

جب مہدی نے یعقوب کو گرفتار کیا تو اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد مہدی کو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کی مخفی جگہ سے بھاگ جانے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ انہوں نے ایک ان کا پتا پانے کی کوشش کی۔ ہو گئے کہ یعقوب کی جماعت کا کوئی ایسا شخص مل جائے جو ان کی جگہ معلوم کر کے بتا سکے [illegible] ان کے بارے میں [illegible] سے ان کی جگہ معلوم ہونے کی وجہ سے [illegible] مصاحب میں [illegible] اس طرح [illegible] اور آل حسن [illegible] کے ذریعے معلومات حاصل کی گئیں ان کے سامنے یعقوب بن داؤد کا نام پیش کیا گیا۔ یعقوب مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت مہدی [illegible] اور [illegible] کے ہوئے بیٹھے تھے۔ خلیفہ [illegible] اور ایک ہوشیار اور [illegible] تھی۔ مہدی نے اس سے گفتگو [illegible] تو اسے قابل پایا۔ محل میں اسے باقی رکھا گیا۔

یعقوب بن داؤد کی وزارت

یہاں بعض راوی یہ بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مہدی سے ان کے [illegible] بن [illegible] کا اقرار کر لیا تھا خود یعقوب اس الزام سے بری تھے۔ مگر یہ بات باوجود اس کے لوگوں کا بھی گمان ہے کہ مہدی کے پاس اس نے تقرب اور رسوخ کا ذریعہ آل علی کی حمایت ہی تھی غرض یعقوب کی حالت روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ مہدی نے اسے اپنا وزیر مقرر کر کے تمام امور خلافت اس کے حوالے کر دیئے۔ اس نے اپنے زیدی فرقہ کے لوگوں کو دور دور سے بلا کر اطراف و اکناف خلافت میں عامل اور عہدہ دار مقرر کر دیئے۔ دنیا اس کے ہاتھ میں آ گئی۔

بشار بن برد کے اشعار:

کسی نے بشار بن برد سے یہ شعر کہے

بني أمية هبوا طال نومكم   إن الخليفة يعقوب بن داود
ضاعت خلافتكم يا قوم فالتمسوا   خليفة الله بين الزق والعود

ترجمہ: اے بنی امیہ تم بہت سو چکے اب تو جاگو اس وقت خلیفہ یعقوب بن داؤد ہے۔ اے میری قوم تم نے اپنی خلافت کھو دی اب اس کو تلاش کرو کیونکہ خلیفہ وقت تو طبل و رباب میں مشغول ہے۔

یعقوب بن داؤد سے آل حسن بن علی کی بدظنی

یعقوب کے اس غیر معمولی اثر و اقتدار کی وجہ سے مہدی نے تمام امور اس کے سپرد کر دیئے تھے اور اب انہوں نے اس کی شکایتیں شروع کیں۔ یعقوب نے اثر و اقتدار کے باعث [illegible] کی کہ اس نے حسن بن ابراہیم کے لیے امان حاصل کی اور پھر [illegible] دونوں کی ملاقات بھی کرا دی اس وجہ سے آل حسن بھی اس کی طرف سے بدظن ہو گئے۔

یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضگی:

اب یعقوب نے محسوس کیا کہ اگر حکومت آل حسن بن علی کو مل گئی تو یہ ان میں زندہ بھی نہ رہ سکے گا۔ دوسری طرف اس کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے اس نے یہ بھی دیکھا کہ مہدی اس سے اتنے بدظن ہیں کہ نظر انداز کر کے اسے نہیں دیکھتے وہ اسحاق بن الفضل کی طرف مائل ہو گیا اور منتظر رہنے لگا کہ کسی طرح اسحاق کے دن پھر جائیں۔ اب اسحاق کے خلاف بھی مسلسل شکایتیں مہدی کو موصول ہونے لگیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ تمام مشرق اور مغرب یعقوب اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے اس نے سب سے مراسلت کر کے معاملہ طے کر لیا ہے اگر وہ چاہے تو وہ سب کے سب ایک دن اور ایک وقت میں اس کی تحریک پر اٹھ کھڑے ہوں اور حکومت کو اسحاق بن الفضل کے لیے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس خبر سے مہدی کا دل یعقوب کی طرف سے پھر گیا۔

یعقوب بن داؤد کی اسحاق بن فضل کے لیے سفارش:

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے مہدی کے ایک خادم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن مہدی کے سرہانے کھڑا ہوا مکھیاں اڑا رہا تھا اتنے میں یعقوب ان کی خدمت میں حاضر ہوا دوزانو بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا کو مصر کے اضطراب کا علم ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ایسے شخص کی نشاندہی کروں جو وہاں کا انتظام درست کر دے۔ عرصہ کے غور کے بعد مجھے ایسا شخص نظر آیا ہے جو اس کام کا اہل ہے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا آپ کا قریبی عزیز اور بھائی اسحاق بن الفضل۔

مہدی کا یعقوب بن داؤد کو قتل کرنے کا ارادہ:

اس نام کے سنتے ہی یعقوب نے دیکھا کہ مہدی کا منہ بگڑ گیا ہے یعقوب چپکے سے اٹھ کر چلا گیا مہدی برابر دور تک اسے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں اس کا کام تمام نہ کر دوں پھر میری طرف دیکھ کر کہا خبردار اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

تمام شاگرد پیشہ اور موالی برابر مہدی کو اس کے خلاف ابھارتے اور شکایتیں کر کے ناراض کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یعقوب کی برطرفی اور محرومی کا ارادہ ہی کر لیا۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے کشیدگی کی وجہ:

موسیٰ بن ابراہیم المخزومی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مہدی نے بیان کیا کہ خواب میں مجھے یعقوب کی صورت نظر آئی اور اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کی گئی کہ میں اسے اپنا وزیر بنا لوں۔ جب مہدی نے اسے عالم بیداری میں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی انہوں نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا اور یعقوب کا رسوخ و اقتدار مہدی کی جناب میں بے حد بڑھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہدی نے عیسا باد آباد کیا ان کے ایک متوسل خدمت گار نے ان سے کہا کہ احمد بن اسمٰعیل نے مجھ سے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے مسلمانوں کے بیت المال سے پانچ کروڑ کے صرف میں اپنے لیے ایک سیرگاہ بنائی ہے۔ اس خدمت گار کی یہ بات تو مہدی کو یاد رہی مگر وہ احمد بن اسمٰعیل کا نام بھول گئے اور بعد میں ان کو یہ گمان رہا کہ یعقوب بن داؤد نے یہ رائے ظاہر کی تھی ایک مرتبہ یعقوب سامنے بیٹھا تھا انہوں نے اسے گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین ایسا کیا قصور مجھ سے سرزد ہوا؟ مہدی نے کہا کیا تم نے یہ بات نہیں کہی کہ میں نے اپنی ایک سیرگاہ پر پانچ کروڑ درہم خرچ کر ڈالے۔ اس نے عرض کیا یہ بات

[illegible]

مہدی اور یعقوب بن داؤد کے تعلقات

[illegible]

[illegible]

خلیفہ مہدی کی یعقوب بن داؤد [illegible]

[illegible]

خلیفہ مہدی کی ایک علوی کو قتل کرنے کی سازش

[illegible]

[illegible]

یعقوب بن داؤد اور علوی کی گفتگو

[illegible]

علوی کی رہائی

[illegible]

یعقوب بن داؤد کے خلاف مہدی کی شکایت

[illegible]

علوی کی گرفتاری

[illegible]

بلکہ میں ان کی الفت میں تھا۔ اب میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ایک نشیمن میں تھے ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی مجھ سے کہا یعقوب اس شخص کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امیر المومنین کو راحت دے دی ہے۔ پوچھا مر گیا میں نے کہا جی ہاں۔ پوچھا اللہ کی قسم؟ میں نے کہا اللہ کی قسم۔ کہا اچھا اٹھو اور میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر میرے سر کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر کی قسم کھائی۔

یعقوب بن داؤد پر عتاب

اب انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ جو صاحب اس کمرے میں ہیں ان کو باہر لاؤ وہ گیا اور وہی علوی مع اپنے دونوں کے جن کے ساتھ روپے کے جو میں نے دیا تھا موجود تھا۔ یہ دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زبان گنگ ہو گئی۔ مہدی نے کہا اب اگر میں چاہوں تو میں تجھے قتل کر سکتا ہوں مگر تیرا قتل تو نہیں کرتا البتہ تیرے لیے یہ حکم ہے کہ تم کو زندان میں قید کر دو اور مجھ کو ان کا ذکر کرتے رہے ہو ایسے ہی ... نے وہیں مرکاری جیل میں قید کر دیا گیا اور ایک کنوئیں میں اتار دیا گیا۔ ایک مدت طویل تک میں اس زندان یا کنوئیں میں رہا۔ مجھے کنوئیں کا اندھیرا ایسا رہتا تھا کہ بصارت چلی گئی۔ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جانوروں کی صورت ہو گئی تھی۔

یعقوب بن داؤد کی رہائی و مکہ میں قیام:

میں اسی مصیبت میں ایک زمانہ تک رہا تھا کہ یکایک مجھے باہر نکالا گیا اور جب مجھے کہیں لے چلے مجھے معلوم نہ تھا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پہنچ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ پوچھا کس امیر المومنین کو سلام کرتے ہو میں نے کہا مہدی کو۔ انھوں نے کہا مہدی پر اللہ نے رحم کیا۔ میں نے کہا ہادی کو۔ کہا کہ اللہ نے ان پر بھی رحم کیا۔ میں نے کہا رشید کو انھوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ امیر المومنین میری حالت معلوم ہے۔ انھوں نے کہا ہمیں سب معلوم ہے اور ہم کو احساس بھی ہے تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے مکہ میں اقامت کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ کہا بہتر ہے اس کے سوا اور کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ میں نے کہا اب کوئی لذت باقی ہے نہ تمنا تو مناسب ہے کہ جلد چلا جاؤں۔ ان کے بعد میں نے مکہ کی راہ لی۔ یعقوب کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ ہم مکہ آ گئے مگر تھوڑے ہی روز کے بعد وہیں انھوں نے انتقال کیا۔

یعقوب بن داؤد کی مہدی کو نصیحت

یعقوب بن داؤد سے روایت ہے کہ مہدی نبیذ نہیں پیتے تھے اور اس احتراز کی وجہ ان کے خیال میں حرمت نہ تھی بلکہ وہ ان کو مرغوب نہ تھی البتہ ان کے احباب میں سے عمر بن بزیع، معلی ان کا مولیٰ، مفضل اور اسی قسم دوسرے خدام ان کے سامنے پیتے تھے میں ان کے پینے کی اس شراب اور سرود کی مجلسوں میں اس قدر انہماک پر نکیر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ نے مجھے اس لیے وزیر نہیں بنایا کہ میں اس امر کی صحبت میں رہوں آپ کی حالت یہ ہے کہ ایک طرف تو آپ پنج وقتہ نماز مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کے مصاحب نبیذ پیتے ہیں اور آپ گانے کی مجلس کر کے ان کے ساتھ شریک صحبت ہوتے ہیں میری اس نصیحت کا انھوں نے یہ جواب دیا کہ اچھا عبداللہ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میں نے ایک دن کہا کہ جناب والا اس سے آپ کے حسنات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ جو شخص سماع اور اس صحبت کا محتاج ہے اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اس سے اس کی قربت سے

اضافہ ہو جاتا ہے وہ اس سے بعد پر مطابق کا ہے۔

یعقوب بن داؤد کی عہدۂ وزارت سے سبکدوشی کی درخواست:

یعقوب کا بیان ہے کہ میرے باپ مہدی کو ہمارے خیر خواہانہ اعمال کا تحفہ سے دو کئے۔ یہ یہاں تک کہ اب مہدی کو ان کی نیت کا گمان ہوا۔ گزرنے لگی اور دوسری سے تنگ آ گئے، دوسری طرف خود یعقوب نے بات کے بگڑ جانے سے ہراساں خاطر تھے انھوں نے اللہ سے اپنا معاملہ رجوع کیا اور اس بات کا تہیہ کر لیا کہ وہ اس کی خدمت سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

یعقوب کہتے ہیں کہ اسی خیال سے میں نے ایک دن مہدی سے کہا کہ امیر المومنین جب تک میں منصب جلیلہ پر ہوں اس سے شراب پینا بہتر ہے کہ ایک دن بھی ان میں شراب سے مشغول رہوں میں توبہ کر چکا ہوں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس عہدے سے سبکدوش فرما دیں اور اگر میری کوئی خطا سرزد ہوا ہو جو پیش نظر ہو تو معاف کر دیں اور مجھے چاہیے میری جگہ مقرر کریں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے جو مفادات مراعات آپ نے بخشے قائم رہیں۔ آپ نے تمام احسانات اور کرم سے سیراب کر دیے ہیں۔ زندگی کی سوتیں کی مرہونِ منت ہیں سے متعلق ہے یہ اس قدر بار عظیم ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی اور میں آپ کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت فروخت کرنا نہیں چاہتا کہ یہ سب اس دنیاوی اسباب مرہون منت میری اس گذارش پر وہ ہنسے اور اللہ سے معافی کی اور اس کے قلب کی رسائی کر دے اس پر ان کے شاعر نے یہ شعر کہا:

فدع یعقوب بن داؤد جانبا   واقبل علی صهباء طیبة النشر

ترجمہ: "تو ابن داؤد کی طرف سے منہ پھیر لے اور شراب لے جس کی مہک دور تک ہے"۔

ابن سلام کی روایت:

ابن سلام سے روایت ہے کہ اپنے مقام عشق کے قیام کے وقت مہدی نے یعقوب بن داؤد کے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی چند روز کے بعد مہدی نے اس کو دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس کی ایسی خوبی نظر سے نہیں گزری، میرے تصرف میں اس جیسی نہیں آئی کہ جس سے مجھے ایسی لذت حاصل ہوئی ہو اس نے اس قدر اپنی تکلیف کا اظہار کیا ہوا وہ میرا کیا تھا ہو۔ اس جملہ کو سن کر مہدی نے یعقوب کی طرف دیکھا اور مسکرائے جس کا اشارہ کس طرف ہے میری طرف یا تمہاری طرف؟ یعقوب نے کہا احمق کو ہر بات سے بچایا جاتا ہے مگر اس کے نفس سے نہیں بچایا جا سکتا۔

یعقوب بن داؤد کی علالت:

علی بن محمد نوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ یعقوب روزانہ شب مہدی سے خلوت میں ملاقات کرتا تھا اور وہ دونوں رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ اسی طرح وہ ایک رات اس کا مجلس تھا باتوں میں بہت رات گزر گئی اس وقت وہ ان کے پاس سے رخصت ہوئے۔ یہ اپنا لبادہ کی رنگی ہوئی طیلسان پہنے تھا گھوڑا کھڑا تھا طیلسان میں اس قدر کلف تھا کہ اس میں سے سرسراہٹ کی آواز آتی تھی۔ اس کا غلام اس کے شب گھوڑے کی لگام پکڑے تھا نیند کی وجہ سے غافل تھا۔ یعقوب اپنے لبادے کو برابر کرنے لگا اس میں کلف کی آواز ہوئی گھوڑا بھڑک گیا۔ یہ غفلت میں اپنے لبادے کو برابر کر رہا تھا گھوڑے کے قریب بایاں پچھلا پیر اور سوار ہونے کے لیے اسے پیچھے ہٹانے لگا۔ گھوڑے نے یعقوب کی پنڈلی پر ایک لات ماری کہ پنڈلی ٹوٹ گئی۔

یعقوب کی ملامت پر مہدی کی بے قراری

[illegible]

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے برہمی:

[illegible]

یعقوب بن داؤد پر عتاب:

[illegible]

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے معذرت:

[illegible]

مہدی کا قصر السلام میں قیام:

اس سال موسیٰ الہادی جرجان روانہ ہوئے اور انہوں نے ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کو جرجان کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عیساباذ میں جو سکونت اختیار کی یہی قصر السلام ہے۔ دوسرے تمام لوگ بھی ان کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہو گئے۔ نیز یہاں انہوں نے درہم و دینار مضروب کیے۔ اس سال مہدی کے حکم سے پہلی مرتبہ مدینہ سے مکے اور یمن تک خچروں اور اونٹوں کے ذریعہ باقاعدہ سلسلہ رسل و رسائل قائم کیا گیا۔

خراسان میں شورش:

اس سال مسیب بن زہیر کے خلاف خراسان میں شورش ہوئی۔ مہدی نے فضل بن سلیمان الطوسی ابوالعباس کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اور خراسان کے ساتھ سجستان بھی اس کے تحت دے دیا۔ فضل نے مہدی کے حکم سے تمیم بن سعید بن دعلج کو سجستان پر اپنا نائب مقرر کیا۔

زندیقوں کی گرفتاری:

اس سال داؤد بن روح بن حاتم، اسمٰعیل بن سلیمان بن مجالد، محمد بن ابی ایوب المکی اور محمد بن طیفور زندقہ کے الزام میں گرفتار کیے گئے انہوں نے اعتراف جرم کیا مہدی نے ان سے توبہ لی اور چھوڑ دیا۔ داؤد بن روح کو اس کے باپ روح کے پاس جو ان دنوں بصرے کا عامل تھا بھیج دیا اور اس کی اصلاح کی بھی ہدایت کی۔

اس سال الوضاح الشروی، عبداللہ بن عبیداللہ الوزیر کو (یعنی معاویہ بن عبیداللہ الاشعری کے بیٹے کو) جو شامیوں میں تھا پکڑ کر دربار میں لایا۔ ابن شبابہ اس کی شکایت کرتا تھا اس پر بھی زندقہ کا الزام تھا۔ ہم اس کے واقعہ اور قتل کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد مدینۃ الرسول کا عامل مقرر ہوا۔ اس سال موقف اور مکہ کا عامل عبداللہ بن قثم تھا۔ اس سال مہدی نے منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن سلیمان الربعی کو مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عبدالصمد بن علی کو اپنی قید سے چھوڑ دیا۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ عامل کوفہ ہاشم بن سعید تھا اور عامل بصرہ روح بن حاتم تھا۔ خالد بن طلیق بصرہ کے قاضی تھے۔ جملہ متعلقات بصرہ، دجلہ، یمامہ، الطف، اہواز، فارس اور کرمان کا عامل معلی امیر المومنین کا مولیٰ تھا۔ مصر کا والی ابراہیم بن سلیمان تھا۔ یزید بن حاتم افریقیہ کا والی تھا۔ یحییٰ الحرشی طبرستان، رویان اور جرجان کا والی تھا۔ فراشہ امیر المومنین کا مولیٰ دنباوند اور قومس کا والی تھا۔ اور سعد امیر المومنین کا مولیٰ رے کا والی تھا۔ اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم سے ہو چکی تھی اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔

* * *

۱۶۷ھ کے واقعات

موسیٰ بن مہدی کی بادشاہانِ طبرستان پر فوج کشی:

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ جو بے نظیر ساز و سامان سے آراستہ تھی ونداہرمز اور شروین دو بادشاہانِ طبرستان سے لڑنے کے لیے جرجان روانہ کیا۔ اس مہم پر بھیجتے وقت انھوں نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کا کاتب و منشی مقرر کیا۔ محمد بن جمیل کو عہدہ فوج پر نفیع مولیٰ منصور کو موسیٰ کا حاجب علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن خازم کو اس کا صاحب کی۔ یحییٰ بن ماہان کو اس کا کوتوال مقرر کر کے اس کو روانہ کیا۔ موسیٰ نے ونداہرمز اور شروین کے مقابلے کے لیے یزید بن مزید کی امارت میں ایک مہم بھیجی اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا انتقال:

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس وقت روح بن حاتم کوفہ کا حاکم تھا یہ جنازے میں شرکت کے لیے آیا لوگوں نے کہا آپ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے۔ اس نے کہا کہ میں الفاظ ادا کرتا ہوں کہ عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھوں یہ سب بے گناہ کا سبب ہے وہ نماز پڑھائے۔ عیسیٰ کے لڑکوں نے اس سے انکار کیا اور ان کے بیٹے نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور عیسیٰ بن عیسیٰ نے بڑھ کر اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مہدی کی روح بن حاتم سے خفگی:

مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی وہ روح بن حاتم پر سخت ناراض ہوا اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کیا۔ تم اپنے باپ دادا کی روایات سے منحرف ہو گئے۔ پھر وہ عیسیٰ کے گھر گیا اور وہاں جا کر اس نے نماز جنازہ پڑھی اور جب تک یہ مہدی کی خدمت میں رہا اس کی عزت و منزلت کی حیثیت سے قائم رہا۔ وہ اس کا قدر دان رہا۔ مہدی نے اس کے صاحبزادوں کی تعزیت کا حکم دیا۔ نیز اس نے انتظام سلطنت کے متعلق ان کی رائے کو جو اس نے پیش کی تھی قبول کیا۔ اگرچہ جب عیسیٰ نے وفات پائی اس وقت مہدی وہاں نہ تھا اور اس نے بیٹوں سے تعزیت کی۔ بیٹے سے ملاقات کی بہت خاطر مدارات کی اور ان کی حالت کی خود اپنی نظروں سے دیکھ بھال کی۔

زندیقوں کے خلاف کارروائی:

اس سال مہدی نے زندیقوں کے استیصال میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ تمام اطراف و اکناف میں ان کی تلاش کی اور گرفتار کیا اور عمر کلواذی کو اس کام پر متعین کیا۔ اسی سلسلہ میں منصور کے کاتب یزید بن الفیض کو گرفتار کیا گیا، اس نے اعتراف کر لیا۔ اسے قید کر دیا گیا مگر یہ کسی طرح قید سے فرار ہو گیا اور پھر گرفتار نہ ہو سکا۔

ابو عبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ کی برطرفی:

اس سال مہدی نے ابو عبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ اشعری کو اس عہدے سے برطرف کر دیا کہ وہ امیرالمومنین کے احکام ... جاری کرتا

عہدہ پر استعمال کرنے کا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ اپنے حاجب ربیع کو مقرر کیا اس نے سعید بن واقد کو اس عہدہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال بغداد اور بصرہ میں سخت متعدی تپ کا مرض پھوٹ پڑا جس سے ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔

اسی سال ابان بن صدقہ موسیٰ کے دفاتر کے ناظر نے جرجان میں انتقال کیا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابو عبید اللہ کے مددگار ابو خالد الاحول یزید کو موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔

مسجد الحرام میں توسیع:

اسی سال مہدی کے حکم سے مسجد الحرام میں اضافہ کیا گیا۔ بہت سے مکانات مسجد میں شامل کیے گئے۔ یہ تعمیر جدید یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام ہوتی رہی۔ تعمیر جاری تھی کہ مہدی نے وفات پائی۔

یحییٰ الحرشی کی معزولی:

اس سال یحییٰ الحرشی طبرستان، رویان اور دوسرے ان علاقوں کی ولایت سے جو ان کے تفویض تھے معزول کر دیا گیا اور ان کی جگہ فراشہ مہدی کا مولیٰ مقرر کیا گیا۔ اس سال ذی الحجہ کے ختم میں چند راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ ایک ستارہ ایسا ٹوٹتا دیکھا گیا کہ دنیا روشن ہو گئی پھر بہت دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوا۔ اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکی تھی اس سال بھی موسم گرما میں کوئی جہادی مہم نہیں بھیجی گئی۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ کا انتقال:

ابراہیم بن یحییٰ عامل مدینہ کی امارت میں حج ہوا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ آیا اور آنے کے چند ہی روز بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال عقبہ بن سلم الہنائی کو بغداد میں جب کہ وہ عمر بن بزیع کے مکان میں مقیم تھا ایک نامعلوم شخص نے خنجر سے ہلاک کر دیا۔

اس سال عبید اللہ بن قثم مکہ اور طائف کا حاکم تھا۔ سلیمان بن یزید الحارثی یمن کا والی تھا۔ عبد اللہ بن مصعب الزبیری یمامہ کا والی تھا۔ روح بن حاتم کوفہ کا والی تھا انتظام جنگ اور امامت صلوٰۃ اس کے متعلق تھی۔ اسی طرح محمد بن سلیمان بصرہ کا والی ہو گیا تھا۔ عمر بن عثمان التیمی بصرہ کے قاضی تھے۔ اضلاع دجلہ متعلقہ بصرہ، بحرین، عمان اور اضلاع اہواز، فارس اور کرمان کا والی اسمٰعیل مہدی کا مولیٰ تھا۔ فضل بن سلیمان الطوسی خراسان اور سجستان کا حاکم اعلیٰ تھا۔ موسیٰ بن مصعب مصر کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقہ کا والی تھا۔ طبرستان اور رویان پر عمر بن العلاء تھے۔ جرجان، دنباوند اور قومس کا والی فراشہ مہدی کا مولیٰ تھا۔ رے پر سعد امیر المومنین کا مولیٰ عامل تھا۔

* * *

۱۶۸ھ کے واقعات

اہل روما کا نقض عہد

اس سنہ کے ماہ رمضان میں بتیس مہینے بعد رومیوں نے اس صلح کو جو ہارون کے اور ان کے درمیان طے پائی تھی توڑ دیا۔ [illegible] یزید بن بدر بن بطال کو [illegible] رومیوں کے [illegible] ساتھ [illegible] کے لیے بھیجا [illegible] مال غنیمت [illegible]

متفرق واقعات

اس سنہ مہدی نے [illegible] ابان بن صدقہ [illegible] کے سبب سے انتقال کیا اور اس کی جگہ [illegible] سے [illegible] مقرر کیا۔

اس سنہ مہدی نے [illegible] اپنے خاندان کے [illegible] کے [illegible] دے دیا۔

اس سال مہدی [illegible] اس لیے کہ مہدی کا [illegible] اپنے [illegible] ان سے [illegible]

دفتر جمع و بست پر علی بن یقطین کا تقرر

اس سال مہدی نے عمر بن بزیع کی جگہ علی بن یقطین کو دیوان الازمہ کا افسر مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے اسی نے مہدی کی خلافت میں اس محکمہ کو قائم کیا تھا۔ [illegible]

امیر حج علی بن مہدی

اس سال علی بن مہدی کی زیر امارت حج ہوا۔

۱۶۹ھ کے واقعات

مہدی کی ہادی کی ولی عہدی پر ہارون کی تقدیم کی خواہش

اس سال محرم میں [illegible] مہدی کا ارادہ ہوا تھا کہ اپنے بیٹے ہارون کو اپنے بیٹے موسیٰ ہادی پر مقدم کر دے۔ ہادی اس وقت جرجان میں تھا۔ مہدی نے اپنے [illegible] ان کے پاس بھیجا [illegible] اور ہارون کو اپنے اوپر مقدم کر دیں [illegible] ہادی نے ایسا نہیں کیا۔ تب

مہدی نے اپنا ایک خادم ان کے پاس بھیجا۔ ہادی نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور قاصد کو [illegible] اس خبر پر مہدی ان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ آخر ماسبذان میں ان کا انتقال ہو گیا۔

مہدی کی روانگی ماسبذان

علی بن یقطین نے مہدی سے [illegible] انھوں نے [illegible] کیا [illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز ان [illegible] تبدیل کی۔

انھوں نے کہا [illegible] مہدی نے [illegible] ماسبذان [illegible] روانہ ہو گئے۔

مہدی کی وفات کے متعلق مختلف روایات

ان کی موت کے سبب میں اختلاف ہے۔ [illegible] بیان کرتے ہیں کہ وہ ماسبذان میں شکار کے لیے گئے تھے [illegible] کتے ان کے ہمراہ تھے [illegible] ایک ہرن [illegible] چلا گیا [illegible] اس کے پیچھے [illegible] آپ کے پاس پہنچے [illegible] اس وقت [illegible] امیر المومنین کی موت کا تم [illegible] ان کے [illegible] قریب آ گیا۔ [illegible] امیر المومنین کی [illegible] ان کے [illegible] تم سے [illegible] اس وقت [illegible] ایک ہرن [illegible] ان کے پیچھے [illegible] امیر المومنین [illegible] اس وقت [illegible] ہو گئے۔

علی بن ابی نعیم کا بیان:

علی بن ابی نعیم المروزی کہتا ہے کہ مہدی کی ایک لونڈی نے اپنی ایک سوکن کو مسموم کرنا چاہا۔ مہدی اس وقت [illegible] ایک [illegible] میں بیٹھے ہوئے تھے [illegible] خوف کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کیا۔ اس کو زہر ملا ہے۔

احمد بن محمد الرازی کی روایت:

احمد بن محمد الرازی کہتے ہیں کہ مہدی ماسبذان [illegible] بیٹھے تھے جہاں سے [illegible] تھا [illegible] مہدی [illegible] ان کے [illegible] مہدی [illegible] اپنے [illegible] ہاتھ [illegible] گیا۔

مہدی تو ایک دوسری جاریہ کو جسے وہ بہت چاہتے تھے بھیج دیں۔ تا کہ اس کا کام تمام ہو اور خادمہ اس طباق کو لیے ہوئے مہدی کے سامنے سے گزری مہدی نے جب دیکھا کہ خادمہ ناشپاتیاں کہیں لیے جا رہی ہے انہوں نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتی سب سے اوپر تھی اس کو اٹھا کر کھا لیا وہ معدہ میں پہنچی تھی کہ مہدی نے چیخ ماری۔ حسنہ نے بھی آواز سنی اور جب اسے واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا سر پیٹتی روتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی میں نے تو چاہا تھا کہ آپ صرف میرے ہو رہیں۔ یہ کیا ہوا کہ میں نے ہی آپ کو ہلاک کر دیا۔

مہدی نے اسی دن انتقال کیا۔

مہدی کی وفات پر ابوالعتاہیہ کے اشعار:

عبداللہ بن اسمعیل مہتمم سواری کہتا ہے کہ جب ہم ماسبذان آئے تو میں نے قریب جا کر ان کے گھوڑے کی باگ تھام لی اس وقت وہ بالکل اچھے تھے کوئی عارضہ لاحق نہ تھا۔ دوسری صبح کو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر گئے۔ حسنہ اس وقت ان کے پاس سے اپنے خیمہ میں واپس آ گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا خیمہ ماتم میں یہ کمبل پوش ہے۔ اس پر ابوالعتاہیہ نے یہ شعر کہے:

رحن فی الوشی واصبحن علیھن المسوح کل نطاح من الدھر له یوم نطوح
لست بالباقی ولو عمرت ما عمر نوح فعلی نفسک نح ان کنت لابد تنوح

ترجمہ: "ان عورتوں نے رات لباس فاخرہ اور سہاگ میں بسر کی اور انہیں کو صبح کے وقت ماتمی لباس پہننا پڑا۔ ہر زبردست ٹکر مارنے والے کو ایک دن زمانہ اپنی ٹکر سے گرا دیتا ہے۔ باوجودیکہ تجھ کو عمر نوح حاصل ہو پھر بھی تو نہیں بچ سکتا اس لیے رونے کے لیے چارہ نہیں تو اپنے اوپر نوحہ کر۔"

مہدی کی وفات کے متعلق علی بن یقطین کی روایت:

ایک دوسرے سلسلے سے علی بن یقطین کہتا ہے کہ ہم سب ماسبذان میں مہدی کے ہمراہ تھے ایک دن صبح کو انہوں نے کہا مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے۔ چند روٹیاں اور باسی گوشت جس میں سرکہ پڑا ہوا تھا۔ پیش کیا گیا اسے انہوں نے کھایا اور کہا کہ میں زنانہ حصہ میں جا کر سوتا ہوں۔ جب تک میں خود نہ بیدار ہوں کوئی مجھے نہ اٹھائے۔ یہ کہہ کر وہ اندر جا کر سو گئے۔ ہم لوگ باہر رواق میں پڑ رہے۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ یکایک ان کے رونے کی آواز سن کر بیدار ہوئے اور دوڑ کر ان کے پاس گئے انہوں نے پوچھا تم نے کچھ دیکھا ہم نے عرض کیا جناب والا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے دروازے پر مجھے ایک ایسا شخص کھڑا ہوا نظر آیا ہے کہ اگر ہزار آدمیوں میں بھی وہ ہوتا تب بھی میں اسے آسانی سے شناخت کر لوں اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے

کانی بھذا القصر قد باد اھله واوحش منه ربعه ومنازله

ترجمہ: "مجھے یہ نظر آتا ہے کہ گویا اس کے اہل ہلاک ہو چکے ہیں اور اس کا محل اور خواب گاہیں ویران ہو گئی ہیں۔

وصار عمید القوم من بعد بھجة وملك الی قبر علیه جنادله

ترجمہ: اور سردار قوم حکومت اور عیش و نشاط کے بعد قبر میں جس پر پتھر کی کڑیاں چنی ہوئی ہیں دفن ہو چکا ہے۔

فلم یبق الا ذکره وحدیثه تنادی علیه معولات حلائله

ترجمہ: اور اب صرف اس کا ذکر باقی رہ گیا ہے اور اس کی بیویاں اس پر بین کر رہی ہیں۔"

مہدی کی وفات:

اس واقعہ کو گزرے ابھی دن بھی نہ ہوئے تھے کہ انھوں نے انتقال کیا۔ ابو معشر اور واقدی کے بیان کے مطابق ۱۶۹ھ کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں کہ پنج شنبہ کی رات کو مہدی نے انتقال کیا۔ دس سال ڈیڑھ ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔

مہدی کی مدت حکومت:

دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ مہدی کی مدت خلافت دس سال انچاس دن ہوئی اور تینتالیس سال عمر پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ابو عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ ۶ ذوالحجہ ۱۵۸ھ کو بر سر خلافت ہوئے۔ دس سال ایک ماہ بائیس دن حکمران رہے اور انھوں نے تینتالیس سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔

مہدی کی تجہیز و تکفین:

مہدی نے ماسبذان کے ایک قریہ رذ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے ہارون نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ وہاں چونکہ کوئی جنازہ نہ تھا جس پر انھیں اٹھایا جاتا اس لیے ایک دروازے پر ان کی نعش رکھ کر اٹھائی گئی اور وہاں جوز کے درخت کے نیچے دفن کیے گئے جس کے نیچے وہ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ طویل القامت دبلے پتلے تھے۔ ان کے بال گھونگروالے تھے۔ رنگ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے سانولا بیان کیا ہے اور بعض نے گورا۔ بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق داہنی آنکھ میں پھولی تھی۔ بعض کہتے ہیں بائیں آنکھ میں تھی۔ یہ ایذج میں پیدا ہوئے تھے۔

* * *

باب ۱۳

خلیفہ مہدی کی سیرت

جب مہدی مظالم کی سماعت کرتے تو قاضیوں کو بٹھا لیا کرتے۔ وہ اس کے متعلق کہتے: میں ان ہی لوگوں کے خیال سے ظلم کا سدباب کر دوں تو بہت ہے۔

ایک دن وہ اپنے خاص [illegible] اور [illegible] امور سلطنت پر غور کر رہے تھے ایک شخص کا نام پکارا گیا وہ دربار میں ان کے ساتھ [illegible] کی قسم کا ظلم کیا گیا ہے اس سلسلہ میں جب ایک [illegible] کہا گیا تو انہوں نے کہا اس کے صلہ میں پانچ ہزار درہم دو۔ اس نے عرض کیا کہ میرا دشمن میرے ساتھ ایسا نہیں کرتے ہیں۔ کہنے لگے: تجھے اپنے فلاں [illegible] کے مقابلے پر بچایا تو نے مقابلے [illegible] اس نے عرض کیا کیا آپ کو میرے [illegible] سے خوشی ہوئی؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے منصب خلافت پر آپ کو معزز فرمایا ہے اگر میں ان کے مقابلہ پر ہوتا تو ضرور مارا جاتا۔ یہ جواب سن کر وہ خوش ہو گئے اور حکم دیا کہ اس کے صلہ میں پانچ ہزار کا اضافہ کیا جائے۔

مہدی کا جذبہ عفو:

ایک دن مہدی نے ایک مرد کی بدعملی پر جس سے وہ پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ درگزر کر چکے تھے اور اس سے کہا کہ تم کب تک قصور کرو گے اور میں معاف کرتا رہوں گا؟ اس نے کہا مجھ سے خطائیں سرزد ہوتی رہیں گی اور اللہ آپ کو جب تک بقید حیات رکھے گا آپ معاف کرتے رہیں گے اس جملہ کو وہ دہراتا رہا۔ اس نے کئی مرتبہ کہا۔ مہدی خاموش ہو گئے اور اسے کچھ نہ کہا۔

ہشام الکلبی کی طلبی:

حفص مدینہ کا مولیٰ اپنے چچا سے یہی روایت بیان کرتا ہے کہ ہشام الکلبی میرے دوست تھے ہم دونوں آکر بیٹھا کرتے اور ایک دوسرے کو اشعار سناتے۔ وہ بہت مفلوک الحال نظر آتے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوتے ایک ضعیف لاغر ٹٹو پر سوار ہوتے خلاصہ ان کی ادبار کے پھیر [illegible] سے نمایاں ہوتی ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ ایک نہایت اعلیٰ قیمتی رنگ کے گھوڑے پر خلافت کے اصطبل کا [illegible] سوار ہیں۔ ترکی اور [illegible] لباس پہنا اور خوشبو لگائے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے ان سے اس کا قصہ پوچھا کہ اب تو حالت بہت اچھی معلوم ہوتی ہے کہنے لگے ہاں تفصیل سے میں تم سے بیان کرتا ہوں مگر اسے پوشیدہ رکھنا۔

ہشام الکلبی کو خط پڑھنے کا حکم:

میں کئی روز سے ظہر اور عصر کے درمیان اپنے گھر میں رہتا تھا کہ ایک دن مہدی کا آدمی مجھے بلانے آیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت تنہا تھے ان کے سامنے ایک خط رکھا تھا۔ مجھ سے کہا ہشام قریب آؤ میں ان کے بالکل قریب جا کر سامنے

[illegible]

مہدی کے نام امیر اندلس کا [illegible] خط

[illegible]

امیر اندلس کے نام مہدی کا خط

[illegible]

خلیفہ مہدی کے خلاف استغاثہ

[illegible]

قاضی کا خلیفہ مہدی کے خلاف فیصلہ

[illegible]

قاضی نے یہ بات مہدی سے پوچھی انھوں نے کہا خلیفہ بننے کے بعد۔ قاضی نے کہا تو آپ اس سے فرزندی کے حق میں دست بردار ہو جائیں۔ انھوں نے کہا میں دست بردار ہوا اس واقعہ پر عیاض بن محمد کہنے لگا بخدا امیر المومنین یہ حکومت مجھے کروڑ درہم سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

مہدی اور ایک نبطی کسان

ابو ہشام بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی سیر و شکار کے لیے نکلے عمر بن بزیع ان کا مولیٰ ان کے ہمراہ تھا۔ ہم اپنے پڑاؤ سے منقطع ہو گئے۔ تمام دوسرے لوگ شکار میں مشغول تھے۔ مہدی کو بھوک محسوس ہوئی۔ پوچھا کچھ ہے عمر نے کہا یہاں تو کچھ بھی نہیں۔ انھوں نے کہا یہ سامنے جھونپڑی ہے یہاں باڑی معلوم ہوتی ہے۔ ہم اس کی طرف چلے۔ وہاں ایک نبطی کسان بیٹھا ہوا تھا اور ترکاری کی کاشت تھی۔ ہم نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا ہم نے پوچھا کچھ کھانے کے لیے ہے اس نے کہا ہاں میرے پاس ربیثا اور جو کی روٹی ہے۔ مہدی نے کہا اگر زیتون کا تیل ہو تو پھر کھانا پورا ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں زیتون کا تیل بھی ہے۔ مہدی نے کہا اور گندنا۔ اس نے کہا جی گندنا بھی ہے جتنا آپ چاہیں حاضر ہے اور کھجوریں بھی ہیں۔ اب وہ اس باڑی میں گیا اور ان کے سامنے سبزی، گندنا اور پیاز ان کو لا کر دی۔ انھوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

مہدی کی کسان پر نوازش:

مہدی نے عمر بن بزیع سے کہا کہ اس پر کچھ کہو اس نے یہ شعر کہے:

ان من یطعم الربیثاء بالزیت و خبز الشعیر بالکراث

لحقیق بصفعة او بثنتین لسوء الصنیع او بثلاث

''جو ربیثا کو زیتون کے ساتھ اور جو کی روٹی گندنے کے ساتھ کھلاتا ہے وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس نا شائستہ حرکت پر اس کو دو تین تھپڑ مارے جائیں''۔

مہدی نے کہا تم نے جو شعر کہا ہے وہ بالکل برا ہے یہ مناسب شعر یوں ہونا چاہیے:

لحقیق ببدرة او بثنتین لحسن الصنیع او بثلاث

ترجمہ: ''یہ احسان پر وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے دو تین تھیلیاں دی جائیں''۔

یہ اپنے پڑاؤ آئے جہاں خزانہ اور خدمت گار موجود تھے۔ اس کسان کو تین تھیلیاں درہم کی دلوائیں اور اپنے مقام کو چلے آئے۔

زید الہلالی بنی ہلال کا ایک مشہور و معروف سخی اور شریف آدمی تھا اس کا قتل عمد تھا۔ [illegible] سے زید وہ شخص کا موجب ہوا جس نے اپنے الہلالی [illegible] کیے۔

مہدی کی دعا:

حسن خدمت گار بیان کرتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک دن ایسی شدید آندھی آئی کہ ہم سمجھے کہ اب قیامت آ گئی ہے۔ میں امیر المومنین کو دیکھنے گیا ان کو دیکھا کہ زمین پر اپنا رخسار رکھے ہوئے سجدہ کی حالت میں ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ الٰہی! میری امت کے

بارے میں تو میری لاج رکھ لے۔ اور دوسری قوموں کو ہم پر طعن کرنے کا موقع نہ دے۔ اگر میرے گناہ کی پاداش میں تو نے اس عالم پر عذاب نازل کیا ہے تو یہ میری پیشانی سامنے ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آندھی کم ہو گئی اور مطلع صاف ہو گیا۔

مہدی کی موالیوں کے متعلق رائے:

ایک مرتبہ عبدالصمد بن علی نے مہدی سے کہا کہ آپ خود واقف ہیں کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے قلوب موالیوں کی محبت سے معمور ہیں اور ہم تو ان کو ہر جگہ پیش پیش رکھتے ہیں مگر آپ نے تو اس معاملے میں حد سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے تمام کام ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ دن اور رات ہر وقت وہ آپ کے مصاحب خاص بنے ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کے خراسانی جاں نثار اور ان کے سرداروں کے قلوب آپ کی طرف سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مہدی نے کہا اے ابو محمد موالی اس سلوک کے مستحق ہیں ان کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ایسا نظر نہیں آتا کہ دربار عام میں میں اسے اپنے پاس اس قدر قریب بٹھاؤں کہ اس کا زانو میرے زانو سے لگا ہو اور پھر وہ اسی وقت دربار سے اٹھے تو میں اس سے کہوں کہ میرے گھوڑے کی مالش کرو اور وہ اسے بغیر اکراہ کے فوراً منظور کرے۔ یہ کام صرف موالی کر سکتے ہیں۔ مگر عربوں کو اس کام سے بھی عار ہے اگر میں کسی دوسرے سے ایسی خواہش کروں تو وہ فوراً پلٹ کر جواب دے کہ ہم آپ کے حامی ہیں ہم نے ہی سب سے پہلے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے لیے لڑے۔ آپ ہم سے ایسا کام لیتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کا میں کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا۔

عبداللہ بن مالک کی مہدی کے موالی سے کشتی:

ایک دن مہدی نے عبداللہ بن مالک سے کہا کہ میرے اس موالی سے کشتی لڑو۔ عبداللہ اس سے لپٹ گیا۔ مگر اس کی گردن پکڑی گئی اس پر مہدی نے کہا اب تو بند ہو گئے۔ جب عبداللہ نے یہ دیکھا کہ اب گرا۔ اس نے اس موالی کا پاؤں اٹھا لیا جس سے وہ سر کے بل گرا اور عبداللہ نے اسے فوراً چت کر دیا اور مہدی سے کہا کہ جناب والا اس کشتی کا تو خیال نہ فرمائیں ہمیشہ مجھ پر نظر عنایت رکھیں۔ مہدی نے کہا کیا تم نے کسی کا یہ شعر نہیں سنا ہے:

ومولاك لا يهضم لديك فإنما　　　هضيمة مولى القوم جدع المناخر

ترجمہ: "یہ کبھی نہ ہونے پائے کہ تمہارے سامنے تمہارے موالی کی بے عزتی ہو کیونکہ یہ بے عزتی تمام قوم کے لیے باعث ننگ ہے۔"

قاسم بن مجاشع کی مہدی کے نام وصیت:

جب قاسم بن مجاشع التمیمی کا مرو کے ایک قریہ باران نام میں وقت آخر ہوا تو اس نے مہدی کے نام اپنی آخری وصیت لکھ بھیجی اس میں لکھا۔

شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ
الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ۔

"اللہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم نے بھی اس کی شہادت دی اور وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے جو غالب و قوی اور حکمت والا ہے کوئی دوسرا معبود نہیں ہے

شک مذہب تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے"۔

اس کے بعد لکھا اور قاسم بن مجاشع بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ نیز وہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے فرستادہ ہیں اور یہ کہ علی بن ابی طالب محمد کے وصی اور ان کے بعد امامت کے وارث ہیں۔

یہ وصیت مہدی کے پاس پیش کی گئی اور جب وہ اس مقام پر پہنچے تو انھوں نے اسے پھینک دیا اور پھر کچھ نہ دیکھا کہ اور کیا ہے۔ مہدی کی یہ بات ان کے وزیر ابو عبید اللہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب خود ان کا وقت آخر ہوا تو انھوں نے بھی اپنی وصیت میں اس آیت کو لکھا۔

مہدی سے عزت ہتک کے معاوضہ کا مطالبہ

ایک مرتبہ ایک شخص نے مہدی سے آ کر کہا کہ منصور نے مجھے گالیاں دی تھیں اور میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی تھی آپ حکم دیں کہ یا تو میں اس تہمت کو غلط ثابت کر دوں ورنہ آپ مجھے اس ہتک عزت کا معاوضہ دیں اور میں ان کے لیے دعائے مغفرت کروں۔ مہدی نے پوچھا انھوں نے کس بات پر تم کو گالیاں دی تھیں اس نے کہا میں نے ان کے سامنے ان کے دشمن کو گالیاں دیں اس پر وہ سخت برہم ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون سا دشمن تھا جس کے سبب وہ تم پر اس قدر بگڑے اس نے کہا وہ ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن۔ مہدی نے کہا انھوں نے بالکل ٹھیک کیا۔ بے شک ابراہیم سے ان کی اس قدر قرابت تھی کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ ان کا حق ادا کرتے اور تمہارے بیان کے مطابق اگر انھوں نے اس وجہ پر تم کو کچھ برا کہا تو وہ اپنی اس قرابت کی وجہ سے انھوں نے ابراہیم کی حمایت کی۔ اس جواب نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور جب وہ واپس جانے لگا تو مہدی نے کہا کہ اس بات سے شاید تمہارا مقصد کچھ اور تھا مگر اس طرح سے کوئی اور ذریعہ مقصد براری کا تم کو نہ ملتا تھا اس نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ مہدی مسکرائے اور پانچ ہزار درہم اسے دلوائے۔

مہدی اور ایک مدعی نبوت:

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اسے دیکھ کر انھوں نے کہا کہ آپ نبی ہیں؟ اس نے کہا ہاں! مہدی نے پوچھا کن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں؟ اس نے کہا کہ آپ مجھے مہلت ہی کب دیتے ہیں تو میں ان کے پاس جاتا صبح کو مجھے بھیجا گیا اور شام کو آپ نے گرفتار کر کے مجھے جیل میں ڈال دیا۔ اس جواب پر مہدی ہنس پڑے اور اسے چھوڑ دیا۔

موسیٰ بن جعفر کی ضمانت پر رہائی:

ربیع نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رات میں میں نے مہدی کو نماز پڑھتے دیکھا اس وقت ان کی ہیئت مجھ کو اس قدر بھلی معلوم ہوئی کہ میں سمجھ نہ سکا کہ یہ خود زیادہ خوبصورت ہیں [illegible] یا ان کے کپڑے۔ انھوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

"اگر تم کو حکومت ملی تو تم ضرور ملک میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو قطع کرو گے"۔

قرات کی نماز پوری کرنے کے بعد انھوں نے مجھے پکارا میں نے عرض کیا حاضر ہوں کہنے لگے موسیٰ کو میرے پاس بلا دو۔ ان کا حکم

دے کر وہ پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ موسیٰ سے مراد کون سا موسیٰ ہے؟ ان کا چچا موسیٰ یا موسیٰ ابن جعفر جو میرے پاس قید تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد میں نے کہا کہ ضرور ان سے مراد موسیٰ بن جعفر ہے۔ چنانچہ میں اسے لے آیا انھوں نے اپنی نماز توڑ کر موسیٰ سے کہا کہ میں نے قرأت میں یہ آیت پڑھی ہے: فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم۔ چونکہ اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میں نے تم سے قطع رحم کیا ہو تم اس بات کی ضمانت دے دو کہ میرے خلاف خروج نہ کرو گے۔ موسیٰ نے کہا میں اس کے لیے آمادہ ہوں چنانچہ جب اس نے ضمانت دے دی تو مہدی نے اسے چھوڑ دیا۔

ایک مرتبہ مہدی نہایت سوز و گداز کے لہجے میں سورۂ نساء کی یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾

"کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے اور وہ پھر بھی بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں"۔

ایک زبیری کا آبائی جائداد کے لیے استغاثہ:

علی ابن محمد بن سلیمان اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی استغاثے سننے کے لیے دربار میں بیٹھے آل زبیر کے ایک شخص نے بڑھ کر عرض کیا کہ ہماری جائداد کو بنی امیہ کے کسی بادشاہ نے ضبط کر لیا ہے اور اب یہ مجھے واپس دلا دیجیے۔ مہدی نے ابو عبید اللہ کو حکم دیا کہ دیوان میں اس کو دیکھو۔ اس نے اسے دیکھ کر مہدی کو سنایا۔ مثل دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مسئلہ بنی امیہ کے کئی خلفاء کے سامنے حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بھی پیش ہوا تھا مگر کسی نے اس جائداد کو واگذاشت نہیں کیا۔ یہ معلوم کر کے مہدی نے مستغیث سے کہا۔ اے زبیری جب کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک نے جو تمہارے ہی طرح قریشی تھے اس کی بحالی مناسب نہ سمجھی تو اب میں اس باب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا تو کیا عمر کی تمام باتیں پسندیدہ ہوا کرتی تھیں۔ مہدی نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا ان کا تو یہ حال تھا کہ بنی امیہ کے نوزائیدہ بچے تک کی نہایت بیش عطا مقرر کرتے اور بنی ہاشم کے شیوخ کی عطا صرف ساٹھ مقرر کرتے۔ مہدی نے اپنے وزیر سے پوچھا اے معاویہ تم بتاؤ کیا عمر ایسا ہی کرتے تھے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اس پر مہدی نے کہا اچھا تو اب زبیری کو اس کی جائداد واپس دے دو۔

مسئلہ قدر کے پیروکاروں کی گرفتاری اور رہائی:

مہدی نے جعفر بن سلیمان اپنے مدینے کے عامل کو حکم بھیجا کہ جو لوگ مسئلہ قدر کے ماننے والے ہیں ان کو میرے پاس گرفتار کر کے بھیج دو۔ اس نے کئی اشخاص کو جن میں عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبداللہ بن یزید بن قیس الہذلی، عیسیٰ بن یزید بن داب لیثی اور ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الاسلامی تھے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیے گئے تو عبداللہ بن ابی عبیدہ نے جماعت میں سے آگے بڑھ کر کہا کہ یہی مذہب اور عقیدہ تمہارے باپ کا تھا۔ مہدی نے کہا نہیں بلکہ یہ میرے چچا داؤد کا عقیدہ تھا۔ عبداللہ نے کہا نہیں جناب آپ کے باپ کا مذہب تھا اور اسی پر وہ آخر دم تک قائم تھے۔ یہ جواب سن کر مہدی نے ان کو رہا کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کی روایت:

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ بنی امیہ کے آخر عہد میں میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد رسول ﷺ میں داخل ہوا میری نظر اس کتبہ پر پڑی جو ولید بن عبدالملک کے حکم سے مسجد میں پتھر کے چوکے پر کندہ

کیا گیا تھا۔ مجھ پر یہ منقول تھا کہ مسجد کی تعمیر امیر المومنین ولید بن عبدالملک کے حکم سے ہوئی۔ اس وقت مجھے یہ محسوس ہوا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تحریر مٹ جائے گی اور اس کی جگہ بنی ہاشم کے ایک شخص محمد کا نام ولید کے بجائے لکھا جائے گا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ میں محمد ہوں اور بنی ہاشم سے ہوں اور محمد کس کا بیٹا ہوگا اس بات پر مجھ سے کہا وہ عبداللہ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اچھا وہ کس کا پوتا ہوگا اس نے کہا وہ محمد کا بیٹا ہوگا۔ میں نے کہا میرا دادا محمد تھا۔ اچھا پھر وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا علی کا۔ میں نے کہا میرے پردادا بھی علی تھے پھر اس نے کہا اچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عبداللہ کے۔ میں نے کہا تو میرے پردادا کے باپ بھی عبداللہ تھے۔ پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عباس کے۔ آخر میں عباس تک نہ پہنچا ہوتا تو مجھے اپنے صاحب امر ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا۔ اس زمانے میں میں نے اس خواب کو عام طور پر بیان کر دیا تھا۔ ہم اس وقت مہدی کو جانتے بھی نہ تھے۔ اب عام طور پر لوگوں کی زبان پر اس خواب کا چرچا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی مسجد رسول اللہ ﷺ میں آئے نظر اٹھائی تو ولید کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اب بھی مجھے ولید کا نام یہاں نظر آ رہا ہے۔ انھوں نے ایک کرسی منگوائی جو ان کے لیے صحن مسجد میں رکھ دی گئی۔ یہ اس پر بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک اب یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ ولید کا نام مٹا کر میرا نام اس کی جگہ لکھ دیا جائے گا اور حکم دیا کہ مزدور بلائے جائیں اور سیڑھیاں اور دوسری اشیائے ضروریہ منگوائی جائیں۔ چنانچہ جب تک ولید کا نام مٹا کر ان کا نام اس جگہ لکھ دیا گیا وہ وہیں بیٹھے رہے۔

ایک ایرانی عورت سے مہدی کا حسن سلوک:

عبداللہ بن محمد بن عطا سے روایت ہے کہ جب رات خاموش ہوگئی تو مہدی بیت اللہ کے طواف کے لیے آئے مسجد کے ایک پہلو سے ایک ایرانی عورت کو کہتے سنا۔ میری قوم مصائب میں مبتلا ہے قحط زدہ ہے مستحق ہے۔ کئی سال کی خشک سالی نے اسے تباہ کر دیا ہے ان کے مرد ہلاک ہو گئے۔ ان کے مویشی پریشان ہو گئے۔ ان کے بال بچے زیادہ ہیں جو اب حالت غربت میں در بدر پھرتے ہیں۔ جس سے حسن سلوک کی اللہ اور رسول ﷺ نے وصیت کی تھی۔ اب کیا کوئی ایسا امیر ہے جو مجھے چند خیرات دلائے۔ سفر میں اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی غیبت میں اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے گا۔ اس کے اس سوال کو سن کر مہدی نے اپنے خدمت گار نصیر کو حکم دیا کہ اسے پانچ سو درہم دے دے۔

نمدے کے فرش کا استعمال:

سب سے پہلے نمدے کا فرش مہدی نے استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ اپنے باپ کے حکم سے رے میں مقیم تھے وہاں طبرستان سے نمدے بطور ہدیہ ان کو بھیجے گئے انھوں نے اس کا بستر بنالیا اور برف اور گھاس اس کے گرد لگائی۔ جب تک خس کا استعمال معلوم نہ ہوا اسی طرح سے وہ گرمی بسر کرتے رہے اور اس ترکیب سے بہت آرام سے بسر ہوئی۔

امثال کی تدوین کا حکم:

مفضل کہتے ہیں کہ مہدی نے مجھے حکم دیا کہ عرب بادیہ سے جو امثال میں نے سنی ہیں اور جن کی صحت میرے خیال میں مسلم ہے ان سب کو میں ایک جا ان کے لیے جمع کر دوں۔ چنانچہ میں نے تمام امثال اور عربوں کی لڑائیاں قلم بند کر دیں۔ انھوں نے اس کام کا مجھے بہت کچھ صلہ اور انعام دیا۔

ایک مصری سے مہدی کی برہمی:

عبدالرحمٰن بن مروان کی اولاد میں سے کسی نے شام میں بغاوت برپا کرنا چاہی وہ گرفتار کر کے مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ مہدی نے اسے رہا کر دیا اس کو اپنی جود و عطا سے مالامال کر دیا اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ایک دن انھوں نے اس سے کہا کہ میرا وہ قصیدہ جس کی ردیف ہے مجھے سناؤ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔ لبس اللہ [illegible] مقتۃ المصیر مصری نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا اور پھر کہا اب ایسے لوگ کہاں رہے جن کی شان میں یہ قصیدہ کہا جائے۔ یہ سن کر مہدی برہم ہو گئے۔ اسے جاہل قرار دیا اور منہ سے بتا دیا مگر عتاب نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے اس فعل کو حماقت پر محمول کیا۔

عبدالملک بن یزید کی علالت:

ایک مرتبہ ابوعون عبدالملک بن یزید بیمار پڑے۔ مہدی ان کی عیادت کو گئے۔ وہ جس کمرے میں مقیم تھا وہ بہت ہی کثیف اور تنگ و تاریک تھا۔ اس کی عمارت بھی ردی تھی۔ اس کی نشست گاہ کی محراب تک کچی اینٹیں لگی ہوئی تھیں مگر وہاں نہایت پرتکلف مسند بچھائی گئی تھی۔ مہدی مسند پر بیٹھ گئے ابوعون ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مہدی نے مزاج پرسی کی اور اس کی علالت پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ابوعون نے کہا میں توقع رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے اور اس بستر پر مجھے نہ مارے بلکہ میں آپ کی اطاعت میں قتل کیا جاؤں اور مجھے اعتماد کامل ہے کہ جب تک میں آپ کی اطاعت کا اللہ کے سامنے پورا حق ادا نہ کر لوں گا مجھے موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس بات کو ہم سے ہمارے اسلاف نے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اس کی روایت دوسروں سے کی ہے۔

مہدی سے عبداللہ بن عون کی سفارش:

اس تقریر سے مہدی بہت خوش ہوئے اور کہا کہ تم ضرور تندرست ہو جاؤ گے۔ تم ہماری زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے کہو۔ اگر اپنے بعد کے لیے تم کوئی وصیت کرنا چاہو یا کہ تمھارے اہل و عیال کی یا تمھاری دولت کی حفاظت ہو تو بلاتکلف مجھ سے کہہ دو میں اسے پورا کر دوں گا۔ ابوعون نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ عبداللہ بن عون سے خوش ہو جائیں اور اسے بلا لیں کیونکہ آپ کو ان سے ناراض ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی خطا معاف کر دیجیے۔ مہدی نے کہا ابوعون وہ مسلک حق سے ہٹا ہوا ہے اور ہمارے اور تمہارے دونوں کے مذہب سے مخالفت رکھتا ہے۔ وہ شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو برا کہتا اور برا کہتا ہے۔ ابوعون نے کہا بخدا! امیرالمومنین یہی تو وہ بات ہے جس کی بنا پر ہم نے خروج کیا اور اسی کی دعوت دی اب اگر بعد میں کوئی بات آپ پر منکشف ہوئی ہو تو مجھے بتا دیں تاکہ ہم تسلیم کر لیں گے۔

مہدی کی اپنے بیٹوں کو نصیحت:

جب مہدی وہاں سے پلٹے تو راستے میں انھوں نے اپنے اس وقت کے ہمراہی بیٹوں اور عزیزوں سے کہا کہ تم کو بھی ابوعون کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیے۔ مجھے یقین تھا کہ ابوعون کا مکان سونے اور چاندی کا ہوگا اور تمہارا یہ حال ہے کہ جو کچھ بھی تمھیں مل جاتا ہے تو اسی کو بیش قیمت تعمیر میں صرف کر دیتے ہو اور ساگوان کی لکڑی لگاتے ہو اور اس پر منبت کا کام کراتے ہو۔

ایک شخص کی مہدی پر تنقید:

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی تقریر میں کہا "اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو" ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا تم خود اس سے ڈرو

کہ تم حق کے خلاف کرتے ہو۔ اس شخص کو پہرہ داروں نے پکڑ لیا اور آپ کو اس کی تقصیر پر اطلاع کی۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس سے کہا۔ [illegible] تو مجھے مجبور کرتا ہے کہ قدرت رکھتے ہوئے [illegible] آپ کی قربت [illegible] کرتے تو بھی آپ ہی کے سامنے اس پر داری کرتے۔ مہدی نے کہا تو بھی معصوم ہے جیسے تم نے کہا اس سے آپ زیادہ محترم ہیں جیسے کہ ایک معمولی شخص آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور مہدی جب بھی اس واقعہ کو [illegible] طور پر بیان کرتے تھے۔

مہدی کا حسن سلوک کا جذبہ:

ایک مرتبہ مہدی نے کہا کہ مجھے سب سے زیادہ لذت اس بات سے ملتی ہے کہ میرے کسی سابقہ احسان کو جو میں نے کیا ہو مجھے یاد دلایا جائے تاکہ میں اس پر احسان بھی کروں کیونکہ جو احسان کرنے سے رک جاتا ہے وہ سابقہ احسانات کے شکر کو قطع کر دیتا ہے۔

بشار بن برد شاعر کے خلاف شکایت:

جب صالح بن داؤد بن طہمان یعقوب بن داؤد کا بھائی بصرہ کا والی مقرر ہوا تو بشار بن برد نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

هم حملوا فوق المنابر صالحا اخاك فضجت من اخيك المنابر

ترجمہ: ''انھوں نے تیرے بھائی صالح کو منبر پر سوار کیا تو تمام منبر تیرے بھائی کی وجہ سے چیخ اٹھے۔''

یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے مہدی سے جا کر عرض کیا کہ امیر المومنین دیکھیے یہ اندھا مشرک آپ کی ہجو کرتا ہے۔ انھوں نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے۔ یعقوب نے عرض کیا جب تک آپ کے سامنے سے مجھے معافی نہ ملے۔ مہدی نے یہ شرط منظور کی تو یعقوب نے یہ شعر پڑھے۔

خليفة يزني بعماته يلعب بالدبوق والصولجان

ابدلنا الله به غيره ودس موسى في حر الخيزران

ترجمہ: ''یہ خلیفہ ہے جو اپنی پھوپھیوں سے زنا کرتا ہے اور جو گیند بلے سے کھیلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں کوئی دوسرا خلیفہ عطا کرے اور خیزران کی اندام نہانی میں موسیٰ کو اندر ہی دھکیل دے۔''

بشار کا قتل:

مہدی نے یعقوب کو حکم دیا کہ وہ بشار کو حاضر کرے۔ یعقوب کو خوف پیدا ہوا کہ وہ جب ان کے سامنے آئے گا تو ان کی مدح کرے گا اور یہ اسے معاف کر دیں گے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو مقرر کر دیا کہ جب بشار آنے لگے تو بطیحہ بصرہ کی [illegible] پار اسے [illegible] اور پانی میں ڈال دے۔

شاعر مروان ابی حفصہ کی عزت:

جب مروان ابی حفصہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے

انّی یکون و لیس ذاک بکائن لبنی البنات وراثة الاعمام

ترجمہ: "یہ کیسے ہو سکتا ہے اور یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ چچاؤں کی وراثت نواسوں کو ملے۔ مہدی نے اسے ستر ہزار درہم دیے۔ اس پر مروان نے یہ شعر کہا"۔

بسبعین الفا راشنی من حبائه وما نالها فی الناس من شاعر قبلی

ترجمہ: اس نے مجھے ستر ہزار درہم بخشے یہ اس قدر بڑی رقم ہے کہ کسی شاعر کو مجھ سے پہلے نہیں ملی"۔

عمارہ بن حمزہ سے مہدی کا اجتناب:

ایک مرتبہ مہدی نے عمارہ بن حمزہ سے پوچھا سب سے زیادہ مدح کس کے کلام میں ہے اس نے کہا ولید بن یزید کا۔ مہدی اور اس کے یہ شعر ہیں:

ولها ولا ذنب لها حب كأطراف الرماح

في القلب يقدح والحشا فالقلب مجروح النواحي

ترجمہ: "اس کی محبت کی خلش کہ جس میں اس کا کوئی قصور نہیں اس طرح سے میرے قلب وجگر میں چبھ رہی ہے۔ جیسے نیزوں کی انیاں اور اس کی وجہ سے میرا دل ہر سمت سے گھائل ہو رہا ہے"۔

مہدی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عمارہ نے کہا مگر آپ سے کوئی ایسا مدح نہیں جاتے وہ عرب ہے شریف ہے بذلہ سنج شاعر ہے۔ مہدی نے کہا اس کا یہ شعر مجھے اس کی صحبت سے روکتا ہے

فقلت لساقينا على خلوة ادن كذا رأسك من راسي

ونم على وجهك لي ساعة انى امرؤ انكح جلاسي

ترجمہ: "میں نے خلوت میں اپنے ساقی سے کہا کہ اس طرح تو اپنا سر میرے سر کے قریب کر اور تھوڑی دیر کے لیے اوندھا سو جا کیونکہ میں اپنے ہم نشینوں سے صحبت کرتا ہوں"۔

کیا تم چاہتے ہو کہ اس شرط پر اس کی صحبت گوارا ہو سکے۔

مہدی کا ایک شاعر سے استفسار:

مہدی کے عہد میں ایک معمولی شخص تھا جو شعر بھی کہتا تھا اس نے مہدی کی مدح میں ایک نظم لکھی۔ اسے ان کے سامنے پیش کیا اس نے اپنے شعر سنائے جن میں ایک جگہ [illegible] آیا تو مہدی نے پوچھا [illegible] کیا شے ہے اس نے کہا یا امیر المؤمنین آپ نہیں جانتے؟ مہدی نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ جب آپ امیر المؤمنین مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہو کر اس سے واقف نہیں تو میں تو خدا کی قسم ہرگز اس سے واقف نہیں ہوں، کہہ دیا ہے۔

طریح بن اسمعیل شاعر اور مہدی:

ایک مرتبہ طریح بن اسمعیل ثقفی مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا تعلق بتایا اور درخواست کی کہ آپ میرا کلام سنیں مہدی نے منع کیا تو نے ولید بن یزید کے لیے یہ شعر نہیں کہا۔

[illegible] مستقيم [illegible] تصرف عنك [illegible] والبرح

ترجمہ: "میں [illegible] کہ میرے متعلق ایسا شعر کہا جائے۔ مگر [illegible] ہوا ہے۔"

لقیط بن بکیر کے مہدی کے متعلق اشعار:

۱۶۶ھ میں مہدی نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں [illegible] کی رات [illegible] خوب بارش ہوئی۔ اس پر لقیط بن بکیر المحاربی نے یہ شعر کہے

يا امام الهدى [illegible] [illegible]

ترجمہ: "اے امام ہدایت آپ کی بدولت رب نے ہمیں سیراب کیا اور قحط کی شدت سے ہمیں نجات ملی۔"

ابو الورد شاعر سے مہدی کا حسن سلوک:

ایک سال مہدی کے عہد خلافت میں شدید گرمی میں ماہ صیام واقع ہوا اس زمانے میں ابو الورد [illegible] سے مہدی نے کسی انعام کا وعدہ کیا تھا مہدی سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ اس کا ایفا ہو [illegible] اس نے ایک منظوم درخواست لکھی جس میں گرمی اور روزے کی تکلیف کا بیان تھا مہدی کی خدمت میں پیش کی اس درخواست میں اس نے یہ شعر لکھے تھے

ادعوك بالرحم التي جمعت لنا ۔۔۔ في القرب بين قريبنا والابعد
الا سمعت [illegible] ۔۔۔ [illegible]
حتى الصيام [illegible] ۔۔۔ [illegible]
وسجدت حتى جبهتي [illegible] ۔۔۔ [illegible] من نطاح المسجد

ترجمہ: "میں آپ کو اس قرابت کا واسطہ دیتا ہوں جس نے قریب اور بعید کو قریب کر دیا ہے کہ اس درخواست کو [illegible] آپ نے میری گذارش کو [illegible] آپ وہ [illegible] ہیں [illegible] ماہ صیام آیا میں نے نہایت خلوص سے [illegible] روزے رکھے اور اتنے سجدے کیے کہ میری پیشانی مسجد کی ٹکریوں سے مجروح ہو گئی"۔

مہدی نے درخواست پڑھ کر اسے بلایا اور کہا [illegible] ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی قرابت ہے اس نے کہا حضرت آدم اور حضرت حوا کے واسطے سے اس جواب پر [illegible] انعام دلوا دیا۔

خالد [illegible] کی روایت:

خالد [illegible] سے روایت ہے کہ میری موسیقی کی مہدی سے تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے مجھ سے موسیقی کی ترتیب پوچھی اور [illegible] کہا [illegible] مناسب ہے [illegible] مجھے معلوم ہوا کہ میرے [illegible] ایک [illegible] صاحب [illegible] ہوں گا۔

[illegible] نے ان اشعار میں [illegible] کیا ہے:

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

ترجمہ: [illegible] کی قوم [illegible] جواب دیتی [illegible]

تشریح: [illegible] جواب [illegible] ایک ساقیہ [illegible] ہوتی ہے کہیں جواب دیتی ہے۔

ان اشعار کی روایت اصمعی نے بھی کی ہے۔

حکم الوادی پر مہدی کی نوازش:

جب مہدی بیت المقدس کے لیے روانہ ہوئے تو [illegible] حکم الوادی [illegible] سامنے آیا اور کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

ترجمہ: [illegible] ہو گئی [illegible] کا [illegible] اشعار [illegible] ابھی ختم نہیں ہوا۔

پھر [illegible] کی طرف [illegible] مہدی نے پوچھا [illegible] کہا گیا یہ حکم الوادی [illegible] ہے۔ مہدی نے اسے [illegible] بلایا اور صلہ دیا۔

مہدی کا شعر:

ایک مرتبہ مہدی اپنے کسی مکان میں آئے وہاں ان کا ایک چچازاد بھائی [illegible] دونوں [illegible] ایک [illegible] مہدی [illegible] اس پر یہ شعر کہا

[illegible] [illegible]

ترجمہ: [illegible]

مہدی نے [illegible] اور شعر کہے [illegible]

[illegible] اور مہدی [illegible] بہت ہی پسند کرتے تھے۔

مہدی کا [illegible]

ایک مرتبہ مہدی نے [illegible]

[illegible] مہدی کو [illegible] بہت [illegible]

[illegible]

ترجمہ: ''نرگس کا پھول تاج میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے''۔

پورا شعر ان سے نہ ہو سکا اور زبان رک گئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کون حاضر ہے۔ خادموں نے کہا عبداللہ بن مالک موجود ہے۔

عبداللہ بن مالک سے مصرع ثانی کی فرمائش:

مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور واقعہ سنا کر یہ مصرع پڑھا اور خواہش کی کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر گرہ لگاؤ۔ اس نے کہا بہت خوب مجھے تھوڑی سی مہلت دیجیے کہ میں ذرا غور و فکر کروں۔ مہدی نے کہا مناسب ہے۔ عبداللہ ان کے پاس سے چلا آیا اور اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو بلا کر کہا کہ اس پر مصرع لگاؤ۔ اس نے یہ مصرع چسپاں کیا۔ على جبين لاح كالعاج۔ (وہ تاج اس کی پیشانی پر ہے جو ہاتھی دانت کی طرح سفید اور روشن ہے) نیز اس نے اس پر چار شعر کا ایک قصیدہ لکھ دیا۔ عبداللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں بھیج دیا۔ مہدی نے چالیس ہزار درہم عبداللہ کو صلے میں دیے۔ اس میں سے صرف چار ہزار تو اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو دیے باقی اپنی جیب میں رکھ لیے۔ ان اشعار کو عام طور پر گایا جاتا ہے۔

توزی کے اشعار:

ابو علی کہتا ہے کہ توزی نے اپنے حسب ذیل شعر جو اس نے مہدی کی جاریہ حسنہ کے بارے میں کہے تھے مجھے سنائے:

ارى ماء وبي عطش شديد ولكن لا سبيل الى الورود

ترجمہ: ''پانی بھی ہے اور سخت پیاس بھی، مگر کوئی سبیل پانی تک پہنچنے کی نہیں ہے۔

اما يكفيك انك تملكيني وان الناس كلهم عبيدي

ترجمہ: کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں کہ تم میری مالک بن جاؤ اور تمام دنیا کے انسان میرے غلام ہیں۔

وانك لو قطعت يدي ورجلي لقلت من الرضى احسنت زيدي

ترجمہ: اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی قطع کر دے تو میں یہی کہوں گا بڑی خوشی سے تو نے خوب کیا''۔

بانوقہ بنت مہدی:

اور علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو میں نے ان کو قریش کی شاہراہ سے شہر میں داخل ہوتے دیکھا ان کی صاحبزادی بانوقہ ان کے ہمراہ تھی یہ صاحب شرطہ اور مہدی کے درمیان تھی اور نوجوان لڑکوں کی طرح اس نے سیاہ قبا پہنی تھی اور تلوار کو حمائل کیا تھا میں نے اس کے پستانوں کا ابھار بھی محسوس کیا۔

شاہراہ قریش پر مہدی کا جلوس:

علی بن محمد اپنے باپ کی دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو قریش کی شاہراہ سے گزرے ہمارا مکان اسی میں تھا ان سے پہلے اور تمام والیوں کا یہ حال تھا کہ وہ فال بد کی وجہ سے اس سڑک سے کبھی پہلی مرتبہ بصرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے اس کے متعلق یہ عام شہرت تھی کہ جو والی اس سڑک سے داخل ہوا وہ تھوڑے ہی دن والی رہ سکا۔ اور کوئی خلیفہ تو مہدی کے علاوہ کبھی اس سڑک پر گذرا ہی نہ تھا۔ بلکہ تمام والی اور خلفاء عبدالرحمان بن سمرہ کی سڑک پر جو اس سڑک کے پہلو بہ پہلو واقع ہے گزرتے تھے۔ میں نے مہدی کو جلوس کے ساتھ اس سڑک پر گزرتے دیکھا۔

بانوقہ بنت مہدی کا انتقال:

عبید اللہ بن مالک کہتے ہیں کہ ان کا کوتوال ان سے کہہ رہا تھا کہ آگے ہاتھ میں برچھا لیے ہوئے پیدل چل رہا تھا۔ ان کی بیٹی بانوقہ ان کے اور کوتوال کے درمیان عمامہ باندھے قبا پہنے تلوار لٹکائے ہوئے ان کے ساتھ تھی۔ اس کی قبا میں اس کے سینے کا ابھار نظر آ رہا تھا۔ بانوقہ گندمی رنگ کی خوش قامت تھی اور نہایت خوبصورت لڑکی تھی جب بغداد میں اس کا انتقال ہوا تو مہدی کے رنج و اندوہ کی کوئی حد نہ رہی ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

بانوقہ کی وفات پر تعزیت کے لیے دربار عام:

وہ تعزیت لینے کے لیے دربار عام میں بیٹھے کسی کی روک ٹوک نہ تھی۔ دربار آ کر تعزیت کرنے لگے۔ لوگوں نے اس کے اظہار میں بہتر سے بہتر فصاحت و بلاغت صرف کی جو علماء اور ادباء وہاں موجود تھے ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شبیب بن شیبہ سے بہتر اور جامع الفاظ میں کسی نے تعزیت نہیں کی۔ اس نے کہا:

یا امیر المومنین اللہ خیر لہا منک و ثواب اللہ خیر لک منہا و انا اسال اللہ الا یحزنک و لا یفتنک.

"اے امیر المومنین! اس کے لیے اللہ آپ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ کے لیے اللہ کا اجر اس سے بہتر اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اب کبھی رنج نہ دے اور نہ کسی مصیبت میں مبتلا کرے"۔

صالح بن عبداللہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ بانوقہ کے مرنے پر شبیب بن شیبہ مہدی کے پاس آیا اور اس نے کہا

اعطاک اللہ یا امیر المومنین علی ما رزئت اجرا و اعقبک صبرا لا اجہد اللہ بلاءک بنقمۃ و لا نزع منک نعمۃ ثواب اللہ خیر لک منہا و رحمۃ اللہ خیر لہا منک و احق ما صبر علیہ ما لا سبیل الی ردہ.

"اے امیر المومنین! جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے اللہ اس کا اجر آپ کو دے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور کسی طرح تکلیف سے آپ کی آزمائش نہ کرے اور نہ کوئی نعمت آپ سے سلب کرے۔ آپ کے لیے اللہ کا ثواب اس مرحومہ سے بہتر ہے اور اس کے لیے اللہ کی رحمت آپ سے زیادہ بہتر ہے اور جو شے کسی طرح واپس نہیں مل سکتی اس پر صبر کرنا اولیٰ ہے"۔

* * *

باب ۱۳

خلیفہ موسیٰ بن محمد ہادی

ربیع کی بغداد میں قائم مقامی

نسب: موسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے۔ المہدی کی وفات کے دن [illegible] اس وقت جرجان میں مقیم اور اہل طبرستان سے جنگ میں مصروف تھے مہدی نے بغداد میں وفات پائی ان کا بیٹا ہارون ان کے ہمراہ تھا اور اپنے [illegible] ربیع کو بغداد میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔

امرائے عساکر کی مراجعت کی تجویز

بیان کیا جاتا ہے کہ مہدی کے مرنے کے بعد قوم موالی اور امرائے عساکر ہارون کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ مہدی کی وفات کا علم [illegible] ہو گیا تو لشکر اور شورش برپا ہو جائے گی۔ اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو واپس کیا جائے اور [illegible] ہارون نے یہ ماجرا اپنے اتالیق یحییٰ بن خالد برمکی سے بیان کیا۔

ہارون الرشید کو یحییٰ بن خالد سے مشورہ

مہدی نے انبار سے لے کر منتہائے افریقہ تک تمام ممالک مغرب پر ہارون کو مقرر کیا تھا اور اس کی طرف سے ان تمام ممالک کا نظم و نسق بھی یحییٰ بن خالد کے سپرد تھا وہی دفاتر کی [illegible] کرتا اور دیوان کی نگرانی رکھتا تو یحییٰ ان امور کو انجام دیتا تھا۔ [illegible] جب مہدی کی وفات ہو گئی [illegible] یحییٰ [illegible] ہارون کے پاس آیا۔ ہارون نے اس سے کہا [illegible] آپ کو [illegible] اس نے پوچھا کیا تجھ سے پورا واقعہ بیان کیا گیا۔

یحییٰ بن خالد کی تجویز

اس نے کہا کہ میں اس رائے کو مناسب نہیں سمجھتا۔ ہارون نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ ان کی موت کا واقعہ پوشیدہ نہ رہ سکے گا [illegible] جب یہ معلوم ہو گیا تو وہ ان کی نعش سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تک ہم تین سال کی تنخواہ نہ لیں گے [illegible] اس وقت بڑی مصیبت پیش آئے گی [illegible] مناسب [illegible] اس سب سے [illegible] اپنے [illegible] آپ [illegible] آپ کے ساتھ ہیں [illegible] جس وقت [illegible] اس وقت [illegible]

بغداد سے ادھر بکھرے ہوئے نہیں رکیں گے۔

عساکر کی مراجعت بغداد:

ہارون نے اس مشورے پر عمل کیا اور واقعی یہی ہوا کہ جب فوج کو یہ حال معلوم ہوا تو انھوں نے بغداد چلو بغداد چلو کے نعرے لگائے اور بالآخر ان جگہوں کو چھوڑ کر بغداد کی طرف پلٹے۔ بغداد پہنچ کر جب ان کو خلیفہ کی موت کی خبر ملی تو ربیع کے پھاٹک پر آئے تاکہ اسے جلا دیں اور اپنی معاش کا مطالبہ کرنے لگے اور ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہارون بغداد آیا۔ خیزران نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کے لیے اپنے پاس بلایا۔ ربیع تو اس کے سامنے چلا آیا مگر چونکہ یحییٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ ہادی سخت غیور ہے اس نے اس کے سامنے جانے سے احتراز کیا۔ خیزران نے تمام روپیہ جمع کر کے فوج کی دو سال کی معاش ادا کر دی اس سے وہ سب خاموش ہو گئے۔

یحییٰ بن خالد کے طرز عمل کی تعریف:

جب اس واقعہ کی اطلاع ہادی کو ہوئی انھوں نے ربیع کو ایک خط لکھا اس میں ان کی اس کارروائی پر سخت ناراضی اور قتل کی دھمکی دی اور ایک خط یحییٰ بن خالد کو لکھا اس کے طرز عمل کو سراہا اور حکم دیا کہ جس طرح ہمیشہ سے تم ہارون کے تمام معاملات اور اس کے عمال کا عزل و نصب کرتے آئے ہو اسی طرح اب بھی اپنے اختیارات سے کام لیتے رہو۔

ربیع کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

ہادی کی اس دھمکی پر ربیع نے یحییٰ کو جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتا اور ہمیشہ اس کے مشورے پر اعتماد کرتا تھا بلایا اور کہا اے ابو علی اب میں کیا کروں مجھ میں تو قتل ہونے کی ہمت نہیں ہے۔ اس نے کہا ایک تدبیر کرو کہ اپنی جگہ سے کہیں اور نہ جاؤ دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے فضل کو مختلف الوان نعمت تحفوں اور تحائف کے ساتھ جن کا تم اپنی انتہائی مقدرت سے انتظام کر سکتے ہو ان کے استقبال کو بھیجو۔ اس ترکیب سے میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ یہاں واپس آئیں گے تو جس بات کا تمہیں خوف ہے وہ جاتی رہے گی۔ ربیع کے بیٹے فضل کی ماں ان دونوں کی اس سرگوشی کو کہیں سے سن رہی تھی اس نے بے ساختہ کہا کہ بخدا یحییٰ نے دل سے بے شک خلوص برتا ہے۔

ربیع کی وصیت:

ربیع نے کہا چونکہ معلوم نہیں کیا اتفاق پیش آئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد کے لیے تم کو وصیت کر جاؤں۔ یحییٰ نے کہا مجھے تم اس کام کے لیے مقرر نہ کرو اگرچہ میں کسی ضروری بات سے پہلو تہی نہیں کروں گا اور یہ معاملہ ہو یا کوئی اور بہر صورت میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ تم اپنے بیٹے فضل اور اس عورت کو جو اپنی اصابت رائے اور عقل مندی کی وجہ سے اس کی مستحق ہے شریک کرو۔ ربیع نے یہ بات مان لی اور ان تینوں کو اپنے بعد کے لیے وصیت کر دی۔

ربیع کے خلاف بغداد میں ہنگامہ:

فضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب بغداد میں فوج نے ربیع کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تو انھوں نے ان تمام لوگوں کو جو ان کے پاس نظر بند تھے آزاد کر دیا اس کے مکان کے دروازے میدان میں لا کر عباس بن محمد، عبدالملک بن صالح اور محرز بن ابراہیم کی موجودگی میں جلا ڈالے۔ عباس نے چاہا کہ یہ کسی طرح اپنی معاش لے کر خاموش ہو جائیں اور چلے جائیں مگر انھوں نے اس کے لیے

[illegible] مہدی کی طرف [illegible] خلافت [illegible] نے [illegible] [illegible] نے [illegible] دی۔

مہدی کی وفات کا اعلان

[illegible] خلافت [illegible] ہادی [illegible] بیعت [illegible] لیا۔

ہادی کی مراجعت بغداد

[illegible] مہدی کی وفات [illegible] ہادی [illegible] جرجان [illegible] ہادی نے [illegible] بغداد [illegible] کے قریب پہنچا تو ان کے [illegible] استقبال [illegible] ربیع [illegible] نے [illegible] دیا۔

ربیع کا بغداد میں استقبال

ربیع نے اپنے بیٹے فضل کو [illegible] کے استقبال [illegible] فضل نے [illegible] ہادی [illegible] ربیع [illegible] فضل نے [illegible] ربیع [illegible]

[illegible] کا سبب ہو گیا۔

عمال کا عزل ونصب

ہادی نے [illegible] خراسان [illegible] ربیع [illegible] خلافت [illegible] ربیع [illegible] وفات پائی۔

ہادی کی ایک جاریہ کا شعر:

ہادی کی ایک [illegible] جرجان [illegible]

نے کچھ شعروں کا ترجمہ یہاں لکھ کر دیئے ان میں ایک مصرعہ یہ تھا:

یا غیث المحل امسی بحر جدواک دارا

ترجمہ: "اے وہ شخص جو یوں ہے جیسے کہ دوران قحط میں بارش ہوتی ہے کیونکہ عطیہ کا دریا جاری ہو گیا ہے"۔

جب ہادی کو اپنی خلافت کی اطلاع ہوئی اور وہ بغداد روانہ ہوئے تو اس جاریہ کی ملاقات کے علاوہ کوئی دوسری بات ان کے پیش نظر نہ تھی آتے ہی سیدھے اس کے پاس گئے۔ وہ اس وقت بھی اپنے ترانے اشعار گا رہی تھی۔ آخر اس کے گھر کی غرض سے گئے تھے انھوں نے ایک دن رات کامل اس کے پاس بسر کی۔

زندیقوں کی ایک جماعت کا قتل۔

اس سال موسیٰ نے زندیقوں کی تلاش میں بڑی شدت کردی ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن لوگوں کو انھوں نے قتل کیا ان میں یزدان بن باذان یقطین کا کاتب اور اس کا بیٹا علی بن یقطین بھی تھا۔ یہ نہروان کے رہنے والے تھے اس یقطین کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ حج کرنے کے لیے گیا، جب اس نے لوگوں کو بحالت طواف میں تیز قدم چلتے دیکھا تو کہنے لگا کہ ان کی مثال تو ان بیلوں کی ہے جو کھلیان میں روندنے کو گھوم رہے ہوں اسی پر علاء بن الحداد الاعمی نے یہ شعر بھی کہے ہیں:

ایا امین اللہ فی خلقہ ووارث الکعبۃ والمنبر
ماذا تری فی رجل کافر یشبہ الکعبۃ بالبیدر
ویجعل الناس اذا ما سعوا حمرا تدوس البر والدوسر

ترجمہ: "اے وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر امین مقرر کیا گیا ہے اور کعبہ اور منبر کا وارث ہے اس کافر کے لیے جو کعبہ کو کھلیان سے اور بحالت سعی میں لوگوں کو ان گدھوں سے جو گیہوں اور جو کو روند کر علیحدہ کرتے ہیں تشبیہ دیتا ہے آپ کی کیا رائے ہے"۔

موسیٰ نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اتفاق سے سولی کی لکڑی ایک راہ گیر حاجی پر گری جس سے وہ اور اس کا گدھا دونوں ہلاک ہو گئے۔ اسی سلسلہ میں بنی ہاشم میں سے یعقوب بن الفضل قتل کیا گیا۔

ابن داؤد اور یعقوب بن الفضل کا اعتراف ارتداد

علی بن محمد الہاشمی کی روایت ہے کہ داؤد بن علی کا ایک زندیق بیٹا اور یعقوب بن الفضل بن عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب جو زندیق ہو گیا تھا دو مختلف مجلسوں میں مہدی کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ان دونوں نے اپنے ارتداد کا اقرار کر لیا تو مہدی نے دونوں سے ایک ہی قسم کی گفتگو کی۔ یعقوب بن الفضل نے مہدی سے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار اور اعتراف آپ کے سامنے کرتا ہوں مگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں علانیہ طور پر اس کا اقرار کر دوں تو یہ غیر ممکن ہے چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے جائیں۔ مہدی نے اس سے کہا کہ تجھے شرم آنا چاہیے تجھ کو چاہیے تھا کہ اگر آسمان کے پردے بھی تیرے لیے کھول دیئے جاتے اور تب حقیقت امر بھی واضح ہوتی جس کا تو مدعی ہے تب بھی تجھے محمد ﷺ کی ہر بات تسلیم کرنا اور ان کی حمایت کرنا چاہیے کیونکہ اگر ان کا وجود ہی نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تو بھی اور سب انسانوں کی طرح ادنیٰ انسان ہوتا۔ تیرا کیا خیال ہے چونکہ میں نے اللہ سے یہ عہد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یعقوب بن الفضل کا قتل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فاطمہ بنت یعقوب بن الفضل کا انجام

[illegible]

کہ اس کا اہتمام ہو گیا۔ البتہ یعقوب کی دوسری لڑکی اسماء سے اس کے ابن عم فضل بن اسمٰعیل بن الفضل نے جس کے عقائد میں کوئی خرابی نہ تھی شادی کر لی۔

اس سال طبرستان کا [illegible] ونداہرمز بھی موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ہادی نے خلعت اور انعام سے سرفراز کر کے طبرستان واپس بھیج دیا۔

حسین بن علی بن حسن:

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور وہ فخ میں مارا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی بیان کرتا ہے کہ مہدی کی وفات اور ہادی کی خلافت میں آٹھ دن کا فصل ہوا جس وقت ان کو مہدی کی وفات کی اطلاع ملی ہے وہ جرجان میں تھے ان کے مدینۃ السلام آنے اور حسین بن علی بن الحسن کے خروج سے لے کر اس کے قتل تک نو ماہ اٹھارہ دن گزرے۔

امارت مدینہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ کی قائم مقامی:

محمد بن صالح ابو حفص السلمی کی روایت بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی تھا۔ مہدی کی وفات کے بعد جب موسیٰ خلیفہ ہوئے تو یہ ان سے ملنے کے لیے عراق روانہ ہوا اور اس نے مدینہ پر اپنی جگہ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب [illegible] کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی والی مدینہ نے ہادی کی خدمت میں اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا اور بغداد آنے کی اجازت مانگی۔ ہادی نے استعفا قبول کر لیا اور ان کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مدینہ مقرر کر دیا۔

حسین بن علی بن حسن کے خروج کا سبب:

حسین بن علی بن الحسن کے خروج کا سبب ابو حفص السلمی کی روایت کے مطابق یہ ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی ہونے کے بعد ابو الزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن، مسلم بن جندب الہذلی شاعر اور آل عمر کے ایک مولیٰ عمر بن سلام کو شراب پیتے گرفتار کیا اور سب کو پہلے اچھی طرح پٹوایا اور پھر ان کی گردنوں میں رسی کے حلقے ڈال کر سارے مدینہ میں تشہیر کے لیے پھرایا گیا آدمیوں نے ان کی سفارش کی۔ حسین بن علی نے بھی عمر سے آ کر ان کی سفارش کی اور کہا جو الزام ان پر عائد کیا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے تم نے ان کو بے سبب پٹوایا ہے حالانکہ تم کو یہ زیبا نہ تھا کیونکہ عراقی شراب پینے کو جائز سمجھتے اور پھر تم نے ان کی تشہیر بھی کی ہے۔ یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ عمر نے ان کو واپس لانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ بلاط تک پہنچے تھے وہاں سے پلٹا کر لائے گئے۔ عمر نے ان سب کو قید کر دیا۔ ایک دن اور رات قید رہے پھر لوگوں نے ان کی سفارش کی اور وہ سب رہا کر دیئے گئے البتہ ان کی نگرانی ہوتی تھی اور حاضری لی جاتی تھی اسی حالت میں حسن بن محمد غائب ہو گیا اور یہ حسین بن علی اس کا ضامن ہوا تھا۔

حسن بن محمد کی روپوشی:

عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے اس موقع پر بعض لوگوں کو ان گرفتار شدہ اشخاص کا ضامن بنایا تھا۔ حسین بن علی بن الحسن اور

یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن اور حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن کے ضامن تھے اس نے ان کی ایک حبشی باندی سے جو بیٹے عبداللہ بن الحسن کے موالی کی پوتی تھی نکاح کیا تھا۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آتا اور شب باش ہوتا تھا۔ یہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن حاضری کے وقت موجود نہ ہوا۔ اہل مدینہ کے نقیب نے جمعہ کی رات کو ان سب کی حاضری لی تو حسن بن محمد کو موجود نہ پایا اس نے حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے اس کے متعلق باز پرس کی اور اس میں زیادہ سخت الفاظ استعمال کیے اور پھر عمر بن عبدالعزیز کو جا کر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حسن بن محمد آج تین دن سے غائب ہے۔

عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ اور یحییٰ بن عبداللہ میں تلخ کلامی:

عمر نے حکم دیا کہ حسین اور یحییٰ کو حاضر کرو۔ جب ان دونوں کو اس کے پاس لایا گیا عمر نے ان سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں وہ کہاں چلا گیا ہے ہمارا خیال تھا کہ آج حاضری دے دے گا ہم اس کی تلاش کر رہے تھے۔ اس جواب پر عمر نے ان سے بہت سخت کلامی کی اس پر یحییٰ بن عبداللہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس وقت تک سوؤں گا نہیں جب تک کہ یا تو حسن بن محمد کو اس کے پاس پیش نہ کر دوں گا اور یا اس کے خلاف خروج نہ کروں گا۔

یحییٰ بن عبداللہ اور حسین بن علی کی گفتگو:

حسین بن علی نے اس سے کہا کہ تم نے کیا سخت بات کا اظہار اپنی زبان سے کیا ہے حالانکہ جو قسم تم نے حسن کے لانے کی قسم کھائی ہے واللہ تم اس پر قدرت نہیں پا سکتے۔ پھر کیوں تم نے حسن کی قسم کھائی ہے؟

یحییٰ نے کہا اب بے شک میں نے قسم کھائی ہے۔ حسین بن علی نے کہا یہ کیوں؟ اس نے کہا بے شک میں نے قسم کھائی ہے بخدا میں سونے سے پہلے اس پر خروج کروں گا اور اس کے پھاٹک کو تلوار کی ضرب سے شکستہ کروں گا۔ حسین نے کہا اس طرح ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان جو قرارداد طے ہو چکی ہے وہ بیکار ہو جائے گی۔ یحییٰ نے کہا اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور کوئی دوسرا چارہ کار نہیں۔ اس سے پہلے سادات اور شیعوں میں یہ قرارداد ہوئی تھی کہ حج کے موقع پر مقام منیٰ میں یا مکہ میں خروج کریں گے۔

حسین بن علی کا خروج:

بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے ان شیعوں کی ایک جماعت جنھوں نے حسین کے لیے بیعت لی تھی اس وقت بھی ایک مکان میں پوشیدہ تھی چنانچہ اسی رات یہ اس سے باہر آئے اور انھوں نے خروج کا انتظام شروع کیا اور آخر شب میں خروج کر دیا۔ یحییٰ بن عبداللہ نے مروان کے محل کے پھاٹک پر تلوار سے اس قدر ضرب لگائی کہ وہاں عمر نہ ملا۔ یحییٰ اس کی تلاش میں مسجد میں عمر کے مکان کے اس حصہ میں جہاں عمر بن عبدالعزیز شب باش ہوتا تھا آیا مگر وہ یہاں بھی نہ ملا وہ چھپ گیا تھا۔ شورش پسندوں کی جمعیت ہر سمت سے جمع ہو گئی اور سب کے سب مسجد نبوی میں آ گئے۔ جب صبح کی اذان ہوئی تو حسین منبر پر چڑھا اس وقت وہ ایک سفید عمامہ باندھے تھا۔ لوگ آئے تو شریک ہونے کی بجائے اس کو دیکھ کر بغیر نماز پڑھے واپس چلے گئے۔

حسین بن علی کی بیعت:

البتہ جب اس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو سب لوگ اس کے پاس آئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور آل محمد ﷺ میں سے بہتر پسندیدہ شخص کے انتخاب کے وعدہ پر اس کی بیعت کرنے لگے۔ خالد بربری جو ان دنوں مدینہ کی محافظ فوجوں کا افسر تھا دو سو

شعیب بن ایاس اور قریش کے دو سو افراد کا افسر تھا اپنی فوج کے ساتھ مقابلے کے لیے بڑھا۔ عمر بن عبدالعزیز، یزید و یزید بن، کل ابن مدنی اور محمد بن عبداللہ المخزومی ایک جمعیت عظیم کے ساتھ جس میں حسین بن جعفر بن حسین بھی ایک گدھے پر سوار تھا خروج پسندوں کے مقابلے کے لیے نکلے۔

خالد البربری کا قتل:

خالد البربری نے فوراً شہر کے چوک پر قبضہ کر لیا اس نے دو بڑی زرہیں پہن رکھی تھیں اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر بند میں گرز لٹکے ہوئے تھے اس نے تلوار ننگی کر رکھی تھی اور حسین کو للکار رہا تھا سامنے آؤ میں کتی کا باپ ہوں۔ اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ یہ کہہ کر اس نے طالبیوں پر حملہ کیا۔ جب وہ ان کے بالکل قریب پہنچ گیا تو عبداللہ بن الحسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس اس کے مقابلے پر آئے۔ یحییٰ نے اس کے خود کے بائیں پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اسے کاٹ کر اس کی ناک کاٹ گئی۔ بربری کی دونوں آنکھیں خون سے ڈھک گئیں اور چونکہ اب اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر تلوار سے اپنا بچاؤ کرنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ادریس نے پلٹ کر اس کی پشت سے اس پر وار کیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا پھر تو ان دونوں نے تلواروں سے اتنے وار کیے کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر اس کی دونوں زرہوں پر دھاوا کر دیا اور ان دونوں کو اور نیز اس کے تمام ہتھیار اور کپڑے اتار لیے۔ پھر ان کے حکم سے اسے پاؤں سے گھسیٹ کر لے گئے نیز حسین اور یحییٰ اور ان کے شیعوں نے بربری کی جمعیت پر حملہ کر کے اسے مار بھگایا۔

خالد بربری کے قتل کی دوسری روایت:

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ یہ تمام واقعہ میں نے خود دیکھا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ خالد نے یحییٰ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے کلاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس وار کا اثر یحییٰ کے ہاتھ تک میں محسوس ہوا۔ یحییٰ نے اس کے منہ پر وار کیا اور پھر جب وہ گرے نیچے والے ایک نے نے مڑ کر خالد کی پشت پر سے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری۔ اس کے بعد کئی شخصوں نے ایک دم تلواروں سے اس پر وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ جس وقت حسین بن جعفر گدھے پر سوار مسجد میں داخل ہوا تو سیاہ پوش جماعت نے طالبیوں کو مسجد سے بے دخل کر دیا مگر پھر سفید پوش جماعت نے ان پر حملہ کر کے ان کو مسجد سے نکال دیا اور حسین نے ان کو للکارا کر کہا (حسین بن جعفر) کے ساتھ بدسلوکی نہ ہو اور ان کو گزند نہ پہنچے۔ طالبیوں نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔ اس میں صرف دس یا دو ہزار دینار تھے جو سال کی ادائی سے بچ رہے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خزانے میں ستر ہزار دینار تھے جن کو عبداللہ بن مالک نے بنی خزاعہ کے وظائف دینے کے لیے بھیجا تھا۔

اہل مدینہ کی احتیاطی تدابیر:

اس جھڑپ کے بعد سب لوگ منتشر ہو گئے۔ اہل مدینہ نے ان کی مدافعت کے لیے شہر کے دروازے بند کر لیے دوسرے دن صبح کو اہل مدینہ اور آل عباس کے متعلقین کے دوسرے شیعہ جمع ہو کر بلاط کے اس میدان میں جو فضل کے مکان کے احاطہ اور دار کے درمیان واقع ہے طالبیوں سے لڑنے آئے۔ سیاہ پوش فریق اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے الفضل کے مکان کے پیچھے تک دھکیل دیتا تھا اور اسی طرح سفید پوش جماعت اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے دار تک دھکیل دیتی تھی۔ کئی مرتبہ یہی کشمکش ہوئی۔ دونوں فریق

[illegible]

معرکۂ [illegible]

[illegible]

[illegible] کی مدینہ پر چڑھائی کی تیاری

[illegible]

مسجد نبوی کی بے حرمتی

[illegible]

غلاموں کی آزادی کا اعلان:

[illegible]

محمد بن سلیمان کے نام سپہ سالاری کا فرمان

حسین کے خروج کی اطلاع ہادی کو پہنچی۔ اس سال ان کے خاندان کے افراد میں سے کچھ لوگ جن میں محمد بن سلیمان بن علی عباس بن محمد موسیٰ بن عیسیٰ بھی تھے حج کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ قریش کوفہ کے بھی بہت سے آدمی حج کے لیے پہنچے تھے۔ سلیمان بن ابی جعفر اسی حج کے موقع پر تھے۔ ہادی نے تحریر کیا کہ حسین سے مقابلے کے لیے محمد بن سلیمان کا فرمان تحریر ہوا ہے۔ [illegible] نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس بن محمد بھی تو موجود ہیں۔ [illegible] فوراً اپنے ہاتھوں سے چچا کو [illegible] نہیں جاتا۔ چچا نے اب اختیار چھوڑ دیا۔ محمد بن سلیمان کی سپہ سالاری کا فرمان [illegible] کے لیے [illegible] محمد [illegible] وہ جب حاجیوں کے ساتھ حج کو ترک کر کے واپس ہو رہے تھے۔

محمد بن سلیمان کی مراجعت مکہ:

محمد جب حج کے لیے روانہ ہوا تھا تو بصرہ سے بحری راستے سے جہازوں میں [illegible] اور سامان جنگ بھی [illegible] کافی سامان اور ساتھ جمعیت اپنے ہمراہ لی تھی مگر حسین نے ان کے مقابلے کی کوئی تیاری نہیں کی تھی [illegible] جماعت ان کی طرف مقابلے کے لیے [illegible] قدیم [illegible] بطن نخل [illegible] کے ساحل پر [illegible] ان کے ہمراہ [illegible] غلام تھے۔ [illegible] عباس بن محمد بن سلیمان [illegible] کی اطلاع ہوئی۔ محمد نے [illegible] تھے۔ [illegible] محمد بن سلیمان نے بھی [illegible] تمام جماعت نے [illegible] کا احرام [illegible] آ [illegible] ان کے ساتھ سلیمان بن ابی جعفر بھی تھا۔ [illegible] بھی ان کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

محمد بن سلیمان کی جماعت کا طواف کعبہ:

اس سال محرم میں [illegible] حج کے لیے آئے تھے محمد بن سلیمان نے اپنے [illegible] سواروں [illegible] پھر سوار [illegible] کے برابر [illegible] ان کے پیچھے [illegible] سوار تھے [illegible] ان کی [illegible] ترتیب [illegible] بہت [illegible] اور انھوں نے ان کی [illegible] سے [illegible] اس جماعت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا عمرہ پورا کیا اور [illegible] ذی طویٰ [illegible] یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ [illegible] محمد بن سلیمان نے۔

حسین بن علی اور ابو کامل کی جنگ:

[illegible] ابو کامل [illegible] حسین کے مقابلے کے لیے بھیجا اور حسین نے ان کا مقابلہ کیا اس کے ساتھ ایک شخص زید نامی تھا۔ جو حسین سے قطع تعلق کر کے عباسی کی خدمت میں رہتا تھا۔ [illegible] حسین کے ہمراہ حج کے لیے پہنچا [illegible] دشمن کے مقابلے آئے تو اس نے اپنی سواری [illegible] اور بغیر [illegible] اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ [illegible] کا ہے۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان کی فوج نے اسے اس حالت میں

آتا تو یہ کہتا کہ میں ان کی طرف سے [illegible] مقرر ہو کر آیا ہوں۔

عبداللہ بن حمید:

[illegible] والوں نے [illegible] سب سے پہلے [illegible] اللہ [illegible] کے بعد دوسرے [illegible] حسین [illegible] خدمت [illegible] عبداللہ بن حمید [illegible] جماعت نے عبداللہ بن حمید [illegible] قتل کر دیا [illegible] جب [illegible] آیا [illegible]۔

معرکۂ فخ:

یہ تمام فوجیں باقاعدہ ترتیب دی گئیں۔ میمنہ پر محمد اور میسرہ پر موسیٰ بن عیسیٰ تھے۔ محمد بن سلیمان فوج کے مقدمہ میں تھا۔ معاذ بن مسلم محمد بن سلیمان اور موسیٰ بن محمد کے درمیان تھا۔ صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے حسین اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آگیا۔ سلیمان بن علی [illegible] حسین کی جمعیت پر حملہ کیا [illegible] مارا گیا۔ محمد بن سلیمان کے دستے نے [illegible] دیا جائے گا۔

حسین بن علی کی شکست:

محمد کی جمعیت سے آ کر [illegible] کے پچھلے [illegible] پر [illegible]۔ انھوں نے ان کو خوب قتل کیا اور بھگا دیا [illegible] جو ان کھائیوں سے نکل کر آئی تھی۔ محمد بن سلیمان کے ساتھ جو جماعت نکل کر آئی تھی وہ دشمن کی بہت بڑی جماعت تھی [illegible] موسیٰ بن عیسیٰ [illegible] کی سمت سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئی [illegible] محمد بن سلیمان اپنی سمت کے دشمنوں سے فارغ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ مقابلے سے [illegible] ہو گئے ہیں تو اس کی نظر [illegible] ایک جگہ موت کی گھڑی کی طرح [illegible] تھا۔

حسین بن علی کا خاتمہ:

محمد بن سلیمان کی جمعیت [illegible] حسین کی [illegible] خبر تھی [illegible] ذی طویٰ [illegible] کے قریب پہنچے تھے کہ [illegible] خراسانی [illegible] آیا اور خوشخبری دی [illegible] حسین کا سر [illegible] تمام جسم [illegible] زخمی تھی اور [illegible] پر [illegible] ضرب تھی۔

حسن بن محمد کا قتل:

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ ابو الزفت حسن بن محمد ایک آنکھ بند کیے ہوئے تھا [illegible] لڑائی میں کوئی صدمہ پہنچا تھا [illegible] محمد اور موسیٰ کے پیچھے کھڑا ہو گیا [illegible] موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن العباس نے اس [illegible]

موسیٰ بن عیسیٰ نے غصہ سے قتل کر دیا ہے۔ [illegible] محمد بن سلیمان [illegible] واسطہ سے اور حسین بن علی [illegible] سے [illegible] ان کی [illegible] ہوتا ہے۔

حسین بن علی کی جماعت کی روانگی

حسین کی شکست کے بعد ان کے ساتھی [illegible] حاجیوں میں مل کر [illegible] چلے گئے [illegible]۔

حسین کے ہمراہ ایک شخص [illegible] قتل کر دیا [illegible]۔

اسیرانِ جنگ کی طلبی

موسیٰ بن عیسیٰ نے کوفہ کے چار آدمی [illegible] اور ایک مولیٰ اور ایک [illegible] کو قید کر لیا تو موسیٰ بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ [illegible] ان چھ قیدیوں [illegible] قتل [illegible] اس بارے میں بہت غور و خوض کیا اور مجھے اتفاق ہوا کہ [illegible] ابوالحسن کی والدہ کے پاس آ کر [illegible] اور ان سے عرض کیا [illegible] آپ ان کی سفارش [illegible] انہوں نے [illegible] حاضر کیا [illegible] ان میں سے [illegible] انہوں نے قتل کر دیا [illegible]۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی ایک قیدی کی سفارش:

میں نے عرض کیا کہ [illegible] ابی طالب کے حالات سے بہت زیادہ واقف ہے۔ مناسب ہو کہ آپ اس کی جان بخشی فرما دیں [illegible] آپ کی [illegible] امیر المومنین [illegible] میری زندگی سے [illegible] امیر المومنین [illegible] ہاتھ سے [illegible] معرفت [illegible] ہادی نے کہا [illegible] علی بن سابق [illegible] کے قتل کا اور [illegible] تھے۔

مبارک ترکی پر عتاب:

ہادی مبارک الترکی پر بہت ناراض ہوئے اور اسے گھوڑوں کا [illegible] بنا دیا اور اس کی تمام املاک ضبط کر لیں۔ اسی طرح موسیٰ بن عیسیٰ پر حسن بن محمد کو قتل کرنے کی وجہ سے بہت ناراض ہوئے اور ان کی تمام املاک بھی ضبط کر لیں۔

ادریس بن عبداللہ کی بربریوں کو دعوت بیعت:

ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب [illegible] ہادی کی خلافت میں واقعہ فخ سے بچ کر [illegible]

[illegible]

حسین بن علی کے خروج سے متعلق دوسری روایت:

فضل بن اسحاق ہاشمی بیان کرتا ہے کہ حسین بن علی نے جب مدینہ میں خروج کیا تو عمری مدینہ کا والی تھا۔ اس نے جب حسین کے خروج کی خبر سنی تو وہ چھپ گیا [illegible] حسین [illegible] بن ابی جعفر امیر حج مقرر [illegible] اور ان کے ہمراہ ان کے [illegible] عباس بن محمد [illegible] موسیٰ بن عیسیٰ بھی [illegible] مبارک ترکی [illegible] خدمت کے لیے [illegible] سلیمان [illegible] محمد بن سلیمان [illegible] موسیٰ بن عیسیٰ [illegible] اور [illegible] حسین اور ان کی جماعت سے [illegible] سب کے سب یکجا ہو گئے اور انہوں نے حسین بن علی اور ان کے [illegible] مقابلہ کر کے مار ڈالا۔

عام معافی کا اعلان:

[illegible] مقام فخ میں حسین کو [illegible] انہوں نے عبد اللہ بن [illegible] اور [illegible] کے لیے [illegible] لوگوں [illegible] اس خروج [illegible] انہوں نے اس بات کو [illegible] ان میں بہت سے [illegible] علاقہ [illegible] کر دیا۔

ادریس بن عبد اللہ کی مغرب میں آمد:

بچ نکلنے والوں میں عبد اللہ بن حسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس بھی تھے۔ ادریس بلاد مغرب کے مقام [illegible] چلا گیا اور وہاں بربروں کے پاس پناہ لی۔ انہوں نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ یہ بہت عرصہ تک وہیں مقیم رہا اور [illegible] ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین ہوا اور آج تک اس کی اولاد اس علاقہ کی فرماں روا ہے [illegible] خلافت [illegible] جاتی ہے۔

خاندان حسین بن علی کی املاک کی بربادی:

مفضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب عمری کو مدینہ میں معلوم ہوا کہ حسین فخ میں قتل کر دیا گیا تو اس نے ان کے [illegible] اور ان کے ساتھ دوسرے خروج کرنے والوں کے مکانات پر دھاوا کر کے ان کو منہدم کر دیا۔ اس نے [illegible] جلا دیا [illegible] اسے [illegible] کر کے [illegible] کر لیا۔

مبارک ترکی کی جائداد کی ضبطی:

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ مبارک ترکی نے حسین کے مقابلے سے [illegible] اس پر بہت برافروختہ ہوئے۔ انہوں نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور اسے اپنے گھوڑوں کی سائیسی پر متعین کر دیا۔ یہ ان کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ اسی طرح [illegible] حسن بن محمد بن عبد اللہ کو قتل کر دینے کی وجہ سے موسیٰ بن عیسیٰ پر بہت برہم ہوئے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حسین بن علی کی تلاوت

[illegible]

حسین بن علی کے خروج کے متعلق تیسری روایت

[illegible]

حسین بن علی کی تقریر

[illegible]

مسجد نبوی میں زائرین کا اجتماع

[illegible]

حماد نے اپنے بیٹے [illegible] محمد ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حسین [illegible] [illegible] [illegible] اپنے بیٹے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوں میں [illegible] نہیں رکھا۔

مبارک ترکی کی حسین بن علی سے معذرت

اہل مدینہ کی [illegible] جب مبارک ترکی نے حسین بن علی سے کہا خدا کی قسم اگر مجھے آسمان سے بھی اس طرح پھینک دیا جائے کہ [illegible] پرندے اچک لیں [illegible] [illegible] [illegible] آپ کو ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] ہو گئے۔

حسین بن علی کے اشعار

جن لوگوں نے حسین سے وعدہ کیا تھا [illegible] [illegible] انہوں نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا [illegible] [illegible] ان کی ملامت میں حسین نے یہ شعر کہے

من عاذ بالسیف لاقی فرصۃ عجبا   موتا علی عجل او عاش منتصفا

لا تقربوا السہل ان السہل یفسدکم   لن تدرکوا المجد حتی تضربوا عنقا

ترجمہ: [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہیں کر سکتے۔

موسیٰ ہادی کی پشیمانی

جب موسیٰ بن عیسیٰ [illegible] [illegible] [illegible] حسین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس بات سے ناخوش [illegible] جن لوگوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حسین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

ہادی کو اہل بیت کی بغاوت کی اطلاع

علا کہتا ہے کہ جب ہادی کو [illegible] کی بغاوت کی خبر ملی [illegible] رات [illegible] اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھا [illegible] [illegible] انہوں نے چپکے سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس سے کہا

[illegible]

ترجمہ: [illegible] [illegible]

[illegible] کا تیر اندازی سے انکار

[illegible] کہتے ہیں [illegible] سلیمان [illegible] [illegible] [illegible] تیر اندازی [illegible] [illegible] تیر چلایا [illegible] [illegible]

وظائف کی منسوخی

حسین کے قتل کے بعد جب [illegible] ہادی کے [illegible] ان کے سامنے [illegible] ہادی نے ان سے کہا [illegible] [illegible] چنانچہ ہادی نے ان کو محروم کر دیا [illegible] حسین کے قتل کے بعد ہادی نے [illegible] یہ شعر پڑھا:

قد انصف القارۃ من راماھا انا اذا ما فئۃ نلقاھا
نرد اولاھا علی اخراھا

ترجمہ: [illegible] [illegible] الٹ دیتے ہیں۔

اہل روما کی پیش قدمی

اس سال معیوف بن یحییٰ نے درب الراہب کی راہ سے [illegible] رومیوں کے علاقے میں [illegible] کیا۔ رومی بطریق [illegible] [illegible] حدث [illegible] اس کی پیش قدمی کی خبر [illegible] حدث کا والی اور فوج اور بازار والے سب بھاگ گئے تو دشمن نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ دوسری طرف سے معیوف بن یحییٰ رومیوں کے علاقے میں گھس پڑا اور [illegible] اشنہ تک جا پہنچا [illegible] اس نے بہت سے قیدی پکڑے اور بہت سا مال و دولت غلام غنیمت میں حاصل کیے۔

امیر حج سلیمان بن ابی جعفر و عمال

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ عمر بن عبدالعزیز العمری مدینہ کا والی تھا۔ عبید اللہ بن قثم مکہ اور طائف کا والی تھا۔ احمد بن اسماعیل بن علی یمن کا والی تھا۔ یمامہ اور بحرین پر سوید بن ابی سوید الخراسانی عامل تھا۔ عمان کا والی حسن بن تسنیم الحواری تھا۔ کوفہ کا امام اسحاق بن الصباح الکندی تھا۔ بصرہ اور اس کے متعلقہ صدقات کا والی محمد بن سلیمان تھا۔ عمر بن عثمان بصرہ کے قاضی تھے۔ جرجان کا حجاج مولیٰ ہادی جرجان کا والی تھا۔ زیاد بن حسان قومس کا والی تھا۔ صالح بن شیخ بن عمیرۃ الاسدی طبرستان اور رویان کا والی تھا۔ ری کا مولیٰ طیفور اصبہان کا والی تھا۔

۱۷۰ھ کے واقعات

اس سال یزید بن حاتم نے افریقیہ میں وفات پائی اس کے بعد روح بن حاتم افریقیہ کا والی مقرر ہوا۔

ہادی کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

اس سال عبداللہ بن مروان بن محمد نے جیل خانہ میں انتقال کیا۔ اس سال موسیٰ الہادی نے عیسیٰ آباد میں انتقال کیا۔ ان کے سبب مرگ میں اختلاف ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیٹ میں ایک زخم ہو گیا تھا وہی وجہ ہلاکت ہوا۔ دوسرے ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں خیزران کے اشارے اور حکم سے بعض لونڈیوں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا کیوں ہوا اس کے بعض اسباب ہم بیان کرتے ہیں۔

ہادی کا خیزران کو انتباہ

خلیفہ ہونے کے بعد ہادی نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا اور وہ اس سے متنفر ہو گئے۔ ایک دن خالصہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ آپ کی ماں کو کپڑوں کی ضرورت ہے اور وہ آپ سے مانگتی ہیں۔ ہادی نے کپڑوں سے بھرا ہوا ایک کمرہ ان کو دے دیا۔ بعد میں ان کے مکان سے اٹھارہ ہزار مختلف کپڑے برآمد ہوئے تھے۔ یہ خیزران موسیٰ کے ابتدائی عہد خلافت میں تمام سیاسی امور میں ان کو خود دخیل تھیں اور ان کے باپ کی طرح ان سے بھی اپنی رائے پر چلاتی تھیں۔ جب ان کی مداخلت حد سے متجاوز ہوگئی تو ہادی نے ان سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنی عزت اور وقار کو قائم رکھئے اور ان مبتذل امور میں حصہ نہ لیجئے کیونکہ عورتوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ سیاسی امور میں دخل دیں۔ آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز و تسبیح میں اپنا سارا وقت صرف کریں اس کے بعد آپ کے شایان شان جس بات کی ہو میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

ہادی اور خیزران میں تلخ کلامی

ان کے عہد میں اس کو یہ حال تھا کہ وہ ہر قسم کی اپنی ضروریات ان سے بیان کرتی اور وہ اسے پورا کرتے چار ماہ اسی طرح گزر گئے۔ اس کے اس رسوخ کو دیکھ کر تمام لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اپنی اغراض اس سے بیان کرنے لگے چنانچہ ان کی ڈیوڑھی اب مرجع خلائق بن گئی اور بڑے بڑے علماء اور اکابر ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اسی دوران میں ایک دن انہوں نے کسی بات کے لیے ہادی سے کہا۔ ہادی کسی وجہ سے اسے نہ منظور کر سکے اور انہوں نے کوئی بہانہ کر دیا۔ خیزران نے کہا تم کو یہ کرنا

درخواست منظور کی۔ ہادی نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا اس نے کہا میں عبداللہ بن مالک سے اس بات کے پورا کرنے کی ضمانت لے چکی ہوں یہ سن کر موسیٰ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ضرورت ابن مالک کی ہے بخدا میں اب اسے کبھی پورا نہ کروں گا۔ خیزران نے کہا تو اب میں تم سے کبھی کسی بات کی خواہش نہ کروں گی۔ ہادی نے کہا مجھے اس کی بالکل پروا نہیں اور غصے کی وجہ سے وہ کھڑے ہو گئے۔

ہادی اور خیزران میں کشیدگی:

خیزران بھی خفا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہادی نے کہا ٹھہرو خوب کان کھول کر میری بات سن لو۔ بخدا اگر اب مجھے یہ اطلاع ملی کہ میرے سرداران فوج، مصاحبین، خواص اور خدمت گاروں میں سے کوئی شخص بھی تمہارے دروازے پر کسی غرض سے آیا ہے تو میں اسے قتل کر کے اس کی تمام جائیداد ضبط کرلوں گا وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے خارج سمجھا جائے گا۔ جسے اپنا جان و مال عزیز ہو وہ اس حکم پر عمل کرے کیوں روزانہ صبح و شام تمہارے دروازے پر ان سواروں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ کیا تمہارے پاس چرخہ نہیں کہ تم بیٹھ کر کاتو، قرآن نہیں ہے کہ اس کی تلاوت کرو اور کیا ایک گھر نہیں کہ اس میں بیٹھ کر چپ چاپ زندگی بسر کرو اور کسی ذمی کے لیے اپنا دروازہ وا نہ کرو۔ یہ گفتگو سن کر خیزران وہاں سے بہت گراں خاطر اٹھ کر چلی گئی۔ اسے ذہنی کوفت پہنچی اور اس کے بعد پھر کبھی اس نے ہادی سے کھٹی یا میٹھی کسی قسم کی گفتگو نہیں کی۔

ہادی کی خیزران کو ہلاک کرنے کی کوشش:

قاسم نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے ایک دن اپنی ماں کو پکے ہوئے چاول بھیجے اور کہلا کر بھیجا کہ مجھے یہ بہت پسند آئے۔ میں نے ان میں سے کھایا ہے آپ بھی کھائیے۔ میں نے خیزران سے کہا کہ ذرا توقف کرو پہلے اس کا امتحان کر لو ممکن ہے کہ اس میں تمہارے خلاف کوئی چیز ہو۔ چنانچہ ایک کتا لایا گیا اور اسے وہ چاول کھلائے گئے جس سے اس کا تمام گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ اس کے کچھ روز کے بعد ہادی نے اس سے پوچھا کیسے چاول تھے؟ اس نے کہا وہ بہت خوش ذائقہ تھے۔ اس پر ہادی کہنے لگے تو نے کھائے نہیں اگر کھا لیتی تو تیری طرف سے مجھے اطمینان ہو جاتا۔ وہ خلیفہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جس کی ماں زندہ ہو۔

ہادی کی موت کی وجہ:

بنی ہاشم کے بعض لوگوں نے ہادی کی موت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب ہادی نے ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے اور اس کے بجائے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانے کی انتہائی کوشش کی تو خیزران کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ ہارون کو کوئی گزند پہنچائے اس لیے جب ہادی بیمار ہوئے تو اس نے اپنی بعض لونڈیوں کے ذریعہ ان کا گلا گھونٹ کر ہلاک کرا دیا اور یحییٰ بن خالد کو اطلاع دی کہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے اب تم اپنا کام درست کر لو اور اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنا۔

ہادی کی خیزران کے متعلق امرائے عساکر سے گفتگو:

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہادی کو پہلے سے اس بات کی اطلاع ملی کہ ان کے امرائے عساکر ان کی ماں خیزران کے پاس جاتے ہیں اور اس کی گفتگو سے یہ امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ان کی درخواستیں امیر المومنین کی خدمت

[illegible]

ہارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم کرنے کا فیصلہ

[illegible]

ہارون الرشید سے ناروا سلوک

[illegible]

اسمٰعیل بن صبیح کی غلطی

[illegible]

کہ اسمٰعیل بن صبیح تمہارا منشی ہے۔ اس نے انہیں جواب دیا یہ بات بالکل غلط ہے اسمٰعیل تو حران میں ہے۔

یحییٰ بن خالد اور ہادی میں کشیدگی:

ہادی سے شکایت کی گئی کہ ہارون تو آپ کی تجویز کا مخالف نہیں ہے یہ تو یحییٰ ہے جو ان سے کہتا ہے۔ اس نے یحییٰ کو طلب کیا، اسے قتل کی دھمکی دی اور کفر کا الزام لگایا یہ اطلاع ہادی کے یحییٰ سے ناراض ہونے کا سبب ہوئی۔

یحییٰ بن خالد کی طلبی:

محمد بن یحییٰ بن خالد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہادی نے یحییٰ کو طلب کیا۔ اس وقت کی طلبی سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ انہوں نے اپنے اہل و عیال کو الوداع کہا، خوشبو لگائی اور تیار ہو کر چلے۔ انہیں یقین تھا کہ میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا۔ جب یہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس سے کہا میں تمہارا کیا بگاڑ رہا ہوں۔ یحییٰ نے کہا کہ آپ کا ادنیٰ غلام ہوں اور غلام بجز اپنے آقا کی اطاعت کے اور کیا کر سکتا ہے۔ ہادی نے کہا تو پھر کیوں تم میرے اور میرے بھائی کے درمیان آڑے آتے ہو۔ اور اسے میرے خلاف بھڑکاتے ہو۔ یحییٰ نے کہا امیر المومنین میں آپ لوگوں کے بیچ میں دخل دینے والا کون۔ آپ کے باپ نے مجھے ان کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا تو ان کے حکم کی بجا آوری میں نے کی۔ پھر جب آپ نے مجھے اس فرض کے انجام دینے کا حکم دیا اور میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی۔ ہادی نے پوچھا، ہارون نے یہ کیا حرکت کی۔ اس نے کہا کچھ نہیں اس نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ یہ ان کے دل میں کچھ ہے۔ اس گفتگو سے ان کا غصہ فرو ہو گیا۔

ہارون الرشید کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

واقعہ یہ تھا کہ ہارون اپنی ولی عہدی سے علیحدہ ہونے کے لیے خوشی سے تیار تھے مگر یحییٰ نے ان کو روک دیا۔ اس پر ہارون نے ان سے کہا کہ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں استعفا کے بعد بھی میرے لیے گزارے کا کس چیز کی کمی ہے۔ اپنی چچیری بہن کے ساتھ مزے سے عمر گزار دوں گا۔ ہارون اپنی بیوی ام جعفر پر فریفتہ تھے۔ یحییٰ نے کہا بھلا خلافت کے مقابلے میں ان باتوں کی کیا حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ استعفا دینے کے بعد تمہارے ہاتھ میں یہ بات بھی نہ رہے بلکہ سب ہی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ یحییٰ نے اس معاملے میں ہادی کی بات نہ مانا۔

ہادی اور یحییٰ بن خالد کی گفتگو:

ہادی نے جو عیسیٰ آباد میں مقیم تھے ایک رات یحییٰ کو طلب کیا۔ اس بے وقت کی طلبی سے یحییٰ خوفزدہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت خلوت گاہ میں تھے۔ یحییٰ کے آنے کے بعد انہوں نے ایک شخص کو بھی طلب کیا جس نے ہادی کو یحییٰ سے ناراض کیا تھا مگر وہ موجود تھا ہادی کا مطلب یہ تھا کہ یحییٰ اس سے بحث کرے اور ہارون کے پاس نہ جائے۔ چنانچہ وہ بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا۔ یحییٰ نے ہارون کے بارے میں بھی ان سے گفتگو کی اور ہادی نے یحییٰ سے وعدہ لیا کہ وہ میری طرف سے اطمینان رکھے تب ہادی نے ایک یاقوت سرخ کی انگوٹھی جو وہ پہنے تھے اسے دی اور کہا کہ یہ میری امانت ہے احتیاط سے رکھنا۔ اس کے بعد یحییٰ ان کے پاس سے چلا آیا۔ اس شخص کی پھر تلاش ہوئی اور وہ ہادی کے روبرو پیش ہوا۔ اس ملاقات کے بعد ہادی یحییٰ سے خوش ہو گئے۔ ایک سے زیادہ اشخاص نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس شخص کی تلاش کی گئی تھی وہ ابراہیم الموصلی تھا۔

ہادی کی یحییٰ بن خالد سے معذرت

سلیمان [illegible] بیان کرتا ہے کہ جب ہادی نے ربیع سے کہا کہ یحییٰ بن خالد کو میرے پاس آنے کی اجازت دینا مگر یحییٰ کو بلا بھیجا گیا اور [illegible] سے [illegible] بلایا جب [illegible] یہاں بیٹھے تو کوئی [illegible] نہ تھا [illegible] گیا ہوا تب عبدالصمد بن علی بن [illegible] اور [illegible] مقام [illegible] کی جو موجود تھے سب سے آخر میں یحییٰ کو اجازت دی۔ ہادی اسے اپنے قریب لاتا رہا یہاں تک کہ جب وہ ان کے [illegible] گیا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سے کہا میں تم پر ظلم کرتا رہا ہوں اور تمہاری تحقیر کرتا رہا ہوں تم مجھے معاف کر دو۔ تمام لوگ یحییٰ کی اس عزت افزائی اور ہادی کے اس جملے سے حیرت میں ہو گئے۔ یحییٰ نے ان کے ہاتھ [illegible] بوسہ دیا اور شکر ادا کیا۔ ہادی نے پوچھا کیا تم نے [illegible] کے لیے یہ شعر کہا ہے

[illegible]

ترجمہ: [illegible] مجھ سے [illegible] ہو جائے [illegible] کے ہاتھ اپنی جان بھی [illegible] دے۔

یحییٰ نے کہا اے امیر المؤمنین [illegible] میں ہے کہ آپ نے اس غلام کی [illegible] میں۔

ہادی کی یحییٰ بن خالد کی تعریف

رشید کی ولایت عہد سے علیحدگی کے متعلق جب ہادی نے یحییٰ سے گفتگو کی تو یحییٰ نے کہا کہ آپ [illegible] ایسا کریں گے تو [illegible] قسمیں ان کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رہے گی۔ مناسب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے عہد کے متعلق آپ ان کو [illegible] رہنے دیں اور ان کے بعد کے لیے جعفر کی بیعت کر لیں اس طرح جعفر [illegible] زیادہ [illegible] ہو گی۔ ہادی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری رائے خلوص پر مبنی ہے اس کے متعلق غور کروں گا۔

جعفر کی ولی عہدی کے متعلق یحییٰ بن خالد کا مشورہ

خزیمہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ جب رشید کی معزولی کے سلسلہ میں یحییٰ سے ہادی کی ناراضگی ہوئی تو انہوں نے اسے قید کر دیا یحییٰ نے ان کی خدمت میں عرض داشت پیش کی کہ میں آپ کو ایک خیرخواہانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں ہادی نے اسے بلایا اس نے کہا کہ اگر آپ سے تب کوئی [illegible] ہو جائے [illegible]۔ یحییٰ نے کہا اے امیر المؤمنین اگر آپ کو موت آ جائے تو کیا آپ کا خیال ہے کہ یہ لوگ جعفر کی خلافت کو تسلیم کر لیں گے حالانکہ ابھی وہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچا ہے اور کیا وہ اسے اپنی نماز، حج اور جہاد کا امام بنا لیں گے۔ ہادی نے کہا بخدا میرا خیال تو یہی ہے۔ یحییٰ نے کہا کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں کہ خود آپ کے گھر سے [illegible] فلاں فلاں [illegible] ان کے علاوہ دوسرے لوگ آپ کے بعد خلافت کے خواہاں [illegible] اور اس طرح یہ منصب آپ کے باپ کی اولاد سے نکل جائے گا۔ ہادی نے کہا یحییٰ تم سچ کہتے ہو [illegible] کرتا کہ مجھے [illegible] یہ میری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ یحییٰ نے ان سے یہ بھی کہا کہ اگر رشید جو آپ کے بھائی ہیں پہلے سے ولی عہد نہ ہوتے تب بھی آپ کے لیے مناسب یہی تھا کہ خود آپ انہیں ولی عہد بنانا چاہتے تاکہ آپ کے خاندان کی ولی عہدی سے جو [illegible] ان کے لیے مقرر ہے اسے [illegible] کرنا چاہتے ہیں اے امیر المؤمنین میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو اس حالت میں رہنے دیجیے جب جعفر اس عمر کو پہنچ جائے تو پھر رشید اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور سب سے پہلے وہی جعفر

نے ہادی کی بیعت کر لی۔ ہادی نے ان کے مشورہ اور ان کے قول [illegible]

ہارون الرشید کی ہادی سے علیحدگی

[illegible]

خیزران کا یحییٰ بن خالد کو پیغام:

یحییٰ بن خالد کا [illegible] بیان [illegible] کہ خیزران نے [illegible] ہادی [illegible] یحییٰ کے سامنے [illegible]

ہادی کی یحییٰ کو قتل کی دھمکی:

جب ہادی نے دیکھا [illegible] ہارون کے معاملہ میں [illegible] یحییٰ کو بلا بھیجا [illegible] کہ اگر تم اپنے طرز عمل سے باز نہ آؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا [illegible] مہدی کے زمانے میں [illegible] ہارون کی خدمت میں حاضر رہتے۔

ہادی کا ہارون سے خطاب:

ہادی نے اپنے خلافت کے ابتدائی عہد میں ایک مرتبہ [illegible] ابراہیم [illegible] جعفر [illegible] ہادی کے [illegible] جانب بیٹھ گئے [illegible] ہادی [illegible]

کہ جس کی [illegible] ہارون بن امیر المومنین [illegible] ہاتھوں [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کے واسطے [illegible] آخری [illegible] اسے [illegible] سمجھتے تھے کہ ہارون [illegible] خواب [illegible] وقت [illegible] مصائب جھیلنا پڑیں گے لیکن [illegible] خلافت کے امیدوار ہو۔

ہارون الرشید کے ہادی سے وعدے:

یحییٰ بن [illegible] بیان کیا اور اس نے کہا اے موسیٰ [illegible] تم نے [illegible] اس وقت [illegible] کے ساتھ [illegible] کہا [illegible] جو تم نے [illegible] عہد [illegible] اور اسی طرح [illegible] موسیٰ نے [illegible] ہارون [illegible] اپنی [illegible] پر [illegible] تھا۔

ہادی کا ہارون الرشید سے حسن سلوک:

ہادی نے [illegible] المنصور نے بیش قیمت [illegible] جب ہادی نے [illegible] اپنے [illegible] مجلس [illegible] بھائی [illegible] جب خراسان [illegible] وقت [illegible] سب ان کو [illegible] ہادی نے [illegible] جب ہارون دربار سے [illegible] ہادی [illegible] کیونکہ [illegible]۔

مہدی کا خواب:

عبدالملک بن الفضل الحارثی بیان کرتا ہے کہ چونکہ ہارون مجھ سے مانوس تھے میں ان کے پاس گیا اور میں نے پوچھا کہ مجھے آپ بتائیں کہ وہ کیا خواب ہے جس کی طرف امیر المومنین نے اشارہ کیا ہے۔ ہارون نے کہا مہدی نے یہ بات یوں کہی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک شاخ موسیٰ کو دی اور ایک ہارون کو دی۔ موسیٰ کی شاخ میں صرف چوٹی پر تھوڑے سے پتے نکلے ہیں اور ہارون کی شاخ میں نیچے سے لے کر اوپر تک پتے نکلے ہیں۔ مہدی نے حکم بن موسیٰ الضمری ابو سفیان کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی اس نے کہا حکومت دونوں کو ملے گی مگر موسیٰ کا زمانہ قلیل ہوگا البتہ ہارون [illegible] اور ان کا عہد خلافت بہترین عہد ہوگا۔

ہارون الرشید کا پابندی عہد

[illegible]

[illegible]

مامون کی طلبی کا فرمان

[illegible]

خیزران کی [illegible] روایت

خیزران نے یحییٰ [illegible]

خیزران کا عہد

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان [illegible]

فضل بن سعید کی روایت

[illegible]

[illegible] ہارون کی موت کی اطلاع

[illegible]

ہارون کی وفات اور مدت حکومت :

[illegible]

ہارون کا حلیہ

[illegible]

ہارون کی ازواج و اولاد

[illegible]

* * *

باب ۱۵

خلیفہ ہادی کی سیرت

سعید بن سلم کا بیان

حفص بن عمر کہتے ہیں کہ جب مہدی کے مرنے اور موسیٰ کے خلیفہ ہونے کی خبر آئی اس وقت میں ہادی کے ساتھ جرجان میں موجود تھا۔ پیغام آنے کے بعد وہ بغداد روانہ ہوئے۔ سعید بن سلم کہتے ہیں کہ ان کے ہمراہ [illegible] تھا یہ سب ذیل واقعہ مجھ سے ابو سعید نے بیان کیا۔ جب ہم [illegible] کے [illegible] دریا کے [illegible] سے قریب پہنچے تو دارالخلافہ میں سے ایک شخص [illegible] کے لیے آیا [illegible] ہادی نے کہا اس شخص کو [illegible] کر دو۔

سلیمان بن عبدالملک اور مرغے کا واقعہ

یحییٰ کہتے ہیں کہ امیر المومنین [illegible] قصہ [illegible] سلیمان بن عبدالملک [illegible] ایک مرتبہ [illegible] ہادی نے [illegible] کہا [illegible] جب [illegible] امیر المومنین [illegible] آپ [illegible] میں [illegible] نہیں [illegible] کہا [illegible] [illegible] سلیمان بن [illegible] امیر المومنین [illegible] تو [illegible] ہادی [illegible] [illegible] سلیمان [illegible] [illegible] اللہ [illegible] [illegible] غلام [illegible] کر دیا جائے۔

ہادی کو دربار عام منعقد کرنے کا حکم

یوسف بن ابراہیم [illegible] علی بن صالح نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں ایک روز ہادی کے سامنے کھڑا تھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انھوں نے مجھے [illegible] [illegible] دربار عام منعقد [illegible] [illegible]

لیے انھوں نے جو جملہ کہا تھا وہ سمجھ نہ سکا تھا میں نے سوچا کہ اس جملے سے امیر المومنین کا مطلب کیا ہے مجھے تو معلوم نہیں مجھے پلٹ کر پوچھوں تو وہ کہیں گے کہ تو میرا صاحب ہو کر میری بات نہیں سمجھتا اب میرے دل میں بات آئی کہ میں نے اس اعرابی کو طلب کیا جو امیر المومنین کی خدمت میں باریاب ہونے آیا تھا اور اس سے ان کے جملے کے معنی پوچھے اس نے بتا دیئے میں نے حکم دیا کہ تمام پردے اٹھا دیئے جائیں اور دروازے کھول دیئے جائیں چنانچہ اب لوگ بالکل بے پردے بے دھڑک ان کی خلافت میں جوق در جوق آتے مغرب ہونے تک وہ مظالم کی سماعت کرتے رہے۔

علی بن صالح کی ایک اعرابی کی سفارش:

جب دربار برخواست ہوا تو میں سامنے جا کر کھڑا ہوا۔ پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین جناب والا نے آج مجھ سے ایسا جملہ کہا تھا کہ پہلے تو میں اس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا کیونکہ میں نے اسے آج سے پہلے کبھی سنا نہ تھا مگر میں اس بات سے بھی ڈرا کہ آپ کے پاس واپس آ کر اس کا مطلب دریافت کروں کیونکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میرے صاحب ہو کر تم میری بات نہیں سمجھتے اس خوف سے میں نے اس اعرابی کو بلایا جو باریابی کے لیے آستانہ خلافت پر حاضر تھا اس نے مجھے آپ کے جملے کا مطلب سمجھا دیا اس کی اس خدمت کا آپ میری طرف سے کوئی صلہ دیجیے انھوں نے کہا اچھی بات ہے ایک لاکھ درہم لے جا کر دے دو میں نے عرض کیا امیر المومنین وہ تو ایک بدوی ہے اسے دس ہزار بہت ہیں اتنے میں وہ خوشحال ہو جائے گا کہنے لگے علی میں سخاوت کرتا ہوں اور تم بخل کرتے ہو۔

خیزران کی عیادت پر مظالم کی سماعت کو ترجیح:

یہی راوی علی بن صالح دوسرے سلسلے سے بیان کرتا ہے ایک مرتبہ خیزران بیمار ہوئیں موسیٰ ہادی ان کی عیادت کے لیے چلے راستے میں عمر بن بزیع نے سامنے آ کر عرض کیا کہ اس سے زیادہ ضروری فرض موجود ہے۔ پوچھا کیا عمر نے کہا مظالم کی آپ نے تین روز سے سماعت نہیں فرمائی ہے اس عیادت سے یہ زیادہ ضروری ہے۔ ہادی نے اپنی سواری کو چلنے والی جماعت کو اشارہ کیا کہ دار مظالم کی طرف چلو اور اپنے ایک خدمت گار کو خیزران کے پاس اسی وقت کے نہ آنے کی معذرت کے لیے بھیج دیا اسے ہدایت کی کہ کہہ دینا کہ عمر بن بزیع نے ہمیں بتایا کہ اللہ کے حق کی ادائیگی ہم پر تمہارے حق سے زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے ہم آج تمہارے پاس نہ آ سکے ان شاء اللہ کل عیادت کو آ جائیں گے۔

عبداللہ بن مالک سے جواب طلبی

عبداللہ بن مالک کا قول بیان کرتا ہے کہ مہدی ہادی کے ندیموں اور مصاحبوں کو طلب کرتے مجھے ان کے مارنے کا حکم دیتے ہادی مجھ سے ان کی سفارش کرتے کہ میں ان کے ساتھ ملاطفت اور نرمی برتوں۔ مگر میں ہادی کی سفارش پر نہ توجہ کرتا اور مہدی کے حکم کی بجا آوری کرتا۔ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو اب مجھے یقین تھا کہ میں مارا جاؤں گا ایک دن انھوں نے مجھے طلب کیا۔ میں مرنے کو تیار ہو کر اور حنوط لگا کر حاضر دربار ہوا وہ ایک کرسی پر متمکن تھے تلوار اور چمڑا سامنے رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا اس کے جواب میں انھوں نے کہا خدا تمہیں سلامتی نہ دے تم کو وہ دن بھی یاد ہے جب میں نے حرانی کے متعلق تم سے کہلا بھیجا تھا اور امیر المومنین نے اس کے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا تم نے میری سفارش نہیں مانی تھی اور فلاں اور فلاں ندیموں کے

موقع میں جو تم نے میری [illegible] کی بھول جاؤں۔

عبداللہ بن مالک کی معذرت:

میں نے عرض کیا امیر المومنین! یہ ارشاد فرماتے ہیں اجازت ہو تو کچھ میں بھی ان کے متعلق عرض کروں۔ انھوں نے کہا عرض کرو۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین میں آپ سے اللہ واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اسی عہدہ پر مقرر کریں جس پر آپ کے والد نے مجھے مقرر کیا تھا اور پھر آپ مجھے کسی بات کا حکم دیں اور میں آپ کا کوئی لحاظ کیے بغیر آپ کے دشمن کے حکم کی تعمیل کروں تو آیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوگی؟ انھوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا تو میں نے بھی آپ کے ساتھ یہی طرز عمل اور آپ کے والد کے ساتھ تھا۔

عبداللہ بن مالک کی معافی و بحالی

یہ جواب سن کر انھوں نے مجھے اپنے قریب بلایا میں نے ان کے ہاتھ چومے انھوں نے مجھے خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ میں تم کو اسی عہدہ پر جس پر تم پہلے فائز تھے بحال کرتا ہوں۔ میں ان کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا آیا مگر ان کے ارادہ اور خطرات پر غور کرتا رہا کہ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ یہ خیال آتا تھا کہ شراب کے عالم میں ان کا کیا ٹھکانہ اور ابھی جس کے متعلق ان سے ایسی بات نکل گئی۔ مجھے یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ جب وہ شراب سے ہوش میں آئیں گے تو مبادا میرے متعلق ان کی رائے خراب ہو جائے اور وہ مجھ کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیں۔

ہادی کی عبداللہ بن مالک کے مکان پر آمد:

میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت میری ایک چھوٹی بچی میرے سامنے بیٹھی تھی جس سے میں باتیں کر رہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ تھوڑی دیر میں تھوڑا سا آرام کروں کہ اچانک ہم نے ایک زبردست شور سنا اور سواروں کی آمد اور ان کی آواز سے میں نے [illegible] خیال کیا کہ وہ بات یاد ہوئی اور اب میں نے سمجھا کہ مجھے ان کی طرف سے اندیشہ تھا وہ پیش آ گیا۔ دروازہ کھلا خادم داخل ہوا اور اس نے مجھ سے کہا امیر المومنین ہادی آ رہے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آ رہے ہیں ان کو دیکھتے ہی میں اپنی جگہ سے کود پڑا اور میں نے ان کے پاس پہنچ کر ان کے ہاتھ پاؤں چومے پھر ان کے ساتھ ان کے گھر ہی آ گیا۔

ہادی کی عبداللہ بن مالک پر عنایت:

کہنے لگے اے عبداللہ میں نے تمہارے معاملہ پر غور کیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ تمہارے دل میں یہ خیال ہوگا کہ جب میں پی کر ہوش میں آؤں گا تو تمہارے متعلق وہی رائے قائم ہو جائے گی جو تمہارے متعلق پہلے تھی اور تم کو اندیشہ ہوگا کہ میں تمہیں کوئی ضرر پہنچاؤں اس لیے میں خود تمہارے مکان آیا ہوں تاکہ تمہارا اطمینان ہو جائے اور تمہارے دل سے یہ خیال نکل جائے۔ میں نے تمہارے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ ختم ہو گیا۔ اب تمہارے سامنے میں اس لیے آیا ہوں تاکہ تم کو یقین ہو جائے کہ میرا دل تمہاری طرف سے بالکل صاف ہے۔ میں نے چاہا کہ اپنی بیٹی کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں مگر انھوں نے اسے کھانا لانے کا حکم دیا اپنے خدمت گار کو حکم دیا کہ وہ تھیلا لا دو۔ ہم ابھی ٹھہرے

اپنے دربار سے اٹھتے ہی چار موتی جو زمردوں سے مرصع تھے میرے منہ کے اندر ڈالے گئے کہ گھونٹ کر کھا لو یہیں۔ اور پھر ان کو اپنے کام میں لاؤ البتہ پھر میرے منہ سے ان کو تم اپنے پاس امانت رکھو شاید کسی کام کے لیے مجھے ان کی ضرورت ہو تو میں منگوا لوں گا۔ پھر انہیں کے ساتھ اپنے پاس سے بھی بہت سے دیے۔ یہ کہہ کر وہاں چلے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ بن مالک کا بیان

عبداللہ بن مالک کا بیٹا موسیٰ کہتا ہے میرے والد کی گنج کے واسطے میں جو بات تھی وہ انھوں نے مجھ سے روایت کی ہے اس بات کے بعد انھوں نے ان انگوٹھیوں کے متعلق بتایا ہے جب تک ہادی زندہ رہے یہ خود ان انگوٹھیوں کی نگہداشت کرتے رہے۔

عبداللہ بن یعقوب کو سزا دینے کا حکم

محمد بن عبداللہ بن یعقوب بن داؤد بن طہمان السلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن یقطین بن موسیٰ کا منصب اور خوشنودی خلافت کی بھی تھی میرے باپ کہا کرتے تھے کہ کسی طرح یا کبھی میں اس قدر مطمئن نہیں ہوا جس قدر علی بن ہامان کا جس ہادی جب بیمار ہوئے اور ان کی تبدیلی حالت میں میرے پاس آیا اور آتے ہی مجھ سے ایک کوڑا لیا مجھے بتایا امیر المؤمنین موسیٰ الہادی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو کوڑے ماروں اب وہ میرے ساتھ دو اور کوڑے ہیں اس طرح کوڑا رکھ کر لگا کہ وہ مفقود ان کی کوشش کرتا اسی طرح ان کے سوتے لیے اور پوچھا کیا ہادی نے اس سے یہ پوچھا گیا ہو اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی۔ انھوں نے پوچھا پھر اس پر کیا گزری اس نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تم نے یہ کیا غضب کیا وہ تو ایک آدمی تھا تم نے سب کے سامنے مجھے بدنام کیا سب یہی کہیں گے کہ امیر المؤمنین نے یعقوب کو قتل کر دیا جب میرے باپ نے ان کو یہ حال سنایا تو کہا کہ امیر المؤمنین وہ مرا نہیں زندہ ہے۔ اس پر ہادی نے خوشی کے اظہار میں الحمدللہ کہا۔

ہادی کی فضل بن ربیع کو ہدایت

ربیع کے بعد ہادی نے اس کے بیٹے فضل کو جب حاجب مقرر کیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ لوگوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکنا اس سے برکت جاتی رہتی ہے کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش ہو جائے جب میں اس کی تحقیق کروں تو وہ غلط ثابت ہو جو کہ اس سے خلافت اور رعایا دونوں کو ضرر پہنچے گا۔

ایک مجرم کی رحم کی درخواست:

موسیٰ بن عبداللہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ہادی کے سامنے پیش کیا گیا ہادی اس سے جرائم بیان کرنے لگے، جس پر اس نے عرض کیا امیر المؤمنین بڑی مشکل ہے اگر میں ان جرائم کی جواب دہی کروں تو آپ کی بات رد ہوتی ہے اور اگر تسلیم کروں تو جرائم کی پاداش کا مستوجب ہوتا ہوں البتہ میں اس کے جواب میں یہ شعر پڑھ دیتا ہوں

فان کنت ترجو فی العقوبۃ رحمۃ فلا تزہدن عند المعافاۃ فی الاجر

ترجمہ: اگر آپ کو سزا کے عوض بھی آپ کے رحم و کرم کی امید کی جاتی ہے تو پھر ضرور ہے کہ آپ معافی کے قبول کرنے میں تو کچھ دریغ نہ کریں گے۔

چنانچہ ہادی نے اس شخص کو رہا کر دیا۔

عمر بن شبہ کا بیان:

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ سعید بن مسلم باہلی کی خدمت میں حاضر تھا کہ انہیں ہادی کا فرمان ملا۔ سعید اگرچہ جوان تھا مگر ان کے سر کے بال پک چکے تھے اس وجہ سے انہوں نے ایک بڑی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ مگر کچھ مدت کے بعد ہادی نے ان سے کہا کہ ٹوپی اتار دو تاکہ سر کی سفیدی کی وجہ سے تم بڑی عمر کے نظر آؤ۔

ہادی اور حسن بن عبدالخالق:

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں فضل بن ربیع کی ملاقات کے لیے جسر پر جا رہا تھا اتنے میں راستہ میں امیر المومنین موسیٰ الہادی سے جو اب خلیفہ تھے مڈبھیڑ ہوگئی میں ان کو پہچانتا تھا وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا [illegible] میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا [illegible] میں نے تمام [illegible] تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اس شخص نے کہا معلوم ہے [illegible] نے اپنے گھوڑے کو [illegible] چار ہزار درہم [illegible] محمد بن القاسم صاحب [illegible] کے مکان میں [illegible] امیر المومنین [illegible] باقی ان کے ساتھ تھے انہوں نے مجھ سے کہا [illegible] امیر المومنین سے [illegible] ہو گیا تو [illegible] صورت [illegible] چلے جاؤ جب میں [illegible] نماز کے لیے [illegible] حسین بن معاذ [illegible] مسلم ہادی کا [illegible] بیان کرتے [illegible] ان کے [illegible] خلیفہ [illegible] کرتے تھے [illegible] کی وجہ سے [illegible]۔

ابراہیم بن سلم سے ہادی کی تعزیت:

ہادی کے عہد میں ابراہیم بن سلم بن قتیبہ صاحب مرتبت تھا ابراہیم کا کوئی بیٹا مر گیا ہادی اس کی تعزیت کے لیے اس کے گھر آئے وہ اس وقت ایک [illegible] پر سوار تھے [illegible] سلام کیا [illegible] ابراہیم کے [illegible] میں اتر پڑے اور اس سے کہا [illegible] تمہارا بیٹا [illegible] خوشی ہوئی [illegible] مصیبت کا باعث ہوا اور اب اس کی موت سے تم کو رنج پہنچا [illegible] ابراہیم نے کہا امیر المومنین آپ کے ارشاد سے میرے [illegible] جب ابراہیم مر گیا تو اس کے بعد سعید بن سلم کو [illegible] مرتبت مقرر ہوا۔

علی بن الحسین پر ہادی کا عتاب

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ علی بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الملقب بہ جزری نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ

سے جو مہدی کے کاتب تھے یہ روایت ہے کہ ہادی کی خلافت کے ابتدائی ایام میں موسیٰ ہادی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انہوں نے طلب کر لیا کرائے ، انہوں نے پوچھا اور کہا کیا یہ واقعہ تمہارے علاوہ کسی اور کو بھی معلوم ہے انہوں نے کہا میرا اعتماد نہ تھا کہ یہ بات کسی سے کہوں کسی کی بات پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اس بات کے علاوہ کسی کو کوئی فائدہ حاصل نہیں اس جواب پر ہادی نے اسے پکڑ کر مارنے کا حکم دیا کہ پانچ سو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ حکم کی بجا آوری ہوئی عمر زندگی بھر وہ اس زخم سے کراہتا رہا اس کے بعد اس کو ایک جگہ ڈال دیا گیا اس کے ہاتھ کی ایک چار انگلی کی خدمت گاری ... علی بن ... خدمت گار اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا ... وہ چلا جاتا ہوا ہادی کے پاس آیا اور ان کو بتایا ہادی نے علی کو بلوایا اور کہنے لگے کہ اس کی یہ جرأت ہوئی کہ میرے باپ کے ساتھ اس نے استخفاف کیا اور مجھ سے یہ گستاخی اور اب اس نے میرے خدمت گار کے ساتھ یہ طرز کیا ہے۔

علی بن حسن کی رہائی:

ہادی نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ علی سے علاوہ حرکات کی وجہ سے بات کر رہا ہے اس نے کہا اس خدمت گار سے پوچھا اسے عمر دو کہ وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائے اور سچ بیان کرے۔ علی نے اسی طرح حلف لے کر اس سے پوچھا خدمت گار نے علی کے بیان کی تصدیق کی۔ ہادی کہنے لگے کہ میں اس پر احسان کروں گا بخدا اگر شہادت دے دیتا تو وہ میرا چچیرا بھائی ہے کہ اس طرز اختیار نہ کرتا تو میں اس کی قرابت سے انکار کر دیتا اس کے بعد ہادی نے علی کو رہا کر دیا۔

ابو ... بیان کرتا ہے کہ مہدی کے پیچھے ہادی اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاتے تھے۔ مہدی ان کو کہتے تھے کہ یہ میری ریحان ہے۔

زندیقوں کو قتل کرنے کی ہدایت:

ایک زندیق مہدی کے سامنے پیش کیا گیا مہدی نے اس سے توبہ کرنا چاہی اس نے انکار کیا مہدی نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور موسیٰ سے جو موجود تھا کہا اے میرے بیٹے۔ جب خلافت تمہارے ہاتھ آئے تو تم اس جماعت یعنی مانی کی جماعت کو خوب ختم کرنا یہ ایک فرقہ ہے جو بظاہر لوگوں کو حسن اخلاق کی طرف فواحش سے اجتناب ترک دنیا اور آخرت کے لیے عمل کی دعوت دیتا ہے جب کوئی شخص ان کی اس قول کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جماعت اس پر گوشت کھانے صاف پانی استعمال کرنے اور کیڑے مکوڑوں کے مارنے کو حرام کر دیتی ہے اس کے بعد وہ روشنی اور ظلمت دو کی پرستش کی دعوت دیتی ہے جب اسے بھی وہ شخص قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس شخص کے لیے بہنیں اور بیٹیاں حلال کر دیتی ہیں۔ پیشاب سے نہانا اور راستہ میں سے چھوٹے بچوں کو چرا کر لے جانا تاکہ ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی تک پہنچایا جائے مباح ہو جاتا ہے۔ اس فرقہ کو خوب ڈھونڈ کر قتل کرنا اور سولی پر لٹکا دینا اور اس طرح اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا تقرب طلب کرنا میں نے تمہارے دادا عباسؓ کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے میری کمر میں دو تلواریں باندھی ہیں اور ان ثنویوں کے قتل کا حکم دیا ہے۔

اپنے خلیفہ ہونے کے دس ماہ بعد ایک دن موسیٰ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس فرقہ کا ایک متنفس بھی زندہ نہ چھوڑوں

کو سب کو قتل کر دوں گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ ہادی کے لیے ایک ہزار درخت کے تنے تیار کیے جائیں لوگوں نے کہا کہ یہ مقدار اسی ماہ میں مہیا ہو سکتی تھی مگر اس کے دو ماہ بعد ہادی نے وفات پائی اس لیے ان کا یہ مقصد بے مصرف معطل ہو گیا۔

ہادی اور عیسیٰ بن داب:

عیسیٰ بن داب حجازیوں میں سب سے زیادہ ادیب و خبیر تھا ہادی کے مزاج میں اسے اس قدر رسوخ حاصل ہو گیا تھا کہ کسی دوسرے کو میسر نہ تھا صرف یہی نہیں بلکہ یہ شخص تھا کہ ہادی کے دربار میں اس کے لیے تکیہ منگوایا جاتا جس سے سہارا دے کر بیٹھتا کسی دوسرے کی یہ عزت نہ تھی ہادی اس سے کہا کرتے 'رات یا دن میں کوئی وقت ایسا نہیں آتا جب کہ تمہاری ملاقات اور موجودگی کے بغیر گزرتی ہو جب تم میری نظروں سے غائب ہوتے ہو مجھے تمہاری دید کی آرزو رہتی ہے۔ اس کی گفتگو بہت پرلطف ہوتی تھی نہایت عمدہ اور نادر قصے کہانیاں بیان کرتا بہت سے منتخب اشعار یاد تھے جن کو وہ موقع اور محل کی مناسبت سے پڑھتا۔

عیسیٰ بن داب پر ہادی کی عنایت:

ایک رات ہادی نے حکم دیا کہ اسے تیس ہزار درہم دے دیے جائیں صبح کو ابن داب نے اپنے داروغہ کو ہادی کی ڈیوڑھی پر بھیجا اور ہدایت کی کہ حاجب سے جا کر کہنا کہ یہ رقم ہمیں بھیج دیجیے اس کا داروغہ حاجب سے ملا اور اسے اس کا پیغام پہنچایا حاجب نے تبسم کیا اور کہا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے تم فرمان توقیع لے جا کر طلب کرو اس کے لیے باقاعدہ حکم ہونا ہے اور پھر اسے وہاں لے جاؤ اور دیوان میں درج کراؤ اور وہاں سے منظوری حاصل کرو غرض داروغہ ابن داب کے پاس واپس آ گیا اور اسے ساری داستان سنائی ابن داب نے کہا جانے دو خاموش ہو رہو اور اب اس کے متعلق کسی سے کچھ مت کہو۔ اسی زمانے میں موسیٰ اپنے بغداد کے ایک بالا خانہ پر سیر کے لیے جاتے تھے انہوں نے ابن داب کو اس حالت میں آتا ہوا دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا ابراہیم الحرانی سے کہنے لگے یہ کیا بات ہے۔ ہم ابن داب کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پاتے اور نہ اس نے ہماری ملاقات کے لیے کچھ اچھا لباس زیب تن کیا ہے۔ حالانکہ کل رات ہی ہم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ اس کا اثر نمایاں ہونا چاہیے تھا ابراہیم نے عرض کیا امیر المومنین اگر حکم ہو تو اس سے پوچھ لوں کہا ابھی اسے دو دن گزرے ہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہے۔ اب ابن داب بھی ان کے پاس آ گیا اور حسب دستور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ خود ہادی نے اس کے معاملہ کو چھیڑا اور کہا کہ تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہیں سردی کا زمانہ ہے اس میں تو اور بھی لباس کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس نے کہا امیر المومنین اپنی ضروریات کی تکمیل کی مجھ میں استطاعت نہیں۔ ہادی نے پوچھا کیوں؟ ہمارا تو خیال تھا کہ جو سلوک ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تمہاری حالت درست ہو جائے گی اس نے کہا کہ وہ رقم اب تک میرے پاس آئی اور نہ مجھے وصول ہوئی۔

ہادی نے اسی وقت اپنے صرف خاص کے خزانہ دار کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت تیس ہزار درہم ابن داب کو دیے جائیں چنانچہ وہ رقم لائی گئی اور ان کے سامنے ہی ابن داب کو دے دی گئی۔

علی بن یقطین کا بیان

علی بن یقطین بیان کرتا ہے کہ ایک رات دوسرے مصاحبین کے ساتھ میں بھی موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا ایک خدمت گار آیا اور اس نے اشارے میں کوئی بات ان سے کہی وہ فوراً اٹھے اور ہم سب سے کہہ گئے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے سب بیٹھے رہیں وہ خود چلے گئے اور بہت دیر کے بعد ہانپتے ہوئے آئے اور اپنی مسند پر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نفس کم ہوا اور ان کو سکون ہوا ان کے ساتھ خدمت گار بھی ایک طباق لیے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ آیا تھا یہ ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

دو باندیوں کا قتل

جب وہ دربار میں آئے کانپ رہے تھے اس پر ہم سب اچنبھے میں پڑ گئے انھوں نے خدمت گار کو حکم دیا اسے رکھ دے اس نے رکھ دیا پھر حکم دیا کہ طباق پر سے خوان پوش ہٹا دے اس نے اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس طباق میں دو باندیوں کے سر ہیں ہم نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے یا بال کبھی نہیں دیکھے تھے ان کے سر کے بالوں میں جواہرات لگے ہوئے تھے اور خوشبو مہک رہی تھی اس خونی منظر کو دیکھ کر ہم پر بہت اثر ہوا خود انھوں نے پوچھا جانتے ہو یہ کیوں ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کیا خبر کہنے لگے مجھے یہ خبر ملی تھی کہ یہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور فحش کرتی ہیں میں نے اپنے اس خدمت گار کو ان کی خبر کے لیے متعین کیا تھا اس نے ابھی آ کر مجھے اطلاع دی کہ وہ دونوں جمع ہیں میں نے جا کر دیکھا کہ وہ دونوں ایک ہی لحاف میں لپٹی ہوئی فحش کر رہی ہیں میں نے ان کو قتل کر دیا اس کے بعد انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ یہ دونوں سر لے جا اس کے جانے کے بعد اب پھر انھوں نے اپنی سابقہ گفتگو اس طرح شروع کر دی کہ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

خیزران کی ہادی سے غطریف کی سفارش:

عبداللہ بن محمد البواب بیان کرتا ہے کہ میں کچھ دن فضل بن ربیع کے نائب کی حیثیت سے ہادی کا حاجب ہوا کرتا تھا میں ایک دن ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا انھوں نے صبح کا کھانا کھایا اور پھر نبیذ طلب کی اس سے پہلے وہ اپنی ماں خیزران سے ملنے گئے تھے اور اس نے ان سے کہا تھا کہ آپ اپنے ماموں غطریف کو یمن کا والی مقرر کر دیں ہادی نے کہا کہ پینے سے پہلے مجھے یاد دلا دینا چنانچہ جب وہ پینے بیٹھے تو خیزران نے مجھے دوبارہ یاد دہانی کے لیے ان کے پاس بھیجا۔

ہادی کی خیزران کو سخت دھمکی:

انھوں نے کہا جا کر اماں جان سے کہہ دو کہ آپ اس کی بیٹی عبیدہ کے طلاق کو یا یمن کی ولایت کو پسند کر لیں ہادی کی پوری بات تو کہی نہیں اس نے صرف یہی کہا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ اس کے لیے پسند کر لیں اس نے جا کر خیزران سے یہی کہہ دیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے لیے یمن کی ولایت پسند کی ہے ہادی نے اس کی بیٹی عبیدہ کو طلاق دے دی اب وہاں سے رونے چلانے کی آواز آنے لگی ہادی نے پوچھا کیا ہے۔ خیزران نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہادی نے کہا آپ ہی نے اس کو پسند کیا ہے اس نے کہا مجھے نہیں کہے تو آپ کا پیام اس طرح پہنچایا گیا تھا۔

ہادی کا ندیموں پر عتاب:

ہادی نے صالح مصلیٰ بردار کو حکم دیا کہ ننگی تلواریں لے کر تمام ندیموں کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اور حکم دو کہ سب اپنی بیویوں کو

طارق اپنی خدمت گاروں نے مجھ سے آ کر بیان کیا اور اطلاع دی کہ میں کسی کو بھی اندر نہ جانے دوں۔

اسود بن عمارہ کے اشعار:

آستانہ خلافت پر ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے لبادہ سے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اور آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا تھا مجھ سے بولا کہ وہ شعر سناؤ میں نے وہ شعر سنائے جو یہ ہیں:

خلیلی من سعد ألما فسلما   علی مریم لا یبعد اللہ مریما
وقولا لها هذا الفراق عزمته   فهل من نوال بعد ذاك فيعلما

ترجمہ: "اے میرے بنی سعد کے دونوں دوستو! تم نزول کر کے مریم پر سلام کی پیش کش کرنا اللہ اسے دور نہ کرے اور کہنا کہ جدائی کے بعد جس کا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ارادہ کر لیا ہے کیا کچھ بخشش و وصال ہوگی تاکہ جو کچھ ہو گا تم دونوں کو معلوم ہو جائے گا"۔

اس شخص نے جو اپنے لبادے سے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھا مجھ سے کہا کہ علماء تک بہت مختصر ہے۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہوا اس نے کہا شعر کا حسن وجنح معنی پر موقوف ہے نہیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ تمہارے مراد سے واقف ہو جائیں میں نے کہا مگر میں اشعار سے تمہارے مقابلہ میں زیادہ واقف ہوں اس نے کہا اچھا بتاؤ یہ کس کے شعر ہیں۔ میں نے کہا یہ اسود بن عمارہ النوفلی کے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اسود بن عمارہ ہوں میں نے اس کے قریب ہو کر اس سے کہا کہ امیر المومنین کی یہ کیفیت ہے۔ میں مجبور ہوں اس حالت میں آپ کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور یہ کہہ کر یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے۔ اپنی راہ چلا گیا۔

خیزران کا ذکر کرنے کی ممانعت:

ابو المعافی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ اور ہارون کی مدح میں ابراہیم بن محمد کو یہ شعر سنائے:

یا خیزران هناك ثم هناك   ان العباد یسوسهم ابناك

ترجمہ: "اے خیزران تجھے یہ رتبہ مبارک باد ہو کیونکہ تیرے دونوں بیٹے بندگان خدا پر فرمانروائی کرتے ہیں"۔

عباس بن محمد نے مجھ سے کہا دیکھو میں تمہاری بھلائی کے لیے تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ موسیٰ نے کہا ہے کہ میری ماں کا کوئی ذکر بھلائی یا برائی سے نہ کیا جائے۔

یوسف الصیقل شاعر کا بیان:

یوسف الصیقل الواسطی شاعر بیان کرتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہادی خلیفہ ہوئے ہوں اور بغداد آئے ہوں ہم جرجان میں ان کے پاس تھے یا جائے ایک پر تکلف اور خوبصورت بالاخانہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں کسی نے یہ شعر گایا:

واستقلت وجنته   ما الرده یخفی شرحها

"ان کے مردوں نے روٹی پنیر سے کھا لیے"۔

اسے سن کر ہادی نے کہا پورا قصیدہ سنایا جائے۔ چنانچہ پورا قصیدہ سنایا گیا۔ کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اس قسم کے اچھے اشعار میں ہوتی جن میں درد ہوتا۔

یوسف الصیقل سے جو [illegible] شعر پڑھے۔ لوگوں نے جب امیر المؤمنین کی [illegible] بیان کی تو انہوں نے اسی وقت یہ شعر پڑھے

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

ترجمہ: "[illegible]

اشعار پڑھ کر انہوں نے [illegible]

چنانچہ [illegible] کے پاس آ گیا۔

عیسیٰ بن داب سے مہدی کی فرمائش:

[illegible] کہتا ہے کہ [illegible] ابن داب کو سب سے زیادہ [illegible] حاصل تھا۔ ایک دن فضل بن ربیع نے [illegible]

[illegible] شعر کہے

[illegible] [illegible]

ترجمہ: "[illegible] شراب [illegible]

[illegible] [illegible]

ترجمہ: [illegible] ہے۔

[illegible] [illegible]

ترجمہ: [illegible]"۔

عیسیٰ بن داب کا [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

ترجمہ: کیونکہ باوجود طویل مدت اور گزر جانے کے آنسو بھی کوئی اور سوز غم سے زیادہ میرے دل سوز و فراق کی ہمدردی میں رونے والی نظر نہیں آئی۔

[illegible] [illegible]

ترجمہ: تم تین دونوں اس بڑھے کو سلام کا جواب دو جس کے قلب میں ان دونوں سے محبت نے شوق کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔

اس قصیدہ میں میں نے ان کی مدح بھی کی تھی۔ جب میں اس شعر پر پہنچا۔

[illegible] [illegible]

ترجمہ: اس کی انگلیاں دینے میں ایسی تیز چلتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام خزانوں میں ایک درہم بھی باقی نہ بچے گا۔

اس شعر کو سن کر وہ انتہائی خوشی سے میری طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کل شب تم نے ہمیں دیکھا، بات یہ واقعہ یہ تھا کہ گزشتہ شب میں انہوں نے بہت سا روپیہ خزانوں سے نکلوا کر تقسیم کیا۔

ابراہیم موصلی سے ہادی کی گانے کی فرمائش

ابراہیم الموصلی مشہور گویا بیان کرتا ہے۔ ایک دن ہم موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس وقت ابن جامع اور معاذ بن الطبیب بھی موجود تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ معاذ ہمارے ساتھ شریک جلسہ ہوا تھا۔ یہ راگوں سے خوب واقف تھا اور پرانے پرانے راگ اسے معلوم تھے موسیٰ نے کہا جو اپنے گانے سے مجھے بے خود کر دے گا میں اس کی دل مانگی بات پوری کروں گا۔ ابن جامع نے اپنا گانا سنایا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کس قسم کے راگ کو چاہتے ہیں۔ مجھ سے کہا ابراہیم تم گاؤ میں نے یہ گیت گایا:

سلیمی اجمعت بینا فاین تقولها اینا

ترجمہ: "سلمیٰ ہم میں موجود ہے مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کہاں ہے؟"۔

اسے سن کر ان پر وجد طاری ہو گیا مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا: اور دو دو، میں نے پھر گایا۔ کہنے لگے بس اب میری غرض پوری ہوئی مجھے اتنی خوشی ہوئی جتنا کچھ یہ گانا سنتے ہوئے۔

ابراہیم موصلی کے مطالبہ پر ہادی کی برہمی:

میں نے کہا امیر المومنین عبد الملک کی جاگیر اور اس کا چشمہ آب خرید دیجئے۔ اس پر ان کی آنکھیں پھر گئیں اور غصہ کی انگاروں کی طرح دہکنے لگیں کہنے لگے تو اس سے تو یہ چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں میری بدنامی ہو اور لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ ایک گویے کے گانے سے امیر المومنین نے بے خود ہو کر اس کی منہ مانگی جاگیر دے دی اگر میں اس بات کو جانتا نہ ہوتا کہ یہ تیری فوری جہالت ہے جو تیری عقل اور دانش سلیم پر غالب آ گئی تو میں تیرا سر اڑا دیتا۔

ابراہیم موصلی پر نوازش:

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک سر نیچے کئے سوچتے رہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملک الموت میرے اور ان کے درمیان

کہا ابوالیاس تمہارا مقصد ہے۔ پھر ابراہیم حرانی کو بلا کر حکم دیا کہ اس جوان کو بیت المال کے اندر لے جاؤ اور جو یہ طلب اس سے لے لے۔ ابراہیم مجھے بیت المال کے اندر لے آیا مجھ سے کہا کہ جو چاہو لے لو۔ [illegible] تھیلیاں میں نے اٹھا لیں ان سے پوچھتے رہو گے میں نے کہا تم کیا اس نے کہا [illegible] پوچھو [illegible] [illegible] ہے۔ میں نے کہا اچھا جو مجھے دو اور [illegible] [illegible] اب [illegible] [illegible] ہے [illegible] بات اٹھا کے [illegible] آیا اور [illegible] [illegible] نے میرا پیچھا چھوڑا۔

ہادی کا مرغوب راگ

حکم الوادی بیان کرتا ہے کہ ہادی اس درمیانی راگ کو بہت پسند کرتے تھے جس میں لچک ہو اور وہ بار بار گانے کو کہتے تھے اور بے حد [illegible] ہوتے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا [illegible] [illegible] بھی موجود تھے اور [illegible] بھی حاضر تھے ہادی نے تین تھیلیاں منگوائیں اور ان کے حکم سے [illegible] کے پیچھے رکھ دی گئیں [illegible] رکھ دیا گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ تم میں سے جو مجھے اس طرز پر گا کر سنائے گا جو مجھے مرغوب ہے تو یہ تینوں تھیلیاں اس کو دے دی جائیں گی۔ ہادی اس قدر [illegible] [illegible] تھے کہ [illegible] [illegible] گا [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] کریں گے۔ سب کو [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] کا انعام کوئی نہیں پا سکا۔

حکم الوادی کو انعام

جب میری [illegible] نوبت آئی میں نے [illegible] [illegible] ان کے ذوق کے موافق [illegible] [illegible] گا کر سنائی تو خوب [illegible] [illegible] [illegible] انہوں نے شراب پی اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھیلیاں [illegible] اور میں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بہت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] امیر المومنین جناب والا نے جس راگ کو پسند فرمایا ہے [illegible] وہ [illegible] میں سے [illegible] آپ کے مرغوب [illegible] طرز [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نے مجھ سے [illegible] [illegible] [illegible] اور پھر شراب پی۔ اب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حکم دیا جائے کہ وہ اس رقم کو [illegible] ہادی کے سامنے سے جائیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] [illegible] آئے [illegible] اس میں سے جتنا چاہو وہ تمہاری [illegible] [illegible] [illegible] تمہیں مبارک ہو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پاس آیا [illegible] ایک درہم بھی تم کو نہیں دیتا۔

یزید بن مزید کی ہادی کی باندی کو دھمکی:

محمد بن عبداللہ کہتا ہے کہ قاری [illegible] نے [illegible] استاد قاری سعید [illegible] نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دن ہادی کی خدمت میں اس کے ندیم اور مصاحبین تھے جن میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بھی موجود تھے۔ ہادی کی ایک باندی ان سب کو شراب پلا رہی تھی چونکہ وہ بہت بد مذاق اور [illegible] تھی اس لیے وہ ان سب پر [illegible] [illegible] درشت [illegible] کر رہی تھی اتنے میں یزید بن مزید بھی وہاں آیا اس نے [illegible]

[illegible] ہادی [illegible] ربیع [illegible] تم نے مجھے ایسے القاب اور الفاظ سے [illegible] [illegible] انھوں نے [illegible] ہادی [illegible] [illegible] انھوں نے [illegible] کے خادم تھے۔

امۃ العزیز

ربیع کی ایک لونڈی امۃ العزیز تھی جو بہت خوبصورت تھی اور جس کے پستان ابھرے ہوئے تھے۔ ربیع نے اسے مہدی کے نذر کر دیا۔ مہدی نے جب اس کے حسن اور دوشیزگی کو دیکھا تو کہا کہ یہ موسیٰ کے لیے مناسب ہے۔ انھوں نے اسے موسیٰ کو دے دیا۔ موسیٰ اسے بہت چاہتے تھے اور ان کی تمام اولاد اسی کے بطن سے پیدا ہوئی۔

ہادی کا ربیع کو قتل کرنے کا فیصلہ:

ربیع کے کسی دشمن نے موسیٰ سے کہا کہ میں نے ربیع کو یہ کہتے سنا ہے کہ امۃ العزیز سے زیادہ مجھے کسی دوسری عورت سے اس قدر لطف حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر موسیٰ کو شدید غیرت لاحق ہوئی اور انھوں نے ربیع کو قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ جب خلیفہ ہوئے تو ایک دن ربیع کو بلایا، ان کے ساتھ کھانا کھایا، ان کی بہت خاطر تواضع کی اور شہد کی شراب کا ایک پیالہ ان کو دیا۔

ربیع کو مسموم شہد پینے کا حکم

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں جانتا تھا کہ [illegible] تو وہ مجھے قتل کر دیتے [illegible] ہادی [illegible] ان سے [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] مجھے اس پیالہ [illegible]۔

ربیع کی وصیت:

وہاں سے ربیع اپنے گھر آیا اس نے تمام بیٹوں کو بلا کر جمع کیا اور کہا کہ میں آج ہی مر جاؤں گا۔ اس کے بیٹے فضل نے پوچھا آپ یہ بات کیسے جانتے ہیں؟ انھوں نے کہا موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے زہر کا پیالہ دیا ہے اس کا عمل شروع ہو گیا ہے اب میں محسوس کر رہا ہوں۔ اس کے بعد ربیع نے جس جس بات کی وصیت کرنی تھی وہ وصیت کی اور اسی دن انتقال کیا۔ موسیٰ الہادی کے مرنے کے بعد رشید نے امۃ العزیز سے نکاح کر لیا اور اسی سے علی بن رشید پیدا ہوا۔

فضل بن سلیمان کا بیان:

فضل بن سلیمان بن اسحاق الہاشمی کا بیان ہے کہ اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جب ہادی عیسا باذ میں منتقل ہو گئے تو انھوں نے ربیع کو منصب وزارت اور دفتر رسائل سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عمر بن بزیع کو مقرر کیا البتہ انھوں نے ربیع کو [illegible] خدمت کا عہدہ بحال رکھا اور اسی خدمت پر وہ اپنی وفات تک قائم رہا۔ ہادی کی خلافت کے چند ماہ بعد ربیع نے انتقال کیا۔ ہادی کو بھی اس کے مرنے کی اطلاع [illegible] ہارون نے جو ولی عہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ہادی نے ربیع کی جگہ ابراہیم بن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

⁂